

تحقیقات نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَمَلَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفَنَائِي الرُّضْوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ

جلد 2

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات



تیسرے عالمی اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

فہرست جلد دوم

ابواب وسائل

۴۳	۵	فتویٰ ۲۸۔ آب مستعمل کی جامع مانع تعریف پانی مستعمل ہونے کی صورتوں کا بیان۔	پیش لفظ
۴۴	۳۷	بچے وضو ہے اور برتن بڑا کہ جھکا نہیں سکتا تر پانی کس طرح ہے۔	باب المیاء
۴۴	۳۷	جنتب یا بیرون کا وہ عضو جس کی ابھی طہارت نہ کی ذرہ بھر بھی اگر شک بھر پانی میں ڈوب جائے قابل طہارت نہ رہے گا۔	فتویٰ ۲۳۔ وضو کے بچے پانی سے نہ ملے اگر اس میں کچھ قطرے یا دھار یا تھلہ سے گری تو کیا حکم۔
۴۴	۳۷	مستعمل وغیر مستعمل پانی مل جائیں تو زائد کا اعتبار ہے۔	فتویٰ ۲۴۔ اسٹجے کے بچے برسے پانی سے وضو جائز ہے۔
۴۵	۳۸	پانی مستعمل نہ ہونے کی صورتیں۔	فتویٰ ۲۵۔ بارش کا پانی کہ شہر کی نمایاں دھج کر رہتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔
۴۷	۳۸	آب مطلق کے سوا کلاب وغیرہ کسی چیز سے وضو وغسل نہیں ہو سکتا۔	فتویٰ ۲۶۔ سارے ساتھ گز مرنے حوض پیشاب سے ناپاک نہ ہوگا۔
۴۷	۳۹	وضو یا غسل کا پانی مسجد میں ڈالنا چھوڑنا حرام ہے۔	فتویٰ ۲۷۔ حوض وہ درود نہاست سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک خاص نہاست کے سبب اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدل جائے۔
۵۲	۳۹	مصنعت کی تحقیق مفروضہ کہ برتن پر نہایت سخت دھونے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا۔	

مات باپ کے کپڑے یا اسی کے کھانے کے لیے
پھل یا مسجد کا فرش بریت ثواب دھوئے سے
پانی مستعمل نہ ہوگا۔

پانی مستعمل ہو جانے کا موجب۔

پانی بدن سے جدا ہوتے ہی مستعمل ہو جاتا ہے
اگرچہ ابھی کہیں نہ ٹھہرا ہو۔

باد و خشف گرمی میں کسی عبادت میں دل لگنے کیلئے

نہایا یا ہاتھ مزہ دھوئے پانی مستعمل نہ ہوگا۔

بدن مستحار کنا مستحب ہے اسلام کی بناء

مستحرائی پر ہے مگر باد و خشف کا اس نیت سے

بدن دھونا پانی مستعمل نہ کرے گا۔

تالیاخ کا ہاتھ ڈوبنے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا

بحث قول المحقق ان سقوط الفرض

هو الاصل في الاستعمال۔

باطن چشم دھونے سے پانی مستعمل نہ ہوگا۔

مصنعت کی تحقیق کر سنے سے بھی پانی مستعمل

ہو جاتا ہے۔

بیوض و شمس نے پانی کے برتن میں اپنا سر داخل کیا

یہاں تک کہ چارم سر کو پانی کا مسح ادا ہو گیا

اور برتن کا پانی مستعمل نہ ہوا۔

پانی کے برتن میں مونہ پہنے پاؤں یا پٹی بندھا

عضو ڈالنے سے ان کا مسح ادا ہو جائے گا اور

پانی مستعمل نہ ہوگا۔

فتویٰ ۲۹ - ایک ذرہ بے دھلا بدن پانی

کو مستعمل کر دیتا ہے اور اسکے قابل وضو کی خاطر لیتا۔

میت کے بدن سے قلی غسل اگرچہ بقصد غسل
جو پانی مٹس کرے قابل وضو نہ رہے گا۔

۵۳ حیض و نفاس ابھی ختم نہ ہوا اس حالت میں عورت

کا ہاتھ پانی میں پڑنے سے پرستور قابل وضو

رہے گا۔

۵۵ بقدرت ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا

۱۱۶ ہاں ضرورت سے زائد مستعمل کر دے گا۔

۶۰ ہاتھ ڈالنا ضرورت سے پھر پانی ہی میں دھونے

کی نیت کر لی مستعمل ہو گیا۔

۱۱۸ مستعمل پانی کو قابل وضو کرنے کے دو طریقے۔

۱۲۰ مستعمل پانی پاک ہے اُس سے پکڑا دھو سکے ہیں

۱۲۲ چنا اور آنا گوند حنا مکروہ ہے۔

۱۲۲ اس پر چالیس کتب والہ کی نصوص کو بہتے

۸۵ بدن کا ایک ذرہ پانی سے نکل جانا سارے

پانی کو مستعمل کر دیتا ہے۔

۱۲۲ جب یا بیوض کو گولی سے پانی لینے کی ضرورت

۱۰۱ ہے اور مکرر اس میں ڈوب گیا نہ اور برتن پانی

اس کے نکلنے کو جتنا ہاتھ بھی ڈالنا ضروری ہو

پانی مستعمل نہ کریگا۔

۱۰۱ ٹھنڈک لینے کو ہاتھ یا ایک پردہ ہی ڈال پانی

۱۲۳ وضو کے قابل نہ رہا۔

کونیس میں ڈول کر گیا اُس کے نکلنے کو آدمی

۱۰۲ بے نہایت گھسا پانی خراب نہ ہوگا جبکہ اُس

کے بدن یا کپڑے پر نجاست حقیقہ نہ ہو شرف

۱۱۳ حدیث کی نیت کرے۔

۱۱۴

۱۱۶

۱۱۶

۱۱۸

۱۲۰

۱۲۲

۱۲۲

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۵

- غسل آمارنے کی نیت سے کنویں میں غوطہ دگایا
پانی بالاتفاق مستقل ہو گیا۔
- ۱۲۶ با وضو کنویں میں شلہ ڈول نکالنے کو گھسا اور وہاں
بقصد قربت نہانے کی نیت کر لی پانی مستقل
ہو گیا۔
- ۱۲۷ بر وضو کے کنویں میں جانے کا مسئلہ۔
عورت کا جب تک حیض و نفاس منقطع نہ ہوا اگر
وہ ٹھنڈک لینے کو پانی میں گھسے مستقل نہ ہو گا۔
- ۱۲۸ جنب کے غسل کنوؤں میں جانے کا مسئلہ۔
قعدت کے غسل کنوؤں میں جانے کا مسئلہ۔
- ۱۲۹ وہ در وہ پانی میں نجاست نظر آنے والی پڑی ہو
جب بھی سب طرف وضو جائز ہے۔
- ۱۳۰ عورت یا مرد کے چھینے یا وضو غسل سے جو پانی
بچا دے سر سے کو اس سے وضو جائز ہے۔
- ۱۳۱ آب مستقل ہمارے سب اماموں کے نزدیک
پاک ہے مگر قابل وضو نہیں۔
- ۱۳۲ وہ در وہ پانی میں کھیتی یا زکل قریب قریب گنا
اُسے مک نہ کر دے گا۔
- ۱۳۳ جس پانی پر کابھی جی ہو اُس کا حکم۔
پانی پر برف جم گیا تو اس میں ہاتھ پاؤں ڈال کر
وضو کرنا کیسا ہے۔
- ۱۳۴ پانی اگر وہ در وہ ہے اور نیچے کم اس کے
دونوں حصوں کا حکم۔
- ۱۳۵ نیچے وہ در وہ ہے اور اوپر کم تو دونوں حصوں
کا حکم۔
- ۱۳۶ فتنی حیستان وہ کوئی سا پانی ہے کہ جب تک کثیر
ہے نجس ہو جائے گا اور گھٹ جائے تو نجس
نہ ہو گا۔
- ۲۰۴ مصنف کی تحقیقات کردہ در وہ مربع
جو نافذ و نہیں صرف سوبا تھ کی مساحت
- ۲۰۵ ایک گارہ۔
- ۲۰۶ برائے حوض سے ایک چھوٹا حوض نکال لیا اس
کا حکم۔
- ۲۱۰ چھوٹا حوض جس کے ایک طرف سے پانی آتا
دوسری طرف سے نکل جاتا ہے اگر چہ چڑا ہو
پانی جاری ہونے کا مانع نہیں۔
- ۲۱۱ سوتوں سے پانی اُبلے اور تالی سے بے قو
وہ آب جاری ہے۔
- ۲۱۲ کنویں میں مستقل پانی گر جانے کا حکم۔
- ۲۲۱ فتویٰ ۳۰۔ حوض میں بار بار متواتر غسل
کرنے کا کیا حکم ہے۔
- ۲۲۹ غیر جاری پانی کب کثیر سمجھا جائے گا۔
- ۲۳۹ حوض کا پانی اگر مستقل ہو جائے اُس کے قابل وضو
کرنے کے دو طریقے۔
- ۲۵۰ جہاں وہ دونوں شورتیں دشوار ہوں مینیں
ڈوب لی نکالنا کافی ہو سکتا ہے۔
- ۲۵۱ فتویٰ ۳۱۔ خندق میں بستی کا پانی جاتا ہے
اور بارش کا جب ہر ۱۱ سڑ میں وضو کیا گیا حکم ہے۔
- ۲۵۹ فتویٰ ۳۲۔ وہ در حوض میں گز شہری
کی مقدار۔
- ۲۶۰

- فتویٰ ۳۱۳۔ وہ درودہ حوض میں بارہ سترہ
قائم کیے جن کی مساحت چھ گز ہے وہ درودہ
رہا یا نہیں۔
- فتویٰ ۳۱۴۔ وہ درودہ حوض میں تھوکنے یا
پاؤں ڈالنے کا حکم۔
- فتویٰ ۳۱۵۔ وہ درودہ تالاب ہے مگر اس
میں نجاست کی ڈھیلیاں پڑتی ہیں اُس کا حکم۔
- فتویٰ ۳۱۶۔ پانی میں دو اینٹیں جوش کی ہیں
اُس سے وضو یا استنہا ہو گا یا نہیں۔
- فتویٰ ۳۱۷۔ بستی کے قریب کے تالابوں کا
حکم اور وہ جن میں استنہ کیے جاتے ہیں اور وہ
پانی جس کا رنگ و بو بدلا ہو اسے اور بہاؤ کا
پانی کی نجاست سے کرایا اور کسی جگہ ٹھہرا ان
سب کا حکم۔
- فتویٰ ۳۱۸۔ وہ درودہ حوض کہ پائش کا بیابان
اور اس کے گزوں اور فٹوں اور انچوں اور
انچلیوں کی تحقیق۔
- فتویٰ ۳۱۹۔ نجس پانی تنہا غروب سے یا ہونے
سے پاک نہیں ہوتا۔
- فتویٰ ۳۲۰۔ پانی مکروہ کس کس طرح سے
ہوتا ہے۔
- فتویٰ ۳۲۱۔ نامحرم عورت کو اپنے مرشد کا
جھوٹا پینا کیسا ہے۔
- فتویٰ ۳۲۲۔ ناپاک نالی سے ہو کر پانی نے
حوض بھرا اس کا کیا حکم ہے۔
- آب کثیر میں غروب میں نجاست کا رنگ یا بویا
مزدہ آب سے تو ناپاک ہو گا نجاست سے جو
چیز ناپاک ہوئی جیسے حجاب وغیرہ اُس کے رنگ و
بوہ مزہ کا اعتبار نہیں۔
- فتویٰ ۳۲۳۔ پانی کی مساحت میں فقط سطح
بالہ کا اعتبار ہے جو پانی ۱۱ ہاتھ لیا ۹ ہاتھ
چڑھا تین ہاتھ گہرا اس کی مساحت کیا ہوگی۔
- فتویٰ ۳۲۴۔ متعلق دور چاہ و فصل البتر۔
حوض مثلث متساوی الاضلاع کے تنو ہاتھ
مساحت ہونے کے لیے ہر ضلع $\frac{1}{2}$ ہاتھ ہو۔
- اسی مسئلہ میں دوسرا قول
فتویٰ ۳۲۵۔ وضو نہ کرے افضل ہے یا
حوض سے۔
- فتویٰ ۳۲۶۔ ہندو کے نہانے کا پانی کیسا
فتویٰ ۳۲۷۔ ہندو و نصرانی کے جھوٹے
کا حکم۔
- فتویٰ ۳۲۸۔ حقہ کا پانی پاک ہے۔
- سفر میں وضو کا پانی کم ہو گیا حقہ کے پانی سے
وہ کی پوری ہو سکتی ہے تکمیل فرض ہے تیمم
کی اجازت نہیں۔
- فتویٰ ۳۲۹۔ حوض نیچے وہ درودہ ہے اور
اوپر کم اور بھرے ہوئے میں نجاست پڑی تو
نیچے کا حصہ کیسا رہا۔
- فتویٰ ۳۳۰۔ اُسی حوض میں اوپر کا پانی نکال کر
پاک پانی سے بھر دیا تو کیا حکم ہے۔

- فتویٰ ۵۱ - نیچے کے دروہ حصہ میں نجاست
 ۳۳۲ پڑی پھر بھردیا تو کیا حکم۔
- فتویٰ ۵۲ - عرض اوپر دروہ دروہ ہے اور
 ۳۳۴ نیچے کم اور نجاست پڑی تو نیچے کا حصہ کیسا ہے۔
- پانی کی صفنت اور صورت اور آب زیر و بالا میں
 ۳۳۲ چار قسموں کا بیان۔
- نہر پر گھاٹ بنائے تو جو حصہ پانی کا گھاٹ
 ۳۳۲ جُدا کیا اس کا کیا حکم ہے۔
- تالاب میں برف جم گیا ایک جگہ سے کچھ کھول لیا
 ۳۳۲ اُس کا حکم۔
- گھاٹ یا برف نے پانی کے جو ٹکڑے جُدا کیے
 ۳۳۲ اُن میں ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا
- ناپاک نہ ہوگا۔
- تالاب یا نہر سے نکلا جو حصہ دفعتاً باقی
 ۳۳۵ سے کم ہے تو جُدا نہیں۔
- دو دروہ پانی میں نجاست پڑی ناپاک نہ ہوا
 ۳۳۸ پھر صحت کر تھوڑی جگہ ہو جانے سے بھی ناپاک نہ ہوگا
- اگر نجاست باقی نہیں۔
- ناپاک پانی دو دروہ جگہ میں پھیل جانے سے
 ۳۳۸ پاک نہ ہوگا۔
- بڑے تالاب میں نجاست پڑی تھی پھر
 ۳۳۸ سوکھ کر تھوڑا رہ گیا ناپاک نہ ہوگا اگر نجاست
- باقی نہیں۔
- تالاب کی ش میں تھوڑا پانی ناپاک ہو گیا پھر
 ۳۳۹ سے بھی پاک نہ ہوگا جب تک اُبل نہ جائے۔
- نجاست سے ملے وقت پانی کی مسامت
 ۳۵۰ دیکھی جائیگی اگرچہ بعد کو کم و بیش ہو جائے۔
- فتویٰ ۵۳ - نیچے کے حصہ میں کو کم ہے نجاست
 ۳۵۲ پڑی پھر بھردیا دونوں حصوں کا کیا حکم ہے صفنت
- کا اس کے لیے دس اصلیں وضع کرنا اور اس
 ۳۵۲ کا ضابطہ۔
- چھوٹے عرض میں ایک طرف سے پانی آتا اور
 ۳۵۵ دوسری طرف سے لیا جا رہا ہے جب تک یہ
- حالت باقی ہے جاری کے حکم میں ہے۔
- کٹوں میں سوت سے پانی آرہا ہے اور ڈول
 ۳۵۵ سے بھرا جا رہا ہے جب تک ہلنا موقوف
- نہ ہو نجاست سے ناپاک نہ ہوگا۔
- جاری پانی کے اوصاف نجاست سے بدل
 ۳۶۱ گئے کہ ناپاک ہو گیا پھر نجاست نہ نشین ہو کر
- پانی صاف ہو گیا اوصاف کا تغیر ہوتا رہا خود
 ۳۶۱ پاک ہو گیا۔
- نہر کا سارا پیٹ ناپاک ہو اور تھوڑا پانی اوپر
 ۳۶۸ بند رہا ہے ناپاک نہ ہوگا جب تک نجاست
- سے متغیر نہ ہو جائے۔
- دو دروہ پانی کے اوصاف نجاست سے بدلے
 ۳۶۸ پھر نجاست نہ نشین ہو کر صاف ہو گیا پاک
- ہوایا نہیں۔
- پانی جب نکلتا چلا جاتا ہے تو عرض میں اُس کا
 ۳۶۹ پھل مانع جریان نہیں۔
- تھوڑا پانی بھی آب جاری ہے۔

- ۴۰۰ حوض صغیر جاری دنا جاری کی توضیح۔
- ۴۰۳ کنویں کا پانی اگر کچھ بہا دیا جائے سب پاک ہو جائے گا۔
- ۴۰۴ جریان کی تین قسمیں اور ان کے احکام۔
- ۴۰۵ اُس دوسرے قول کا بیان کہ جریان حوض کے لیے خود شرط نہیں۔
- ۴۱۰ پانی جب تک چھت یا زمین پر بہتا یا پارٹل سے گرتا ہے جاری ہے۔
- ۴۱۱ چھت پر یا پارٹل کے منہ پر کتنی ہی نجاست ہو منہ کا پانی اُس سے گزرتا اترنا پاک ہوگا جب تک نجاست سے اس کا کوئی وصفت متغیر نہ ہو جائے۔
- ۴۱۱ چھت پر نجاست ہے اور پانی ٹپکا جب تک منہ پر سن رہا ہے پاک ہے۔
- ۴۱۱ چھت پر نجاست ہے اور منہ تھنے کے بعد پانی ٹپکا نا پاک ہے۔
- ۴۱۱ نجس پانی پر پاک پانی کا گزرنہ اُسے پاک نہ کر دے گا جب تک نجس پانی کے ساتھ مل کر نہ جائے۔
- ۴۱۲ حوض یا کنواں اوپر تک بھر کر بہا دیں پاک ہو گیا۔
- ۴۱۵ آب واحد کی کثرت و قلت میں صرف رو آب اعتبار ہے۔
- ۴۱۵ آب کثیر خفیر جاری کے حق کا بیان۔
- ۴۰۱ تالاب کے باہر کتنی ہی نجاستیں ہوں بہتا پانی کو ان پر گزر کر تالاب میں داخل ہوگا بے تغیر نا پاک نہ ہوگا لیکن تالاب کے اندر جو نجاست ہے وہ درودہ جگہ میں ہونے سے پہلے اس پر گزرے گا تو سب نا پاک ہو جائیگا۔
- ۴۰۱ مصنف کی تحقیق و تدقیق کہ پانی کے جاری ہونے میں اوپر سے مدد آنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔
- ۴۸۹ سفر میں وہ تدبیر کہ وضو کرے اور پھر وہی پانی قابل وضو ہے۔
- ۴۸۹ نہر کا پانی اوپر سے منڈھا اندر دیا گیا نیچے پانی پر دستور جاری ہے اب بھی نجاست سے نا پاک نہ ہوگا۔
- ۴۹۰ ٹھہرے ہوئے پانی کو بہا یا پتے میں وضو کیا مستقل نہ ہوگا جتنی بار چاہے وضو کرے۔
- ۴۹۲ دو چھوٹے حوض متصل ہیں پانی ایک سے نکلتا دوسرے میں معاد داخل ہوتا ہے وہ جاری نہیں ہاں بیچ میں فاصلہ ہو تو جب تک اُس فاصلہ میں ہے جاری ہے۔
- ۴۹۳ توفیق رضوی کا طہر جسے جریان کو وہ شرط نہیں جس کے جریان کو شرط ہے۔
- ۴۹۹

- تالاب پر برف جمنا ہے اسے ایک جگہ سے توڑا
پانی بکری رفت کے اوپر وہ درودہ ہو گیا جب بھی
بے دخل یا تھ ڈالتے سے استعمال ہو جائے گا
جب تک اتنا ذل نہ ہو کہ پ سے برف نکلے۔ ۴۱۷
فقہی ۵۴۔ آب کثیر کو کتنا حق درکار ہے۔ ۴۲۵
جاری یا پانی میں نہ صرف حق کی ضرورت نہ حق کی۔ ۴۲۲
حق کے بارے میں مصنف کی تحقیق و توقیع
پانی لینے وقت اس شرط کی حاجت اور
اس کے احکام۔ ۴۲۵
جیز جاری پانی ہے اس سے نہانے سے غسل
اُتر جائیگا جبکہ کئی اور ناک میں پانی ڈال دیا ہو۔ ۴۲۶
مصنف کی تحقیق کہ جس طرح پانی دیا جائے
اس سے زمین نہ کھنا ضرور ہے چلو ہر یا لپ
یا برتن۔ ۴۲۷
مصنف کی تحقیق کہ اتنا حق وہیں درکار ہے
جہاں سے پانی لیں اگرچہ باقی جو ہی بھر ہو۔
اگر پانی اٹھانے سے زمین کھل گئی مگر ہر طرف کا
مکڑا سدا بہتہ رہا تو حرج نہیں۔
زمین کھل جانے کی صورتیں اور اُن کے احکام
فقہی ۵۵۔ آب مطلق و مقید کا بیان۔ ۴۲۷
وہ پانی جن سے طہارت ہو جائے گی نواہن کا
استعمال جائز ہو یا نہیں۔
و تحوپ سے گرم پانی کی بحث۔
ان شرطوں کے ساتھ و تحوپ کے گرم پانی سے
وضو کرنا یا نہ کرنا۔ ۴۲۸
- قدرت کی طہارت کے بچے جو سنے پانی سے مرد
کو طہارت مکروہ ہے۔ ۴۶۶
اولیٰ یہ ہے کہ مرد کے بچے پانی سے طہارت بھی
طہارت نہ کرے۔ ۴۷۱
جس پانی میں بچے نے ہاتھ پاؤں ڈالا ہو اس سے
بچنا بہتر۔ ۴۷۵
حقن کے پانی میں بدبو آتی ہو اس سے وضو
جائز ہے۔ ۴۷۶
جس زمین پر غضب الہی اُترا اُس کے پانی کا
استعمال اُس کی ٹہنی سے تیمم مکروہ ہے۔ مگر ناقہ
صالح علی الصلوٰۃ والسلام کا کوناں۔ ۴۷۷
پانی زبردستی یا چا کر لے لیا اس سے وضو
ہر جائیگا مکروہ عام ہے۔ ۴۷۸
ملوک کنیز سے اُس کی حاجت پر پانی بھر لیا
اُس کا استعمال جائز ہے۔ ۴۷۹
بچے کی سبیل سے وضو غسل بے اجازت نہیں
کر سکتا اگر اور پانی نہ ملے تیمم کر لے۔ ۴۸۱
بچے کی سبیل سے وضو غسل جائز ہونے کی
صورتح۔ ۴۸۱
وقتی مدارس کا پانی مثل وقت ہے اُس سے
وضو و غسل کے احکام۔ ۴۸۳
وضو کے لیے جو سبیل ہے اس سے پانی پینا
جائز ہے یا نہیں۔ ۴۸۴
نابالغ کے بھرے ہوئے پانی میں مستقل رسالہ
جیل و عظیم تحقیقات خاصہ مصنف پر مثل ۴۶۲

۵۷۶	کریں بھی مستحب۔	۵۷۱	بس پانی میں ہائے مستقل کی دعا نہ پڑھی یا واضح قطرے اس سے وضو نہ کرنا بہتر۔
۵۹۳	تسراک جس پانی سے دھوئی اس سے وضو کے احکام	۵۷۲	اُن پانیوں کا بیان جن میں کسی دوسری چیز کا میل ہو گیا۔
۵۹۵	بادھو نے اپنی نظر دفع کرنے کے لیے اعضاء دھوئے پانی قابل وضو ہے گا۔	۵۷۳	پانی میں ریٹا کچر مل جائے تو اس سے وضو کا کیا حکم ہے۔
۵۹۵	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کا غسالہ برکت و طہارت عطا کرنے والا ہے مگر پاؤں پر نہ ڈالا جائے۔	۵۷۴	توض میں پتے اتے ٹکڑے رانی سبز ہو گیا اس وقت کیا حکم ہے
۵۹۶	وہ ۱۲۵ پانی جن سے وضو صحیح نہیں۔	۵۷۵	جس جانور میں خون نہیں اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا مگر بچل اور ٹیری کے سرا ایسے جانور کے اجزاء اگر پانی میں مل جائیں تو اس کا کھانا پینا جائز نہیں۔
۶۱۵	در نہ نماز نہ ہوگی۔	۵۷۶	گھوڑے کا جھڑا پانی قابل وضو ہے۔
۶۱۹	۲۲ پانی جن سے ہزار وضو میں اختلاف ہے۔	۵۷۷	حلال جانوروں زرد مادہ کے جھوٹے کا حکم
۶۵۰	پانی میں دوسری چیز گھسنے کی دھش صورتیں۔	۵۷۸	ترکے مادہ کا پیشاب سونگھایا اپنی مذی چوسی اور پانی منہ میں ڈال دیا تو کیا حکم ہے۔
۶۹۷	ماہستہ و مراہجے	۵۷۹	جس پانی میں کوئی بدبودار چیز مل جائے اس سے وضو کا حکم صرف بغیر تر پائے تو تیمم کا حکم ہے اور وضو

فہرست ضمنی مسائل

مسائل وضو	
وضو میں ہر عضو جدا ہے ایک کا پانی دوسرے پر بہنا کافی نہیں اور غسل میں سبب بدن ایک ہے سر کا پانی پاؤں تک جہاں جہاں ہوسے پاکی کر دے گا۔	۱۰۳ مسح جو سکتا ہے اور مسح کی تری بچی ہوئی ہے نہ ہوگا۔
آویزا۔ آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وضو کے پانی کے ساتھ گناہ نکلتے ہیں۔	۱۰۳ سارے سر کا مسح سکتا ہے اور اس کا طریقہ۔
وضو کرنے میں کسی مانع کے سبب تمام نہ کر کا توجیغ افعال کیے ان پر ثواب پائے گا اگرچہ وضو نہ ہوا۔	۱۰۳ ایک انگلی سر پر رکھ کر کھینچ دی کہ چارم سر کی قدر تک پہنچ گئی مسح نہ ہوگا۔
جس نے بالقصد اذہا وضو کیا ثواب پائیگا۔ جس کا ارادہ وضو کا تھا پھر قصد ایچ میں سے چھوڑ دیا ثواب نہ پائے گا۔	۱۰۴ دو انگلیوں سے بھی نہ ہوگا ہاں تین انگلیاں اگر اتنی کھینچیں کہ چارم سر کو پہنچیں ہو گیا۔
ساتھ مدیشی کہ جو جسم اندہ کر کہ وضو کرے اس کا سارا بدن پاک ہو جائیگا اور نہ صرف اعضائے وضو اور مصنف کا اس کی تقویت کرنا دھونے کے بعد جو تری عضو میں رہے اس سے	۱۰۴ انگلیوں کے پوروں سے مسح کرنے کا حکم۔
	۱۰۴ آخر سر پر مینہ کی بوندیں گریں مسح ہو گیا۔
	۱۰۸ اگر کڑی بھگو کر سر پر پھیر دی کہ چارم سر تر ہو گیا مسح ہو گیا۔
	۱۰۸ تحقیق المصنف فی مسألة المصحف بعد اصبع او اصبعین۔
	۱۱۱ ایک اور دو انگلیوں کے ذریعے مسح کرنے کے بیان میں مصنف کی تحقیق۔

ایک انگلی سے سر کا مسح ہو جانے کا طریقہ۔
 آٹھ میں سر پر نہ بیٹھا اس سے چارم سر کی
 قدر بھیگ گیا مسح ہو گیا۔
 زیادہ گرم و سرد پانی کہ بدن پر ڈالنا نہ چلے
 اس سے وضو مکروہ ہے۔
 سر پر کوئی دوا لگی ہے تو مسح کس طرح کیے

نواقض وضو

تحقیق معنی رفع الحدث و
 مرقم ایواد الامام ابن المہمام
 (رفع حدث کے معنی کی تحقیق اور امام ابن ہما
 کے اعتراض کا جواب)
 تا باغ ہر وقت با وضو ہے کسی حدیث سے
 اس کا وضو نہیں ہاتا نہ جماع سے اس پر
 غسل فرض ہو۔

للمحدث معین و هو متجزئ علی
 احدهما دون الآخر
 تحقیق شریفین فی تصریف
 الحدث۔

تحقیق نفیس للمحقق علی الاطلاق
 فی معنی الحج سۃ الحکیمة۔
 تحقیق الفرق بین معنی الحدث
 و تجزی احدهما دون الآخر۔
 مصنف کی تحقیق کہ بجا است تکلیف مرن
 اعضاء و مرن ہوتی ہے یا ساتھ بدل میں۔

۱۱۱ محدث برب مطلق ہو اس سے مراد بے وضو ہے
 نہ دو جس پر غسل ہے۔
 ۴۶۰ سر ناقض وضو کھانے سے پیدا ہوتا ہے دھونا
 سارے ہی بدن کو چاہے تنہا چار وضو کی تخصیص
 ۴۶۲ اس حکمت سے ہے اور ان میں بھی سر کے فقط
 ۶۲۲ مسح کی یہ حکمت۔

۹۵ محدث موجب وضو صرف چار اعضاء میں ہوتا
 سے اگر کوئی وضو نہ کرے غسل کا التزام کرے
 ۱۰۰ بدعت ہے۔

مسائل غسل

۴۵ میت کو نہ کر غسل کرنا مستحب ہے۔
 تہذیب عینیین احرام کا غسل مستحب ہے اور صرف
 اسی پانی سے ادا ہو سکے گا جس سے جنابت
 ۶ کا غسل۔
 ۴۶ جب تک ساری طہارت نہ کرے کوئی کام جو
 بے اس طہارت کے جائز نہ تھا یا نہ ہو جائیگا
 اگرچہ جس عضو سے یہ کام کیا جاتا ہے وہ دھل
 ۴۷ چکا ہو۔

۶۴ بے وضو اپنے سینہ سے بھی مصحف شریف کو مس
 نہیں کر سکتا۔
 ۹۵ بے وضو کے بدن پر جو چادر ہو اس کے گوشہ
 سے بھی مصحف شریف کو مس نہیں کر سکتا مگر
 ایک صورت میں۔
 ۹۵ ہندو جس طرح نہاتے ہیں اس سے غسل جنابت

نہیں اترتا اسلئے کہ تو قاضی کی حکایت
تصیح خصل لازم ہے۔

زمرہ شریف سے غلہ و ضرر کا بہت جائز
اور ڈھیلے کے بعد اس سے استحقاق کرنا
بجاست و حونا گاہ

۲۵۲

کنویں کے مسائل

کنویں میں برص و گھٹ میں ڈول کالے جائیں۔
بڑے حصے میں کہ حرب شریف میں پانی کے حرا
کے لیے مشکل میں بنے ہیں کنویں سے حکم میں
یا نہیں۔

۲۵۳

معنی البئر

کوئی اگرچہ زمیں میں گڑی ہو کنویں کے حکم میں
نہیں اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ
تحقیق معنی البئر یہ جو والمعرض
والبئر۔

۲۵۶

کنویں کا ڈول کے ہاتھ ہونا چاہئے کہ نجاست
گرنے سے ناپاک نہ ہو سکے۔

۲۸۵

جس کنویں سے عورتیں بچے گزرا پانی بھری ناپاک
نہیں۔

۴۶۲

جو برقی زمین پر رکھی جائے اور حید سے کی نجاست
تھیں نہ ہونا پاک نہ ہوگا۔

۴۶۳

وفا کہ پانچاٹھ کو لے جاتے ہیں جب تک
اُس کی نجاست معلوم نہ ہو کنویں میں ڈالنے
سے ناپاک نہ ہوگا۔

۴۶۳

بچے کے نہالے لاکڑا کنویں میں گر جائے بے علم
نجاست ناپاک نہ ہوگا مگر وہ ہے میں ڈول
نکالیں۔

۲۱۳

۴۶۵

تیس حکم استعمالی ہوتے کا ہے۔

۴۶۶

مسائل تیسرے

تیم میں دو انگلیوں سے مسح کافی نہیں تین
ضروری ہیں۔

۱۰۶

ایک یا دو انگلیوں سے تیم نہ ہوگا اگرچہ
مٹی پر بار بار دنگا کر بدن پر پھیرے۔

۱۱۰

تیم کا نیت سے خاک پر لٹا تیم ہو جائے گا
اگر اعضا سے تیم پر ہر جگہ خیار پٹن جاتے۔

۱۱۲

سفر میں پانی ساتھ ہے مگر کسی ضرورت
حاجت کو درکار ہے تو تیم کرے۔

۴۹۰

و ضرر یا غلہ کا پانی جائز ہے لیکن کسی عورت
میں محفوظ رکھنا ہے تو فوراً کی پیاس کے

۲۵۶

نیال سے تیم جائز نہیں۔

۴۹۰

اگر ضرر ہو کر سکتا ہے کہ پانی مستعمل نہ ہونے
پائے جس کا طریقہ صفحہ ۴۹۰ میں ہے تو کسی

۲۸۵

۴۶۲

حاجت کے سبب تیم جائز نہیں۔

۴۹۰

کاغذی کی پیاس کے لیے تیم کا حکم ہونا چاہئے
یہاں کوئی کاغذی نہیں۔

۴۶۳

۴۹۳

برقی مومچوں و اشراہی جس برقی میں پانی
پئے ناپاک ہو جائے گا۔

۳۱۶

ہر برقی چیز اچھی جنس ملا ہو یا ناپاک پانی کے
ساتھ مل کر بننے سے پاک ہو جائے گی۔
اُبلانے میں طول و عرض کچھ شرط نہیں۔

۳۵۲

۳۵۲

۳۵۲

اس بننے کی تین شرطیں ہیں۔

تیب تک اُبلے گا نہیں یہ پاک بھی ناپاک

۳۵۳

ہو جائیگا جب اُبلے گا سب پاک ہو جائیگا۔

اُبلنے میں کچھ دُور بہہ کر جانا شرط نہیں۔

۳۵۶

جب تک اُبل رہا ہے کسی اور نجاست سے

۳۵۶

بھی ناپاک نہ ہوگا۔

اُبلنے سے جو کچھ باہر نکل کر گرا وہ بھی

۳۵۷

پاک ہے۔

ذوق یا برقی اندر سے ناپاک ہے تو اُبلانے سے

۳۶۰

پاک ہو جائیگا اور اُوپر کی سطح یا تک ناپاک ہے تو

اُس کے احکام۔

اُبلانے میں جس طرف سے داخل ہو اُسی طرف

۳۶۱

خروج کیا تو کافی نہ ہوگا۔

اُبلانے میں برقی کا حرار رکھنا بھی شرط نہیں مگر

۳۶۳

ٹھکا ہوا ہو تو یہ ضرور ہے کہ اونچی جانب سے

پانی ڈالیں۔

مسح خفین

مسح موزہ سے پاؤں و حوا افضل ہے مگر جہاں
مسح نہ کرنے پر بدگمانی ہوتی ہو تو مسح افضل ہے
جبتم سے ترگیا سس میں چلنے سے موزہ کا مسح
ہو جائیگا۔

۳۱۱

۳۶۰

۳۶۴

حبض

تین و نفاس والی کو مستحب ہے کہ نمازوں
کے وقت وضو کے کچھ دیر ذکر الہی کرے۔

انجاس

جتنے برسنے گئی ہیں چڑھا کر گیا۔
تحقیق المصنعت فی سبب تنجس
الطاهر بالجنس۔
ناپاک کچھ سے میں پاک کچھ نہیں گیا یا پاک میں
ناپاک کو کیا حکم ہے۔
تحقیق المصنعت ان تنجس
الماء دلی لاتدریجی وان ملاقاة شئ
لمعصہ ملاقاة مکملہ۔
ناپاک پانی میں بکھا یا چھوچھوٹا نجاست
غیر مرتبہ ہے۔

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۲۸۲

- کسی طرف کے اندر پانی کی حرکت ہوتا نہیں
جب تک نہ آبلے مگر اُس کے اندر چھوٹا قطر
ہو کہ پانی کی اس حرکت سے بہہ کر ابل جائے
تو اس کے حق میں ہوتا ہو گیا۔
- نچاست غیر مرئیہ ہے تو جتنے ہی مطلقاً پاک
ہو جائے گا اور نچاست مرئیہ اگر باقی رہے تو
جب تک ابل رہا ہے پاک ہے تھے ہی ناپاک
ہو جائیگا۔
- نچاست دھونے کے تیوں پانی ناپاک ہیں۔
نچاست دھونے میں پانی بدلی یا کپڑے سے
جب جدا ہوگا اُس وقت ناپاک ہوگا۔
کپڑا دھونے کے لیے طشت میں ڈالیں تو
بہتر یہ ہے کہ پچھلے کپڑا رکھ کر اچھے پانی
ڈالیں۔
- ہاتھ بھی طشت کے تیوں پانیوں میں ڈالنے
سے پاک ہو جائے گا۔
ناپاک کپڑا طشت کے پانی میں دھوئے کر ڈالا
جب تک اُس سے جدا نہ ہوگا پاک رہے گا مگر
ظاہر اور سرے کپڑے کو ناپاک کر دے گا
تو اسے وغیرہ کا دھار جب تک ہوا میں ہے
کسی نچاست کے ملنے سے ناپاک نہ ہوگی۔
مصنّف کی تحقیق جلیل عوفاً آب و نجس
کے شرے اور پانی نچاست پر وارد ہو یا نچاست
پانی پر اس کے فرق احکام۔
- جاری یا کثیر پانی پر نچاست وارد ہو کر فنا نہیں
ہوتی بلکہ اثر نہیں کرتی۔
- جاری پانی نچاست غیر مرئیہ پر وارد ہو تو اُسے
فنا کر دے گا۔
- زمین پر نچاست تھی اس پر پانی بہایا اس
کے احکام۔
- دودھ، گھی، تیل وغیرہ بہتی چیزوں کے پاک
کرنے کا طریقہ۔
- اُس کا دوسرا طریقہ۔
- پتہ پانی نچاستوں پر گزرادودھ اُس میں مل کر
نامعلوم ہو گئیں یہ پانی ٹھہرے پر بھی ناپاک
نہ ہوگا۔
- قلیل پانی میں نچاست غیر مرئیہ پڑ کر مٹی ہو گئی
پھر اس پانی کو بہا پاک ہو گیا۔
- تبتے شیروں میں خون کی چھینٹ پڑ گئی جس کا اثر
ظاہر نہ ہوا پاک رہے گا۔
- تبتی ہوئی پیر ناپاک ہو کر ہم گئی اگر اسکا گھٹلانا
دشوائیہ اوپر سے دھو ڈالے پاک ہو جائیگی۔
- بکری کا بچہ مر گیا اس کے بیٹ میں جو دودھ ہے
پاک ہے۔
- نچاست کے دھونے میں ضرور ہے کہ وہ پانی حل
جائے اور نچاست نہ رہے کالین غالب ہو جائے۔
- ریشم کا کپڑا اور اس کا پانی اور اس کی بیٹ
بھی پاک ہے۔
- نچاست سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے خود پاک ہے۔
- ہندو وغیرہ کافروں کے پانی اور کپڑے کا حکم۔

تاج کے ڈھیر میں ناپاکی ہوگئی اور بیکہ معلوم ہو رہی
اور تاج بٹ گیا کسی کو اُس میں سے کچھ بہہ یا
صدقہ کر لیا ہر ایک کو اُس کا استعمال جائز ہو گیا
تکڑا ناپاک ہو گیا اور بیکہ یاد نہ رہی تو کیا حکم ہے۔
جانوروں کے ہڈی کو جو نجاست لگتی ہے سو کھر
صاف ہو کر پاک ہو جاتی ہے

جائزہ کا تہ ناپاک ہو گیا اُس نے چار برتنوں میں
منہ ڈالتیں پہلے ناپاک ہو گئے پھر تہ پاک رہا
گوشت کا کھانا پاک ہے اور جانور حلال ہو تو
صلوں بھی۔

استنجا

پانی میں پیشاب کرنا مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ دریا
میں ہو۔

استنجے کے لیے پانی شرد نہیں ہو پاک چھینٹ کر
نجاست کا ازالہ کرنے کا کافی ہے۔

ڈھیلے سے استنجا پوری طہارت ہے جبکہ نجاست
روپے بھر سے زیادہ نہ پھیل ہو۔

مسائل نماز

ناپاک درمیں پر جوتا پہنے کھڑا ہو نماز
ذبح کی اور جوتوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا جو ٹیل
توبرے کے پیچھے عاتق یا تنگ کی نماز نہیں ہو سکتی۔

احکام مسجد

وضو یا غسل کا پانی مسجد میں ڈالنا چیز کما حرام

ہے اور مظلوم سے وضو کیا تو وضو ہوا اور
دو گلاب مسجد میں چھڑک سکے ہیں۔

۵۳۷ جب تک ہڈی یا کھڑے میں بدبو ہو مسجد میں جانا
۵۳۸ احرام جماعت میں شرکت منع۔

جسائز

۵۶۲ ہر شے کی سے گندہ و مریض ہیں مگر ان کی نجاست
صرف اس چیز کی طرف منتقل ہوتی ہے جسے
شرعاً نے بالعموم اُس قربت کی اقامت
۵۶۵ کر معین فرمایا ہو، نیا زاد و بیمار کا کھانا مگر
جسے صدقہ کے سبب اس میں نجاست مانا
ہوا یا بیہ کی نجاست ہے۔

۹۲ امرتہ ڈوب کر اتر گیا اُس کا غسل ہو گیا مگر
۱۵۸ زندوں پر غسل دینا فرض ہے ادا نہ ہوا۔
لہذا لازم کہ نہطائے کی نیت سے اُسے پانی
۲۷۳ میں منس دے لیں۔

۱۱۳ مردے کو بے نیت غسل دینا فرض اتر گیا
۲۵۳ ثواب نہ ملے گا۔

۱۱۶ نیت کے سروریش کو خطی سے وضو نہیں دینا
۵۷۰ پاک صابون سے۔

مسائل روزہ

۹۶ روزہ میں اپنی عورت کا بوسہ لینا حرام کو مکروہ
۵۲۹ ہے جوڑے کو نہیں۔ (حاشیہ) ۶۹۲

۴۹۳

مثل حربی ہے کہ وہ مرتد میں

حربی کافروں کے قتل میں کوئی غیر معروف آدمی
بھی ہے تو اسی کا قتل حرام ہے مگر اس مرتد
میں کہ ان میں سے بعض نکل جائیں یا نکال
دیے جائیں یا ملاقات حکم قتل کر دیے جائیں
تو اب باقی کا قتل جائز ہو جائے گا۔

۵۳۸

مسائل شرکت

ترک میں سب بھائیوں نے مل کر کام کیا تو
کیا حکم ہے۔

۵۱۲

باپ بیٹا یا زوجہ و زوجہ مل کر جو کام کریں
سب کا حصہ باپ یا شوہر کے ہیں۔

۵۱۲

مباح چیز اگر باپ بیٹے نے مل کر حاصل کی
تو جتنی بیٹے نے حاصل کی وہی مالک ہے۔

۵۱۲

اگر کسی مباح چیز کے حاصل کرنے میں بیٹے
کوشش کی تو وہ ان میں کس کی ہوگی۔

۵۱۳

مباح نڈری کا مالک کاٹنے والا جو گناہ کرے گا
جیسے کرنے والا یا اٹھانے والا۔

۵۱۴

سفر یا حضر میں رفیق اپنا مال ملا لیں اور مل کر
کے تین اس میں حرج نہیں اگرچہ ایک زیادہ کھائے گا دوسرا کم

۵۱۹

مسائل وقف

وقف کا پانی جس لیے وقف کیا اس کے غیر
میں صرف کرنا حرام یہاں تک کہ خود واقعہ کو۔
تحقیق شریف للمصنف ان شاء اللہ

۴۸۳

مسائل حج

لنگریاں کہ جردوں پر ماری جاتی ہیں گنتہ
دھو کر خمس ہو جاتی ہیں انھیں دوبارہ کام میں
نہ لاسے اور ضرورت ہو تو تین بار دھو لے کر
لنگریوں کا دھو لینا ہر طرح چاہئے۔

۵۵

مسائل نکاح

خاتمی کا دوبارہ اپنی زوجہ سے لینا جائز ہے۔
جب دھس بیاد کر لیں مستحب ہے کہ اس
کے پانی دھو کر مکان کے چاروں گوشوں
میں پھڑکین اس سے برکت ہوتی ہے۔

۵۳۶

۵۹۵

مسائل قسم

نمار کی قسم جبارہ کی نماز سے پوری نہ ہوگی گسی
کی نماز سے ہو جائیگی۔
غریب کھانے کی قسم بھل کھانے
سے ٹوٹے گی۔

۶۸۱

۶۸۶

مسائل سیر

جو لوگ کھانا اسلام پڑھتے اور پھر ضروریات
دین کے کسی شے کا انکار کرتے ہیں ان کا حکم

- لا یضم وقتہ۔ ۴۸۴
 اشیائے منقولہ بغیر جامد وغیر منقولہ ہی وقت
 ہو سکتی ہیں جن کے وقت کا وہ اچ ہو۔
 اگر دو اوج ہو تو وہ پے اوٹری ٹوٹ بھی وقت
 ہو سکتے ہیں۔ ۴۸۴
 رواج ہو تو گھوٹوں بھی وقت ہو سکتی ہیں
 رواج ہو تو گائے بھینس بکری وقت
 ہو سکتی ہے۔ ۴۸۴
 جنازہ کے لیے پار پانی چادر پٹنے کے لیے
 قرآن مجید مطالعہ کے لیے کتابوں کا وقف
 جائز ہے۔ ۴۸۵
 پتی اور سٹائے کا وقف صحیح ہے۔ ۴۸۶
 جامد وغیر منقولہ کے ساتھ اُس کے قوابل
 بغیر رواج بھی وقف ہو سکتے ہیں۔ ۴۸۶
 وقف کسی کی ملک میں ہو سکتا مگر جو وقف کسی
 قوم پر ہے اُس کے محاصل انہیں دیے جانے
 کے جہاں کی ملک ہو جائیں گے اور وقف
 اہل کے پھل ان کی ملک میں۔ ۴۸۸
 مستجدوں و موقوفوں کے سقایوں میں وقف
 سے جو پانی بھرا گیا کسی کی ملک نہیں واقع
 نے جس طرح کے لیے اُسے وقف کیا اُس کے
 غیر میں اس کا صرف جائز نہیں۔ ۴۸۸
 کوئی اپنی ملک سے جو سبیل لگائے اس کا
 پانی اُس کی ملک و ہوتا ہے جس کام کے لیے اس
 کی اجازت ہے یا اب ہوا کسی میں حرمت

- ہو سکتا ہے۔ ۴۸۸
 مسجد کے سقایوں کا پانی گھروں میں لے جانا
 حرام ہے مگر ایک صورت میں۔ ۴۸۹
 سقایوں سے گرم پانی گھروں میں لے جانا
 حرام ہے۔ ۴۸۹
 پیسے کی سبیل سے اگر عورتوں کے پٹنے کیلئے
 گھروں میں لے جائے کی اجازت ہے تو جائز
 ہے ورنہ نہیں۔ ۴۸۹
 سبیل لگانے والے نے جن لوگوں کے لیے
 لگائی اُن کے غیر کو اُس سے پینا جائز نہیں ۴۸۹

مسائل و کالت

- روزہ خیر نہ کر دیں یا در کوئی خاص
 گھر یا زمین دیکھا اور اس سے خسریدہ اگر
 وہ گھوڑا ویریل کی ملک ہو یا مال موکل کی۔ ۵۰۷
 مسئلۃ بطلان التوکیل بالمباحات
 و عللہا و مصلحا و علیہا۔ ۵۲۱

مسائل ہبہ

- جو چیز بچوں کا نام کر کے بھیجی جائے اور مقصود
 مال یا ہبہ کو دینا ہو اُس کے مالک مال یا ہبہ
 ہی ہوں گے۔ ۵۱۳
 اگر معلوم ہو کہ بچوں ہی کو دی تو مال یا ہبہ
 محتاج رہوں اپنے صرف میں نہیں لے سکتے۔ ۵۱۴
 مالک نے جسے اپنے مال میں تصرف مباح کیا

وہ مالک نہ ہو جائیگا مہمان کو جائز نہیں کہ
ہے اجازت مالک کھانے میں سے کسی کو
کچھ دے۔

دلی سے ہر چیز کچھ کھانے پینے کو دی اگر کچھ کو
مالک نہ کر دیا اُس میں سے دوسرے کو دے سکتا
ور نہ نہیں۔

مسائل اجارہ

تقریباً خاص کی تعریف اور اُس کے احکام
کسی کو بھل کی مباح چیز لانے پر ذکر رکھا
اُسے خواہ ملے گی اور چیز کا مالک یہ ہوگا۔
اگر مباح شے لادینے پر اجرت مقرر ہے اور
وقت مقرر نہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے
احکام۔

اگر اپنی ملک میں عمل کرنے کے لیے اجرت
قرار دی اجارہ صحیح ہے۔

چھوٹے بڑے شیر یا بھیڑیے کے قتل پر
اجرت مقرر کیا اجارہ فاسد ہے اور اس کا حکم
مقرر نہ لانا وغیرہ کاموں پر اجارہ کا حکم اور یہ
کہ وکیلوں کی اجرت شرعاً وہی صحیح ہے جو پیشی
پر بتعین وقت مقرر کی جائے۔

نان باقی سے کہیں نے تجھے آج کے لیے اس
پراجیر کیا کہ یہ آٹا ایک روپے اجرت پر
لگائے یہ اجارہ فاسد ہے کہ اس میں عمل
اور وقت دونوں پر عقد اجارہ وارد کیا۔

اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے یہ آٹا پکانے کیلئے
ایک روپے پراجیر کیا اس شرط پر کہ آج ہی
پکا دے یا توں کہ یہ آٹا آج پکا دے ایک
روپے دوں گا تو یہ جائز ہے
مباح چیز لاسے پراجیر کیا تو وہ چیز کس
کی ہوگی۔

مسائل حبر

آؤں غلام مقدار دعوت کر سکتا ہے۔
تجھ سے کوئی چیز خریدنا کس وقت جائز ہے
نابالغ کے ہر دو بیع کا حکم۔
غریب و فروخت بہرہ وغیرہ میں ہر
حکم جیسا قبل کی مثال ہے
تصرفات میں کے احکام

مسائل غصب

مورث کے ترکہ سے کوئی چیز دوسرے کی
سمجھ کر اسے دے دی پھر معلوم ہوا کہ مورث
اس کی حق والیس لے گا اور نہ رہی ہوتا وہ ان
لے گا۔
حساب میں سمجھا کہ غریب کے سو روپے مجھ پر
آتے ہیں پھر اس کی غلط معلوم ہوتی رہے
واپس لے گا۔
دوست کے مال میں تصرف یا اس کے ذکر
سے کام لیے کا حکم۔

تالیاں لے کر قتی چیر دوسرے کی ملک میں اس طرح
مل جائے کھجور نہ جو سکے وہ چیسز ماکہ پر
حرام ہو گئی۔

مثلی اور قتی کے معنی اور پانی مثلی ہے یا قتی
اس میں مصنف کی تحقیق۔

مسائل قسمت

ترنگہ کے روپے یا تاج میں سے جس میں تالیاں
کا بھی حصہ ہے بالیہ وارثوں کا اپنا حصہ لینے
کا حکم

مشترکہ روپے یا تاج میں سے شریک کی
فیضیت میں اپنا حصہ لینا۔

مسائل شکار و ذبیحہ و تیرابی

جال شکار کے لیے کھڑا کیا شکار پھنس گیا
اس کی ملک ہو گیا اور سکھانے کے لیے تو جو
پکڑنے کا اس کی ملک ہو گا۔

شکار کو گھیر کر لٹنے والا مالک نہیں ہوتا بلکہ
پکڑنے والا۔

مسائل حظ و اباحت

کھانے سے پہلے کلائیوں تک تین بار پانی
دھونا تین کھلیاں کرنا مستحب ہے اگرچہ
دستور ہو۔

نہا کی کر برتن کو پاٹ کر صاف کرنا مسنون ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصرانی کے
یہاں کے کھانے سے عافیت فرمائی۔

حدیث میں نصاریٰ کے برتنوں سے نہ کئے کا
حکم۔

تسمت کی جڑ کھڑے ہونے سے حدیث میں
عافیت آئی ہے۔

حدیثوں کا حکم کہ اس بات سے بچو جس سے
لوگوں کو نفرت پیدا ہو۔

جو جو شرعی ایسی بات مکروہ ہے جس سے
اس کی فیضیت کا دروازہ کھلے۔

یہاں نصاریٰ کے کھانے پانی سے برائیت
سود سے چندہ زیادہ کم ہے۔

بے کسی ضرورت کے سمندر میں سوار ہونا نہ چاہئے
بتوہ نصاریٰ کے برتن میں بغیر پاک کیے

کھانا پینا مکروہ ہے۔

اگر فرماتے ہیں اگر جنگل میں گنا اور ایک حربی
پایس سے مرہ جاتے ہوں اور مسلمان کے

پایس ایک پایس کا پانی ہے کئے کر پلاسے
حربی کو نہ دے۔

بے ضرورت ہر بات کا سوال حرام ہے اور
کسی سے کام کو کئے کے احکام۔

مسائل احیائے موات

خود روگھاس مالک زمین کی ملک نہیں ہاں
اگر زمین جوتی اور پانی دیا تو اس کی ملک ہو گئی

سے مباح پر قبضہ کی صورتیں اور ان کے احکام اور مصنف کا اس میں ضابطہ وضع کرتا۔

مباح پر جو پہلے قبضہ کر لے مالک ہو جائے اس قسمیں پر جو مذکور ہے۔

کسی مباح چیز کے لانے کے لیے کسی کو نائب یا دکیل کرنا بے سود ہے قبضہ کرنے سے وہی مالک ہو گا نہ یہ۔

کسی سے پھلیاں شکار کرائیں شکار کرنے والا ہی مالک ہو اسی طرح جنگل کی سرزبان چیز بلا اجرت کسی سے کوئی مباح چیز منگوانے کی تین صورتیں۔

والدین اپنی اولاد سے کوئی مباح چیز منگوں وہ کسی کی ملک ہوگی۔

مباح کی تفصیل میں دو شخص شریک ہوں تو کیا حکم ہے۔

مسائل شرب

کنز کے پانی کنز کے مالک کا نہیں خاص ملک خدا ہے۔

میتہ کا پانی جس کے برتن میں خود بھر جائے وہ اس کی ملک نہ ہو گا ہاں بے اجازت دوسرا اس برتن کو استعمال نہیں کر سکتا

اگر برتن اسی لیے رکھا کہ میتہ کا پانی آئے تو مالک ہو گیا۔

کنز کے پانی کا مالک بھرنے والا نہیں ہوتا بلکہ وہ جو اسے کنز کی من سے جدا کرے۔

۴۹۵ تا بالغ کے بھرے ہوئے پانی کی مشروط صورتیں اور ان کے احکام۔

۴۹۵ وہ آٹھ صورتیں جن میں تا بالغ کے بھرے پانی میں دوسروں کو تصرف جائز نہیں۔

۴۹۶ تا بالغ ہشتی پانی بھر دے اس سے پیے یا دھو کر لینا حرام ہے۔

۴۹۷ تا بالغ بھٹو سے پانی لینے کی سات صورتیں اور ان میں مصنف کی تحقیق۔

۵۲۸ متاع ملک کے پانی کا مالک ہے جب تک دوسرے کے برتن میں نہ بھرے۔

۵۲۹ برتن سے کا بھرا ہوا پانی لونی میں لے سکتا۔

۵۰۸ برتن سے کا بھرا ہوا پانی اس کے ماں باپ بھی صرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں۔

۵۱۲ بہت معتد کتابوں میں ہے کہ تا بالغ نے عرض یا کنز سے پانی لے کر اس میں ڈال دیا اب عرض یا کنز کا پانی سب پر حرام ہو گیا۔

۵۲۹ مصنف کا اس مشکل مسئلہ سے سولہ صورتوں کا استنباط کرنا اور دیگر فوائد پر تنبیہ۔

۴۷۸ تا بالغ کا ملک پانی اگر کوئی دوسرا کنز یا عرض میں ڈال دے جب بھی اس کنز یا عرض میں کسی کو تصرف جائز نہ رہے گا۔

۴۸۱ اس کنز یا عرض سے اس کے والدین بشرط احتیاج استعمال کر سکتے ہیں۔

- کتنی یا مباح خواہ ملک عوض میں نابالغ کی
 ۵۰۹ لے سکتے ہیں۔
 ۵۱۱ باپ اپنے بچے سے استاد کی خدمت کرا سکتا ہے
 ۵۱۱ باپ اور دادا اور اُمّی کے وصی نابالغ سے
 ۵۱۱ عادت ڈالنے کے لیے اُس کے حق خدمت میں
 ۵۲۳ ماں اپنے قیم بچہ کے مال سے طا کر ساتھ
 ۵۲۰ لکھا سکتا ہے۔
 ۵۲۰ نابالغ قیم کی کفالت سے ماں دو ایک فقر
 ۵۲۰ لکھا سکتی ہے
 ۵۲۰ دوسرے کے بچے سے کام لینے کا
 ۵۲۱ حکم۔
 ۵۲۱ استاد بھی نابالغ کا بھراپائی نہیں لے سکتا اور
 ۵۲۴ خدمت جہاں تک لے سکتا ہے اس کا حکم۔
 ۵۲۴ وہ لڑائی کہ استاد باپ سے پانی بھروا کر لے
 ۵۲۴ استعمال کر سکے۔
 ۵۲۹ ماں باپ دادا دادی کسی صورت میں بچہ سے
 ۵۲۹ کام لے سکتے ہیں۔
مسائل فرائض
 ۵۲۹ اُس ترکہ کی تقسیم کا حکم جس میں بعض وارث
 ۵۲۹ نابالغ ہیں۔
فوائد فقہیہ
 ۵۲۹ حکم مکت کے لیے ہوتا ہے مگر مکت پر اُس کا
 ۶۱ ہزار نہیں۔
 تحقیق ان بین سقوط الفرض
- ۵۳۱ ملک کا جو پانی مل جائے وہ خرید بھی ہو سکتا۔
 ۵۳۲ غلام و کنیر کے بھرے ہوئے پانی کا حکم۔
 ۵۳۲ یہ آسٹام ٹھہرے پانی میں ہیں اگر چہ وہ درود
 ۵۳۳ سے زیادہ ہر روز جاری ہیں۔
 ۵۳۳ جس پانی میں نابالغ کا پانی مل گیا ہے پھینک
 ۵۳۴ بھی نہیں سکتے مگر ایسا کر اس ناپاک ہو جائے
 ۵۳۴ تو پاک کرنے کے ذریعہ نکالے جاسکتے ہیں۔
 ۵۳۴ جس عوض میں نابالغ کا پانی ملا تھا مینہ یا
 ۵۳۴ ایشے سے اُبل گیا جائز ہوگی مگر خود ابا یا باجڑ نہیں
 ۵۳۴ اُس مشکل کے علاج پر بحث
 ۵۳۴ اتھرتا اس مشکل کی سہل آسانی عوض یا کنور میں
 ۵۳۹ نابالغ نے جتنا پانی ڈال دیا ہے اتنا یا اُس سے
 ۵۳۹ زیادہ بھر کر لے دے دس باقی کا استعمال جائز
 ۵۳۹ ہوگی۔
 ۵۳۹ جہاز کے لیے اتنا پانی نکھنا کافی ہے جتنا
 ۵۳۹ نابالغ نے ڈالا۔
مسائل دیت
 ۵۳۹ اتھرتا میں انگلیاں اصل ہیں اگر کسی انگلیاں
 ۵۳۹ کاٹ دیں پورے ہاتھ کی دیت لازم
 ۵۳۹ آئے گی۔
مسائل وصی
 ۵۳۹ ماں باپ اپنے بچے کا مال کس وقت

۴۷۰	المعتدلة.	۱۹۳	مقادیر قولہم الوضوء فی الموضوء
	عآدة الهندیة نقل حیاة، کتب النی	۲۲۹	لشیموح ثلثة معان.
	تذکر الاقوال، امرۃ لغائلیہا بالمحرف	۲۶۰	ذراع کر یا سس کی مقدار.
	بعض من الرموز فی صیغہ القولات	۲۶۰	ذراع مسامت کی مقدار.
	کقول واحد فرما یا حصل بذلک		امانت و ہبہ و صدقہ و شرکت و مضاربت
	عند من لا یعرف بخط فی علم الامور		فصب میں روپے یا شرفی جو دیے گئے
۵۰۶	علی ما هو علیہ.	۳۸۷	وہی متعین ہوتے ہیں۔
۵۴۹	لا یقال لقول الشایخ، وایة		مسائل فقہ میں ظن اگر غالب ہو مثل یقینی
	فرق بین تقید حکم بضرر و واسقاطہ	۴۹۳	سہ ورنہ مثل وہم نامستبر
۵۵۱	سأما الضرورة		جو یقین کسی مجہول محل میں ہو شک سے زائل
	چلپو محشی صدر الشریعۃ لیس من	۵۲۷	پر جاتا ہے۔
۵۵۴	لحد الترجیح.		ایک ہی چیز میں اختلاف سوال سے منفی کا فتری
		۶۹۰ (۱۰ شیعہ)	مختلف ہوتا ہے۔

مسائل کلامیہ

	تألف الاجسام من جواهر فردة و
۱۷۳	شبه الفلاسفة علیہا کلہا سروددة.
	سیان انہ کیف یری الخدم مع انہ
۱۷۳ (حاشیہ)	الجرء لا یری.

قواعد حدیثیہ

	سنن النبی اکبری لیست من الصحاح
۴۷۰	بغلاف مختصرها المتداول.

اسماء الرجال

۹۳	یحییٰ بن ہاشم مقروک.
۷۱	والقریۃ عموما من وجہ.

رسم المفتی

	ما قدم قاضیوں ہو لا ظہر الاشهر
	فیكون هو المعتد.
۱۰۲	المفتی اما یفتی بہ یقع عندہ من
	المصلحة.
۳۱۷	صاحب البحر لیس من اصحاب
	الترجیح.
۴۳۴	لا یعتد علی فتاویٰ ابن نجیم و لا
۴۳۸	علی فتاویٰ الطودی.
۴۵۴	مطلق الکراهۃ للتحریم.
	السراج الوہاج من الکتب الضعیفة
	و محضو الجوهرة المیرۃ من الکتب

ہندسہ و ریاضی

۲۸۸

قطر و محیط کی نسبت۔

دائرے کے قطر و محیط و مساحت سے جو

ایک چیز معلوم ہو باقی دو معلوم کرنے کے

۲۸۸

طریقے ایجاد مسند۔

متفرقات

۶۶

گناہوں کا علاج

الفرد کمال و قوتہم المطلق بیض

۶۷۵ (حاشیہ)

الی ددی۔

تحقیق المصنف ان فوات المقصد

الشری لا یقعد الفرد عن الدخول

تحت التعاہم من المطلق فی الحقائق

۶۷۸

العیبۃ۔

بحث الامہات ای اصافۃ التعمید

۶۸۰

واہب التعریف۔

مجل فہرست مضامین رسائل

رسالہ ۱ - اطرس المعدل فی حد	۹۲
الماء المستعمل آب مستعمل ک تقریر و مسائل میں میل تحقیقات -	
آب مستعمل کی جامع ، فی تقریر مع شرائط کا تین شعری میں نظم کرنا۔	
خمس تنبیہات من المصنف۔	
التنبیہ ۱ - تحقیق المصنف	۹۳
فی مسألة غسل القدورہ الکلام مع الحلیة۔	
تحقیق المصنف ان لیس کل قریة مغيرة للماء عن الطهوریة۔	
التنبیہ ۲ - فی بیان سبب الاستعمال	۱۰۱
وتحقیق المصنف لا تشلیث	
والکلام مع الامام ابن الہمام الثانی	
ووجہ اتندی والبحر والنهر والمدر	
وط و معراج الدواية والعناية۔	
التنبیہ ۳ - هل الحدث الاصغر	۱۰۵
یعد کاکبر یا لیدن کله وتحقیق	
المصنف فقیہ والکلام مع	
الفتح والهدایة والکافی والحلیة و	
امام الحرمین و الامام العزیز بن محمد	۱۰۶
وابن الجوزی۔	
التنبیہ ۴ - تحقیق المصنف	۱۰۷
ان المسح ایما یجعل الماء مستعملا	
والکلام مع جماعة من المشایخ	
الکرام۔	
التنبیہ ۵ - مسألة المسح بأصبع	۱۱۳
والکلام مع الفتح والامام خمس	
الائمة۔	
رسالہ ۲ - النیقة الاثقی فی فرق	۱۱۴
الملاق والملاق۔	
شرائط الاستعمال بالملاق	
والکلام مع العنبة۔	
تظافر التصوص والکلام مع البحر	
والمهر والدر والثانی والعلامة	
ابن الشحنة۔	
الفصل الاول فی کلام العلامة قاسم	۱۲۲
الکلام علیہ بنخسة واربعةین وثمان۔	۱۳۵

الکلام مع الامام ملک الغناء قدسنا
الله تعالیٰ بسيرة الشریف بسبعة عشر
وجہ و مع المحیة بسبعة وجہ۔

الفصل الثاني في كلام البحر

صاحب البحر الكلام عليه تسعة وثلاثين وجہ۔

الفصل الثالث في كلام العلامة

في الشحنة والكلام عليه تسعة

وعشرين وجہ و مع المحقق صلی

لاصلاح والعلامة قاسم و ملک العلبة

والبحر۔

الفصل الرابع في فوائد شجرة

تحقيق حكم الموضوع في الحروف

الصغير والكلام مع العلامة الشریف

و عشرة وجہ و مع الشامی و شيخه

وتفضل عن المحقق۔

رسالہ ۳۔ الحق البیرونی السامی

المستدرک۔

تب مستدرک مساحت ذہ در مد کایان۔

آریں پار قول اور تحقیق مصنف

والکلام مع السراج الموحاج و

الشامی والقمرستانی والبرجندی و

نوح احمدی۔

رسالہ ۴۔ رجب الساحة في

مبدأ لا يستوى وجهه وجوها

في الساحة۔

آن پانیوں کے احکام جن کی مساحت اور
کم ہے اور نیچے ذہ در ذہ یا بالکل ان تحقیقات
رائقہ و تدقیقات فائزہ پر مشتمل جن کا
نظر سے ذکر را۔

والکلام مع المحیة والتخانية و

الحلاصة والمدة ح ط ش و

ملک العلماء والعنبة۔ ۳۲۱

و جمع عشرة اصول والكلام مع

اشامی والطحاوی والحبلی

والدر۔ ۳۵۲

مصنف کی تحقیق جریان و بیان

میں فرق۔ ۳۷۲

بیان ۱۲۰ قمر کا۔ عرض کی چار

سطحیں اور ایک نصف آب کے تابع و مستقل

و قابل و ناقابل اجراء قلت و کثرت مبدؤ

مفتی اور نجاست کے طایفہ و اسبہ و بقیہ

و محرج کی طرقت تفسیر اور ان سب کے

احکام کا تین طرقت ضبط۔ ۳۸۲

سب افادات مصنف سے و الکلام

مع المحیة والعنبة۔ ۳۸۲

تنبيه جلیل غروج و دخول دون

رکن جریان ہیں یا صرف غروج اور اوپر سے

مبدؤ شرط ہے یا نہیں و تحقیق المصنف

في كل ذلك والكلام مع المحیة والبحر و

التخانية والتخيس والمنة والسراج۔ ۳۲۱

والثانی والیدائشہ -

جریان آب کی تعریف

اس کی حکمت کو جاپانی غزلت و جوت میں

ہو اس کے جریان کو باہر نکالنا ضرور ہے

نہی بالجاری میں شرط دوام کی حکمت -

تجدید النظر و قول من قال

لا يشترط للجريان الخروج وتنقيح

حقيقة الجريان بما لا مزيد عليه

والكلام مع البرازنية والحلية -

تس کی تحقیق کو عرض یا تالاب کے اندر حرکت

جریان نہیں -

رسالہ ۵ - طبیۃ الجبر فی عمق ماء

کثیر آب کثیر میں متہ اعمق کی تحقیق کیا -

اس میں اقوال کا بیان اور جو صحیح ہیں ان

میں تطبیق و الکلام مع البحر والدر

و بحر زادہ والشامی والطحطاوی و

البحر ہدی والندری -

جلیل فائدہ وہ کہ تہہ پر طاہر الایۃ

ہی کہ تفسیر ہے و الکلام مع صمدی

الشریعة والبحر والدر -

تحقیق ان المراد الغرض

بالیدین -

توجیہ المصنف ما روی عن

الامام ابن یوسف فی عمق الماء

الجاری -

رسالہ ۶ - السور والورق لا سعار

الماء السطحت آب مطلق کے بیان

میں وہ تحقیقات مالہ جن کی نظیر نہیں

پانچ فصل پر مشتمل -

فصل اول جزئیات منصرفہ میں قسم پر -

قسم اول وہ پانی جن سے طہارت

ہو جائے گی اگرچہ استعمال منوع ہو و

الکلام مع ملک العلماء وطوش

والنحر والمهر والقستانی وابن حجر

والسراج والشیخ السعدی والفتح

والعبدی والذہبی وسیدی الماہلی -

رسالہ ۷ فقہیہ - عطاء السببی

لافاضة احکام صمدی - الصبی بقر کے

بمصرے پر سے پانی کی اصل تحقیقات

مصنف پانی تین قسم ہے ملک، ساج،

ملوک ساج اور تینوں قسموں کا بیان -

ضابطۃ المصنف تمکین لیب -

والرد علی المزاہدی واستاذہ و

الکلام مع طوش والہندی -

تنقیح فی استیلا حبشی علی مباح

باستدعاء ابویہ و ذکر ثلاثہ اقوال

فیہ و تحقیق المصنف المحکم

فیہ -

تضعیف القول الاول و الکلام مع

الشامی -

مع الدرد و عبد الحليم والامام الزبلي۔ ۵۸۵	۵۱۳	تکلام علی القول الثاني ثم تأييده والكلام مع السراجية والشافعية۔
قسم دوم جن سے و فرمیں نہیں الكلام مع الهداية والدرد و المشرقيين وحسن العجيين و عبد الحليم و الحقادي و نور افندي والسيد ابن السعود و الزبلي و البحر و الارضية۔ ۵۹۶	۵۲۱	تقصيف القول الثالث و الكلام مع العناية والفتح والبحر۔
استخوط لطيف و ثلثة مسائل ببارات في ذلك و تحقيق المصنف بالتوفيق والكلام مع الخفائية و البحر و الثماني و البرجندی۔ ۶۰۲	۵۳۰	مسألة اختلاط ماء العربي بماء الحمض والبنر و انشاء المصنف منها ۱۶ اصول و اعادة ۸ تنقيها والكلام مع الشافعية و سيدي لنا بلي۔
المجسم و الفينة والبحر۔ ۶۲۳	۵۳۳	أن يبين كايان جن من كسي و سرى چیز کا خط ہر گاہ و الكلام مع الحلية و الغزوي و مجمع الانهر و الفوائد و اعني جلي و يوسف جلي و الامام ملك العلماء و المشرقيين و الدرد ابن السعود۔
نوع دیگر ہر دو صنف ۶۲۶	۵۴۱	تعريف الطبخ۔
قسم سوم جن سے جاز و جن میں ہم منقولہ ضابطہ امام زبلي کا خلاص ہے و الكلام مع الدرد و الامام الزبلي و السيد ابن السعود و البحر۔ ۶۲۹	۵۴۳	نوع دیگر صنف اول خشک چیز و الكلام مع الامامين ابني حجر العقلاي و الملكي و الامام ملك العلماء و المولي بحر العلوم و الخادمي۔
صنف اول خشک اشياء ۶۲۹	۵۴۴	أربعة مسائل للعباسات في ذلك تحقيق المصنف و توفيق فيها۔
صنف دوم سبيل چیز ۶۳۸	۵۴۴	صنف دوم ہتی چیز و الكلام
فصل دوم مطلق و مقيد کی تعريف میں ملاکی ۱۲ عبارتیں اور ان کے احسن کا بیان و الكلام مع الخفائية و العناية و البحر و الامام الاسبيعي		

والسبحاني وابن المشي والاعمام
 صاحب الهداية وسعدى افندي
 وعصام والفتح والعيسى والعينية
 وحية والثاني وعبد الحلیم
 الخادى والعزى والسيد الشريف
تحقيق المصنف اب السام
 المستعمل والنحو من الماء لمطبق
 والكلام مع البحر والشئ وعبد الحلیم
 والخادى
تحقيق المصنف مناظر قول اب يوسف
 ومحمد بن حبهما الله تعالى فى ال
 المطلق

التعريف الرضوى للماء المطلق ٦٤٩
 آن تعريف كادوشمرون من ضبط ٦٤٩
 بحث الاضافات والماء الناف
 وسيد مجارات فيد واستقاء الاحس
 والكلام مع العناية والناية والبحر ٦٥٢
 والكفاية والدراية والامام الاجل
 هو اهرزاده والرد على الراهدى ٦٨٠
فصل سومه متن وغيره
 ترجمه ضبط ٦٧٤
 آن مسائل اجماعيه ٦٨٤
فباظه اآام والكلام مع العيسى
 والفتح ٦٤٤
 ٦٩٣



باب المياة (پانیوں کا بیان)

مسئلہ ۲۳

۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ

کی فرماتے ہیں علامتے دیں اس مسئلہ میں کہ بقید آب وضو سے کہ برتن میں رہ جائے وضو جائز ہے یا نہیں اور اگر پہلا وضو کرنے میں کچھ پانی ہاتھ سے اُس میں گر پڑا تو کیا حکم ہے۔ جیسے تو فرمادے۔

الجواب

بقید آب وضو کہ برتن میں رہ جاتا ہے ہاتھ سے مستعمل نہیں بلکہ وہ پانی ہے جو استعمال سے بچ رہا اُس سے وضو میں کوئی حرج نہیں اور ہاتھ سے مستعمل اگر غیر مستعمل میں مل جائے تو نہ سبب صحیح میں اُس سے وضو جائز ہے سبب تک ہاتھ سے مستعمل غیر مستعمل سے زائد نہ ہو جائے اگرچہ مستعمل پانی دھار بند ہو کر گرلا ہو، اور بعض نے کہا اس صورت میں بھی مستعمل ہاں نہ کر دے گا اور وضو جائز نہ ہو گا اگرچہ غیر مستعمل زائد ہو مگر ترجیح نہ سبب اول کو ہے۔

فی دوی صحاح میں ہے اگر جنبی شخص کے جسم سے بر وقت غسل کچھ چھینٹے برتن میں گر گئے تو پانی ناپاک نہ ہو گا، ہاں اگر باقاعدہ نہ ہو پانی گر کر ناپاک ہو گا اور حمام کے حوض کا بھی یہی حکم ہے اور امام محمد کا قول ہے کہ صرف سسی وقت ناپاک ہو گا سبب وہ پاک پانی پر غالب ہو جائے اور دوسرے مختار میں ہے کہ مطلق پانی سے حدیث کو زائل کرے نہ کہ اُس پانی سے جس پر مستعمل پانی غالب ہو اگر مطلق پانی آدھے سے زائد ہو تو کل سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے در نہ نہیں، تجر، نہر اور تنگ میں یہی تحقیق ہے

امہ ملقطا۔ (ت)

فی ماء الخلاصة حب احسن ما حصل ما حصل وقت غسله حتى في انائه لم يفسد عليه الماء اما اذا كان يسهل منه سيلانا ففسده وكذا حوض الحمام على عهدا وعلى قولي محتمل لا يفسد عليه ما لم يعلب عليه يعني لا يخرج منه الطهور شيئا وفي الدار المختار مرجع الحديث بماء مطلق لا بماء مغلوب محتمل بالاجراء فان المطلق اكثر من المصنف جار الطهيرة بالكل والا فاعلى ما حققه في البحر والظهور المنع انه مطلقا والله تعالى اعلم وحامدا اتم واحكم۔

لے خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الطہارۃ ۱/۲

لے دار المختار باب المیاء مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۲۳

رنگت یا ٹبر تھی اور بارش اسی نہ ہوتی کہ اُسے بالکل صاف کر دیتی القطر کے بعد وہ رنگ یا ٹبر ہنوز باقی ہے تو اب یہ پانی ٹپاک ہے اور اگر نالی صاف تھی یا مینہ نے بالکل صاف کر دی اور پانی میں بھی کوئی چیز نہ ہو سست محسوس نہیں تو پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶

۱۳۰۹ھ صفر

بہاب مولوی صاحب قبلہ! ایک حوض ساڑھے سات گز لمبا اور ساڑھے سات گز چوڑا اور ڈیڑھ گز گہرا اگر اُس میں چار برس کا بچہ موت دے تو پاک ہو گیا یا پاک رہا۔ حاکم و حسنیہ رحمہ اللہ

الجواب

پاک رہا کہ اس کی موت قطرہ ذہ در ذہ یعنی موت یا تھکے دو لے سے بھی بچھٹیں یا تھکے رائے ہے۔ العبرة بحدیث الاکابرین تبیینہ فی الاسلام واللہ تعالیٰ اعلم اور اعتبار عام استعمال ہونے والے گز کا ہے وگوں کی آسانی کے لیے۔ ت۔

مسئلہ ۲۷

۱۳۰۹ھ رجب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین! اس مسئلہ میں کہ ایک حوض ذہ در ذہ ہے ستیوں میں یا شیعوں میں اور اُس میں کٹا یا سوراخ پانی کی سطح پر اس سے اسی طرح چاہے یا نہیں یا پینا یا پاخانہ پھر گیا ہو پاک رہا یا نہیں۔ جینواتر جردا

الجواب

۱۔ اگر آب میں چار سے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب تمام مذاہب سے زیادہ اختیار کا ہے آب جاری تو بالا جماع محسوس نہیں ہوتا جب تک نجاست سے اُس کا رنگ یا ٹبر یا مزہ نہ پڑے یا ایک قول پر اُس کا نصف یا کمتر نجاست مزہ پر ہو کر گزر دے اور غیر جاری میں ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم انھیں سے ظہر الروایۃ کا محصل یہ ہے کہ اگر یہاں نجاست پڑی ہے اور ظن غالب ہو کہ اس جگہ وضو کیجئے تو اتنی دور کا پانی فوراً زبرد زبرد ہونے لگے گا تو دھار کا پانی پاک نہ رہا اُس سے وضو وغیرہ سب جائز ہے۔

رد المحتار میں ہے کہ بدائع اور محیط میں فرمایا کہ چار سے اصحاب متفقہ میں سے یہ روایت متفق ہے کہ بدلے کا اعتبار ہوگا، یعنی اُسی وقت پانی میں نشیب و فراز پیدا ہو دیکر کہ تھوڑی دیر بعد اور اصل حرکت کا اعتبار نہ ہوگا تاہم حایر میں ہے کہ یہی چار سے ائمہ ثلاثہ سے کتب مشہورہ میں مستقل ہے اور اب اس میں اختلاف ہے کہ آیا

فی رد المحتار قال فی البدائع والمحیط انفتحت الروایۃ عن صحابہ المتقدمین انه یعتبر بالتحریک وهو اصح یقع ویجوز من ساعته لا بعد المکث ولا یعتبر اصل الحریکۃ وحب التماس خاتمة انه المروی عن ائمتنا الثلاثة فی المکتب المشہورۃ اھ وھل یعتبر حریکۃ الفصل

والله اعلم واما بعد روايت تاسيد اصح لامة توسط
 كذا في المحيط واعادى القدسي ومنه في حجة
 وغيرها وفي الدر المختار والمختار الكبير
 ري، المستلزم فان طلب على طلبه عدم حلول
 اليه من الالحاق بالاحوجا والالا لاهده
 من غير الرواية وهو الاصح كذا في الخاتمة
 وغيره وحقق في لغيره اسد هب في ملخص
 اصح ہے کہ فی الحاقیتہ وغیرہ در تحریر تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یہی مذہب ہے اصح ملخص

پھر کہ متاخرین نے اسے درود سے ادا نہ فرمایا اور تیسرا تب جاری کے حکم میں قرار دیا کہ تیس جو نہب سے
 وضو وغیرہ واجب تک پائی نجاست کا اثر نہ ملے

فی الدر المختار لیکن فی المیزان است حیر باب
 اعتبار العشر اصبط ولا یجوز فی حر من ۱۰۰
 لم من العوام عند ائمتنا بدلت حر من الاحکام
 التی وفی سماء الصفت ذکر بعض المحشیین عن
 شیخ الاسلام العلامة سعد الدین الدیوبی
 فی رسالته القول الرقی انه حقیق یمہا احتیار
 اصحاب الستون من اعتبار العشر وروایہا اصل
 من قال بعد وفاد سماء طبعی واورد جو مائتہ
 نقل ماضیة بالصواب ولا یجوز ان المتأخرین
 الدین اقتصوا بالعشر کما صاحب السہدایۃ و
 قاضی حان وغیرہما من اهل الترحیح

اور در تحریر میں ہے کہ لیکن تحریر میں ہے کہ دس بات کو
 اعتبار مستلزم ۱۰۰ وضو ذکر دیتا ہے، خاص طور پر
 حرام کے لیے لاوائی اسے نہیں دیکھتے ہیں اس لئے
 متاخرین نقل نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، اور رد المحتار
 میں بعض ماسئد نگاروں نے شیخ الاسلام سعد
 سعد الدین الدیوبی سے ان کے بارہ القول ارقی سے
 نقل کیا ہے کہ ان کی تحقیق وہی ہے جو اصحاب ستون
 نے لکھا ہے یعنی دس بات کو اعتبار کیا جائے گا، اور
 جن حضرات نے اس کے برعکس لکھا ہے ان پر آپ نے
 رد و تبلیغ کیا ہے اس پر مسوں نے ایک سو نقول صحیحہ
 پیش کی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ وہ متاخرین جنہوں نے

هم اعلم بالمدح ما فعلنا اتباعهم وفیہ
ما قد صد الشارح فی سسر العقی واما نحن
فعلینا اتباع ما من جود و صحت کما و احترنا
فی حیاتهم اه و فیہ قال لب الصبح و عن ابی
یوسف انه کالجاری لا یقتضی الا بالتغیر و هو
المدی ینفی تصحیحہ ینفی عدم الفرق
بین الصریح و غیره لان لدین انما یقتضی
عدم اکثر عدم لتجس الا بالتغیر
غیر فصل انه فی مراقی العلام بہ احد هشیم
مدح توسعہ علی الناس و التقدير عشر هو المعق
بہ و فی حاشیئہ للعلامة الطحاوی لا فرق
بین مرصع الوقوع و غیرہ و من تعاسة و بحسن
و ینفی تصحیحہ کما فی الصبح و هو الخامس
کما قاله العلامة قاسم و علیہ المستوی کما
فی النصاب اه و الله سبحہ و تعالی اعلم۔

دست پر فتویٰ دیا ہے، جیسے صاحب ہدایہ اور
قاضی خان وغیرہ اہل ترجیح سے ہیں وہ ہم سے نہ
مذہب کے جاننے والے ہیں، لہذا ہم پر واجب ہے
کہ ہم ان کی پیروی کریں، اور اس کی تائید اس سے
ہوتی ہے جو شرف نے رسم اثنی میں کہا ہے کہ
”ہم لوگوں پر اس کی اتباع لازم ہے جس کو خود
رائع اور صحیح قرار دیا ہے بالکل اسی طرح جس طرح وہ
اپنی زندگی میں فتویٰ دیتے تو ہم یا اتباع لازم تھا،
اور اسی میں ہے کہ قبیح میں فرمایا ”اور ابو یوسف سے
مروی ہے کہ یہ جاری پانی کی طرح ہے، بغیر تغیر کے
نا پاک نہ ہوگا اور اس کی تصحیح کی جانی چاہیے تو نجاست
مستحیہ اور خیر نہ کے درمیان فرق نہ ہونا چاہیے کہ نہ
وین کا تقاضا ہے ریشہ ان سوائے تغیر کے نا پاک
نہ ہو گا اور مراقی العلام میں ہے کہ اسی پر ہمارے
مشایخ بلکہ نے لوگوں پر فراخی کے لیے فتویٰ دیا ہے
اور اس بات کا قول ہی معنی ہے، اور اس کے حاشیہ میں علامہ طحاوی نے لکھا کہ نجاست کے گرنے کی جگہ
اور دوسری جگہ میں فرق نہیں، اسی طرح ایک نجاست اور دوسری نجاست میں فرق نہیں، اور اس کی تصحیح
کی جانی چاہیے کافی القح، اور یہی مختار ہے، جیسا کہ علامہ قاسم نے فرمایا و علیہ الصبریٰ کی فی نصاب (اسی
پر فتویٰ ہے جیسا کہ نصاب میں ہے) اه و الله سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ ت

لے رد المحتار باب المیاء مصنف ابوبانی مصر ۱۴۱/۱

لے ایضاً ۱۴۰/۱

لے مراقی العلام الطہارۃ نور محمد کراچی ص ۱۶

ت طحاوی علی مراقی العلام الطہارۃ نور محمد کراچی ص ۱۶

فتویٰ مستثنیٰ بہ

الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل^{۱۳}

استعمال شدہ پانی کی تعریف میں منصف صحیفہ (رسد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمدہ و فیصلی علی رسولہ الکریم
مسئلہ ۲۸ ۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ آب مستعمل کی کیا تعریف ہے بیجا و تردد۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحد الماء المعدل الطهر وغاسل الثابت فظهر ادوا احنا باسالة الماء هل اجبا ما قبله من مستعمل و فصل
الصلاة و امرکی السلام علی من طهرنا منہ لا تحاسن و ادانہ و لعمریہ علیہ حقنا و فصل
الودناس و علی الہ و صحبہ و اهل البیت الامین۔

اقول و بان التوفیق ما سے مستعمل وہ قلیل پانی ہے جس سے یا تو تلبیہ نجاست مکیہ سے کسی واحد کو ساقط
کیا یعنی سہاں کے کسی ایسے پارہ جس کو مس کیا جس کی تطہیر وضو یا غسل سے بالفعل لازم تھی یا طہ سر بدن پر اس کا
استعمال نہ کرنا ثواب تھا و استعمال کرنے والے نے اپنے بدن پر اسی امر ثواب کی سبب سے استعمال کیا اور یوں
استحاطہ واجب تطہیر یا قنات قربت کر کے حصہ سے جدا ہوا اگرچہ ہرگز کسی جگہ مستقر نہ ہوا بلکہ روانی میں ہے اور
بعض نے زوال حرکت و حصول استقرار کی بھی شرط لگائی۔ یہ بیونہ لغائی و دونوں مذہب پر صحاح معالج ہے کہ ان
سطروں کے سر، کہیں نہ ملے گی۔ اب فوائد قیود سنئے۔

(۱) آب بخیر یعنی وہ در ذہ یا عاری پانی میں محدث و صریحاً منسوب غسل کرنے یا کوئی نجاست ہی و صحتی جائے
قرپانی نہ نجس ہو گا نہ مستعمل نہ قلیل کی قید ضرور ہے۔

(۲) محدث نے نہ ہوا بعض اوقات وہ وضو دھوئے اگرچہ بے نیت و وضو بعض ثمنہ یا میل و غیر ذہ کرے کہ لیے یا
اُس نے اصل کوئی فعل نہ کیا نہ اُس کا قصد تھا بلکہ کسی دوسرے نے اُس پر پانی ڈال دیا جو اُس کے کسی ایسے عضو پر گزرا
جس کا وضو یا غسل میں پاک کرنا سنوا اس پر فرض تھا مثلاً محدث کے ہاتھ یا جنب کی میڈ پر قرآن سب صورتوں میں
شکل ان کے سبب پانی مستعمل ہو گیا کہ اس نے محل نجاست مکیہ سے مس کر کے اتے ٹکڑے کی تطہیر واجب کو ذمہ

مکلف سے ساقط کیا اگرچہ پھر صورتوں میں ہنوز حکم تطہیر دیگر اعضا میں باقی ہے اور پہلی میں تو یعنی جبکہ تمام اعضاء دھو لیے فرض تطہیر پورا ہوئی ہے۔

تشریح پانی کوئی یا بڑے ٹکے کے سوا کہیں نہیں دیتی جبکانے کے قابل نہیں چھوٹا برتن مثلاً کونرا ایک ہی پاس تھا وہ اسی برتن میں گر کر ڈوب گیا کوئی بچہ یا بادھو آدمی ایسا نہیں جس سے کہہ کر نکلا اسے اب عجوبہ ہی محدث خود ہی ہاتھ ڈال کر کھائے گا یا چھوٹا برتن سر سے ہے ہی نہیں تو ناچار چلو ملے کر ہاتھ دھوئے گا۔ دونوں صورتوں میں بھی اگرچہ شکل اول اتنی مستطوطہ واجب تطہیر پانی مٹی ٹکری ضرورتاً معاف رکھی گئی ہو ہے ضرورت ایسا کرے گا تو پانی نکل یا بعض بالاتفاق مستقل ہو جائے گا اگرچہ ایک قول پر قابل وضو ہے۔ بیانا اس کا یہ ہے کہ محدث یعنی بے وضو یا حاجت غسل والے کا وہ عضو جس پر سے ہنوز حکم تطہیر ساقط نہ ہو اگرچہ کتنا ہی کم ہو مثلاً پورا یا ناحیہ ناظر قلیل پانی سے مس کرے تو ہمارے علماء کو اختلاف ہے بعض کے نزدیک وہ سارے پانی مستقل ہو جاتا ہے اور قابل وضو و غسل نہیں رہتا اور بعض کے نزدیک صرف اتنا مستقل ہو جس قدر اس پارہ بدن سے ملا باقی اس پاس کا پانی جو اس عضو کی عادات میں ہے اور اس سے مس نہ ہو مستقل نہ ہو ایوں ہی وہ تمام پانی کہ اس عضو کے پہنچنے کی جگہ سے نیچے ہے اس پر بھی حکم استعمال نہ آتا۔ اس قول پر بھی باکول میں کہنی تک ہاتھ ڈالنے سے بھی نہ پانی قابل طہارت رہے گا اگرچہ پانی ہاتھ سے نہ پانی سے پیچھے رہا وہ اس سے بہت زیادہ ہے جس نے ہاتھ سے مس کیا اور جب غیر مستقل پانی مستقل سے زیادہ ہو تو پانی قابل وضو و غسل رہتا ہے مثلاً لگی میں دھو کر اور وہ پانی ایک ٹکڑے ہر آب طہر مستقل میں ڈال دیا تو یہ کچھ قابل وضو ہے کہ مستقل یا مستقل سے کم ہے اسی پر قیاس کر کے ان بعض نے ہاتھ ڈالنے کا حکم رکھ کر مستقل تو اتنا ہی برا جتنا ہاتھ کو لگا باقی کہ انگ روم اس پر غائب ہے اور فریق اول نے فرمایا کہ پانی ایک تسلسل جسم سے اس کے بعض سے ملا کر ہے لہذا ناحیہ کی ٹوک یا پور سے کا کر وہ لگ جانے سے بھی نکل سکا مستقل ہو جائے گا۔ یہ دو قول ہیں اور فریق اول ہی کا قول حقیقہ ہے ہر حال سقہ میں فریقین متفق ہیں کہ بے ضرورت چھو لینے یا ہاتھ ڈالنے سے پانی مستقل ہو جائے گا اگرچہ بعض تو ہماری تعریف اس قول پر بھی ہر طرح جامع مانع ہے۔

(۳) بادھو آدمی نے بریت ثواب دو بارہ وضو کیا۔

(۴) سمجھو ان نابالغ نے وضو قصدہ وضو کیا۔

(۵) حائض و نفاس کو حسب تکسیر بعض و بعض باقی ہے وضو و غسل کا حکم نہیں مگر انہیں مستحب ہے کہ نماز پنجگانہ کے وقت اور اشراق و چاشت تہجد کی عادت رکھتی ہر تو ان وقتوں میں بھی وضو کر کے کچھ دیر یا دالہی کر لیا کر کہ عبادت کی عادت باقی رہے۔ انہوں نے یہ وضو کیا۔

(۶) پاک آدمی نے دوسرے سنت کو جیسے یا طہیرین یا عوفیہ یا احرام یا اور اوقات مسنونہ کا غسل یا میت کو غسل دینے کا وضو یا غسل کیا۔

(۷) دوسرے نے کھانا کھانے کو یا کھانا کھا کر بیت ادا سے سنت ہاتھ دھوئے یا ٹٹلی کی۔

(۸) دوسرے فرض یا نفل میں چو پنی گلی یا ناک میں پہنچانے میں صرف ہوا۔

(۹) کچھ احتیاذ دھویے تھے خشک ہو گئے سنت مولات کی نیت سے ابھیں پھر دھویا اسی سبب صورتوں میں مشکل دوم کے سبب مستعمل ہو گئے گا اگرچہ استعاذہ واجب نہ کیا اقامت قربت کی میت کو مٹا کر غسل کرنا بھی مستحب ہے کھانا فی الدرس و حیدرہ

(۱۰) میت کے بارے میں علماء مختلف ہیں تمہارے نزدیک موت نجاست حقیقہ ہے اس تقدیر پر گو وہ پانی کو غسل میت میں صرف ہوا اُسے مستعمل نہیں بلکہ ناپاک ہے اور بعض کے نزدیک نجاست محکمہ ہے بحر الائی وغیرہ میں اسی کو اصح کہا اُس تقدیر پر وہ پانی بھی اسے مستعمل ہے اور ہماری تعریف کی شق اول میں داخل کہ اُس نے بھی استعاذہ واجب کیا۔

اقول ولہذا ہم نے انسان کا پانہ جسم کا نہ مکلف کا کہ میت مکلف نہیں۔ اور تطہیر لازم تھی کما نذیر کہ اس کے ذمے پر لازم تھی کہ یہ تطہیرت کے ذمے پر نہیں آیا پر اہم ہے۔

(۱۱) یوں ہی غسل میت کا دوسرا درمیر پانی بھی آب مستعمل ہو گا کہ اگرچہ پینے پانی سے استعاذہ واجب ہو گیا مگر غسل میت میں تثلیث بھی حرمت مطلوبہ فی شریعت ہے۔

اقول ولہذا ہم نے شق دوم میں بھی بدن انسان مطلق رکھا۔

(۱۲) وضو کی میت سے دوسرے کو کھانچے وضو کر دے اُس نے ہلے نیت کر، اب اُس کے احتیاط کے طور

و حدود پانی مستعمل ہو گیا کہ جب اس کے امر سے ہے اور اس کی نیت قربت کی ہے تو وہ اسی کا استعمال قرار پائے گا الامری اندہ فی دل و حدیث و ثبوت عقد اقی یا لہما سورہ صہ ان امرقا حسدا او حسوا حسدا

کا نہ علیہ (جب کہ اگرچہ وضو ایسا کہے اور نیت کرے تو مہر بہ کو بجا نہ دالا ہو جو نہ راوا مسوا سے اس پر لا رہا تھا۔

(۱۳) با وضو آدمی نے اعضا دھوئے یا میل دھوئے کہ وہ ضربہ میت وضو علی الاصر کیا پانی مستعمل نہ ہو گا کہ اب نہ استعاذہ واجب ہے نہ اقامت قربت۔

(۱۴) معلوم تھا کہ عضو تین بار دھو چکا ہوں اور نہ ہونہ پانی خشک بھی نہ ہوا تھا بلا وجہ چوتھی بار اور ڈالا یہ بھی قربت نہیں بلکہ خلاف ادب ہے۔

(۱۵) ہاں اگر خشک ہو کہ دوبار دھویا یا تین بار یوں قیضی تثلیث کے لیے پانی پھر ڈالا تو مستعمل ہو جائیگا

(۲۵) اقول نجاست میں عکبہ کی تفسیر کا فائدہ ظاہر ہے کہ جو پانی نجاست حقیقہ کے ازالہ میں صرف ہر چار سے نزدیک مطلقاً ناپاک ہو جائے گا نہ کہ مستعمل۔

(۲۶) قول ہم نے پانی کو مطلق رکھا اور خود رخ نجاست عکبہ و اقامت قربت ہائے مذکور سے واضح کر پانی سے مانے مطلق مراد ہے تو شوربہ یا دودھ کی تسی یا نغیر تھوڑے سے اگر ضرورت ہو تو مستعمل ہو جئے کر ان سے وضو ہی نہ ہو گا نہ مستعمل کیا ہو گا۔

(۲۷) خود نفس جنس یعنی پانی نے دودھ سرکہ گلاب کیوڑے وغیرہ کو خارج کر دیا کہ ان سے وضو کر کے تو مستعمل نہ ہوں گے اگرچہ وہ وضو ہو اگرچہ جنب ہو اگرچہ نیست قربت کر کے کہ غیر آب نجاست عکبہ سے مطلقاً قطعی نہیں کر سکتا۔

تنبیہ اگر کیجئے ۲۶ و ۲۷ کا اثر کیا ہے کہ مستعمل ہونے سے ہمارے نزدیک شے نجس نہیں ہو جاتی صرف نجاست عکبہ دور کرنے کے قابل نہیں رہتی یہ قابلیت ایہ شیا میں پہلے بھی نہ تھی تو ان کو مستعمل نہ مانے کا فائدہ کیا ہوا۔

اقول دل تری عائد بہت سی کہ مستعمل نہ ہونے سے اس کی طہارت تحقق ملے رہے گی کہ مستعمل کی طہارت میں ہمارے فکر کا اختلاف ہے اگرچہ صحیح طہارت ہے

ثانی مستعمل اگرچہ ظاہر ہے مگر قدرہ مسجد میں اس کا دامن ناجائز ہے ان اشیاء کو مستعمل نہ ہونے سے یہ مسجد نہ کہ مثلاً جس گلاب سے کسی نے وضو کیا اسے مسجد میں چھڑک سکتے ہیں کہ وہ مستعمل نہ ہو۔

بالحد یہ وہ نجس و جلیس جانتے و مانع و شافی و نافع تعریف مانے مستعمل ہے کہ مطلق الہی خدمت طہارت ملے کر اس سے اس غیر راجح ہر وہ مسجد مانے کے ہے فقہاء نے انکار کیا اور برادران دینی سے دعا ہے ہم دعا فیت کی طے رکھا ہے سے

مانے مستعمل کر لے بڑا مظهر و صفت اوست جامع مانع عدل و زحاد و حروف شد
مطلق کو دوشیستین زحمت کا ستیا بر شہد قربت مظهر میں صرف شد
راکھ کا فساد جد شد از بہر مستعمل است لیک نہ بعض چون نہ بجای غلط شد

دو شعر میں دو نام تعصیل آئیں جو یہ نیک مذکور ہیں اور بھی کراچ قول اول ہے یعنی بدن سے جدا ہوتے ہی مستعمل کا حکم دیا جائے گا کسی جگہ مستقر ہو یا شرط نہیں۔ اب عبارات علیٰ اور بعض مسائل مذکورہ میں اپنی تحقیق معروض کر کے وباللہ التوفیق تنویر الابصار و در مختار و رد المحتار میں ہے

لا یجوز مع الاستعماد لاحد قرۃ ای ثواب و نو وضو اس پانی سے جائز نہیں جس کو بطور ثوب استعمال کیا گیا ہو
سے تر کہ مستعمل پانی کہ جو پاک ہوتا ہے اور دوسرے کو پاک میں کرتا دھوا سے اس کی جامع مانع تعریف دو باتوں میں ہوتی ہے جس سے مطلقاً حدیث رائل ہوا یا قربت مقصودہ کی نیت سے بدن پر استعمال ہوا ہو یا قبل پانی جب بدن سے جدا ہوا تو مستعمل ہو جائیگا لیکن بعض نے نزدیک بدن سے جدا ہو کر کسی جگہ یا غرض میں اس کا قرار ضروری ہے۔
لے را کہ بجے غیر جاری یعنی پانی قبل کر وہ درود نہا شد ۱۲ م

مس من یتر (اذا قوس یردہ القطر
کما فی الحاشیة و طاعنہ انہ لو یردہ ذلک لہ
یصیر مستحلاً) او حائض لعادة عبادة (قال فی
المنہر قال ابو صوف العائض یسیر مستحلاً
لا یمیتحب لہا الوضوء لکل فرصة وان تعجلت
فی مصلاتها قدرہا کیلا تنفس عاداتہا ویضی
ان وتوصات لتتجد عامی او مصلاة ضعیفی ان
لصیر مستحلاً و اقراہ الرملی وغیرہ و وجہہ
طاعنہ ظاہر جرم بہ التماس مطلق العبادة
تس لجامع العبادی او محصل میت (و کوم
حاشیہ مستحلاً هو الاصح بحر اقوال قول
العامۃ و اعتمدہ البدائع ان نجاسة المیت
بجاسة خبیث لانه یجری دموہ و عوز عطفہ
علی میعرائی و لو من جلصل میسلایہ و ۱۲۱ / ۱ / مس
مس میت و ید لکل و منہ بقیة السیر قد یہ فی البحر
خذ من قول المحیط لایہ اقام بد قریۃ لایہ
سۃ و فی التہر و علیہ یتبع اشتراطہ فی حطل

اگرچہ اس تجویز نے استثنیٰ کیا ہے جس میں شعور پیدا ہو چکا ہو
(جبکہ وضو کیا کہ اس سے اس کا ارادہ پاکی حاصل کرنے کا
تھا کما فی الحاشیہ اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اگر اس سے
ظہارت کا ارادہ نہ کیا تو مستعمل نہ ہو گا) یا عائض بہاد
کی عادت کی وجہ سے (تہر میں ہے کہ فقہائے قریب
عائض کے وضو سے مستعمل ہوں گے گا کہ اس کے لیے
بر فرض کے لیے وضو مستحب ہے اور یہ کہ نماز کی مسجد میں
اپنے مصطفیٰ پر بیٹھے تاکہ نماز کی عادت نہ ختم ہو جا سکے
اور اگر تہجد یا نماز چاشت کے لیے اس نے وضو کیا
تو چاہیے کہ وہ پانی مستعمل ہو جائے اور رمل وغیرہ نے اس
کو برقرار رکھا اور اس کی وجہ ظاہر ہے ، اس لیے
اس پر شائد اس نے جوم کیا اور عادت کو مطلق رکھا نجاس
العنادی کی متابعت میں) یا میت کہ غسل دیا (اور
س ۱۲۱ / ۱ / متعلیٰ پانی کا مستعمل ہونا ہی صحیح ہے
بحر میں کتابت جوم فقہاء کا قول یہی ہے ، اس پر
بدائع نے اکتفا دیکھا کہ میت کی نجاست خشت کی نجاست
ہے کیونکہ میت خون والا جانور ہے ، اور اس کی

طہ المہ المختار	باب المیاء	مطبوعہ مجتبائی دہلی	۳۴ / ۱
کنہ رد المحتار	باب المیاء	مطبوعہ مصطفیٰ ایبائی مصر	۱۳۵ / ۱
کنہ المہ المختار	باب المیاء	مطبوعہ مجتبائی دہلی	۳۴ / ۱
کنہ رد المحتار	باب المیاء	مطبوعہ مصطفیٰ ایبائی مصر	۱۳۵ / ۱
کنہ رد المحتار	باب المیاء	مطبوعہ مجتبائی دہلی	۳۴ / ۱
کنہ رد المحتار	باب المیاء	مصر	۱۳۵ / ۱
کنہ رد المحتار	باب المیاء	مجتبائی دہلی	۳۴ / ۱

مطلعت غیر پرچہ ہے یعنی "انگریزیت کے فضل کے وجہ سے
ہو کیونکہ منیت کو نہ لانے کے بعد وضو کر لینا مندوب ہے"
یا پانچ دسواکھٹے کیلئے یا اس سے بہت سنت (بکر
میں یہ قید محیط کے قول سے ملے کر لگائی ہے کہ اگر اس
سے اس سے عبادت ادا کی ہے اس لیے کہ وہ سنت ہے
احد اور نہ میں ہے کہ اس پر یہ شرط لگائی چاہیے ہر
سنت میں صحیحہ سن کا دھونا یا ناک میں پانی ڈالنا
رہتی ہے کہ اگر اس میں کوئی تردد نہیں حتیٰ کہ اگر وہ جنب
نہ ہو اور نہ اور ناک کے دھونے سے بعض صفائی کا
اداء کرے ذکر قرست کی ادائیگی کا قربانی مستعمل ہوگی
یا حدیث کو مرجع کرنے کے لیے جیسے بے وضو کا وضو کرنا
خود غنہ کے حصول کے لیے ہو، تو اگر کسی با وضو شخص
نے غنہ کا حاصل کرنے کے لیے دھونا کے لیے یا
باعتوں کی مٹی پھرانے کے لیے وضو کیا تو یہ پانی مستعمل
نہ ہوگا بالاعتقاد اس پر یہ اعتراض و رد کیا گیا ہے
کہ وضو کرنے کی تعلیم دینا بکاسے خود عبادت ہے و
بکر نے اس کا جواب دیا جس کو نہ وغیرہ سے بھی پسند

مسند کفصل خم وانما قال الرضی ولا تردد
فيه حتى ولو لم يكن حب وقصد لفصل العمد و
لا لعمد مجرد الطهية لا اقل هذا المقرب لا يصير
مستعملاً (اولهم حدث كوضوء محمد وذا لثرد
ملو توجها متوصلي لغيره او تعليم اول طين بيده لم
يصير مستعملاً لانه قد اورد انه تعليم الوضوء قربة
وجاب، بخبره تبعه المهر وغيره ان التوصي
نفسه ليس قربة بل التعليم هو خارج عنه
ولذا يحصل نقول كزيادة على الثالث بلاسية
قربة (ان اورد الزيادة على الوضوء الاول وصيه
اختلاف الشايع ما لو اورد بها ابتداء الوضوء
صار مستعملاً بل ان اورد كان بعد الفراغ
من الوضوء الاول والا كان من جهة كفايته
فلا يصير مستعملاً وهذا ايضا اذا احتلف
المجلس والا فلا نه مكروه بغير نكح قد ص
ان مكروه تكراره في مجلس مراراً وكفصل بحر
قد (ما ليس من اعضاء الوضوء وهو

شہ رد المحتار باب المياہ مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر ۱۳۶/۱

شہ رد المحتار باب المياہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۳۴/۱

شہ رد المحتار باب المياہ مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر ۱۳۶/۱

شہ رد المحتار باب المياہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۳۴/۱

ہم نے اس کی تحقیق باریق اور میں پہلے بیان کر دی ہے
اس کو یاد کرنا (ت)

شہ رد المحتار باب المياہ مطبوعہ البانی مصر ۱۳۶/۱

شہ رد المحتار باب المياہ مجتبائی دہلی ۳۴/۱

محدث لا جذب) او ثوب طہر (و نحوه من
 المجملات كقد وردت في روضة الوداسة
 نوكل د بصر من المستحق قال سيدي عبد الله
 وغيره كذا لا تحسب السادة لا قبل جهود
 كحمار و رة و صباغ بهائم لم يصل الماء الى
 صرمانه و ذكر المحقق (و نحوه) اول اسقاط فصرص
 بان يصل بعض اعضائه (التي بحسب غسلها
 احترازاً عن غسل المحدث نحو العنق)
 او يدخل يده او رجله في حبل لغير اغتراف
 و نحوه (بل لتبرؤ و غسل يده من طهر او
 نجس فلو قصد الاغتراف و نحوه) كاستطرا
 كور لم يصبر مستعلاً للصورة (فانه يصبر
 مستعلاً) الفصل من غصوداته لم يستقر
 في شيء من المذهب و قيل انما استقر (في
 مكان من ارض او كفن او ثوب و يسكنه)
 المتحرك و هذا قول طائفة من مشايخ
 بلخ و اخامره و هو الاسلام و غيره و في
 الخلاصة و غيرها انه المختار لان العلة
 على الاول و هو الاصح و اثر الخلاف يظهر

کیا کہ وضو خود قربت نہیں ہے، ہاں تعلیم قربت ہے
 اور تعلیم وضو سے الگ شے ہے اس لیے تعلیم صرف قول
 سے بھی سوجاتی ہے، جیسے تین مرتبہ سے زائد وضو
 وضو کا بنیاد قربت و صونا ہے اُس وقت ہے
 جب اُس کا ارادہ یہ ہو کہ پیٹھ وضو پر یہ دتی کی جائے
 اور اس میں مشایخ کا اختلاف ہے، اور اگر اس
 سے وضو کی ابتداء مراد ہو تو اس طرط پانی مستعمل
 ہو جائے گا، یعنی جبکہ پیٹھ وضو سے قربت
 کے بعد ہو ورنہ بہت جلد ہوگا جیسا کہ اگر اس مستعمل نہ
 ہوگا، اور یہ بھی اس وقت ہے جبکہ مجلس منعقد ہو
 ورنہ نہیں کہ یہ مکہ یہ مکہ ہے، بجز۔ لیکن ہم پہلے بیان
 کر آئے ہیں کہ مکہ وہ اس کا ایک ہی مجلس میں کئی مرتبہ
 نکر رہے اور جیسے ران کا دھونا جو
 اعضا وضو سے ہیں ہے حالانکہ وہ بے وضو ہو نہ کہ
 جنب ہو، یا پاک کپڑے اور اسی کی مثل خشک شیا
 جیسے پانڈان اور پھل، تو سستی یا وہ چھپ چھپ جس کا
 گوشت کھایا ہو (بجز اسے اس کے بقیے سے روکتا
 کیا سیدھی جید انقی و غیرتے کہا اور اسکے علاوہ بھی ناپاک
 نہیں کرتے ہیں اور اس کے پاک کرتے کی صفت کو جس سے

شہ در مختار، باب المیاء، مصطفیٰ البالی ص ۱۳۱	شہ در مختار، باب المیاء، مجتہبی دہلی ۱۳۱
شہ در مختار	شہ در مختار
شہ در مختار	شہ در مختار
شہ در مختار	شہ در مختار
شہ در مختار	شہ در مختار
شہ در مختار	شہ در مختار

جہ تو الفصل منقطع علیٰ انہما ما جہزہ علیہ
 صم عن انشئ لا الاول ہر وقد صرت اعضاء
 الفصل كعصرو واحد فلو الفصل مہ منقطع علی
 عضو احرم من اعضاء الفصل ما جہزہ علیہ
 صم علی القولین آھ منقطع وفي المسند یقین
 انما یأمر بینه فلو قضا، ما یحل او ما، الوہر دلا
 یصیر مستعملاً بعد لكل آھ
 دیکھ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے یا ہاتھوں کو ٹٹ سے یا آٹے سے صاف کرنا مقصود، تو اگر جڑ بھرنے کا رد کیا جیسے
 پانی سے ٹوٹ نکالنے کے لیے یا تو ڈال کر پانی مستقل رہے گا کیونکہ یہ ضرورتاً ہے، کیونکہ پانی مستقل اُس وقت ہر گاہ
 جبکہ عضو سے جدا ہو، اگرچہ کسی چیز پر بٹھرے، مذمب یہی ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب کسی جگہ پر ٹھہرے۔
 زمین پر یا ہاتھ پر یا کپڑے پر، اور حرکت کے بعد اس میں سکون پیدا ہو چکا ہو، یہ بیخ کے متبادک میں سے بعض
 کا قول ہے اس کو فخر الاسلام وغیرہ نے پسند کیا ہے اور علما صمد وغیرہ میں ہے کہ یہی مختار ہے، مگر عام علما
 پہلے قول پر ہی ہیں اور وہی تاہم۔ ~~تاریخ ہندوستان~~ میں ہے کہ پانی جہ ہو کر کسی انسان پر
 گرے اور وہ اس کو اپنے اوپر جاری کرے تو دوسرے قول پر بھی ہے نہ کہ پہلے پر نہر۔ اور یہ گرج چکا ہے کہ عضو
 غسل ایک مصوک طرح ہیں، تو اگر اُس سے پانی جدا ہو کر اعضاء غسل پر گرے اور اُس نے وہ اُن پر جاری کر لیا تو وہ اُن
 اقوال کے مطابق صحیح ہو گا، ملتے تھا، اور ہندو میں تاہم دوسرے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر سر کہ سے یا ٹٹ کہ سے
 عرق سے وضو کیا تو سب کے نزدیک مستقل رہے گا۔ آھ۔ ت
 تنبیہ علیٰ قال فی التعمید بعد ما عرفنا مستعمل
 بعد اسرائیل یہ حدیث او مستعمل فی السدن
 علی وجه القریۃ ما نصہ امواء غلب
 القدر او القصاص لا یصیر الماء مستعملاً۔
 تنبیہ علیٰ حدیث میں ما، مستعمل کی تعریف میں کہ کہ وہ
 پانی جس سے کوئی حدیث زائل کیا گیا ہو یا بدن پر قرۃ
 کے طور پر استعمال کیا گیا ہو، پھر فرمایا کہ اگر کسی حدیث
 نے نہ ٹٹ یا بڑا پیرا نہ دھویا تو پانی مستقل نہ ہو گا۔ آھ۔

۱۴۴/۱ مصطفیٰ البانی مصر باب المیاء
 ۲۲/۱ نورانی کتب خانہ پشاور فیما لا یکرہ بہ الوضو
 ۱۰۸ ص کتبہ قادریہ لاہور فی التہاشر

اقول وهو كما ترى مطلق يشل ما ادعوا به

اقامة سنة لاجرم ان قال في الغيبة قوله
في البدن احقر رعباء استعمل في غيره من
قوب ونحوه بديهة القرينة فانه لا يصير مستعملا
ويتخرج على ما ذكرنا امرأة غسلت القدر
او القصاص الخ لكن قال في الحلية اما القدر و
القصاص ونحوهما من الاعيان الظاهرات
كالقول في الثمار والاشياء والاحكام والصلوات
الجماعات لا يدحها حكم العبادات اما لو فوسـ
بدل ذلك قرينة بان استعملها من الطهارة
بقصد اقامة السنة كان ذلك الماء مستعملا
فكبدلته كبدلته ان كبدلته سنة وهو ياتى في مستعمل هو جائز في العبادات

اقول اذ كان فيه بدد وغيره واحد

وقد قيد في مختصر القدر في الهداية
والغيبة وغيرهما الاستعمال لقرينة بكونه
في البدن و اقر عليه هذا المحقق وحفيم
الكتب حجة ولذا جعل في الغيبة احترازا
ومثله في الجوهر في النيرة حيث قال قوله
في البدن قيد به لانه ما كان من خصاله
العبادات كالقيد في القصاص والمحجبات
لا يكون مستعملا الخ وثانيا تراحم عن
اخرهم يسلون ما قبل الاستعمال في غير

میں کتا ہوں یہ مطلق ہے اس میں یہ صورت

میں شامل ہے جبکہ اس صورت نے اس دھونے سے
سنت کی ادائیگی کا ارادہ کیا ہو، غیبہ میں کہا کہ ان کا
قول "فی البدن" اس صورت سے احتراز ہے جب
پھرٹے وغیرہ میں استعمال کیا ہو برنیت "قرینہ"
قودہ مستعمل نہ ہوگا، اور جو ہم نے ذکر کیا اس پر یہ
تفریع ہوگی کہ کسی صورت نے بانڈی یا پیاسے دھونے
الخ نہ علیہ میں سنسرایا بہر حال بانڈی پیاسے وغیرہ
یعنی پاک اشیا جیسے سبزیاں پھل کپڑے، پتھر،
تراس پتے کرمادات پر عبادات کا حکم جاری نہیں ہوتا
ہے، اگر ان کے ساتھ قربت کا ارادہ کیا یعنی کھانا
کے ساتھ قربت کا ارادہ کیا ہے اس میں ٹعد ہے اس

میں کتا ہوں یہ اس میں ٹعد ہے اس
کو انہوں نے کسی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے تاہم
مختصر قہری اور غیبہ وغیرہ میں قربت کے استعمال
کو بدد میں ہونے کے ساتھ متیقہ کیا ہے، اور اس
محقق نے اسے برقرار رکھا ہے اور کتابوں کے
مضامین ہمارے لیے جہت ہیں اور اس لیے غیبہ میں
اس کو قید احترازی قرار دیا ہے، اسی کی مثل جوہر وغیرہ
میں ہے وہ فرماتے ہیں ان کا قول "فی البدن"
کیونکہ عبادات کا دھونے جیسے بانڈیاں، پیاسے،
پتھر کا دھونے مستعمل نہ ہوگا الخ

لے غیبہ المستعمل فی النہایت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۳

سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۳

سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۳

بدن الاصل من ارب لا تمامه عیون تعین الی تقييد
عدم ثبوت القربة كمسألة عدم الدامة المذكورة
فی لمبتنى والفتن والنهجه والدروالت رحامة
وغيرها ومسألة الشوبه ومسألة الاحتمال
ومسألة الثمار ومسألة القدر وما نقصاع هذه
وغيرها فاطلبا تفهم على اطلاقها يؤيد ما قد قم
على تقييدها سدب الاصل من فاسد
لمبتى يكتفى به القربة كصل ثوب ابويه من
الوسم والثمار من الصبار لا حملهما واحتمال
فرش المسجد للتنظيف الى غيره ذلك فمما من
مباح الاذ يمكن حمله قربة بنية محسودة كما
لا يخفى على عالم علم النيات وثالث هذا
التقييد هو التقييد للدين ^{فست} ووجوبه
اقامة القربة معبراً عنه وهو وصف الطهورة
اعنى حمله الاثر من البدن المستعمل به
في الهداية قال محمد رحمه الله تعالى لا يصير
مستحلاً الا باقامة القربة لان الاستحلال
باستحلال محاسة الاثام اليه وانما تنزول
بالقرب والابو يوسف رحمه الله تعالى يقول
استقاط الغرض مؤثراً اي فيثبت الفساد بالامر
او على العبدية لتعير عند هذا في تعير الماء
وتدله عند الشيخين رضي الله تعالى عنهم
ان يكون برداى مجاسه حكمية عن المحل

ثانیا فقہا سب کے سب مسائل کے میں
استعمال کے مسائل کو مطلق رکھتے ہیں عدم نسبت قربت
کی قید نہیں لگاتے ہیں، جیسے ٹوڑے کو غسل دینے کا
مسئلہ جس کا ذکر مکتبی، فتح البحر، ذر اور تہارہ میں وغیرہ
میں ہے اور پڑے اور پتھروں کا مسئلہ —

پھلوں کا مسئلہ، ہانڈیوں اور پیالوں کا مسئلہ وغیرہ
نوائی تمام فقہا کا ان کو مطلق رکھنے پر اتفاق کر رہا اس
امر کی علامت ہے کہ وہ سب کے سب اس کو بدلتی السانی
کے ساتھ مقید کئے پر متفق ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک
نسبت قربت کا احتمال رکھتا ہے، جیسے اپنے والدین کے
میسے پڑوں کا دھونا، اور والدین کے کھانے کے لیے پھلوں
کا دھونا، اور مسجد کے فرش کا صفائی کے لیے ٹوٹا وغیرہ
آب و ساقی فاسد، مردہ سے قربت کر لینا ممکن ہے،
اور نیتوں کا ہانسنہ، لا اسے خوب جانتا ہے۔

ثالثاً یہ قید لگانا ہی دلیل کا تقاضا ہے جس کی
وجہ سے قربت کی ادائیگی کو پانی کے وصف کو طہوریت کے
متغیر کر لینے والا قرار دیا تھا، یعنی اس کا بدن سے
گناہوں کا دور کر لینا۔

چہاں میں ہے کہ تمام محمد نے فرمایا پانی قربت کی
ادائیگی سے مستعمل ہوتا ہے کیونکہ استعمال کی وجہ
گناہوں کا اس کی طرف منتقل ہوتا ہے، اور یہ چیز
قربت کی ادائیگی سے ہی ہوتی ہے، اور امام ابو یوسف
فرماتے ہیں کہ استقاط غرض بھی اس میں مؤثر ہے تو

وانتقالها الى الماء وقد استقلت الى الماء في
الحالين (ای حال اقامۃ القرۃ و حال الاستقل
الواجب) کیا تقدیر من اعتبارها بالنجاسة
الحقیقیۃ فیستحب دماء بالامریں حیث انہ
موصوفہ و مشتمل ببحرین المحيط جب قال تعیر
الماء عند محمد بن عمار اقامۃ القرۃ بہ و
عندہما باعتبار انہ تحول الیہ نجاسة حکمة
وفی الحدیث تحول فی الماء نجاسة حکمة
فما ذهب تعبیرہ اللہ فی التبيين معبد ان مسند
القرۃ اذ اربعة لحدثہ عند فی حنیفہ و ابی
یوسف و عند محمد بن عمار اللہ تعالیٰ عنہم
اقامة القرۃ لا یجوز کلا و اصول الاستقل
باستقل نجاسة لحدث اذ ہذا حدیث
الیہ اللہ و قال فی کتابہ سؤرا کتاب بحیث لغزہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیصل الا شاء
من ولویع الکلب ثلث لا یقال جازا یؤمر
بالعسل تعبد اکما امر الصلحہ بالوضوء لا ی
افصل تعبد الریشخ الا فی طہارة الصلوة
ما بہ یقف لہ تعالیٰ جب دقہ و الجماعات لا یلحقها
حکم العبادات لا یلحقها نجاسة کاتام
والجماعات لیست باطل لہا لا یقال الحج

دونوں صورتوں میں فساد ثابت ہو جائے گا اور
غناہ میں سے کہ تعبیر اُن دونوں کے نزدیک (یعنی
پانی کا بہنا اور اُس کے میل ہونا شیعہ رضی اللہ عنہما کے
دیکھنا) سے تعبیر حاصل سے زائل ہو کر پانی کی طہ
مقتل ہونے کے باعث ہوگا اور یہ بھی سست و ادب
صورتوں میں ہی پانی کی طہ مقتل ہوئی ہے (قرۃ کی
ادائیگی اور استقلا طہریں دونوں صورتوں میں) جب یہاں
گرا کہ اس کو نجاست حقیقیہ پر قیاس کیا گیا ہے، تو
پانی کا فساد دونوں صورتوں میں ثابت رہا ہے گا اور
اسی قسم کی بات بحر میں محیط سے مقتل ہے وہ فرماتے
ہیں پانی کا لبرام نمہ کے نزدیک اس پر بھی ہے کہ
قرۃ اُس سے داک گئی ہے اور شیعیان کے نزدیک
اس سے کہ بالکامات نجاست حکم مقتل ہوئی ہے
اس لیے پانی تعبیر ہو جائے گا اور تیس میں ہے
اس کا سبب قرۃ کا قلم کرنا ہے اور اُس سے حدیث کا
زائل کرنا ہے شیعیان کے نزدیک ہے، اور امام محمد کے
نزدیک صرف قرۃ کا ادا کرنا ہے اور اول صحیح ہے
کیونکہ استعمال کا باعث یہ ہے حدیث کی نجاست
اُس کی طہ مقتل ہوئی ہے یا گناہوں کی نجاست اس کی
طہ مقتل ہوئی ہے

اور کافی میں ہے کہ کٹے کا ٹھوٹا نجس ہے کیونکہ

لہ العایۃ علی ما شیت فتح القدر باب الدیورۃ لفرغ لوری و ضویہ سکھ ۴۸/۱

کے بحر الرائق بحث الماء المستقل ایک ایم سعید کینی کراچی ۹۱/۱

کے تبیین الحقائق الماء المستقل بوقصر مصر ۲۴/۱

اللہ ہی اس عمل کی رمی الجماد فیصل ورمی ثانیہ
 کا قاضیہ القربۃ بہ لان العجور الہ الرحم وقد
 تنفیذ الالۃ بقل بجاۃ الاثر الیہا
 کما امرکۃ والہ المنعید ہ باحتصار
 ہر سید ہے کہ غسل تہنہ اعراف مبارک طہارت کے لیے مشروع ہوا ہے کیونکہ وہ اللہ کی عبادت ہے اور جماد ثانیہ کی
 عبادت کا حکم نہیں ہے، کیونکہ وہ نہ بڑی نجاست کی وجہ سے ہے، اور جمادات گناہوں کے اہل نہیں ہیں۔ اگر یہ
 اعراف کی جائے کہ وہ پتھر جرمی حرمت میں استعمال ہوا ہو اس کو دھو کر دوبارہ اُسی سے قربت کی ادائیگی کیجئے
 رمی کی جائے تو کیا حکم ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ پتھر لازمی ہے اور آکر اس کی طرف جا کر اس کے منتقل ہونے کی
 وجہ سے تعمیر ہو جاتا ہے جیسے زکوٰۃ کا مال اور مستعمل پانی اور ماخضار۔

اقول وبسبب حدیث حدیث عنہ وندہ الحمد
 ان مطلق الوقایۃ والتقیدہ بکبر والعور
 والاکھلاص والمطلق والتقید بحصول علی
 مقید الکتاب والهدایۃ والمطلق ہما
 یؤیدہ اطباء فہم علی اشتراط الا بفصل عن
 العصر للحکم بالاستعمال واسما وقع المقل
 فی اشتراط التوارد بعد الانفصال فشرطہ
 بعض المشائخ وہ جزم فی انکھر مخالف لکامیہ
 واختارہ الامام فخر الاسلام وغیرہ فی شروح
 الجامع الصغیر وهو حدیث طب الامام ابی حمص
 النکیر والامام ظہیر الدین نورعینان و
 قال فی الخلاصۃ هو المختار ورجحہ الانصاف
 فی عایۃ البیان واعمالان فبعدم اشتراطہ
 خرجا کما سنبہ مع جوابہ فی البہر والذهب
 الحمد للہ ہمارے ان بحثوں سے معلوم ہوا کہ تقایہ
 تقایہ، کبر، تفرق، اصلاح، مطلق اور تنویر کا طلاق کیا
 (قدوری) ہے اور تقید کے مقید پر مگرلی ہے، اور اس کی
 شرط یہ ہے کہ اس سے مراد ہوتی ہے کہ ان کا اتفاق ہے
 کہ پانی کا غرض سے جدا ہونا، اس کے مستعمل ہونے کے لیے
 شرط ہے۔ حدیث صرف اس امر میں ہے کہ لغضائ
 کے بعد قرار کی شرط ہے یا نہیں، تو بعض مشائخ نے
 اس کی شرط رکھی ہے اور اسی پر کثیرین پرکھتے ہیں جو اس کی پنی
 کافی کے خلاف ہے، اور اس کو امام فخر الاسلام
 نے جامع صغیر کی شروح میں مختار قرار دیا ہے اور
 یہی ابو حمص کبیر اور امام ظہیر الدین مرعیشانی کا مذہب
 ہے، اور علامہ میں کسی کو مختار قرار دیا ہے، اور
 عایۃ البیان میں علامہ اتفاق سے اس کو راجع قرار
 دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کو شرط نہ کرنے میں حرج ہے

عن ناھو حکم الاستعمال بمجرّد الاتصال و
صحیحہ فی الہدایۃ وکثیر من المکتب و
المستند فی الکافی وجمع خلافتہ وحلیہ المحدثون
کما فی الفتح والعاصمۃ کما فی البحر علی فی الحیط
ادہ القائل باشتراط الاستقرار اکامام معین
الثوری رحمہ اللہ تعالیٰ دون اهل المذهب
وقد تکفل فی الفتح والبحر بما تعلقوا بہ
واشار الیہ فی الدرر وبالجملة المذکورہ
کلام الثری یقین ہوا الاتصال عن العصر المذکور
باسب المراد استعمال فی البدن لا غیرو
واللہ تعالیٰ اعلم وراۃنا محل نظر کو حاصل
الذاتی بالماہرۃ اثر الطعام قویۃ مطلوبہ
بیمہا بل المطلوب هو التطبیخ وہو ما یحصل
بلحس و بخرجہ وبعیرہما مطلق والاوّل قرب
الی التواحد والادب بآداب السنۃ فاخرج الایام
مسلمہ فی صحیحہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جیسا کہ انہوں نے اس کو بیان کیا اور اس کا جواب بھی بکر
میں دیا اور ہمارے نزدیک پانی عضو سے جدا ہوتے ہی
مستعمل ہو جاتا ہے، اسی کو ہدیہ میں صحیح قرار دیا ہے۔
اسی طرح بہت سی کتب میں اس کو صحیح کہا ہے، اور
کافی میں اس پر اعتماد کیا ہے، اور اس کے خلاف کو ضعیف
قرار دیا ہے اور اسی پر محققین میں جیسا کہ فتح میں اور عام
کتب میں ہے کافی البحر جگہ محیط میں ہے کہ استقرار کی شرط
کے قائل امام سیان ثوری ہیں اہل مدینہ نہیں ہیں
اور فتح اور بکر میں ان کے دلائل کاروکیا ہے، اور ذکر میں
اس کی طرف اشارہ کیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حدیثیں کے
کلام میں نہ کہ عضو سے حاصل ہوا ہے جس کا مطلب
یہ ہے کہ مراد اس کا بدن ہی میں استعمال ہے فقط ذکر کے
غیرت واللہ تعالیٰ اعلم

راۃنا محل نظر امر ہے کہ برتنوں کو محض اس لیے
دھونا کہ ان پر کھانے کا اثر ہے ہی قریب مطلق ہے
بلکہ مطلوب معافی ہے جو کبھی پائے کو کبھی کپڑے سے

عہ ترجمہ حدیث (۱) صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگلیاں اور رانے چٹنے
کا حکم فرماتے اور ارشاد کرتے تھیں کیا معلوم کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے یعنی مثلاً یہ اسی جگہ میں جو جو انگلیوں یا
برتن میں لگا دیا گیا ہے۔

(۲) مسلم و احمد ابوداؤد و ترمذی و تہی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیں کھانا کھا کر پیالہ حب صاف کر دینے کا حکم فرمایا کہ تم کیا جاؤ کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔
(۳) احمد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی و تہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
جو کبھی پیالے میں کھانا کھا کر پیالہ سے اُسے صاف کر دے وہ پیالہ اُس کے لیے دعا سے معصمت کرے۔

(۴) امام حکیم ترمذی اسی ضمن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر فرمایا اور وہ برتن اس پر درود
(یعنی اگلے صفحہ پر)

ن سبحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر بلفظ الاصل
والصحة وقال انکم لا تدرون فی ایہ المکنة
وله کاحمد والی داود والترمذی والشافعی
عمر السرحی لله تعالیٰ عہدہ ام رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرنا ان نصلت
القصة قال انکم لا تدرون فی ای طعامکم
المکنة وللصام احمد والترمذی وابن ماجہ
عن نبیئہ الخیر المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قل رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من اکل فی قصۃ ثم لم یسبہ استعصمت لیس

اور کبھی بار مطلق کے غیر سے حاصل ہو جاتی ہے اور پہلا
اقرب الی التواضع ہے اور اس میں اتباع سنت بھی
ہے، چنانچہ امام مسلم نے اپنی تصحیح میں حضرت جابر سے
روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
انگلیاں چاٹنے اور برتن چلٹے کا حکم دیا اور فرمایا تم کو
معلوم نہیں کہ کس چیز میں برکت ہوگی! امام مسلم احمد
ابو داود، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی
روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں برتن صاف
کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا تم کو پتا نہیں کہ کب سے کھانے
کے کس حصہ میں برکت ہے۔ امام احمد، ترمذی اور

(فقیر حاشیہ صفر گزشتہ) صحیحہ۔ دیکھی کہ روایت میں ہے کہ فرمایا وہ پیالہ لڑکی کے، انھی! اسے آتش و درخ سے پی
جس طرح اس نے بھوکہ شیطان سے پی، پس برتن سے، برادرین ترشیطان اسے پانتا ہے۔

(۵۵) حاکم و ابن حبان و سیفی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا کھا، کھا کر برتن ڈالنے سے حب تک اسے دور پاٹ لے یا (مثلاً کسی نیچے یا حادہ دم کر) چٹا لے کر کھانے
کے پچھلے حصہ میں برکت ہے۔

(۶) مسند حسن بن سہیان میں واللہ را اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا پیالہ پاٹ لینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس پیالے بھر کھانا تصدق کروں میں چائے میں جزا ضعیف ہے
اس کا ثواب اس تصدق کے ثواب سے زیادہ ہے۔

(۷) صحیح ترمذی میں عبا بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جرکانی
اور پی انگلیاں چاٹنے اللہ تعالیٰ دیا اور آخرت میں اس کا پیٹ بھرے یعنی دنیا میں فقر و عاقبت سے بچے قیامت کی
بھوک سے محفوظ رہے اور اس سے پناہ دیا جائے کہ دوزخ میں کسی کا پیٹ نہ بھرے گا اس میں وہ کھانا ہے کہ لایسوس
ولا یغسی من حیث نہ ذبی لے نہ بھوک میں کچھ کام آئے والعیاذ باللہ۔

صلی اللہ علیہ وسلم استجاب لفق الاصابیہ مطبوعہ قادیان کتب خانہ کرچی ۱۰۵/۲

ملک الیافہ ۱۰۶/۱

اور حدیث سے بحث عام محمود فکے کتب و تصانیف
توضیح و تفسیر۔

سنت کی بحث کی تو اس نے اس کو اپنی ریت سے ایک محمود عام کے تحت داخل کیا تو یہ اس شخص کی لاج ہو گا جس نے
تعلیم کے لیے و تفریح۔

ثم اقول تحقيق المقام على ما علمت
المسئلة العلام ان ليس كل ما جعل قرينة مفيدة
للماء من الطهوية بل يجب ان يكون
العمل المستعمل الذي يحصل بالماء
و بالذات قرينة مطلوبة في الشرح بخصوصه
و مرجعها الى ان تكون القرينة المطلوبة عينا
لا تقوم الا بالماء اذ لو جاز ان تحصل بدونه
لكان لتحققها موارد من ما يحصل بالماء
و صراحيه فما يحصل بالماء اولاد بالذات
لا يكون مطلوبا بعينه بل محصلا لمطلوب
لعيته فيحصل ان يكون نفس اتفاق السماء
في ذلك العمل المطلوب في الشرح عيبا في العمل
عينا لما لم يحصل الا به كان ايضا مطلوبا حين
كانت مقصودة والاتفاق في الصور والتطبيقات
فيه وفي الفصل والوليت و تعلق فطن ان
هذه مائدة لم تعرض الا من قبل العلامة
صاحب البحر و تبعه عليه اخوه في النهج۔

اقول كلام المسئلة اعني وصو التوضيح
للتعليم منصوص عليه في المبتغى و المتع
و غيرهما من كتب المذهب و قد نص في
الذرائع متفق عليها ولا شك انها صريحة

انما تعلق في العمل وكرم سے اس مقام کی جو
تفہیم میری سمجھ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو قرینہ
ہے وہ پانی کو طہوریت سے بدلنے والی نہیں ہے بلکہ
ضروری ہے کہ وہ مخصوص محل جو پانی سے ادا کیا جا رہا ہے
وہ اولاد و بالذات شریعت کی نگاہ میں قرینہ مطلوب ہو
اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرینہ مطلوبہ ایک ایسا عین ہو
جو پانی کے ساتھ ہی قائم ہو کیونکہ اگر اس کے بغیر وہ
قرینہ حاصل ہو جائے تو اس کے وجود کے کئی موارد
دن کے کچھ تو ہیں۔ حاصل ہوں گے در کچھ لغیر
پانی کے حاصل ہوں گے تو جو چیز پانی سے اولاد و بالذات
حاصل ہو تو وہ بعیدہ مطلوب نہ ہوگی بلکہ بعیدہ
مطلوب کہ حاصل کرنے والے ہوگی اس کا حاصل یہ ہوگا
کہ محض پانی کا اس محل میں صرف کرنا شرعاً مذہب بعیدہ
کیونکہ مطلوب بعیدہ جب اس امر مذہب ہے تو یہ بھی
مطلوب بعیدہ ہوگا۔ پہلی، ناک میں پانی کا ڈنٹا و صومیں
اور تثلیث و شتر و غسل میں اگر یہ میت کے غسل میں
ہو۔ اور شاید ہمارے قارئین کو یہ خیال گزرے
کہ یہ فائدہ تو صاحب بحر اور ان کے بعد کی صاحب بحر
کے کلام ہی سے معلوم ہوا ہے تو میں کہتا ہوں یہ بات سنا
بلکہ تعلیم کے لیے و تفریح کے لیے مستند جتنی و قریب
کتب مذہب میں منصوص ہے اور تو میں تصریح

فی تلك الافادة فان التعليم قرينة مضوية قطعاً
وقد نوا هذا التوضی وھو فی هذا المخصوص
ایضاً متبہ للسنۃ الماحیة انت البیان بالفعل
اقوی من البیان بالقول ومع ذلك اجمعا انه
لا یحیر مستعلا مکان اجماعا ای لیس کل قرینۃ
تعبیر الماء بل التقی لا تقوم الا بالماء اذ لا فرق
فی التوضی بقیۃ التعليم وبقیۃ الوضوء علی
الوضوء الا ہذا ثم لا بد ان تكون التقی متوقفت
علی الماء قرینۃ مطلوبۃ لبعینہا والا لعدا الفرق
ص ثا اذ لا شک ان الوضوء للتعلیم محصل لقرینۃ
مطلوبۃ شرعاً فیکون قرینۃ وھو لا یقوم الا باناً
لکن الشرح لم یطلبہ حیثما سألہ التعلیم
وھو لا یتوقف علی اتفاق الماء فاستقر علی غیر
التحقق علی ما اعاد البصر وھو ان الصواب
فی طرح التقدیر والقضاح ہم العینۃ فلداعوا
علیہا۔

کی ہے کہ یہ متفق علیہا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ
وہ اس فائدہ میں ضرر کا ہے کیونکہ تعلیم قطعی طور پر
قرینہ ہے اور اس وضو سے اس نے اسی کی نیت
کی ہے اور وہ اس خصوص میں گزشتہ سنت کی پوری
کرنے والا ہے کہ فعل کے ذریعہ بیان قول کے ذریعہ
بیان سے اقوی ہوتا ہے، باوجود اس کے اُن کا اس
امر پر اتفاق ہے کہ پانی مستقل نہ ہوگا، تو راجح
ہو گیا اس امر پر کہ ہر قرینہ پانی کو متعیر نہیں کرتی ہے
بلکہ صرف وہ قربت کرتی ہے جو پانی کے ساتھ اسی
قائم ہو کیونکہ بہت تعلیم وضو کرنے اور وضو پر وضو
کی نیت میں فرق کرنے والی یہی چیز ہے۔ پھر جس
قربت کا پانی پر موقوف ہونا لازم ہے وہ عیناً مطلوب
نہیں ہے بلکہ درجہ اولیٰ سے گائیے کہ تعلیم کے لیے
کیا جائے والا وضو شرعی قربت کو حاصل کرنے وال
ہے تو یہ قربت ہوگا اور وضو صرف پانی سے ہی
ہوتا ہے لیکن شریعت میں وہ عیناً مطلوب نہیں ہے،
وہ تعلیم کے لیے مطلوب ہے اور تعلیم پانی خرچ کرنے پر موقوف نہیں ہے تو تحقیق وہی درست ہے جو ہم میں ہے
اور یہ بھی ظاہر ہو کہ ہڈیوں اور پیالوں کے مسائل متفرعہ میں حق وہ ہے جو غلبہ میں ہے لہذا ہم نے اسی پر

اعتماد کیا۔

اقول و ما یزیدہ اطلاقہم قاطبۃ مسأله
التوضی والا عتالی للتعدد ہم ان التجدد
ربما یکون لجمع المعاطی للعبادۃ والتقوی
علی مطالعۃ کتب الصلو وھو لا شک اذ انت
من القرب فکل مباح فہو العبد المؤمن
مذیۃ غیر خیر خیرا کہ لم یطلب حیثا فی الشرح

پھر اس کی تائید تمام فقہاء کے اس اطلاق سے
ملتی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ وضو اور غسل ٹھنڈی
حاصل کرنے کے لیے کرنا، حالانکہ ٹھنڈی حاصل کرنا
کبھی اس غرض سے بھی ہوتا ہے کہ انسان عبادت
میں پرسکون رہے یا مطالعہ الطہران سے کرے
اور بلاشبہ اس صورت میں یہ عبادت ہوگا کیونکہ

وان ساع ان يصير وسيلة الى مطلوب واعظم
 منه مسألة الاقتتال لاسئلة الدرر فموسو
 مطلوب عينا في الشرح فانما بنى الدين على
 المفارقة وقد كانت هذه حكمة الامراء لاقتتال
 يوم الجمعة كما افصحته به الاحاديث ببيان
 ارادة الموسو لا يتوقف على الماء فلو كان
 طلب فيه الشرع ادعاق الماء عينا به خلاف
 غسل الجمعة والعيدين وعرفة والا حرام
 وان من اعتدل فيها بماء ثمر او نبذ تمر مثلا لم
 يكن تيا بالنسبة قطعاً او انت اثنان به الموسو
 والدرر وذلك ان الحكم يكون بحكمة ولكن
 العباد ما هو في اتيام الحكم دون الحكمة
 كما قد حرفت في مرصعه وهما ذلك في السوء
 على مسألة القصعة والقدر وتبين والله
 المصدق ان المراد ما لقربة هيما هي المتعلقة
 بظاهر بدن الاضام مما اذ الشرح فيه
 اقامة نفس القرية المطلوبة والحوند با على
 اساس الماء عبادا لومسي بثة بشر و لو
 عينا لزال الابهام واقض المرام وظلمت
 في الفرج كمال الاحكام والحمد لله وط
 الاضام والآن عسى ان تفرم تقول ان
 الامر الى الماء انما يصير مستعلا اذا نفع
 في كان اتفاقه فيه مطلوب في الشرع عينا
 ما العادق فيه وفيما اذا نفع في قرية مطلوبة
 شرعا منه دون توقف على الماء خصوصا كيف

برہان جو انسان غیر کی نیت سے کرے غیر ہے، البتہ وہ
 بعینہ مطلوب شرع میں، اگرچہ مطلوب کا وسیلہ
 ہی سکتا ہے اس سے بڑی بات عمل کا
 مسئلہ ہے بل دور کرنے کیلئے یہ بعینہ مطلوب شرع ہے یں کی
 عباد ہی نہ وقت پر ہے اور جس کے دن غسل کے حکم کی
 حکمت یہی ہے، جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے کہ البتہ
 میل کا رال کرنا پانی پر ہی موقوف نہیں، لہذا پانی کا
 خرچ کرنا بعینہ مطلوب شرع نہ ہوا اور جو، عیدین
 و عرفہ، اور اعام کا غسل شرعاً مطلوب ہے،
 ان غسلوں کو اگر کسی نے پھون کے عرق یا شیر، بکھر
 سے کیا تو قطعی طور پر سنت کی اتباع نہ ہوگی، خواہ اس
 سے میرا کچھ نہ ہو، اور اس کے وجہ یہ ہے کہ
 حکم کسی نہ کسی حکمت پر مبنی ہوتا ہے، لیکن سرون پر
 حکم کی پابندی ہے کہ حکمت کی یہ بات اپنے مقام
 پر مذکور ہے یہاں تک پیل اور بانڈی کے مسئلہ پر
 رد مکمل ہوا، اور الحمد للہ یہ بات واضح ہو چکی کہ قربت
 مراد اس مقام پر وہ قرۃ ہے جس کا تعلق دل ہر بدن
 سے ہو جس میں شریعت نے قربت مطلوب، خواہ
 وہاں ہی ہو، کا دار و مدار اس پر کیا ہے کہ انسان
 خواہ مرد ہی ہو، کی حبسہ پر بعینہ پانی ملے،
 خواہ بطور مسح ہی ہو، اس سے
 ہمارا مقصد واضح ہوا اور مسئلہ کے فرد و احکام
 ظاہر ہوئے الحمد للہ ولی الانعام۔

اب اس مقام پر ممکن ہے کہ یہ کہا جائے
 کہ مسئلہ پانی وہ ہوتا ہے جو کسی ایسے عمل میں خرچ

دائم المعید تحول مجاسة حکمیة و منسوب
 مجاسة الاثام و هو علی قول کلا او بعضا یحصل
 قریبہ لعموم قوله تعالیٰ ان الحسنت یتدھبن
 السیئات ذلک ذکرہ اللہ اکبر ^۱
 اس کی طرف نجاست حکم کا آنا ہے اور گناہ کی نجاست بھی نجاست حکم ہی ہے، جو کچھ یا بعضا ہر قربت سے دھل
 جاتی ہے جیسا کہ قرآن الہی اللہ الحسنت یتدھبن السیئات ^۱ لینیکیں بڑیوں کو ختم کر دیتی ہے یہ ذکرین کے لیے
 نصیحت ہے) کے علوم کا تقاضا ہے (ت)

اقول نعم و لوجه اللہ الحمد ابدال قول
 الاثام باذن اللہ ممکن قریبہ سر حصة سے جلست
 الاذی بعدہ لامہ السب سر کة المرحومہ دنیا
 و احرى سبھا الکبریٰ الرؤف ارحم المرسل و حجة و
 الصبوح لعمہ المصل صلوات مرہ و اجمل ثبیتاً
 و ازکی برکاتہ و اودوم تھیماہ علیہ و علی اللہ و صبح
 و اعتداید اولکن الزوال بقریة لا یوجب التحول
 اللہ اللہ التقیات بہا و ما حسب و ذلک الا فی الہ
 حبیب الشریع کالسمال فی الزکوة و السال فی الطہر لقوله
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصدقات ما سما
 فی اوصیاء الی سکتہ رواہ احمد و مسلم و حسن
 عبد المطلب بن سبیحة رعی اللہ تعالیٰ عنہ
 و قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قوضاً
 ما حسن الوضوء خرجت خطایا من حسد
 حتی تخرج من تحت اظفار سکتہ رواہ الشیخانی

میں گناہوں میں یہ درست ہے گناہ ہر عباد
 سے اللہ کی رحمت سے نکل جاتے ہیں مگر گناہوں کا کسی
 قربت کی وجہ سے ناکل ہونا اس امر کا متقاضی نہیں کہ
 وہ آلودہ تعلیم کی طرف منتقل ہو جائیں، یہ بات اسی آد
 میں ہے جس کی شریعت نے متعین کیا ہو جیسے ذکرہ میں
 الی اللہ تعالیٰ پان، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کا ارتداد ہے کہ زکاة لوگوں کا میل کھیل ہے اس
 کو آئندہ مسئلہ نے عبد المطلب بن سبیح سے روایت
 کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 جس نے اچھی طرح وضو کیا تو گناہ اُس کے جسم سے نکلیں گے
 یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے سے نکلیں گے،
 اس کو شیخی نے امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مسلم
 یا عجمی بندہ و عجمی اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اُس کے چہرہ
 سے ہر گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اس نے اپنی دونوں

منہ لقراءۃ ۱۱/۱۳

کے صحیح المسلم تحریم الزکوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۵/۱
 مکہ صحیح المسلم خروج الخطایا مع ماء الوضوء

عن امیر المؤمنین عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
 قوله علی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذ انقضا العین
 او المؤمن فصل وجہ خروج من وجہ کل عطینة
 نظر الیہا حیثیہ مع الماء و مع آخر قطر السماء
 فادخل یل یل یہ خروج من یدیه کل عطینة
 کان یستشہد ید الماء و مع آخر قطر السماء
 فادخل وجہہ خروج کل عطینة مشہد رجلا
 مع الماء و مع آخر قطر السماء حق یخرج فقیما
 الذی یرواہ مسلم و ابن جریر و رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ و کما حدیث کثیر شہیر فی هذا المعنی
 و اصحاب الشہادة لحقہ اعداء اللہ عدینا
 من برکاتہم فی الدنیا و الاخرة یشاہدوت
 ماء الوضوء یخرج من اعصاب الناس مشوشا
 بالاثام متلون بالموایہا المشعة و عن عبد
 حکم امام اہل الشہود ابو حنیفة و عن اللہ
 تعالیٰ عنہ ان الماء المستعمل بحاسة معطرة
 لانه کان یزاد متلطفا بکثک افقا ذرات فما
 کان یسبحه الا الحکم بہذا او کیف یرد الانسان
 امر یراہ بالعیان قال الامام العارف باللہ سید
 عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ الزیاد و
 کان من کبار العلماء المشاہیر فی میراث
 الشریعة النکوی سمعت سیدی علیا الخواص
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وکن ایضا شہید کما
 سیأتی) یقول مدارک الامام ابو حنیفة و عن
 اللہ تعالیٰ عنہ دقیقة لا یکاد یعلم علیہا الا
 صحیح مسلم خروج الخط و مع ماء الوضوء

آنکھوں سے دیکھا جو پانی کے ساتھ یا آخری قطر کے ساتھ
 جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو جو گناہ اس نے
 اپنے ہاتھوں سے کئے وہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری
 قطر کے ساتھ نکل جاتے ہیں اور جب وہ اپنے
 ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے پیر کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی
 کے آخری قطر کے ساتھ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ
 کتابوں سے پاک و صاف رہتا ہے۔ اس کو مسلم
 الامروہ سے روایت کیا اور اس مفہوم کی حدیث
 بحوث مشہورہ معروفہ ہیں اور اصحاب مشاہد اپنی
 آنکھوں سے دیکھ کر پانی سے لوگوں کے گناہوں کو دھوا
 جوادیکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اہل شہود کے امام
 ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مستعمل پانی بحاست مغلطہ ہے
 کہ خدا اس میں پانی کے ذرے کیوں میں طوٹ دیکھتے تھے،
 تو ظاہر ہے کہ وہ دیکھتے ہوئے اس کے علاوہ دیکھ
 حکم نکال سکتے تھے۔

امام شعرانی نے میران شریعہ اکبری میں فرمایا
 کہ میں نے سیدی علی الحواری (جو بڑے شافعی عالم تھے) کو فرمایا
 سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مشاہدات اتنے دقیق ہیں
 جن پر بڑے بڑے صاحبان کشف و کرامات ہی مطلع ہو سکتے
 ہیں، فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ جب وضو میں مشغول شد
 پانی دیکھتے تو اس میں جتنے گناہوں کو رکھ دیتے ہوتے
 ان کو پہچان لیتے تھے، اس لیے جس پانی کو مکلف نے
 استعمال کیا ہو اس کے عین و رحمت آپ سے مقرر فرمائی
 اول: وہ نجاست معتدہ ہے کہ نہ اس میں رکھا
 ہے کہ مکلف نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو

دوم، نجاست متوسطہ اس لیے کہ احتمال ہے کہ مکلف نے صغیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔

سوم، ظاہر غیر مظہر، کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے مکروہ کا ارتکاب کیا ہو۔

ان کے بعض مقلدین بوجہ جیسے کہ یہ برصغیر کے تین اقوال ہیں ایک ہی عادت میں حالانکہ امر و قہر ہے کہ یہ تین اقوال گروہوں کی قسم کے اعتبار سے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور اسی کتاب میں ہے کہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے نجاست کو معطل اور مخففہ میں تقسیم کیا ہے، کیونکہ معاصی ایک اثر ہوں گے یا صغائر۔

اعد میں نے مسیسی علی الخواص کو فرماتے سنا کہ اگر انسان پر کشف ہو جائے وہ طہارت میں استعمال کرنے سے روکے جائے پھر انتہائی گندہ و ربدہ بردار دیکھے گا اور وہ اس پانی کو اسی طہارت استعمال نہ کر سکے گا جیسے اُس پانی کو استعمال نہیں کرتا ہے جس میں کتیا یا بلی مرگئی ہو میں نے اُن سے کہا اس سے معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف ابو کشف سے تھے کیونکہ یہ مسئلہ کی نجاست کے قائل تھے، قرآنوں نے کہا جی ہاں۔ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے ابو کشف سے، جب وہ اُس پانی کو دیکھتے جس کو لوگوں نے وضو میں استعمال کیا ہوتا تو وہ پانی میں گرتے ہوئے گناہوں کو پہچان دیتے تھے اور کیا نثر کے وصول کو صغائر کے وصول سے مانگ

اہل الکشف میں اکابر الاولیاء قائل وہاں الاصل ابو حنیفہ اذ رأی ماء الصیحة یصیرت سائر الذنوب التي عرفت فيه من كائنه صغائر و مکروہات علیہا جعل ماء الطہارۃ اذا قطنہ بہ الکلمہ لہ ثلثۃ احوال احدہا ما کان حاکماً علیہ المصلحة لاحتمال ان یکون الکلمہ ارتکاب کبیرۃ اثباتہا کالنجاسة المتوسطة لاحتمال ان یکون ارتکاب صغیرۃ الثالث ظاہر غیر مظہر لاحتمال ان یکون ارتکاب مکروہ و قہر جاحۃ من مغلدیہ ان هذا الثلثۃ اقوال فی حال واحد و الخالی انہا فی احوال بحسب حصر الذنوب فی ثلثۃ اقسام کما ذکرنا اہد و فیہ ایضاً رضی اللہ عنہ لا امام ابی حنیفہ و رحمہما علیہما حیث صرحا بالنجاسة فی مضطرب و مخففۃ لان المعاصی لا تصیر حرمہ کوہا گیا تو وہ صغائر و صحت سیسی علیہا الخ و من رحمہ اللہ تعالیٰ لو کشف فلجد لرأی الماء الذي يتطهر منه الناس فی عایۃ القداۃ و التفتن و کما انفس لا تطیب باستعمالہ کما لا تطیب باستعمال ماء قلیل مات فیہ کلب او حیرۃ قلت لہ فاذا کان کما الکلام ابو حنیفہ و ابو یوسف من اهل الکشف حیث قالوا بحیثۃ السماء المستعمل قال نعم کان ابو حنیفہ و من حنبہ

من اعظم اهل الكشف فكان اذا رأى الماء الذي يتوصأ منه الناس يعرف احياء تلك الخطايا التي خربت في الماء ويبيد غسالة الكبا وخصت الصعائر والصف ترعن المكرهات والمكروهات عن خلافت الادي كالامور المحمودة حسا على حد سواء قال وقد بلغنا انه دخل مطهرة جامع الكوفة فرأى شاة يتوصأ بطريق الماء المتعاطا فيه قتلى يولد في تب من عتوق لوالديت فقامت بتت اي الله عن دنس ورأى عبادة شخص اخر فقال له يا بني تب من الرن فقال تب و رأى غسالة اخر فقال تب من شرب الخمر وسامع الايات اللهم فقال تب اه وقيد ايضا من حمد الله تعالى فقلدي يا رب اي حبيبة من حملي الله تعالى عنه جئت من غير الطهارة من ماء المطهر الذي لم تستقر لما يحترق فيها من خطايا المستوحشين واعدوا اتيهم بالوضوء من الاثم من اوالا باراء المبرك الكبرية وكان سيدى حل الخواص من حمه الله تعالى منهم كونه شافيا لا يتوصأ من مطهر الساجد في اكثر اوقاته ويقول ان ماء هذه المطهر لا يبعث جسدا مثله لتقربها بالخطايا التي خربت فيها وكان يصير بين غسالات الدوب وبعثت غسالة الحرام من المكرهات من خلافت الادي

مما ذكر سكتے تھے، اور صفائے کے دھوون کو مکروہات سے اور مکروہات کے دھوون کو غلات اولیٰ سے ممتا ذکر سکتے تھے اسی طرح جیسے مسکس اشیا ایک دوسرے سے ایک ممتا ہو کر رہتی ہیں، فرمایا کہ میں یہ دایت پسپی ہے کہ ایک مرتبہ آپ جامع کو فہ کے طہارت خانہ میں غسل ہوئے۔ تو دیکھا کہ ایک جوان وضو کر رہا ہے اور پانی کے قطرے اُس سے ٹپک رہے ہیں تو فرمایا اسے میرے بیٹے ادا الیٰ کی نافرمانی سے توبہ کر۔ اس نے فرما کہا میں نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کے پانی کے قطرات دیکھے تو دیا، اسے میرے پانی ازا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہ میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کے دھو کا پانی گرتا ہوا دیکھ کر اُس سے فرمایا شراب نوشی اور فحش سے بچنا چاہئے توبہ کی اس نے کہا میں توبہ کی اور اسی میں حضرت امام ابو سید کے بعض متقدمی سے مروی ہے کہ انہوں نے ان وضوؤں کے پانی سے وضو کر مٹ کیا ہے جن میں پانی جاری ہو کیونکہ اُس میں وضو کرنے والوں کے گناہ جیتے ہیں، اور انہوں نے حکم دیا کہ وہ وضوؤں کو نہ اور پڑے وضوؤں کے پانی سے وضو کریں۔ اور سیدری علی الخواص باوجود مشافعی المدبب ہونے کے مساجد کے طہارت خانوں میں اکثر اوقات وضو نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ پانی ہم جیسے لوگوں کے جسموں کو شفا نہیں کرتا ہے کیونکہ یہ اُن گناہوں سے آلودہ ہے جو اسی میں مل گئے ہیں، اور وہ گناہوں کے دھوون میں

وذهبت معه مرة فيضاة المدرسة الامهرية
 فآذاه ان يسكن في هذا القفس صغر ورجع فقلت
 له فقال ما رايته فيه عبارة في كبر غيرته في
 هذا الوقت وكتب ان رايته الذي دخل قبل الشيخ
 وخرج فتمتته واحمرته المحرق قال صدق
 الشيخ قد وقعت في ما تسمي بالشيخ وتاب
 هذا امر شاهدته من الشيخ عليه السلام
 وسقته هذه لجميل عائلته وجميل عائلته
 وليس ما عرفت انت امة لقرية في معنى ما
 عرفت الشارح فلا يلتحق.

ہر اور حضرت شیخ کے دفتر پر آکر تائب ہوا۔ یہ میرا پاس
کے لیے میں نے اس کو ذکر کیا ہے 'ادب' کو آپ نے قرآن
نے معین کیا ہے تو یہ اس کے ساتھ لاحق نہ کیا جائے۔ ت

أقول بن الدليل ما نص على عدم
الاتفاق الاخرى ان اردوا ان الطمان قرية مطوية
قطعا وقد ورد فيه حصرها انه معناه لئلا يوجب
اخراج المحيط من المن بين ما دلل رحمه الله
تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
انه اكثر من عوبك فاسق الماء على الماء تشار
كي يشار الورق من الشجر في الريح العاصف
وهو فاد استقيت له الماء من يثرا وسكيت
من اناء واعطيته اياها فعد اقامت به قرية

یہ فرق بھی کر لیتے تھے کہ یہ غرام کا ہے یا مکروہ یا حلال
 اولیٰ کا، اور ایک دن میں ان کے ساتھ ہر مسئلہ لازم
 کے وضو خانہ میں داخل ہوا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ
 حوض سے استسجہ کریں، تو اس کو دیکھ کر لوٹ آئے
 میں نے دریافت کیا کیوں، تو فرمایا کہ میں نے اس میں
 ایک گناہ کبیرہ کا دھوکہ دیکھا ہے جس نے اس کو متغیر
 کر دیا ہے۔ اور میں نے اس شخص کو بھی دیکھا تھا جو حدیث
 شیخ سے قبل وضو خانہ میں داخل ہوا تھا، پھر میں اس کے
 پیچھے پیچھے گیا اور اس کو حضرت شیخ نے جو کہتا تھا اس
 کی خبر دی، اس نے تصدیق کی اور کہا کہ مجھ سے نہ تاوان

سادہ ہے۔ میری سب سے بڑی خواہش ہے اس کے عظیم دستِ باریک

میں کہتا ہوں جبکہ دلیل عدم الحقائق پر قائم ہے
کیا یہ نہیں کہ چاہے کوسیراب کرنا قرۃ معلوم ہو ہے ،
اور اس بارے میں بطور خاص وارد ہو اگر یہ گناہوں
کا مٹانے والا ہے ۔

خطیب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو توبہ کی پرپانی پہلا
تیرے گناہ اس طرح ٹھہرائیں گے جس طرح تیز ہوا
سے پڑ کے پتہ ٹھہر جاتے ہیں اور جب تونے س ک

کوئیں کے پانی سے سیراب یا کسی حق سے لڑا در سکوناً تو
اس کے ساتھ قربت کو قائم کیا۔ قراقرگاہوں کی نجاست
اس کی طرف متصل ہوئے تو وہ کس ہوگا در عام کے
نزدیک اس کا مینا حرام ہوگا اور بالاجماع گندہ ہوگا اور
اس کا پینا مکروہ ہوگا ترا احسان گناہ ہو جائے گا در
قربت اپنے نفس پر نقص ہوگی یہ بالاجماع باطل
ہے، یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ شریعت نے تم سے
یہ مطالبہ کیا ہے کہ تم اس کے لیے وہ تیار کرو جس
کو سیراب کر دے اور اس کے لیے کسی پانی کو مخصوص
نہیں کیا ہے کہ اس کے لیے کفایت نہ ہو بلکہ اگر تم کو
حاصل دودھ پانی کا دودھ، مرق گلاب یا برف والا شربت
تو وہ دیکھو کہ اس کو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ قہاری
قربت اور ہوگی اور پھر یاد رکھی اور نہ حسین کو پسند کرتا
اور ہماری اس تقریر سے پانڈیوں در پیالوں والے
مسئلہ کی مزید تائید ہوتی ہے۔ یہ میرے لیے ظاہر ہوا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس سے معاملہ واضح ہو گیا ہے

تتبیہ مستعمل پانی کی پس پشت کے بیان میں علم کتب
میں یہ ہے کہ یہ دہ پانی ہے جو حدیث دور کرنے میں
مستعمل ہوا ہو، مگر کتب میں یہی ہے، مثلاً
قدوری، ہدایہ، وقایہ، نثار، اصلاح، کفر، مقرر
اور ملکی وغیرہ اور محقق علی الاطلاق سے فتح میں
پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث کے ثبوت میں تجربی نہیں
ہوتی ہے اور یعنی قول صحیح معتبر، تو جب تک بدن کا

تو نہ تحولت جلیسة الاشارة اليه لصار نجسا حراما
شریہ عند الکامرو قدرا ما لا جماع مکروہ التفر
فیعود الاحسان اساءة والقربة علی نفسها
بالنقص وهو باطل اجماعا حاد ذلك الکلام
الشرع اساطیل ملک ان تھیں لہ ما یرویه
لہ بعض لہ الماء بقصده بحيث لا یجوز
میرہ بل لوسقیتہ لہ الماء صوابا و جابجا او
ماء انورد او جلابا بثلج و لورد ماء الکادع
امثال ذلك لکان اجد واجود وقت القربة
ریدو لله یحب المحسنین وقد اشتد تشیدا
بھذا ارکان ما یحرم الیہ فی مسألة القدر
والقصاع حد اکثر ما یحرم و در
قد درھن لا ضرر الی القناع والمحمد قد سرب
لعین۔

مسئلہ کی مزید تائید ہوتی ہے۔ یہ میرے لیے ظاہر ہوا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس سے معاملہ واضح ہو گیا ہے

والحمد لله رب العالمین۔

تتبیہ عامۃ الکتب فی بیان المشرق الاولی
من الماء المستعمل علی التصیر بما استعمل
فی سماع حدیث وحلیہ المتون کا تقدوری و
الهدایة والمقاییة والنقایة والاصلاح و
الکفر والعبر والملتق واحقر مصمم المحقق
عن الاطلاق فی الصتم بان الحدیث لایتخذ
ثبوتاً آخری علی القول الصحیح المعتمد فما

بعید درہ ما لحقہ حکم المحدث بحق المحدث فی کل ما کان لحقہ حق لوان محدثا او محدثا نظیر و بقیت لہ صیغۃ فی سجدہ مثلاً لم یحفل لہ من المصحف سیدہ ولا یکفہ ولا للجنب التلاوة کل ذلك علی ما هو المختار للعقوی فہذا الساء لم یرفع المحدث ولو لم ینزلہ لکن قرینۃ ایضا مع انہ مستعمل قطعاً لمصرع کثیرۃ مصرعۃ عن صاحب البدھب وھن اللہ تعالیٰ عنہ فی احوال المحدث بعض اصحابہ فی الساء فغیر مسرودۃ الاعتراف علی ما فصلت فی العتق والحلیۃ والنجس و غیرہ والنقص عن حد اقرب المحقق الا صیغۃ الساء مستعملاً یا حدی ثلث مرۃ المحدث والفقیر بسقوط الفرض عن العضو قال وعلیہ تجزی فروع احوال البدھ الرجل الساء انقلید لا لحاجۃ ولا تلازم بین سقوط الفرض وارتفاع المحدث فسقوط الفرض عن البدھ مثلاً ینقص ان لا یجب عادۃ غسلها مع بقیۃ الاعضاء ویکون ارتفاع المحدث موقوفاً علی غسل الباقی وسقوط الفرض ہر الاصل فی الاستعمال لما عرفت امت اصلہ حال الزکوۃ واثبات یہ لیس الاستقوط الفرض حیث جعل بہ دلتا شریحاً علی ما ذکرنا و تبعہ تلخیص المحقق فی الحلیۃ ثم الجہر فی

کوئی ذرہ جس سے حکم تعلیل لاحق ہوتا ہے یا قی ہی ہے گا حدیث بھی اُس حد میں باقی رہے گا یہاں تک کہ کوئی ہے دینو یا تا پاک شخص غسل کرتا ہے اور مثلاً اُس کے پیر میں خشک کی معمولی سی چمک باقی رہ جاتی ہے تو وہ مصحف کو اپنے ہاتھ سے یا اپنی آستین سے ہین چمچ سکتا ہے اور جنب ہر سنی کی ضرورت میں تلاوت نہیں کر سکتا ہے یہ سب فتویٰ کے لیے عمنار ہے، تو اس پانی نے حدیث کو رفع نہیں کیا، اور اگر اُس نے نیت نہ کی تو قربت بھی نہ ہوگی حالانکہ وہ قطعاً مستعمل ہے اس میں بہت سی غور ہیں جو صاحب بدھب سے منقول ہیں، ان کا نقل اس امر سے ہے کہ بے وسو اپنے کسی عضو کو بلا ضرورت چھو نہ لکے یا پانی میں ڈالے، جیسا کہ فتح، سید و برہن میں مذکور ہے، اس میں اعتراض ہے کہ پانی حاصل کرنے کے لیے محقق نے یہ تقریر کی ہے کہ پانی کے استعمال ہونے کی تین صورتیں ہیں رفع حدیث، تقریب اور فرض کا عضو سے ساقط ہونا، فرمایا کہ کسی پر یہ فردیہ سفرتا ہوں گی کہ لا تقربا پر یہ تصور ہے پانی میں جو ضرورت والا، اور سقوط فرض اور ارتفاع حدیث میں کوئی تلام نہیں ہے اب ہاتھ سے سقوط فرض مثلاً چاہتا ہے کہ ہاتھ کے دھونے کا بقیۃ الفضا کے ساتھ احادیث ہو اور حدیث کا مرتفع ہونا باقی اعضا کے دھونے پر موقوف ہو اور پانی کے استعمال میں سقوط فرض ہی ہے جیسا کہ مسلم ہے کہ اس کی اصل مال زکوۃ ہے اور

الرحمة تليد، العلامة الغري حتى جعله متنا
واقرة عليا المدق في لدرو اعتقد العارث
بالله سيدي عبد الحسني النابلسي في شرح هذا
ابن العاد وشرح العلامة من ان هذا السبب
الثالث من ادلة الفتن.

اس میں بھی ثابت ہے کہ سقوط فرض ہو، کیونکہ اس میں
شرعی اصل کیلئے جیساکہ ہم نے ذکر کیا اور ان کے
حقائق شاگرد نے ان کی پیروی کی علیہ میں، پھر صاحب
نے بکرمیں، پھر ان کے شاگردوں نے عزیزی نے یہاں تک
کہ اس کو متن قرار دیا، اور درمیں اس کو مدق نے قرار

دیا، اور عبد الحسني نابلسی نے شرح پر یہ ابن العاد میں اس پر اعتقاد کیا، اور علامہ کشنی نے فرمایا کہ اس تیسرے سبب
کو فتح میں زیادہ کیا گیا۔

اقول: ليس كذا ابن هو مضموم عليه
من صاحب المنهج ورضي الله تعالى عنه فحق
الفتن عن كتاب المحقق عن أبي حنيفة رضي الله
تعالى عنه ان محسب جب او غير متروك يذريه
ان المرفق فحين او احدي من جليل في اجابة لم
يعرف الوضوء لانه سقم مرصه عنه و قد
عن الهداية في تعليل قول ان يوسد اع
والامام ورضي الله تعالى عنهما ان سقوط الفرض
مؤثر ايضا فيثبت الفساد بالامر به ان تعذر
البريد من المحقق هو تثليث السبب، ليس
بدل ان طان سقوط الفرض اعم مطلقا من
رفع الحدث فقيده عبية عنه اما ما في مسحة
الحائز انه قد يرتفع الحدث ولا يسقط الفرض
كوضوء العاصي العاقل لما مر من صيرورة ما

میں کتا بوں یہ بات درست نہیں ہے بلکہ یہ
صاحب مد سبب رکن اللہ سے ہی منحصر ہے، فتح
میں حسن کی کتاب سے ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اگر
تاک پاک شخص یا بے وضو شخص نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں
کھینچ کر تک پانی میں ڈبوئے یا ایک پر کسی مرتبان
میں ڈبوئے تو اس سے وضو جائز ہوگا، کیونکہ اس کا
فرض اس سے ساقط ہو چکا ہے اور

اور ہم نے ہدیہ سے ابو یوسفؒ نے فتن نامہ کتوں کی بھی
علت بیان کرتے ہوئے پہلے ذکر کیا ہے کہ استقام فرض
بھی مؤثر ہے تو فسادہ دونوں اردوں سے ثابت ہوگا
۱۷۱۱ ملحق نے جو اضافہ کیا ہے وہ سبب کی تثلیث
ہے، اور وہ درست نہیں کیونکہ سقوط فرض اعم مطلق
ہے دفعہ حدث سے، لہذا یہ اس سے پہلے بیان
کرنے والا ہے، اور مؤخر الخاق میں ہے کہ کبھی حدث

سے رد اعتبار باب المياہ مصطفیٰ ابی بنی مصر ۱۴۶/۱
کے فتح القدير بحث الماد المستعمل فريد رضويه سكر ۷۹/۱
کے ہدایۃ الماد الذي يكره الوضوء الطبريہ كراچی ۲۶/۱

مستعملاً منہ لا یرحم علیہ ^۱ مستعمل ہوتا ہے حالانکہ دوا اس پر فرض نہیں ت

فأقول ليس شئ فان حكم الحدث
اما يلحق السكس قد نصوا ان مراعاة جامع
او مراعاة جو معنی اس یومران یا العسل
تعقد واعتقاد کف فی الحایة والعیة ویرم
وفی الدیر یومرید اب عشرتا دینا فحیث
لویسقط العرض لا لعدم الاعتراض لمرور فم
الحدث ایصال لعدم الحكم به اما صیرورته
مستعملاً طیس لرقعة حدثا و الاصل مستعملاً
من کل صبی ولو لم یقل وهو خلاص السکس
بن لکونه قرینة معشيرة اذا فواها ولد ایتد
باعتقن کان لبره لایة لد الی ^۲ ^۳
اراد به حاضر فی البصر فهو قوله
فی الخلاصة اذا قوضا المصی فی طست حمل
یصیر الماء مستعملاً لاختار انه یصیر ادا
کان عاقلاً ^۴ ^۵ ^۶ ^۷ ^۸ ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰}

لے منہ الخی تن علی البحر الماء المستعمل
شے قاضی خان جہا رجب الفصل
شے در مختار موجبات الفصل
شے خلاصۃ انصاوی الماء المستعمل

سیدہ منی کرچی ۹۲/۱
و کثور کثور ۶۱/۱
مجتبائی دہلی ۳۱/۱
و کثور کثور ۱/۱

قوله ما وبها اختلف فيه المتأخرون والمختار
انه يصير مستعملاً اذا كان عاقلاً لانه مولى قربة
معتبرة ^{لله} وان اراد به ما مر في نفس المسئلة
قبيل هذا بسطور فهو اصح واين حيث قال
فقل من الحسية العصبى العاقل اذا توضحا يريد
به التطهير ليس ^{الماء} يصير الماء مستعملاً
لانه مولى قربة معتبرة ^{قوله} لواءه محمد ام
قولد يريد به التطهير ليس الى انه ام لم
يرد به التطهير لا يصير مستعملاً ^{لله} ولكن
سبح من لا يسي ^{قوله} قال في المنحة
بقى هل بين سقوط العرس والقربة تلازم
ام لا ^{قوله}

جو ہم نے کسی ہے، اور غیہ میں فرمایا کہ اگر بچہ نے پانی میں
یا تھ ڈالا اور یہ علم تھا کہ اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست
موجود نہیں ہے تو اس پانی سے وضو جائز ہے، اور اس
کی طہارت میں شک ہے تو مستحب یہ ہے کہ اس
پانی سے وضو نہ کرے اور اگر وضو کیا تو جائز ہے، یہ
اس صورت میں ہے جب کہ بچہ نے اس سے وضو کیا ہو
اور اگر نیت کے ساتھ وضو کیا ہو تو متفرق کا اس میں
اختلاف ہے، اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ اگر وہ عاقل
ہو تو مستقل قرار پائے گا کیونکہ اس نے معتبر قربة کی نیت کی
ہے اور اگر وہ ارادہ کیا جو نفس نہیں گرا ہے اس سے
چند سطر قبل تو وہ اور زیادہ واضح اور روشن ہے وہ
حائز سے نکل کر تھوڑے فاصلے ہیں کہ عاقل بچہ جب
وضو کرے اور اس سے پاکی حاصل کرے کہ ارادہ کرے تو پانی مستقل نہ ہوگا کیونکہ اس نے معتبر قربة کی نیت
کی اور پھر خود ہی فرمایا کہ اس کا دل یرید نہ اسطہیر اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اگر اس نے نیت تطہیر کی
تو پانی مستقل نہ ہوگا کیونکہ جب ہے تو حد جو بھڑکتا نہیں۔ پھر خود میں فرمایا بعد امر باقی رہ گیا ہے کہ آیا سقوط
فرض اور قربة میں تلازم ہے یا نہیں ^{قوله} است

اقول مرادہ هل القربة تلزم سقوط
العرس ام لا فان التلازم يكون من المجاهدين
ولا يتوهم عاقل ان سقوط العرس يلزم القربة
فان الامتناع في الوضوء والمصصة فيه
ولفظه ومنه والوضوء على الوضوء واشتال

اقول انکی مراد ہے کہ قربة سقوط فرض کو مستلزم ہے
یا نہیں، کہ تلازم جاہلین سے ہی ہوتا ہے اور کرک
حقوق آدمی یہ سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ سقوط فرض
مستلزم قربة ہے، کیونکہ وضو میں ناک میں پانی
ڈالنا اور نکل کر نا اور کھانے کے لیے نکل کر نا اور اس کے

سہ غیۃ المستقل الماء المستقل سہیل ایکٹھی لاہور ۱۵۳/۱
سہ سقۃ لائق علی البحر الماء المستقل سمیعہ کمپنی کراچی ۹/۱
سہ و سہ ایضاً ۹۲/۱

مکر، بد و ف، ولا سقوط العرض، ولكن قد مر
في الجواب، وطلب منه تبين فيه الصلة والجهد
حيث قال لا تلازم بين سقوط العرض وانقطاع
المحدث قال في الصلة المراد لغير التلازم من
احد الجانبين وهو جانب سقوط العرض لا
دون فربما تفي سقط عرض او ارتفاع حدث في كل واحد منهما
وهو سقوط عرض في جانب سبب الخ (ت)

اقول ليس كذلك بل التلازم هو المراد
من الجوابين فبطلت به صدق ما تنهوا اللزوم
من احد الجوانب فبطلت وهو المراد للما قبلين
العلامتين وتفسيره بالضرورة من احد الجانبين
مفسد للمصنف المذكور والسبب عليه يكون للمحصل
لغير اللزوم من كلا الجانبين، وليس صحيحا ولا هو احوال
وهي كل فهدى السؤال مما يهتد به المطر فيه ادلة
على لزوم العرض في سقوط العرض سقط سقوط
العرض ايضا كما امرت من فاعلم المحدث وادرك
الاستعمال على القرينة وحدها كما انجوه السط
لا ما مر محذور، وكان التحقيق انه لو يباح للمصنف
يشيخه في ذلك كما يبيح في الصلة والعرض فربما
العلامة صاحب الصلة فاذ هو اجاب عما سأل
فقال ان قلنا ان استقام العرض لا ثواب فيه
فلما وان قلنا فيه ثواب فنهى قال العلامة المحقق
روح الصدي والذی يقتضيه المطر الصحيح

بعد كذا كذا اور وضو پر وضو اور اسی جیسی دوسری چیزیں
سب کی سب بناؤں میں ہیں لیکن ان سے کوئی فرض
ساقط نہیں ہوتا ہے، لیکن اسوں نے جب رت میں
تساج سے کام لیا ہے اور انہوں نے گناہ کیا ہے کہ
اس میں انہوں نے قح اور بکر کی مصلحت کی ہے وہ
دونوں فرماتے ہیں سقط عرض اور ارتفاع حدث میں تلازم کی نفی ہے اور

یہ کہتا ہوں بات یہ نہیں ہے بلکہ تلازم کا
مطلب یہ ہے کہ لزوم دونوں جانب سے ہو، تو اس کا
سبب احد الجانبین سے لزوم کے انتفاء کی صورت میں
صادق آئے گا اور یہی مراد ہے دونوں فیاض علی دکن
اور اس کی تفسیر احد الجانبین کے لزوم کے ساتھ معنی کہ
عامہ سے روٹی ہے، کیونکہ جب اس پر سبب اور ہوگا
تو حاصل نفی لازم ہوگا دونوں جانبوں سے اور یہ نہ تو
صحیح ہے بلکہ یہی مراد ہے اور ہر نوع میں اس کی ال
پر خود کرنا ہے کیونکہ اگر قربت اور سقوط عرض کا لزوم
نکالہ ہوگا تو سقوط عرض بھی ساقط ہو جائے گا جیسے
کہ رفع حدث سے تفسیر ہوا اور حکم استعمال کا رد و رد
محض قرینہ پر ہو جائیگا جیسا کہ فقہائے اہل کرام محمد کی
طرف منسوب کیا ہے اگرچہ تحقیق یہی ہے کہ ہر طرف شیعین
کی مخالفت میں کہ جیسا کہ کج اور قح میں ہے، علامہ صاحب
نحو نے اس سوال کا جواب دیا ہے فرماتے ہیں کہ اگر
استقامت فرض میں کوئی ثواب نہ مانا جائے تو یہ درست

ان ارجحہ الاول لا اثارہ فی الوضوء المستقصر
 وهو شرعی جہازۃ عن غسل الاغترغ والثلثۃ
 وصحہ الراس غسل عضوہا لیس بوضوء شریعی
 فکیف یشرک بخلیہ لہم الا ان یقال انہ یشرک
 عن غسل کل عضوہا ثواباً موقوفاً علی الاتمام
 فان اتمہ اشیب عن غسل کل عضوہا والا فلا
 ویدل علیہ ما اخرجہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم اذا قوض العبد المسلم ادا المؤمن
 انی اخر الحدیث الذی قد صفاہ۔

نے منسباً باہم سلطان یا مومن و شکر ہے الحدیث الذی قد صفاہ احد جو حدیث ہم پہلے بیان کر چکے ت
اقول اولاً لا معنی لزوم القربۃ
 سقوط الغرض وان قلنا بثبوت الثواب فب
 استقاط الغرض اذ لا ثواب الا بالنیۃ وسقوط
 الغرض لا یتوقف علیہ فالحق ان بینہما
 عموم ما وجد مطلقاً و لکن فی حسمہ اللہ
 تنافی فی فرق ما بین تعبیریہ بالنسقوط والاعتا
 لتعبیر لان الثواب ان کان لہ کی الا بالاعتد
 المدلول علیہ بالاعتقاد والنسقوط لا یتوقف
 علیہ و ثانیاً لیس العبد المصعب کلام فب
 توقف الثواب فی الطہارۃ علی الاتمام بل
 الثواب منوط بلیۃ الامتثال کما قال رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ

نہیں، اور اگر کہیں کہ اس میں ثواب ہے تو یہ درست ہے
 موقوف آفتدی فرماتے ہیں نظر صحیح کا اتفاق یہ ہے
 کہ رائج پہلا قول ہی ہے کیونکہ ثواب مقصور وضو میں ہے
 اور وہ شریعاً انصافاً ثلثہ کے دھونے اور سر کے مسح کو
 کہتے ہیں قریب حضرت کا دھونا شرعی وضو میں ہے نہ
 اس پر ثواب کیسے ہوگا یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ثواب
 کسی ایک عضو کے دھونے کا ثواب موقوف رہے گا
 مکمل وضو کرنے پر ثواب اگر مکمل کر لے گا تو ہر عضو کے
 دھونے پر ثواب پائے گا اور نہیں اس کی دلیل مسلم
 کی روایت ابو ہریرہ سے ہے کہ حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم

میں کتا ہوں اذ لا مقبدرۃ کے سقوط
 دھونے کو لازم ہونے کے کوئی معنی نہیں خواہ ہم کہیں
 کہ ثواب ثابت ہوگا استقامت میں، کیونکہ ثواب
 بلایت کے نہیں ہوتا دھونے کا سقوط نیت پر ہوتا
 نہیں ہے تو حق یہ ہے کہ ان دونوں میں علم من وجہ
 مطلقا ہے اور اگر وہ رحمہ اللہ دونوں تعبیروں کے فرق
 کو دیکھتے، یعنی سقوط اور استقاط تو ان کو معلوم ہوتا کہ
 ثواب نیت سے ہوتا ہے جو استقاط سے مفہوم ہوتی
 ہے اور سقوط اس پر موقوف نہیں۔

ثانیاً جہد ضعیف کو اس امر میں کلام ہے کہ ثواب
 موقوف بہ طہارت کے مکمل ہونے پر مگر ثواب موقوف ہے
 حکم ماننے کی نیت پر جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وانما نکل امری مما یؤی قطن جلس یتوصا مختلفا
 لا مردیه ثم هر هن له فی اثنائه ما منه عت
 اقامه حکیت یقال لا یتاب علی ما فعل والله لا
 یصیع اخر الحسنین ^{علیه السلام} نعم من قوی من بعد
 الامرانہ لایاتی الا با بعض فذلک الذی یؤی علیہ
 انه لم یقصد الوضو الشرعی بل هو عایت بقصد
 ما لا یعتبر شرعی والعایت لا یتاب بخلاف من
 قد منا وبعده ^{فصل} دیتہ فی مثل ذلک العایت
 من قصد الوضو الشرعی واتی ببعض الاعمال
 ثم قطع من دون حد وفان الله تعالی سبی القطع
 ابطالا ان یقول عز من قائل ولا تظلموا احدکم
 وایب جیل لا حکم له والله تعالی اعلم واما الشا
 هو لم یط یا ان یریکن ثواب مذکر له فی الحدیث
 اصلا وانکان فالحدیث حاکم بقرینہ ثواب کل
 فعل فعل عند وقوعه ولا دلالة جیه علی توقف
 الاشارة الی انت یتیم واما الجملة فلا لفاء لاحد
 من القرینة والمستقط من (لا یحرم بخلاف الرفق
 والمستقط فلا وجه للتعلیل ثم من آیت العلامة
 من اشار الی حدائق من المستحق حدیث قال رفق
 الحدیث لا یتحقق الا فی ضمن القرینة او استقام
 الغرض او فی ضمنهما حیث تعنی بہا عندہ

نے فرمایا بیشک اعمال کا دار و دار نیتوں پر ہے اور
 ہر شخص کو دسی ہے گا جس کی وہ نیت کرے، تو جو شخص
 اپنے رب کے حکم کو ماننے کے لیے دھوکہ دے پھر
 درمیان میں کوئی ایسا امر لاحق ہو اگر وہ وضو مکمل نہ
 کر سکا تو اب یہ کیسہ کہا جاسکتا ہے کہ جو کچھ وہ کر چکا
 اس پر اس کو ثواب نہیں ملے گا، اللہ اچھے کاموں کا
 اجر بڑا نہیں کرتا، ہاں اگر کسی نے شروع سے ہی نیت
 کی کہ وہ بعض اعضا کو دھوئے گا، وہ ہے جس پر یہ اعتراض
 وارد ہو گا کہ اس نے وضو شرعی کا ارادہ نہیں کیا ہے بلکہ
 وہ ایک ایسا کام کہ جسے جو شرعاً غیر معتبر ہے عبت کر رہا ہے
 اور جو عبت کرتا ہو اس کو ثواب نہیں ملے گا، بخلاف
 اس کے جس کا وصف ہم نے پہلے بیان کیا اور مجھے لگتا ہے
 کہ ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ بعض جس نے شرعی وضو کا ارادہ کیا
 اور میں اعمال نے پھر دوسرے بظاہر مکمل چھوڑ دیا کیونکہ
 اللہ نے قطع کو بطلان قرار دیا ہے، اللہ فرماتا ہے تم
 اپنے اعمال کو باطل نہ کرو اور باطل کا کوئی حکم نہیں اللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مثلاً یہ کہ حق و ن کامٹ جا، اگر ثواب نہیں ہے
 تو اس کا ذکر حدیث میں بالکل نہیں ہے اور اگر ثواب ہے تو
 حدیث کا حکم یہ ہے کہ ہر فعل کا ثواب اس فعل کے
 واقع ہونے کے وقت مرتب ہو گا، اور اس میں اس

لے جامع البخاری باب کیف بہ الوی قیدی کتب غار کراچی ۲/۱

لے القرآن ۳۳/۴۷

لے القرآن ۱۲۰/۹

لے رد المحتار الدار المستقل مصطفیٰ باب فی مصر ۱۳۶/۱

اگر پہلے ہیں کہ قراب نہ ہو موقوف ہو گا، اور خلاصہ یہ کہ قربت اور سقوط میں کسی ایک کو دوسرے سے جیسا کہ نہیں بخلاف رفع اور سقوط کے تسلیت کی کوئی وجہ نہیں پھر میں نے علامہ شمس کو دیکھا کہ انہوں نے رد المحتار میں اس شرط اشارہ کیا فرمایا رفع حدث قربت کے ضمن ہی میں تحقق ہوتا ہے یا استقام فرض کے یا دونوں کے ضمن میں تحقق ہوتا ہے، قرآن دونوں سے اس میں بے نیازی حاصل کی جائے گی (امت)

اقول لم یظهر کیف یتحقق رفع الحدث

فضمن القربة من دوی سقوط الفرض حق یصح هذا التثبیت الآخر الذي ذكره في العلامة بل كلما رفع الحدث لازم من سقوط الفرض كما اعترف به في المنحة فان جرح الی ما قد من عنه من مسألة وهو المصعب العاقل اعم اذا لم يأت به فقد تحقق رفع الحدث فضمن القربة من دوی سقوط فرض.

مرتبج ہو جائے گا مگر فرض ساقط نہ ہو گا مدت

فاقول اولاً قد حلت بطلان

وثانیا ان سجد هذا يلزم ان یتحقق رفع الحدث من دوی قربت به ولا سقوط فرض ادا قوضاً المصعب غیر ناوی وفع الحدث لا یستقر الی النية والقربة لا توجد بدونها فیفسد یسجد ما حصل السرا وبعود التثبیت الذي ذكر المحقق فالصواب ما ذكرت ان رفع الحدث يلزمه سقوط الفرض فقید عبدة حده

صحیح وہی ہے جس کو میں نے ذکر کیا کہ رفع حدث کو سقوط فرض لازم ہے، پس یہ اس تکبیرے نیاز کرنے والا ہے مدت،

ثم اقول لو ان استحقق على الاطلاق

حالت منه التماثل هو الی کلام مشروحہ الہدایة لما جرح الی تثبیت السبب والظہور

میں کتابوں میں جو پر یہ غلطی نہیں ہو کہ رفع حدث قربت کے ضمن میں کیسے تحقق ہو گا بغیر فرض کے سقوط کے یہاں تک کہ یہ دوسری تسلیت جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے صحیح قرار پائے بلکہ جب بھی حدث مرتفع ہو گا اس سے فرض ساقط ہو گا، جیسا کہ فقہ میں اس کا اصرار کیا ہے، تو اگر اس کی طرف مائل ہوں جو ہم سے پہلے اس سے نقل کیا ہے ویسی مائل ہو جاؤ، سبب مائل پھر نیت کے ساتھ مکرر سے تو حدث قربت کے ضمن میں

میں کتابوں میں اولاً تم اس کا بطلان بیان

پکے ہو۔

ثانیا اگر بیان دیا جائے تو لازم آئے گا کہ رفع حدث تحقق ہو بلا قربت کے، اور نہ فرض کا سقوط ہر سبب تکبیر نیت و مکرر سے، کیونکہ رفع حدث حدیث نیست نہیں ہوتا جبکہ قربت بلا نیت نہیں پائی جاتی ہے اس صورت میں اصل مقصود ہی ختم ہو جائے گا اور وہ تثبیت خود کر آئے گی جس کو محقق نے ذکر کیا ہے، تو

پھر میں کتابوں میں اگر محقق علی الاطلاق

صاحب دایہ کے کلام پر توجہ دیتے تو تسلیت سبب کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور ہر عام کتب اور متون سے

له الجواب ایضا عما اعترض به كلام العاصمة و
 الثبوت و ذلك ان الاثما مع صاحب الهداية قدس
 سره عبر في المسألة بما ازيل به حدث او
 استعمل قرينة و قال في الدليل استقاط الغرض
 مؤثرا نصا مثبتا انما هو ما لا يخفى فاذا ان
 المراد بروال المحدث هو سقوط الغرض و انت
 مؤداهما ههنا واحد لا شك ان سقوط الغرض
 من عضو دون عضو بل عن بعض عضوة و من
 بعضه الا هو ثابت متحقق وان لم يرتب عليه
 احكام ارتفاع المحدث و هو كما قد جلت الاشارة
 اليه في بيان المردح فمثل ما اذا قطع كاحلا او
 غسل شيئا من اعضائه بل عضوة فلا تثبت
 ولا اعراض بدم الخنزير و ^فبما قد
 في المنحة فاعلم ان العلامة قوم اهدى قلب
 حواشي الدرر فاعلم ان الشبهة قاسم في حواشي
 الجسم ان المحدث يقال به معينين المتابعة
 الشرعية مما لا يحل بدون الطهارة و هذا
 لا يتحرى بلا خلاف عند ابی حنیفة و صاحب
 و بعض المجامعة المحكمية و هذا يتحرر شوقا
 و ارتفاعا بلا خلاف عند ابی حنیفة و صاحب

اعترض بزمنا نحن اس کا جوہر بھی ظاہر ہو جاتا، اس
 کی وجہ یہ ہے کہ صاحب بدیہ نے مسئلہ میں یہ تعبیر
 کی ہے کہ وہ پانی جس سے حدث رائل کی گئی ہو یا بطور
 قربت استعمال کیا گیا ہو اور دلیل میں دیا گیا کہ استقاط
 غرض بھی مؤثر ہے تو فساد دونوں امروں سے ظاہر ہوگا
 اس سے معلوم ہوا کہ زوال حدث سے مراد سقوط غرض
 ہے اور دونوں کا تھو ایک ہی ہے اور اس میں شک
 نہیں کہ غرض کا سقوط ایک عضو سے نہ کہ دوسرے
 عضو سے، بلکہ بعض عضو سے نہ کہ دوسرے بعض سے ثابت
 متحقق ہے اگرچہ اس پر ارتقاء حدث کے احکام قریب
 نہیں ہوتے ہیں اور جیسا کہ میں اشارہ کر چکا ہوں بیان
 درج میں اس صورت کو بھی شامل ہے جسکی پوری طرح
 طہارت کی ناکجاء، جو سے حکا ہے ایک عضو کا حصہ
 و جو یا تو نہ تکلیف ہوگی اور نہ بعد تحریر کا اعتراض ہوگا
 دوسرے تحقیق تحریر میں علامہ زنجانی کی اس
 تحقیق سے منقول ہے جو ذکر کے حواشی میں منقول ہے اور
 جو حواشی جمع میں شیخ قاسم سے منقول ہے کہ حدث کا
 اطلاق دو معنی میں ہوتا ہے، ایک قریہ کہ جو چھینے
 بلا طہارت جائزہ ہر اس کی شرعی ممانعت اور پرچیز
 ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین کے درمیان بالاتفاق

اقول پیچھے کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صاحبہ تفسیر لا یسند ذکر کیا
 کیونکہ بعض مشایخ نے کہا جسکی کو قرأت کے لیے گئی
 (باقی، گئے سفر پر)

عہ اقول قال في الاول عند ابی حنیفة و
 صاحبہ لان من المشائخ من قال بتجزيه

وصیروۃ الماء مستحصلاً بإزالة الشبهة
مسألة البحر منقط العرض عن الرجلی بل خلافت
والله الذي استعد العرض صار مستحصلاً بلا
خلافت علی الصحیح واما قال العلامة فوم هذه
هو التحقیق عند ما به بالاحذ حقیقی

غیر متجزی ہے، اور دوسرا معنی نجاست تکبیر، اور یہ
پیر ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے درمیان بال اتفاق
متجزی ہے ثبوتاً بھی اور ارتقا حائجاً بھی اور پانی جو مستقل
ہوتا ہے تو دوسرے معنی کے ازالہ سے ہوتا ہے، تو
کوئی کے مسئلہ میں دونوں ہیوں کا فرض ساقط ہو گیا
اور وہ پانی جو استی طور میں استعمال ہوا مستقل ہو گیا، صحیح قول کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں، اور
علامہ فوم کے فدی نے فرمایا تحقیق یہی ہے اور اسی کو اختیار کرنا چاہیے اور۔ (ت)

اقول بل احدى عایة البیان ثم انهم
ثم الدران حقیقة الحدث هو المصحف المثلثی
قال فی البحر تبعا للمحدث ما لیس فی شرحیة
قائمة بالاعتناء الی غایة استعمال السریل الله
قال فی المهر وتبعه المحدث اقرئت بالمعکم
وقرئت فی عایة البیان یا به ولف سرخی بعد
فی الاعتناء یریل لطلب سرة قلی وحکمة النامیة
لما جعلت الطهارة شرطاً له الا وظرفیه شی نقلا
هو حاشیة الشیخ خلیل الفلال عا یا لبعض
الفتلاء بان حکم الشیخ ما کاف اثراله خارجاً
(بقیہ حاشیہ صفر گوشتہ) حق اجاد فحسب الفکر
بعد المصنفة والمحدث المس بعد فحل
المید وقال ههنا واصحابه لان تجزی هذا الا
خلاف فید عند مشایخنا الله هذه وحسب الله
تقلی عنه

میں کتا بوں عایة البیان، تہرا اور دوسرے
دوسرے معنی کو مختار قرار دیا ہے، تجربہ میں قیاس کی متابعت
کرتے ہوئے فرمایا حدث شرعی بالغیث ہے جو احنا کے
ساتھ اس وقت تک قائم رہتی ہے یہاں تک کہ رائل کرنے
والی سے استعمال کی جائے تہرا اور دوسرے معنی کے یہ حکم کے
مسا کہ تہریب ہے اور یہ البیان میں، اس کی تہریب
یہ ہے کہ وہ ایک ایسا وصف ہے جو اعضاء میں مستول
کرتا ہے اور طہارت کو رائل کرتا ہے فرمایا اس کا حکم
بالغیث ہے اس چیز کی جس کے لیے طہارت شرط ہے، الا
اور ثلث ہے اس میں حاشیہ شیعہ نہیں نقل سے نقل
کافی ہے اور محدث کو مسی مصنف کے لیے ہاتھ دھونا
کافی ہے اور یہاں دوسرے معنی میں اصحاب جمیع کا مینہ ذکر
کیا ہے کیونکہ اس کو سب نے کافی کہا ہمارے مشایخ
اس میں اختلاف نہیں اور۔ (ت)

۱۲/۱ ایم سید محمد علی کراچی بحث الماء المستعمل
۲۶/۱ سید محمد علی کراچی باب شروط اعتناء
۱۶/۱ مجتہدانی دہلی کتاب الطهارة

الشرعی الذی یحل بالاعضاء فیزید طهرها لان
 العام هو الخطأ الشرعی والمنقب الیه ما
 لاجله ورد الخطاب وهي التجاسة المحکمیة
 وهي بعینها ذلك الوصف القائم بالاعضاء
 فرجح التعریف الی تعریف العایة علا خلاف ولا
 خلف الا ترى ان تلمیذ المحقق علی الاطلاق
 اعم المحقق العلوی عرف الحدیث فی المحلیة یا
 الوصف الحکم الذی یعتبر الشارع قیامه
 بالاعضاء مسببا عن الجبابة والمیض والعماس
 والبول والغائط وغيرهما من موانع الرضوخ
 ومنه من قربان الصلوة وما فی معناها من
 حال قیامه بهن تمام به الی غایة استیول بها
 یعتبره من الاثر وهو كما ترى لیس الا بسط
 لها اجمل شیخه المحقق وما هو الا عین ما عرفت
 به فب الغایة وتقال ما نفع شرعی كما استظهر
 العلامة ط لکان ایما مرجعه الی ذلك لان ذلك
 الوصف الشرعی وهو التجاسة مانع شرعی معنی
 ما لا یجوز المنع واستعمل الی انتم بهذا المعنی
 شائما وانتم حیرن المحقق ابقاء علی حقیقته
 مافی بالنسبة علا وجه وجبها للاستظهار شر
 فیما اوضحه دلیل علیه ان البحر مشترک فی
 حد الحد من مناهل فتحرر القیدی وکما
 ذکره فی رد المحتار وقد تبادر المحقق فی

یہ قطعاً، اس وصف شرعی پر صادق آتی ہے جو اعضا
 میں ملوث کرتا ہے اور ان کی طہارت کو زائل کرتا ہے
 اس لیے کہ مانع وہ خطاب شرعی ہے، اور اس کی طہارت
 غسوب وہ چیز ہے جس کی وجہ سے خطاب وارد ہوا
 اور وہی نجاست حکم ہے، اور وہ بعینہ وہ وصف ہے
 جو اعضا کے ساتھ قائم ہے تو تعریف غایہ والی تعریف
 کی طرف لوٹ آتی تو کوئی خلاف نہیں اور نہ حلف ہے
 کیا تم نہیں دیکھتے کہ محقق علی الاطلاق کے شاگرد جن
 صاحبی نے علیر میں حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے کہ
 وہ ایک وصف علی ہے کہ شارب نے اعضا کے ساتھ
 اس کے قیام کا اعتبار کیا ہے، اور یہ حجابہ، حیض،
 نس، پیشاب اور بول وغیرہا واقع ضرر کے
 باعث ہوتا ہے، اور یہ چیز نماز کے قریب جانے سے مانع
 ہوتی ہے یا جو چیز نماز کے حکم میں ہو، یہ مانعیت اس
 وقت تک رہتی ہے جب تک یہ وصف اُس شخص کے
 ساتھ قائم رہے، یہاں تک کہ وہ اس چیز کو استعمال
 کرے جو اس کو زائل کرنے والی ہے اور یہ تعریف
 جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں اسی چیز کا بسط ہے جس کا اجمال
 ان کے شیخ محقق نے یہاں ہے اور یہ بعینہ وہی تعریف ہے
 جو عایہ میں ہے، اور اگر مانع شرعی کہتے جیسا کہ علما
 نے فرمایا اس کا بھی ماہل یہی ہے کہ وہ وصف
 شرعی جو نجاست ہے مانع شرعی ہے اس معنی کے
 اعتبار سے کہ یہ وہ چیز ہے جس کی وجہ سے منع ہے اور

المتوحد لا فرداية الحسد والى يروى
عن الامام الاعظم ان الماء المستعمل
نجسا معلقا او مخفقا ما قصه وجد روايت
النجاسة قياس اصله الماء المستعمل في
النجاسة الحقيقية والفرع المستعمل في الحكمة
بجاءه لا استعمال في النجاسة بناء على الماء
وصف الحقيقي في ثبوت النجاسة وذلك لان
معنى الحقيقي ليس الا يكون الجاهل هو صمد
لها جسم مستقل بنفسه عن السكب لان وصف
النجاسة حقيقة لا تقوم الا بحكم كدلت وفي
غيره لم يربط معناه الحقيقي واحد في
ذلك الجسم وفي الحدث لا به ليس المتحقق
لنا من معناه سوى انها الحرة في صمد
الشامع من قربان الصلاة وهو محو حال قيام
ليس قاربه الى حاية استعمال الماء فيه عاد
استعمله قطع ذلك الاعتبار كل ذلك استلاء
لفظة فاما ان هناك وصفا حقيقيا عقليا او
محسوسا فلا ومن ادعى لا يقدري اشارة على
غير اند عوى ويدل على انه اعتبار احتلاسه
يا هذا انما اشرا ثم الاترى ان الحصر محكوم
تجاسة في شرعيةنا وعلما رتد في غيرهما فعلم
انما ليست سوى اعتبار وشرعي الزم صفة كذا الى
حاية كذا ابتلاء وفي هذا الاتفاق بين العلم

مانع الاستعمال اس مسمی میں شائع و ذائع ہے ، ابتر
تحقق نے اس کو اس کی حقیقت پر باقی رکھا ہے تو نسبت
کوٹنے میں تو استغفار کی کوئی معقول وجہ نہیں ، پھر اس
پر واضح ترین دلیل یہ ہے کہ کرنے بھی اس تعریف میں
فتح القدر سے استعاذہ کیا ہے ، جیسا کہ اس کو دور
میں ذکر کیا ہے اور تحقق نے فتح میں ابو یوسف اور حسن کی
ابو حنیفہ سے روایت پر استدلال کیا ہے کہ مستقل پانی
نجاست خلیفہ ہے یا نجاست خفیفہ ہے ، جس روایت
میں اس کو نجاست قرار دیا گیا ہے وہ قیاس کی بنیاد
پر ہے اس قیاس کی اصل وہ پانی ہے جو نجاست
خفیفہ میں مستقل ہو ، وہ اس کی فرع وہ پانی ہے جو
نجاست عکسہ میں مستقل ہو اور غلظہ جاسمہ نجاست
میں مستور ہے ، کرتے ہوئے کو وصف حقیقی
ثبوت نجاست میں نفع ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حقیقی کا
مفہم یہ ہے کہ اس نجاست سے ایسا جسم متصف ہو جو
بغیر معلق سے مستقل ہو یہ نہیں کہ وصف نجاست
حقیقتہً ایسے ہی جسم کے ساتھ قائم ہوتی ہے
اور اس کے غیر میں مجاز ہے ، بلکہ اس کے حقیقی مسمی
ایک ہی اس جسم میں اور حدث میں اس ہے کہ ابھی
تحقیقی طور پر جو مسمی معلوم ہیں وہ ہیں کہ وہ ایک شرعی
اعتبار ہے کہ جب تک وہ موجود ہو تو شارع نے اس
کو جو اس کے ساتھ متصف ہو گا وہ غیر کے قریب سے
سے منع کیا ہے تا وقتیکہ وہ اس میں پانی کو استعمال

والحدث فانه يصح ليس لا نفس ذلك الاحتياط
 انه هذا النص صريح في ان تلك المانعية الشرعية
 المعينة الى استعمال المريد ليست الا المانعية
 الحكمية فالتحذير بغيره.

مذکور ہے، جب وہ پانی استعمال کرنے کا تو وہ اعتبار ختم
 ہو جائے گا، یہ سب طاعت کی جگہ ہے، یہی یہاں
 کہ یہاں کوئی وصف عقلی حقیقی یا محسوس ہے، تو ایسی
 کوئی بات نہیں اور ہر اس کا دعویٰ کرتا ہے تو عقلی

ہی ہے، اور اس کے اعتبار ہی ہوسکتی ہے کہ پیش رفتوں کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا رہتا ہے، مثلاً
 شراب ہماری شریعت میں مایاک ہے اور دوسری شریعتوں میں پاک ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نجاست محض شرعی
 اعتبار سے رہتی ہے اتنی مدت تک کے لیے لازم کیا گیا ہے ابتداء اور اس میں ثبوت اور حدت میں کوئی تعادلات نہیں
 کیونکہ یہ بھی ویسا ہی اعتبار ہے اور تو یہ اس امر میں نفس صریح ہے کہ یہ مانیعت شرعیہ جس کی انتہا مریل کا استعمال
 ہے، نجاست حکم ہی ہے تو دونوں تعریفیں متحد ہو گئیں۔ ت

ثم اقول التعريف بالحكم ان المريد

به ان يصحده الحكم نفس المصرفة بحيث
 يحصل هو على المصرفة فمهم يسقط ايراد المهي
 والدوران المانعية بالمعنى المذكور، هي
 المانعية الحكمية ليست اثر امتناع على الحدث
 بمعنى الوصف الشرعي بل هي حركة صرف وجم
 لا يستقيم ايضا قول المصنف ان التعريف بالحكم
 كان يقال هو ما لا تصح الصلاة معه فامتن
 حالا تصح ليس حكما بل الحكم كما اعترف عدم
 الصحة ولو يعرف به واما يكون تعريفاً بالحكم
 فوقيل الحدث عدم صحة الصلاة ويستمكن
 ايضا جوابه ووجه ما يستعمل عند الفقهاء
 فان المستعمل عند هذه ذكر الحكم في التعريف
 لاحصل الاثر في الموثور وان اسيد به امتن

پھر میں کہتا ہوں تعریف بالحکم سے مراد اگر یہ ہے
 کہ حکم کو معرفت بنا دیا جائے کہ وہ معرفت پر محمول ہو تو
 شعراء و حکماء اعتراض فرمے ہو جسے لگا کر کہہ مانیعت
 ماحسوسہ کہ نیز نجاست حکم کے معنی میں، حدت
 پر مرتب ہونے والا اثر نہیں ہے، یعنی وصف شرعی
 کے معنی میں بلکہ یہ وہی ہے جیسا کہ تم نے پہنچا۔ اور
 اس صورت میں جیسا کہ یہ قول درست رہے گا کہ تعریف
 بالحکم شکیانہ کیا جائے کہ حدت وہ ہے کہ جس کے تحت ہونے
 نماز درست ہو کہ نہ وہ جس کے تحت ہونے نماز صحیح نہ ہو یہ جملہ حکم
 نہیں ہے بلکہ حکم جیسا کہ انہوں نے اعتراض کیا، عدم صحت ہے
 اور اس سے انہوں نے قرینہ نہیں کی ہے، اور تعریف
 بالحکم اس صورت میں ہوتی جب یہ کہا جاتا کہ حدت نماز
 کا صحیح نہ ہونا ہے، اور طاعت کا جواب بھی اس
 صورت میں ملے رہے جائے گا کہ اس قسم کی تعریف فقہاء کے

بیشتر المحذورہ بذریعۃ الحكم بان یعطی اسے
الذی یؤثر هذا الاثر معصوۃ یتقیم تمثیل الجیب
التعریف بالحکم ما ذکر کن یستفاد اصل
جوابہ بان العانیۃ لیست حکما فان التعریف
بالحکم لیس اذن ان یشترط ان یشترط ان یشترط
بل ما ذکر فیہ الحكم وهو حاصل فی التعریف بالحد
قطعا لا اشتراط علی مضمون الکلم من اشیاء محصورة
جاء احد ذلك الوصف قائما به تینا علی الا سیراد
وهو علی حد الشد سقوط وایین حاصل فانس
الذی احاطت بالصورۃ وایین ایضا عن التعریف
بالحکم من کرم فیہ نوالی الظن ما وما هو الا
الاثر الترتیب علی ذلك الوصف الشرعی واذن
یکفی جوابا عن کلام الحدیث ما ذکره وینبغی
فایقبح التباہین الحدیث لادامی له وایسیراد
النهر والدرک لا صفة له وایجاب الفصل علی
بعض الفصول لا یحلوه علی حد وخط یقی الكلام
علی المعنی الاول الذی ذکره العلامة فاسم
وکیف تباہینہ فمعنی التباہین۔

یہاں مستقل ہے کیونکہ ان کے یہاں مستقل تعریف میں حکم
کا تذکرہ ہے نہ کہ اثر کو مؤثر پر محمول کر دیا جائے، اور اگر
اس سے یہ ارادہ کیا جائے کہ محدو کو بدریہ حکم غیر کیا جائے
یعنی یہ کہا جائے کہ یہی ہے جو یہ اثر کر رہا ہے تو اس صورت
میں عجیب کی یہ مثال جراثیموں نے تعریف یا حکم کے لیے
بیش کی ہے درست قرار پائے گی، مگر اس وقت ان کا
اصل جواب ختم ہو جائے گا یعنی یہ کہ، نفیت حکم نہیں ہے
کیونکہ تعریف یا حکم اس صورت میں یہ ہیں کہ محمول
میں حکم ہو، بلکہ یہ ہے کہ جس میں حکم مذکور ہو، اور یہ تعریف
مذکور میں قطعاً موجود ہے، کیونکہ یہ تعریف اس پر مشتمل
ہے کہ مکلف کو مخصوص اشیاء سے روکنا جب تک کہ یہ
وصف اس کے ساتھ قائم رہے۔ اب ہم اعتراض کی
طرف آتے ہیں اس صورت اور بھی زیادہ غلط اور ساقط ہے
کیونکہ مقرر صحت نے جو تعریف اختیار کی ہے وہ تعریف
بھی تعریف یا حکم سے خالی نہیں ہے، کیونکہ وہ بھی اس
میں ذوال طہارت کا استعمال کرتے ہیں، اور وہ اُس
وصف شرعی پر مرتب ہونے والا اثر ہے، ایسی صورت
میں دونوں تعریفوں پر جو اعتراض ہے اُس کے جواب
میں طاراً درپیش آئے جو تقریر کی ہے وہ کافی ہے، اور خلاصہ یہ کہ دونوں تعریفوں میں تغایر کا دخل کرنے کی کوئی وجہ موجود
نہیں ہے، اور نہ ارادہ کا، اعتراض درست نہیں ہے اور مثال نے جو جواب بعض فضلا کی طرف سے دیا ہے وہ غلط
اور غلط سے خالی نہیں ہے۔ اب اُس پہلے معنی پر گہستہ کو باقی رہ گئی جو علامہ کا اسم نے ذکر کئے ہیں، اور یہ معنی دوسرے
معنی سے کسی طرح مختلف ہے۔ (ت)

ف قول العاظم الشریعی علی ما لا جملہ

الصم علی العجاۃ الحکیمة والمتکسب الیہا
تلبس المكلف بها والفرق بینہما ان العجاۃ

میں کہتا ہوں مانع شرعی معنی جس کی وجہ سے

منع ہے وہ نجاست حکم ہے، اور جو اس کی طرف تلبس

ہے وہ مکلف کا اُس کے ساتھ تلبس ہوتا ہے، اور

دووں میں فرق یہ ہے کہ نجاست شرعی وصفت ہے جو اعضا کا برو کی سطوں کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اور یہ حلول سربانی ہوتا ہے اور سطح متحد اور منقسم ہے تو اس کی تقسیم کی وجہ سے نجاست بھی منقسم ہو جائے گی، تو یہ ردعا اور ثبوت تجزی کو قبول کرے گا، ردعا تو خط ہر سبے ایک رنگ مثلاً اس نے ہاتھ تین بار دھویا تو اس سے نجاست زائل ہو جائے گی، اور اسی لیے اس سے فرض تعلیل سے ہر گئی جو باقی اعضا میں نجاست باقی ہے در ثبوت اس طرح کہ حدیث اصغر چار اعضا کو ناپاک کرتا ہے اور اکبر تمام بدن کو، ہم عنقریب اس پر کلام کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ردا نجاست کے ساتھ مکلف کا متلبس ہونا ہو یہ صرف کلام صفت جو نجاست حلول سے پیدا ہوتا ہے، خواہ اس کے بدن کے کسی جز میں بھی ہو، اور حدیث اس وقت تک باقی رہے گا جب تک نجاست کسی بھی عضو میں باقی رہے، تو اگر نجاست زیادہ ہو جائے تو حدیث زیادہ نہ ہوگا، اور نجاست اگر کم ہو تو حدیث کم نہ ہوگا، بلکہ حسب بھی نجاست وجود میں آئے گی حدیث وجود میں آئے گا اور حسب تک باقی رہے گی خواہ کم سے کم ہو تو حدیث بھی کل طور پر باقی رہے گا اور حدیث با تکلیف زائل ہو جائے گی تو حدیث بھی زائل ہو جائے گا ان دونوں کی نظیر حرکت یعنی قطع ہے در حرکت یعنی توسط کے ہے، تو پہلی منقسم ہے کیونکہ وہ مسافت منقسم پر منطبق ہوتی ہے اور دوسری کا کوئی جز نہیں بلکہ پہلی حرکت کے پہلے جز تک پہنچا ہوا ہے اور یہی حرکت ہے اسی طرح باقی رہتی ہے جب تک وہ دونوں غارتوں کے درمیان

وصفت شرعی بحول لسطوح الاغضاء الطاهرة
حلول سربانی والسطوح معتد منقسم فتنقسم
النجاسة بانقسامها فتقبل التحری ثبوت ووصف
اعراضها فظاھر فانه اذا غسل اليد مثلاً زالت
النجاسة عنها ولذا سقط عنها حرز التطهير
مع بقاء النجاسة فی سائر الاغضاء التي حللتها واما
ثبوتها فلان المحدث الاصغر انما یتمس اربعة اعضاء
والاکبر البدن كله وسمو دانی الکلام فی هذا
عنقریب ان شاء الله تعالى اما تبس السکلت
بها ای اصطلاح یہ لب فرصت للسکلت یحدث
بحلول النجاسة فی ای جزء من اجزاء بدنہ
ویسقی بقائہ فی شئ من اجزاء بدنہ واما النجاسة
لہریر دون نقصت لہریر یتمس بدنہ حدیث
حدیث ووصف بقیة واما قل قلیل فی کسلا
واد سرائل بالکلیة سرائل وکان لہریر لہریر
بمعنی القطع و بمعنی التوسط فالاولی متعززة
لا تطبق قواھن المسافة المتعززة والثانیة
لاجزد لہا بل تعدیث بعد وکلاولی جزء من
اجزاء الاولی وبقی بحالھا عادام المتعززة بین
الغایتین فاد اسکن سرائل الت واما فافعلت
لہریر یحدث کلام البھر علی هذا کی یثبت التدریر
بین المحدثین کما فہم التدریر والذکر ویوافق
لہا احتراض یہ تھا لفت کلام العاصی والمتون
ان المحدث لا یتجری۔

بلکہ پہلی حرکت کے پہلے جز تک پہنچا ہوا ہے اور یہی حرکت ہے اسی طرح باقی رہتی ہے جب تک وہ دونوں غارتوں کے درمیان

متحرک رہے اور جب پرسکون ہو گا تو حرکت یکدم ختم ہو جائے گی۔ اگر تو کچھ کہہ کر کے کلام کو اس پر کیوں محمول نہ کریں جائے تاکہ وہ زنی قریبوں میں تغایرِ ظاہر ہو جائے جیسا کہ نہراہ درسنے سمجھا ہے اور موافق ہو جائے اسی اعتراض کے ساتھ جو انہوں نے فتح کی متابعت میں عام کتب اور متون پر کیا ہے کہ محدث منقسم نہیں ہوتا۔ (ت)

قلت یا ہاء قوله قائمة بالاحضاد فان الشمس الذي لا تجرى له اما يقوم بالكلف فانه لا بالاحضاد والدي يقوم بهما يتجزى بتجزى بها كما عرفت اما محال فلهذا كرمم عدم التجري ما قول لا عرو هذا القائل فباب شروط الصلاة متصلا بهذا التعريف فلا يعد ما نصه والمحبت عين مستقدرة شرط و قد امدت لقوته لان قليله ما دم بعلل قليل المحبت اه فقد اضمح تجزى الحدث و قال متبوعه المحقق على الاطلاق في الفتا كاستهم متعقبة على ان الخف اعتبر شرعا ما بعد سرایة الحدث الى التقدم حتى التقدم على طه رتھ و يحل الحدث بالخف فيزال بالسجۃ اه فهدا الفصل صریح على تجزى الحدث و اعتراف باطراف كلتهم عليه و هو كد ذلك فمن نظر كلامهم في مسائل صوم الخمسين وغيره ايقن بانهم جميعا قائلون بتجزیه و اما الذي لا يتجری هو تلبس المكلف بالعمامة الشرعی قطره ظهر من الهام ان الايراد على

یوں کہتا ہوں اس تاویل سے ان کا قول قائمہ بالاحضاد انکار کرتا ہے، کیونکہ جس جو ایک نیز تجزی شئی ہے۔ وہ بذات خود مکلف کے ساتھ قائم نہیں ہوتا ہے نہ کہ اس کے احضاد کے ساتھ اور جو چیز احضاد کے ساتھ قائم ہے وہ احضاد کی تجزی کے باعث تجزی ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے پچانا اور اس کی مخالفت عدم تجزی سے، تو میں کہتا ہوں کہ اس پر کوئی تعجب نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ خود ہی اس تعریف کے متصلا بہ باب شروط الصلوۃ میں فرماتے ہیں اور ثبت وہ چیز ہے بر شرعا کہ کسی نے اس کی قوت کے باعث مقدم کیا کیونکہ اس کا قلیل بھی مانع ہے بخلاف قلیل حدث کے اور یہاں انہوں نے بوضاحت حدث کے منقسم ہونے کا قول کیا ہے، اور ان کے مقصد تحقق علی الطلاق نے نتیجہ میں فرمایا تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ موزہ مشرعا قدم کی طرف حدث کی سرایت کو قدم تک روکنے والا ہے، تو قدم بدستور پاک رہے گا اور حدث موزہ میں داخل ہو جائے گا، لہذا مسیح سے اس کو زائل کر دیا جائے گا اور یہ نص صریح ہے حدث کے تجزی ہونے پر اور اس امر کا اعتراف ہے کہ فقہاء اس پر متفق ہیں، اور بات

المشور والعامۃ وتلیث السبب لاکان فی غیر
محدود ولا حاجة الی ما تجتهد الیہو جرایا عن
المشور بقوله الا ان یقال ان الحدیث توالی
عن المعشور والاکو قوا ثم ضعفه بقوله لکن
المطلی به فی کتاب الحسن عند ابی حنیفة استقام
العرص لا نزل الحدیث

ایسی ہے کہ نہ کہ جو بھی مسح علی الخفین کی بات قہار کے
کلام کو دیکھے گا اس کو یقین آجائے گا کہ سب اعتبار
حدیث کے تجزی ہونے کے قابل ہیں اور جو چیز تجزی
نہیں ہوتی ہے وہ مکلف کا منع شرعی سے متعلق ہونا
ہے، تو دور روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مشور اور
عام کتب پر اعتراض اور جب کی تلیث سبب بے عمل ہیں
اور جو مکلف ہونے مشور کے جواب میں کیا ہے اس کی چٹا حاجت نہیں۔ جواب یہ ہے کہ "مگر یہ کہ کہا جائے کہ
حدیث مشور سے زوال عروق کے طور پر زائل ہوا ہے، پھر خود ہی اس کو ضعیف قرار دیا اور مستند مایا کہ حسن
کی کتاب میں ابو حنیفہ سے استقام فرض کو علت بنا کر مروی ہے نہ کہ از الحدیث کو۔ (ت)

اقول بل لا وجه له لان الحدیث
بالعصر الذی لا یتحرى احسن تبس المكلف
بالله مع الشرعی لا قیام له بعضی حقیر وول
عنه صجر او مو قوا ثم غیر لا۔ فی حدیث
الکلام باسقاط العرص لا یب فی تعلیلہ فی کلام
احرف قد الحدیث علی ما قرینا لک بالمشاور
الهدایة ان مؤداه واحد وقد قال فی الحدیث
والتبیین والصتم و غیرہ الماء بقاء الصیر
مستعملان ابو حنیفة وابو یوسف اذا انزل
به حدیث او تقریب بہ او بالله التوفیق ثم
حصره اسحق فی آخر کلامه الذی اثرنا عنه
الی ان سقوط الفرض هو الاصل فی الاستعمال
اعتدال فی لکثرة الدرد و اشار الی الرد علیہ

میں کتابوں در اصل اس کی کوئی وجہ ہی
نہیں ہے، کیونکہ حدیث اُس معنی کے اعتبار سے جس
میں وہ منقسم نہیں ہوتا ہے یعنی مکلف کا مانع شرعی کے
ساتھ تنفس نہ ہو، اس کا قیام کسی عضو کے ساتھ نہیں
تاکہ اس سے طری طریق پر یہ مو قوا زائل ہو جائے، پھر
اہم لا اس کلام میں استقام فرض کے ساتھ تبدیل کرنا ان
کے دوسرے کلام میں رفع حدیث کی علت ساتھ سے
متصاد نہیں جیسا کہ ہم نے چاہ کی عبارت سے واضح
کر دیا ہے کہ وہ فوں کا حاصل ایک ہی ہے، دراصل
قبیل، رفع و غیرہ میں ہے کہ پانی کا استعمال ہونا ابو حنیفہ
اور ابو یوسف کے نزدیک اس وقت ہر گاہ جب اس
سے کوئی حدیث رائل کیا جائے یا کوئی تقریب کیا جائے
الحدیث التوفیق پھر حق کا جو حکم ہم نے نقل کیا ہے

العلامة شب بان نقل اولاهن الفتح نفس
ان المعلوم من جهة تشامخ ان الالة السقي
تسقط الغرض وتقتصر بها القربة تدنس الخو
ايضا عنه ما نصه والذي بعقله ان كلامه
التقرب والاسقاط مؤثر في التعبير الا ترى انه
المراد بصفت التقرب في صدقة الطلوع واثر
التغير حتى حرمته عن النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم عرفنا ان كلاً اثر تغير اشريعاً الله شرع
قال بعد فعلها مقتضاه ان القربة اصل ايضاً
عائلاً مؤثر في الاستعمال اعلان ۱۰

اس میں ان کا میلان اس طرف ہے کہ پانی کے استعمال سے
سقط فرض ہی اصل ہے بحر اور درے اسی پر احتم کیا ہے
اور طوئرش سننے اس پر رد کی طرف اشارہ کیا ہے ۔
پس بقاؤانہوں نے خود ہی فتح سے نقل کیا کہ شارع سے
معلوم ہے کہ وہ اکمل جس سے فرضی ساقط ہو اور قربة اور
میلا ہو جاتا ہے اور اصول سے مزید فرمایا کہ جو ہم سمجھتے ہیں
وہ یہ ہے کہ تقرب اور اسقاط فرض دونوں ہی تغیر میں
مؤثر ہیں ، مثلاً وصفت تقرب صدقہ قطرات میں سفر ہے
اور تغیر نے اثر کیا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
حرام ہو گئی ، تو میں معلوم ہوا کہ ہر ایک سے شرعی تغیر
مؤثر وہ اصلیں ہیں اہ ت

اقول كلام المحقق من اوله الى اخره
طافح باشارات الاصلية بهذا المعنى اى ما
يبقى عليه الحكمة تدنس الماء للقربة والالت
جميعا بل هو الذي ثبت واقام اصولا ثلثة وما
كان ليقرى هذا كله ثم في نفس الكلام يحصر
الاصالة في شئ واحد وانما مشو كلامه انه
مرحبه الله تعالى بنقل عنهم ان الاستعمال
بعد الشك في احد شيئين رهم المحدث و
التقرب بعد محمد بالتقرب وحده وعمل رهم
الحدث على المعنى الذي لا يتحرى فطرق

زنا كذا في نفس الكلام اراد انما احمد
سقطی ہے کہ اس میں اصالت اس معنی کے اعتبار سے
ثابت کی ہے ، یعنی وہ چیز جس پر مکرم کی بنا ہو پانی کے
اداسے قربت کی وجہ سے میلا ہو جائے کے باعث اور
استقامت فرضی کے باعث ، بلکہ وہی میں جنہوں نے تہیت
کی اور میں اصول مقرر کئے ، اور وہ یہ تقریر کہ پھر ان
میں سے ایک چہیت پر اصالت کو مخصوص
نہیں کر رہے ، اُن کے کلام کا اصل مقصد یہ ہے
کہ وہ اُن (رحم اللہ) سے یہ نقل کر رہے ہیں کہ کشمینی
کے نزدیک استعمال دو چیزوں میں سے ایک کی وجہ

ملہ رد المحتار باب المياه مصنف ابانہ مصر ۱۳۶/۱

فتح تصیر باب الماء الذي يجوز به الوضوء لا يجوز فوریہ وضوئہ مکتبہ ۵/۱

الایراد بالعرض التي حکم فيها باستعمال المعلوم
بقضاء الحدث فقرر ان اسقاط العرض ايضا
مؤثر واستدل عليه بکلام الاحام في کتاب
الحسن و بان الاصل الذي عرفناه به هذا
الحکم هو مال الزکاة والثابت فيه ليس سقط
العرض ای وان ثبت ان ایضا یا تقرب بدلیل
آخر ما لا اصل الذي ارشدنا اولی هذا الحکم
هو سقوط العرض فكيف يعزل النظر عنه بل
يجب القول به وهذا لا ینافی ان الاصول
اثبات بل ثلثة ینتقد هذا البعض في ذم
من جزم اول ملامه بأخره حیث یقول
المعروف من جهة الشایع ان الی تسقط العرض
وتقام بها القرية تتدلس أصل مال الزکاة
تدلس باسقاط العرض حتی جعل من الاذی
فی لفظه علی الله تعالی علیه وسلامه فاعلم
ان کلا الامرین مفیدواختصار فی الزکوة علی
الاستیقام ثم قال فی بیان سبب ثبوت الاستعمال
ای عند ابی حنیفة و ابی یوسف کل من مذهب
الحدث والتقرب عند محمد والتقرب عند
خلفاء الرقة لا ینقال ما ذکر لا ینتقض علی خلاف
اذ یقول محمد القرية لا یدلس بل الاستقاط
فان المال لم یتدلس مع جرمه التقرب به ولذا
جار لها شیء صدقة الطلوع بل مقتضاء ان

ہوتا ہے ، رنجی حدت اور تقرب ، اور محمد کے نزدیک حدت
تقرب سے اور رنجی حدت کو اس میں پر عمل کیا کہ اس
میں تجزی نہیں ہوتی ، اس بنا پر ان فرد کی وجہ سے
اقرام وارد ہوا جن میں پائی کے استعمال کا حکم ہوا
حدت کے ماقی ہوتے ہوئے ، اسوں نے اس امر کو ثابت
کیا اسقاط عرض بھی مؤثر ہے ، اور اس پر اسوں نے
ایم کے کلام سے استدلال کیا ہے جو کتاب حسن میں مذکور ہے ادیب
استدلال ہو جائے کہ اصل حدت کی انہیں نے یہ حکم جانا ہے وہ زکوة
کا مال ہے اور اس میں صحت فرض کا سقوط ہے ، یعنی
اگر پریم اس کو کسی اور دلیل کی وجہ سے تقرب سے ثابت
کریں تو وہ اصل جو جہت سے پہلے سے بتاتی ہے اور جس
سے یہ حکم ثابت ہوا ہے وہ سقوط فرض سے تو اس سے
صرف نظر کریں کہ حکم ہے بلکہ اس کو مانا مارم ہے اور
اس کے منافی نہیں کہ اصول دو ہیں بلکہ تین ہیں
یہ معنی اس کمال میں ضرور جان پیدا کریں گے جو اس کے
اولی کلام اور آخر کلام کو یکجا کر کے پڑھے گا وہ دیکھے ہیں
کہ وہ آدھ جس سے فرض ساقط ہوتا ہے اور قربت
اور ہوتی ہے میل ہوجاتا ہے اس کی اصل مال
زکوة ہے کہ وہ اسقاط عرض سے میل ہوجاتا ہے اس لئے
اس کو حدت میں "اوساخ" قرار دیا گیا ہے اور اس
سے واضح ہوا کہ دونوں امور تبدیل کر کے دے دیے ہیں
اور زکوة میں اسقاط پر اکتفا کیا گیا ہے ، پھر ثبوت
استعمال کے سبب کے بیان میں فرمایا کہ ابو حنیفہ اور
ابو یوسف کے نزدیک سبب رنجی حدت اور تقرب سے

یصیر مستغلا الا بالاستقاط مع التقرب فان
 الاصل اعمی مالی الزکاة لا یسیر فیه الاستقطا
 عنه اذ لا تجوز الزکاة الا بینه ولسر هو
 قول واحد مع الثلثة یرید اصحابہ الا قول
 الثلثة الشیخین ومحمد بن ابرہیم (لانا نقول
 عایة الاموت الحکونی الاصل مع الجرح
 وهو لا یتلزم ان المؤثر المجمع بل دللہ و
 مع عقلیة الساب للمحکم فان عقد استقلال
 عقد حکومہ وانما یجوز حکومہ والدی لعقد
 ان کلام مؤثر الی اخر ما تقدم ثم قال قال فی المجلد
 ان الماء بما ید یصیر مستغلا (ذکر المدحیین
 حکما نقل ثم قال) حد یشكل علی قول الشایخ
 ان الحدث لا یتعزأ المخلص به صح درہ سہ
 مستغلا باحد ثلثة وهم الحدث والتقرب واستقطا
 انصرم وهو الاصل لما عرف ان اصله صان
 الزکاة والاثبات فیه لیس الا سقوط انصرم۔

اور محمد کے نزدیک وہ قریب ہے اور فرق کے نزدیک رفع
 ہے یہ مقرر اس سے کیا جائے کہ یہ دلیل فرق کے خلاف ہیں چل سکتی
 ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ صرف قربت پانی کو مستعمل نہیں کرتی ہے
 بلکہ استقاط بھی اس میں شامل ہے، کیونکہ مالی زکوٰۃ محض
 تقرب کی وجہ سے میل نہیں ہوا ہے، اور اسی لیے ہاشمی
 نقل صدقہ لے سکتا ہے بلکہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ استقاط
 مع تقرب کی وجہ سے مستعمل ہو کیونکہ اصل یعنی مال زکوٰۃ میں
 اس کی طرف سے استقاط مسطور نہیں کیونکہ زکوٰۃ برائست
 جائز نہیں اور یہ فیوں میں سے کسی ایک کا قول نہیں (اس
 سے ان کی مراد فیوں اقوال کے فاطمین علی ابو حنیفہ و
 ابو یوسف، محمد بن زفر رحمہ اللہ ہیں) کیونکہ ہم کہتے ہیں
 کہ زیادہ سے زیادہ حکم کا اصل مجروح کے ساتھ ثابت
 ہوا ہے درہ سہ درہ سہ درہ سہ مستلزم نہیں ہے کہ مؤثر
 مجروح ہے بلکہ اس کا ادوار اس پر ہے کہ مناسب
 حکم کو بھی جائے، اگر ہر حکم کا استقلال اس کے ساتھ
 بھی جائے یا مجموع کا تو اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اور
 جو ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر ایک مؤثر ہے الی آخر ما تقدم پھر کہا کہ انہوں نے خلاصہ میں فرمایا کہ پانی کسی چیز کی وجہ سے
 مستعمل ہوتا ہے (تو انہوں نے وہ فون ذابہب کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم نے نقل کیا پھر دیا یہ مشیخ کے قول کی
 روشنی میں مشکل ہے کہ حدیث بخاری میں ہوتا، اور اس اشکان سے نجات کی صورت تین امور میں سے ایک مرتبہ
 رفع حدیث، تقرب اور سقوط فرض ہی اصل ہے، کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس کی اصل مال زکوٰۃ ہے اور اس میں
 برائست ہے وہ سقوط فرض ہے۔ تہ

میں کتابوں اگرچہ اس میں موجود دونوں مر
 ہیں یکی یہ اقوی ہے اور اس میں کفایت ہے، قر

اقول ای وکان الموجد فیه الامران
 لکن هذا اقوی و فیه المقدم فلا یثبت به الا

سببیت ہذا وان استفیذ سببیت الاحرام دلیل
حرمتہ صدقۃ الطوع عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلوک کا قدم تھا شیواستقاط العرض ہو ادلی
ما ثبت بالاصل الا غرض فلا مباح لاستقاطہ
قال والمفید لاغتیار الاستقاط مؤثر احسب
تعلیل ابی حنیفۃ انه سقط فرضہ عندہ ملقط
وعیدت بتعلیل القربۃ ہذا وقرب العلامۃ
ط تبعاً للخریجۃ الخریجۃ قال تحت قول الدی
استقاط فرض ہو الاصل فی الاستعول کما نید علیہ
لکمال ما لہ وہو موجودی مرفع المحدث
حقیقۃ فی القربۃ حک نکوہا ہنزلۃ الاستقاط
ثابراً وقد مرآہ وہو قولہ ای استعمل الماء
بالقربۃ کا ہنزلۃ علی الوضو لاسیما لو
القربۃ فقد ارداد طہارۃ علی طہارۃ فلا
تکون طہارۃ جدیدۃ الا بالزوالۃ المسمیۃ الحکمۃ
حکمۃ صمرت الطہارۃ علی الطہارۃ وحمل المحدث
سواء افادۃ صاحب الخیر اھ۔

اعتبار سے زیادہ ہو گیا، تو نئی طہارت نہایت حکیمہ کے ازالہ سے ہی ہوگی حکما، تو طہارت پر طہارت اور حدیث
پر طہارت برابر ہو گئی، اس کا افادہ صاحب بکرنے کیا احادیث

اقول قدہ عن معراج الدراية واقر و
فیہ بعد لا یحییٰ فیما النجاسة لا میما الحکمۃ

اس سے اس کی سببیت ثابت رہی، اگرچہ دوسرے کی
سببیت بھی ثابت ہوگی، اس میں دلیل یہ ہے کہ حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نقل صدقہ حرام ہے جیسا کہ
گزارا، تراستقاط فرض کی تاثیر پہلی چیز ہے جو اصل اعظم
سے ثابت ہے تو اس کے ساقط کرنے کا کوئی جواز نہیں
فرمایا، اور استقاط کو مؤثر اعتبار کرنے کے لیے مفید
ایک اور ضیفہ کی صریح تعلیل ہے کہ ساقط فرض اس سے ساقط
ہو گیا اور ملقط، اور تم اپنی طبیعت کو خوشگوار کرو
ہذا اور علامہ طسٹے بکری متا بہت کرتے ہوئے
اس کی تقریر دوسرے انداز میں کی ہے، انہوں نے
’دور کے قول استقاط فرض ہی استعمال میں اصل ہے
کے تحت فرمایا، جیسا کہ کمال نے اس پر تنبیہ فرمائی
ہے کہ یہ حدیث کو روک دینے میں حقیقتہً موجود ہے اور
قربت میں حکما ہے، کیونکہ یہ ہنزلۃ استقاط ثانیہ ہے
اور یہ اگر راہ اور جو راہ ان کا قول ہے، بیشک ثانی
قربت کی وجہ سے مستعمل ہوتا ہے جیسے وضو پر وضو
کرنا اس لیے حسب قربت کا ارادہ کیا تو وہ طہارت کے

اعتبار سے زیادہ ہو گیا، تو نئی طہارت نہایت حکیمہ کے ازالہ سے ہی ہوگی حکما، تو طہارت پر طہارت اور حدیث
پر طہارت برابر ہو گئی، اس کا افادہ صاحب بکرنے کیا احادیث

میں کہتا ہوں اس کو معراج الدرایۃ سے نقل کیا اور
برقرار رکھا، اس میں بعد ہے جو حتمی نہیں ہے کیونکہ

لہ فتح تقدیر	بحث الماء المستعمل	تذکرہ رضویہ سکھ	۱/۴۹-۴۸
لہ طحاوی علی الدی	باب المیاء	بیروت	۱/۱۱۰
لہ بحر الرئی	کتاب الطہارت	ایک ایم سینیہ کمپنی کراچی	۱/۹۲

الا اعتبار شرعی والاعتبار الصحیح لا یکون
الا من منشأ صحیح ویدونه اختراع یحل
شأن الشیخ عنه وقد زال فلهذا بالظہر فلا یعد
الایحد ث جدید وبعبارة اخرى حل اعتبار
الشیخ من شیت یمانی الظہر یردول بالساء الث فی
فیحصل ظہر جدید امر لا علی الشاف عادی
السؤال اذ لا نجاسة حقيقة ولا اعتبار امر او
على الادلی ما حقيقة النجاسة المحکمة الا
ذلك الاعتبار الشرعی ولا یصل لتحقق المحکمة
حکما لا حقيقة وبعبارة اختصار ما المحکمة
الاعتبار الشیخ ما المحکمة حکما اعتبار الشیخ
انہ اعتبار وما اعتبار لا اعتبار لتحققه والنجاسة
ما حل الخواب الامر منها هت فرض باضر
ولا مساع له واما انک ان ما افاده آسا هو
تجشیر مستعنی عنه وذلك لان المصراع
انما احتج به الید جوابا عن سؤال نصیه بقوله
لما فی قید المتوصل لیس حل احصائه نجاسة
لا حقيقة ولا حکمة فکیف یصیر الماء مستوعلا
بلیة القرية فاجاب بقوله لما لوی القرية
فقد ازداد

نہایت، خاص طور پر حکم اعتبار شرعی ہے اور اعتبار
صحیح اسکی وقت ہوتا ہے جب اس کا منشأ صحیح ہو
اور اس کے بغیر اختراع ہے، شریعت کی شان اس
سے بڑی ہے، اور یہ طہر سے زائل ہو گیا تو صرف نئے
حدث سے ہی یہ خود کرے گا، بالفاظ دیگر کیا یہ اس
شریعت نے کوئی ایسی چیز معتبر مانی ہے جو منافی طہر
ہو اور دوسرے پانی سے زائل ہو جائے، تو نئی پانی
حاصل ہو یا معتبر نہیں مانی ہے، دوسری تقریر پر سوال لٹ کر کیا
کیونکہ کوئی حقیقی نجاست نہیں اور نہ ہی اعتباری ہے
اور پہلی تقریر پر نجاست حکم کی حقیقت شرعی اعتبار
کے علاوہ اور کیا ہے تو یہ کہنا بے معنی ہے کہ نجاست حکم
حقیقہ نہیں حکم پائی باقی ہے اور فقہ عبارتیں یوں کہ جا سکتا
کہ نہایت حکم صرف شرعی اعتبار سے جاریت ہے
تو حکم حکم شرع کا یہ اعتبار ہے کہ اس کا اعتبار
کیا گیا ہے اور اعتبار کیا نہیں گیا کیونکہ اگر اعتبار
کیا جاتا تو وہ مستحق ہو جاتی۔ علاوہ یہ کہ جواب کا مان
یہ ہے کہ حکم کوہاں اعتبار کیا جائے بعض باطل جس
کی گنجائش نہیں، اور میں تجھ کو خبردار کرتا ہوں کہ
جس کا افادہ انہوں نے کیا ہے وہ محض تکلف ہے
جس کی ضرورت نہیں، اور اس کی دوسری ہے کہ معراج

کو اس کی ضرورت اس لیے پڑی کہ انہیں اس سوال کا جواب دینا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ وضو کرنے والے کے
اعضائے بدن حقیقی نجاست ہے اور نہ حکم ہے تو پانی بہ نیت تقرب کیسے مستعمل ہو جائے گا، قرآنوں نے جواب دیا
کہ جب اس نے نیت کی تو زیادتی کی (ت۔)

قول اولایعود السائل معنی از دیاد

الطهر مرة وامسا اسراده نظافة لاجل تعقب التشكيله ووقت الطهارة ولد اقلها بعد تمجيد الحدث والى اشردیاد اسراده یثیر الحدیث المشهور الرضوخ على الوضوء فور على نور اخرجہ رزق الله قال الصریق والسندى لم تعقب عليه حكما فى التيسير وثانيا لا ممانع للسؤال رأسا فانه مبناه على حصر الفحاسة الحكيمة فى الحديث وليس كذا بل منها السامى كما تقدم النصوص عليه والفاء الاولى وان كانت كما يزيل الحدث يفضل من اثر المصاعى ايضا بشرط اليه ولكن لا يجب ان يزيلها كذا والا كفى الوضوء عن التوبة وما روى من قرضا مرة ولو بعد الف كبيرة كمن لا ذنب له وهو باطل قطعا فهذا من جهة حكيمة باقية بعد التطهر فى عامة المكمنين هاتين شارائى بل قد منان الكروحات ايضا تغيير الماء لهذا نعم واحم آما المعصومون صلوات الله تعالى وسلامه عليهم فاقول لا مسلم فى ما نهى الاول ايضا انه مستعمل فى حق بل طاهر مطهر لنا فضلا عن ثلثي واد اعتدنا الطهارة فى صلواته صلى الله تعالى عليه وسلم فلما ظنن بوضوئه فالاستدلال على طهارة الماء المستعمل بامان اصحابه صلى الله تعالى عليه وسلم يادروا الى وضوئه فمسحوا به وجوههم

میں کہتا ہوں اولاً کہ سائل کہہ سکتا ہے کہ ہم طہارت کی زیادتی کو تسلیم نہیں کرتے اس میں نفاقت کا اضافہ تو اس لیے ہے کہ نفاقت کی بیشی کو قبول کرتی ہے، مگر طہارت ایسی نہیں اور اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ حدث میں تجویزی نہیں ہے، اور نفاقت میں اضافہ کی طاعت اس حدیث میں اشارہ ہے کہ وضو پر وضو فوراً علی فور ہے، اس کی تخریج قرین نے کی ہے اگرچہ عراقی اور منذری نے کہا ہے کہ ہم اس پر مطلق ہیں ہر سہ ہیں کافی التیسیر۔

ثانیاً سوالی کی گمانش ہی نہیں، کیونکہ اس سوالی کا وارد ہزار اس پر ہے کہ بہا مستحککہ کہ حدث میں مخرج کر دیا گیا ہے اور مارا نکہ بات یہ نہیں ہے بلکہ نجاست حکم میں ماصی بھی شامل ہیں اس پر نصوص گزشتہ ہیں اور پہلا پانی جس طرح حدث کو زائل کرتا ہے بشرط نیست گناہوں کو بھی دھو داتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ گناہوں کو کلیتہً دھو داتا ہے ورنہ تو وضو ہی کافی ہو جاتا تو بہ کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور ہزار جا گناہوں کے بعد ایک ہی مرتبہ وضو کرینا تو تمام گناہ معاف ہو جاسکتے اور وہ اس طرح ہو جاتا گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہے اور یہ چیز قطعاً باطل ہے تو یہ وہ نجاست حکم ہے جو مکلفین میں طہارت حاصل کرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، تو اب سوالی کیسے پیدا ہو سکتا ہے، بلکہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مکروہات بھی پانی کو متغیر کرتے ہیں تو یہ بلند اور اعم ہے۔ رہے انبیاء عظیم اسلام جو معصوم ہیں تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے

کما فی الصلّٰیۃ و غیرہا مع ضمیمہ موجود ذکرہا
فی البحر عن العلامة الشہیدی لیس فی مجلہ عمد
لعم یعتمد مستعملا فی حقہم شرعا فلا یرد علی
المحد نقص کہ اعتبار فضلا تہم مواتق لاعتقاد
مرافقہ شہد و مراۃ مکاتہم صلوات اللہ
تعالیٰ و سلامہ علیہم۔

وسلم کے مستقل پانی کی طہارت پر اس امر سے استدلال کیا ہے کہ آپ کے اصحاب نے اُس پانی کی طرف سبقت کی
اور اس کا پانی چھروں پر ملا، جیسا کہ حنا یہ ویز میں ہے، اور جو صحیفہ ہے وہ وہاں تحریریں مدبر ہندی سے
صلی کی گئی ہیں، میر سے نزدیک وہ برعل نہیں، ہاں ان کے حق میں شرعی مستقل ہو گا، تو اس سے ما، مستقل کی حد پر
نقص وارد نہ ہو گا، اسی طرح ان کے فضلات کو تراقی و خیر میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان کی شان بہت عظیم ہے
اور ان کا مقام بہت ستم ہے صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم۔ (ت)

تنبیہ اختصار فی الحدیث الاصح
ہل یحل کلا کبر بظاہر البدن کلا وانما
جعل الشریع الوضوء مراۃ لہ تحویلا ام لا الا
بالامضاء الامریۃ ویستثنی حلیۃ الخلاف فیہ
اذ اخیل المحدث یحذف فی صیر السماء
مستعملا علی الاول دون الثانی وبالعدم
جزم فی کثیر من الستاد اوکات و لعم فی
الخلاصۃ امہ الاصح مکان ترجیح المقول
الثانی ولذا احرلنا علیہ و فی المنہ عن النہی
وکان الراجع هو الثانی ولد الی یصر السام
مستعملا بخلافہ علی الاول آہ والظاہر
ان کای مشد دقا فیعلی ترمذ فی ترجیحہ۔

تنبیہ حدیث اصغر کی بہت اختلاف ہے کہ آیا
وہ صحیح تام۔ یا میں حدیث اکبر کی طرح موقوف کرتا ہے، وہ
تسارع نے وضو کو اس لیے رفع تخفیف قرار دیا ہے یا
نہیں؟ ہاں احضار البدن میں ایسا ہے اور اسی پر
یہ اختلاف مبنی ہے کہ جب وضو شخص نے اگر پہلے رکے
مثل کہ، حدیث تو پہلے قول پر پانی مستقل ہو جائے گا دوسرے
قول پر نہ ہو گا، اور مستقل نہ ہونے پر بہت سی متداول
کتاب میں اعتماد کیا گیا ہے اور خلاصہ میں تقریب کی ہے
کہ یہی اصح ہے کہ یہ قول ثانی کی ترجیح ہے، اسی لیے
ہم خلاصہ میں پر اعتماد کیا ہے اور فتح میں نہیں ہے کہ
راجح دوسرے ہے اور اسی لیے پانی مستقل نہ ہو گا، اس کے
برعکس پہلی حدیث میں امہ اور ظاہر ہے کہ کانت مشد ہے

اقول وقد یجوز ان یقول قائل ربما
 یشهد للذول اولا حدیث دا تطهر احدکم
 فذکر اسم الله علیہ فانه یطهر حسده کله فان
 لم یدکر اسم الله تعالی علی طهوره لم یطهر
 الامام علیہ السلام واما الدام قطی والبیہقی
 فی حسده والشیخاری فی الانقلاب عن عبد الله
 بن مسعود رضی الله تعالی عنہ قال الیہم یقول
 بعد ما سألہ بطریق یحیی بن ہاشم السمسار ثنا
 الاحمشی عن شقیق بن سلمة عن عبد الله بن
 مسعود رضی الله تعالی عنہ قال سمعت رسول
 الله صلی الله تعالی علیہ وسلم یقول فذکرہ
 حدیث اصعب لا اخلو دواء عن الاحمشی غیر
 یحیی بن ہاشم وهو متروک حدیث درہ
 ابن عدی بالوصف وکذبہ ابن معین و
 صالح جررة وقال ثبت فی متروک ویداعہ
 المحقق فی المتحرجین کلامہ علی وجوب
 التسمية فی الوضوء تعالی البیہقی۔

محقق نے فتح میں بیان کیا، یہ اس کو تو پر ہے جہاں دشمنوں نے وضو میں بسم کے جوڑ کر کیا، بہت سی کتابت میں۔
 اقول بل لہ طرفی ترفعہ عن الوضوء
 فقد رواہ الدام قطی والبیہقی ایضا عن
 ابن مسعود واما ابو الشیخ عن ابی ہریرۃ رضی
 الله تعالی عنہم ولفظہ عن النبی صلی الله تعالی

قاسی سے اس کی ترویج میں تردد پیدا ہوگا، میں
 کہتا ہوں یہ بھی جائز ہے کہ کوئی کلمہ والا کلمے کو پہلے قول
 کی دیں یہ حدیث ہے کہ جب تم میں سے کوئی پاکی
 حاصل کرے اور اٹھ کا نام لے تو اس کا پورا جسم
 پاک ہو جائے گا اور اگر اٹھ کا نام نہ لے تو صرف وہی
 عضو پاک ہوگا جس پر پانی گرا ہو روایت کیا ابداً قطی
 اور البیہقی نے اپنی سنن میں اور الشیخاری نے
 القاب میں عبد الله بن مسعود رضی الله عنہ سے بہت سی
 یہ حدیث بسدی کی بن ہاشم السمسار ذکر کی ہے، ہم
 سے اشمس نے شقیق بن سلمہ سے عبد الله بن مسعود
 رضی الله عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے
 رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا، پھر پوری حدیث
 ذکر کی، یہ سب میں نہیں جانتا کہ اس کو
 اشمس سے یحیی بن ہاشم کے غیر نے روایت کیا، اور وہ
 متروک، حدیث ہے، اور اس کو ابن عدی نے دفعاً
 قرار دیا اور ابن معین اور صالح نے اس کی مذہب کی
 اور لسانی نے اس کو متروک کہا اور یہی علت

میں کتابت ہوئی اس حدیث کے بعض طرق
 ایسے ہیں جو اس کی کمزوری کو رفع کرتے ہیں اور قطی
 اور بیہقی نے بھی اس کو ابن عمر سے روایت کیا،
 اور انہی دونوں نے ابداً الشیخ نے ابو ہریرہ سے روایت

کیا، ان کے لفظ یہ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم اللہ کے دھوکے دھری تو اس کا سارا جسم پاک ہوگا اور جس نے وضو کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو صرف وضو کی جگہ ہی پاک ہوگی اس کو بعد از رزق ہے اپنی مصنفت میں حسن، انصافی کوئی سے مرسل روایت کیا، اور وہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں، دہاتے ہیں جس نے وضو کے وقت اللہ کا ذکر کیا اس کا تمام جسم پاک ہو جائے گا اور اگر اللہ کا ذکر نہ کیا تو صرف وہی حصہ پاک ہوگا جس پر پانی گرا ہوگا، اور ابو بکر سے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنفت میں روایت کی کہ بندہ جب وضو کرے تو اس کا سارا جسم پاک ہو جاتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو صرف وہی حصہ پاک ہوتا ہے جس پر پانی پہنچا ہو۔ اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں بحوالہ سے روایت کی کہ جب کوئی شخص پاکی حاصل کرتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کا سارا جسم پاک ہو جاتا ہے اور جب بوقت وضو اللہ کا نام نہیں لیتا ہے تو صرف وضو کی جگہ پاک ہوتی ہے ان تمام طرق کی موجودگی میں مستقلاً کا قول کرنا محال ہے بلکہ ان سے حدیث مرتبہ ضعف سے جملہ ہو جاتی ہے

عبدہ وسبوا من قضا و ذکر اسم اللہ علی وضو شہ
 تطہر جسداً حکمہ و من قضا و لو یذکر اسم
 اللہ علی وضوہ لو ینہض الا وضوہ الوضو
 و روا عبد المراق فی مصنفہ عن الحسن
 الضبی انکولی مرسلایسیدہ الی السی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم من ذکر اللہ عند الوضو
 تطہر جسداً کلا فان لو یذکر اسم اللہ لیس
 یطہر منه الا ما احاط بہ الماء و اخرج ابو بکر
 بن ابی شیبہ فی مصنفہ عن ابی بکر الصدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال اذا قضا الفید فذکر
 اسم اللہ تعالیٰ تطہر جسداً کلا و ابی لو یذکر
 لو ینہض الا ما احاط بہ الماء و روا سعید بن
 منصور فی سننہ عن مکحول قال اذا تطہر
 الرجل و ذکر اسم اللہ تطہر جسداً کلا و اذا لم
 یذکر اسم اللہ حین یتوضا لم یطہر منه الا ما
 اوصی بہ و ہم حدیث الطرق یستجیل الحکم
 بالمستقر طیل ربنا یرفق حین الضعف کما
 ان صرح فی المرقاة لمحدث الدارقطنی ان
 سند حسن و ثانیاً فعل العلامة الریسی
 المحدث بحال الدین عبد اللہ تلمیذ الامام

۲۵/۱	مطبع بیروت	۲۵/۱	لہ سنن، مکرر، التسمیۃ فی الوضو
۲۹۳/۹	مؤسسه الرسالہ بیروت	۲۹۳/۹	لہ کثر العال
۳/۱	ادارۃ القرآن کراچی	۳/۱	لہ مصنف ابن ابی شیبہ فی التسمیۃ فی الوضو
۲۵۴/۹	مؤسسه الرسالہ بیروت	۲۵۴/۹	لہ کثر العال

اور مرقاۃ میں دارقطنی کی روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

ثانیاً دوسرے زبانی محدث جمال الدین عسبد اللہ شاگرد امام زبلی فقیر محمد بن عثمان شارح تفسیر نصیب الراۃ میں لاد صود لیس لودیم اللہ (اس کا دوسرے نہیں پڑا تھا) کا ترجمہ (کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ امام ابن جریر ابو القریظ الحسلی نے ہم پر محبت قائم کرنے کے لیے وہ بسم اللہ کو وضو میں واجب قرار دیتے ہیں فرمایا کہ محدث اس کی حدیث اصغر لاقی بڑا ہو کیونکہ کلام اسی میں ہے اور عند الاطلاق وہی مراد ہوتا ہے، کہا فی الخلیفہ اس کو مصحف کا چہرہ اپنے سینے سے جائز نہیں اور اس کو انہوں نے برقرار رکھا۔

میں کہتا ہوں اس کی تائید فتح میں پھر تحریر میں اور تفسیر ششلی علی التبیان میں سے مجھ سے بعض وضو سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص گئے میں دو مال ڈالے ہو تو وہ اس دو مال سے مصحف کو چھسکتا ہے! میں نے کہا میں اس سلسلہ میں کوئی نقل تو نہیں پاتا ہوں لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اس کے بانک کا رسہ سے مصحف کو پکڑے اور اس کے حرکت دیے سے دوسرے کنارہ حرکت کرے تو جائز نہ ہونا چاہئے اور اگر حرکت نہ کرے تو مس کرنا جائز ہونا چاہئے، کیونکہ پہلی صورت میں وہ اس کو اس کا تابع قرار دیتے ہیں جیسا کہ اس کا بدلہ ہے دوسری صورت میں تابع نہیں کہتے اور کیونکہ محدث سے مراد حدیث اصغر و انھیں ہے، کیونکہ اس

الرابع العقیہ جو والد بن عثمان شارح الکفر فی نصب الراۃ تحت حدیث لاد صود لیس لودیم اللہ قد فی عن الامام ابن الجوزی ابی القریظ الحسلی انہ قال محتجا علینا فی اوجاہ ہمس التسمیۃ للوضوء ان الحدیث ذی بالحدیث الاصغر ادعیہ الکلام ویكون هو المراد عند الاطلاق کما فی الحلیۃ لا یجوز لہ حسب المصحف بعد سترۃ اھ واقرا علیہ۔

دیتے ہیں فرمایا کہ محدث اس کی حدیث اصغر لاقی بڑا ہو کیونکہ کلام اسی میں ہے اور عند الاطلاق وہی مراد ہوتا ہے، کہا فی الخلیفہ اس کو مصحف کا چہرہ اپنے سینے سے جائز نہیں اور اس کو انہوں نے برقرار رکھا۔

قلت ویؤید ما فی القیام ثم البحر وحاشیۃ الشلبی علی التبیان قال فی القیام لاد صود لیس لودیم اللہ المصحف بعد سترۃ اھ واقرا علیہ۔

لو كان هل يجوز من المصحف بعد سترۃ اھ واقرا علیہ۔

هو لا یسہ علی حقیقۃ قلت لا اعلو فیہ منقولاً والدی یظہر اہ ان کان بطرفہ و هو یتحرك یتحرك یتحرك ان لا یجوز وان کان لا یتحرك یتحرك یتحرك ان یجوز لا اعتبار ہما ایا فی الاول تابعاً لہ کبدہ دون الشاق اھ فاقب السرد المحدث بالحدیث الاصغر انہ قد نقل قبلہ باسطرغی الفسادی لایجوز للجب و الحاشیۃ ان ینسب المصحف لکبہا او یسحب ثانیاً لان الثیاب بعدلہ ہما اھ فقر لہ

نصب الراۃ	کتاب الطہارۃ	اسلامیہ ریاض	۴/۱
مکرم الرقی	باب الخیض	سیدہ مکتبی کراچی	۲۰۱/۱
سہ شلبی علی التبیان	باب الخیض	یلاق مصر	۵۸/۱

بعض ثیابہما کان یشمل صندیلًا هو لاجسہ قلہ
یقول لا اهلو فیہ المتقول افیخصی ما نقلہ انما
وہو بصر آئی منہ۔

کچھ ہی پہلے غداوی سے منقول ہوا کہ جنب اور حائض کو
جائز نہیں کہ وہ دونوں مصحف کو اپنی آستین سے یا
پکڑے کے کسی حصہ سے چھوئیں کیونکہ پکڑے منزلہ ان کے
ہرے کے ہیں اور قرآن بعض کپڑوں میں دور و مال بھی آجاتا ہے جس کو وہ پکڑے ہوئے ہو تو پکڑنے کیونکہ لکھے ہیں کہ میں
اس میں کوئی نقل نہیں جانتا کی وہ دیکھتے بھلے اس نقل کو مبطل گئے جو خود ہی انہوں نے پیش کی ہے۔ ت

اقول لکن رأیت فی التبیان قال بعد
قوله منه الحدیث من القرآن وسمع من القراءة
والنس الجلیبة والناس كالخض ما نصه ولا
یحور لہم من المصحف بالثیاب التي یلمسوها
لا یها بمنزلة الهدی ولہذا لو حلعت لا
یجلس علی الارض فیمس علیہا وثیابہ جائزۃ
بہیہ و بینہا و ہوا یسہا یحدث و یوقام فی
صلاة علی الثیابۃ و فی رحلہ فحلان او
جو رہا بان لا تصح صلاتہ بطلان المصحف عنہ
ام فہد، ظاہری رجوع الضیور الی الحدیث
ومن معہ جمیعاً فہذا المقل ولتہ الحمد
وبالجملة المقصود انہ اذا صم صمہ بسا
علی حنفیہ وصدیقہ فکون بہما فذل علی حلول
الحدیث جمیع الیدی ثمر رأیت المسألة
منصوصاً علیہا فی الہدیۃ عن الزاہدی
حدیث قال اختلفوا فی من المصحف بما عدا
اعضاء الطہارة وبما غسل من الاعضاء قل
احکمال الوضوء والسنن احکم

میں کہتا ہوں میں نے تمہیں میں دیکھا ہے کہ
وہ فرماتے ہیں حدیث کی وجہ سے قرآن کو ہاتھ لگانا منع
کیا ہے، اور جہالت کو دفعتاً جس شخص کی طرح پکڑنے
اور ہاتھ لگانے وہ فحش کو منہ کیا ہے، ان کی جہالت یہ
کہ ان کے لیے ان کپڑوں کے ساتھ جو وہ پہنے ہوئے ہیں
قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں کیونکہ وہ پکڑے ہونے پر بدلتا
کے ہیں اور اس لیے اگر کسی شخص نے قسم کی فی کہ وہ
میں نہیں پکڑے گا تب وہ اس طرح مٹا کر اس کے
درمیان پر پکڑے گا لیکن ہوں تو وہ قسم میں حائض
ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص بجا لے گا نہ خواست
پر پکڑا ہو اور اس کے دونوں پروں میں جوڑے یا جڑیں
ہیں تو اس کی غار میں نہ ہوگی، اگر یہ چیزیں جدا ہیں
تو ہوا جائے گی اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضمیر
حدیث کی طرف لڑتی ہے اور اس کی طرف بھی جو حدیث
کے ساتھ ہو، یہ صریح نقل ہے و الحمد للہ، اور
غل صریح کہ جب قرآن کو اس پکڑے کے ساتھ چھوئے
جائز نہیں ہو اس کی گراں اور سینے پر ہے تو خود گراں
اور سینے سے مس کرنا کیسے جائز ہوگا! پس معلوم ہوا

کہ محدث تمام بدن میں سرایت کرتا ہے، پھر میں نے اس مسئلہ کو سیدہ میں ڈا ہدی سے مخصوص دیکھی وہ فرماتے ہیں
اعضاء غبارہ، اور وہ اعضا جو ضرور کی تکمیل سے قبل دھوئے گئے ہوں اُن سے جس مصحف میں اختلاف ہے اُو
منع الصبح ہے اہمیت

وَمَا لَنَا نَقْرُءُ حَمْدَ الْمَرْفَءِ اَمَّا لَا

حدث صغيرا ولا كبيرا الا ما تولد من اكل حتى
القهقهة في الصلاة فان تلك العظلة الشديدة
في عين الحقوة لا تكون الا من شبع اى شبع
اذ الجائع من ياكل يكثر له من فصلا حتى
القهقهة خلعة من كونها في الصلاة ولا
شك ان نعم الاكل يعم البدن وكذا انفع
الجوارح والراحة العاصلة به قد دخل بطا
يولد العظلة وخروج المأوى يحققه وبعده
موت القلب والقلب من ليس فانه المضعة ادا
صلحت صلح الجسد كله واذا افسدت فسد
الجسد كله والماء ينعش ويدهب العظلة
كما هو مشاهد في المفضي عليه.

مثلاً عرفاء کے نزدیک یہ امر مسلم ہے
کہ محدث چھوٹا ہو خواہ بڑا مطلقاً کھانا کھانے ہی سے
پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ نماز میں قنجد بھی کر عین دیر بار
میں ایسی سخت غفلت اُسی سے ہونے لگی جس کا پیٹ
بھرا اور مصابت بھرا ہو کہ بھوک میں تو نفسی سے دست
کھنسا ہی تا وہ ہے ذکر غفلت اور وہ بھی نماز میں اور
شک میں کہ کھانے کا نسخ تمام بدن کو پہنچتا ہے یعنی
فصلہ نکل جانے کی منفعت و راحت بھی سارے بدن
کو ہوتی ہے تو کھانا، مدہ میں جانا غفلت پسند
کرتا ہے اور موزی میں فصلہ کا نکلنا غفلت کو مٹا دیتا
ہو کہ کرتا ہے اور غفلت سے دل کی مرمت ہے اور دل
بدن کا بادشاہ ہے کہ یہی بوٹی درست ہو تو سرا
بدن درست رہے اور بگڑے تو سارا بدن خراب
ہو جائے اور پانی تازگی لاتا اور غفلت دور کرتا ہے جیسا کہ غشی والے کے منہ پر چھڑکنے میں مشاہدہ ہے۔

قلت فلما ان سبب الموت هم البدن
كان ينبغي ان يعلم ايضا سبب الحياة وبه
اقى الشرع في الحديث الاكبر لكن الاخص
يتكرر كثيرا فلو مروا كلها احد ثواب يغتسلوا
لوهم في الحرج والمخرج مد فوج فاقامت الشريعة
السمحة السهلة مقام الفضل قبل الاطراف
اذ من سنة كرمه تعالى ان اذا صلح الاول و
الاخر تمجا وزهت الوسط وجعله معمرا

قویں کہتا ہوں جس طرح موت کا سبب سارا
بدن کو عام ہوا تھا چاہیے تھا کہ حیات کا سبب یعنی
پانی بھی سبب جسم پر پہنچے حدیث اکبر میں تو شرع نے
یہی حکم دیا مگر حدیث اصغر بکثرت مکرر ہوتا ہے تو ہر
حدیث اصغر پر اگر نہ مانے کا حکم ہوتا تو لوگ حرج میں
پڑتے اور اس دین میں حرج نہیں لہذا اس قسم
آسان شریعت نے اطراف بدن کا دھونا قائم مقام
نمانے کے فرمایا کہ اندر عز وجل کی سنت کرم ہے

فیهما ثم کان من الاطراف الراس و غسلہ کل
یوم مرارا ایضا کان یورث البیوس و الباس
قابذ فیہ الغسل بالمسح و حمة من الذی
یقول عن قائل یزید اللہ بکرم الیسر ولا
یزید بکرم العسر فقطیة هذا ان الحدیث ولو
اصغر یحل البدن حمله

(اس تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حدیث خواہ اصغر ہی ہر تمام بدن میں ملوث کرتا ہے۔ ت)

(قول) وبہ تبیین ان ما معہ بہ غیر
واحد من مشایخنا و غیر ہم ان غسل غیر
المصاب فی الحدیث امر تعبدی کما ظہر
الہدایة و غیرہا وقد منا من الکافی و
کذلک الاقتصار علی الامتناع فی الموضو کما
فیہا و فی المحلیہ و غیرہا و بہ قال الامام
الحرمین و اختار الامام عز الدین بہت
عبد السلام کلاهما من المشافعیۃ فان کل ذلک
فی علم الحقین احکام معقرلة المصحف واللہ
علی اعلم قد اقررنا مسئلۃ ظہرت فی وایت
بہا کثیرا تعین لخاصہ و شلی ولا یتخرج التذکر
فیہما بکشمہا۔

اقول فی الجواب عن الاول انفراد
نجاسة الاثر اما لو اسید نجاسة الحدیث
لزم ان من لم یسجد لم یتم طہرہ و هو من مذهب
الطاہریۃ و روایۃ عن الامام احمد رضی اللہ
تعالی عنہ و لم یقل بہ احد من علمائنا و
بقاء نجاسة الاثر فیہا عند الأعضاء الطہریہ

کہ سبب اولی و آخر تنجیس ہوتے ہیں تو بیچ میں جو نقصان
ہو اس سے درگزر فرماتا ہے اب اطراف بدن میں
سبھی تھا اور اسے ہر روز چند بار دھونا بھی بیمار کرتا
مشقت میں ڈالنا لہذا اس کو درجہ کے عوض مسیح
مقرر فرمادیا، رحمت سما کی جو فرماتا ہے کہ اللہ تمہارے
ساتھ آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا۔

میں کہتا ہوں اس سے یہ بھی معلوم ہو کہ چارہ
مشایخ کا یہ فرمان کہ ان اعضاء کو دھونا بھی کو حدیث
نہیں پہنچا ہے محض امر تعبدی ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ
میں ہے اور سمجھنے کافی سے بھی نقل کیا ہے، اور اسی طرح
اصغر پر پابندی تھا جیسا کہ ہدایہ اور علیہ وغیرہ میں ہے
اور یہی امام الحرمین کا قول ہے اور امام عز الدین بن
جدہ السلام نے اس کو اختیار کیا ہے یہ دونوں شافعی
علماء ہیں کیونکہ یہ تمام حقائق کے معقول احکام ہیں اللہ تعالیٰ
اعلم یہ ان سوالوں کی تقریر ہے جو مجھے مشکفت ہوئے
میں نے ان پر اس بچے گفتگو کی ہے کہ کہیں مجھ جیسے
خاصہ کو یہ سرپیش نہ آجائیں اور وہ مشکل میں مبتلا
نہ ہو جائے۔ ت)

اب میں پہلے کے جواب میں کہتا ہوں کہ جس سے
مراوگنا ہوں کی نجاست ہے کیونکہ اگر حدیث کی نجاست کا
ارادہ کیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ جو بسیم اللہ نہ کرے اس
کی طہارت مکمل نہ ہوگی، اور یہ ظاہر کا مذہب ہے،
اور امام احمد کی ایک روایت ہے اور ہمارے علماء
میں سے کسی کا قول نہیں، اور اعضا طہارت کے علاوہ

باقی اعضائیں گناہوں کی نجاست کا باقی رہنا ، بلکہ
اعتناء طہارت میں بھی جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا صحت
طہارت کے منافی ہے اور نہ ادائیگی نماز کے ، اور سی
سے ظاہر ہو گیا جواب اس استدلال سے جو ابوالفرج
نے حدیث سے کیا ہے ۔

اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا منہ
کرنا دوسرے معنی کے اعتبار سے بوجہ تخریجی ہے
اور تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے اس کو پاک لوگ
ہی چھوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
”قرآن کو پاک ہی چھوئے“ اور نمٹ اس وقت تک
پاک نہ ہو گا جب تک ایکٹ لمو“ بھی باقی رہے
خواہ کتنا ہی ضعیف کیوں نہ ہو ، ترجمہ کرنے کی ممانعت
نا مطلوبہ یہ ہے کہ کلمہ نجاست حکم کے ساتھ طوط
ہے ، یہ نہیں کہ اس کا کوئی خاص عضو اس میں طوط
ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کو محض دھسنے ہوئے ہاتھ
سے چھونا جائز نہیں تا وقتیکہ وضو مکمل نہ ہو ، یہی
وجہ ہے کہ فقہائے اہل سنت سے قرآن چھونے کو
منع کیا ہے جو کپڑے میں پٹا ہوا ہو خواہ اس پر نہ حقیقی
نجاست ہو اور نہ علی ، ممانعت اس لیے ہے کہ وہ
تجدید کی ذات کے تابع ہے تو نفس بدن سے
چھونے کی ممانعت بدرجہ اولیٰ ہوگی ، اور اس میں
حدیث نے حلال نہ کیا ہو ، یہ اصح کے مطابق ہے اور
جو حضرات منہ معنی اول میں قرار دیتے ہیں ، یعنی
ممسوس بر کے ساتھ نجاست حکم کا قائم ہونا ، تو مسئلہ
اصلہ ممنوع ہے ، بلکہ اُس کے مس کے ہوا کے قائل ہیں

وفیہا ایضا كما قد صلاينا في صحة الطهارة
الصلاة وبه ظهري الجواب عن استدلال ابی
الفرج بالحديث وعن الثاني انه المنع للحديث
بالمعنى الثاني الغير المتجري لقوله تعالى
لا يمسها ولا المظهر دون وقوله صلى الله تعالى
عليه وسلم لا يمس القرآن الا طاهر وهو
لا يكون طاهرا اما بقية لعمدة وان لم تحت
قسم المس اما يقتضي تلبيس المكلف بحسنة
حكمية لا تلبيس خصوص العصور الممسوس
به الا ترى انه لا يجوز منه بيد قد غسلها
ما لم يستكمل الوضوء الا ترى اهم مع المس
بما عليه من الثياب ولا نجاسة فيها حقيقة
ولا حكمية اما المنع لامهات لم يرد شخص محدث
فلان يتم لمس بدنه او احدى ارجائه او
يحدث المحدث هذا حل الاصم اما حل قول من
يقول ان المنع للمعنى الاول ابي اقيام الی صفة
الحكمية بالمسوس به فالسألة مسوعة من
مأسا بل هو قائل بجواز منه تغير اعضاء
الظهار كما صرح المهدية وان ضم المس ثيابا
میشوب تايم لما فيه الحديث كما لم يرد لفضل
لا مطلقا كما لا يخفى وعن الثالث لعمدة ذلك
تخصیص من مكره من جهة نكته يحتل جميع
الاول ان يعتبر المشرع حلول الحدث معطل
البدن ثم يجعل تطهيرا لاصداد الاربعه تطهيرا
لكل والثاني ان الشايع لما في أي فيه المخرج

اسقط اعتباراً بالاقبال الاخصاء الاسرى بعة و بكل
 منهما بطريق الشروع فنظير الاول التيمم
 جعل فيه مسحة عصرون مظهر للاسرى بعة
 بالاتفاق ونظير الثاني العين كان في عملها
 مخرج فلم يجعلها الشروع لمحل حلول حدث أصلاً
 لانه محل وسقط العمل لمخرج فلو غسل جيبه
 لا يصير الماء مستعملًا بالموافق و عند الاحتول
 ينقطع الاستدلال من اقول لو تأملت لم تحت
 الثاني اذ عند مراعاة اعتبار الاولى من الاعتبار
 ثم الاخذ بالثاني والقياس على العين بجاء مخرج
 واصح من جيب بخلاب التيمم فان غسل
 الواجب ثم الوضوء والتيمم خلف ولم يزعم
 ههنا احد ان اصل الواجب في حدث غسل
 العمل والوضوء خلف بل لم يقل احد ان
 العمل عزيمته والوضوء بخصه وهو كلام سادتنا
 لرفاء نكرام الله تعالى علينا بركا تهم
 في الدارين من آياتهم يا احدون العسهم
 في كل تقير وقطير بالعرض ولا يرضون
 لهم لتبرل الى الرخص ثم لم يحد عن احد
 منهم انه الرخص نفسه العمل عند كل حدث
 مكان الوضوء ولم الرخصة الا ان احد لكاتب
 متعسف مشدد منقطعاً فظهر انه من الينا
 الثاني دون الاول على ان ذلك طور اخر
 واد الطور الذي يتكلم فيه الاحكام لا تتل
 عن الحكم لكن لا تدور عليها الا ترى ان من

بلا اعضاء طهارت کے جیسا کہ ہندو سے گرا اور
 اگر کپڑوں کے ساتھ چھوتا جائز نہیں تو اس کپڑے کے
 ساتھ جوتا بج ہو کیونکہ اس میں حدث ہے، جیسے
 آستین یا تھ کے لیے جو دھانا نہ ہو نہ کہ مطلق
 کما لا یخفی۔

اور تیسرے کا جواب یہ ہے، ہاں یہ تمہاری
 رب کی طرف سے تعینت ہے اور رکت ہے لیکن اس
 میں دو جہیں میں پہلی تو یہ کہ شرع تمام بدن میں حدث
 کے حلول کا اعتبار کرتی ہے اور پھر چار اعضاء کی
 نظیر کے بعد کل بدن کی طہارت کا حکم کرتی ہے اور
 دوسرے یہ کہ شارع نے جب اس میں حرج دیکھا
 تو اس کے اعتبار کو ساقط کر دیا صرف اعضاء اربعہ
 پر نہ ہوتا ہے اور نہ اس سے ہر ایک کی نظیر شروع
 میں موجود ہے، پہلے کی نظیر تيمم ہے اس میں دو اعضاء
 کے مسح کرنے کو چاروں اعضاء کی پاکی قرار دیا ہے
 اور دوسرے کی نظیر آنکھ ہے کہ اس کے دھو لینے
 حرج تھا تو شریعت نے اس میں حدث کا حلول
 نہیں دیا، یہ نہیں کہ حدث حلول کر گیا ہو اور پھر
 حرج کی وجہ سے دھونا ساقط کر دیا گیا ہو، اب اگر
 کسی نے اپنی دونوں آنکھیں دھوئیں تو پانی بالاتفاق
 مستعمل نہ ہوگا، اور جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال
 ختم ہو جاتا ہے، بلکہ میں کہتا ہوں اگر آپ تامل کریں
 تو دوسرے کو ترجیح ہے کیونکہ اعتبار نہ کرنا اعتبار کرنے
 سے اولیٰ ہے کہ پہلے اعتبار کیا جائے پھر اس کو باطل
 کیا جائے، اور آنکھ پر قیاس کرنا حرج کی علت سے

واضح اور صحیح ہے بخلاف فقہیم کے کہ کوئیکہ وہاں اصالت پر چیر
واجب ہے وہ وضو ہے درحکم غلط ہے، اور یہاں
کسی نے گمان نہیں کیا کہ مرشد میں اصالت واجب غسل
ہے اور وضو غلط ہے، بلکہ کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ غسل
عزیز ہے اور وضو رخصت ہے، حالانکہ ہمارے یہ
بزرگ، اللہ ان کی برکتیں ہم پر نازل کرے، باریک بینی
چیز کا اعتبار کرتے ہیں اور کسی قسم کی رخصت پر تیار نہیں
ہوتے، پھر ان میں سے کسی سے مقول نہیں کہ کھانے
وضو کے غسل کرتا ہو اور اگر آپ کو فی ایسا کرے

شتمل فی لہوہ و لعب و مزاج و قہقہة خسار
الصلاة فلا شك انه خاف في تلك الساعات من
مر به عز وجل لا سيما بعدى قهقهة في صلاة
الجنائزة مع الداء في ذكرى الموت شغلا شاحلا ولم
يجعل الشئ شيئا من ذلك حدثا وكن السوء
يجعل الاكل وهو الاصل وكالاتوم السدى
هو، ثم الموت حاله ليلين خروج شئ يات لہو
يكن حثلكما فعلى اتبج حار حار حار و صححو
كما لو اقتصوا في حببهم، اللہ تعالیٰ اعلم بالحکامہ۔

تو وہ اتہار درجہ کا تشدد ہو گا تو معلوم ہوا کہ وہ دوسرے باب سے ہے نہ کہ پہلے باب سے۔

علامہ، زید یہ ہماری محنت کو ایک نیا لہاز ہے، اور احکام حکمتوں سے خالی نہیں ہوتے، لیکن
اُن پر ارادہ نہیں ہوتا، مثلاً کوئی شخص لہو، لعب، مزاج اور قہقہوں میں بیزن نماز مصروف ہے تو بلاشبہ ان
فحاشات میں وہ اپنے صہب سے نائل سے ناصح طور پر تہہ خانہ و بار بار میں، حالانکہ موت انسان کو
ہر چیز سے مرز کر اتر کی طرف متوجہ کر دیتی ہے، مگر شرج نے ان اشیاء میں سے کسی چیز کو بھی حدت قرار نہیں
دیا ہے، اور اس طرح کھانے کو، جو اصل ہے، اور خیزہ کو جو موت کی نظیر ہے تا وقتیکہ اُس شخص کو یہ ظن نہ ہو جائے
کہ کوئی چیز خارج ہوئی ہے، مثلاً یہ کہ ہم کریمیں میٹھا یا لٹا تھا، تو ہم پر لازم ہے کہ جس چیز کو فحشاً نے راج قرار
دیا اور صحیح قرار دیا ہے ہم اس کی بالکل اسی طرح پیروی کریں جیسے اگر وہ حضرات اپنی رہائی میں ہمیں فتویٰ دیتے۔

تبلیغیہ یہ امر معلوم ہے کہ قرآن کی اور انیسویں،
رفع حدت، استعاضہ فرض، نہایت عکس کا زار وغیرہ
جو تعبیر بھی آپ کریں یہ مفروض مسیح کو مطاعا مث مل ہے
اور سنن کو بشرط نیت، لہذا لازم ہے کہ تری سرحد
ممنوع ہے، اپنی سے یا لال سے جدا ہونے کی مستقل
ہو جائے، اور اسی لیے ہم نے اس پر اکتفا دیا، اور
مسح کے عام ہونے کی تصریح کی، لیکن امام فقیر انفس
نے فائز میں فرمایا اگر بے وضو نے اپنا سر مسح کے لیے

تبلیغیہ معلوم ان اقاحہ قرآن اور حد
حدت آدم اسقاط فرض او ائالة نجا حاکمیت
بایا حدت کل ذلك فشمع المسح المخصوص
مطلقا و السنن لشروط الیة یجب ان
تصیر الیة مستعلة اذا انفصلت من رأس
او حاف او خیرة او ادن مثلاً لہا احوالنا علیہ
و صریحا بعمومہ المسح لکن قال الکام
فقیہ النفس فی الخیرة لو ادخل الصحن

مرأسه في الأندلس يريد منه الصبح لا يصير الماء مستعملًا في قول أبي يوسف رحمه الله تعالى قال إنما يقتبس الماء في حكي شق بفضل إماما يصحح فلا يصير الماء مستعملًا وإن زاد فيه الصبح وقال محمد رحمه الله تعالى إذا كان غلة راحية جاز فحسبها في الماء لو خسر رأسه في الأندلس لا يجوز و يصير الماء مستعملًا وهو قد تقدم قول أبي يوسف رحمه الله تعالى فكان هو المعتقد كما لا شهر كما اتفاد في خطبته فكان هو المعتقد كما في طروش بل صححوه ابن محمد إليه مع ذلك يوسف رحمه الله تعالى في خلافت قال في البحر لو أدخل رأسه الأندلس أو حقه أو جعته وهو محمد ث قال أبو يوسف رحمه الله تعالى يخرجه الصبح ولا يصير الماء مستعملًا سواء شرب أو لم يشرب وقال محمد رحمه الله تعالى انت لم يشرب حرقه ولا يصير مستعملًا وإن فوى الصبح اختلف المشايخ على قوله قال بعضهم لا يخرجه و يصير الماء مستعملًا والصحيح أنه يحوسر ولا يصير الماء مستعملًا كذا في الهدا لم فطر بهذا ابن ماقى الجعته.

(قلت أي والتمانية والصحة وغيرها)

من الخلاف في هذه المسألة على خير الصحيح

برتن میں ڈبو دیا تو ابو یوسف کے قول کے مطابق پانی مستقل نہ ہوگا، کیونکہ وہ فرماتے ہیں پانی اس چیز سے جس ہوگا جو صحتی جاتی ہے اور جو مسح ہے اُس سے نہیں خواہ اُس سے مسح کا ارادہ ہی کیا ہو، اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر کسی کے ہاتھوں پر پٹیاں ہوں اور اس نے وہ پانی میں ڈبوئیے یا اپنا سر پانی میں ڈبو دیا تو حاکم نہیں اور پانی مستقل ہوگا اور ابو یوسف کے قول کو مقدم کیا گیا ہے وہی ظاہر و مشہور ہے جیسا کہ اہل علموں نے اپنے خبر میں فرمایا تو وہی قابل اعتماد ہوگا، جیسا کہ "و" میں ہے بلکہ فقہانے اس امر کو صحیح قرار دیا ہے کہ اس میں امام محمد ابو یوسف کے ساتھ ہیں، تو کوئی اختلاف باقی نہ رہا۔ جو میں فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنا سر در پانی نہ ڈوبا، جس کی حالت میں برتن میں ڈبو دیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا مسح ہو جائیگا اور پانی مستقل نہ ہوگا خواہ مسح کی نیت کی ہو یا نہ، امام محمد نے فرمایا اگر نیت میں کی تو مسح ہو جائیگا اور پانی مستقل نہ ہوگا اگر نیت کی تو ای کے قول پر اس میں مشایخ کا اختلاف ہے، بعضے کہتے ہیں اس کو کافی نہ ہوگا اور پانی مستقل ہو جائے گا، وہ صحیح ہے کہ جائز ہے اور پانی مستقل نہ ہوگا کذا فی ابدائع تو اس سے معلوم ہوا کہ جمع میں جو اختلاف ہے۔ (ت) (میں کہتا ہوں غائیر اور کتب وغیرہ میں بھی) جو اختلاف بیان کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں، صحیح یہ ہے

لورانی کتب خانہ پشاور ۱۵/۱

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۵/۱

سہ فہامی غائب علی الحدید باب الماء المستعمل

سہ بحر الرائق کتاب الطہارت

بل الصبیح ان لا خلاف وعلم ايضا انه لا فرق
بين الرأس والحلق والجبهة خلافا لما ذكره
ابن الملك أنه واختصره في الدر فقال لو يصير
الماء مستعملا وان نرى اتفاقا على الصبيحة
اقول ولا يهدونك هذا خيس معناه
ان المسح لا يفيد الاستحالة كيف وكلامهم
طريق اسبابه مطلق نعم الفصل والمسح ثم المسألة
عينة منصرفة على ما ان الكبراء منهم فقيها
المسح او يقول قرضا ثم مسح الحلق ببله بقوت ط
كفه بعد الفصل جازا ولو مسح برأسه ثم مسح الحلق
ببله بقیت علی الکف بعد المسح لا يجرز لانه
مسح الحلق ببله مستعمله بخلاف الاول انه
اقرب الى العتق وغیرہ فی العتق بعد لا سبب
فی مسح الرأس سنة وصورة ذلك ان يضم اصابع
يديه على مقدم راسه وكفيه على فريجه ويمدهما
الى قده فيحترق اشار بعضهم الى طريق اخر احتراز
عن استعمال الماء المستعمل الا ان ذلك
لا يمكن الا بكلفة ومشقة فيحترق الاول ولا
يصير الماء مستعملا ضرورة اقامة السنة اه
اي لما علم ان الماء عا دام على العصور لا
يصير مستعملا وفي العتق من مسح الرأس
لو مسح باصبع واحد مده قدرا العرف

کر اختلاف نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سر موزے اور
پٹی میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ ابن الملك نے ذکر کیا
اھ اور اسی کو ذکر میں مختص کیا، فرمایا پانی مستعمل نہ ہوگا
خواہ نیت کی ہر، یہ متفق علیہ ہے صحیح قول پر اہت
اقول یہ چیز کوئی قابل تعجب نہیں، اس کا یہ معنی
نہیں کہ مسح سے استعمال نہیں ہوتا، حالانکہ تمام فقہاء کا
کلام اسباب استعمال کے سلسلہ میں عام ہے اس میں
فصل اور مسح دونوں شامل ہیں، اور پھر اگر برملا نے
مسح کی مراعت بھی کی ہے، مثلاً فقیر النفس فائے ہیں
کسی شخص نے وضو کیا پھر ہاتھ دھوئے کے بعد جوتری
باقی رہ گئی تھی اس سے منہ پر مسح کر لیا تو جائز ہے اور
اگر سر پر مسح کیا اھ مسح کے بعد ہاتھ پر جوتری رہ گئی تھی اس
سے سر پر مسح کرنا تو جائز نہیں کیونکہ اس نے مستعمل
تری سے موزے پر مسح کیا ہے بخلاف اول کے اھ صحیح
خانیہ میں بھی کہ برقرار رکھا، پھر استیساہ مسح میں سنت
ہے، اور استیساہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی انگلیاں مٹکے
پر رکھے اور پٹیلیاں کیٹیوں پر اور گدی کی طرف کھینچ کر
لے جائے تو جائز ہے، اور بعض دوسرے فقہاء نے اور
طریقہ بتایا کہ مستعمل پانی کے استعمال سے بچا جاسکے، اگر
اس میں بہت تکلف اور مشقت ہے، تو پہل ضرورت
جائز ہے اور پانی مستعمل نہ ہوگا اگر سنت ادا ہو سکے
یعنی جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ پانی حب تک عضو پر باقی

سید محمد علی گرامی

کتاب الطہارت

جلد دوم، باب الاوضاء، ۱۹/۱

سید خانیہ علی الدینیت

مصلحت الاوضاء

سید محمد علی گرامی

کتاب الطہارت

جلد دوم، باب الاوضاء، ۱۹/۱

سید خانیہ علی الدینیت

مصلحت الاوضاء

سید محمد علی گرامی

کتاب الطہارت

جلد دوم، باب الاوضاء، ۱۹/۱

سید خانیہ علی الدینیت

مصلحت الاوضاء

جانر عند شرف و حمل لا يجوز و حمل و باء الہلۃ
صارت مستعانة و هو مشكل بان الماء لا يصير
مستعلا قبل الانفصال و ما قبل الانفصال ثبوت
الاستعمال بعين البدق فانك ستقف في المقبول
لمخرج الاسرام بالزام اصابة كل جزء باسالة عير
الصال منب الحرة الاخر و لا يخرج في المسح
لانه يحصل بمجرد الاصابة حتى يده على اصل
و دم بانه ما قص له اعلل به لاقى يوسف و حمدا
انك تن في في مسألة ادخال الرأس الاناء و انت
الماء ظهور عند فقا و الماء حصل بالاصابة
و الماء انما ياخذ حكم الاستعمال بعد الانفصال
و المصاب به لم يزيل العوض حتى عدل لعوض
التاخرين الى استعيل ملو و الانفصال مسألة
الاصبع بواسطة المد فيصير مستعنا بدنته
و بالجملة ما تقول في الباب كثيرة شيعة و قد
انكتب شهيرة و انت كان العبد في مسألة
الاصبع انما ث خزيمة عيسى و جه مسألة الاناء
ما يتوهم بل نقلنا انما عن المصنف و قد ذكره
في موضع اخر بقوله انت الماء لا يعطى لمحكم
الاستعمال الا بعد الانفصال والذي لاسق الرأس
من اجزائه لصق به فظمه و غيره لم يلاقه
فلم يستعمل كوصفي قوله فيها لا يصير الماء

رہتا ہے مستقل نہیں ہوتا ہے۔

اور قہ میں ہے جس نے سر کا مسح کیا یا اگر پیکنگل سے
مسح کیا کہ اس کو بقدر فرض کھینچا، تو زفر کے نزدیک
جائز ہے اور ہارسے رو یک جائز نہیں، اس کی وجہ یہ
بتائی ہے کہ تری مستقل ہوگئی، مگر اس پر اعتراض یہ ہے
کہ پانی عضو سے جدا ہوئے بغیر مستقل نہیں ہوتا ہے، ایک
قول یہ ہے کہ اصل تری یہی ہے کہ پانی عضو سے لگے ہی مستقل
ہو جائے مگر اعضاء مضبوط ہیں اس کو حرج کی وجہ سے مستبر
نہیں مانا گیا ہے ورنہ تو عضو کے ایک حصہ کا پانی دوسرے
حصہ کو ناپاک کر دیتا اور مسح میں یہ صورت حال نہیں ہے
کیونکہ اس میں بہانہ نہیں ہے محض لگنا ہے تو اس میں
اصل پر اعتبار کیا گیا۔ اس اعتراض کے جواب میں کہا گیا ہے
کہ امام ابو دسقتہ نے سر کو برتن میں داخل کرنے کی بات
پر رشاد فرمادیا ہے یہ تو اس کے بر خلاف ہے کیونکہ
پانی اس کے نزدیک پاک کرنے والا ہے، وہ فرماتے ہیں
پانی لگانے سے مسح تو ہوگا اور چونکہ پانی عضو سے جدا
ہونے کے بعد مستقل ہوتا ہے اور مسح میں جدا نہیں
ہوتا اس لیے مستقل بھی رہے گا حتیٰ کہ بعض متاخرین نے
بجائے اس دلیل کے یہ دلیل اختیار کی ہے کہ انگلی کی
تری اس طرح جدا ہوتی کہ اس کو کھینچا جائے تو اب یہ پانی
مستقل ہو جائے گا اور خلاصہ یہ کہ اس باب میں فقہوں
بہت بروز و میں جو مشہور کتب میں پائی جاتی ہیں اور

مستعملای ما بقی فی الاناء وهو المراد بقول
الحامیة عن الامام ابی یوسف انها یتصل بالماء
فی یحصل لای یسعد ای ما دلالة ما ذهب ال
عادلیة فیہ الفصل دون المسح فزال الوهم و
فیہ العدلی .

تاہیں اٹکی کے مسئلہ پر بڑی گہری بحث رکھتا ہے
برتن کے مسئلہ کی وجہ وہ نہیں جو بعض حضرات کے دہریوں
آئی ہے بلکہ وہ ہے جو ہم نے ابھی فتح سے نقل کی ہے۔ وہ
اسی کہ انہوں نے دوسرے دہریوں پر اس طرح بیان کیا
ہے کہ پانی کو مستعمل ہونے کا یہی وقت ہے کہ جب
وہ عضو سے جدا ہو اور پانی کے جو اجزاء سر سے متصل ہوئے وہ اسی میں چپکے جاتے ہیں اور اس کو پاک کر دیتے ہیں
اور دوسرے علاوہ کسی اور حصے پر نہیں لگتے ہیں تو مستعمل نہ ہوا۔ تو فقہانے جو فرمایا ہے کہ پانی مستعمل نہ ہوگا اس کا
مطلب یہ ہے کہ جب تک برتن میں رہے اور غائیر نے امام ابو یوسف سے جو نقل کیا ہے کہ پانی ان اعضاء میں مستعمل
ہوتا ہے جو دوسرے جاتے ہیں نہ کہ ان میں جو مسح کیے جاتے ہیں۔ تو اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ برتن کا پانی ان اعضاء
کے داخل کرنے کی وجہ سے مستعمل ہوگا جو مفسرین میں ذکر مسجودہ و جم رفع ہوا اور یہی مقصود تھا۔ (ت)

اقول وان كان قد قصروهم الله على هذا
لصق بالبرأس تأمل طاهر وكاف هذا امر مراد
المحقق اذ قال بعد ذكره وجه نظر الله

میں کہتا ہوں فقہانے نے اسے جو دوسرے ساتھ غرض
کر دیا ہے اس میں بظاہر تاقل ہے اور غالباً غرض کی مراد
یہی ہے کہ چونکہ انہوں نے اس کے ذکر کے بعد فرمایا وہ
فیہ نظر۔ (ت)

اقول ویظهر فی ان سبیل المسألة
سبیل الخلاف فی الملق والملاحة وتصحیح هذا
مل تصحیح اوافق یہا رہب یعنی ترجیح
عدم الفرق لان یفرق بین الفضل والفضل یضیئ
کل الماء مستعملاً حکماً یا لا اتفاق بخلاف
الفضل ویحتج بوجه علیستد برواثة فکان
احمد .

میں کہتا ہوں اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حاصل ملنے
والی شے اور جس سے ملی ہے اس میں اختلاف ہے
جی ہے اور اس کی تصحیح بلکہ اس میں اتفاق کی
تصحیح سے عدم فرق کو ترجیح حاصل ہوتی ہے ہاں
اگر غسل اور مسح میں ہی فرق کر لیا جائے تو بات درست ہے
تو اس سے تمام پانی حکماً مستعمل نہ ہوگا بالاتفاق بلکہ
غسل کے اور یہ دلیل کا محتاج ہے فلیستد برواثة تعالیٰ علیہم

تنہیں اعلوان مسألة الاحیاء
المارة تركها المحقق في الفتح غير مبينة
وكرهه ثلث تعليلات وردد الاحیاء فالاولی
التعلیل بالاستعمال وقد علمت مراد وما

تنبیہ، تنگی کا مسئلہ جو مراد اس کو متعلق
نے فتح میں واضح نہیں کیا تہی تعلیلات بیان کیں
اور تینوں کو رد کر دیا، پہلی تعلیل استعمال سے متعلق
ہے اور اس کا رد تم معلوم کر چکے ہو اور اس کی

عدل الیہ بعض المتأخرین لإصلاحه فردہ
والأدلی معاً بان هذا كله ليستلزم انتفاء
الصعبين لا يجوز وقد صرحوا به وكذا الثلاث
على القول بالعدم وهو قول أبي حنيفة
أبي يوسف رحمهما الله تعالى ولكن لم أر في
مد الثلاث إلا الجواز وأما قوله في المهر
بقول البهائم لو وضع ثلثه أصابعه ولو
يصددها من على رواية الثلاث لا المهر ولو
مسح بها منصوبة غير موضوعة ولا صدوق
فلا ملوم لها حتى يلزم التقدير المضمون
بما هو عند علمائنا الثلاث خلافاً للمهر ثم قال
وقد وقفت على القول أي أنه عدم الجواز
قول المتأخرين فكيف يقول المحقق لم أر فيه
إلا الجواز وهو عجيب من مثله كما سجد عليه في
الصحة فإن الظاهر في مدحها للمنصوبة وكلام
الفتن في الموضوعات.

شخص سے بڑے تعجب کی بات ہے، جو میں اسی پر تنبیہ کی ہے کیونکہ مسدھا "میں ہاں کی ضمیر منصوبہ" کے لیے ہے اور فتح کا کلام موضوعہ کے لیے ہے۔ ت

اقولی کا انظر نظرانی ان الصور اربع
ثلاث اصابع موضوعة او منصوبة والعقل
مصدودة اولاً وقد ذكر في البدائم اولاً
صورتی عدم المد ثم قال فلو مدحها فليحسب
الصيراني ثلث اصابع معلقة موضوعة

اصلاح میں بعض متأخرین نے جو فرمایا ہے اس کو اور پہلے
کو ساتھ ہی انہوں نے رد کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس
سے لازم آتا ہے کہ وہ انگلیوں کا کھینچنا جائز نہ ہو، اور
اس کی غمناک تصریح کی ہے اور جو تھائی کے قول پر
تین کا کھینچنا بھی جائز نہ ہو، اور یہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف
کا قول ہے، لیکن میں نے کھینچنے میں مجھے ہوا ہی ملا
اور نہ میں اس پر اعتراض کیا اور بدائع کا یہ قول
ذکر کیا ہے کہ اگر تین انگلیوں رکھیں اور ان کو کھینچنا
نہیں تو میں کی روایت پر جائز ہے کہ جو تھائی کی روایت
پر اور اگر کھڑی انگلیوں سے مس کیا ہی کو نہ کر کہا نہ
کھینچنا تو جائز نہیں، اور اگر اتنا کھینچ کہ فرض مقدار
پر کی ہوگی تو ہمارے تینوں علماء کے نزدیک جائز
نہ ہوگا امام رد کا اس میں اختلاف ہے اور انہوں نے
ردی کہ تینوں پر تلخ برابر ہیں یعنی عدم جواز ہمارے
تینوں ائمہ کا قول ہے، تو محقق کا یہ قول کیونکر درست
ہوگا کہ میں نے صرف جواز ہی دیکھا ہے، اور ان جیسے

میں کتابوں عالمی نہ لے دیکھا کہ صورتیں چار
میں تین انگلیوں رکھی ہوں یا کھڑی اور سب کھینچی
ہوئی یا نہیں، اور بدائع میں پہلے نہ کھینچنے کی دو صورتیں
ذکر کی ہیں، پھر کہا کہ "فلم مدحها" تو اس میں ضمیر
"ثلث اصابع" کی طرف ہونی چاہئے طواذ وہ رکھی

لے فتح القدير كتاب الطهارة نورانی کتب خانہ پشاور ۱۹/۱

لے بدائع الصالح مطلب مسح الرأس ایچ ایم سید کینئ کراچی ۱۵/۱

اد مصبوبة ليستو هب كلامه المصوم لكن الشان
انه مدح ظمير التقل فيضرة احتمال العود الى
المصوبة لاسيما وهي الاقرب وقد كشف المراد
في الحلية حيث قال، فخرج، صم بشلطة
اصابع مصوبة لم يحز ولم يمدحها حتى مبدل
المضروحة لم يحز عند علمائنا الثلثة ولسو
وصها ولم يمدح لم يحز على سوا ية الربيع ذكره
في التحفة والمحيط والبدائع

اور نہ کھینچی تو چٹائی کی روایت پر جائز نہیں، اس کو کھنڈ، محیط اور بدائع میں ذکر کیا ہے اہل
القول، عن ابن عابد بن النبیہ بعض

التأخرين لا اخرج له مصحلا فانه المراد ان
كان الانفصال عن الاصبع فلا يفيد الاستعمال
لانها آلة وانما يفيد الانفصال عن المحل
او عن الرأس كله فظاهر الخط او عن موضع
الذي اصابت به الاصبع او لا مهم ولم يشهد
عنه من كان نظير الماحول عنه للحكم بحصول
الاستعمال مع كون الماء متروكا بعد غسل
ففي المصوب غير متصل عنه وهو باطل لا جرم
ان يصح في الحلاصة ثم البحر في اد اصبع باطلا
اصابع ومدح حتى بعد الممدوح انه يحوش
مراكان الماء متطاولا ولا قالا وهو تصحيح
قال ش قال الشيخ استعماله وسواء في الواحات

ہوں یا کھڑی، تاکہ ان کا کلام تمام صورتوں کا شیعہ
کرسے، لیکن وہ اس کے مدعی ہیں کہ وہ نقل حاصل
کرسے میں کا میا سہ ہوتے ہیں تو ضمیر کے منصوب کی کڑ
لوٹنے کا احتمال اُن کے لیے مضر ہوگا ورنہ پھر وہ اقرب
بھی ہے، اور علیہ میں مراد واضح کی ہے فرمایا۔ فخرج
۔ اگر کسی نے تین کھڑی انگلیوں سے مس کی تو جائز نہیں
اور اگر ان کو اتنا کھینچا کہ دس مقدار کو پہنچا دیا تو جائز
تینوں میا کے رو یک جائز نہیں اور اگر انگلیوں کو رکھا
اور نہ کھینچی تو چٹائی کی روایت پر جائز نہیں، اس کو کھنڈ، محیط اور بدائع میں ذکر کیا ہے اہل

میں کتا بنوں بعض متاخرین نے جس کی طرف
مدل کیا ہے میں اس کا کوئی فیہ نہیں کر سکتا
ہوں کیونکہ اگر ان کی مراد انگلی سے جدا ہونا ہے تو استعمال
کا وہ نہ ہوگا کیونکہ وہ تو کہ ہے اس کو تو عمل سے
جدا ہونا یا کل سر سے جدا ہونا مفید ہے، تو یہ ظاہر
فلا ہے یا اس کی جگہ سے جہاں انگلی لگی ہے یا نہیں
تو ہاں، مگر اس سے کچھ نہ ہیں بلکہ یہ نظیر ہوگا
اس چیز کی جس سے مدول کیا ہے تاکہ استعمال کے
حصول کا حکم ہو حالانکہ پانی متروک ہے مضر پر اس سے
جدا نہیں، اور وہ باطل ہے، یہ مختصر و مجرب مراد
ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی انگلیوں کے کناروں سے
مس کیا اور ان کو کھینچا یہاں تک کہ فرض کے مقام
کو پہنچا تو یہ جائز ہے خواہ پانی ٹپکے یا نہ ٹپکے اُن دنوں

سے ہائے ضمانت مطلب مس الرأس مسیحہ کینی کراچی ۵/۱
سے بحر الرائق کتاب الطہارت مسیحہ کینی کراچی ۱۵/۱

والفیض لکھائی علی خلاف ما فی المجلداتہ انما
یجوز اذا کان متصفاً بالانحاء یعنی
اصابعہ الی اطرافها فہذا کاخذ جدیداً

کیونکہ پانی اس کی انگلیوں کے کناروں تک پہنچ سکتے گا تو اس کا کھینچنا گریبا پانی لینے کے مترادف ہے۔
والثانی ما اختار شمس الاثنتہ اثنتہ

المنع فی حد الاصل والاثنتین غیر معطل
باستعمال البلة بل لیل انہ لو صعد ما صعد

فی تسلیم لایحوز مع عدم شئ یصیر مستعملاً
تخصیصاً اذا تیسر علی المحصر الفصل ہی الوجہ

انما مامور وہا بالیسر بالیل والاصبعان لاقبی
یذا بعلافت الثلاث لایہ اکثر ما هو الاصل فیہ

اگر ان کی بالیل وہی اصابع و لہذا یہ جب قطعاً
اس ش الید کا علاوہ نہ ہو سچق حد مستحب نہ

ہا نہ یعنی تعیین اصابع بالیل وہو منقذ
مسألة المطر وقد یدفع بان المراد تعیینہا

او ما یقوم مقامہا من الکالات عند قصد
الاستقاط بان فعل اختیاراً غیر لازم مد کون

تعد الاثنتہ قدر ثلاث اصابع حتی لو کان عوداً
لا یسد ذلک المقدم قلنا لعدم جوارحہ

کی تعیین سے یا جو اس کے قائم مقام ہو، کوئی بھی آلہ ہو، جبکہ اختیاری فعل سے استقاط مطلوب ہو، البتہ یہ
ضروری ہے کہ وہی آلہ جو تین انگلیوں کی مقدار میں ہو یہاں تک کہ اگر کسی نے ایسی ٹکڑی پھیری جو اس مقدار

کی نہ تھی تو جائز نہ ہوگا۔

نے کہا کہ ہی صحیح ہے، سن نے فرمایا شیخ اسمعیل نے

فرمایا نیز واقعات اور قیاس میں ہے اور یعنی محیط کے

پر عکس کہ یہ اس وقت جائز ہے جبکہ پانی ٹپک رہا ہو

اور دوسرا وہ ہے جو شمس الاثر نے اختیار کیا

ہے کہ ایک یا دو انگلیوں کے کھینچنے کی عانت تری کے

استمال کی وجہ سے نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے

کہ اگر اس نے وہ انگلیوں کی تم میں مس کیا تو یہ جائز

نہیں ملتا کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو مستعمل ہر غرضاً

جب پکڑنے پر تم کیا، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ

بیس ہاتھ سے مس کا حکم دیا گیا ہے اور وہ انگلیوں کا ہتھ

نہیں کہا جاتا ہے بکلام تین انگلیوں کے کیونکہ یہ

سن نے میں ہر اصل سے اس کا اکثر حصہ ہیں نہ

یہی ہاتھ اور وہ انگلیاں ہیں اور اسی لیے تین انگلیوں

کے کاٹنے پر چور سے ہاتھ کی دہشت لازم ہوتی ہے

اور جمع سے اس کو پسند کرنے کے بعد رد کر دیا کیونکہ

اس کا تعاضل ہے کہ ہاتھ کا لگانا ہی ضروری ہے

حالاںکہ بارش کے مسئلہ کی وجہ سے ایسا نہیں ہے اس کی

ایک جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ دراصل مرد ہاتھ

کی تعیین سے یا جو اس کے قائم مقام ہو، کوئی بھی آلہ ہو، جبکہ اختیاری فعل سے استقاط مطلوب ہو، البتہ یہ

ضروری ہے کہ وہی آلہ جو تین انگلیوں کی مقدار میں ہو یہاں تک کہ اگر کسی نے ایسی ٹکڑی پھیری جو اس مقدار

کی نہ تھی تو جائز نہ ہوگا۔

لے رد اختیار کتاب الطہارت الباب فی مصر ۴۵/۱

مے فتح القدر ۱۶/۱ نورہ رضویہ مکر

مے فیضاً ۴۴/۱

مے فیضاً

اقول وحاصله ان الیہ غیر لازمۃ
ولکن اذا وقع بها الحر والیہا ینطلق علیہ
اسمہا وکن نقائل ان یقول اولاً مسألة
المصر تعیدنا ان مقصود المشرع اصابة البطل
القدر والمفروض کیما کان ولا نظر الی
الألة ولا الفعل القصدی اصلاً وقد قرر
مشایخنا ان ذکر الیہ المقدم فی قوله تعالی
واصحووا برؤسکم ای الیہ یکم برؤسکم
لتقذیر المحل دون الألة كما حققه الامام
صدر الشریعة وای الیہ فی والمحقق
نفسه فی الفقه فقلت مل وثانیاً اجماع ان
لوصف باطراف اصابته والماء متقاطر
حار فظهر ان تعیین الألة ملغاة ههنا
سواء ان اقیس علی التیم مع انفارق و
المثلث ما ابداه بقوله قد یقال عدم الجواز
بالاصبع یا علی ان المثلث متلاشی وقصرغ
قبل بلوغ قدر العرض بخلاف الاصبعین
ان الماء ینحمل بین اصبعین مصعومین
فصل سیادة یحتمل الاستداد الی قدر العرض
وهذا مشاهد ومضمون فرحب اثبات المحکم
باختیاره فعلی الاکتفاء بثلاث اصابع یجوز
عدم الاصبعین لان ما علیهما من الماء یحتمل
قدس اصبع وعلی اعتبار الربع لا یجوز لان
ما علیها من الماء لا یصلح علی الظن ایعایه الربع آه

میں کتا ہوں کہ اس کا حاصل یہ نکلا کہ ہاتھ لازم نہیں بلکہ
جب ہاتھ سے مس کرنا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مقدار ہو کہ اس
ہاتھ کا اطلاق ہوتا ہو۔ مگر اس پر مستعد طریقوں سے خبر لے
ہو سکتا ہے، اول بارش کا مسئلہ ہمارے حق میں مفید
ہے کیونکہ مقصود مشروع یہ ہے کہ تری کی ایک معین مقدار
تک پہلے خواہ کسی طرح ہو اس میں نہ قرآن نہ زیر بحث
ہے اور نہ اختیاری فعل، اور ہمارے مشایخ فرماتے ہیں
کہ فرمان الہی "اور مس کر دو سروں کا" اس کا مفہوم
یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کا اپنے سروں سے میں مل مقدار
ہے کہ اگر صدر الشریعہ، ابن الساعاتی اور خود محقق
فتح میں یہی تقریر فرماتی ہے، غور کر۔

دوم فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر کسی
نے انگریز کے پر سے مس کیا اور ان سے پانی ٹپک
رہا تھا تو جائز ہے، تو معلوم ہوا کہ یہاں آلہ کی تعیین
اہم نہیں ہے اور اس کو تیم پر قیاس کرنا قیاس مس
الغایق ہے۔

سوم انھوں نے "عدم الجواز بالاصبع" کہہ کر
جواز قراض کیا ہے سو وہ اس بنا پر ہے کہ تری فرض
مقدار تک پہنچنے سے قبل ختم ہو جاتی ہے لیکن، انگلیاں
اگر ملی ہوں تو ان میں فرض معتد از تک پانی پہنچ
سکتا ہے، اس کا مشاہدہ ہے یا علی غایب ہے، تو
اس پر اعتبار کرتے ہوئے حکم کا لحاظ دینا لازم ہوا تو تین
انگریزوں پر اکتفا کرنا، دو کے پیر لے کر جائز قرار دینا ہے نیز ان دو
درمیان اتنا پانی موجود ہوتا ہے جو مزید ایک انگلی کی مقدار

پہلے کہتا ہے اور چوتھائی سر کے اعتبار پر جائز نہیں کیونکہ جو پانی ان کے درمیان بہتی غالب نہیں کہ وہ چوتھائی کی مقدار کو پورا ہو سکے اور نہ ت

میں کہتا ہوں کہ ان کے کلام کا آخر اس مرکی شہادت دیتا ہے کہ ان کی مراد محتمل الاعتداد الی قدر العرض سے یمن انگلیوں کا پھرنا ہے ، تو بہتر یہ ہے کہ اسی سے تعبیر کی جائے تاکہ وہ ہم رفع ہر جگہ پھر ممتی نے اس کو یہ کہہ کر دفع کیا ہے " مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ انگلیوں سے تنیم جائز نہ ہو اور نہ ت

میں کہتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کوئی چیز ایسی نہیں جو فنا ہو جاتی ہو ، کیونکہ ہر قدر گرد کے نکلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر ہو تو یہ اصناف امر ہے شرعاً اس کی حاجت نہیں ، تو یہ حکماً نہ ہوا ، اور اگر بخار نہ ہو قربات زیادہ ظاہر ہوگی کیونکہ درحقیقت اور حکماً وہ فوں طرح ہی معدوم ہے اور شخص الاثر کے قول مخصوص علی الحجبہ

میں کہتا ہوں اور جو انہوں نے فرمایا اس کی تردید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ تری کا حکم ہو جانا کوئی عمومی امر نہیں ، جیسا کہ خلاف کی تصحیح میں غزالی کہ مسیح انگلیوں کے پوروں کے پھرنے سے بھی پڑائی خواہ ان سے پانی نہ بہتا ہو ، حالانکہ مسند کا حکم مطلق ہے اور میرے لیے ظاہر ہوتا ہے (۱۰۱)

اقول انہو کلامہ یشہد ان مرادہ بقولہ یحتمل الاعتداد الی قدر العرض ہو قدرہ علی القول باجزاء ثلاث حکات الاولی التبعیر بہ دعائہم ثم ان المحقق مرادہ بقولہ الا ان حدہ یعکس علیہ عدم جواز التیمم باصبعین اھ

اقول ای فلیس ثمة شیء یطہرہ یتلشی اذا حاجة الی اثر عبار علی الید فاما کان ففصل غیر منقبت الیہ شریفا حکام معدوما حکما وان لم یکن ر حصر بعدم جعقة وحکما عدل اھلئے قول شمس کا ثمة حصوا اذا تیمم علی الحصر الصلہ فہذا کل ما اودثہ المحقق ولم یحصل اھلئے فیہ فصلا۔

الصلہ " کا یہی مفہوم ہے ، یہ وہ بحث ہے جو محقق نے کی ہے اور اس میں کسی قول فیصل کو ذکر نہ کیا۔ (۱۰۲)

اقول ویرید ایضاً علی ما ابداہ اھ فاما البیل غیر مطرود اما سمعت تصحیحہ الخلاصۃ الجوار فی مدال طرف وامن لم یکن الماء متطافراً مع ان حکم المسألة مطلقاً ینفصل والله تعالی اعلم اما لا مخلص الا ان یقال ان المراد بعدم الاجزاء ما اذا کانت

لے فتح القدیر کتاب الطہارت فوریہ رضویہ سکھر ۱۴/۱
لے خلاصۃ انقادی الفصل الرابع فی المسح نوکثور لکھنؤ ۲۶/۱

البلد حقیقة تعنی پاؤں وضع او قلیل مساحت
لا یتقی الاداۃ لا تحصیل عن الید قبل الرأس
ولعلہ ہر الاصل و قوما و تصحیح الخلاصۃ
ما و کانت کثیرہ یتقی الی بلوغ القدر المعبر و من
بیث تحصیل فی کل محل و تعین و هذا هو
مراد المحیط بالمقارفتین الکلمات و انت
اد انظرت الی الوجه اذ عت بہن التفصیل
کیف و لا معنی لا جزاء الاداۃ فی الصورة
الاولی و لا لاعداد الذلۃ فی الصورة الثانیۃ
فلیکن التوفیق و بالہ التوفیق اما حدیث
التیمم **قا قول** لا ہدیہ من قصد الکف
وعملہ الاختیاری فیکون تقریر الایہ شمس
الاثمۃ فیہ مسایح الا تری اہم مسوحو
ان تو تیمم باصبع او اصبعین و کرر مرارا
لیرجع کما فی البحر عن السراج عن الانصاری
و لو مسح ساسہ باصبع واحد و کرر اربعہ
فی مواضع صحابہا فلا یطلب ہر افعۃ
ما ہذا فی التیمم حق یعکرحلیہ مسہ اذ
لا تعین للذلۃ ہما اصلا بحلالت التیمم
و ذلک یما فی الطریق المعتاد اعنی التیمم
بالید و الا فقد نقص فی الحلیۃ ام لا
تسکت فی المستراب یحرمہ انت اصحاب
وجہہ و کراعیہ و کفیہ لانہ اتی بالمقرئ
وزیادۃ والا فلا ھای یحزبہ انت نوی کما

لے حلیہ

تعالیٰ اعلم کہ اس اعتراض سے چٹکارے کی ایک
ہی شکل ہے کہ اس سے یہ مراد لی جائے کہ جب تری اتنی
کم ہو کہ رکعت ہی ختم ہو جائے یا تھوڑا سا پھیرنے پر ختم
ہو جائے اور محض اتنی باقی رہے کہ پانچ ترکہ محسوس ہو اور
وہ سرگورنہ کر سکے اور غالب عام طور پر ایسا ہی واقع ہوتا
ہے، اور غلامہ کی تصحیح سے مراد یہ ہو کہ جب تری اتنی
زیادہ ہو کہ فرض مقد ر تک پہنچنے کے بعد بھی باقی ہے
یعنی اس طور پر کہ ہر جگہ حد ہو اور تک جائے، اور عید کی
مراد تعاطر سے یہی ہے اس طرح تمام عبارات میں
اتفاق ہو جائے گا اور جو تم علت کو دیکھو گے تو
یقین آجائے گا کیونکہ پہلی صورت میں تری کے پھینے
کے اور کوئی معنی نہیں اور نہ ہی دوسری صورت میں
تری کو صالح قرار دے، تو اس طرح تطہین پسینی چاہتے
و باقیہ التوفیق۔

دہی حدیث تیمم تو اس میں مکلف کا ارادہ اور
اس کا اختیاری فعل ضروری ہے، تب شمس الامم
کی تقریر اس میں چل سکے گی، یہی وجہ ہے کہ فقہاء
نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اگر کسی نے ایک یا دو
انگلیوں سے تیمم کیا اور ان کو بار بار پھیرا تو جائز نہیں
حیثا کہ بحر میں سراج سے ایضاح سے منقول ہے،
اور اگر ایک انگلی سے اپنے سر کا مسح کیا اور چار مختلف
جگہوں پر اس کا تکرار کیا تو اجماعاً صحیح ہے، تو اس
کی رافقت تیمم کے معاملہ سے نہ کی جائے تاکہ اس سے
اعتراض لازم آئے کیونکہ یہاں آلہ کا تعین بالکل نہیں

وایحییٰ و اللہ تعالیٰ اعلم۔
 بخلاف تہم کے، اور یہ بھی معاد طریق میں ہے۔ یعنی ہاتھ
 سے تہم میں درز جلیز میں تھریکا کی ہے کہ اگر کوئی شخص خاک میں لوٹ پوٹ ہو گیا اور خاک اس کے چہرے، ہاتھوں
 اور ہاتھوں کو لگ گئی تو کافی ہے کیونکہ اُس نے نہ صرف فرض ادا کر لیا بلکہ اس سے بھی زیادہ کر لیا، درز نہیں اچھ
 بھی اگر اس نے نیت کی ہے تو کافی ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتویٰ مستحی بہ

النمیقة الانقی فی فرق الملاق والمسلق^{۲۴}
 ملنے والے اور ڈالے گئے پانی کے فرق میں ایک پاکیزہ تحریر (ت)^{۱۳}

مسئلہ ۲۹

رجب ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر بے وضو یا جنب کا ہاتھ یا انگلی یا ناخن وغیرہ
 لوٹے یا ٹکڑے میں پڑ جائے تو پانی وضو کے قابل رہتا ہے یا نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں اس سے پانی مکروہ ہو جاتا ہے
 اور اگر قابل وضو رہے تو اس طرف قابل کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد لله الذی اہول الذکر الملق علی السید الطیب الطہور الانقی
 الملاق سے بہ لیدۃ الاسرار علیہ صمد بہ الصلاۃ الزہراء علی الہ وصحبہ وامتہ وحر بہ
 الی یدوم النقاد اصیلین راجع و معتدیر ہے کہ مکلف پر جس عضو کا دھنا کسی نجاست محکمہ مثل حدث و جنابت و
 انکسار حیض و نفاس کے سبب بالعلل واجب ہے، وضو یا اس کا کوئی حصہ اگرچہ ناخن یا ناخن لاکر یا آب غیر کثیر
 میں کہ نہ ہماری ہے نہ وہ درود بے ضرورت پڑ جائے پانی کو قابل وضو غسل نہیں رکھتا یعنی پانی مستقل ہوتا ہے کہ خود
 پاک ہے اور نجاست محکمہ سے تطہیر نہیں کر سکتا اگرچہ نجاست حقیقیہ اس سے دھو سکتے ہیں، یہی قول صحیح و راجح ہے
 عامر کتب میں اس کی تصریح ہے اور یہ خود ہم کہہ آئمہ ثلاثہ امام اعظم و امام ابو حنیفہ و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 سے مخصوص و مروی آیا آکا پر مشایخ مثل امام ابو جعفر اللہ جرجانی و امام ابو الحسین قدوری و امام ملک العطار ابو بکر
 کاشانی و امام فقیر النفس فخر الدین خان قاضی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے آئمہ کا نہ سبب متفق علیہ
 بتایا۔ فقیر فقیر الملوی القدر نے اپنی ایک تحریر میں اس پر آئمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا پالیس، آئمہ و کتب کے
 نصوص نقل کئے اور بعض علمائے متفرقین رحمہم اللہ تعالیٰ کو جو اس میں شبہات واقع ہوئے ان کے جواب دیے۔

یہاں اولاً فوائد قیود اور ان کے تحقیق مسائل ذکر کریں۔

ثانیاً تمام جواب۔

ثالثاً تحقیق مقام و اہانت جواب اور اس کے لیے اپنی تحریر مکرر سے رفع حجاب

و بابت التوفیق فی کل باب والحمد للہ لکرمیر الوہاب۔

فوائد قیود و مسائل مورد

فائدہ ۱: ۱۱ مانع اگرچہ ایک ان کم پندرہ برس کا سوجک آثار طوغ مثل حلام و حیض بنو ز شروت نہ گئے ہوں
اُس کا پاک بدن جس پر کوئی نجاست حقیقیہ نہ ہو اگرچہ تمام و کمال آب قلیل میں ذوب ہلے اُسے قابلیت وضو و غسل
سے خارج نہ کہے گا لعدم الاعدت (پاک ہو کے نہ دھکے تن) اگرچہ بحال احتمال نجاست جیسے نا بکھ بچوں میں ہے
بہنا افضل ہے ہاں بہ نسبت قربت بکھ وال بچے سے واقع ہر تو مستعمل کر دے گا۔

لأنہ من اہلہ وقد بینا المسئلة فی الخروس

المعدن۔

و جیز امام کردری میں ہے:

ادخل صبی یدہ فی زنا وان ملہ طہارہ
یدہ بان کان لہ من قیوب یحفظہ و غسل یدہ
فہو طہر وان ملہ نجس مستند فہو نجس وان
شک فی نجسہ بان یتوضا بغيرہ نقولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ما یریدک الہ
ما لا یریدک المختار ان وصوہ الصبی العاقل
مستعمل و غیرہ قل لا۔

چوڑ کردہ اعتبار کر دو خشک میں نہ ڈالے۔ مختار یہ ہے کہ مائل بچہ کا وضو کرنا پانی کو مستعمل بناتا ہے غیر مائل کا
نہیں بناتا۔ (ت) سی یے ہم نے مکلف کی قید لگائی۔

فائدہ ۲: اقول قول بعض پر کہ موت نجاست حکم ہے اگر نیت کا یا قہ یا پاؤں مثلاً آب قلیل میں غسل
عمل پڑ جائے اگر ہو بہ بیت غسل تو پانی کو مستعمل کرے گا کہ زوال نجاست کے لیے نیت کی حاجت نہیں اگرچہ حیاء پر

لے فتاویٰ بزار فیہ المعروف الوجیز الکروری علی الحاشیۃ الہندیہ نوٹ فی المستعمل والقید المطلق نورانی تفسیر پیش درم

اس فرض کفایہ کے سقوط کو ان کی جانب سے وقوع فعل قصدی لازم ہے ولہذا اگر میت دریا میں ملے تو میت تک ایسا اپنے قصد سے اسے پانی میں حبش نہ دیں ان پر سے فرض نہ اترے گا اگر میت کے سبب بدی پر پانی گزر گیا تو اسے طہارت حاصل ہو گئی ہو نہ ہو غسل دینے اس پر نماز حائزہ جائز ہے اور عامی غسل میت کی نیت تو ایسا پر بھی ضرور نہیں پنا قصدی فعل کافی ہے یہی اس مسئلہ میں توفیق و تحقیق ہے و اللہ اعلم

(ان حسن، المیت (ذیریتہ اجزاء) لعلہ ارتقہ لا لا سفاد العر من عت و مة المکھیں (و لدا قال) لو وجد میت فی الماء فلا بد من غسلہ ثلاثا، لئلا یمر بہ بالنسل میجر کہ فی الماء بیتة الفصل ثلاثا و تعینہ یفید اہم لو صلوا علیہ بلا اعادة غسلہ صح و ان نہ یسقط وجوبہ علیہم عندہ

کہ اگر کسی کی نماز جنازہ اس کے غسل کے اعادہ کے بعد پڑھ لی گئی تو دوگوں سے جنازہ کا وجوب ساقط ہو جائیگا اگرچہ اس سے غسل کا وجوب ساقط نہ ہوگا۔ تدریس غایہ میں ہے

انما مزید بطبعہ فکد لا تحب العیة فی حسن النہی فکد لا تحب فی حسن المیت و لہذا اقل فی مادی قاضی عن میت غسلہ اھدہ من خبر بیتة لعلہ اھدہ و لہذا دے دیا تو کافی ہے۔ ت

روا التھار میں ہے و صرح فی التجرید و راسیخ فی المفتاح بعدم شق اطرافہ

لے الدر المختار باب صلوۃ الجارۃ مجتہد دہلی ۱۲۰/۱
ملک حنفی مع الوجہ غسل فی غسل المیت فوریہ وغیرہ سکھر ۴۴/۲
ملے روا المختار البانی مصر ۶۳۵/۱

اُس میں ہے :

قَالَ فِي التَّجْنِيسِ لَا بَدَلَ مِنَ التَّيْنَةِ فِي غَسَلِهِ فِي
الطَّاهِرِ وَفِي الْعَابَةِ أَدَا حَرَى الْمَاءِ عَلَى الصَّيْتِ
أَوْ أَحْبَابَهُ الْمَطْرَعَةِ إِلَى يَوْسُفَ لَا يَتَوَبَّعُ عَنْ
الْعَصْرِ لَا تَأْتِيهِ إِلَّا بِالْعَصْرِ وَذَلِكَ لَيْسَ بِعَصَلٍ
وَفِي الْهَيَاةِ وَالْكَفَايَةِ وَغَيْرِهِمَا لَا بَدَلَ عَنْهُ إِلَّا أَنْ
يَحْرُكَ نِيَّةَ الْعَصَلِ أَوْ ثَوْبًا يَتَوَقَّفُ تَوَقُّفَ الْمَسْتَحَبِّ
بِاسْتِطَاعَتِهَا أَنْ تَشْتَرِطَ لَهَا لَاسْتِقَاطُ وَجُوهِهِ عَنِ
الصَّكْفِ لَا تَحْصِيلُ طَهَارَتِهِ هُوَ شَرْطُ صَحَّةِ
الصَّلَاةِ عَلَيْهِ أَهْلُ مَسَارِعَةِ الْعِدَّةِ لَهُ بَيَانُ حَامِرِ
عَنِ ابْنِ يَوْسُفَ يَصِيدُ أَنْ الْعَرَضُ فَعَلَ الْغَسْلَ
مَنْ أَحَقَّ لَوْ سَمِعَ صَوْتَهُ الْغَيْرُ كَيْفَ وَلَيْسَ فِيهِ مَا يَصِيدُ
اِشْتِرَاطُ لُتْنَةٍ لِمَقَادِمِ الْوُجُوهِ مَحْدَثٌ يَسْتَحِقُّ
الْعُقَابَ بِتَرْكِهِ وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الْأَصُولِ أَنَّ مَا
وَجِبَ لِعِبَادَةِ اللَّهِ الْأَعْمَالُ الْحَسَنَةَ لِشَرْطِ وَجُودِ
لَا يَحَادِدُهَا كَالْمَعْنَى وَالطَّاهِرَةُ لَعَمْرُ لَا يَمَالُ ثَوَابُ
الْعِبَادَةِ مِنْهَا هَلْ قَالَ وَأَخْرَجَ الْبَاقِي وَابْتَدَأَ
بِمَا فِي الْمَحِيطِ لَوْ بَعْدَ الصَّيْتِ فِي الْمَاءِ لَا بَدَلَ مِنْ
حَسَلِهِ لِأَنَّ الْمَطْلُوبَ يَتَوَجَّهُ إِلَى بَنِي آدَمَ وَلَمْ يَوْجَدْ
صَهُمُ فَعَلَ أَوْ هَلْ خَصَّ كُنْ لَا بَدَلَ فِي اسْتِقَاطِ الْعَرَضِ
مِنْ الْعَمَلِ وَأَمَّا النِّيَّةُ فَشَرْطُ تَحْصِيلِ الثَّوَابِ
وَلَدِ الْأَصْحَافِ تَفْسِيلُ الذَّمِّ مِنْ وَجِبِ الْمَسْلُومِ
أَنَّ النِّيَّةَ شَرْطُهَا الْأَسْلَافُ فَيَسْقُطُ الْعَرَضُ عَنْهَا
بِعَمَلٍ مَدُونٍ نِيَّةً وَهُوَ الْمَتَابَرُ مِنْ قَوْلِ الْحَدِيثِ
أَجْرُ أَهْمٍ ذَلِكُ اللَّهُ

اور تجنیس میں ہے کہ ظاہر قول کے مطابق مردہ کے غسل
میں نیت ضروری ہے، اور غایتہ میں ہے اگر میت پر
پانی نہ گیا یا بارش پڑ گئی تو ابو یوسف سے منقول ہے
کہ یہ غسل شمار نہ ہوگا، کیونکہ میں غسل کا حکم دیا گیا ہے اور
یہ غسل نہیں ہے، اور نہ ہی یہ کفایہ وغیرہ میں ہے کہ
مردہ کو ایسی صورت میں برنیت غسل حرکت دینا لازم ہے
پھر انھوں نے فتح کی تطبیق نقل کی اور یہ بھی ذکر کیا کہ اگر
دینے کی شرط اس لیے ہے کہ غسل کا وجوب مکلف سے
مستقطب ہو جائے، یہ نہیں کہ مردہ پاک ہو جائے، اور نہ یہ
اُس پر نماز کی صحت کی شرط ہے بلکہ پھر ان کا غیہ سے
یہ بھگوانا کہ جو عقل ابو یوسف کی گزری اُس سے معلوم
ہوتا ہے کہ فرض یہ ہے کہ ہم زندہ لوگ اُس مردہ کو
غسل دیں یہاں تک کہ اگر مردہ کو دوسروں کو سکھانے
کی غرض سے غسل دیا تو کمال ہوگا مگر اس میں یہ موجب نہیں ہے
کہ نیت بھی استیفاء واجب کے لیے شرط ہے کہ اگر مردہ
توہ مذاہب کا مستحق ہو اور اصول میں یہ مقرر ہے کہ
جو افعال حسیہ غیر کے لیے واجب ہوں تو ان کا وجود
ضروری ہے کہ کیا ادا ان کے موجب نہ کیے ضروری ہے جیسے کہ
مسی اور طہارت، ہاں میت کے بغیر عبادت کا ثواب
نہیں ملے گا اور فرمایا اس کو باقی نے مقرر رکھے ہیں
اس کی تائید محیط سے کی ہے، محیط میں ہے کہ اگر
میت پانی میں پانی گئی تو بھی اس کا غسل ضروری ہے
کیونکہ خطاب تو آدم کو ہے اور اُن سے کوئی فعل
پایا نہیں گیا اور نہ ملاحظہ یہ نکلا کہ استیفاء منسوخ نہیں

کسی نہ کسی فعل کا ہونا ضروری ہے اور نیت حصول قراب کے لیے شرط ہے اس لیے ذمی خودت اپنے مسلمان شوہر کو غسل دے سکتی ہے حالانکہ نیت کے لیے اسلام شرط ہے تو ذنی ہمارے فعل سے ساقط ہو جائے گا خواہ نیت نہ ہو اور خاتیمہ کے قول اُحمر اُھم سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اھ۔ ت

اقول هذا كله على المتبادر من ارادة النية الشرعية اما لو حصلت على قصد الفعل ارتفع النزاع فان المأمور به المكلف لا يكون الا فعله الاحتيازي فما وقع عنه من دون قصد منه لا يخرج من عهدته ايجاب الفعل و غسل النية له وجهان وجه الى الشرطية و هو عدم صحة الصلاة عليه بدون الطهارة و هذا ما يمكن فيه وحده لا يبيده كنهان الحق ووجه الى الفرعية عليه ولا يتأتى الا بفصل ترقعه قصد او لولا قصد العادة المأمور بها و هذا معنى قول ابى يوسف لا اصراف بفعل و قول المحيط ان لخطاب توجه الى بي دمر و بعد تنقذ الكلمات ويظهر من كلام العلية والله الحمد۔

میں کہتا ہوں یہ سب نیت شرعیہ کے ارادے سے ہونا اگر نیت سے ارادہ فعل یا جائے تو اختلاف تمام ہو جائے گا کیونکہ مکلف کو جو حکم دیا گیا ہے وہ اس کا فعل احتیازی ہو گا اور جو اس سے بلا قصد و احتیاز سرزد ہو وہ اکیاب فعل کی ذمہ داری سے اس کو ملے گا یہیں کر سکتا اور غسل میت کی دو وجہیں ہیں ایک تو شرطیہ کی طرف اور دوسرے کہ اس پر بلا طہارت ہا ز نہیں اور اس صورت میں غسل کا دبو دکائی سے خواہ اس کی طرف سے ایک بار ہو جیسے ریدہ نسا کی پاکی اور ایک دوسرے دست کی ستہ اور یہ اسی فعل سے داسوسی سے برص یہ یہ کہ چاروں نماز عبادت کا قصد کیا جائے اور یہی مفہوم ہے حضرت امام یوسف کے قول اس لیے کہ ہم کو غسل کا حکم دیا گیا ہے عام و غیرہ اس قول کے خطاب ہر آدمی کی طرف متوجہ ہے

کا بھی یہی مفہوم ہے اس طرح مختلف قول میں تطبیق ہو جائے گی اور جو غیر میں ہے وہ ظاہر ہو جائے گا و قد اوردت اسی لیے ہم نے مکلف پر جس عضو کا دھونا واجب کہا مکلف کا عضو کہ میت مکلف ہیں۔

فردہ ۳۴ : حرمت ابھی یعنی یا ناسس میں ہے عن متعلق ہوا اس حالت میں اگر اس کا ہاتھ یا کوئی عضو پانی میں پڑ جائے مستعمل نہ ہو گا کہ ہنوز اس پر غسل کا حکم نہیں و المسألة فی العباة و الخلاصة و العسر و غیرہ اس لیے ہم نے بالفعل کی قید ذکر کی۔

فردہ ۳۵ : جس عضو کا جہان تک پانی میں ڈالنا ضرورت ہر اتنا صاف ہے پانی کو مستعمل نہ کرے گا

شکلا

(۱) پانی مٹی یا چھوٹے حوض میں ہے کہ وہ درودہ نہیں اور کوئی رتن نہیں جس سے نکال کر دھو کر لے تو چھوٹے لے کے لیے

اُس میں ہاتھ ڈالنے سے مستعمل ہو گا

(۲) اسی صورت میں اگر ہاتھ نہ کسی یا نصف کل فی تک ڈالی کر پڑا یعنی جس قدر کے احوال کی چوبیس حاجت نہ تھی مستعمل ہو جائے گا کہ زیادت بے ضرورت واقع ہوئی۔

(۳) کوئی یا سٹک میں کٹورا ڈوب گیا اُس نے سامنے کو بٹنا یا تھوڑا تا بہر مستعمل نہ کرے گا اگرچہ بارون تک ہو کہ ضرورت ہے۔

(۴) برتن میں پاؤں پڑ گیا یا فی مستعمل ہو گیا کہ اس کی ضرورت نہ تھی

(۵) کتڑیں یا حوض میں ٹھنڈے لینے کو طر مارا یا صرف ہاتھ یا پاؤں ڈالے مستعمل ہو گیا کہ ضرورت نہیں۔

(۶) برتن یا حوض میں ہاتھ ڈالنا اتنا چلو لینے کو پھر اُس میں ہاتھ دوسرے کی ریت کو مستعمل ہو گیا کہ حوض میں دھونا بضرورت نہ تھی صرف چلو لینے کی حاجت تھی۔

(۷) کتڑیوں سے ڈول نکالے ٹھک اور دباؤں میں یا دھوکے ریت کر لی بالاتفاق مستعمل ہو گیا اگرچہ نام غصے سے ڈول نکالنے کے لیے ہاتھ دی تھی کہ قصد طہارت کی ضرورت نہ تھی و قصہ عیہ۔

فتح تحریر میں ہے۔

اگر بے وضو جنب یا پاک ہو جائے والی عافیت عورت نے ہاتھ نہ پھر نہ دینے کے لیے پانی میں ڈالنا تو پانی مستعمل ہو گا کیونکہ یہ ضرورت یا گیا ہے، ایسی کہ اگر بے وضو نے اپنا سر یا پیر اس پانی میں ڈال دیا تو مستعمل ہو جائے گا کیونکہ بغیر ضرورت ہوا اور حسن کی کتاب جو ابو حنیفہ سے ہے میں ہے کہ اگر جنب یا بے وضو نے اپنے دونوں ہاتھ کھینچ کر تک یا ایک پیر کسی مرتبان میں ڈالے تو اُس سے وضو جائز نہیں کیونکہ اس طرح اس کا وضو اس سے ساقط ہو گیا کیونکہ کھینچ کر تک ہاتھوں کو دھونے کی کوئی ضرورت نہ تھی ہاں اگر بے وضو ہو، مثلاً ٹوٹ کر میں گر پڑا اس کو کالے کے لیے ہاتھ کھینچ کر تک اس میں ڈالنا یا تو پانی مستعمل ہو گا، یہ خلاصہ میں منصوص ہے دیا یا اگر ہاتھ کسی ٹھنڈے کی حاصل کرے کے لیے بلا ضرورت ڈالنا تو اس کا یہ حکم نہیں کیونکہ وہاں ضرورت نہیں پھر

لو ادخل لمحدثا او لمحبب او لمحدث المستحق
ظہر ما یدق الماء لا یغتر بـ
بما یحتاج به خلاف ما لو ادخل المحدث رجلاً او
محدثاً یفسد الماء لعدم الضرورة و
کتاب الحسن علی بن حمزة وروی عنه تفقہ
ان الحسن عجب او غیر متوضی یدیه الی المرفقی
او حدی مرعیہ فی اجابہ لمریجر نوحو، و
لا یستطیع منه حد ویدلان لضرورة له
تستحق فی الادخال فی مرفقین حتی لو لم یحقیق
بان وقع لکوف فی الحجب فادخل یدیه فی المرفق
لا حر حد لا یصیر مستعملاً نفس عیہ
الخلاصة قال بعد ما لو ادخل یدیه لسترد
لعدم الضرورة ثم ادخال محو و النکاح لا یصیر
مستعملاً اذا لم یرد العیہ یدیه بل اذا رجع

الذی یسقطی وغیرہ متبرکہ یہی مستعملاً
مکان محدثاً ولا یحکم بالاحتصار۔
مضی یا تحکاڈان پانی کے مستعمل نہیں کرتا ہے بلکہ غسل کا
ارادہ نہ ہو، مثلاً یہ کہ پانی ٹھانے کا ارادہ ہو، اور حقیقی وغیرہ

میں ہے، ٹھنڈک حاصل ہونے کے مستعمل ہو جائے گا اگرچہ وضو پروردہ نہیں۔ ت
وہ مختار میں زیر قوت شرج محدث لغوی مدلولہ نہ ہو، (بے وضو جس نے ڈول نکالنے کیجیے
کمز میں غوطہ لگایا اور نیت نہ کی۔ ت، فرمایا

لعمرو ی الاستحسان طوبی لا یحکم بالاحتصار مستعملاً لا یحکم
الای قولی نہ فرمایا جو والی نہ ہو، نہ مستعمل العیاض
جلاینا فی قولہ لکن لواءاً لا یحکم۔
نیت نہ کی یعنی غسل کی، اگر غسل کی نیت کی تو پانی بالاحتصار
مستعمل ہو جائے گا اگرچہ قوت قول میں، سراج، اور مرد
یہ ہے کہ غوطہ کھانے کے بعد نیت نہ کی تو ان کے قول لکن
کے منافی نہیں، اسس کا افادہ طے لگنے کیا۔ ت

وہذا ہم نے بے ضرورت کی قید لگائی۔

فائدہ ۵ : امام ابو یوسف سے روایت معروف ہے کہ حضرت کاٹھرا اذوب جانے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا،
جب تک پورا عضو نہ ڈوبے، مثلاً انگلیاں پانی میں ڈالیں تو مستعمل نہ ہوگا، کت دست کے ڈوبنے سے حکم استعمال
دیا جائے گا اور صحیح یہ ہے کہ بے ضرورت گناہن، مستعمل نہ ہوگا، ت

لو ادخل الخبث فی سبغ غیر لید و امر جبر من
الجسد اخذ لای الحاجة فیہما و قولنا من
الجسد لید الاستعمال، بحال بعض حصو
وہو یروا عن المروزی عن ابی یوسف فی الطاهر
اذا ادخل رأسہ فی الماء و امتل بعض رأسہ
انہ یصیر مستعملاً اما المروایة المرویة عن
ابی یوسف انہ لا یصیر مستعملاً ببعض العضو
اگر حنبلے کہیں میں یا پتھر کے علاوہ کوئی عضو والا تو
پانی نہ سہ ہو جائے گا، کیونکہ مرد و عورت اسی دو ہیں
اور ہر اقل میں الجسد بعض عضو کے داخل کرنے سے مستعمل ہونے کا
خاتمہ دیتا ہے، اور ابو یوسف سے مروی مشہور قون
کے موافق ہے، وہ فرماتے ہیں کہ پاک تمھیں نے کسی رتن
میں اپنا سر ڈالا اور اس کا کچھ حصہ نہ ہو گیا تو مستعمل ہوگا،
اور ابو یوسف سے جو روایت معروف ہے وہ یہ ہے کہ
عضو کے بعض حصہ سے مستعمل نہ ہوگا۔ ت

۷۹/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب الماء الذی یحررہ الوضوء ولا یحررہ	سے فتح القدیر
۳۷/۱	مجتبائی دہلی	باب امیاء	سے در مختار
۱۳۸/۱	مصطفیٰ الباقی مصر	"	سے رد المحتار
۷۸/۱	فوریہ رضویہ سکس	باب الماء الذی یحررہ الوضوء ولا یحررہ	سے فتح القدیر

اُسی میں اس سے کچھ پہلے ہے

انہ کان اصحاء واکثرون الکف لا یضرون
الکف بخلاف مذکورة فی الخلاصة ولا یخلو من
حاجة الی تأمل وجہ یہ

اگر نگلی یا اس سے زیادہ جو اور سخیلی سے کم ہو تو ضرور
نہیں اور سخیلی کے ساتھ اس کے برعکس ہے، اس کو
علامہ میں ذکر کیا، اس میں ضرورت ہے کہ اس کی وجہ پر
غور کیا جائے۔ ت

وجہ امام کردری میں ہے۔

المصروف عن الکامام الثانی عدم الفساد ما لم
یصير عضوًا مآلًا والفساد هو الظاهر

اقول الحق ان الساطع الحاجة فحیث
کانت تندفع ببعض العضو فاعمل حوله
یصير مستعملًا لعل هذا هو ما حمل تلک
الروایة ان ادخال الاصابع للاعتراف لا یضد
بغلاف الکف ولہذا اقال فی الخاصیة من
باب الموضوع ان لم تکن معه اشیء صغیرة
فانہ یفتقر من التوربا صابریہ کا الیسوی
مضمومة کا با کف۔

امام ثانی سے مشورہ یہ ہے کہ جب تک پورا عضو داخل نہ ہو
فساد نہیں ہوا لکن نہ وہاں ہر جہ۔ ت
میں کہت ہوں کہ یہ ہے کہ حکم کی علت حاجت
تو جہاں ضرورت عضو کے نقص سے پوری ہر جہاتی ہو
وہاں اگر کل عضو الیٰ ویا قربانی مستعمل ہو جائے گا اور
شاید یہ اس روایت کا مکمل ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ
چھڑکواتی ہونے کے لئے نگلیوں کا ڈالنا پانی کو غاصہ
میں دیر بخلاف بیلے، اس لیے خانیہ کے بائیں
میں ہے اگر اس کے پاس چھڑکواتی نہ ہو تو غشت
سے اپنے بائیں ہاتھ کی، نگلیاں ڈال کر پانی کالے تبیل
نڈالے۔ ت

ولہذا ہم نے حکم عام رکھا باقی فوائد ہمارے رسالہ الطرس المعدل سے ظاہر ہیں اُسے قابل دھوکے کے وہ طریقے
ہیں، ایک یہ کہ اپنی مقدار سے زیادہ آب ظاہر مٹھ میں ملا دیا جائے سب قابل دھوکہ ہو جائے گا۔ درختاری میں ہے،
علیہ لسانہ لو مما تلاک مستعمل ولا جزاء
قد ان المطلق اکثر من النصف جاس التظہیر
تواضعا احرارہ و مقدر کا برکا اگر مطلق نصف سے زیادہ

لے فتح تقدیر باب الماء الذی کوز بہ الوضوء والیکوز
لے بزار مع السیدی فوراً فی المستعمل والمقید والمطلق
لے خانیہ مع السیدی صحۃ الوضوء
فوراً فی کتب خاندہ پشاور ۹/۴
فوراً فی کتب خاندہ پشاور ۹/۴
۲۳/۱

بالکل واپس لائے۔

توسپ سے پاک حاصل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ ت
 دوسرے یہ کہ اُس میں طہر پانی ڈالتے ہیں یہاں تک کہ اُس کا برتن بھر کر اُٹے اور بہت شروعات ہو سب طہر
 ہو جائے گا کہ اس طرح پاک پانی کے ساتھ بہانے سے ناپاک پانی پاک ہو جاتا ہے تو غیر طہر کا طہر ہو جانا بدرجہہ ولی
 درمختار میں ہے۔

الصحة وطهارة المتنجس بمجرد جريانه فيه
 مختار قول يرسے کہ نجس پانی محض جاری ہونے سے پاک
 ہو جائے گا۔ ت

رد المحتار میں ہے۔

بمجرد جريانه بان يدخل من جانب
 يخرج من اخر حال دخوله وان قل الخارج
 بحد ولا يزوم ان يكون متصل اول وقت الدخول
 لانه اذا كان ناقصا دخل الماء حتى امتلأ
 وحرم بعضه طهر ايضا كما حققه في الخلية
 محل جائے تو بھی یہ پانی پاک ہو جائے گا، صریحاً یہ تحقیق کی۔ ت
 بذاتہ میں ہے۔

وعلى هذا حوض الحمام او الكاد الى اذا تنجس
 ادا اسی پر تمام کے حوض کو قیاس کی جیسے یا برتنوں کو
 جب وہ ناپاک ہو جائیں۔ ت
 شافعی میں ہے۔

مقتضا انه على قول الصحيحه قطر الاواني
 ايضا بمجرد الجريان وقد هلل في البداهة
 هذا القول بانه صاس ماء جاريا فاقصنه
 الحكم والله الحمد لله وتما منه فيه۔
 اس کا مقتضی یہ ہے کہ قول صحیح پر برتن بھی محض پانی کے
 بہنے سے پاک ہو جائیں گے اور اس کی وجہ بدلتے ہیں
 یہ بیان کی ہے کہ یہ جاری پانی ہو گا، تو جاری پانی کا
 حکم اس پر لاگو ہو گا، تو حکم ظاہر ہو گیا و سہ الحمد للہ
 اس کی مکمل بحث اُسی میں ہے۔ ت

لے درمختار، باب نیاء، مقتضی دہل ۳۳/۱ کے ایضاً ۳۶/۱

لے رد المحتار ~ مصطفیٰ ابائی ص ۱۳۴ کے ایضاً ۱۳۴/۱

لے ایضاً

بعض لوگوں کا کہنا کہ اس سے پانی مکروہ ہو جاتا ہے اگرچہ کے حق میں مراد قوم سبب صحیح پر مبنی ہے کہ ماہ مستعمل
ظاہر ہے مگر نہیں اُس سے وضو نہ ہو گا اور پتیا مکروہ۔ علیہ پھر شکی میں ہے۔ بلکہ ایسا مکروہ (اس کا اس کے
نگل مکروہ ہے۔) اور مختار میں ہے،

هو ظاهر و لو من جذب وهو الظاهر لكن بكرة
شربة والعجب به تعريفا للاستقذار وعلى
رواية بعد ستة تحريما.

وہ پاک ہے خواہ سب سے ہی ہو اور یہی ظاہر ہے لیکن
اس کا پتیا اور اس سے آٹا گوندنا مکروہ تنزیہی ہے
کیونکہ اس سے گھن آتی ہے اور نجس بننے کی روایت

پر مکروہ تحریمی ہے۔ (ت)
اور اگر وضو کے حق میں مقصود عین اس کے وضو ہو جائے گا مگر مکروہ ہے تو مذہب غیر صحیح پر مبنی ہے کہ اس سے
پانی مستعمل ہو جائے گا اور اس سے وضو صحیح نہ ہو گا یہ کہ صرف کراہت ہو کہ اس حقیقہ شریعت اللہ تعالیٰ قصد
اے اوانہ بتوفیقہ عز شافعی۔

تحقیق المقام بفصل الحدث العلامة اقول
وبالله التوفيق انت المروغ متوافقة والمقران
المتبا للثلاثة من الله تعالى وعنه ومن حرم
متوافقة ونصوص معتدات المشروحات الفاسية
متوافقة شاهدة على ان المحدث اذا
ادخل حصوة قبل غسله في ماء قليل فانه
يجعل الماء مستعملا الا ما كان من ضرورة فحس
قال في التتم بعد اقامة اليانة على امت
رفع المحدث ايضا صغير للماء وان لم تكن معه
نية قربة ما فحس و بهذا يبعد قول محمد انه
التقرب فقط الا ان يسع كون هذا امد حبه
كما قال شمس الاثنته قال لانه ليس بمردي

میں بغض اللہ تعالیٰ کتابوں کو متوافر فرما اور
ہمارے تینوں، فقہ اور ائمہ کے علماء کی فقہوں اور متون
شروع شدہ کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وضو
شخص جب اپنا کوئی عضو حصو سے بغیر تھوڑے پانی میں
ڈالے گا تو وہ پانی مستعمل ہو جائے گا، یاں ضرورتاً
ایسا کرنا ممانعت ہے، آتیج میں اس امر پر دلیل قائم کی ہے
کہ رفیع حدیث بھی پانی میں تغیر پیدا کرتا ہے خواہ اس
میں تقرب کی نیت ہو، اس کے بعد نبیوں نے کہا کہ اس سے
انام کہ قول کہ صرف تقرب تغیر ہوتا ہے، لید ہو جاتا ہے
اس کا یہ سبب نہ ہا جائے، جیسا کہ شمس نے فرمایا
کیونکہ یہ اُن سے مروی نہیں ہے، اور اُن سے صحیح یہ ہے
کہ حدیث کا پانی سے زائل کرنا پانی کو فاسد کر دیتا ہے۔

بعد والصحيح عندنا ن رالة الحدث بالماء
معدله ومثله من الحرجاني وما استدوا
به عليه من مسألة الممس لطب الفوجت
قال محمد الرجل طاهر والماء طاهر جوابه ان
الاشارة عند مفسد فالاخذ الضرورة والحق
كقولنا جميعا لو اذن الحدث او الجنب الى نفس
التي طهرت اليد في الماء لا اعترا ف لا يصير
مستعملا للحاجة بخلاف ما لو اذن سر حبله
او رأسه حيث يصعد الماء لعدم الضرورة وفي
كتاب الحسن من ابي حنيفة ان الممس يجب او
غير متروك يديه في المرفقين او احدى رجليه
في اجابة لم يحرم الوضوء منه لانه سقط فرضه
عنه وذلك لان الضرورة لم تسحق في روحه
الى المرفقين حتى لو تحقق باء وفي الكور
في يجب ما دخل يده في المرفق لاخر اجه
لا يصير مستعملا من حنيفة في الخلاصة
قال بخلاف ما لو اذن يده في التبريد يصير
مستعملا لعدم الضرورة اه وفي التبيين
بحود ورا د خلاص محمد في مسألة البترامة
وقرع الدلو في البترامة الجدة تكثر اليصا
فواقتصر لاجراءه ان لو كسا دقم يحرم حوته
وفي الغاية اتفق اصحابنا رحمهم الله تعالى

اور اسی کی مثل چرمانی سے منقول ہے، انھوں نے اس شخص
سے استدلال کیا ہے جو دول نکالتے کے لیے پانی میں بڑھ
نکالتے۔ امام محمد نے اس شخص کی بابت فرمایا مرد بھی پاک ہے
لو پانی بھی پاک، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر الحدث ان
کے نزدیک پانی کو فاسد کرتا ہے مگر ضرورتاً نہیں کرتے
جیسا کہ ہم سب کہتے ہیں کہ اگر بے وضو، نا پاک یا حائض جو
پاک ہوگئی ہو اگر پانی میں ہاتھ ڈال کر تیل بھری تو ضرورت
کی وجہ سے یہ پانی مستعمل نہ ہوگا، ہاں اگر سر یا سر ڈال
کر پانی فاسد ہو جائے گا کہ یہاں ضرورت نہیں ہے۔
اور حسن کی کتاب میں ابو حنیدہ سے ہے کہ اگر جسٹ یا بے وضو
شخص نے اپنے دونوں ہاتھ گھنٹیوں تک یا ایک پر تشریف
ڈالا تو اس سے وضو جائز نہیں، کیونکہ اس کا فرض صرف
بر ہے۔ یوں کہ دونوں کیوں تک ڈوبنے کی کوئی ضرورت
نہ تھی، ہاں اگر ضرورت پائی گئی مثلاً لوٹا تالاب میں تھا
تو اس کو نکالتے کے لیے گھنٹیوں تک ہاتھ ڈالنے تو پانی
مستعمل نہ ہوگا، غلام نے اس کی تصریح کی ہے سنداً
بکثرت اس کے کہ، اگر ہاتھ ٹھنڈک حاصل کرنے کو ڈوبنے
تو پانی ضرورت نہ پائے جانے کی وجہ سے مستعمل ہو جائیگا
اور تین میں بھی ایسا ہی ہے اور امام محمد کے کنز کے
مسئلہ میں با صاف دلیل اس طرح بیان کیا ہے کہ کنز
میں دول کا اگر بکثرت ہوتا ہے اور جنات بھی کثرت
ہوتی ہے تو اگر ہر مرتبہ دول نکالتے کے لیے غسل ضروری ہو

فی الروایات الطاهرة علی انه السواء المستعمل
فی البدن لا یسقط ظهور او اختصار احد یصیر
مستعملاً لسقوط الفرض اذا قصد التبرع او اخرج
الدون من البئر قال ابو حنیفة و ابو یوسف رحمهما
تعا ینصرون مستولاً و قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی المستول
علی الاثر یلزم ضرورة كما مر ما لا یم یعتبر لیسوا
لدرجۃ الاحتیاج فی الایمان خلاف الاحتیاج الی
الاعتناء بالید الاثر و التعلیل بالضرورة مقصود
علی بحر حلیہ الدون اما التبرع علیا شہر عن
محمد من القصر علی القرية و مشی علیہ
فی الخایة فلذا ذکرہ و تبعہ البحر و المسرور
والدر -

تورگ تنگی میں پڑ جائیں گے اور خانہ میں ہے کہ ہمارے
اصحاب روایات ظاہرہ میں اس امر پر متفق ہیں کہ
جو پانی بدی پر مستعمل ہو وہ طور پر رہے گا اور اس میں
اختلاف ہے کہ اگر باتہ ٹھنڈا کرنے کے لیے یا ڈول نہ گھٹنے
کے لیے یا تھوڑا ڈال آیا ستھوڑا فرض کی وجہ سے مستعمل
ہو گیا نہیں، ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا قول ہے کہ مستعمل
ہو جانے کا اور محمد کے مشہور روایت یہ ہے کہ نہ ہوگا
یعنی ضرورت کی وجہ سے جیسا کہ گرا، مگر امام نے یہاں
ضرورت کا اعتبار دیا، کیونکہ غوطہ لگانے کی حاجت
شاذ ہی ہوتی ہے یاں باتہ سے چلو بھرا غوما ہوتا ہے
انہش اور ضرورت کی علت ڈول طلب کرنے پر منحصر ہے
ٹھنڈک کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ محمد سے یہ روایت مشہور
ہوتی کہ وہ صرف ادا کے قریب کو رہا استعمال قرار دیتے ہیں اور خانہ میں بھی یہی ہے تو اسی لیے اس کی ذکر کیا اور بحر
نہر اور در نے اس کی پیروی کی۔

اقول و هذا يجب بعد مشيهم على ان
الصحيح ان محمد لا يقتصر لتغير حال التقرب
قال من قد من ذلك خلاف الصحيح عند
عبد القصور الهداية على قوله لطلب الدون
اس يفي بآية من قرب ذول كى نكش كى مسئلة پر اکتفا کیا ہے اس ت
اقول الهداية ايضا من الماشي
كالجانية وكثير من على ان محمد لا يجعل
السبب الا التقرب وقد ذكرنا في الطر

میں کہتا ہوں یہ امر باعث تعجب ہے کیونکہ
وہ اس امر کو مانتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ محمد پانی کے تغیر
کو قریب تک ہی محدود نہیں رکھتے۔ 'نکش' نے فرمایا
ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ یہ ان کے نزدیک صحیح کے خلاف ہے
میں کہتا ہوں یہ بھی پیروی کرنے والا ہے،
جیسے صاحب خانہ میں اور بہت سے دوسرے فقہاء
کہ امام محمد سبب 'صرف' تقرب کو قرار دیتے ہیں

اور ہم اس کو "الطرس الصعدل" میں بیان کر چکے ہیں تو ان کا مطلب پر اکتفا اس سبب سے نہیں جو ذکر کیا اور خانیہ کی فصل مایقہ فی البئر میں ہے، یہ وضو نے اگر اپنی انگلیوں کے کناروں کو دھویا اور پور عضو نہ دھویا، حاکم نے مختصر میں کہا کہ اس طرح پانی مستقل ہو جائے گا، اور وجہ امام گردی میں ہے، یجنب یا حائض نے اس میں (پانی میں) چٹو بھرنے کے لیے اپنا ہاتھ ڈالا یا اس میں سے لٹکانا لٹکنے کے لیے، تو پانی ضرورت کی وجہ سے نجس نہیں ہوگا، ہاں اگر ٹہنہ نہ حاصل کرنے کے لیے ڈالا تو فاسد ہو جائے گا، اور کافی میں ہے کہ امام محمد نے کبیر کے مسئلہ میں پانی کے مستعمل ہونے کا حکم اس لیے نہیں لگایا کہ وہاں ضرورت ہے، کیونکہ اردوں کا لے مارا مل جائے تو لوگوں کے لیے حکم نہیں کر پئے اس کو غسل پابند کرنا اور خلاصہ میں یہ چیز اصل کی طرف غصب ہے اور اسی قسم کی عبارت خانیہ میں ہے اور خانیہ سے فقہ میں منقول ہے اور الفا فقہ النفس کے ہیں مختصراً کسی شخص نے پانی میں اپنا ہاتھ چٹو بھرنے کے لیے ڈالا تو وہ پانی کو فاسد نہ کرے گا اور اسی طرح لٹکانا لٹکنے کے لیے اپنا ہاتھ گرہے میں کینہوں تک ڈالے اور اسی طرح ہاتھ پیر اگر کمر میں ڈول کی تلاش میں ڈالے تو ضرورت کی وجہ سے پانی

المعدل فليس اقتصاراً على ذكر الطلب فما ذكره وقيل لها من فصل ما يقع في البئر المحدث إذا غسل أطراف أصابعه ولم يغسل عضواتها أشار إليها رحمه الله تعالى في المختصر إلى أنه يصير مستعملاً وفي تجزئة الأصابع المذكورة داخل الجنب أو الحائض فيه (أي في الماء) يدل على الاختلاف وأرفق الكوس منه لا يفسد به الضرورة بخلاف ادخاله للبئر وفي النكاح أنه لم يحكم محمد باستعمال الماء في مسألة البئر للضرورة فافهم لو جاءوا بمن يطلب ولو لم لا يفسد به أن يكفوه بالاحتال أو لاء وفي الخلاصة معنى الاتصال ونحوه في الخائبة وسمها في الغيبة واللغة تعبه النفس بمقتضا إذا دخل يده فلا غتراف لا يفسد الماء وكذا إذا دخل يده في الجنب إلى المرفق لا يخرج الكوس ويده ورجليه في البئر فطلب الدلو للضرورة ولو للبئر يصير مستعملاً لا لعدم الضرورة وفي العلوية قال القدودي كالم شيئا أبو عبد الله يقول الصحيح حديثي من مذهب أصحابنا أن امرأة الحدث توجب استعمال الماء ولا يحسن لهذا الخلاف إذا كان

له فتاوى قاض خان فصل في ما يقع في البئر ۶/۱

کہ برازیہ مع الس لکیری المستعمل والمفيد المطلق نورا فی کتب خانہ پشاور ۱۹/۴

تک الکافی

کہ غیۃ المستمل باب الانجاس سہیل الیڈی لاہور ص ۱۵۲

نص فيه واما لو باعد الماء حكم الاستعمال
في مسألة طلب الماء لمكان الصلوة او
الحاجة الى لائحه في البئر طلب المذنب
بكثر ولو احتج الى نزع كل الماء حصل موقف لمخرجها
خروج عظيم انما كان المحدث اذا عرف الماء
يكفه لا يصير مستعملا بلا حد وان وجد
استطاع العرض لمكون الصلوة **وق**
البئر ان شرب موافق الرحمن ثم غلبه روى
الاحكام للشرع لا في معناه وفي شرح الوهابية
للعامة ابن التحنة اعتبار الصلوة في
مشء ذلك المذكور في الصغرى وغيرهما
وفي النهاية ثم الهندية لو العس للاعتدال
للصلوة بقصد ماء الاتقان **و** نحوه
في العناية وغيرها وفي مرائد الامام
ظهیر الدین ابی بکر محمد بن احمد بن عمر
علی شرح جامع الصغیر للامام المصدر
الشهید حماد بن عمر بن عبد العزيز
رحمهما الله تعالى لو دخل من جله في البئر
ولم ينوبه الاستعمال ذكره شيخ الاسلام
المعروف بن خواهر زاد رحمه الله تعالى
ان الماء يصير مستعملا عند محمد ورضي الله
تعالى عنه وذكره شمس الامنة الحلواني رحمه

فاسد نہ ہو گا اور اگر ٹھنڈک کے حصول کی خاطر ڈالے
تو پانی مستعمل ہو جائے گا کہ ضرورت نہیں ہے اور
حلیہ میں ہے کہ ضروری نہ کہیں چار سے شیخ ابو عبد اللہ
فرماتے تھے میرے نزدیک ہمارے اصحاب کا حلیہ
مذہب یہ ہے کہ ازالہ حدث پانی کے استعمال کا خوب
ہے اور اس اختلاف کا کوئی مفہوم نہیں کیونکہ اس میں
نص موجود نہیں اور ڈول کی تلاش کے مسئلہ میں پانی
کا مستعمل نہ ہونا ضرورت ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ
کوئی میں ڈول کی تلاش میں غلط غری عام ہے اور
اگر بربر تہذیب کو پانی کا پورا پانی کا پڑ جائے تو لوگ سخت تنگی
میں مبتلا ہو جائیں گے، قریہ بے وضو کی طرح ہے کہ
وہ بلو سے پانی لے تو بالاتفاق پانی مستعمل نہ ہو گا اگرچہ
اس میں سبب دس ہی پایا جا رہا ہے، کیونکہ ضرورت
ہے، اور برطان شرح مواہب لارکن، نیز غیۃ ذوی
الاحکام شرنبلالی میں اس کا ہم معنی ہے اور علامہ
ابن التمنہ کی شرح و بیانیہ میں ہے کہ اس قسم کے مسائل
میں ضرورت کا اعتبار صغریٰ وغیرہ میں مذکور ہے اور
اور غنایہ و ہمدیر میں ہے کہ نماز کے لیے غسل کر کے کہ
غوطہ لگایا تو پانی بالاتفاق مستعمل ہو جائے گا اور
اور غنایہ وغیرہ میں اس کی مثل ہے اور امام طبرانی
ابو بکر محمد بن احمد بن عمر کے برفاؤد شرح جامع صغیر
امام صدر شہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ

اللہ تعالیٰ اے لا یصیر مستولاً لا الہ الا الہ الرحیل فی
 البئر متزلة الید فی الأنیة فعلی هذا التعلیل
 اذا دخل الرجل فی الاثناء یصیر مستحسلاً
 لعدم الضرورة اھ
 شمس الاثر الخوانی نے ذکر کیا کہ پانی مستقل نہ ہو گا کیونکہ کنویں میں پیر کا ڈالنا ایسا ہے جیسا ہاتھ برتن میں، اسی
 استدلال کی بنیاد پر اگر کوئی شخص برتن میں پیر داخل کرے تو پانی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے مستقل ہو جائے گا۔
 قلت وحاصل قولی لا امام الخوانی
 ان الید یریم الا تملک قعر البئر فست الحاجة
 الی الرجل هذا هو الیدی یعطیہ نص قولہ
 لا احتیاج فیہ لیدر واستثنی موضع الضرورة
 معدوم من اقوالہم بالضرورة فقول العلامة
 ابن الشحنة فی مہر الروض بعد لقہ یمکن
 دفع التماس من یحصل ما قالہ خواہر ردہ
 علی ما اذا المرکی موضع ضرورة وما قالہ
 الخوانی علی موضع ضرورة اھ ترد و ثب
 موضع الجرم و تثبت فی محل الیقین و فی
 متن الملتقی لو العس جب فی البئر
 ملائمة فقیل الماء والرجل محسان عند الامام
 والاصح ان الرجل طاهر والماء مستعمل
 عند اھ و فی شرحہ مجسم الانہر لوقال
 العس محدث لکان اولی و اما قال ملائمة

میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کنویں میں بلائیت استعمال
 اپنا پیر ڈالا تو ---
 --- شیخ الاسلام المعروف خواہر زادہ نے
 فرمایا کہ پانی امام محمد کے نزدیک مستقل ہو جائے گا اور
 شمس الاثر الخوانی نے ذکر کیا کہ کنویں میں پیر کا ڈالنا ایسا ہے جیسا ہاتھ برتن میں، اسی
 استدلال کی بنیاد پر اگر کوئی شخص برتن میں پیر داخل کرے تو پانی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے مستقل ہو جائے گا۔
 میں کہتا ہوں اور امام خوانی کے قول کا حاصل
 یہ ہے کہ ہاتھ کہیں کنویں کی تر تک نہیں پہنچ پاتا ہے تو
 پیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ مفہوم ان کی اس تصریح سے
 حاصل ہوتا ہے کہ اس میں اس کے غیر کا استعمال نیست
 اور مقام ضرورت کا استثناء ان کے اقوال سے بدست
 معلوم ہوتا ہے تو علامہ ابن الشحنة کا قول زہر الروض
 میں نقل کے بعد اس کا تعلق اس طرح رفع ہو سکتا
 کہ خواہر زادہ نے جو فرمایا ہے اس کو ضرورت کے
 نہ ہونے پر محمول کیا جائے اور خوانی کے قول کو ضرورت پر
 محمول کیا جائے اھ ترد ہے مقام یقین میں اور شک
 ہے مقام یقین میں۔ اور مقلد متقی میں ہے کہ اگر کسی
 جنب نے بلائیت کنویں میں غوطہ کھایا تو کھایا کر آدمی
 اور پانی دونوں نجس ہیں امام کے نزدیک۔ اور اصح
 یہ ہے کہ ان کے نزدیک آدمی پاک ہے اور پانی مستقل
 اھ اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے کہ اگر انفس جسد

سے کفایہ صحیح الحدیث الحدیث یجوز بہ الوضوء والایحوز ذریعہ رضویہ سکھر ۸۰/۱

سے زہر الروض

سے مطلق الاسر

فصل فی المیاء

العامة مصر

۳۱/۱

لانه لو انفس فلا غشال فسد الماء عند الكل
 انه وفي النهر الثاني في تعليل قول محمد في مسألة
 جحط الماء حارس الرجل فلان محمد لا يشترط
 الصب اما الماء فله ضرورة انه فكله السيد
 الاسمرى على انكر وفي الدر استقاط فرض
 هو الاصل بان يدخل يد يد او من قبله
 في الحب لغير اعتراف و نحوه فانه يصير مستملا
 لمقطو العرض بالاتفاق و لو استمرسقا في سرود
 العروق لاجيانا ولكن نرد البحر و كثر الاختلاف
 منه لان الكلام سيد و معه فنقول في البحر
 من الماء المستعمل ذكر ابو بكر الرازي انه يصير
 مستملا عند محمد باقامة القرية لا حبر
 استند لا كما مسألة الحب اما العسر في سب
 لطلب الد لو قال شمس الائمة السرخسي جوابه
 انه لا يصير مستملا فله ضرورة و اقره حليم
 العلامة ابن الهيثم و الامام الزيلعي و فيه
 و اعلم ان هذا و امثاله كقولهم فيس اءخل
 يد يد الى السرخسي و احدي من جليله فاجابة
 يصير الماء مستملا فيفيد ان الماء يصير
 مستملا بواحد من ثلثة ازالة حد شاملة
 قربة استقاط فرض فلان الاول و كره هذا السب

کہا جوتا تو بہتر تھا۔ اور اس لیے "بلانیت" کہنا
 کیونکہ اگر غسل کے لیے غوطہ لگایا تو سب ہی کے نزدیک
 مستعمل ہو جائیگا اور نہ ان میں سے کسی کے لیے نام محمد کے
 قول کہ وہ جتنا بے فریاد آدمی کا پاکی ہوا اس سے ہے کہ جتنا کہ
 شرط قرار نہیں دیتے اور پانی کا پاکی ہو ضرورت کی وجہ سے
 ہے اور اس کو متبادر ہری نے گز میں نقل کیا ہے اور
 تو میں ہے کہ استقاط فرض ہی اصل ہے، مثلاً ہر کہ
 گڑھے میں یا تھوپیر چلے بھرتے وغیرہ کی نیت کے علاوہ
 کسی اور ارادہ سے ڈالے تو وہ مستعمل ہو جائے گا، کیونکہ
 اس طرح فرض بالاتفاق ساقط ہو جاتا ہے اور
 اگر ہم فرض گنا شروع کر دیں تو مشکل ہوگا، پس
 ہم مستند ہر اگر اس سے بکثرت چلے بھرتے ہیں، کیونکہ گنہگار
 اس کے ساتھ رہے گا تو ہم کہتے ہیں، بگرمی ہے کہ
 ابو بکر رازی کہتے ہیں کہ صرف قرۃ کی ادائیگی سے پانی
 مستعمل ہو گا، خذ محمد۔ وہ اس کو جب کے مستند پر
 قیاس کرتے ہیں جو گزری میں ڈول نکالنے کی خاطر غوطہ
 لگائے۔ ان شمس الائمة سرخسی نے فرمایا اس کا جواب
 یہ ہے کہ یہ مستعمل ضرورت کی وجہ سے نہ ہوا اور اس کو
 علامہ ابن ہمام اور زیلی نے برقرار رکھا اور اس میں
 جانتا چاہئے کہ یہ اور اس کے امثال جیسے ان کا قول
 اس شخص کی بات چاہئے دونوں ہاتھ کیوں تک

۳۱/۱	العام و مصر	فصل فی الیاء	لے مجمع النہر
۴۰/۱	سیدہ کمپنی کراچی	بزم محظ	لے فتح المبین
۳۴/۱	مجتبائی دہلی	باب المیاء	لے در مختار
۱۹۰/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	کتاب الطہارة	لے بحر الرائق

الثالث آء و فیه ذکر خمس الائمة السرخی
فی المبسوط (ای شرح) ان فی الاصل (ای
فی مبسوط الامام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ) اذا
اعتن الطاهر فی البیضاء آء ای اذا غوی
انقریہ کما لا یحی و فیه مسألة البیضاء
و صیرتہا جب النفس فی البیضاء و اد القیود ولا
نجاسة علی ہد نہ عند محمد الرجل طاهر
الہ و طہور و وجہ قول محمد علی ما هو الصبیح
عنه ان الماء لا یصیر مستعملاً وان ازیل منه
حدث لضرورة آء و فیه قال الخبیری
فی حاشیة الہدایة قال القدوری رحمہ اللہ تعالیٰ
کان شیخنا ابو عبد اللہ الخرجانی یقول المصمیم
عندی من منہب اصحابنا انی اخرج ما قدما
عن العلویة فیراہ قال لو احق جوا الی الفصل
عند نزوح ماء البیض کل مرة لخرجوا اللہ و زاد
فی آخر (آخر) پہلوت ما اذا اخل غیر لیلید غیر
صا الماء مستعملاً و فیه عن ابن حنفیہ
ان الرجل طاهر لان الماء لا یعطی لہ حکم
الاستعمال قبل الانفصال من العضو قال
الربیع و احمدی و غیرہما تبعوا لحدایہ
و ہذا الروایة اوجہ الروایات و فی حقہ القیود

یا ایک پیر کسی مرتبان میں ڈالے تو پانی مستعمل ہو جائیگا
سے معلوم ہوتا کہ پانی کا مستعمل ہوتا ہے اشیا میں سے
کسی ایک کے ساتھ ہوگا، حدث کا زکل کرنا، قرہ کا
اد کرنا، فرض کا سا قظ کرنا، تو بہتر یہ تھا کہ اس
تیسرے سبب کو ذکر کرتے۔ اور اسی میں ہے کہ غسل لائے
سرخی نے مبسوط میں (یعنی اس کی شرح میں) ذکر کیا کہ
اس میں (یعنی امام محمد کی مبسوط) میں ہے کہ اگر
پاک شخص نے کنویں میں غسل کیا تو پانی مستعمل ہو جائیگا
اح یعنی اگر قرہ کی نیت کی کہ لا یغنی۔ اور کسی میں
کہ کنویں کا سلسلہ جھپٹے اور کسی کی صورت یہ ہے کہ
ایک جنب نے کنویں میں غوطہ کھایا دہلی نکالنے کے لیے
یا ٹنڈہ حاصل کرے کے لیے اور اس کے بدن پر نجاست
نہ سرتو تھکے نزدیک آدمی پاک ہے اور پانی پاک
رہے وہاں ہے۔ و تھکے کے قول کی وجہ صحیح قول کے منافی
یہ ہے کہ پانی مستعمل نہیں ہوتا ہے خواہ اس سے مرث
ہی کیوں زائل نہ کیا جائے صورت کی وجہ سے۔ اسی میں
ہے بخاری نے کہا حاشیہ ہدایہ میں کہ قدوری
نے کہا کہ ہمارے شیخ ابو عبد اللہ ابوجہانی فرماتے ہیں
میرے نزدیک ہمارے اصحاب کا صحیح مذہب (آخر
تک جرم نے علیر سے نقل کیا، البتہ انہوں نے فرمایا
کہ اگر وہ غسل کے محتاج ہوں ہر مرتبہ کنویں سے پانی

۹۲/۱

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

کتاب الطہارت

کے ایضاً ۹۴/۱

کے ایضاً ۹۴/۱

کے ایضاً ۹۴/۱

وشرح المصنف انها الرواية الصحيحة ^{الواقعة}
 بقرينة ^{عليها} ان المذهب المختار في هذه المسألة
 ان الرجل طاهر الماء طاهر غير طاهر ^{او}
 قبيح ^{وان} انفس للاعتناء بما مستعملا
 اتفادوا حكم الحديث حكم الجناية ^{ذكره} في
 البدائم ^{او} وفيه ^و كذا المعائن والنساء
 بعد الا لقطع اما قبل الا لقطع فما كان طاهر
 اذا انفس للتبريد لا يصير الماء مستعملا كذا
 في فتاوى قاضي خان ^{والخلاصة} ^{او} وفيه ^{في}
 قال القاضي الاسيحي في شرح مختصر
 الطحاوي يجب الغسل في بئر ثم في بئر اخرى

کھاتے وقت تو لوگ حرج میں پڑھائیں گے الخ اور اس کے
 آخر میں اضافہ کیا (بکلمات اس صورت کے کہ جب
 ہاتھ کے علاوہ اور کوئی عضو پانی میں ڈالا تو پانی مستعمل
 ہو جائے گا اور اس میں ابو حنیفہ سے منقول ہے
 کہ آدمی پاک ہے کیونکہ پانی کو مستعمل ہونے کا حکم
 نہیں دیا جائے گا تا وقتیکہ وہ عضو سے جدا نہ ہو،
 زمیلی و ہندی وغیرہا نے ہدیہ کی کتاب میں قرینہ
 اور یہ روایت تمام روایات میں مطابقت پسند
 کرنے والی ہے اور فتح الباری اور شرح المجمع میں ہے
 کہ تصحیح شدہ روایت یہی ہے اور تو ہماری تقریر سے
 معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں مذہب مختار یہ ہے کہ

عن قال الشافعي قال الرجل اقول سياحة
 قريبا انه طاهر طاهر على الصحيح ^{او}
 اقول وهذا تصريح بتصحيح رواية ط
 من جملة ما في المتنحة عن شرح هدية
 بن العباد لسيدى عبد الصغى قدس سره
 ان مسألة جملة الاقوال الثلاثة فيها ضعيفة
 فكانه لا اختيار والرواية الرابعة الصحيحة ^{سنة}
 البعولان لا شيء من الثلاث مصححة منه

شافعی نے کہا میں کہتا ہوں مختار یہ آئیگا
 کہ یہ میں روایت پر حاوی ہو رہے ہیں کہتے ہو یہ
 مسئلہ سر محمد سے لگادی کی تصحیح شدہ روایت
 کی تصحیح ہے تو جو فقہ میں سید عبد الغنی کی شرح
 حذیۃ ابن عماد سے ہے کہ مسئلہ سر محمد کے تینوں
 قول ضعیف ہیں تو اس وجہ سے کہ وہ یکسر راجح
 کی اختیار کروہ چوتھی روایت کو اختیار کرتے ہیں
 یہ نہیں کہ تین میں سے کسی کی تصحیح میں کی گئی۔ ت

ملہ بحر الرائق کتاب الطہارت سید کنتی کراچی ۹۷/۱

کے ایضاً

کے ایضاً ۹۸/۱

کے ایضاً ۹۹/۱

وَكَيْفَ صَرَحَ أَنَّ الْمَاءَ يَفْسُدُ إِذَا دَخَلَ الْكُفَّ يَبْه
وَمِنْ صَوَرِهِ بِهِ صَاحِبُ الْبَيْتِ بِالْعَيْنِ الْمُحْمِلَةِ
اللَّهُ وَفِيهِ قَالَ كَالسَّيِّعِ فِي الْوَلَدِ الْبَيْتِ فِي
فَتَوَاهُ جَبَّ اعْتَمَلُ فِي بَرْقِ بَرْقِ الْغُرْمَانِ
أَهْ وَفِيهِ قَالَ الْأَمَامُ الْقَاضِي أَبُو بِلَالٍ
فِي الْأَسْرَارِ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقُولُ لَمَّا اعْتَمَلُ فِي الْمَاءِ
الْقَيْمِ صَاحِبُ الْكُلِّ مُسْتَعْمِلًا حَكَ اللَّهُ فَيَفْسُدُ
الْبَيْتُ كَشَفَتِ الْبَيْتِ وَأَوْصَحَتْ كُلَّ تَحْيِيٍّ وَحَدِّ
أَهْ وَلَقَدْ تَقَرَّرَ عَلَى هَذَا الْقَدْرِ خَاتَمِينَ بِمَا اعْتَمَلُ
الْبَهْرَانِ كَشَفَتِ الْبَيْتِ وَأَسْرَاحَ الْحَدِّ وَهِيَ
كَمَا تَرَى نَصْرًا صَرَّاحًا تَعْيِيدَ انْ مِلَاقَةِ الْمَاءِ
الْقَلِيلِ لِعَضْوِ حَلِيمٍ حَدِّثَ بِجَمْلَةٍ مُسْتَعْمِلًا
مُسَوِّدًا وَرَدَ الْمَاءَ عَلَى الْعَصَا وَالْمُحَرِّقِ سَا
عَلَى سَبِيلِ الْبَيْتِ سَلَفَ الْحَقِيقَةِ وَالْمَاءِ وَحَسْبُ
سَوَادُ وَرَدَتْ هِيَ عَلَى الْمَاءِ أَوَالِهَا عَلَيْهِا وَبِالْجَوْلَةِ
كَانَتْ الْعَرُوحُ بِتَأْقٍ عَلَى هَذَا الْمَسْنُونِ الطَّبِيعِ
وَالْأَقْوَالِ بِتَسْجِيعٍ عَلَى هَذَا الْمَسْنُونِ إِلَى أَنْتِ
جَاءَ الدَّوْرُ تِلْكَ الْمَدَّةِ الْأَمَامِ الْمُحَقِّقِ عَلَى
الْأَهْلَاقِ وَدَارَتْ مَسْأَلَةُ الْمُتَوَصِّي فِي الْعَصَا قِي

-- پھر اگر تیسرے کنویں کے بعد اس نے نیت کی
قوپانی مستقل ہو جائے اگر نیت کی تو مستقل نہ ہوگا وراسی کی
مثل اُن سے منقول ہے اور خزانۃ المفتن میں محمد کا ذکر
قول صحیح قرار دیا گیا ہے اور اس میں میں نے تین کے ارادہ
کی تصریح دیکھی ہے جس طرح میں نے اس کی وضاحت
بخوبی کر دی ہے، اور اسی طرح انہوں نے وغیرہ اصافہ
کیا ہے اور پھر میں نے محمد میں سرط و باج سے اس امر
کی تصریح دیکھی کہ صرف تین مستقل ہوں گے نہ کہ ان کے
بعد والے، اور یہ ظاہر ہے اور اس میں ماہ نقیہ کی
ایک شے ہے اور انہوں نے اس امر کی تصریح کی ہے
کہ جنب جب کنویں میں آتے ہیں غسل کا ارادہ کرے
تو سب کے نزدیک پانی مستقل ہو جائے گا، اس کی
تصریح کس صاحب موعظہ الدرایہ اور دوسرے علما
نے کی ہے اور اسی میں ہے اسی طرح فقہانے تصریح
کی ہے کہ جب کوئی شخص پانی میں تھیل ڈال دے تو
پانی مستقل ہو جائے گا اور اس کی تصریح صاحب بیتی
نے کی ہے (غیر محمد سے) اور اسی میں ہے کہ سبھا
اور دواخی نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ یک جنب
ایک کنویں میں غسل کے لیے اترا پھر دوسرے میں اُترا

۹۶	حدیث و ضویر سکھر	لے فتح التقیر	کتاب الطہارت
۱/۱	سید محمد بن کراچی	بحر الرائق	"
۱/۱ ۹۹۶	"	لے بحر الرائق	کتاب الطہارت
۱/۱	"	لے بحر الرائق	کتاب الطہارت
		لے ایضاً	

المصادر من الحدائق فافق العلامة زين الدين
 قاسم بن فطو بنایا الجواز والعت من مسألة
 سماها من عدم الاشتباه عن مسألة الشيخ
 وخالفه تلميذ العلامة عبد البر بن
 الشحنة وصنف رسالة سماها در عرض
 فی مسألة العوض والامام ابن امیر الخواجه
 فی الحلیة ایضا میل الی شیئ مما اعتسده
 العلامة قاسم وهو جميعا من جملة اصحاب
 الامام ابن الهمام علیهم من حمة المثلث
 المتعارف فوجاء المحقق من بن مجیم
 صاحب البحر من حمة الله تعالی فانتصر
 الزین للزین ونسق رسالة سماها الحیدر
 الباقی فی جوامع الموضرد عن الصاق ثم تتابع
 المتأخرون عن اتباعه كالنهر والمنیر و
 الدر و ذکر فی الخزانة الی له رسالة فی
 العلامة الباقی فی الشیطان صغیر النامی
 وولد العارف بالله سیدی عبد العزیز
 ومحشی الاشباة شرف الدین الغزالی
 فیما ذكره المدقق الصلاقی بلافا وكذا بعض
 مشایخ الشافعی والمساومات الثلاثة هو السعد
 الاشرافی وطوش هیلامه تردد والیس
 یسئل كلام العلامة فوج افندی ووافقت

الی آخر ما تقدم۔ اور اسی میں ہے کہ امام قاسمی بوزید
 القوسی نے اسرار میں فرمایا کہ محمد فرماتے ہیں کہ جب
 کسی شخص نے تھوڑے پانی میں غسل کیا تو کل پانی حلال
 مستعمل ہو جائے گا اور اس عبارت نے کل معاملہ وضو
 سے کھول کر رکھ دیا ہے اور ہم اسی پر کتبہ کرتے ہیں اور
 اختصار پر بکر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ابراہیم
 کو قید کر دیا ہے اور ہمیں کہ آپ دیکھتے ہیں یہ صریح
 نسخہ ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے سے پانی
 کا عضو سے من جس پر حد شہ ہے پانی کو مستعمل بنا دیتا ہے
 خواہ پانی عضو پر اور ہر یا عضو پانی پر اور ہر اور اگر یہ
 پانی جس عضو پر آئے خواہ پانی عضو پر یا عضو پانی پر
 تو پانی نحر سے گزرا۔ خلاصہ کلام یہ کہ مسئلہ کی فرہ
 کہ اس احادیث سے بیان کیا گیا ہے، اور اس قسم کے
 اقوال ملنا وغیرہ کے ذکر کئے گئے ہیں پھر جب
 غرض علی الاطلاق کے شاگردوں کا دور آیا اور چھوٹے حوض میں وضو
 کا مسئلہ سر کی دریاں زیر بحث آیا تو علامہ زین الدین قاسم
 بن فطو بنایا جو ان کا فتویٰ دیا اور ایک رسالہ لکھ کر
 نام "راجع الاشباہ عن مسئلہ العوض" ہے
 اس پر ان کے شاگرد و خوار عبد البر بن الشحنة نے ان کی
 مخالفت کی، اور ایک رسالہ "مردود العوض فی
 مسئلہ العوض" لکھا۔ امام ابن الحاج نے علیہ میں
 علامہ قاسم کی طرف کچھ میلان کیا ہے یہ تمام کے تمام

العلامة ابن الشحنة محمد العلامة ابن الشحنة
وبه الحق والمحقق على المقدسي والعلامة
حسن شربلانی۔
اس نہام کے حیل القدر تلامذہ میں پھر آپ محمد صاحب کچھ
آئے اور انہوں نے ریں کی ہد کی اور ایک رسالہ
لکھا جس کا نام الحیوان فی جود اوصوفہ میں

انصافی تھے پھر متاخرین نے پے در پے اس مسئلہ پر کلام کیا اور ان کی پیروی کی مثلاً تہر۔ منہ۔ درر اور خزن میں ہے
کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے، اور علامہ رافقی، شیخ اسماعیل نامی، اور ان کے صاحبزادے رفعت ہد
عبد الغنی نابلسی اور مشجاء کے محشی شرف الدین العزیز بقول حقی علقانی بطور بلاغ، اور اسی طرے بعض مشایخ
شامی اور سادات مثلہ ابو السعود الذہری ط اور شیخ کا اس طرف میلان ہے، کچھ تردید بھی کیا ہے اور سی
طرف علامہ توح آفندی کا کلام ہے اور علامہ ابن الشحنة نے موافقت کی اور علامہ ابن شنبلی نے بھی موافقت کی
اور اسی پر فتویٰ دیا اور محقق علی المقدسی اور علامہ حسن شربلانی نے بھی فرمایا۔ ات

قلت: والیہ یروشد کلام المصنف فی
الاعتقاد و حد علمت نہا لحدود السلوكة لہ
نہ من العلامة قاصد والمراد من جمیع
الصحابة ومن تحت الشد حید و نہ من ہما
حد من معتزہ غیر لاسا صاحب المذہب
فی جدلی و تعلیم اما عند ذکر الاحکام فهو مع
الجمهور و کذا لک قد متاعفت حدقة صفت
خو لاء الشاخرین خلافت ما مالوا الیہ اما ما
نسب الی العلامة قاصر فی الهدایة فلا یتیم
حکما مستخرج من شاء الله تعالیٰ وبالجملة
فالسألة ذات معتزک عظیم والمراسل الثلاث
حیما بحمد الله تعالیٰ حدی ومانا الحصصها
لک مع ما لہ وعلیہا اجما کا مفصلا و ب لہ
التوفیق متوجع کلام علی مرلعة فصول
میں کہتا ہوں محقق کا کلام قریب میں اسی طرف
رجحائی کرتا ہے اور آپ جانی چکے ہیں کہ مسلامہ
ان قاسم کے زمانہ تک یہی روش رہی اور یہی ہمارے
عام اصحاب اور مرثیہ سے منقول ہے اور معتزہ میں
میں سے سوائے صاحب ہر قلع کے کسی اور نے مخالفت
نہ کی، ہمدل اور تعلیل میں، اور احکام کے دائر کے وقت
وہ جمہور کے سبب نہ ہیں، اور اسی طرے ہم بہت سے
متاخرین سے ان کے خلاف نقل کر چکے ہیں، اور جو
علامہ قاری الہدایہ کی طرف غسوب ہے وہ ثابت
نہیں، جیسا کہ آپ مقرب جان لیں گے ان شاء اللہ
تعالیٰ، اور خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ بہت معرکہ کا ہے
اور تینوں رسائل بحمد اللہ میر سے پاس میں جن کا خلاصہ
میں آپ کے سامنے مالہ و ما علیہا کے ساتھ پیش
کرتا ہوں یہ کلام چار اصول پر مشتمل ہے۔

الفصل الاول في كلام العلامة

قاسم رسالة وجهه الله تعالى بحوكمه

اطال فيها الكلام في حد الماء الكثير وحق

ان جميع جوامع مياه في جواهر الطهارة سواء

كانت نجاسة مائية او لا واكثر من المودة

عن شرح المختار والتمهيد والذات حتى

تجاوز الى استحداث التعطية ولسان

العبد وذلك واما يتعلق بها بعرضنا نحو

ورقة في آخرها ذكر فيها الماء المستعمل وانه

لا يغير الماء حاله بطلب عليه واختار التسمية

في ذلك بين المطلق والملاقى اي كما ان الماء

المستعمل في الحق في حوض او جرة وكان ماء

الجيرة اكثر منه جارا حيازة به على ما هو

الصحيح المصنف عليه خاصة العلماء كذا

ان ادخل المحدث او الجنب يد في مثاقير

له يتغير ماؤها لان المستعمل منه ما لا

بدته وهو اقل بالنسبة الى الباقي والاحتياط

ذلك شئنا الاول كلام البدائم حيث

قال في الكلام عن حديث لا يبول احدكم في

الماء الدائم اي حين استعمل به فلا يصح

على نجاسة الماء المستعمل لا يقال انه

يغير من الاختلاف فيه لان الاستعمال

بجس بل لا يغيره من اخراج الماء من اى

يكون مظهر من غير ضرورة وذلك حرام

لانا نقول الماء الثقيل انما يخرج عن

كونه مظهر باختلاف غير المظهر اذا كان

غير المظهر غالباً كماء المورود واللبن ونحو

پہلی فصل، علامہ قاسم کا کلام کا رد

تقریباً ایک گالی سے جس میں نابھیر کی تعریف پر

انہوں نے مصل گشت کو کہ ہے، اور تحقیق سے ثابت

کیا ہے کہ اس کے تمام کن رسہ بریں طہارت کے جواز

میں۔ خواہ نجاست نظر اُسے والی ہو یا نہ ہو اور شرک

حقارت تھو۔ بدلت و غیر پر کافی روکی یہاں تک کہ لفظ

حرف سے بھی نہ بچ سکے۔ ہم اس وقت یہ چیریں بیان کرنا

نہیں چاہتے، ہماری عرض اس رسالہ کے آخری ورق

سے متعلق ہے جس میں انہوں نے مستعمل کے سائل

بیان کیے ہیں اور یہ کہ وہ پانی کو اس وقت تک تبدیل

ہیں کرتا ہے جب تک وہ اس پر غالب نہ آجائے،

اور انہوں نے اس سلسلہ میں طلقی طور پر کوبرا پر قرار

دیا ہے جیسی جس طرت مستعمل پانی اگر کسی حوض یا ٹھیلے میں

ڈال جائے اور ٹھیلے کا پانی مستعمل پانی سے زیادہ ہو تو اس

سے طہارت حاصل رہا جائز ہے۔ صحیح معتمد قول یہی ہے

اور عام علماء کا یہی قول ہے اور کسی طرح اگر محدث یا

ناپاک نے اپنا ہاتھ کسی ٹھیلے میں ڈالا تو پانی تبدیل ہوگا

کیونکہ اس میں سے مستعمل وہ ہے جو اس کے بدلے سے طہارت

اور پیمت باقی کے کمتر ہے، اس پر میں چیزوں سے سدا

کیا ہے،

اول صاحب بدائع نے دیولن احد کہنے

الماء الدائم (نظر سے پانی میں کوئی مہلت کرے،

پر کلام کرتے ہوئے فرمایا) یعنی جب تمام نے اس سے

مستعمل پانی کی نجاست پر استدلال کیا، یہ نہ کہ جانے

کہ یہ غلطی ہے یعنی اس میں غسل کرنے سے اس سے نہیں

مستعمل نہیں بلکہ، کیونکہ اس میں پانی کو بدعت و غیر

الطهورة كاللبن واما عند هذا فاض الله تعالى
 عنها فلا ينقل مما لا يمكن التحرز عنه
 يحصل هؤلاء اكثر عند محمد ما يقرب على
 الماء المطلق وعند هذا ان يستبين موضع
 انقطاع في الاثناء انتهى قال وقد علمت ان
 الصحيح الصحيح به رواية محمد بن
 ابی حمزة عن حماد بن عمار عن ابي حمزة
 عن ابي بصير عن ابي عبد الله قال قال
 قال محمد بن كتاب الاشارة رواية حديث
 عائشة رضي الله تعالى عنها ولا بأس ان
 يغسل الرجل مع المرأة بدات قبله وبعدها
 فلهما قال اذا امرت هذا المتأخر عن الحكم
 بصحة الرخصة من السابق الموصولة في
 المدارس عند عدم تحية التي تدعى الماء المستقل
 او قرح نهضة في الصف من هنا قال فانه قلت اذا
 تكرار الاستعمال هل يمتنع قلت انما هو عدم
 اعتبار هذا المعنى في النجس فكيف بالظاهر
 قال قال في المبتغى (وهو التثنية) قوله
 يتوضون معاً على شاطئ النهر جائز فكذا في
 الخوض لان حكم ماء الخوض في حكم ماء
 جاسر انتهى -

تبدیل نہیں کرے گا جیسے دودھ اور شیریں کے نزدیک
 اس کی وجہ یہ ہے کہ تھوڑے سے بچا ممکن نہیں اس لئے
 صاف ہے پھر امام محمد کے نزدیک کثیر وہ ہے جو مطلق پانی
 پر غالب آجئے اور شیریں کے نزدیک یہ ہے کہ قطرہ کی
 جگہ برتن میں نہ سر ہو جائے، اسٹی، فرما، قرین معلوم ہو چکا
 کہ صحیح مفتی پر محمد کی روایت ابو حنیفہ سے ہے ابو یوسف
 قیں پانی کو فاسد نہیں کرتا ہے کیونکہ میر مستعمل نہ رہے۔
 ثانی فرمایا محمد نے کتاب الاشارة میں متفق عائشہ کی
 اس حدیث۔ کوئی حرج نہیں کہ مرد و عورت کے ساتھ
 غسل کرے خواہ وہ پہل کرے یا عورت۔ کے بعد
 فرمایا کہ اس سے باسانی یہ فقہ اذنیج ہا سکتا ہے کہ
 ہا اس میں جو برتن رکھے موتے میں ان سے غسل کر لینے
 یہ روایت ہے۔ بلکہ یہ ظن غالب نہ ہو کہ مستعمل پانی کا
 ہو گیا ہے یا پھر بڑے برتن میں نجاست پڑ چکی ہے۔ فرما
 اگر تم یہ کہو کہ جب مستعمل بار بار ہر تو کیا وضو یا غسل
 منع ہے، میں کہتا ہوں ہاں ہر اس وصفت کا اعتدال جس
 پانی میں نہ ہو گا تو ہاں میں کیسے مرگا، فرمایا کہ نہوں نے
 متنی میں فرمایا (یہ تفسیر ہے) اگر کچھ لوگ صمد بازو
 کہ نہر کے کنارے پر وضو کریں تو جائز ہے، عرض کا بھی
 یہی حکم ہے کیونکہ جو پانی جاری پانی کے حکم میں ہے
 اسٹی۔

لے بدائع فضائل فی عبارت الحمیة سید محمد کراچی ۱/۴۸

لے الاشتباه عن مسألة المياه

لے کتاب الاشارة با غسل الرجل والمرأة من إماء واحد إدارة القرى والعلوم الاسلامیہ کراچی ص ۱۰

لے الاشتباه عن مسألة المياه

قلت ان النسخ انما يكون بسقوط الفضالة
فيها اولاد خالي المحمد ثلثين ايد منهم فيها والكل
غير مانع على ما تقرر عنده ثم اقول ان ثلثيها
في الخلائق وبعضها في الملقى فعلى وقد روى
ابن ابى شيبة عن الحسن بن الحسن بن احمد
بن محمد بن ابي امامة قال قال ابو عبد الله
عليه السلام لا باس بالجنب
يذبح في الاناء قبل ان يغسلها قال ابو عبد الله
عليه السلام لا باس بالجنب
يذبح في الاناء قبل ان يغسلها وروى عنه عائشة
بنات سعد قالت كان سعد يامر الجارية بتناول
الطهور من العوض فتغسل يدها فيها
فيقال انما حائض فيقول انما حائضها وحائض
عامة قال كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم يذبحون ايد يصر في الاناء
وهو حب والنساء حائض لا يرون بذنبت
بأصابعهن قبل ان يغسلوهن عن ابن عباس
في الرجل يغسل من الحائض فينضم
اناءه من غسله فقال لا باس به وعن الحسن
وابراهيم والنزهي وابي جعفر وابي سيرين
نحوه قال قلت فما يحمل حديث
لا يبول احدكم في الماء الدائم ولا يغسل

میں کتا ہوں، یعنی منسوخ اس لیے ہے کہ مردوں
اس میں گرتے ہے یا اس لیے کہ بے وضو لوگ اس میں
اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں اور یہ سب غیر مانع ہے جب کہ
ان کے نزدیک مقدوس ہے پھر انہوں نے اس کے بعض
اثر طاقی میں اور بعض طاقی میں کیے پس فرمایا اور تحقیق ابن ابی شیبہ
نے حسن سے سب کے بارے میں روایت کی جو بے وضو
اپنا ہاتھ برتن میں ڈالے تو فرمایا اگرچہ ہے تو اس کے
ساتھ وضو کرے، اور سعید بن المسیب سے مروی ہے
کہ جنب اگر پناہ نہ دھونے سے قبل برتن میں ڈالے
تو حرج نہیں، اور عائشہ بنت سعد کہتی ہیں کہ حضرت
سعد باندی کو حکم دیتے تھے کہ وہ عرض سے پانی لا کر
دے، تو وہ عرض میں اپنا ہاتھ ڈال دیتی تھی، تو کہا جاتا تھا
کہ، ہاں ہاں، تو آپ فرماتے تھے، کہا میں اس کو
ماتھریا ہے؟ اور عامر سے مروی ہے کہ اصحاب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے تھے جبکہ
وہ سب جوتے تھے اور عورتیں حائض ہوتی تھیں اور یہ
رنگ ہلا ہوا نہ دھوئے پانی میں ڈالتے ہیں ہر جہ نہیں
کہتے تھے، اور ابی جاس سے منقول ہے کہ اگر کوئی
شخص غسل جنابت کرے اور اس کے پیچھے برتن میں
گریں تو اس میں حرج نہیں، اور حسن، ابراہیم، زہری

اصل میں اسی طرح ہے مثلاً بدترین ہوتا ان میں حد

الجنب يذبح (م)

عليه كذا بالاصل ولعله ان يدخل الجنب

يذبح ۱۲۵ حنہ (م)

مے مصنف ابن ابی شیبہ فی اربل یہ فعل یہ فی انما و جو جنب اداره القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۸۲/۱

مے مصنف ابن ابی شیبہ فی اربل الجنب یغسل یتنجس من غسله فی انما " " " " ۷۲/۱

والا سودود فی رواۃ وکان یسکب من وضوء
الناس فی جوفها قال وکانهم ساء احدیث
المستیقظ حاصیہ او انہ امر قیدی علی
ابن ابن ابی شیبۃ قد روی عن ابی معویۃ عن
الاعش عن ابرہیم قال کان اصحاب عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا ذکر عندہم حدیث
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالوا کیف یصبر
ابو ہریرۃ بالشمس المدی بالمعدیۃ آھ ہذا
کل ما فی بہ فی ہذا الباب فی کتابہ ترجمہ
اللہ تعالیٰ فی ما بہ .

کے سامنے جب حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کا ذکر آتا تھا تو فرماتے تھے کہ ابو ہریرہؓ میرا ہی کیا کرتے تھے جو میرے

میں تھے اھ کس باب میں اس قسم کی چیزیں ذکر کی ہیں ۔
اقول وبالله التوفیق الکلام فیہ صلی
وجوب الاول من المطلب است و در رحمہ
اللہ تعالیٰ بب مرۃ نستعی غلیس یہ اثر مسما
ابھی لای کلامہ فی المحرض الکبیر الاقرے
لی قولہ ان ماء المحرض فی حکم ماء جار و
معلوم قطعاً انت ذلک انما هو فی المحرض

عہ ذرا بیت لغیریہ بہ فی کلامہ شیعہ
المحقق علی الاطلاق حیث اور د معلوم
المبتنی فی مسائل الماء اکثر ثم قال و
انما امراد المحرض الکبیر یا الضمیر و
اھ ۱۶۷ عنہ خضر لہ . (م)

نہ رسالہ مر قاسم

اس بحث سے تعلق نہیں پھر فرمایا اور ابن جریج سے
موسیٰ ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا کہ ایک
شخص نے حوض میں ننگے پاؤں غسل کیا تو انہوں نے کہا
اس میں حرج نہیں، خود ابن عباسؓ سے یہ کیا حالانکہ
ان کو معلوم تھا کہ اس میں سیاہ و سپید سب ہی غسل
کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس حوض میں
لوگوں کے وضو کا پانی جاتا تھا، فرمایا کہ غالباً انہوں نے
مستیقظ کی حدیث کو اُس کے ساتھ خاص دیکھا یا یہ کہ
یہ امر قیدی ہے، حد و داریں ابی شیبہؓ نے بروایت
سے اقرش سے ابراہیم سے روایت کی کہ اصحاب حضرت
کے سامنے جب حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کا ذکر آتا تھا تو فرماتے تھے کہ ابو ہریرہؓ میرا ہی کیا کرتے تھے جو میرے

میں تھے اھ کس باب میں اس قسم کی چیزیں ذکر کی ہیں ۔
اول تعجب ہے کہ انہوں نے جتنی کی عبارت
سے استدلال کیا ہے، حالانکہ وہ جو پاہتے تھے اس
میں موجود نہیں، اگرچہ اس میں وہ بڑے کس کے ہاتھ
میں گنگر کر رہے ہیں جیسا کہ یہاں قول ان ماء المحرض فی حکم ماء
جار سے معلوم ہو سکتا ہے یہی مطلب معلوم ہے کہ حوض وہی تھا جس

پھر میں نے اس کی تصریح ان کے شیخ محقق
علی الاطلاق کے کلام میں دیکھی جہاں انہوں نے
کثیر پانی کے مسائل میں جتنی کا کلام وارد کیا
پھر مستر یا یا الضمیر و اس سے مراد
حوض کبیر ہے اھ (ت)

میں پانی بہت زیادہ ہوا پھر ٹاٹوں کی قوتوں کی طرف سے، خود بخود
اس رتبہ میں فرمایا کہ برتنوں کا پانی نجاست کے گئے
سے نہیں ہو جائے گا، اور اس میں تغیر ہوا، یہ پانی
تلاپ اور گڑھے میں سوہ برتنوں کے پانی کے برابر ہو تو
وہ بھی برتنوں کے سب سے طے ہے کہ نہ مکمل کا
کئی نہیں ہ

دوم نمبر ۴ میں ہم نے مبنیٰ کی تصریح کر پانی
ہا تھا ڈالنے سے خراب ہوگا۔

سوم اسی طرح کتاب کے بارے میں یہ کہنا یہ
نہیں ملتی ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ کئی ٹکڑوں پنا
ہا تھا وہ سب کے بغیر برتن میں ڈالے یا عدت ڈالے پھر
دونوں اس سے غسل کریں، اور اس قسم کا گمان تصور
میں نہ ہو، اسلئے درم امر میں حضرت عائشہ
سے لکھ ہو سکتا ہے، اہم محمد کا مقصود تو صرف ان
لوگوں کے قول کی تردید ہے جو عورت کے بچے ہوئے
پانی سے مطلق مرد کے لیے وضو کرنے کو باطل سمجھتے
دیتے ہیں یا جب عورت جنب یا غسل پر، اور یہی
دو قول صحابہ و تابعین کے ہیں، اور اس لیے فرمایا کہ
نہ مرد سے پہلے یا مرد سے عورت سے پہلے اہم کی ہو، اور
اور اس کا عنوان یہ تھا کہ کیا عورت اور مرد کے ایک
برتن سے غسل جاہت کرنے کے بیان میں

تکبیر ہی الماء اکثر اما الصغير فكالوا
وقد قال العلامة نفسه في هذه الرسالة ان
ماء الادواني يتنجس بوقوع النجاسة وان لم
يتغير قال وما كان في خدير او مستنقع وهو
ماء الادواني فهو ملحق بها ولا اثر للمحل
الث في قد ص في سورة ۴۸ من المبتغى التبريح
بان الماء بعد ما حال انكث الثالث كذلك
لا اثر لتأثير شيء من مضمومة في حياصة كتاب
الاثار فليس ان الرجل يدخل يده في الاناء
قبل الغسل او المرأة ثم يعسلان منه وكيف
يظن هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم في حليته
وسلموا و امر المؤمنين من رضى الله تعالى عنها
وانما مراد محمد وحببه الله تعالى نفي قول
من ابطال الوضوء بفصل وضوء المرأة مطلقا
او اذا كانت حياء و حائضا و حائضا و حائضا
و العائكة و لذا قال هدأت قبله او بدأ قبلها
و ترجم له باب غسل الرجل المرأة من ا
واحد من الجنبات الرابع قد اوصى رضى الله
تعالى عنه مراعاة الشرائع في وضوء السيف
او قال باب الرجل يعسل او يتوضوء لمؤمر المرأة
اخر ما لك حديثا نافع من ابن عمر رضى الله

مہ رسالہ علامہ قاسم

مہ بحر الزاوی کتاب الطہارت سید کبیر کراچی ۱/۱

مہ کتاب الاثر غسل الرجل والمرأة من الماء واحد من الجنبة ادارة القرآن کراچی ص ۱۰

تعالیٰ عنہما انہ قال لا یاس یا بن یحییٰ علیٰ الرجل
 یقتل وجہ المرأة ما لم تکن حبیب او حاتنہا
 قال محمد لا یاس یفصل وجہ المرأة وحسبہ
 وسوہا وان کانت حبیب او حاتنہا یقتل
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ یقتل
 هو وحاشی من انادوا احدیتہ عن عاتقہ
 حبیبہ فهو قتل رجل المرأة المحب وهو قول ابی حنیفہ
 رحمہ اللہ تعالیٰ الخصاص قد علمت
 الاثنتی الی یکر الرازی وشمس الاثنی عشری
 ولا سبیبی والوفو الی وابی مرید الدبروی
 والزینی وابی الہمام وغیرہم الجہ المعبر
 عنہ اللہ تعالیٰ لنا بہم وعن الخلاصۃ عن
 نفس کتاب الاصل لمحمد مرآتہ فیہ
 فی الحکمہ بحصرہ فکیف یحمل حد الکلام
 علی خلاصہ وبالله التوفیق السادس ما ذکر
 رحمہ اللہ تعالیٰ عن ابی عیسیٰ والامام الباقہ
 والحدیث البصری ابی سیرین و
 ابراہیم الشعمی والزہری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہم
 لا یس المقصود لانه فی الصق والکلام فی
 البدن السابع ما ذکر آخر عن عطیہ بن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فاحقہ الصلق ولا
 حجة فی اولہ فانه ان کان المراد التوفیق فی
 المعص بحدیث تستقط نفس لہ فیہ کالتوصی
 فی الفلست فہو من المعنی وان کان المراد
 توصی یا دخل الید فیہ للاقتراف فقد مر
 منہ مرطاً امام محمد رجل یقتل او ترغاً بمرآہ

چہ امام محمد نے اپنی مراد کی وضاحت اپنی مرطاً
 میں کر دی ہے، فرمایا، باب اس بیان میں کہ مرد عورت
 کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ ہمیں مالک نے خبر
 دی، ہم سے نکتہ نے ابن کثیر سے روایت کی، انہوں نے
 فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد عورت کے بچے ہوئے
 پانی سے وضو کرے بشرطیکہ جنب یا عاتق نہ ہو۔ محمد
 نے فرمایا اس میں حرج نہیں کہ عورت کے بچے ہوئے پانی
 سے وضو کرے خواہ وہ اس کے وضو کا ہوا غسل کا ہوا بغیر
 اور جزاء وہ جنب ہو یا عاتق ہو، ہمیں حدیث پہنچی ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادرستہ عاتق ایک ہی
 برتن سے پانی ہمیں چھٹ کر غسل کرتے تھے، یہ جنب
 عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کا ثبوت ہے،
 اور سی البرص کا قول ہے۔

باب ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہما
 اسبیحی بنی، دونو بنی، بوزید لدبروی، زینی ابن ہمام
 وغیرہم حمل القدر انہ کی ایک خیمہ حالت سے پہلے
 ہی نقل کیا ہے اور خلاصہ سے امام محمد کی اصل کی تصریح
 نقل کی ہے کہ اسی میں خاص مکر بیان کیا ہے تو اس
 کلام کو اس کے خلاف پر کیونکہ محمد ل کیا جا سکتا ہے،
 و انہ التوفیق۔

ششم انہوں نے جو بن عباس امام مقرر
 حسی نصری، ابن سیرین، ابراہیم کنی اور زہری رضی اللہ
 عنہم سے نقل کیا ہے وہ مقصود سے متعلق نہیں کیونکہ
 وہ متعلق کے بارے میں ہے جبکہ گستاخو ملکی کی بات ہے۔
صغتم جو آخر میں اصولی نے عطا اور ابی عباس

ان هذا القدر معفو عنه عند عدم امانة وان
 فرض ان المراء ان يدبر المعوض ويتوضعا
 فيه بترتبه ايضا حجة اذ ليس فيه بيان
 قدر المحض فخر ام ان يكومت كسيرا
 الشاهن كذبت حديث سعد رضي الله
 تعالى عنه فانه في المحض قبل الا نقضه وقد من
 عن الخاتبة والحلاصه ويروها ابا لا تفسد
 الى اذا والعدم السبين سقوط الفرض و
 اقامة القرينة الشاهن ما ذكر عن عامر
 عن هرا ان لفظة يعني قبل ان يغسلوه
 مدرج في الحديث ولا يدري من قول من هو
 ولا جهة في المجهول الها مشر ما حكم
 عن الحسن بمارضه ما في البدائع في
 وقوع قليل ماء مستعمل في الماء غسل
 الحسن البصري عن القليل قتال و
 يترك نشر الماء وهو ما تظن ومنه عند الوضوء
 و بشرائط مما في تعذر التحريم عن القليل
 فكان القليل معفو ولا تقدر في كثير من
 يكون معفو اذ حد كذا في معلق مكيف
 في اسئلة الجادى عشر ما حكمه
 سعيد رضي الله عنه في الصلوة عليه صديقه
 بالحق قبيح يحتج به على الصديق وكنى به
 ما من ساوا كان الشاهن في عشر كذا بعد

سے نقل کیا ہے کہ اس کا آخری حصہ ملتی ہیں ہے اور اس
 کے اول میں کوئی حجت نہیں، کیونکہ اگر مرد و عورتوں سے
 وضو کرنا ہے کہ اس طرح اس کا دھوون عرض میں گرے
 جیسے طشت میں وضو کیا جاتا ہے تو وہ قطعی سے ہے و
 اگر مراد یہ ہو کہ عرض میں ہاتھ ڈال کر پلو بھر کر وضو کیا تو
 گزر چکا ہے کہ اس قدر کہ شرع نے معاف رکھا ہے
 جبکہ دوسرے برتن نہ ہوں، اور اگر مراد یہ ہو کہ عرض میں
 اتر کر وضو کیا تو بھی حجت قیتم نہ ہوگی کیونکہ اس میں
 عرض کے سائز کا ذکر نہیں، پس ممکن ہے کہ عرض
 بڑا ہو۔

ہشتم اسی طرح سعد کی حدیث ہے کہ اگر وہ
 حیض کے منتقل ہونے سے قبل سے متعلق ہے اور رحم
 خالصہ اور قدامت وغیرہ سے نقل کیا کہ یہ پانی کو غراب
 میںیں کر، کیونکہ دونوں سبب ہی موجود نہیں ہیں نہ تو
 سقوط فرض ہے اور نہ ہی قرینہ کی دلیلی ہے۔
 نهم جو عامر سے نقل ہوا تو ظاہر یہ ہے کہ
 "قبل ان يغسلوها" کا لفظ حدیث میں مذکور
 ہے، اور معلوم نہیں کہ یہ کس کا قول ہے، اور مہمل
 سے استدلال نہیں ہوتا۔

دہم جو حسن سے نقل کیا گیا ہے وہ اس کے
 مخالفت ہے جو انہی سے بدائع میں نقل کیا گیا ہے
 یعنی یہ کہ پانی میں اگر مستعمل پانی گر جائے تو کیا حکم
 ہوگا حسن بصری سے کہہ کر کی بابت پر چھ گیا، تو کہنے

الثالثة عن البدائع معزى عن المقصود
فان في المتن ولا كلام فيه الا ترى الى قوله
ثم انكثير حتى محمد ما يغلب على السواء
اسفل وعند ههنا يستبين مواقع القطر
في الاناء اهـ

جواب دیا گیا پانی کے چھینٹوں کا مالک کون ہے ؟ تو
کم تو قدر کی وجہ سے مصاف ہے مگر زید میں یہ صفت
نہیں تو وہ مصاف نہ ہوگا ۱۰ ان کی یہ گفتگو لفظی میں ہے
تو ملاقی میں کیا حال ہوگا۔

یا زید ہم جو تسمیہ سے نقل کیا گیا ہے اگر وہ
صحیح ہو تو وہ ایک متابقی کا مذہب ہے تو اس سے مذہب پر کیسے استدلال ہو سکتا ہے وہی جواب دوسرے
آثار میں ملحوظ طور رکھنا چاہئے۔

دارہم اس طرح بدائع سے نقل کردہ تیسری عبارت بھی مقصود سے الگ ہے کیونکہ وہ لفظی کی بابت ہے
اور اس میں گفتگو نہیں، اس میں یہ بھی ہے کہ پھر تم کے نزدیک کثرت ہے جو مطلق پانی پر لب آجائے اور
فیہین کے نزدیک یہ کہ قطوں کی جگہ رتن میں ظاہر ہو جائے اور

قلت والوجه فيه ان الماء طاهر
عن محمد فلا يسلبه وصف الظهور مية
عالم يغلب عليه ونحوه حدسها مما يعدل
وقطرة نجس نجس كمثل ماء قليل غير
ان الذي لا يستبين لا يعتبر كوشش البول
قدم ماؤس الا برقع في حنه لصور التحرز
فان هذا ما نحن فيه نعم جل ما
في يدك ما ذكر البدائع في الجدل عن رواية
ضعيفة وتعين قول محمد في مسألة بخط
المستعمل ما لا في البدائع وهو اقل من حيرة

میں کہتا ہوں اس میں وجہ یہ ہے کہ تم کے
تو ایک پانی پاک ہے تو اس کی پاکیزگی کا وصف
اس وقت تک کسی سے سلب نہ ہوگا جب تک کہ
اس پر کوئی نجاست غالب نہ آجائے، اور شیئین
کے نزدیک نجس ہے جیسا کہ کہتا ہے، اور نجس کا
ایک قطرہ ہی تمام متلیل پانی کو نجس کر دیتا ہے
ابستہ جو پانی میں نہ ہر نہیں ہوتا وہ معتبر نہیں ہوتا ہے
جیسے سوئی کی نوک کے برابر پیشاب کے چھینٹے، تو
چونکہ اس سے بچے میں دشواری ہے اس لیے سرک
مصاف کر دیا گیا، تو اس کا ہماری بحث سے کیا تعلق
ہے ؟ ان قبل غرور عبارت ہے جو انہوں نے بدائع سے نقل کیا ہے، وہ ایک ضعیف روایت پر مبنی ہے
اور مسئلہ محض پر تم کے قول کی توجیہ ہے کہ مستعمل پانی وہ ہے جس کی ملاقات بدن سے ہوئی ہو ورنہ دوسرے
سے کم ہے۔

اقول وبالله التوفيق وهو المستعان
على اعادة التحقيق اليش انا وصحت انا
میں کہتا ہوں وبالله التوفيق وهو المستعان
على اعادة التحقيق اليش انا وصحت انا

امام ہمام علیہ السلام کے کرام کے بادشاہ 'اشراف' جنت میں
ان کے درجات بلند فرمائے ہم ان کی برکتوں سے ہمیشہ مستفید
ہوتے رہیں کریں ان کے سامنے لب کشائی کروں یا نہیں
مذہب ثابت شدہ ہے اور امر بیکہ کی تصریح بت مجھ
موجود ہیں اور اس نام جلیل انقدر نے نقول کی حد تک
ان امر سے اتفاق کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہماری بحثوں
سے مذہب کی تصریحات باطل نہیں قرار پا سکتی ہیں
جیسا کہ اس فنی کے خدام پر واضح ہے اس لیے
میں کچھ معروضات پیش کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں
اور وہ یہ ہیں :

میں کتابوں میں رد جم امام حکم العلماء قدس سرہ نے پہلے
میں ذکر کیا کہ وہ کون سے عقائد میں جہاں ضرورتاً
پانی کے غسل کے کاسم ساقط ہو جاتا ہے ، جیسے پہلو
بہرے کے لیے ہاتھ کا پانی کے برتن میں ڈالنا اور ڈال
تاش کرنے کے لیے پیر کا کنویں میں ڈالنا ، پھر انہوں نے
فرمایا کہ اگر کسی نے برتن یا کنویں میں اپنے جسم کے بعض حصے
کو ڈال دیا یا تنہا پیر کے علاوہ ، تو پانی فاسد ہو جائے گا
کیونکہ یہ بے ضرورت ہے اور اسی اصل پر کنویں کے
مسئلہ کی تحریر کی جائے گی کہ جنب انسان اس میں
ڈول کی تلاش میں ، تراجم بغیر نیت غسل کے
بشرطیکہ اس کے جسم پر کوئی حقیقی نجاست
موجود نہ ہو ، اور خدا صریح کہ اس میں ہمیشہ یہ ہے کہ یا تو
غوطہ لگانے والے پاک ہو گایا ناپاک ہوگا ، مثلاً یہ کہ
اس کے جسم پر حقیقی یا محلی نجاست موجود ہو جیسے خجانبہ
اور حدیث ، اور ہر وہ چیز کی پھر رد وہ ہیں جس یا تو غوطہ

حق انکسور میں پڑی ہل الا مام العلماء مدہ ملک
العلماء انکر مدہ اعلى الله ووجاہہ فی داس
السلامہ واما من عیب بوجاہہ علی الدوامہ
أصین ولكن المذہب قد تقریرہ والنقل
الصحيح المصريح عن الإمامة الثلاثة رضى
الله تعالى عنهم قد توحد ومن أیت هذه الامام
الجليل قد وافق الاجلة الفحول في ثلاث
المقول في عند ذكر المتنقول في وحلت انت
مايتل في الجدل في اوييد في الفصل
لا يفتى عن نص من المذہب في بل من بسا
لا يكون البدي ايضا اليه يذہب
صحيحاً هو معلوم من عند من عدم هذا الفن
المذہب فجزأ في ذلك عطف انا غفرل
وهو الثالث عشر الامام مدہ العلماء قدس
سرہ هو القائل في هذا النص بعد ما ذكر سقوط
حكم الاستئصال في مواضع الضرورة كاليد في
الاناء للاختراقات والرجل في السور لطيف الدلو
ما نصه وفرا دهن في الاناء والبرقع جسد سوى
البند والرجل امسدة لانه حاجة اليه وعلى حد
الاصول تخرج مسألة البراءة لعنس الجنب مذہب
طلب الدلو لاسية الانتقال وليس على يد من تجارة
حقيقية والجملة فيه ان الرجل المنفص اما
التيكون ظاهر ودریکن بان كان على مدہ نجاسة
حقيقية او حكمية كالجنابة والحديث وكل وجبة وجوب
اما ان يعص طلب الدلو او التبرؤ او الاختصالي
رد في المسألة حکون حکم الماء الذس في
البئر وحكم الد اخذ فيه فان كان طاهراً

ڈول کی تلاش میں لگا سٹے یا ٹنڈک چال کرنے یا غسل کرنے کیلئے اور اس مسئلہ میں دو حکم ہیں ایک تو اس پانی کا حکم جو کنوئیں میں ہے اور دوسرے اس شخص کا حکم جو کنوئیں میں داخل ہوا، اگر وہ پاک ہے اور اس نے ڈول نکالنے یا ٹنڈک حاصل کرنے کے لیے غوطہ کھایا تھا، تو پانی بالاتفاق مستعمل نہ ہوگا، کیونکہ اس پانی سے نہ وضو کا ازالہ کیا گیا ہے اور نہ کوئی قربت دیکھی گئی ہے اور اگر اس میں غسل کے لیے غوطہ کھایا تو ہاں رکن صحت ہے ٹنڈک کے نزدیک پانی مستعمل ہو جائے گا کیونکہ اس سے قربت ادا ہوئی ہے اور زفرہ رشت قبی و دھوا نہ کے نزدیک مستعمل نہ ہوگا کیونکہ اس سے حدیث زائل نہیں کیا گیا ہے اور آدمی نوں صورتوں میں پاک ہے اور بے سس ترس کو دیکھنے جس میں وہ فراموشی میں ہو کہ اس میں دو حکم ہیں ایک تو اس پانی کا حکم جو کنوئیں میں ہے، تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کنوئیں میں وہی پانی ہے جو

والنفس لطيف الدوا والتبوء لا يصير مستعملا بالاجماع لعدم ازالة الحدث واقامة القرينة وان نفس فيها ملائمة حال مستعملا عند اصحابنا الثلاثة رضي الله تعالى عنهم لوجود اقامة القرينة وعند من خروا المشاقق مرادهم الله تعالى لا يصير مستعملا لانعدام ازالة الحدث والرجل طاهر في الوضوءين جميعا ثم نظرائي قوله في المسألة حكما من حكوا الماء الذي في البئر عهد تروى ان الذي في البئر هو ما لا يقطع سطحه بدنه عند الانقضاء كلاب كل ما في البئر وهو المقصود بيان حكمه وقد حكم عليه في الصورة الثامنة بانه صار مستعملا باجماع ائمتنا الثلاثة رضي الله تعالى عنهم وفيهم محمد القائل بطلها رتبه وقد حكم بانه بالانفصال سلب ماء البئر طهر رتبه

ملت کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ قربت کے طور پر غسل مراد ہے اور آئندہ تمام مقامات میں یہی مراد ہے، میل کو دور کرنے یا غری کو دفع کرنے کا غسل مراد نہیں کیونکہ جب طاهر آدمی دفع گری اور حصرت ٹنڈک کے لیے غسل کرے تو پانی مستعمل نہ ہوگا کہ دونوں ازالہ حدث اور اقامت قرینت نہیں پائے گئے اور (ت)

مخبر یرید الاختصال علی وجه القرينة بدلیل التعبد وهو المراد في سائر المواضع لاثنية دون الاختصال لا ازالة حدث او دفع سحرافاته والتعود سواء لا يصير الاستعمال اذا كان من طاهر لا لعدم السبب من احسنه جعته مرصبة تبارک و تعالیٰ - (م)

فظهر ان حكم الاستعمال ليس في السماء
القليل كذا سران حكم النجاسة باجماع اصحابنا
رضي الله تعالى عنهم فان السران على القول
بنجاسة الماء المستعمل ظاهر لا خلاف فيه
وهذا المحمد القائل بالظهار قد حكم
بالسران فكان القول به مجمعا عليه ولا
يتم لاحد بالخلاف يدان بل قد يظن ان
ملك العلماء ما ثبت ههنا على جعل طهارة
الماء المستعمل متفق عليها بين اصحابنا كما
قال في الهدا ئم ومشايخ العراق لو تحققوا
الخلاف فقالوا انه ظاهر غير مظهر عند
اصحابنا رضي الله تعالى عنهم حق روي عنه
القاضي ابن حاتم العراقي انه كان يقول
انا فرجوا لا تثبت رواية نجاسة الماء المستعمل
عن ابى حنيفة رضي الله تعالى عنهم وهو احق
المحققين من مشايخنا وراء النهضات
و قد كان سوق كلامه ههنا كما قدم رعايته
احكام الماء والرجل في جسيم الصور المحتملة
ها وقد التزم في كل صورة ببيان المخلافات
بين اثنتي عشرة امة كان وعصل في شق
الظاهر حكم الماء فعال في الاول لا يصير
مستعملا بالاجماع وفي الثاني صار مستعملا
عد اثنتي عشرة خلافا لفرق والشاخص

عوط کے وقت سطح بدن سے ملاقی ہوا تھا، ہرگز نہیں،
بلکہ انہوں نے کٹھن پانی ہے اور اسی کا حکم بیان کرنا مقصود ہے
اور دوسری صورت میں اس پر یہی حکم ہوا ہے کہ وہ آئینہ
طہارت کے نزدیک مستعمل ہو گیا ہے، ان میں امام محمد بھی
شامل ہیں جو اس کی طہارت کے قائل ہیں، اور اس سے
فرمایا کہ عوط کی وجہ سے پانی کے پاک کرنے والی صفت طلب
ہو گئی ہے تو ظاہر ہوا کہ استعمال کا حکم عوط سے پانی
میں مکمل طور پر جاری ہوتا ہے جیسے کہ نجاست کا حکم،
اس پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کیونکہ سرایت کرنا
مستعمل پانی کو نہیں کہے کی صورت میں ظاہر ہے، اس میں
خلاف نہیں، اور امام محمد جو پانی کی طہارت کے قائل
ہیں رایت کا حکم دے رہے ہیں تو گویا یہ قول اجماعی
ہے، اس میں کسی عارف نہیں رہا بلکہ یہاں یہ جگہ
بھی کیا گئی ہے کہ حکم بدلنے پانی کے پاک ہونے کو
ہمارے اصحاب کے درمیان متفق میرے قریب ہے
جیسا کہ بدائع میں فرمایا ہے، و مشایخ عرق نے
اختلاف کی تحقیق نہیں کی، تو انہوں نے فرمایا کہ ظاہر
تو ہے مگر ظاہر کرنے والا نہیں، یہ ہمارے اصحاب
رضی اللہ عنہم کے نزدیک ہے، یہاں تک کہ قاضی برغانہ
العراقی سے مروی ہے کہ وہ دہاتہ تھے کہ میں توقع ہے
کہ مستعمل پانی کی نجاست کی رویت ابو حنيفة کے نزدیک
ثابت نہیں ہے اور یہی ہمارے دراندیش کے محققین
مشایخ کا عقار ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں

مقی علیہ بیان حکم الرجل فی المسئلین
 عند التمثال فجمعوا ما قال الرجل طاهر
 فی الوجهین جمیعاً فکما انہ یتحیل عند
 المدوق السلیم کون هذا التمثال قولاً من فرد
 لثانی فیستی ساکتاً عن بیان حکم الرجل
 فی الوجهین عند التمثال رخص الله فی عملهم
 کذا ثبت یسعد فی یكون هذا قول بعض رؤس
 بعض منهم اذ لو کان کذلک لبین الخلف کہ
 بین فی سائر الصور والریات به حکذا هو سلا
 لریف من الخلاف اذنی عدم الخلاف مع
 وجوده لاسیما مع قرینتی الاجماع والاتفاق
 فی حکم الماء فی حدیث الوجهین فلو
 یقدم فی الذهن الاکثر نه وفاقاً مع
 اصحابنا کقرینتیہ الماء بقیتین و حد لایت فی
 الاصل القول بطلان الماء المستعمل
 حیث لم یتمسک الماء فلا یحتمل ان یتنجس
 الطاهر بخلاف ما اذا اقبل منجاسة اذ
 یتطرق القول بانسب الماء تمسک منجس
 وذا یكون الرجل طاهر و قد عان قلت ایس
 ان حکم الاستعمال انما یصل بعد الانعصال
 والبدن کلہ شیء واحد فی الاستعمال فما دام
 فیہ لم یکن مستعملاً و اذا صار مستعملاً لم یکن فیہ فہن هذا
 یخرج طاهر من نجاسة الماء المستعمل عند حیث
 ینزک عنہا قلت بطلان و لکن انما یتنجس علی
 قول الکامر اما عند ابی یوسف فثبت

ان کے کلام کی روشنی میں کہ کون پانی کے احکام کے احاطہ
 کے لئے ہے اور مرد کے احکام کی بابت ہے یہ تمام
 محتمل صورتوں میں ہے، اور انہوں نے یہ التزام کیا ہے
 کہ ہر صورت میں ہمارے نمونہ کا خلاف بیان کیا ہے
 اگر واقعہ اختلاف ہو اور پاک کی دونوں صورتوں میں پانی کا
 حکم تفصیلاً ذکر کیا ہے، پہلی صورت میں کیا یا لا جماع مستعمل
 نہ ہوگا اور دوسری صورت میں کیا مستعمل ہوگی ہمارے نمونہ
 ان کے نزدیک و اس میں ذکر اور شافعی کا خلاف بیان پر
 یہ بیان کرنا باقی ہے کہ دونوں مسئلوں میں شمس کا حکم
 ہمارے امر کے نزدیک کیا ہے تو ان دونوں کو جمع
 کر دیا اور فرمایا کہ دونوں صورتوں میں وہ شمس پاک ہے
 جس طرح ذوق السیم پر یہ گراں ہے کہ اس کو زخرو
 شافعی کے قول سے تفرق دیا جائے اور مرد کے حکم میں
 ہمارے امر دونوں صورتوں میں عام شمس بے یوں یہ بعد
 ہے کہ یہ قول بعض کا ہو اور بعض کا نہ ہو، اس سے یہ کہ
 اگر ایسا ہوتا تو وہ اختلاف کو ضرور بیان کرتے جیسا کہ
 تمام صورتوں میں بیان کیا ہے لیکن اس کو انہوں نے
 اس طرح مطلق ذکر کیا تا کہ خلاف کا یہام ہو یعنی
 عدم خلاف مع وجود خلاف بالخصوص جبکہ دو قرینے
 اجماع اور اتفاق کے اس امر پر موجود ہیں کہ دونوں
 صورتوں میں پانی کا حکم کیا ہے یہ ذہن میں ہر شخص ہے
 وہ اس کی ہے کہ یہ مسئلہ ہمارے اصحاب کے درمیان
 اتفاقی ہے، جیسے اسکے دو سابقہ قرینے ہیں اور یہ اسی
 صورت میں ہوگا جبکہ مستعمل پانی کی طہارت کا قول کیا جائے
 اس لئے کہ پانی نجس نہیں ہوا، قرینہ احتمال نہیں ہے

بحکم الاستعمال یا بول ملاقات البیوت السماء
 قال فی البدائم ابو یوسف یقول ان ملاقات
 اولی مضوی المحدث الماء یوجب صیروم قسمة
 مستعملاً فکذا ملاقات اولی مضوی الطاهر
 الماء علی قصد إقامة القریة واذ اصار
 الماء مستعملاً باولی الملاقات لا تحقق طهارة
 بقیة الانصاف بالاء المستعمل فی تکلیف یقول
 الماء مستعمل والمرجل طاهر وقد قال فی
 البدائم ان کان علی یدیه نجاسة حکمیة
 فطهران ادخلها فطلب الدلو المتبرک به فخرج
 من الاول ای الماء الاول فان المسألة مفروضة
 فی الانصاف فی حدة میاها طاهر عند الجحیفة
 و محمد رحمهما الله تعالی هر المصحح لزوال
 الجحیفة باذنهم من مرة واحدة وعند ابو یوسف
 هو من ولا یخرج طاهر ابدائم فان
 حصلته عن اسی حال الضرورة لقول البدائم
 اما ابو یوسف فقد ترك اصله عند الضرورة
 علی ما ینکر وروی بشرحه ان المیاء کلها
 نجسة و هو قس من مذهبہ دفعه
 ان ما مرهنا ان الماء مستعمل والمرجل
 طاهر عکس ما یقول به الاصحاب الثانی فی حال
 الضرورة الا ترى ان مذہبه فی مسألة البیوت

کہ وہ پاک کو نجس بنا دے بخلاف اس صورت کے کہ
 پانی کو نجس کیا جائے کہ اس صورت میں کہا جاسکتا ہے
 کہ چونکہ پانی نجس ہو گیا ہے اس لیے اس نے طاهر
 کو نجس کر دیا تو مرد بالاتفاق پاک نہ ہوگا۔ اگر تو یہ کہہ
 کر آیا یہ بات درست نہیں کہ پانی پر مستعمل ہونے
 کا حکم اسی وقت ملتا یا جائے گا جب وہ بدن سے
 جدا ہو، اور بدن غسل کی صورت میں شئی و حد ہے
 تو جب تک پانی بدن پر رہے گا مستعمل نہ ہوگا
 اور جو مستعمل ہوگا تو بدن پر نہ رہے گا اسی وجہ سے وہ
 شخص پاک ہو جاتا ہے اور پانی شعیب کے نزدیک نجس
 ہو جاتا ہے جیسا کہ شعیب کی بابت مشہور ہے میں
 کہتا ہوں یہ درست ہے، اگر یہ صرف امام ابو یوسف کے
 قول پر چل سکتا ہے کہ اگر ابو یوسف کے نزدیک پانی کو
 مستعمل سمجھنا کا علم بدن سے پہلی طاقیت ہی میں آکر یا نہ آکر
 بدائع میں ہے ابو یوسف نے فرمایا فحدث کے کچھ مضر
 ہے مجھے ہی پانی مستعمل ہو جاتا ہے، اور اسی طرح
 پاک آدمی کے کسی مضر کا پریت اور ایسی قرۃ پانی کو لگنا
 پانی کو مستعمل بنا دیتا ہے اور جب پانی پہلی طاقیت
 ہی سے مستعمل ہو گیا تو باقی اعضاء کی طہارت پانی سے
 نہیں ہو سکتی ہے اور تو پھر وہ کس طرح فرماتے ہیں کہ
 پانی مستعمل ہو گیا و مرد پاک ہے۔ اور بدائع میں فرمایا
 کہ اگر اس کے ہاتھ پر صرف نجاست علیہ ہے پھر وہ

اس کو گنزیں میں ڈولی بکاسنے یا ٹھنڈا کر حاصل کر سکتے
کیئے داخل کرتا ہے تو وہ اول (یعنی پہلا) پانی کیونکہ
مسند اس مفروضہ پر ہے کہ گنزی پانیوں میں ہاتھ
(ڈوبا) سے پاک نکلے گا۔ یہ ابو حنیفہ اور محمد کے
نزدیک ہے۔ یہی صحیح ہے کیونکہ جہاں بہت ایک ہی مرتبہ
ڈوبنے سے زائل ہو گئی، اور ابو یوسف کے نزدیک
وہ نجس ہے، اور وہ بھی پاک نہ ہوگا۔ اگر آپ اس کو
یہاں ضرورت پر محمدی کر بی کیونکہ ہاتھ میں ہے ہر حال
ابو یوسف نے اپنی اصل کو ضرورت کے وقت ترک
کیا ہے۔ جیسا کہ اُن سے مروی ہے اور پھر نے اُن سے
روایت کیا ہے کہ سب کے سب پانی نجس ہیں اور یہی
پیراۃ کے نہیب سے لگا کھاتی ہے۔

(نفسہ ۸۰۹ جو یہاں گزرا کہ پانی مستقل
ہے اور آدمی پاک ہے، امام ثانی کے قول کے برعکس
ہے ضرورت کی حالت میں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ
اگر نہیب گنزیں کے مسئلہ "خط" میں "ج" ہے
یعنی پانی اپنی سابقہ حالت پر پاک ہے اور انسان
بھی جیسا کہ پہلے تھا پاک ہے۔ ہر حال میں فرمایا
ابو یوسف فرماتے ہیں اس اصل پر عمل لازم ہے

(یعنی یہ کہ پہلی طاقات ہی میں حکم ثابت ہو جاتا ہے)
ہاں ضرورت کے وقت اس کو ترک بھی کر سکتے ہیں، جیسے جنب اور سہ و مخرج برتن میں سے پانی لینے کے لیے
اپنے ہاتھ ڈوب کر پانی مستقل نہ ہوگا اور حدت بھی زائل نہ ہوگا کیونکہ یہاں ضرورت موجود ہے، کیونکہ یہ
پانی اگر مستقل ہوتا تو حدت کے زائل کرنے کی وجہ سے ہوتا، اور اگر یہ حدت کو زائل کرتا تو پاک ہو جاتا اور

جعل الماء من الماء طاهر على حاله
والحدت لم يضره كذا قال في البدائع أبو يوسف
يقول يجب العمل بهذا الأصل اعم ما تقدم
من ثبوت الحكم بالقاء (القاء) الاخذ بصورة
كالجنب والحدت اذا دخل يدا في الاناء
لا تغتراف الماء لا يصير مستحلاً ولا يزول
الحدت الى الماء لكانت الضرورة لان هذا
الماء هو المستعمل في يصير مستحلاً بالقاء الحدت
انوال الحدت تنجس ولو تنجس لا يزيل الحدت
واد البربر الحدت بقى طاهر او اذ لقي طاهر يزيل
الحدت يرفع الله ورقض الله دور من الابتداء
فقلنا انه لا يزيل الحدت عنه فبقى نجس
بجذبه و السقاء على حاله و
بالجملة لا يستفاد منه لانه على قول أبي يوسف
اصلاً الايات يقال انه صير من نجس مرة
الماء المستعمل عند هم حبيماً وهو قول
صحيح قد قوا حدث العلماء و جعله مختار
المحققين و انه مشى في مو صم كثيرة على
نسبة التنجيس الى الشيخين كما اشتهر
فعلى هذا تكون المسألة فصاعداً اثبت
الثلاثة على سر بيان حكم الاستعمال الخ

جسيم الماء مع طهر مرتبه ط الله سبحانه وتعالى علم
ہاں ضرورت کے وقت اس کو ترک بھی کر سکتے ہیں، جیسے جنب اور سہ و مخرج برتن میں سے پانی لینے کے لیے
اپنے ہاتھ ڈوب کر پانی مستقل نہ ہوگا اور حدت بھی زائل نہ ہوگا کیونکہ یہاں ضرورت موجود ہے، کیونکہ یہ
پانی اگر مستقل ہوتا تو حدت کے زائل کرنے کی وجہ سے ہوتا، اور اگر یہ حدت کو زائل کرتا تو پاک ہو جاتا اور

اگر ناپاک ہوتا تو حدیث کو زائل نہ کرتا اور جب حدیث کو زائل نہیں کیا تو پاک رہا اور حسب پاک رہا تو حدیث کو زائل کر کے گا تو دور لازم آئے گا، تو ہم نے دور کو ابتداء ہی سے قطع کیا اور وہ اس طرح کہ یہ پانی حدیث کو زائل نہیں کرتا ہے تو انسان اپنی حالت پر رہا و پانی اپنی حالت پر رہا اور نہ کسی کو آب و صفت کے قول پر یہ قول کسی حجت نہیں ملتا ہے مگر محض ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ پانی اس تمام ائمہ کے نزدیک پاک ہے اور یہی قول صحیح ہے، اس کو ملک العلماء نے قوی قرار دیا اور اس کو حقیقت کا محض قرار دیا، اگرچہ اکثر مقامات پر انہوں نے اس پانی کو شیخین کے نزدیک نجس قرار دیا ہے، جیسا کہ مشہور ہے، اس بنا پر یہ مسئلہ اس امر کی تصریح ہو گا کہ ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک استعمال کا حکم تمام پانی میں جاری ہو گا اور انسان پاک رہے گا، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

الرابع عشر شوہ قال قدس سرہ فی
من العسس فی ثلثة ابار او اکثر عند
(ای طرفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ان العسس
فطلب الدلو والتبره فالعباء باقیة حلی
حالیہ وان کان لا یصل من للاغتسال حالہما
انہ یصل بعد استعمل لوجود قیمة غریبہ
او فی نظر حلی یثنی حکم بکرمہ مستعملا الماء
انہ یصل بعد الاخصوص مالا لاق منه سطر
البدن۔

پہلو سوانی پھر قدس سرہ نے فرمایا کہ جس شخص
نے تین یا تین سے زیادہ گھونڈوں میں غوطہ لگایا تو وہ
دونوں (یعنی طرفین) کے نزدیک اگر دلو کی تلاش
میں لگایا یا ٹنڈہ کا حاصل کرنے کے لیے تو پانی اپنی حالت
پر باقی رہیں گے، اور اگر غوطہ غریبہ کے لیے تھی تو چھٹا
پانی وہ اس کے بعد وہ یہ فی مستعمل ہوں گے کہ ان کے
قریبہ اور ہوتی ہے اور تو دیکھیے انہوں نے کس چیز پر
مستعمل ہونے کا حکم لگایا ہے، چوتھا پانی اور اس سے
زائد خاص وہ پانی نہیں جس سے محدث ملا۔

قلت والمضى حیدر المیاء من اولها
واما خصی الرابع ما فوقہ بالذکر وقد نتوہم
انہ یقتصر حکم الاستعمال علی المیاء الثلثة
الاولی ولا قرینة بعد التثلیث فالرابع وما
بعدہ لا یصلیر مستعملا لعدم السبب فی فتنہ
علی بطلانہ بامس ذلک عند اتحاد المجلس
و لا صاع لہ فی باب الابار۔

میں کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ پہلا پانی سے ملے کہ
تمام پانی مستعمل ہیں، انہوں نے چوتھے اور اس کے
بعد اگلے کا خصوصی ذکر اس لیے کیا تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ
استعمال کا حکم صرف تین پانیوں تک ہی محدود ہے
کیونکہ تثلیث کے بعد قرینہ باقی نہیں رہتی ہے تو چوتھا
اور اس کے بعد الاستعمال نہ ہو گا، کیونکہ اس میں
دونوں سبب موجود نہیں ہیں، تو اس کے بطلان پر انہوں

سے متنبہ کیا کہ یہ اتھا و مجلس کی صورت میں ہے اور یہ چیز مختلف کنوؤں میں نہیں پائی جاتی ہے۔

اقول لیکن بشکل عدیہ انہ رحمہ اللہ

تعالیٰ انما ذکر هذا فی موانع علی بد نہ نجاسة
حقیقة لان عبادتہ طہر اذ ان لہ یکس
طہر اذ ان کا علی بد نہ نجاسة حقیقة
وہو جنب اولاً فانفس فی ثلثة اباد او اکثر
من ذلک لایخرج من الاولی والثانیة طہراً
بالاجماع و یخرج من ثالثة طہراً عند
ابی حنیفة و محمد و رضی اللہ تعالیٰ عنہما و المیاء
الثلثة نجسة لیکن نجاستہا علی التفاوت علی
ما ذکرہ عند ابی یوسف کلہا نجسة و الرجل
نجس سواء انفس لطلب الدلو او الاغتسل
و عندہما ان انفس لطلب الدلو او التور
فالیہ باقیة علی حدیثہما و کیف تہی علی
حدیثہما و الغرض ان علی بد نہ نجاسة حقیقة
الا ان یقال استہی الکلام علی قولہ المیاء
کلہا نجسة و الرجل نجس و قولہ سواء انفس
لطلب الدلو لای بیان لعدم اقتضار الحكم
عند ابی یوسف علی النجاستہ الحقیقة ببل
کہ ذلک العکس کما قد منا ان عند ابی یوسف
ہو نجس ولا یخرج طہراً ابدالاً فلما
استطرف هذا الباب خلافت الطرفین فیہ انت
هذا التعمیم لیس حدیثاً و لیکن ذکا انت

میں کہتا ہوں اس پر اشکال یہ ہے کہ انہوں
نے یہ حکم اس شخص کا بیان کیا ہے جس کے بدن پر حقیقی
نجاست ہو، ان کی عبارت اس طرح ہے پس
اگر وہ پاک نہیں ہے تو یا تو اس کے بدن پر حقیقی نجاست
ہوگی اور وہ جنب ہوگا یا نہیں، ایسا شخص اگر تین
کنوؤں میں غوطہ کھائے یا زیادہ میں تو پہلے اور
دوسرے سے بالا جماع پاک نہیں نکالے گا و تیسرے
سے ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک پاک نکالے گا اور تینوں
پائی نجس ہیں، مگر ان کی نجاست مختلف ہے جیسا کہ ہم
ذکر کیا، اور ابو یوسف کے نزدیک سب نجس ہیں اور
انسان بھی نجس ہے، خواہ اس نے ڈول نکالنے کے لئے
غوطہ کھا، یا یا غسل کرنے کے لئے، اور طرفین کے نزدیک
اگر ڈول نکالنے کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے
غوطہ کھائے تو پانی اپنی حالت سابقہ پر باقی ہے نہ
لیکن یہ کیجئے ہو سکتا ہے جبکہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ اس
کے بدن پر حقیقی نجاست ہے۔ ان گزیر کہ چنے
کہ ان کا کلام المیاء کلہا نجسة و الرجل نجس
پر پورا ہو اور ان کا قول سواء انفس لطلب الدلو
اور اس امر کا بیان ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک
حکم نجاستہ حقیقہ پر مقصور نہیں ہے بلکہ حکم کا بھی یہی
حال ہے جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں کہ ابو یوسف کے
ز نزدیک انسان نام پاک ہے تو کبھی پاک نہ ہوگا، اس

معلوم ہوا کہ اس میں طرفین کا خلاف ہے کہ یہ تعین ان
 دو فرق کے نزدیک نہیں ہے، اس پر یہ اعتراض ہے
 کہ کلام مستطرد نجاست حکیم کی ہا بست ہے تو پھر یہ کیسے
 فرمایا کہ طرفین کے نزدیک اگر ٹول نکالنے یا ٹھنڈک
 حاصل کرنے کے لیے غوطہ لگایا تو پانی اسی حالت پر باقی
 رہے کہ اگر کلام کے نزدیک پانی حدث کے ذریعہ
 مستقل ہو جائیگا اگرچہ اس سے نیست نہ کی ہو مگر تحقیق
 یہ ہے کہ کلام محمد کے نزدیک بھی یہی حکم ہے، بدلتے ہیں
 ہے کہ اگر کوئی انسان کنوئیں میں گر گیا تو اگر اس کے بدن
 پر نجاست بکیر ہے تو جو درگ اس پانی کو مستقل مستند
 دیتے ہیں وہ مستقل کا جس کہتے ہیں تو ان کے نزدیک کنوئیں کا
 کل پانی نکالا جائیگا جیسا کہ گزرا، اور جب یہ حکم بلا قصد
 حرکت یا بہرہ تو پھر اس کی کیا حال ہو گا جو غوطہ لگا حاصل
 کرنے کے لیے قصد غوطہ لگانے، پھر انہوں نے نجاست
 حکیم کی شق کا ذکر کیا ہے اور وہ ان امور نے یہاں تک
 برعکس حکم صحیح کی صراحت کی، جیسا کہ آئے گا، اور اگر
 یہاں جو کچھ ہے اس کو ضرورت پر غور کر لیا جائے تو
 یہ بعید ہونے کے علاوہ ان کے قول اور مستطرد کے
 مناقض ہے، مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس کی
 بھی اسی میں شامل کر لیا ہے، جیسا کہ آئے گا، تو اس
 تسامح کی بنیاد پر یہ عمل صحیح ہے لیکن محفوظ نہیں، ورنہ
 اگر مستطرد کو زیادہ کیا جائے اتنا کہ طہر کو بھی شامل
 ہو جائے تو ایک تو عام ثانی کے قول کی تعظیم سوائے

الكلام المستطرد اذ في قلب النجاسة الحكيمية
 فكيف يقول عمد هما ان انفس لطلب الدلو
 التبرد فاليه باقية على حالها فان عند
 الامام رضي الله تعالى عنه يصير الماء مستقلا
 بازالة الحدث وان لم ينوب بل كذلك عند
 محمد ايضا عند التحقيق وقد قال في البدائم
 في ادمي وقع في البئر انت كان على بدنه نجاسة
 حكيمية فعلى قول من جعل هذا السماء
 مستقلا والمستعمل بجم يعوم ماء البئر
 كله كما تقدم فاذ كانت هذا في الواقع
 بلا قصد فكيف في السعس قصد التبرد
 فهو قد اتي بشق النجاسة الحكيمية بعد هذا
 وصرفه به بالعكس الصحيح من خلاف
 ماها كما سيأتي وان عمد ما هو
 الصادرة فمع بعده يا يا قاله او التبرد
 الا ان يقال انهم قد ادخلوه فيه كما ياتي
 فين دخل هذا التسامح يصح هذا العمل
 غير انه لا يسلم فانتب مزيد المستطرد
 حتى يشترط الطاهر فمع ان التعيم المذكور
 في قول الامام الثاني سواء انفس الم لم
 يكن يشمله قطعا يعكس عليهما انت
 الشولي لا يخرج للحدث فكيف يصح اطلاق
 الحكم بان امية باقية على حالها ولا

وجه التحصیل الحکم بالظاہر فان الكلام منقول
فی شق وان لو یکن ظہرا وقد قدم حکم الظہر
من قبل وبالجملہ فالعبارة جہت فیما وصل الیہ
فہی القاصر لا تعوض عن قن وحاررة ولعلہا
وقع فیہا من قلم ان یخین تغیرہ و تقدیرہ
وتأخیرہ کہ لہ من تطیر طیتہ مد واللہ تعالی
اعلم سراد خواص بہاد

الغسل" اس کو قطعاً شامل نہیں، پھر اس پر یہ
بھی اشکال ہے کہ شکی ہے وصرہ کہ نہیں نکالے گا تو یہ
مطلق حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے کہ تمام پانی ایسی حالت
پر باقی ہیں، اور حکم کو پاک کے ساتھ مخصوص کر دینے کی
کوئی وجہ نہیں کیونکہ لغت میں اس شق سے مستحق ہے
کہ اگر پاک نہ ہو حالانکہ پاک کا حکم پہلے ہی گزر چکا اور
خلاصہ یہ کہ میری ناقص فہم میں یہاں مبارک حضرت اب
سے خالی نہیں، اور مثلاً اس میں ناسخین سے کچھ تغیر، تقدیر یا تاخیر واقع ہوتی ہے، اور اس کی بہت نظر نہ
ہیں، غور کرو اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اپنے خاص بندوں کے رادوں کو۔

الحناہ من عشمہ ثوقان قدس سرہ
تحت قوله العاص وان كان علی بدہ نجاسة
حکمیة فقط ما نصہ واما حکم الیاء فالمد
الاول مستعمل عند فی حصة رسمی
تعلی علیہ لوجود ازالة لحدث والبواقی علی
حالیہ لا بعدا ما یوجب الاستعمال اصلا
واما لان الصورة مفروضة فی الانقصاص
للتبرد او طلب المد لو فلا یقربہ والحدث
قد مضی لہ بالاولی و عند ابی یوسف ومحمد
الیاء کلہا علی حالیہ اما عند محمد فظاهر
لانہ لم یوجد قامة القرية بشئ مہا واما
ابو یوسف فقد ترک اصلہ عند الضرورة علی
ما یدکرہ فقد افاض ان لوجودت یة القرية
لصار الماء مستعملا عند الامام الربیع

پر جو ان پھر انہوں نے لکھے اور سے بڑے قول توں کا
علی بدہ نجاسة حکمیة فقط کے تحت فرمایا
بہر حال پانی اگر پہلا پانی امام ابو حنیفہ کے نزدیک مستعمل
کیونکہ کسی نہ مدت کا ازالہ پایا جاتا ہے اور باقی
اپنے حال پر باقی ہیں کہ وہاں کوئی ایسا سبب موجود
نہیں جس کی بنا پر ان کو مستعمل قرار دیا جائے دینے
مفروضہ قریہ ہے کہ ٹھنڈک حاصل کر سکیا تو ان کی
طلب میں غلط لگایا اور قریہ کی نیت نہیں ہے، اور
حدث پہلے ہی زائل ہو گیا اور ابو یوسف اور محمد
کے نزدیک کل پانی اپنی حالت پر ہیں، محمد کے نزدیک
قریہ ہر سہ کیونکہ ان سے قریہ اور انہیں کی گئی ہے
اور ابو یوسف نے ضرورت کی وجہ سے اپنی اصل کو
چھوڑا ہے جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اور پس انہوں نے
بتایا کہ اگر قریہ کی نیت ہوگی تو پانی مستعمل ہوگا

الضابط هو كذا فان التحقيق انه لا يقتصر
الاستعمال على نية القربة كما تقدم .

اقول فكذا صرائح نصوص المسألة

عن ائمة المذهب رضي الله تعالى عنهم ائمة
بها ملئ العلماء جلالة عرشها ما وقع من
في تعجيل او جدد ام الجدد في هـ و
العلم ان محض لزمت صحة الحكم ولا عكس
لجوهر ان تكون هـ و هـ و الحكم محدد
يعلقه حوى وههنا كذا فان القول بخسنة
المستعمل محلل بوجود اخره كوت في بدائم
لصم والهدية و الكافي والستين وغيره
وهذا العلامة قاسم فدره على ملئ العلماء
استدل لا هذه الحديث في رسالته هذه
وقد قلنا قوله انه لا يبطر بوجه فروعهم
المذكور في الباب فكثير من حمل على تكرهه
لم يزل قبله حديث رد بعض كلام الهداية
قولاً قوياً وروى عن السبكي صلى الله تعالى
عليه وسلم انه قال لا يقول احدكم في الحديث
الد ثم ولا يفتن فيه من الجاهلية من غير
فصل بينه واثم و د ثم يقال عليه
نظر هل است صا كبر معاني الحديث
حيث ثبت است و مشايخك انه يتوضو من
العجايب الاخرى سرية و يتوضو من
ي جاب كان في غير المعينة كما ان باليه
لن و فتنل جنب اهرات من العامين

امام رباني کے نزدیک: بلکہ حقیقت یہی ہے کہ تحقیق
یہ ہے کہ شتمل ہونا نیت قربة پر موقوف نہیں جیسا کہ گزرا۔
میں کہتا ہوں یہ تصریحات ہیں جو سن مسند
میں ائمہ مذہب سے منقول ہیں، ان کو ملک نصیر
نے ذکر کیا ہے، ان کے معارض وہ عبارت نہیں
ہو سکتی ہے جو انہوں نے علت کے بیان کے وقت
جدل کے طور پر بیان کی ہے، جملہ کی بات تو یہ ہے
اور علت اگر صحیح ہوئی تو حکم کی صحت کو لازم ہوگی، ورنہ
اس کا عکس نہ ہوگا، کیونکہ ممکن ہے کہ یہ علت باطل
ہو اور حکم دراصل کسی اور علت کی وجہ سے ہو، اور یہاں
یہی صورت حال ہے، کیونکہ شتمل پائی کی نفاست کا
قول دو سری علتوں کی وجہ سے ہے جو بدائع میں مذکور
میں ہے کافي و ستين وغيره میں بھی ہے،
اور علامہ قاسم نے اپنے رسالہ میں حکم العمل کے
اس حدیث سے استدلال پر نہ کیا ہے اور ان کا یہ قول
مگر یہ حکم ہے کہ اس کے طور پر اور ان کے مذکورہ فروع
میں مباحث نہیں پائی جاتی ہے جو اکثر سے متعلق
ہیں تو اس کو کراہت پر محمول کیا جائے گا اور
اس سے قبل فرمایا جہاں انہوں نے بدائع کے بعض
کلام کو رد کیا ہے، اور ایک ایک بات کا رد کیا ہے
کہ ان کا قول کہ رویت کیا گیا ہے کہ تصور علی ائمہ
علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہو
پانی میں گرے پشیا بھر کرے اور نہ ہی اس میں غسل
جنابت کرے، اس میں کوئی تفصیل نہیں ہے ایک
ٹھہرے ہوئے اور دوسرے ٹھہرے ہوئے کے درمیان

یہ فائدہ لانا محجب صحتی نیستدلی بہ حدیث تھو
 احد من مخالفہ اھ و ہذا احادیث الشیخ
 بقول لایطابق عمومہ اھ
 اس پر یہ کہا جائے گا تو ذکر کیا تم اس حدیث کے
 بڑے مخالفین میں سے ہو۔ کیونکہ تم نے اور تمہارے
 مشایخ نے کہا ہے کہ اگر نخی ست نظر آ رہی ہو تو دوسرے
 کنارے سے دھوکہ دے اور اگر نظر آتی ہو تو جس کنارے سے چاہے دھوکہ دے، جیسے کسی انسان نے اس پانی
 میں پیشاب کیا یا جنب نے غسل کیا یا تم اس حدیث پر عمل کرنے والوں میں سے ہو، اس سے زیادہ تعجب غیر
 بات کیا ہوگی کہ جو شخص اس حدیث کا مخالف ہے وہی اس حدیث سے استدلال بھی کرتا ہے اور یہ ہے
 وہ بات جس کی طرف انہوں نے اپنے قول لایطابق عمومہ میں اشارہ کیا تھا، الخ

اقول رحمکم اللہ باب وزنہ الحدیث
 الاخذ والردق ولا عاقلوہ اما ہونے
 نکثیر و انکثیر ملحق بالمجرب و الحدیث نے
 الدائم ثانیاً المکراہۃ ان اسید بہ کراہۃ
 التہریم لہ یلائم قولہ و لذت احمر
 الخبر قال کنا نستحب الی اخر ما صرح بہ
 لا تفسد کما ذلک لم یعتبر بہ الماء لہ یکن وجہ للی
 عہ الاثری و الماء نکثیر لعدم تغیرہ
 یجوز الاعتقال فیہ اجماعاً کما فی البدائع
 وقد استدل ہون علی نجاسة الماء المستعمل
 و شیخک المحقق علی الاطلاق علی سلب
 الطہورۃ عہ مہذا الہی المفید کراہۃ
 التہریم وان اسید بہا کراہۃ التہریم
 تعدل عن الحقیقۃ من دون خبر و مرۃ
 منجۃ و لا یلائم ہون لتکید فی قولہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یغتسل و قد دفع
 العلامة الاکمل فی الصایۃ کراہۃ التہریم
 بان تفسدہ بالمداغم فیہ فان الماء الجار

ہمکنہ ہوں ائمہ پر دم کرے تم نے قبول
 کرنے اور رد کرنے دونوں میں حد سے تجاوز کیا ہے،
 اول تو یہ کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے وہ کثیر پانی کی
 بابت ہے اور کثیر جاری کے حکم میں ہے اور حدیث ثمرہ
 پرستے پانی سے متعلق ہے۔
 ثانیاً اگر کراہت سے مراد کراہت تحریم ہے
 تو یہ اللہ کے قول کے موافق نہ ہوگی اور اسی کی خبر حدیث
 کے راوی نے دی فرمایا کنا مستحب اھ پھر یہ آپ
 کے بے مفید نہیں، اس لیے کہ اگر اس کی وجہ سے
 پانی میں تغیر نہ ہوتا تو اس سے منع کرنے کی کوئی وجہ
 نہ ہوتی، مثلاً کثیر پانی کہ وہ تغیر نہیں ہوتا اس سے
 غسل کرنا بالاجماع جائز ہے، جیسا کہ بدائع میں ہے
 اور اس نے خود اس سے مستعمل پانی کے نفس ہونے
 پر استدلال کیا ہے اور آپ کے شیخ محقق نے پانی سے
 طوریت کے سلب پر جانے پر استدلال کیا ہے اور
 دلیل یہی تھی ہے جو کہ بہت تحریمی کوئی ہر کرتی ہے
 اور اگر اس سے کراہت تنزیہی کا ارادہ کیا جائے
 تو یہ حقیقت سے بلا مشد عروہ کے انحراف کرنا

یشارکہ فی ذلک المصحف فان البول کما انہ
 یسیر بادی فی الماء الدائم فکلک ذلک فی العبادۃ
 فلا یكون تقییداً فساداً و کلام انشایع معصوم
 غیر ذلک اھ و قد قل فی المجتبی اما البول فیہ
 فمکروہ قلیل لا ینکثر اھ انما اوجار یا و مسمی
 ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من یبول فی
 الماء الجاری جاھلاً اھ کما فی ابن الشلبی علی
 التبیین۔

اور پھر تفسیر علی الفہرست و مسلم کے قول لا یعتسبن
 میں جو قنون تاکید ہے اس سے بھی اس کی منہ بقت نہیں
 اور علامہ اہل نے عنایہ میں کراہت تہذیب کو درج کرنے
 ہوئے فرمایا کہ اس کو "دائم" کی قید سے مستثنیٰ کرنا
 اس کے منہ میں ہے کیونکہ جاری پانی بھی اس کا شریک ہے
 کراہت تہذیب میں کیونکہ پیشاب کرنا ٹھہرے ہوئے پانی
 میں خلاف ادب ہے اس طرح جاری پانی میں مکروہ ہے
 تو مقید کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، اور شریعہ کا کلام

اس سے ملحوظ ہے اور اگر کسی میں ہے کہ پانی میں خزاہ و قلیل ہو یا کثیر، ٹھہرا ہو یا جاری، پیشاب کرنا مکروہ ہے
 اور ابو حنیفہ نے جاری پانی میں پیشاب کرنے والے کو جہاں کہا ہے احجیہ کہ ابن شلبی علی التبیین میں ہے۔

اقول لتقرر عندنا ان لم یوصف انشایع
 لا یطریقہ الی مفہوم الخلاف و محذوران یکون
 ذکر لدا انظر لای الحکم انشایع ہو لیس
 عن الاختال و ثالثاً ھب انہم لم یعملوا فی
 بعض الصور باطلاقہ فلیس من قید اطلاق
 او خصص عموم الدلیل لای ھب ما ھب
 نعمت بہ فی ثانی اخر ھذا و کذا احدہ مستحال
 الماء بوقوع محدث فی البئر عند محمد عن تسلیفہ
 لہ لا یغلظونہ ہما تقریر عند کھ و صرحتم بہ
 عیومرة ان محمد الا یقول بالاستعمال الا
 بنیت القربة و ای نیت لسا قط و انستہ
 المصخر من کما تقدم ان الطہران النفس

میں کتا جوں ہمارے نزدیک طے شدہ اصول
 سے کثرت کے تصریح میں مفہوم غایت کا اعتبار
 نہیں، یہ جاری ہے کہ دائم کی قید دوسرے حکم کے لحاظ
 سے ہو، یعنی غسل کی غائیت۔

ثالثاً مان دیا کہ بعض صورتوں میں انہوں نے
 اس کے اطلاق پر عمل نہیں کیا ہے جس نے کسی مطلق
 کو مقید کیا ہو یا عام کو منہ کی ہو کسی دلیل کی بنا پر
 اس کو یہ ممنوع نہیں ہے کہ وہ اس جگہ سے کسی اور جگہ کا
 استدلال کرے، اور اسی طرح پانی کا استعمال نہ ہو کسی
 محدث کے کنز میں گر جائے کی وجہ سے قہ کے نزدیک
 اگر اس کو تسلیم بھی کر دیا جائے، تو آپ اس کی علت وہ
 کیوں نہیں بتاتے جو ہر قہار سے نزدیک مقرر ہے اور

فيها لا يقتال حارس الماء مستعملا عند
اصحاب الشك رضى الله تعالى عنهم فله لم
يقدر محمد ثم ان غير المستعمل اكثر فلا
يخرج من كونه طهورا.

تم نے ایک سے زائد مرتبہ اس کی وضاحت کی ہے
کہ محمد فرماتے ہیں کہ پانی اسی وقت مستعمل ہو گا جب قرۃ
کی نیت ہو اور جو پانی میں گر جائے اس کی کیا نیت ہوگی
اور تم نے تصریح کی ہے جیسا کہ گذرا کہ اگر پاک آدمی کنویں
میں غوطہ کھائے نہالے کے لیے تو پانی جاری اصحاب شک کے نزدیک مستعمل ہو جائے گا، تو محمد نے کیوں نہیں کہا پھر غیر مستعمل
اکثر ہے تو طہور ہونے سے خارج نہ ہوگا۔

السادس عشر الرواية الصحيحة
المستندة في مسألة جخط رابعة لا تشبه
المعروف وهي علم اي ان الرجل طاهر زالي
حدثه والى طاهر غير طهور قال في المبداء
والكافي والتبيين والسرمد وغيرهما انهم
اوقفوا الروايات في المذاهب الاصلية في
الفتن وشروها المجمع ان الرواية الصحيحة
في البحار ان المذهب المختار وانما
الحكم على الصحيح فانقطعت الشبهة
مؤاسدا واستقر بحمد الله حريش التحقيق على
امت الاستعمال يشيع في الماء القليل
سريان النجاسة.

سولہواں صحیح روایت اور معتبر روایت
مسئلہ چھٹے میں چوتھی ہے اس کے حروف شامل نہیں
اور وہ علم ہیں یعنی انسان پاک ہے اس کا حدیث
زائل ہو گیا ہے اور پانی پاک تو ہے مگر طہور (پاک کرنے
والا) نہیں ہے، ہذیب، کافی، قمی، اور سرمد وغیرہ
میں سب کہ یہ تمام روایتوں میں سب سے زیادہ جامع
ہے اور وہ میں اسی کو صحیح کہا، اور فتح اور شرح الحج
میں کہا کہ یہی صحیح روایت ہے اور بحر میں اسی کو
مذہب مختار قرار دیا ہے اور یہ کہ صحیح قول کے مطابق
حکم یہی ہے تو شبہ بالکل مستطیع ہو گیا امید ہے امر محقق ہو گیا
کہ مستعمل ہونا تھوڑے پانی میں اسی طرح سرایت
کرتا ہے جس طرح نجاست سرایت کرتی ہے۔

السابع عشر فرق قدس سرہ
في الحديث والنجاسة حيث تشيع ولا يشيع

ستر حواں قدس سرہ نے حدیث اور نجاست
میں فرق کیا ہے کہ نجاست سرایت کرتی ہے اور حدیث

لے شبل علی تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ الامیر بہ لاق مصر ۲۵/۱
لے در مختار باب مياه جتائی دہل ۳۴/۱
لے بحر الرائق کتاب الطہارۃ مسیح کینی کراچی ۹۴/۱
لے ایضاً ۹۶/۱

بان النجس يخلط بالطاهر على وجه لا يمكن التمييز بينهما فيحكم بنجاسة الكل۔

اقول اولاً الوجه قاصر عن المسح

قرب نجس لا يخلط ويب نجس يخلط ويمكن التمييز فلم يسرى الحكم الى جميع المسامح القليل او ايتهم لو وقع في القدر وشعره من تنجيز اطلاق نجس الا القدر الذي لا قلنا اذ لا شئ حاله يخلط فلا يمكن التمييز هذا لا يقول به احد من ائمة قلت نعم بها ما وليها وهو مختلف باسائر الاجزاء بحيث لا يمكن التمييز اقول فصفة نجس القرف خذير يرمى ان لا ينجس الا ما ينصبغ به للحصول تمييزاً للون فان قلت حاله ينصبغ جاور المنصبغ مسرى الحكم الى الكل۔

اگر کہا جائے کہ جو پانی سے آلود ہو گیا وہ اس پانی سے مل جائے گا جو آلودہ نہیں ہوا ہے اس طرح کل پانی نجس ہو گیا۔

اقول هذه طريقة اخرى خيرة

ما سلك الا ما سلكه العلماء من ان الحكم بنجاسة الكل لعدم التمييز لا للمساواة بالجوار ومبدأ تلك الرد عليها في الساقط وقد ائتمروا في البعد انتم تقولون قدس مسورة الشروع ورد بتنجيس جوار النجس لا بتنجيس جوار الجوار النجس الا ترعب ان لم يمسح على الله تعالى عليه وسلم حكم بطهارته

سرايت نہیں کرتا ہے کہ نہ نجس پاک چیز کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ وہ دونوں میں امتیاز نہیں ہو سکا تو کل پر نجاست کا حکم ہو گا۔

میں کہتا ہوں اول یہ مدعی تھے کہ بہت نجس خمر مختلط نہیں ہوتے اور بہت نجس مختلط ہوتے ہیں اور متنازعہ ہے اس تو حکم قلیل پانی میں مکمل طور پر نہ ہو گا مثلاً قاتالاب میں خمر کا ایک بال گر جائے تو کیا صرف وہی نجس ہو گا جو بال سے متصل ہوا ہو کہ اس میں کوئی چیز مختلط ہونے والی نہیں پائی جاتی ہے لہذا امتیاز نہیں ہو سکتا ہے یہ توں ہم میں سے کسی کا نہیں، اگر یہ کہ جائے کہ اس سے مل پانی نجس ہو گا جو اس سے متصل ہے اور تمام اجزاء ملے ہوا ہے کہ تیز فکری نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ تیز فکری نہ ہو جس نے قاتالاب میں مل جانا اس امر کو مستلزم ہے کہ صرف متناظر پانی ہی نجس ہو جائے اس میں ملے ہو گیا کہ یہاں رنگ کی وجہ سے امتیاز حاصل ہو جائیگا۔

میں کہتا ہوں یہ حکم العلماء کے راستے کے علاوہ ایک اور راستہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ کل پانی کی نجاست کا حکم عدم تیسیر کی بنا پر ہے اس لیے نہیں کہ متصل پانی میں اس سے سرايت کی ہے، اس کی تردید آپ مانع کے بیان میں پڑھ لیں گے، اور پرائے میں اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ شریعت نے ناپاک کے متصل کے ناپاک ہونے کا حکم دیا ہے یہ نہیں کہ متصل کے متصل کی ناپاکی کا حکم دیا ہے مثلاً یہ کہ حضور صلی اللہ

فقال في الاول معلوم ان الماء ليس بشيء
كثيف يمنع كثافته من ان الغياصة الواقعة
فيه من محلها لئلا يحدت به الى غير ذلك
في السطح الى حد ليقع الاقتصار في التنجيس
على الجوار المتصل دون غيره بل هو ما نعلم
دقيق لطيف تعيين لطافته ورقة اجرائه
مع لاهم طرب اعراض له بواسطة الاحد
منه على سبيليه السجاسة الى ما تراعى انه
ثم ذكر شأني بعد كلامه عزه

کل پانی نکالو جائے گا۔ چڑھیا کے ساتھ پانی کے سیس
ڈول متصل ہیں کیونکہ اس کا جسم چھوٹا ہے تو اتنی ہی
مقدار پانی کی نکالی جائے گی کیونکہ اس مقدور کے علاوہ
پانی چڑھیا کے متصل نہیں ہے بلکہ چڑھیا سے متصل ہے
اس کے متصل ہے اور حکم شرع کسی کی مثل وارد
ہو اسے الم میں نے اس پر لکھا ہے کہ اگر فرض
کیا جائے کہ چڑھیا سے صرف سیس ڈولوں کی مقدار
نجس ہوگی تو کل کافسار لارڈ آئے گا کہ احتیاط ہوا ہے
اور احتیاز ختم ہو گیا۔ پھر میں نے ملازمین امیر المذبح

دیکھا کہ انہوں نے حلیہ میں دو پہلی وجہ متصل عبارات سے لکھی ہیں جیسا کہ ان کا اسلوب ہے پہلی میں فرمایا
یہ معلوم ہے کہ پانی کثیف شے نہیں کہ اس کی کثافت اس نجاست کی سرایت کو ممانع ہو جو اس میں گری ہے
جیسا جاہل گئی تاکہ ناپاکی صرف متصل تک ہی محدود ہے دوسرے تک تجاوز نہ کرے، بلکہ پانی مانع ہے رقیق ہے
لطیف ہے اس کی لطافت و حرارت کہ رقت عاریس ہرے والے اصطلاح کے ساتھ دوسرے تمام اجسام
بجائے نجاست کے سرایت کرنے میں مانع ہے، پھر دوسری وجہ دوسرے کلام کے بعد ذکر کی۔ ات

والله اقول نعم الماء هذا يقبل
التنجيس بجوار النجس ام لا على انما
لما مر من ان الله تعالى عليه وسلم بتقویر
ما حول المرأة وسلمة مجسمة وحسن
الاول اذا فرض ان الله جوار النجس محض علم
حر واجب تنجيس ما يجاور هذا الماء
بتقویرا نكره مجاور الحد النجس وان
لويجا ومرتبة فلا يجدى الفرق
بالطاقة والكثافة قبل فاعلم ان

اور اب میں کہتا ہوں منہ لکھی نجس کے طے کی وجہ سے
نجس ہونے کو قبول کرے گا یا نہیں اور دوسری تقریر
پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھیا کے ارد گرد کے
گلی کو دور کرنے کا حکم کیوں فرمایا اور تم نے اس کی
بجائے تسلیم کرنی اور پہلی تقریر پر جب یہ فرض
کیا گیا کہ نجس کا پڑوسی نجس ہے ورنہ جدا تو جو
حصہ معانی والی جگہ سے علا ہوا ہے اسکو نجس کہے گا کیونکہ وہ
اس نجس کے مجاور ہے اگرچہ چڑھیا کے مجاور نہیں تو کثافت
کافرق کچھ مفید نہ ہوگا، بلکہ کوئی کھنڈ والا کہہ سکتا ہے

کہ جب پڑھیا کے ارد گرد لگی نجس ہو گیا تو جہاں سے لگی کے
 نجس وہ جس کے متصل کا متصل میں ہے بلکہ جس کا متصل
 اور اسی طرح، خیر شک، اگر یہ فرق کیا جائے کہ لگی نجس ہے
 نجس نہیں ہے اور جس کا متصل جس جہاں سے نہ کہ نجس کا
 متصل، تو لازم آئے گا کہ باقی اس وقت
 نجس ہے جو جب اس میں یہ لگی تھا نہ کہ کے بعد ملایا
 جائے کیونکہ اس کے ملاقات نجس سے ہوئی جس سے
 نہیں ہوتی۔ اس سے عند العلماء کے کلام کی خاموشی نہ ہو
 ہر حالت میں اور بساطاً ابتدا سے ہیست دی جاتی ہے۔
 میں کہتا ہوں وہاں تو طہی، پاک کا
 ناپاک ہونا اس لیے نہیں ہے کہ وہ ناپاک سے متصل ہے
 مثلاً یہ کہ اگر ایک نجس کپڑا پاک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے
 تو پاک ناپاک نہ ہوگا، اگر وہ دونوں خشک ہیں بلکہ
 میں ضرور یہ کہ جس نہ ہوگا جبکہ ناپاک میں تری
 باقی ہر جس کا نجس اثر پاک پر نہ ہو، جیسا کہ دور دور
 شامی میں ہے اور ہم نے اس کو اپنے فتاویٰ میں بیان
 کیا ہے کہ وہ ناپاک باقی ست کے قلم کو حاصل کرتا ہے جس کے طے سے
 اور یہ اس پاک میں جہاں سے جو ناپاک اور قلیل ہو، اور
 یہ نجس طے سے ہوگا اگرچہ نجس خشک ہو اور اس میں
 تری نہ ہو، اور طہر خیر مانع میں نجس تری اس کی
 طرف منتقل ہوگی تو اس کو ناپاک کر کے کے لیے تری کا
 ہرنا ضروری ہے جو اس سے جہاں ہو، پھر میں ناپاک کے
 جرم کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوگا، یعنی طہر
 و کثافت کے اعتبار سے، تو لطیف میں بہ نسبت
 کثیف کے ہر اہمیت زیادہ ہوگی، اور اسی طرح یہ
 اختلافات اتصال کے زمانہ کے اختلاف سے بھی پیدا

یقول اذا تمس جس النجس حولها فصار نجس وهذا
 النجس ليس جاسر جاسر النجس بل جاسر النجس
 وطكنا الى الاخرى فرق بان النجس متنجس
 لا نجس وجاز النجس متنجس لا جاز المتنجس
 لزمن انت لا يتنجس الماء اذا اذلق فيه
 هذا النجس بعد التقويم لانه لا في متنجسا
 لا نجس وبه يظهر في كلام ملت العلماء و
 يعرض هذا البساط من اوله۔

فأقول وبالله التوفيق ليس بسبب

تجسس الطاهر على رتبه نجس الا ترى ان
 لو لم يوجب نجس في ثوب طاهر لم يوجب
 الطاهر اذا كان لسين بل ولا اذا كانت في نجس
 بقية شاة يظهر بها في صف هر محمد بن
 الدرر والشمي وبعب كافي ثاب بل هو كتاب
 الطاهر حكمه نجس سة عند لقاء النجس و ذلك
 يحصل في الطاهر البائع القليل بمجرور
 النقاء وان كان النجس يابس لا يلة فيه و في
 الطاهر لغيره لما تم باسقال البلة النجسة
 امية فلا بد لتنجيسه من سة متصل شمر
 يختلف لاصوب اختلاف جرم الطاهر لطافة
 وكثافة فالسراية في اللطيف اكثر منها في
 الكثيف وكذا في مختلف باختلاف رمت
 النجس واد معرفت هذا النجس يقرر وينق
 صد قد وما يظن سراية البلة النجسة اليها
 ويبقى الباقي طاهر لان التنجس لم يكت

ہوتا ہے، جب تم نے یہ جان لیا تو لگی گرفتار جاسے گا اور اس میں سے اتنی مقدار پھینک دی جائے گی جتنی میں طرف تجس تری کی سرایت کا گمان ہو اور باقی پاک رہے گا کیونکہ پاک ہو، تجس کے اتصال کی وجہ سے رتھ کو یہ کہا جائے کہ اس کے بعد والا لگی اس تجس کے مجاور متصل ہے مگر اس کی نجاست تری کے اس کی طرف تہ جائے کی وجہ سے ہے اور تری ختم ہو چکی ہے، تو معلوم ہوا کہ حکم انعام کا استنباط لگی کے مسئلہ سے چوبیا اور اس سے بڑے جائز کے مسئلہ میں اختلاف کو ثابت کرے کے لیے بل وجہ ہے اندیشہ گزریں آثار کے تابع ہوتے ہیں اور محقق نے فتح القدر میں خوب فرمایا کنویں کے مسئلہ میں، صحیح راستہ یہ ہے کہ انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ہاتھ میں اس طرح ہاتھ دے دے بھی اندھا اپنے تئیں کہ، تریں پاؤں تہاب ہر وقت حال خدا میں توفیق کے سائل ہیں

اور ثانیاً (اور یہی انداموں ہے) ہمارے مذہب یہ نہیں ہے کہ جب نجاست تہرے پانی میں گر جائے تو صرف وہی پانی پاک ہوگا جو اس سے متصل ہے اور باقی پاک رہے گا اور اس کا استعمال اس لیے ممنوع ہوگا کہ کہیں اس میں ناپاک مل کر نہ آجائے اور پتہ نہ مل سکے، بلکہ قطعی مذہب یہ ہے کہ نجاست تمام کو شامل ہوگی۔

اور اس صورت میں میں کہتا ہوں کہ نجاست کے علوم سے کیا مراد ہے کیا عین نجاست عام ہوگی یا اس کا حکم عام ہوگا، یعنی قریبی پانی پر بھی، اس کا حکم لاگو ہوگا، پہلی صورت تو قطعاً مطلق ہے کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ نجاستوں میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے

لحم و درة النجس حتى يقال انه النجس الذي بعد ما وجد في النجس بل لسواية البسطة وقد استشهد فظهر ان استشهد بذلك العلماء بمسألة النجس على التفرقة بين العائنة وما فرقها الا وجه له وانما زاد تتبع الاثار وما احسن ما قال المحقق رحمه الله تعالى في فتح القدر من مسائل المبرور من الطريق ان يكون الانسان في يد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وانما به رمى الله تعالى عليه كالاعنى في يد القائد اه سأل الله تعالى حسن التوفيق آمين

مسئلہ میں، صحیح راستہ یہ ہے کہ انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ہاتھ میں اس طرح ہاتھ دے دے بھی اندھا اپنے تئیں کہ، تریں پاؤں تہاب ہر وقت حال خدا میں توفیق کے سائل ہیں

وثاب وهو التام من عيشو ليس مدحاً ان النجس اذا وقع في الماء القليل لم ينجس منه الا ما قصد به عياد الب في باق من طه مرتبه وانما يستعمل استعماله معصية مستعمل نجس لا خلاصه به بحيث لا يمكن التمييز بل المد طه قطعاً شيوخ المجتہدین فیہ الکی وجہہ

اقول ما يشتمل من النجاسة عينها امر حكمها اي يكتسب الماء بها ودرتها حكمها الاول ما طه قطعاً لما حثت من انجاس لا تختلط و ايضا قمره من بول مثلاً كيف تتوزع بعد ذلك غير كبر فان قسمة الاجسام

سے میرا تقریر فصل فی البئر نوریہ رضویہ سکرم

مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ ایک ہڑے تار ب سے کیسے
 غلط ہوگا، کیونکہ ہمارے نزدیک اجسام کی تقسیم
 قنابی ہے، تو یہ امر محال ہے کہ چھوٹی چیز بڑی چیز
 کے متعدد حصوں سے مل جائے اور دوسری شے میں چلی دو
 صورتیں ہیں، ایک تو تدریجی انتقال ہے، ایسی جو پانی
 سبب سے متصل ہے وہ حکم کو حاصل کر لے ہر طرف
 سے، پھر اس سے متصل پانی کے دوسرے اجزاء ان
 سے حکم کو حاصل کر لیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری
 رہے جب تک کہ یہ حکم تمام پانی کو عام نہ ہو جائے
 جب تک حد تکثر کو پانی نہ پہنچے یا انتقال دفعہ در
 یکدم ہو کہ نجاست گرتے ہی سارے پانی ناپاک ہو جائے
 اور درمیان میں کوئی واسطہ نہ آئے، پہلا باطل ہے
 کیونکہ ہم ہی خود پرستے ہیں کہ اگر پیشاب کا ایک قطرہ
 ایسے عرض میں گر جائے جس کی لمبائی سو ہاتھ ہے اور
 چوڑائی ایک یا دو سے ایک انگلی کم اور گہرائی ایک ہزار
 ہاتھ ہے اب جس کنارے میں وہ قطرہ گرا ہے وہ قطعاً
 ناپاک ہے اور دوسرا کنارہ بھی ناپاک ہے اور گہرائی کا
 آخری حصہ تک ناپاک ہے اور یہ سب ایک وقت ہوگا
 یہ ہیں کہ شریعت دوسرے کنارے کی ناپاکی کا حکم
 قدرے تاخیر سے دے گی کہ آہستہ آہستہ حکم اس کی
 طرف منتقل ہو، اس سے معلوم ہوا کہ حکم اصالہ تمام پانی کیلئے
 یک وقت بلا توسط کے منتقل ہوگا، اور یہ بات معلوم ہے
 کہ شریعت پانی کو اس وقت تک نجس قرار نہیں دیتی ہے
 جب تک کہ نجاست اس کی طرف منتقل نہ ہو اور آپ
 نے یہاں فرمایا ہے کہ نجس کا پاک سے ملنا پاک کو نجس

متناہیۃ عندنا مستحیل ان یکون فی الصغیر
 ما یساوی عدۃ حصص الکبیر ولتأنی وجہات
 الاستنباط التدریجی ی یکتب علیہم ما یشاء
 الماء من کل جانب ثم الاجزاء المتقابلة هذه
 المیاء لا تکتب من هذه ثم و ثم الی ان یتصل
 الی جمیع الماء ما لم یصل حد الکثرة امر الثبوت
 الدافع بان ینحس الکل بوقوع النجس معاً من
 دون توسیط وسائط الادل باطل لاننا نعلم
 قطعاً ان بوقوع قطرة من بول مثلاً فی حد
 الطرف من غیر طولہ مائة ذراع وعرض ذراع
 النصف اصبع وعرضه ذراع ینحس الطرف
 الاخر و اخر القصر معاً لان الشرع یحکم بتأخر
 نجس ذلک الطرف برمود صرح رکن
 الحکم شیئاً متیاناً فان ثبت ثبوت الحکم للکل
 مع اصالۃ بدو من توسط و معلوم من
 الشرع ان الماء لا ینجس الا بملاقاة النجس
 وقد افدتم انتم هم ان ملاقاة نجس لظاهر
 توجب تسجیس الطاهر وان لم یصل
 الطاهر حجب ان الملاقاة حصلت لکل
 اماد دفعة لا بالربط و معلوم قطعاً ان
 اللقاء المحسوس ان الوقوع لیس الا لجزء خفیف
 و الامر اظهر فی محو الشرة المذكورة فثبت
 انها حين وقعت لاقت جمیع اجزاء الماء
 القلیل و الا لما تجس الکل مع العدم السبب
 فظهر والله الحمد ان الماء القلیل فی ظرف

الشرح كنه واحد بسيط وان ملاقة جزء منه
ملاقة لكل مثبت ان المحدث اذا دخل يده
مثلا في العذير الغير الكبير فيمجرد الادخال
لاقها اليه كنه ماصر جميعه مستعملا والمحدث
لله على حسن التفهيم وقواتر الانه وبالمجمله
لو كان اللقاء يقتصر على ما اتصل به حقيقه
لرقت حس بوقوع الشرقة الاقطيرت تحيط به
لان سبب التحسس ليس الا ملاقة النفس
و على مقصوده على ثلث القطيرات لكنه باحد
قطع فغير انب الكل ملاق وانه لا مبيع
لان يقال انب غير الملاقة اكثر من الله والله المحدث
واما ابقي، و فضله والسلام على المولى
مكرم الوافي، والله ومحببه جميعين اور
يوم التلاق.

گزشتہ ہر توالہ وہ پاک پر غالب نہ ہوا ہوا تو معلوم ہوا
کہ وہ توالہ نہ پانی سے دفعہ بدن واسطوں کے ہوتے ہے
اور یہ تخی معلوم ہے کہ یہ حسی لغاء محض ایک خفیف
جز سے ہے، یہ چیز مال کی مثال سے واضح ہے جو
گزر چکی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ جب بیست
گرمی تو کم پانی کے تمام اجزاء سے ملے، ورنہ تو کم پانی
بیک وقت نہ پاک نہ ہوتا کیونکہ اس کا سبب موجود
نہیں، اس سے ثابت ہوا کہ تھوڑا پانی شش رخ کی
نگاہ میں فنی واحد ہے اور بسیط ہے اور اس کے
ایک جز کی اس سے ملاقات کل سے ملاقات ہے
تو ثابت ہوا کہ فحیرت جب اپنا ہاتھ مثلاً چھوٹے
تالاس میں ڈالے تو ہاتھ ڈالتے ہی کل پانی اس سے
ملائی ترسب شامل ہوتا اور خلاصہ یہ کہ اگر ملاقات
صرف اسی حد تک ہوتی جس سے پانی حقیقتہً ملا ہے
تو بال گرنے سے صرف چند قطرے ہی نہیں ہوتے جو بال کے گرد اگر ہوتے کیونکہ پاکی کا سبب نفس سے ملاقات
ہے جو ان چند قطروں تک محدود ہے، مگر یہ چیر قطعاً باطل ہے، تو معلوم ہوا کہ سارے کا سارا ملتی ہے
اور اس کے سوا چارہ کار نہیں کریہ کہا جائے کہ غیر طاق، طاقی سے زیادہ ہے۔ ات۔

ثالث وهذا التاسع عشر
قصر الحكم على الملاقة يحيل الاستواء، و
يسلكه في مثبت المحال، و ذلك لان الاجسام
لا تتلاقى الا بسطوح لا متجانسة فتاخذ
الاجسام وان يقيم اسطح من الجسم فضاء
او ضوئاً الفصل يجب ان يبقى ظهور الان
التي لا تلتصق بمدرك المحدث سطحه و ابقي
جسم فلا يسلبه الظهورية لان المستعمل

ثالثاً: یہی (انیسواں) ہے حکم کا محض طاقی
تک محدود رکھنا استعمال کے محال کرنا ہے کیونکہ اجسام
کی ملاقات صرف سطوح سے ہوتی ہے، کیونکہ اجسام
میں متداخل محال ہے اور سطح کو جسم سے کتنی نسبت
ہے؛ تو وضو اور غسل کا پانی واجب ہے کہ طہور ہے
کیونکہ پانی کے جس جتنے کو فحیرت کا بدن ملا ہے وہ
قطع سطح ہے اور طاقی جسم ہے تو وہ اس کی طہوریت
کو سلب نہ کرے گا، کیونکہ مستقل اپنے غیر سے

اقل بکثیر من غیرہ۔

بہت کم ہے۔

اگر کہا جائے کہ حقیقتہً تو ایسا ہی ہے لیکن شریعت نے کل پانی کو جو محدث کے جسم پر بہایا گیا سے متصل قرار دیا ہے کیونکہ وہ شئی واحد ہے اور متصل ہے۔ میں کہتا ہوں اسی طرح ہر قطرہ پانی حکم شرعی کے اعتبار سے شئی واحد ہے اور جس سے متصل ہے اور جہر بہائے پانی میں بہائے گی و جس سے نہیں ہے بلکہ اس کی قلت کی وجہ سے ہے اس لیے تالاب کا کل پانی بیک وقت ناپاک ہو جاتا ہے جبکہ اس میں نہایت کم پانی کا کوئی قطرہ گر جائے اور یہ اسی لیے ہے کہ وہ شئی واحد کی طرح ہے اس کے ایک جز سے طاقات کل سے طاقات ہے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ جب محدث نے پناہ تہہ رت میں ڈالے۔ ریت میں جو کچھ تھا اس سے ہاتھ کی طاقات ہو گئی، یہ نہیں کہ صرف اس کی متصل سطح سے طاقات ہوئی اور اسی میں مقصود ہے اگر کہا جائے کہ استعمال میں نہ رہتا ہے تو کل بہایا ہوا استعمال شمار ہوگا تو کل متصل ہوگا۔

تو میں کہوں گا ہمارے نزدیک تکلف کے فعل کا کوئی دخل نہیں، مگر صرف یہ ہے کہ قطرہ پانی شرعاً ایک شئی ہے خواہ وہ فرض کو ماقہ کرے یا قرۃ ادا کرے اور یہ دو فرض صورتوں میں حاصل ہے۔ درمابعد اور یہی (جیسواں) ہے، اگر ایک طشت میں پانی ہے اور محدث یہ چاہتا ہے کہ اس سے اپنا ہاتھ دھوئے، تو اس کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ اس کو ہاتھ پر بہائے تو پانی محدث پر واقع ہوگا اور یا یہ کہ ہاتھ کو طشت میں ڈال دے

فان قلت نعم هو الحقيقة ولكن الشریع النظر باعتبار كل الجسم المصوب على بدن الحدث مستعملاً لانه شئ واحد متصل قلت فقد حصل ماء قليل شئ واحد حكم شرعی متصل حاشا عا دیا و لو يكن ذلك في المصوب للمصوب بل لقته الا ترى ان ماء الغدير يتنجس كله معا بوقوع قطرة من مجس وما هو الا لانه شئ واحد لقاء جسوء منه لقاء الكل كما بينا فبا دخال السحدث يد في الماء لا فاحا حصل ما في الاثنا ولا السطم المتصل بها فقط وفيه المقصود فان قلت المؤثر الاستون وهو مصوب بعد مستعملاً لكل المصوب فيصير محله مستعملاً۔

قلت لا دخل لفعل المكلف عند انما المؤثر كون الماء اقليل السعد وشرط شياً واحداً سقط فرضاً او اقام قربة و هذا حاصل في الوجهين۔

ورابعاً وهو العتصرون ماء في طست امراد الحدث ان يغسل به يده فله فيه وجهان ان يصبه على يده فيرد الماء عن الحدث او يدخل يده في الطست فيرد الحدث على الماء

فان صبه كنه على يد المصور كنه مستعملا
قطعا باجماع اصح بنا وان كان يكفيه لعمد
وقد امسك لکن لا مسمع لان يقال اني استمع
قد رما يكفيه والفصل بقى على طهر ريت فكذا
ما دخل يد في كنه و صلب حاشى و اى فرق
بينهما و بان الله التوفيق -

پانی میں داخل کیا اور اس کو پاؤں دھریا، اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ و بان الله التوفيق
وخاصا اقول و بان الله التوفيق
وهذا الجادى والعشرون الاستعمال
صنفا للمعول اى مبيرونة الماء مستعملا
لا يمكن ثبوته لى يلاقى بدن المحدث وهو
صظم الماء الباطن لان الاستعمال الصلاب
ظهورية فلا يثبت الا في كون مهور كمن
الموت لا يدعى الاما كان حيا ومعلوم ان
الظهورية صفة جرم الماء قال الله عز وجل
وانزل من السماء ماء فهورا وقال تبارك وتعالى
ويثر عليك من السماء ماء فيظهر كنه شبه لا
صفة احدا اطرافه التى لا وجود لها الا
بالاستزاع على فرض اتصال الاجسام ولا
فى المعد صفة طرف لا يتحرك لانه
امالة ولا امالة لا بالجسم ولا فقيم يثار
عن السطح ولبها سرة اخرى هل استعمال
الماء عدم صلاحه لتوصى به امر سقوط

تو محدث پانی پر وارد ہو جائیگا تو اگر سبب ہاتھ پر رہا تو
کل قطعاً مستعمل ہو جائے گا، اس پر ہمارے اصح کا
اجماع ہے، اگرچہ اس کو بعض کفایت کرتا اور اس نے
اسراف کیا مگر یہ کہنے کا جواز نہیں کہ صرف اتنی مقدار
مستعمل ہوئی جو اس کو کفایت کرتی اور باقی ماندہ اسی
ظہوریت پر رہا تو اسی طرح جب اس نے اپنا ہاتھ سبب

پانی میں داخل کیا اور اس کو پاؤں دھریا، اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ و بان الله التوفيق
اور خاصا میں کہتے ہیں و بان الله التوفيق، و
یہ (اکیسویں) ہے، استعمال مبنی للمعول ہے یعنی پانی
کے مستعمل ہونے کا ثبوت ممکن نہیں ہے اس چیز کے لیے
جو بدن محدث کو ملائی ہو اور وہ باطنی پانی کی سطح ہے
اس لیے کہ استعمال کے بعد ظہوریت کا سلب
ہو جائے گا۔ یہی چیز میں ثابت ہوگا جو ظہور ہو
جیسے موت اسی چیز پر طاری ہوتی ہے جو زندہ ہو
اور یہ معلوم ہے کہ ظہوریت پانی کے جسم کی صفت ہے
انہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وانزلنا من السماء ماء
ظهورا (ہم نے آسمان سے پاک پانی برسایا،
نیز فرمایا و یثر عليك من السماء ماء لیظهر كنه
یہ (وہ آسمان سے تم پر پانی برساتا ہے تاکہ تم کو
اسی سے پاک کرے) یہ اس کی کسی طرف کی صفت
نہیں ہے جس کا وجود محض انترجی ہے جبکہ اجسام کا
اتصال فرض کیا جائے، اور نہ ہی نسل میں کسی طرف کی
صفت ہے جس میں تجزی نہ ہو، اس لیے کہ غسل لامنی

الصلوح بعد ثبوتہ علی الاول کا ان اطلاق مستعمل
قبیل ان یلاق لای السطح لای یکن التوضی یہ و علی
الثانی لا یصیر الخلاق مستعملاً بل الایہ لم یکن صلی
له تدویہ ظهر لہ الحمد ان فی مسائل العاصم
المحدث والعروج نکثیرة المناطقة بصیرورة
النماء مستعملاً بل حول بعض عضو المحدث
من دون ضروریة صرف الكل الی معنی ان
انقدر الخلاق فی البدن یتصور مستعملاً لایحیة
ماذ البیضاء والزیبر کما فعله فی الحلیة محتاجا ہما
وقم فی البدن افع وتبعہ البحر فی البحر صرف
ضائہ لام یخ لہ اصلاً وقیہ بدل صرائح
المصرع المدائرة المائرة فی الروایات الظاہرة
عن جمیع ائمة المذہب رسمی، اللہ تعالیٰ ہم
حیث حکوا یا لا استعمال وحصلہ ہا لغرض
من لا استعمال فامت صیغ تاویل لایست
بالنقل والنقیض بالنقیض محذ اور رحم اللہ البحر
حیث صدر رحمہ فی البحر الاعتراف بالحق ان
قد اتوا میں لیس تاویل بل تبدیل للحکم وتحویل
حیث عبرتہ تحت یحفظ لقولہ ان صماء
المتو لا یصیر مستعملاً مطلقاً فیہذا هو
معنی ذلك التاویل حقیقة ولا مانع ہا انصر
الیہ انہ المستعمل ما حفظ عن الاعضاء و
هو مغلوب فانہا تساقط لریلاق ایضاً اما الملا
سطح وهو لا یقبل الاستعمال۔

برہانا ہے اور برہانا جسم پر ہی ہوگا ورنہ غسل مسح سے
کیونکہ مسنا نہ ہوگا اور ہا نگاہ دیگر آیا پانی کے مستعمل
ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں اس بات کی صلاحیت
ہی نہیں ہے کہ اس سے وضو کیا جاسکے یا صلاحیت
ثابت ہونے کے بعد سقط ہوئی؟ پہلی صورت میں طاقی
مستعمل ہوگا قبل اس کے کہ طاقات کرے کیونکہ سطح سے
وضو ممکن نہیں اور دوسری تقدیر پر طاقی تکبھی مستعمل نہ ہوگا
کیونکہ اس میں اس کی صلاحیت کبھی نہ تھی، اور اس سے
معلوم ہوا کہ محدث کا غوطہ لگنا، اور بہت سی عروج
جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر ضرورت محدث کے کسی بھی
عضو کے پانی میں داخل ہوجانے سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے
بفسیر اس معنی کی طرف پھرنے کی ضرورت کے کہ
اس تقدیر میں نہ ہونے سے وہ مستعمل ہوگا نہ کہ کبریا
باقی پانی یا تالاب کا باقی پانی جیسا کہ علیہ میں کہہ ہے،
انہوں نے بدائع کی عبارت سے استدلال کیا ہے، اور
محقق نے بحر میں اس کی متابعت کی ہے۔ مگر اس کا
کوئی جواز نہیں، اور اس میں صرف نص میں تمام نہ
مذہب کے ظاہر روایت میں ہیں کا بطلان ہے کہ
سب نے استعمال کا حکم لگایا ہے اور یہ معنی کرنے
سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی مستعمل نہیں، اگر ثبات کی
تاویل نفی سے اور نقیض کی نقیض سے ہو سکتی ہے تو یہ بھی
صحیح ہے و علاوہ محقق نے بحر میں منصفہ نہ بات کہی ہے
اور فرمایا ہے کہ یہ تاویل میں بلکہ حکم کی تبدیلی ہے کیونکہ

حجۃ کے تحت انہوں نے فرمایا کہ کنز کا پانی مستقل نہ ہوگا مطلقاً الخ یہ ہیں اُس تاویل کے حقیقی معنی، اور جو انہوں سے فرمایا ہے اس کا کوئی جزا نہیں۔ وہ فرماتے ہیں مستقل وہ ہے جو اعضا سے جدا اور وہ مغلوب تھا کیونکہ جو گراس کی ملاقات نہ ہوئی تھی طلاق تو صرف سطح سے اور وہ استعمال کو قبول نہیں کرتی ہے۔

وسادساً وھم الثانی والعشرون

ما ذکر قدس سرہ علی حدیث الامام رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ ومن شریح تزج الماء کل یعدم اساس الفرق بین التماسہ العیۃ والحدث او لیس فی بدن المحدث ما یحفظ ما یحضر علی وجہ لا یمکن التبیض والکایتھما یلاذق وقد قصرت علی ما اتصل ببدنہ حکاماً بحسب ان لا یتھما الاھرو اختلاط ما جاوہر من الماء بہ ثمرۃ یدفعہ ما ذکر تعریف الفسفی بین انھما و لھو لا یسر فی حدیثہ

نفس ہو چار الجنس زوجہ اس میں رکب زمانہ ادھب برح کل فوجیہ بقول بان السلاۃ علیہ السلام وامت کسایتھما کلہ حسد الامام چاروی عنہ کذلک تعسب الطہوریۃ عن کلہ علی مذہبہ المستقر المصوبہ لاحصول السبب لکل وبعیہ سراً اخیری کما قال قدس سرہ علی روایۃ الحسن الفرق بین المحدث والمحدث کذلک بقول حسن امت یوقع المحدث فی البدن کل ثبت اللقا للماء کلہ او لا علی الشان لوجوب سرہ الجمیع بعد اتمام امت الحور ویتحدی علی الاولی حصل المتصود وبالجملة

اور سادساً (اور وہ بائیسواں ہے) جو قدس سرہ نے مذہب امام پر ذکر کیا ہے کہ کل پانی نکالا جائے گا وہ نجاست حنیہ اور حدث کے فرق کی اساس کو مہدم کرتا ہے کہ بدن حدث میں گئی ایسی چیز نہیں جو ظاہر سے اس طرح مل جائے کہ تیز فکس نہ ہو اور نجس صرف وہ ہوتا ہے جو اُس سے طلاق ہو اور تم نے اس کو صرف اُس پر منحصر کیا ہے جو اُس کے بدن سے طاق ہے تو چاہئے کہ صرف وہی نجس ہو اور اس پانی کا اختلاط جو باقی بدن سے لگا ہے اس کو وہ فرق دفع کرے کہ نہ ملے بلکہ اچھے میں بدیہ کیا ہے اور وہ سرایت نہ کرے گا کیونکہ آپ نے کہا ہے کہ نجس وہ ہے جو نجس کا پڑوسی ہے نہ کہ پڑوسی کا پڑوسی، لیکن امام نے کل پانی کے نکال جانے کو ضروری قرار دیا ہے قریب قول ان زم سر کہ طلاق کل پانی ہے اور اس صورت میں جیسے کہ پانی اتم کے رد تک نجس ہوتا ہے جیسا کہ اُن سے مروی ہے اسی طرح طہوریۃ کل پانی سے مطلب ہو جائے گی جیسا کہ اُن کا مذہب معتقد معنی ہے کیونکہ سبب کل میں موجود ہے اور بالفاظ دیگر جیسا کہ قدس سرہ نے فرمایا حسن کی روایت کے مطابق فرق حدث اور نجس کے درمیان میں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ حدث کے کوس میں گرنے سے کیا کل پانی سے نقائص ہوں گی یا نہیں؟ اور برتھیرشانی کنز کا کل پانی کانا کیوں

شبه السبب والحكماء السبب متفق عليه
هو لقاء وسبب في الحكماء السبب
أو سبب ظهورية فان قصور السبب
عن ما يصل وجب قصور الحكم عليه
كما هو في شئ واحد الحكم عليه
ثبوت سبب في كل وجب شمول الحكمين
لكل دالة متفق

شامل ہو تو سبب کل میں ہر ثابت ہو جائے گا تو وہ نوں ممکن کاکل کو شامل ہر لازم ہو گا، و بانه لتو حق
وسببها وهو الثالث والعشرون

قد تم اس الفاعل یجاورها من الماء عشرون
و هو المصير جفتہ وفي لحد جة والمصور
لحد و مرة اکثر لحد و مہمة في حقیقہا و
الادی یجاور حسیم الماء في حد و حسیم
حقیقہا و ذکرتم انہ المقہ المعنی ہذا، تفکر
عنکم بامث المحدث الواقع في المحدث
جاور حسیم الماء فوجب ان یصیر جمیعہ
مستعملا و لا ح نقول بان المستعمل یزاحم
و هو قد من حیرہ و یصب ماء الطست و
کثیر من لاجاب لا یسلم عشرون و لواء لا
حشر و کف الانسان لیس با مصیر من عاقل
ما د دخل محدث یدہ في اجابة و حبان
یصیر کلہ مستعملا و لا صیاح طہا للعسوق
بین المجاستین العلییة والحکیمة فان جو

قزم ہو ایک نکر آپ نے کہا ہے کہ جو اس قدر ہی نہیں ہوتا
اور پہلی قدر پر مقصور و حاصل ہو گیا۔ اور خلاصہ یہ کہ
یہاں وہ چیزیں ہیں، سبب اور حکم سبب تو متفق علیہ
ہے اور وہ ملاقات ہے اور اختلاف صرف حکم میں ہے
اور وہ ناپاک کہ ہر نام سے یا طوریت کا سلب ہونا ہے
اگر سبب متصل پر موقوف ہو تو حکم کا بھی اس پر مقصور کرنا
واجب ہو گا، جو بھی حکم ہو، و اگر ایک حکم تمام پانی کو
شامل ہو تو سبب کل میں ہر ثابت ہو جائے گا تو وہ نوں ممکن کاکل کو شامل ہر لازم ہو گا، و بانه لتو حق

سابعا (اور وہ تیسواں ہے) آپ نے کہا ہے
کہ جو بیا سے متصل میں وہ پانی ہوتا ہے کہ اگر اس کا
جسم چھٹا ہے اور مری اور بقی میں ان کی صفت کی وجہ سے
زاید پانی متصل ہوتا ہے اور وہی اپنے جثہ کے بڑے
بر سے کہ وہ سبب پانی کے متصل ہوتا ہے، و در تم
سند ذکر کیا ہے کہ یہ فقرہ حقیقی ہے، یہ تمہاری طرف سے
اس میں کمر است ہے کہ جو محدث کو یہی ہوتا ہے
وہ تمام پانی کے محدود ہوتا ہے تو لازم ہے کہ وہ تمام
مستعمل ہو، اور یہ قول غلط ہو کہ مستعمل وہ ہے جو اس
سے ملا ہے اور وہ اس کے حیر سے قیل ہے و طشت
کا پانی اندر سے منکوں کا پانی بیس ڈال کر دس
ڈال کی مقدار تک نہیں ہوتا اور انسان کی سبب پر بیا
چھوٹی نہیں ہوتی ہے، تو جب محدث نے پانی توڑنے کے
میں ڈال تو واجب ہے کہ اس کا کل مستعمل ہو، و
یہاں کوئی فرق نہیں دو بجا ستموں کے، میان عیب

یہ خطیں بحسبیں لد بقہ ولا مدخل فیہ
 زوجہ قائم یا عدم حق یہ مختلف یا اختلافہ۔
 اور یکہ میں، کیونکہ جو اردو خبروں کی قوتوں کو حاصل ہوتا ہے
 اور اس میں کسی ایسے وصف کو دخل نہیں ہوا ہے
 کما ایک کے ساتھ قائم ہوتا کہ اس کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو جاتے۔

فان قيل حقيقة المجدورة ليست

لاب القيد بالحسم و بمسرى في عشرين
 في الفاء واو اربعين في الياء والكل في الادمي
 لابل بيت تفصيل منه ملات وتفاوت
 بعد وبت ابعثت قال بيت العبد وبعث بحسب
 حبيب الماء اذ تصدق شئ من عذبا الواقت
 او انتقم لان عند ذلك تحرم اليه منه
 لرحمة فيب فتجد وبعث اجود الماء وقيل
 ذلك لا يجاوز الا قدر ما ذكره لصلابة فيثا
 و حاله اذ سجد ورة عشرين واربعين والكل
 مجدورة بهبه دونك الجثة والما لاقت الجثة
 مالاقت۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حقیقی مجاورہ تو کسی چیز
 کے لیے ہے جو جسم سے متصل ہو، اور یہ کیسے ڈونک
 جو میں سرایت کرتی ہے اور یا لیس تک پانی میں،
 اور کل پانی میں آدمی کے گرنے کی صورت میں، کیونکہ میت
 سے تریاں جدا ہوتی ہیں اور ان میں خُشوں کے انتشار سے
 فرق ہوتا ہے۔ ملک العلایہ فرمایا کہ ان شئیاً
 میں سے اگر کوئی چیز پھول جائے یا پھٹ جائے تو
 کل پانی کا نہیں روینا ضروری ہے، کیونکہ اس صورت
 میں ان شئیاً سے تری خارج ہوگی کیونکہ ان میں نرمی
 سے درپانی سے عام ہر سے متصل ہو جائے گی اور
 اس سے قیل صورت اس قدر کے متصل تھی جس کا
 ہم نے ذکر کیا کیونکہ اس صورت میں یہ اشیاء سخت تھیں۔

ترسیں پالیس یا کل کہ مجاورہ سے مراد تری کہ مجاورہ ہے کہ ٹھنڈی، جُتہ تو جس سے ط ہے سو ط ہے۔

اقول فاذا يتنقض ماء كثر في وقوع

محدث في البئر هل قول الامام يجازي
 الماء المستعمل لعدم بقاء هناك تفصيل
 والحق على ما يظهر للبعد الضعيف
 عقر لدان الماء ان كان شئ واحدا متصلا
 حقيقة كما تزعمه العلاسفة فلا شك ان الماء
 بعد لقاء حمله بلى لا يفسد هناك لعدم

میں کتا ہوں جو آپ نے کہا ہے اس پر یہ نقص
 وارد ہوتا ہے کہ اگر محدث کنویں میں گر جائے تو امام کے
 قول پر استعمال پانی نہیں ہو جائے گا کیونکہ وہاں کوئی تری
 موجود نہیں جو محدث سے آمگہ ہوئی ہو، اور باقی کچھ پر
 طائر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پانی اگر متصل و حد ہے
 حقیقتہً جیسا کہ خلا سفر کا خیال ہے تو اس میں شک
 نہیں کہ اس کے بعض سے ملاقات کلی سے ملاقات

المتحرى بالفعل وان كان جزءا متفرقة كى هو
عندنا ان ثالث الاجسام من جواهر فردة تجاور
ولا تلاصق لا استحالة اتصال جرمين۔

منفردہ سے مرکب ہیں قراس صورت میں اجزاء مجاور ہوں گے لیکن متصل نہیں ہونگے، کیونکہ دو اجزاء کا اتصال محال ہے۔

اقول وكل ما تجشمه الفلاسفة ومقدم
من اقامة براہین ہندسیہ وغیرہا علی
استحالة الجبر، وقد اوصلها الشیرازی سف
شرح العراية السمانہ حداية المحكمة اسل
اشی عشر و سماها جی انما تبدل علی استحالة
الاتصال دونہ امتناع نفس وجود الاجزاء و مع
لحدسہ علی توهم خطوط متصلة و لاحقة
رب الی وجودہا جیانا فضلا عن اتصالها كالحياة
ابتنی علی توهم مناطق و محاذ و اقطاب و
دوائر و ان لو يكن لها وجود هينى بل اولى فاني
الهندسة تستعنى من وجودها بوجود المناشي
ايضا فلا يرد علينا شئ من ذلك والله الحمد
فيلعل وقد اقبل ذلك كثير من المتكلمين و حنا رو
في دهم شبه المتكلمين و بالله التوفيق بن الجسيم

متصور ہوگی، بلکہ یہاں بعض کا تصور ہی نہیں کیونکہ
بافضل تجربی نہیں ہے اور اگر متفرق اجزاء ہوں جیسا کہ
ہمارے نزدیک ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اجسام جو ہر

یہ کہتا ہوں فلاسفہ نے جو ٹک و دو کی ہے کہ

برایہیں بندر سید سے جزا کا ابطال کیا ہے اور شیرازی
سے شرح الفرائد جس کا، م چاہیہ الحکمتہ ہے ایسے
بارہ و قول قائم کئے ہیں وہ ان کا نام حجتہ رکھا ہے ان
سے صرف اجزاء کا اتصال محال ثابت ہوتا ہے جس
جزا کا استحالة ثابت نہیں ہوتا ہے اور ہندسہ کی
جیاد خطوط متصلہ کے توہم پر ہے، اور ان کا موجود ہونا
خارج میں کچھ ضروری نہیں چاہیہ ان کا اتصال
محال حیاتیہ کا دار و مدار، مسطوق، مجزوں قطبوں
اور دوائر کے توہم پر مبنی ہے اگرچہ ان کا خارجی وجود
نہ ہو۔ بلکہ اس سے بھی اولی ہے کیونکہ علم ہندسہ ان کے
وجود سے ان کے نشا کے وجود سے بھی مستغنی ہے،
تو ان میں سے کوئی چیز ہم پر وارد نہیں ہوتی و نہ لحد
اس سے بہت سے مشکلیں مائل رہے اور متفلسفین کے

سے تنبیہ، ماہ قلت کیف یری جسم الجبر
لا یری قول اولاجرت المستند فی تصور المشر
ای شیا بالہ النہیۃ فی الدقة اذ کان معرودا
لہ محیطہ البصر و اذا اجتمع امثالہا و کثرت
ظہرت کما اذا کانت فی جلد ثور امین نقطة
سوداء کما ان الابرة لا تلمس و انت کثرت

تجسید اگر تو کہے کہ جسم کیسے دکھائی دیتا ہے جبکہ جبر
لا نظر نہیں آتی اذ لا میں کہتے ہوں کہ نگاہ انسانی
خطی طور پر انتہائی باریک چیز کا احاطہ کرنے سے
قاصر ہے جبکہ وہ چیز منفرد ہو۔ لیکن اگر اس چیز
کے ساتھ اس کا متعدد امثال مجتمع ہوں تو وہ
ظاہر ہو جاتی ہے، جیسے (باقی صفحہ آئندہ)

عدا اجز و متفرقة حقيقة متصلة حسا كما
اخر اقسام کے رد میں حسیران رہ گئے ،

(لایقہ ماشیہ منکر نشہ) اثنائها متجاوزات البصوت
بن قد لا يرى من السواد الا لونها وهو السواد
وهو ظاهر في انباء فان فيه درت قلائد
تري كريمة الشكل وما منه لا يحس اليه واشكالها
يل لونا محيا ككوكب السحرة والمثورة ولسو
تصرد شمسها ما يمكن عداة من يصور شكلها
ونزاهتها تري كعمود بيض و بين الكوة مثل المحاب
بل المحاب ليس من دلت فان ليجر حر
متفرقة ولا تبصر واحد منها و تتركب ترے
محيا كالجمال و تمل الوجه فيه امب . تصرد
يقتضي خصوصية النظر فيه و ذلك
على حد تقدير من لدن نفس الخفايا
الشعائيات الواصلة اليه و القدر مست
مرادوية الرؤيا كما هو سبب في سق
ثم ادينا اختلاف بصريات فوق الشمس
و بعد مقريما المرنى و حقيق و اكثر ثروت و
اجسط و قعت من ساق مثنت ديس و يستر
صبرة فابصر و ثانيا بعد اعلی طریق تقسم
فان صلوا و لا ياتي احد ريس من ان ريسا
و كل شئ يات من ادة بقا في وحدة لا يورث
سماي الاشعة في لينة طين و عين مائة سود
وان لفران حقيقت المزجاء في سابعة المنهاد
عن حمل باسم افق المساء قادم السواد ان لا تری

سفید بل کہ جلد پر شونی کے سوسے کے برابر سیاہ نقطہ
دکھائی نہیں دیتا لیکن اگر متعدد سیاہ نقطے مجتمع
ہو جائیں تو نظر آنے لگتے ہیں ، بلکہ دور سے تو محض
ان کا سیاہ رنگ ہی دکھائی دیتا ہے ، یہ بات
غبار میں ظاہر ہے کیونکہ اس میں چھوٹے چھوٹے اشک
ذرات ہوتے ہیں جن میں سے اکثر ٹکٹکوں کو آگے
عمد سے نہیں کرتے بلکہ دونوں کی مانند ان کا رنگ دکھائی
دیتا ہے جیسے ککشاں اور کھرے ہوئے ستارے ان
میں سے کوئی بھی اگر مسرور ہو تو حادثا اس کا دکھائی دینا
ناممکن ہے ، البتہ کثرت و اجتماعیت کی وجہ سے نظر
ناتین بنجے سے اور روشن دان کے درمیان
روشنی کا سترن بادل کی شکل دکھائی دیتا ہے مگر خود
بادل بھی اسکی قیل سے کہ چونکہ ذرات متفرق ہزار
ہوتے ہیں جن میں سے کوئی ایک دکھائی نہیں دیتا مگر جمعی
مركز ہوا ہے جیسے بادل طرہ تے ہیں مثیلہ اس کی وجہ
یہ ہو کہ مسرور چیر ضرعی نظر کا تقاضا کرتی ہے بیش نہایت
باریک سو تو دونوں احوال سے یکے والی شعاعیں اس
میں پہن کر مابہ سطح جرجاتی ہیں اور زاویہ نظر معدوم
رہتا ہے جیسا کہ فوق شمس مختلف سطح کے زاویہ
تحتی ہونے کا یہی سبب ہے پس اس کی حقیقت اور مرنی
تو ہمیں متحد جرجاتی ہیں اور جب یہ جزیرہ اور پہلی ہو
میں تو مرنی رو بہ ان شمس کے دو سطوح کے درمیان واقع
تو پڑھائی دیے گئے ہیں ۔ ثانیہ مذکورہ (باقی صفحہ آئندہ)

تزی فی الہباء عند دخول الشمس من قوتہ بیل و
فی الدخان والبخار والقباس مع لا اتصال
حقیقۃ لشیء من الماء لشیء من البدن فلو
اعتبرت الحقیقۃ لم یتجسس الماء بوقوع شیء
من الخبث فظهر ان الشرح المصہر قد اعتبر
طبعا المحس ولا شک ان کلہ فی المحس شہد
واحد كما هو فی الحقیقۃ عند المتفلسفۃ ولیس
ثم حاروی یتقی الخوار لمحس بالروح الیہ
وجوب ان یكون علی حد یضالہ بعصرہ
لما کلہ بل لا یصل لحدہ بتجری حد اصا
اکثیر فعمدہ الشرح لا یخص الخبث بل یصل
البحر لمحس و نہ استقرار عرش التحقیق علی
ان اباد اکثر لا یتجسس شیء من حدہ ہر
ولو مریۃ حق ما حولہا ما یلیہا ہکذا ایہی
تحقیق والذہنی ولی توفیق و ہت نس
الکلام مع الامام الہمام ، علیہ السلام ، انکلام
لعماد اللہ تعالیٰ بیکاتہ فی الدوام ، فی اسما
السلام ، امین ۔

تحقیق ہونی چاہیے یہ کہ نام جام ملک معلوم کے ساتھ غنیمت کل مروتی ، انہ تعالیٰ کی برکات ہم کو ہمیشہ منت ہم
مستعد فرماتے آئیں

ہمارے نزدیک جسم اجزائے متفرقہ حقیقۃ متصلہ ہوتی
سے عبارت ہے جیسے کمر کے سوراخ سے روشنی کی
دکھن جیب اندر داخل ہوتی ہے تو اس میں ذرات
نظر آتے ہیں بلکہ دھوئیں ، بخارات اور بخار میں بھی نظر
آتے ہیں ، لہذا پانی حقیقی طور پر بدن سے متصل نہیں ہے
تو اگر حقیقت کا اعتبار کیا جائے تو پانی کسی بھی گتہ کی طرح
گرتے سے نہیں نہ ہو ، پس معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ نے
یہاں حتیٰ کا اعتبار کیا ہے ، اور اس میں شک میں
کہ حتیٰ کے نزدیک کل ایک چیز ہے جیسا کہ متفلسفہ کے
نزدیک حقیقت یہی ہے اور وہاں کوئی ایسی روک ٹوک بھی مروجہ
نہیں جہاں پہنچ کر جو ارحس رک جائے تو اس پر پارکا
ہوا کہ بعض کی ملاقات کل کی ملاقات قرار پائے ، لہذا وہ
محس نہ ہی ہیں کہ نہ تجربہ ہی نہیں ہے چنانچہ در
رہا کثیر تو شرعاً نے فرمایا ہے کہ اسی میں کما سنہ اثر
نہیں کہہ گی تو اس کو جو ارحس کہیے مضر نہ ہوگا اس
تحقیق عرش شمس سے معلوم ہوا کہ کثیر پانی نجاست
کے گرنے سے نجس نہ ہوگا اور وہ نظر آنے والی ہو
یہاں تک کہ نجاست کا گرد پیش بھی نجس نہ ہوگا ، اسی طرح

تحقیق ہونی چاہیے یہ کہ نام جام ملک معلوم کے ساتھ غنیمت کل مروتی ، انہ تعالیٰ کی برکات ہم کو ہمیشہ منت ہم
مستعد فرماتے آئیں

دیں علامتہ کے مذہب کے مطابق ہے اگر مان میں تو فہما
وگرہ جاری ایمانی دلیل یہ ہے کہ نگاہیں اور تمام چیزیں
انہ تبارک و تعالیٰ کے درجہ کے تابع ہیں گروہ علیہ

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ) لا حواء علی الانفس و
اذا اتحصت انصرت یکون کما ارادہ منہ
حفظہ سبب تبارک و تعالیٰ (م)

تو ایک اور علامتہ ایک رات میں سیاہ پیوٹی کی آنکھ کو دیکھ سکتا ہے اور اگر وہ پہنچ تو دن کی روشنی میں ملک برس پہاڑ سے
نیلگون آسمان کو بھی دیکھ جائے گا چنانچہ اس کے پاس پاک ، عز و نوری جو پر مہر آنے آئیں اور صبر و محبت جو جائیں تو نظر نہ
لگیں مگر جیسے اس نے چاہا ویسا ہی واقع ہوا ۔ (ت)

الرابع والعشرون يكن الجواب

عن الاستئذان الى كلام البدائع بما اورد
في تحريه لمرجعه وان لم يردده، ونقل عن
امرارته في الامام الذي يروي ما تقدم ان
محمد يقول لا يغسل في الماء القليل صار
الكل مستعملا حكم ثم قال في هذه العبارة كسفت
اللبس وادخلت كل تخمين وحدث فاني افاد
من مقتضى مذهب محمد ان الماء لا يغسل
مستعملا باحتياط القليل من الماء المستعمل
الا ان محمد احكم بان الكل صار مستعملا
حكما لا حقيقة مما في ابدانهم محمول على
ان مقتضى مذهب محمد عدم الاستعمال
الا انه يقول بخلافه اهـ قال في حاشية الزاوي
يعني ان صاحب البدائع نسب الى محمد
عدم الاستعمال بنوعه ما اقتضاه مذهب
من ان المستعمل لا يفسد الماء ما لم يغلب
اوليساوه لكن محمد اما قال بذلك الذي

چوتھوں صاحب حدیث اٹھ کے کلام کی طرف جو غلط ہے اس کا
میان صاحب بحر کے بیان سے ممکن ہے جس کو انہوں نے رد
نہیں کیا اگرچہ صاحب بحر نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ انہوں نے قاضی مام
دعویٰ کی طرف سے نقل کیا ہے جو اگر امام محمد فرمایا ہیں کہ پانی جو اس
میں کئی غسل کرے تو کل حکم مستعمل ہوگا، تو اس عبارت
نے التباس کو ختم کر دیا ہے، اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ محمد کے مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ تھوڑے سے مستعمل
پانی کے مل جانے سے پانی مستعمل نہ ہوگا، مگر محمد نے
حکم کی ہے کہ کل حکم مستعمل ہوگا نہ کہ حقیقت، تو جو کچھ
پرست میں ہے وہ یہ ہے کہ محمد کے مذہب کا مقتضی یہ ہے
کہ پانی مستعمل نہ ہوگا، مگر وہ کہتے اس کے خلاف ہیں
احمد بن حنبلہ نے فرمایا یعنی صاحب حدیث نے
محمد کو ثواب عدم استعمال کو غسوب کیا، جیسا کہ
ان کے مذہب کا مقتضی ہے کہ مستعمل پانی، پانی کو
فاسد نہ کرے گا تا وقتیکہ اس پر غالب ہو جائے
یا اس کے برابر ہو جائے، لیکن محمد نے یہ نہیں فرمایا ہے لاکہ
یہ ان کے مذہب کا مقتضی ہے بلکہ اس حدیث میں

علیہ ذکری رحمہ اللہ تعالیٰ فی ضمنی سوالی و
وعدلی فی الجواب الی حمل الروایات التواترة
اطهارة علی الضعیفة المتأخرة وغير ذلك مما
یأتیک الجواب منه ان شاء الله تعالیٰ وھنہ
غفرلہ (م)

انہوں نے اس کو سوالیٰ میں ذکر کیا ہے اور
جواب میں روایت متواترہ ظاہرہ کو روایت ضعیفہ
ناورہ وغیرہ پر غمبولی کرنے کی طرف عدول کیا ہے جس
کا جواب ان مشاہیر اللہ تعالیٰ آپ کو دیا جائے گا
اللہ منہ غفرلہ (ت)

بحر الرائق کتاب الطہارت ریچ ایم سعید پبلیشرز کراچی ۱/۷۱
تہ ایضاً ۷۲/۱

انہوں نے فرمایا کہ یہ مکمل مستقل ہر جی جیسا کہ دوسری کی عبارت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے۔

میں کتا ہوں استعمال کا ثبوت ملاقات سے ہوتا ہے، اور حقیقت ملاقات ان اجزاء سے ہوتی ہے اور حکم تمام پانی کے لیے ثابت ہوتا ہے کہ نہ شریعت میں قلیل ہے واحد ہے، جیسا کہ ہم اس کی تحقیق اور ذرا فی طریقہ بیان کر آئے ہیں، کیونکہ حکم حقیقی طور پر حقیقی ہے تو اس حکم کو ثابت کرنا اندازاً ہو گا۔

پچیسواں ————— وہ تمام فروع جو ترکہ ساتھ عام کتب مذہب میں مذکور ہیں اور شرائط ذکر کر کیا ہے، اور تمام ائمہ مذہب سے مخصوص ہیں جن پر سلف مذہب اور خلف مذہب متفق ہیں ان سب کو انہوں نے مستقل پانی کے بغیر ہر نے والی روایت کی طرف راجع کیا ہے، علماً جیسے حقیقی سے یہ بات بعید ہے۔

میں کتا ہوں اور قریہ کیسے ممکن ہے کہ یہ فروع اس تحریر سے تمام کتب مذہب میں ذکر کی جائیں اور ائمہ و شراح ان کو قبول کریں، اور کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ یہ ضعیف و متروک روایت پر مبنی ہیں، علماً وہ حضرات ان کو مسلسل ذکر کرتے چلے جائیں اور ان پر مزید توجہ کرتے چلے جائیں اور منافروں میں ان کو پیش کرتے ہیں

اقول: مذہبہ بل قال فی هذه الصورة
انہ جہاں مستعملاً حکم کا صرحیت میں
جہاں الدنوی

اقول ثبوت الاستعمال باللقاء وحقيقة
اللقاء لتلك الاجزاء، والحكومت لجميع
الماء، لا القليل من واحد في احتياذ الشريعة
الغرض، ان سلف تحقیق، و فوراً انک حقیقت،
لا ان العکس منقح حقیقت، میكون ثابت
مجاہدہ حقیقت۔

الخامس والعشرون محاولة
السلامة وحبه الله تعالى من جميع تلك الفروع
المتواترة الدائرة في عامة كتب المذهب
المقصود عليها من جميع ائمة المذهب
المطبق عليها سلف المذهب وخلفه اسلف
رواية مجامعة الماء المستعمل شئ عجيب
من مثله المحقق۔

فاقول اولاً كيف يسر ان ترد هذه
بكثرة وتدور في جميع كتب المذهب تدور
لائمة والشرائح ولا يفهم احد انها تيقني
على سبب اية ضعيفة متروكة بل يذكرونها
ويقرونها ويفرحون عليها وحسد المحقق
والتي به تفرعون اليها فرد جميع ذلك بعين

کل السعد و ثانیاً هو منصوص علیہ فی الروایۃ
الظاهرۃ و ما رواه ائمة التبحر عن الامامة و سے
هذه الحسن و لمن علی ذلك محمد فی الاصل
و ثالثاً نظر فی علیہ التصحیحات کما
قد مضی عن البحری عن الجبازی عن القندی عن
الجبالی و عن الحلبة عن ابی الحسن عن
ابی عبد الله و عن حرانہ السعید و عن
لسنق و عن الحرانہ المذہب المتأخر و کتبت
یستی علی روایۃ متروکہ و رابعاً تراخوت
فیہ لقول الاتفاق علیہ و انه مذہب
عن ساجید کما سبق من التهایة و العباية
و التمدید و قبحهم الامیر و الدرر لخت
و جرحها و عن البحری عن الابدان و عنه عن
التهایة و الدرایة و جرحها و عن الحبیة و
عن البحری عن الجبازی کلاهما عن ابی الحسن
عن البحرانی و عن شیخکرم المحقق انه قول
جمیعاً فکیف يجوز جمعه الی روایۃ متروکہ
و خاصاً اکثر و امن مزود لمحمد کما مر
عن الفوائد الظهیریة عن شیخ الاسلام
خواهرزاده و ابی بکر الزائری و عن الامامة
السرخی و عن الزبیدی و شیخکرم المحقق
حیث اصلق و عن البحر عن الاسبیجانی
و التوالبی و حیث حکم محمد بسقوط حکم
الاستیصال حذوة یا ضرورة کما سلف عن البحر
و تنهر و التمس و التبیین و الکافی و الترمذی

تو اس سبب کو روایت نجاست کی طرف لوٹانا مستحب نہیں ہے۔
اور ثانیاً یہ ظاہر ہے کہ میں نے اس روایت کی روایت
نادرہ ہے، اس کو حسن نے روایت کیا، اصل میں
محمد نے اس پر نص کیا۔

اور ثالثاً اس پر پے در پے تصحیحات موجود ہیں
حیث کہ ہم نے بحر، خبازی، قدوری، جرجانی، حیدر
ابی الحسن، ابی عبد الله، خزانه المحققین اور عن علی
کے عاونوں سے نقل کیا، اور بحر سے نقل کیا کہ یہی مذہب
مختار ہے تو پھر یہ متروکہ روایت پر کس طرح جی ہو سکتا ہے۔
اور رابعاً متفقہ نقل کثرت سے میں یہی ہمارے
تمام اصحاب کا مذہب ہے جیسا کہ در سایہ و عنایہ،
مذہب، مجمع الاسماء، در مختار و طبرستان اور کھولنے والے،
عنایہ و در بابہ اور حیدر سے اور بحر و جاری دونوں نے
ابو الحسن، جرجانی اور شیخ محقق سے یہ قول کا قول ہے
تو متروکہ روایت کی طرف اس کو راجع کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔
اور خاصاً آخر نے اس کو محمد کی طرف منسوب
کیا ہے جیسا کہ فائدہ طہیریہ، شیخ الاسلام، خواهرزاده،
ابو بکر زائری، شمس الانوار، سرخی، ربیع، در تہماشے شیخ
محقق، بحر و اسبجیانی، و التوالبی
سے گرا، اور جہاں محمد نے استعمال کا حکم سے قطعاً
کی بات کی اس کو اسوں نے ضرورت پر محمول کیا جیسا
کہ بحر، سرخی، تبیین، کافی، برهان، حیدر، قدوری،
جبار، قدوری، جرجانی، شمس الزمان سے گرا اور بحر سے
سرخی سے اصل میں امام محمد کی نص سے گرا اور بحر سے
دوسری سے گرا اور محمد فرماتے ہیں کل حکم مستقیم ہوگا اور بحر

فرمایا ہے کہ اس عبارت سے مشکل حل ہو جی ہے ، اور
 یہ معلوم ہے کہ محمد نے پانی کے بکس ہوئے کا قطعاً قول
 نہیں کیا ہے تو اس کو اس پر کسے محمل کیا جائے گا
 اور اس سے بجز اور رسالہ کا جواب بھی ظاہر ہو گیا ،
 انہوں نے اس عمل کو بیہودہ انا تھا ، اور کہا تھا کہ
 محقق نے کتب میں مستقل پانی پر ایک ذریعہ کی
 اس ، مانی کی نجاست پر مگر کی ہے ، درکہ ہے
 کہ اس قسم کی ذریعہ پر فتویٰ نہ دیا جائے اہ رسالہ
 میں یہ اصناف ہے کہ ان کے شاگرد نے جگہ میں اس پر
 اجراء طلب کی دو ذریعہ کو مگر کیا ، یہ علامہ دارینیہ
 میں مذکور ہیں اور منسبایا کہ اسی سبب پر انہوں نے
 سستی ذریعہ اخذ کی ہیں ، تو کیا ان مشرور کی
 حرب کچھ اور یہی ذریعہ ہیں جو متفرق فتاویٰ میں اس
 کثرت کے ساتھ مذکور ہوں ، کیا مشرور اور کیا
 متروک اور ان پر کیسے کوئی نکتہ نہیں کہ ؟ یا ان کی طرح
 کتب ظاہر و لست میں ہوں ؟ یا ان کی اتنی تصریحات
 ہوں ، یا تمام مذہب حنفی کی کتب میں منصوص ہوں ؟
 یا ان پر اتفاق کیا گیا ہو کہ یہ ہم سب کا قول ہے
 یہ چار سہ اصحاب کا مذہب ہے ؟ یا ان کا کوئی
 اور محمول ہے کہ ان کی طرف سے روکش ہے ۔

والنحية وتواندو تصغيره والتجريح و
 التقدير والتجريح والتجريح والتجريح
 وعن التجرع عن التجرع عن التجرع
 الاصل وعن التجرع عن التجرع ان محمد
 يقول ما راكل مسمنا حكي وقد قل في التجرع
 ان هذا العبارة كشفت للنسب و صححت
 تخميني وحديثي ومعلوم ان محمد
 يقدر قط التجرع فكيف تجد عليه ومثله
 فخر الجواب عما اراد به البحر في البحر و
 رساله في الاستيعاب عند العمل
 باب المحقق في التجرع حمد في المحاجة
 على محاسبة المستعمل في لا يعنى مشد
 هذا في الفروع ان اراد في التجرع ان تصيد
 في الحلية حمل عليها فروع الاجتهاد والطلب
 المذكورين في الخلاصة والحنفة قال
 وحمل فروع كثيرة على هذا نحو ان فحمل
 بعض فروع وردت متفرقة في مجموع
 بعض الفتاوى كهذا في الفروع الواضحة
 المتكاثرة المتواترة ، الثابتة الدائرة ، في
 حاشية الشروح والفتاوى ص ٤٤٤

علماء ہی اور مدعی نفسہ و تو بیعت ۔ مدعی دار ۔ یعنی انہوں نے اس کو اپنے اوپر وارڈ کیا ہے اور اس کا جو بیانیہ ۔

مذہب جعفری کتب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱

مذہب ایضاً ۱/۳

مذہب جواز الفروع من الفساق رسالہ تین رسائل ابن نجیم ادارۃ القرآن کراچی ۲/۱۱۱

المبتون ، من دون تكبر ولا محال طنوت ،
 | هر عمل كهده في الكتب الظاهرة ، | هر
 هي مديون بالتحقيقات السطحية ، | ام
 هي منصوص عليها من جميع ائمة المذهب
 الحق ، | هر عمل موزنة بعلم الاطلاق
 واما قونا جيسا ويا نه مذهب اصحابنا
 ماين ذي من اتي ، | هر عمل لها محمل غير
 هذا فكيف يقاس على المتعين ، حاله خيل انهم
 متبين -

السادس والعشرون ملام

العلامة على حديث لا يبولن احدكم في الماء
 الدائم قدمنا الكلام عليه و شامالي ملام
 شيخه المحقق على الاطلاق حيث يقول
 اما قوله صلى الله تعالى عليه وسلم (و ذكر
 الحديث) فغاية ما يعيد به الاختلاف كراهة
 التحريم و يجوز كراهة كسب الطهورية
 يستعمله من لا يبوله بذلك في رفع الحدث
 و يصلو ولا فرق بين هذا و بين كونه
 يتنحس فيستعمله من لا علم له بحال له
 لزوم المحذور و هو الصلاة مع الساق في صلح
 يكون كل منهما غير الله المذكور آه و
 وقع البحو اياه تحت البدائع المذكور
 دفع للصحيح ما ليس به كما خدمت اما حديث

پہمیسواں مقام نے لایوں احد کمر فی
 الماء الدائم (مشرک پانی میں کوئی چشما نہ کرے)
 روح کلام کیا ہے اس پر ہم پہلے ہی بحث کر چکے ہیں ،
 ان کے یہ سخن منی اس حدیث کے کلام کی طرف اشارہ
 کرتے ہیں ، وہ فرماتے ہیں ہر حال حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کے فرمان (پھر انہوں نے مذکور حدیث بیان کی)
 میں جو غسل کرنے کی نہی ہے اس سے زیادہ سے زیادہ
 جو ثابت ہوتا ہے وہ نہی تحریم ہے تاکہ ایسا نہ ہو
 کہ طہوریت سلب ہو جائے ، اور اس کو کوئی شخص اعلیٰ
 میں رفع حدث کے لیے استعمال کر بیٹھے اور نماز پڑھے
 اور اس میں اور اس ضمن میں کوئی شخص ہر جاتا ہے تو ایسا
 نہ ہو کہ اس کو کوئی شخص اعلیٰ میں استعمال کرے دونوں
 صورتوں میں محذور لازم ہے ، یعنی منافی کے ہوتے
 جوئے نماز پڑھنا ، پس جائز ہے کہ ان میں سے ہر ایک

الاستيقظ فما قول ليس من حجبتنا في هذا
الباب لإحتمال أنه لا احتمال النجاسة العينية بين
هو الطاهر من قوله صلى الله تعالى عليه و
سليم فإنه لا يدري أين باتت يده والسلامة
عدي عن هذا الجواب الواضح الخ ثلثة
لا يستقيم منها شيء فإلا وهو الحصوص
لادليل عليه وثانيتها كيف يجعل تعبد يا غير
معتقلى المعنى صلا لا تشد الى المعنى في
نفس الحديث فإنه لا يدري أين باتت يده
وثالثها ما عن اصحاب جسد الله صلى الله
تعالى عنهم يجوز ان يكون لان ابا هريرة روى
الله تعالى في حقه كاتب يرسله ارسالا فاشاروا
الى تخييرهم مواضع الضرورة كما هو الحكم
الصريح به عند ما في الكافي الصادق حبه لا يبيد
يفترق بها.

مذکورہ نہیں کیا ہو، غلط ہو، اور بجز اس کے دلائل کی مذکور
بجائے دفع کرنا صحیح کو غیر صحیح سے قریب کرنا جیسا کہ آپ نے کیا ہے
اور ردی مستیقظ والی حدیث تو میں کہتا ہوں اس سلسلہ
میں ہماری دلیل یہ نہیں ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ یہ حدیث
حیفیہ کی وجہ سے ہو چکے تصور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ارشاد خاصہ لا یدری این ہانت پیدا (زور نہیں
جانتا کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں رہا) سے یہی
ظاہر ہے، اور علامہ نے اس جواب سے عدول کر کے
تین جوابات دیے جن میں سے کوئی ٹھیک نہیں، پہلا
دعا کے مخصوص، جس پر کوئی دلیل نہیں۔ دوسریہ کو کس
طرح اس کو تعبدی اور غیر معتدل یعنی ڈارنا یا نہ سکتا ہے جبکہ
خود حدیث میں معنی کی طرف رجحان ہے اور وہ یہ ہے
کہ خاصہ مذکورہ ہی حجت ہانت پیدا - تیسرے
جدا اللہ کے اصحاب سے جو مردی جہنم میں ہے وہ اس
لیے ہو کہ ابو ہریرہؓ اس کا ارسال کرتے ہوں تو انہوں
طرف اشارہ کیا ہو جیسا کہ ہمارے یہاں یہ واضح حکم
ذکر کے لیے نہ ہو۔

السابع والعشرون قوله رعد
الله تعالى في ذكر الاستعمال الله رعد
اعتبار هذا المعنى في النفس فكيف بالظهور
غير محتمل ولا من الازمنة ان الفجاسة
تصيب الثوب او السدون في مواضع متفرقة
تجمع فان بلغت حد النعم منعت وجب
يقترأ أي من عدم جمع الواقعة في الماء
الكثرفان الموقوم في عشرة مواضع منه

مستائیسواں انکاتوں تکرار استعمال کی
بابت ، ظاہر یہی ہے کہ یہ معنی انجس میں اعتبار
نہ کیا جائے تو پھر ہر کیا حال ہوگا۔ یہ نہ ظاہر کر سہ
والا ہے اور نہ بذات خود ظاہر ہے ، مثلاً بجاست
جو بدلہ یا کپڑے کو متفرق مقامات پر لنگ جائے تو
اسی کو جمع کیا جائے گا۔ اب اگر منیع کی حد کو پہنچ جائے
تو منیع کرے گی۔ اگر کثیر پانی میں نجاست گر جائے تو
اس کو بظاہر جمع نہیں کیا جاسکتا ہے ، کیونکہ پانی میں

کا توقع فی موضع فیس لعدم الجمع بل لعدم
البلوغ الى حد السم حتى لو بلغت بامث غیر
المجموع احد اوصافه وما كانت الا قسرا
لتفجیر فلا شک فی الجمع والله تعالی اعلم
هذا تمام الکلام مع العلامة قاسم رحمہ
الله تعالی وقد ظهر به الحق المبرر ،
محدث لا حاجة الى المزيد ، والحمد لله
الحمید المجید ۔

ظاہر ہو گیا ۔ اس سے زیادہ کی حاجت نہیں ۔ والحمد لله الحمید المجید ۔

الفصل الثانی فی کلام العلامة زین
فی البحر والرسالة كانت تصیفة ترتیب لمرتب
ان تقدم علیہ کلام العلامة ابن الشحنة
رحمہما الله تعالی لکن اردن النماذج السوانق
بمواقفہ لدریات رحمہ الله تعالی فی رسالته
ولا فی بحره بشئ یزید علی ما اورده العلامة
قاسم الاما لامنا من له یصلح الفزاع
افاض الکلام فی تحدید الماء اکثر واثم
المنہب تفویضہ الی رأی المبتلی وان
التقدیر بعشر فی عشر اما اختارہ السانخون
تیسیرا علی من لا رأی له واما لا یرجع الی
اصل شرعی یعتمد علیہ ثم تکلم علی صفۃ
الماء المستعمل وان المعنی بہ انہ طاهر
غیر مملوء وشرائط علی المسألة فقال وقد
قالوا ان الماء المستعمل اذا اختلط
یا ظهور تغیرہ الغلیۃ فان کان الماء

دوسری فصل علامہ زین کے کلام میں جو
بحر اور رسالہ میں ہے زبانی ترتیب کا تقاضا
یہ تھا کہ ہم بن الشحنة کا کلام اس پر مقدم کرتے ہیں
نہ کہ ایک دوسرے مواضع سے لائی کرنا
چاہا ہے اسوں نے اپنے رسالہ میں یا بحر میں علامہ قاسم
کے کلام سے کچھ مزید صاف نہیں کیا ہے ، صرف وہی
بات ذکر ہے جس کا محل راجع سے کچھ تعلق نہیں ہے
قوانوں کے کثیر پانی کی تحدید کی ہے اور کہا کہ مذہب
میں یہ معاملہ صاحب معاملہ کے سپرد ہے اور وہ دور دورہ کے
انذار کو متفرق سے ان لوگوں کی آسانی کے لیے
وضع کیا ہے بن کی اپنی کوئی رستہ نہ ہو اور اس کی
کوئی قابل اعتماد شرعی دلیل نہیں ، پھر انہوں نے
مستعمل پانی پر کلام کیا ہے اور بتایا ہے کہ مفتی بر قول
یہ ہے کہ یہ طاہر تر ہے مگر پاک کر دے ، نہیں ہے
پھر اصل مسئلہ بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مشائخ
فرماتے ہیں کہ مستعمل پانی جب پاک کرنے والے پانی کے

الظهور خالی بجز الوضوء بالكل والا لا يجوز و
 من نص عليه الامام الزينبي في شرح الكفر
 والصلامة سراج الدين الهندی فی شرح
 الهداية والمحقق في فتح القدير قال وهي
 باطلا فله فمثل ما اذا استعمل الماء خروجا
 ثم انقأ الماء المستعمل واختلط بالظهور او
 العنق في الماء الظهور او قوما فيه اه
 اور وہ پاک کرنے والے پانی سے مل جائے یا آدمی پاک کرنے والے پانی میں غوطہ کھائے یا اس سے وضو کرے اور
 اقول مبنی علی عدم المستعمل علی
 الاجزاء المتصلة بالبدن فما وراءها طهور
 اختلط به الماء المستعمل وليس هكذا
 بل هكذا ملاقاة مكلة مستعمل فيك يشمله
 الاطلاق قال ويدل عليه ايضا ما في
 البدائع وذكر عبارات الثلاث قال فهذا هو
 في قلنا اقول لا يصلح لا يصح ان تلك الدلائل
 مثبتة علی ما في البدائع والاملاء لالة
 كما عرفت وما في البدائع قد فرغنا عنه
 بايدع وجه والله الحمد قال ويدل عليه
 ايضا ما في خلاصة الفتاوى من جناب احتسب
 فاصبح من غسله شئ في انائه لم يعد
 عليه الماء اما اذا كان يسيل فيه سيلانا
 احده وكذا احوض الحمام علی هذا وعلى

ساحل مل جائے تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہو گا اگر پاکہ
 کرنے والا پانی زیادہ ہو تو سب پانی سے وضو جائی
 ہو گا ورنہ ناجائز ہو گا۔ اس کی تصریح زینبی نے
 شرح کنز میں علامہ سراج الدین الہندی نے شرح ہدایہ
 میں اور محقق نے فتح القدير میں کی ہے اور فرمایا ہے
 کہ اس صورت کو بھی شامل ہے کہ جب پانی خارجی
 طور پر استعمال کیا جائے پھر مستعمل پانی ڈالا جائے
 میں کہتا ہوں یہ قول اس پر مبنی ہے کہ مستعمل
 پانی ان اجزاء کو قرار دیا جائے جو بدن سے متصل
 ہوں اور اس کے علاوہ پاک کرنے والا ہے جس کے
 ساتھ مستعمل پانی مل گیا ہے، حالانکہ باقی یہ
 نہیں ہے مگر کل پانی اس سے ملنے والا ہے لہذا کل
 مستعمل ہو گا، اس کو اطلاق کیسے ثابت ہے؟ فرمایا
 اس پر جرائع کی جہت بھی ولایت کرتی ہے اور پھر
 انہوں نے تینوں عبارات ذکر کی ہیں، فرمایا یہ ہمارے
 قول کی صریح دلیل ہے۔ میں کہتا ہوں ایضا کا
 یہاں کوئی مقام نہیں، کیونکہ یہ لال معلوم ہے جہت پر مبنی ہے
 ورنہ کوئی ولایت نہیں جیسا کہ تم نے کہا، اور جو کہ
 جرائع میں ہے اس پر اچھی طرح ہم بحث کر چکے ہیں فقہ
 الحنفیہ فرمایا اس پر ملاحظہ فرمادی کہ جہت بھی
 ولایت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یک ناپاک شخص نے غسل

قول محمد وحمده الله تعالى لا يعسد ما لمع
يعصب عليه بعض لا يخرج عن الظهورية
اد بلفظہ۔

کیا اس سے کچھ چھیننے اور کس کے رتن میں پڑے تو
اس کا پانی فاسد نہ ہوگا، اگر مستقل بہرہ اس میں لگا
تو فاسد کرنے کا اسی طرح حمام کا حوض، اور

امام محمد کے قول پر فاسد نہ کرے گا جب تک مالیت نہ ہو جائے، یعنی اس کو پاک کرنے کے وصف سے خارج نہ کریگا
الایک وہ پاک پر غالب ہو جائے اور لفظہ۔ (ت)

اقول ما حکمت الله حد مطلق و تکام
فی السلاق قهر اور علی نفسه سوا الامن قل
فروع كثيرة فی کتب مشہورۃ بعد لف ما جسد
الید اور منها قهر فی الحائیه لوصف الوضوء
بغیر لو یکی استجبی بہ علی قول محمد لا
یکون نجس لکن یترک منها عشرون فیصیر
الماء صہورہ و فروعہ الخ لخاصۃ صہورہ
ن فیہ یترک الا اکثر من عشرون دواہ من
ما صعب فیہ عند محمد و قہر تہد صہور
فی استعمال الماء بوقرہ قلیل من الماء المستعمل
فیہ علی قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ و اجاب
بانہ میں علی صو یتہ صعیفۃ عن محمد ن

میں کہتا ہوں خدا آپ پر رحم کرے یہ حق ہے
جبکہ گنت شرطی میں ہے، پھر انہوں نے خود ہی اپنے
دوپرائی فروع کثیرہ سے سوال و رد کیا ہو کتب کثیرہ میں
درہ ہیں یہ سب ان کے نظریہ کے حمایت ہیں۔
حائیه کی فروع، اگر نہ لکائی ہو پانی کنوئیں میں بہا
مگر اس سے استغناء نہیں کیا نہ تو بہرہ محمد کے قول پر کس
بہرہ تام اس سے میں ڈول کا لے جائیں گے
تاکہ فی قہر نہ ہو۔

مردم کی فروع یہ ہی اسی طرح ہے مگر اس میں میں
ڈول سے زیادہ کا لے جانے کا ذکر ہے اور اس پانی سے
جو اس میں بہا گیا ہے محمد کے ردیکٹ فرمایا اس سے
بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تہذیب مستقل پانی پانی

علیہ اور بعد عدد فروع و لحقاء فروع
لخاصیۃ لا تکاد صورتہما احسن
عمر لہ (م)

انہوں نے اس فروع کو متعدد ذروں کے بعد ذکر کیا ہے اور
ہم نے اسے حائیه کی فروع سے ملنے کی ہے کہ نہ ذروں
کی صورت یک جیسی ہے اور (ت)

لے رسالہ فی جواز الوضوء مع الاشياء من رسالہ بن نجیم	ادارۃ القرآن	۲/۶۱۹
لے رسالہ فی جواز الوضوء مع الاشياء من رسالہ بن نجیم	ادارۃ القرآن	۲/۶۱۹
لے رسالہ فی جواز الوضوء مع الاشياء من رسالہ بن نجیم	ادارۃ القرآن	۲/۶۱۹
لے رسالہ فی جواز الوضوء مع الاشياء من رسالہ بن نجیم	ادارۃ القرآن	۲/۶۱۹

لفرودة ۛ واجاب بما مر۔

بدن پر مگا ہے دوسرے سے کم ہے اور محمد نے اس کو

مستقل قرار دیا ہے کیونکہ ضرورت نہیں اس کا جواب دہ دیا ہو گا۔ (د ت)

اقول رحمكم الله وس حساسكم ادا

اريد بقاء جسط طاهر غير طهور فكيف تجملونه
مبدئيا على رواية صحيحة عن محمد وامة
القانون في محكمه مطرب قرد ما ان الله طاب
المحارس هذه المسألة امت الرجل طاهر
والماء طاهر غير طهور عن الصحيح انه نعم
المشهور بقاء الماء للسط طهر الطهور كذا كونه
في لفظه وحيث شذيرد اخرج من قبل ام
سقوط حكم الاستعمال لاجل الضرورة فسلم
في البحر عند محمد الرجل طاهر الماء طاهر
طهور وجه قول محمد على ما هو الصحيح
ان المصلي ليس بشرط عند فكان الرجل
طاهر الماء لا يصير الماء مستصلا وان قيل به
حدث لضرورة واما على ما خرجه ابو بكر الرازي

میں کہتا ہوں اللہ تم پر اور ہم پر رحم فرمائے
اگر خط کی طائے طاهر غیر طہور مراد ہو تو آپ اس کو
محمد کی روایت صحیفہ پر کیونکر مبنی کرتے ہیں حالانکہ آپ
بحر میں تھے ہیں کہ ہماری تقریر سے معلوم ہو
کہ مذہب فقہار اس مسئلہ میں ہے کہ آدمی پاک ہے اور
پانی طاهر غیر طہور ہے صحیح مذہب پر اور ہاں مشہور
یہی ہے کہ اس کی طائے طہور کے لیے ہے اور طہور
کے لیے، جیسا کہ تم نے بحر میں ذکر کیا اور اس
وقت فرغ اس جانب سے وارد ہو گی کہ استعمال کا حکم
ضرورت کی وجہ سے مطلقاً ہے تم نے بحر میں کہنا ہے
کہ تم نے ایک مرتبہ کہ ہے اور پانی طاهر طہور ہے
امام محمد کے قول کی وجہ (صحیح روایت کے بموجب) یہ ہے
کہ ان کے نزدیک بہانہ شرط نہیں تو آدمی پاک ہو اور
پانی مستقل نہ ہو گا وغیرہ اس سے حدیث رائل کیا گیا ہو

عنه اقول والمراد به استعمال الماء بآلة
حدث وامة لمرى قربة حذوا لتخرج لامة
الرازي ولذا قال واما على ما خرجه الخ
فليس تصحيحا لهذه الرواية بل التصحيح
ما تقدم انه طاهر غير طهور اهـ منه
عقله (م)

میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ اذن حدیث سے
پانی مستعمل ہو جائے گا اگرچہ قربت کی نیت نہ ہو
بجائے امام رازی کی تخریج کے اسی وجہ سے انہوں
نے لما على ما خرجه الخ فرمایا لہذا صحیح روایت
یہ نہیں بلکہ وہ ہے جو گری کہ پانی طاهر غیر طہور ہے
(احر د ت)

لہ الرسالة فی جواز الوضوء مع الاشیاء والنظائر
کتاب الطہارت

ادارة القرآن کراچی
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۶/۲
۹۸/

لا یصیر مستعملاً بعد ثبوتہ، لقریۃ اھ ف ات
 یتصور لامیہا مروایۃ غیر مختارۃ کما قد منا
 کانت المحتارۃ امتد فی الرد و فرغ الاسرار
 و ہو کلامہ علی حدیث لا یبولن اذ یقول
 من قال ان الماء المستعمل طہر طہور
 لا یجعل الاغتسال فیہ حراما و کذا من قال
 طہر غیر طہور لان الماء طہر عندہ ان الماء
 المستعمل اذ وقع فی ماء اخر لم یفسد، حق
 یعلب علیہ و قد رہا یلاق بدلت المستعمل
 یصیر مستعملاً و ذلک القدر من جملة ما
 یفتن فیہ عادیة یكون اقل من ماء، ففسد عن
 صلاحۃ بدسہ فلا یفسد، ویسقی طہور و کلا
 یحرم فیہ الاغتسال الا ان محمداً یقول
 یصیر و تہ مستعملاً لا یعتل فیہ اھ و
 نقول فی الیوم یلفظ من محمد یقول لہما
 اختلفت فی ساء القیید صامر کل مستعمل
 حکم اھ و اجاب عنہ ایضا بما مر۔

اقول سبحان اللہ صریحہ منظور
 و سر رانہ المدہب اعتبار العلویۃ و اب

مردت کی وجہ سے، اور اب بحر الرانی کی تخریج کے
 مطابق پانی مستعمل نہ ہوگا کیونکہ اس میں قربت کی نیت
 نہیں اہ تراثر آپ اس روایت کا انکار کریں کہ یہ
 غیر مختار روایت ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا تو سخت و
 روایت تردید میں ذائد ہوگی۔

اسرار کی فرج حدیث لا یبولن پر انکی گفتگو یہ کہ جو یہ
 کہتے ہیں مستعمل پانی اگر طہر ہے تو وہ اس میں غسل کو حرام قرار نہیں
 دیتے اور اسی طرح جو انکی کو طہر غیر طہور کہتے ہیں کیونکہ
 ان کا مذہب یہ ہے کہ جب مستعمل پانی وہ سر سے پانی میں
 مل جائے تو جب تک اس پر غالب نہ ہو اس کو فاسد
 نہیں کرتا اور صرف اسی قدر مستعمل ہوتا ہے جو ہلکے سے
 متصل ہوتا ہے اور یہ مقدار اس مجبوری پانی کی مقدار سے
 جس سے کہ غسل رات سے عادتہ اس پانی سے کم
 ہو اگر مل سے جو ملاقات بدن سے پہنچ رہا ہوتا ہے، تو
 یہ اس کو فاسد نہیں کرے گا و طہور ہی رہے گا اور اس
 سے غسل حرام نہ ہوگا تاہم حکم فرماتے ہیں کہ اس میں غسل
 کرنے سے یہ مستعمل ہو جائیگا اھ اور بحر میں اس کو ان کا
 ہے نقل کیا ہے کہ تمہارا ہے پانی میں غسل کرے گا تو سب کا سب حکم مستعمل ہو جائے گا، اھ
 و اس کا جواب بھی دیا جو گزرا۔

میں کہتا ہوں سبحان اللہ اسرار کا صریح منطوق
 یہ ہے کہ مذہب یہ ہے کہ اعتبار غلبہ کو ہے، اگرچہ اس کا

بحر الرانی کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۹۷/۱
 مکتبہ الرسالہ بی جرات الموسوی رسائل اس تحمید میں اوشبہ، ادارۃ القرآن کراچی ۶/۲
 مکتبہ بحر الرانی کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۹۷/۱

محمد فائدة هي ستة الماء المستعمل ثم
استشهد بحمل الفهم فرعاً في الخاصية
عليها وقد مرافقه من ستة اوجبه .
نحس هرباً ہے ، پھر یہ استشہاد کیا کہ فتح نے سایہ کی ایک فرع کو اسی پر محمول کیا ہے اور جو اس پر احقر فرمے
وہ چھ درجہ سے گریکا ہے ۔

وفرغ مية المصلی عن العقبة ابی
جعفر توصانی أجنة القصب فان كانت
لا یغلض بعضه الی بعض یجوز فی الحدیث
توضاً فی أجنة القصب او امرض فیها ترمع
متصل بعضها ببعض ان كان عشاراً حشر
یعوز قبل فہو مہامہ اہ اذ ان اقل لا یجوز
التوضیہ و لاجلہ محرکۃ التسم اکثر
المست .

وفرغ مية المصلی عن العقبة ابی
جعفر توصانی أجنة القصب فان كانت
لا یغلض بعضه الی بعض یجوز فی الحدیث
توضاً فی أجنة القصب او امرض فیها ترمع
متصل بعضها ببعض ان كان عشاراً حشر
یعوز قبل فہو مہامہ اہ اذ ان اقل لا یجوز
التوضیہ و لاجلہ محرکۃ التسم اکثر
المست .

سلک یمنی الاجمة والطحلب مسلکی و دلالت
ان کلا متھما حکم بعد جواز الوضوء ان کانت
ماء الاجمة دون عتو فی عتو ولا یتحسرك
الطحلب بتحرک الماء فجعله واردا علیہ
حیث اخذ ضروریة حکم الماء مستعملا
بالتوصی فیہ اذ ان کان قلیلا و اجاب بحکمہ علی
روایۃ الفحاسة وحکم الحلیۃ بالجواز و انت
کان قلیلا صاد ام اکثرینا، علی الطہارة فحصلہ
دلیلہ حیث اخذ ان الوضوء فی الماء القلیل
لا یصدق ماء ام الطہور علیہ علی المستعمل
و اصاب الیہ فمرح البعد فی الاحتجاب و
ان کان یصدق ایضا لا یزاد اقتضا و اجریر
ایراد لغز و ثلثه تصریح بالاول و تلویح
بالثانی فی ہولہ لایضا ہر حلیہ فقال ثم
رأیت العلامة ایضا میر الحساج قال (فذكر
قوله الماء) قال ثم قال ایضا و اتصال
الزیر بالزیر لا یتم اتصال الماء بالصاد و ان
کان مما یخلص فیہ جرد علی الروایۃ المختار
فی طہارة المستعمل بالشرط الذی سلک
(ای غلبۃ الطہور علی غیرہ) ثم ذکر ای الخلی
مسائل علی ہذا العنوان و هو صریح فیما قد مت
من جواز الوضوء بالماء الذی اختلط بہ ماء
مستعمل قلیل ثم وقوله فی الرسالة هذا
صریح فیما قلنا من جواز الوضوء فی الفساق

صورت میں تو جواب وہی ہے جو ہم پہلے ذکر کر آئے
میں اور انہیں معلوم ہے کہ انہوں نے مجتہد اور کافی کے
مسئلہ میں دورا ہیں اختیار کی ہیں اور یہ اس لیے ہے
کہ ان دونوں میں سے ہر ایک حکم عدم جواز کا لگایا
اگر مجتہد کا پانی وہ درود سے کم ہو یا پانی کو حرکت دینے
سے کافی میں حرکت پیدا نہ ہو، انہوں نے قلیل پانی میں وضو
پر تمام پانی کو مستعمل قرار دینے کو اعتراض قرار دیا اور اس کا
جواب یہ دیا کہ یہ نجاست والی روایت پر موقوف ہے اور طحلب
نے قلیل پانی میں وضو کو جائز کہا ہے بشرطیکہ وہ مستعمل پانی کے زیادہ
ہو کیونکہ وہ پاک ہے، اس کے انہوں نے ہی دلیل بنایا
جہاں انہوں نے کہا کہ قلیل پانی میں وضو پانی کو ناسد
نہیں کرتا۔ یہ ایک بیان ہے، غالب ہے ان دونوں صورتوں کے
ساتھ انہوں نے استدلال میں انجاء کی فرج کا اضافہ کیا اگرچہ یہ
بھی اعتراض کی صحت بن سکتی ہے اور جو میں میںوں زوائد کے ذکر پر
اکتفا کیا ہے پہل کی تصریح کی ہے اور ماتی میں تصریح کی ہے
حاصلہ کا بیان کیا ہے کہ حاصلہ حلیہ کا پھر
فرمایا کہ میں نے علامہ ابن امیر الحاج کو دیکھ اسوں
نے فرمایا (پیران کا گزشتہ قول نقل کیا) کہ نیز انہوں نے فرمایا کہ
کھیتی کا کھیتی سے متصل ہو، پانی کے پانی سے متصل
ہونے کو نہیں روکتا ہے اگرچہ یہ اس قلیل سے ہے
کہ پہنچ سکتا ہے تو مختار روایت کے مطابق جو متصل
پانی سے ہے، ہاں مگر شرط وہی رہے گی جو گوری
(یعنی طور کا غلبہ غیر ہو) پھر جلی نے چند مسائل

او فن بمقصودہ ان لا نزاع فی مسألة الاحتياط
خیر انہ رحمہ اللہ تعالیٰ لما حکم بعدم الفرق
بین الملق والملاق طفق لا یفرق بینہما
فی العجب ثم اظهر ان کلامہ فی البحر یا سیراد
حجة لہ اخرى عن فتاویٰ العلامة قاری عتب
الہدایة جمع تلخیصہ المحقق علی الاطلاق
مثل عن متقیة صلیة یتوضو فیہا التائب
و یرل فیہا الماء المستعمل فی کل یوم یغسل
فیہا ماء جدید یدخل یحوز الموضو فیہا اجاب ان
لہ یقع فیہا خیر الماء المذكور لا یضر اہ یحیی
اذا وقعت فیہا بحیثیة تجتبت لمضمرها ^{لہ} ^{لہ}

اسی قسم کے ذکر کیے، اور وہ اس میں صریح ہے جس کا ہم
ذکر کیا ہے، یعنی اگر غیر مستقل پانی میں تھوڑا سا مستقل
مل جلتے تو اس سے وضو جائز ہے اور ان کا قول رسانہ
میں یہ صریح ہے اس امر میں کہ فاسق سے وضو جائز ہے
ان کے مقصود سے زیادہ عارفی ہے، کیونکہ اختلاف کے
مسئلہ میں تو کوئی نزاع ہی نہیں، البتہ صرف یہ
کہ چونکہ انہوں نے طلق اور طاق میں فرق نہیں کیا ہے
تو قریب تھا کہ وہ ان دونوں سے استدلال میں بھی فرق
نہ کرتے، پھر انہوں نے اپنا کلام بجز اس پر حتم کیا کہ
اپنی ایک مزید دلیل فتاویٰ علامہ قاری جلیہ سے دی
اس کو ان کے شاگرد محقق علی الاطلاق نے غلط کیا ہے
اسے ایک چھوٹے گڑھے کے ساتھ میں نے فتنہ کیا جس میں وہ نہ گرا سکا، اس میں ستم پانی فرسے اور ہر روز نیا پانی بھی
لئے، جس وضو جائز ہے یا نہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں مذکورہ پانی کے علاوہ اور پانی نہ گرتا ہو تو کچھ حرج نہیں
میں اس میں اگر کوئی نجاست گڑھے کی تو یہ شخص ہر چلے گا کیونکہ یہ چھوٹا ہے۔ (ت)

اقول وبالله التوفیق الإیراد انت و
العجب الامریہ کما صلیة علی الذہول
عن محل النزاع لان تلك الفرع طواف
المسافر لا یساق اما مع قاری الہدایة فظاهر
لقول المسئوال ینزل فیہا الماء المستعمل و

میں توفیق الہی کتا ہوں دونوں اعتراض اور
چارہ ان استدلال اس پر جنی ہیں کہ محل نزاع پر نظر
نہیں رکھی گئی کیونکہ یہ تمام فروع طاق میں ہیں نہ کہ طاق
میں، قاری الہدایہ کی فرع تو خط ہر ہے، کیونکہ موالاں
ہے کہ اس میں مستقل پانی روز آتا ہے اور جواب میں ہے

لے بحرین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۴

لکھ انہ السابق علی ہذین کلاما لعلامة
قاری الہدایة وهو قول الامام اہل
لہم والاول من ہذین کلام ابن الہمام
من کلام المحرر والاخیر کلام البحر صلی
علامہ المصنف ۱۳ (م)

ان دونوں سے پہلے آدھ علامہ قاری الہدایہ
کے کلام کی انتہا ہے جس کو ابن ہمام نے ذکر کیا اور ان
دونوں میں سے پہلی آدھ ابن ہمام کے کلام کی انتہا ہے
جس کو بحر نے بیان کیا اور آخری بحر کے کلام کی انتہا ہے
جس کو مصنف نے ذکر کیا ہے ۱۴ (ت)

وله في الجواب او الواقع فيها عيوه واما فروع
الحلية الثلثة فلا تستند الجواب بعين و
الاحتجاجات كلام العلامة المحلى وهو مصرح
بانها جميعها في الصلح دون الملاقي الا ترى
الى قوله في الاولى ان كانت لا يخلص بعضها
الى بعض جيران السماء حيث كثر ولو كانت
لواء المستعمل الواقع فيه محاسة لم يمنع
فكيف وهو ظاهر وانما قيد الجوارى الى اخر
ما نعلم وقال في الثاني يسم انتقال السماء
المستعمل الواقع فيه وقد نقله واثبت له
تفروعه وقال في الثالث ان كون الجسد يسكن
بتحويلك الماء لا يمنع من انتقال السماء
لتصل منه في الحوص من ذلك المحل
الواقع فيه الا وكن ذلك قال في نظائره بل هذا
على طريق الحيلة مستفاد من نفس الفروع
فان في نصوصه عرض او حذر وقد ادع
في محله قبل الفروع الاولى بصحة الفرق
بين التوضي من حوص وفيه سب التوضي
منه لا يستلزم البتة وقوع لفظة فيه
بخلاف التوضي فيه قال وكون وضو المتولين
من موصو وقوع حسا لا يتم فيه هو مقصود
الافادة من التفرع بخلاف كون وضو
المتوضي منه بحيث تقع حسا لا يتم خارج
جائز فان ذلك مجتمعا عليه لا يتفرع عن
قول قوم دون آخرين اهل هذا كله على

له عليه

کہ جبکہ اس میں اس پانی کے علاوہ کوئی دوسرا نہ لگتی ہو
اور علیہ کی تینوں فروع اس لیے کہ دونوں جواروں کی سند
اسد لائے ملا علی کا کلام میں، اور انہوں نے تصریح
کر دی ہے یہ تمام ملحق ہیں میں مذکور ملاقی میں۔ چنانچہ
یہ ملاقی دیکھا جائے کہ اس کا بعض دوسرے بعض کی
طرف نہ جاتا ہو تو جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں
پانی کثیر ہوگا، اور اگر وہ مستعمل جس میں نجاست
لگتی ہو مانع نہیں ہے تو جو طہر ہے وہ کیسے ہوگا وہ
بیشک جواز کو مقدم کیا، اور ہم نے دوسرے
میں فرمایا منع کرتا ہے مستعمل پانی کا متعلق ہونا جس میں
وہ واقع ہے طہر نہ کہ اس کو نقل کیا ہے اگرچہ اس
کے قائل کام نہیں لیا ہے، اور تیسرے میں فرمایا کہ
نہ پانی کی حرکت دینے سے ٹوٹ جانا حوص میں جو
پانی اس سے متصل ہے اس کے متصل ہونے کو مانع
نہیں ہے، اور اسی طرح کس کی نظیروں میں فرمایا
بلکہ علیہ کے طریق کے مطابق یہ نفس فروع سے مستند
ہے کیونکہ یہ نظائر عرض یا تالاب سے وضو سے متعلق
ہیں اور علیہ میں فروع اول ایک صغر قبل فرمایا، عرض سے
وضو اور عرض میں وضو کے اندر فرق ہے، اور اسی
میں ہے کہ عرض سے وضو کا مطلب یہ نہیں ہے کہ
دھوئی عرض میں گرے، لیکن اگر عرض میں وضو کیا جائے
تو دھوئی لازمی طور پر اس میں گرے گا، فرمایا لوگوں کا
اس جگہ سے وضو کرنا جہاں ان کے دھوئی کا پانی پڑتا
ہے یہی تفریع کا اصل مقصد ہے اور ایسی جگہ
وضو کرنا جہاں دھوئی باہر گرے تو اس میں کسی کا

اختلاف میں، یہ ایسا نہیں کر کچھ لوگوں کے قول پر متصرف
ہو اور کچھ کے زل پر متصرف ہو اور یہ تمام بحث علیہ کے
منہج پر ہے۔

میں کتا ہوں حوض سے وضو کے دو معنی
ہیں ایک تو یہ کہ حوض سے چلو سے پانی لیا جائے یا
برتن سے یہ سائے اور حوض کے باہر وضو کیا جائے
اور اس کا محدود حوض میں گرتا رہے جیسے کہا جاتا ہے
میں نے طشت سے وضو کیا۔ محقق حنبلی سے اس پر انکشاف
کیا ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حوض میں اپنے اعضا
ڈال کر وضو کرے جیسے عام طور پر لوگ پیر وضو کرتے ہیں
جیسے کہا جاتا ہے میں نے ٹب میں کپڑے دھوئے اور
یہ حوض سے وضو بالضم کا ظرف ہونے کے قریب ہے
اگر اس کا علت پہنچے اس تاویل سے ہوتا ہے کہ
وہ وضو بالفتح کا ظرف ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو
پہلے تک ہی متصرف رکھا جائے اور پہلے میں پانی ملتی ہے یعنی
پہلے باہر استعمال کیا گیا پھر مطلق پانی میں ڈال دیا اور
دوسرے میں ملاقی ہے، یعنی مطلق پانی جو حدث دلنے
بدن کو ملا اور ایک فرض کو ساقط کیا یا مستقرب کے بدن
کو ملا اور ایک قریب اس سے ادا ہوئی اور آپ جانتے
ہیں کہ تینوں فروغ کی عبارت دونوں وجہوں کا استعمال
رکھتی ہے، صرف اتنا ہے کہ اگر ہم اس کو دوسرے پر

طریق الحیثیہ وانا اقول وبہ استحب اوصو
فی الحوض یحتل معنیین احدهما ان یعترف
منہ بید او انا ویتوصا حارجہ یحیث قعر
غسلتہ فیہ کقولک قولک فی الطست
وهو الذي اقتصر عليه المحقق الحنبلي و
الاخر ان يغسل اعضاءه لغسلها فيه كما يفعل
كثير من الناس في الرجلين كقولك غسلت
الثوب في الاجانة وهذا اقرب الى طرفية
الحوض الموضو بالضم وان اطلق على الاول
المعنى وروى الحوض طرف اوصو بالفتح فلا وجه
للقصر على الاول والباء في الاول منقطع
استعمل في الحارج ثم انقضى الماء المطلق
وفي الثاني ملاق الماء مطلق في الحدث
فاستقدم اوصو بالفتح مستقرب فاقرب قربة و
ثبت لغسلها بالفتح مستقرب فاقرب قربة و
الوجهين بید او اوصو بالفتح حالاً فی وجوب
من دعا الى رواية ضعيفة وهو بحجاسة المستعمل
او صبرورة المطلق مستعملاً بفتح المستعمل
ولو تكيلا الا ما ترشش كالطلح مائة جود دعا
للمخرج وكلتا هما ضعيفة معجورة والمعجورة
المعتمد عليها رتبة وعدم تأثيره في المعلق

بحر نے اس کو حکم محدث میں داخل کیا درابہ کی پڑی
کرتے ہوئے طرکس معدل میں اس کا رد پہلے
گزارا (د)

سواء دخل في البحر في الحدث حكما تبعا
للدراية وتقديم الشرع عليه في الطرس
المعدل (م)

مصنف ما لم یسأله او ینقلب علیه والروایات
تصان عن مثله معهما، مکن فیهما ان المراد
فی الثلاثة المعنی الثانی لا ما فهم المحقق
واضطر الی حملها علی ضعیف واذن صارت
الثلاثة حجة جازية ولا دلیل ناطق علی حقها
الی ضعیف ومن یعمل ینقلب حد جابحد
ان کان سائلا فلیسورد هو ان ینظرها فی روایت
البرهان وذلک لان الاصل فی روایات
الائمة الاحتماد فمن استند بها فقد قصی
ما علیه ، ومن یرید ردھا الی ما یردھا
فیما یندیل علی الیہ ، و دعوی ھمدہ
قد اعترف بها العلامة فی البحر والرسالة
معد حکم بابقاء تلك الفرع علی رواية
ضعیفة مقابل ویظهر لك صدق ھذہ
الدعوی المصادقة بالبیئۃ العادۃ فقد
اقر بہ رحمہ اللہ تعالیٰ ما بہذا حدیثا
تکلیف قسملہ بلا دلیل امام ذکر فی البیئۃ و
هو قول المحیط والعلامة السراج المحدث
والتحفة ، و قد اناء المستعصر فی لیسرد
محمد یحوز التوضیہ ما لم یقلب علی الماء
وهو المصحیح و لفظ التحفة علی المذهب
المنحاز

محول کریں تو اس کو ایک ضعیف روایت کی طرف راجع
کرنا پڑے گا اور وہ مستعمل پانی کا جس پر تپے یا مطلق پانی کا
تھوڑے مستعمل پانی سے مل جانے کی وجہ سے مستعمل ہو جاتا
ہاں شنبم جیسے قطرے صاف ہیں مگر کدخ کرنے
کے لیے۔ یہ دونوں روایتیں متروک الحد ضعیف ہیں
اور صحیح اور قبیح الاحتماد اس کی پاکی ہے اور اس کا مطلق
پانی پر اثر نہ اڑنا ہونا ہے تا وقتیکہ اس کے برابر
یا اس پر غالب نہ ہو جائے۔

اور روایتیں اس قسم کی چہرے سے حتیٰ ان مکان معذور کی
جاتی ہیں، تو معلوم ہوا کہ تیوں فروغ میں دوسرے
معنی ہی مراد ہیں اور معنی نہیں ہیں جو محقق نے لیے ہیں
اور پھر ان کو ضعیف روایت پر عمل کرنا پڑا اور اس طرح
تیوں فروغ کا دی دلیل ہی گئی ہیں اور ان کو ضعیف
روایت پر محمول کرنے کے لیے کوئی دلیل ناطق موجود
نہیں اور جو ایسا کرتا ہے وہ سائل کے بھائے پنے
آپ کو مدعی بناتا ہے اور ایسی صورت میں اس کو
برہان لانا چاہئے، اور برہان کہاں سے ملے گا کیونکہ
ائمہ کی روایات میں اس اعتبار سے تو جہاں سے سند دیکھ لیا
اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور جہاں کہ کسی
اور طرف رد کرنا چاہتا ہے تو اسے اس کی دلیل پیش
کرنا ہوگی، اور میرے اس دعویٰ کا اعتراف علامہ نے
تجراور رسالہ دونوں میں کیا ہے کیونکہ انہوں نے ان کی
خیاد کو ضعیف روایت پر مبنی قرار دیا ہے اور فرمایا کہ تم پر اس دعویٰ کی صداقت میں عادیہ سے ظاہر ہو جائیگی۔

انہوں نے اس میں اعتراض کر لیا کہ وہ اس طرح مدعی بن گئے ہیں، تو اب یہ دعویٰ بلا دلیل کس طرح قبول کیا جائیگا؟ اور میں نے جوابوں سے ذکر کیا ہے وہ محیط علم و سراج ہندی اور کتب کا قول ہے کہ اگر مستعمل پانی کو کوبن میں گر جائے تو تھک کے نزدیک اس سے وضو جائز ہے تا وقتیکہ وہ پانی پر غالب نہ ہو جائے اور یہی صحیح ہے اور کتب میں حراست ہے کہ یہی مذہب مختار ہے۔ (ت)

قا قول رحمہ اللہ الشیخ العلامة
ما ذکرہ مہوفی الملقی فکیف یدل علی ابتداء حافی
الاسرار والعنایة والدراية وغیرہما مع
شروم الہدایة وشرح الاسبیح فی وفیادی
الولوالہی وغیرہ علی مروایة حنیفة مع کونہا
فی الملاق والی ہاتھ کلام مع البحر والرسالة
مع ولویق مہاشن حیر حروف واحد فی المھر
وہو قولہ رحمہ اللہ تالی لا یقدر فرق بین
الصورتین من جهة المحکم لعلی الملقی و
السلامة۔

اقول ای لصرک مرق و ی مرق لان
الاستعمال انما یثبت بانزال الماء حدث
او استقطعه مرصا واقامتہ قرۃ وذلک بملاقاة

بلہ ذکر ہمناعین بعض معاصریہ الفرق بان
فی الوصول شیم الاستعمال فی الجبیر بحدیث
فی الصب اہ ثم مرادہ وہی عبارة مدخولة
فتحت علی نفسہا باب الرد فكان لھا ذکر سف
البحر صاغ فلذا اظہرنا ذکرہ ومنعہ الیہ
ان شاء اللہ تعالیٰ فی الفصل الرابع بعدہ
غفر لہ۔

میں کتا ہوں اللہ تعالیٰ شیخ علامہ پر رحم فرمائے،
جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے وہ قطعی میں ہے تو یہ اسرار
عنایہ، درایہ (شروح ہدایہ)، شرح اسبیحانی اور
فتادی و لواجی وغیرہ عبارات کے ضعیف روایت
پر مبنی ہو سنے پر کیر نکرو مل ہی سکتا ہے کیر نکروہ طاقی
کے بارے میں ہیں یہاں تک کہ بحر اور رس نہ سے
جو گشت گشتی پوری ہوئی البتہ بحر نے ایک لفظ
کہا ہے وہ یہ کہ طاقی اور طاقی دونوں صورتوں میں حکم کے
لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ (ت)

میں کتا ہوں دونوں صورتوں میں بہت بڑا
فرق ہے کیر نکرو پانی کا مستعمل ہونا یا تضرع کے ازالہ
کی وجہ سے ہوتا ہے یا استقاط فرض کی وجہ سے یا کسی

یہاں انہوں نے اپنے بعض معاصریں سے یہ فرق لعل
کیا ہے کہ وضو سے استعمال تمام پانی میں ہوتا ہے
اور بدلنے میں یہ نہیں ہے، پھر خود ہی انہوں نے اس کا
رد کیا اور یہ جہالت مدخلہ ہے، اس نے اپنے ہر رد کا
دروازہ کھول دیا ہے، تو جو کچھ میں اس کا جواب تھا اس
لیے ہم نے اس کو ذکر کیا اور چوتھی فصل میں ہم اس کو ذکر
کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اھ منہ (ت)

مدن المحدثات أو المتقرب لأملاقاته ما لا فاء
والموجود في السلاق الأول وفي المتن في الدخ
هذا كل ما ذكره في الرسالة وهما أحسن
بحث الماء المطلق في البحر ما ذكره
مسألة البئر جعط معر على قول الحلية
المد المستعمل هو الذي لا في الرشد بقوله
على هذا قوله (يحيى) قول البئر لا اعتدال
صار الماء مستعملاً صماء صارا الماء الملائمة
للبدن مستعملاً لا جسيم ماء كغيره فقد
قد صاء الكلام صبيحاً كأي شيء متوفيق الله تعالى
تحت العادي والعشرين من الكلام من العلاء
قاسم وثلاثة حجة فيه من آيات عشر
فهذه أربعة.

واقول تعامساً لوجه حد الماء

احتجتم إلى حمل تلك الروايات على ههنا
الكثرة لواحقة على رواية ضعيفة مرجوحة
نادرة وكان يكفيناكم ان تقولوا نعم صر مستعد
لكن ما لا في البعد من ادالكف وهو
مستعملك معلوب فلا يصح.

وسادساً حيث حكوا سقوط

لاستعمال في ادخال نكت والافترس

قرينة کی ادائیگی کے باعث ہوتا ہے اور یہ اسی وقت
ہوگا جبکہ وہ محدث یا مستقرب کے بدن سے نکلے نہ کہ
اُس چیز کو نکلے جو بدن کو لگی ہے، اور جو حسیہ نہ ظاہری
میں موجود ہے وہ اول ہے اور ثانی میں دوسری چیز ہے
یہ رسالہ میں ہے، اور بحر کی مطلق پانی کی بحث میں ہے
اور بحر نے مسئلہ غلط میں علیہ کے اس قول پر تفریع کی کہ
"المد المستعمل هو الذي لا في الرشد"

(مستعمل پانی وہ ہے جو آدمی کے جسم سے متصل ہو) تفریع
کے لفظ یہ ہیں، تو کس بنا پر ای کا قول (یعنی جو شخص
کنویں میں نہائے کو اترے) پانی مستعمل ہو گیا، اس کا
مفہوم یہ ہے کہ بدن کو نکلے والا پانی مستعمل ہو گیا
یہ نہیں کہ کنویں کا سارا پانی مستعمل ہو جائے، ا
ہم نے اس پر محض بحث علامہ قاسم کے کلام پر گفتگو کرتے
ہوئے ایک سو فیہر کے تحت کر دی ہے اور اس سے
قبل ایسوی فیہر میں لافل بیان کیے ہیں تریہ چار ہیں۔

خاصاً میں کہتا ہوں اگر یہ بات درست نہ تھی
تو آپ ان کثیر ظاہر روایات کو ایک ضعیف روایت
پر محمول نہ کرتے بلکہ صرف اتنا کہتے کہ ہاں وہ پانی مستعمل
ہو گیا ہے، لیکن جو پانی بدن اور ہاتھوں کو لگا ہے
وہ مستعمل اس لیے اور مغلوب ہے تو نقصان دہ نہ ہوگا۔

سادساً مشایخ نے سقوط استعمال کا حکم
لگایا ہے ہاں تھوڑے اور غلط کھانے کی صورت میں

کرد سے لگا، اور مجمع الاسر میں ہے کہ سب کے نزدیک
 حاسد ہو گیا اور ہندیر سے نہایت سے معقول ہے کہ
 بالاتفاق حاسد ہو گیا ہے لگا، اور علیہ کے غایہ ہیں
 کہ سب کے نزدیک پانی مانگ گیا اور تم سے درپہر و
 غایہ وغیرہا سے روایت کی ہے سب کے نزدیک حاسد
 ہو گیا تو یہ ظاہر روایت میں محمد کی صریح نص ہے اور
 اجماع کی صریح نقول کتب معتقدہ میں موجود ہیں، پھر
 میں ہے علاوہ انہی تمام پانی مسلسل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ
 اس سے وضو بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ فساد کے
 اس سے وضو بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ فساد کے

ہمارا کرنے فتح کے حوالہ سے حسن کی کتاب
 سے صاحب مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول نقل
 کیا ہے، اور یہ اتنا واضح اور صریح قول ہے کہ کسی قسم
 کے تاویل کے قبول نہیں کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس
 وضو جائز ہیں، تو قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ اس
 تاویل کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ امام مذہب کے نص
 صریح کے مخالف ہے اور امام محمد کے واضح نص کے
 بھی خلاف ہے بلکہ کتب معتقدہ میں ائمہ مذہب کا جو
 اجماع منقول ہے اس کے بھی منافی ہے، مثلاً
 آپ ہی کی تحریر میں حکایت، اجماع موجود ہے تو حق
 وہی ہے جو ظاہر روایت کی کتب میں ائمہ مذہب سے

الهدية عن نهامة يعسد ب لا تفق ولفظ
 العناية عند الماء عند الكل وحسب حنب
 الدراية والعناية وغيرهما يعسد عند الكل
 عهد اصحيح نص محمد في الرواية الظاهرة
 وعرضه نقول لا جماع في كتيب المعقده
 مع محرر هو ان نساك لا يصير مستعملا
 حتى لا يفتي صاحب كافي يتوضأ به اذ ليس
 بعد الاخراج شئ مما يصلح له ولو كان
 يجوز به وضوءا جازيا عند وكيف عند

معنی یہ ہیں کہ جو چیز جس کام کی صلاحیت رکھتی تھی اب اس کے لائق رہی اور اگر اس سے وضو جائز
 کیجے تو پھر اس میں نہاد کیوں اور کیسے بُرا، اذت
 وثنا هذا قدس عن نعمت عن کتب

لحسن عن صاحب المذهب، لا محذور
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ التصريح باين لفظ لا يقيد
 تاويل ولا يرد في تحويله هو قوله رضي الله تعالى
 عنه لم يفرق الوضوء منه فثبت قطعاً ان لا يصح
 لغير التاويل وانه معناه لا يصير نص اصحاب
 المذهب وجعل نص محمد في هذا الرواية
 من مصادم لاجماع ائمة المذهب المستقول
 في المعقدهات كبحر كرمه الحق الناصح هو المذهب
 المصرح عليه من ائمة المذهب في الكتيب
 الهدية الصحيح عليه في الروايات المتواترة

۳۳/۱	فرائد کتب خانہ پشاور	انفصل اثانی من المیاء	لہ ہندیہ
۴۹/۱	نورید رضویہ سکس	ما از الذی یجزہ الوضوء	کہ غایۃ مع فتح القیر
۲۳/۱	ملکوتہ العربیہ کراچی	”	کہ حاشیہ البدایۃ

معی ثبوت ، الاستعجال لجميع الماء القلیل
 قلیل لکان وکثیر بد حول حر من بدن محدث
 صید لیر و مایث بعد و لغیر فی کلام احد صاحب
 ینامرعه لا بعد وقعت فی کلام البدائع
 فی تعلیل وجدل مع ووقد فی الصروی و ما قد
 بحث مع نصوص صاحب المذهب و تصریح
 معجزة فی کتاب طاهر سر و یة بل مع جماع
 ائمة المذهب لاجرم ان بقیت تلك الکلمه
 لغیر صرح علیها احد من علماء الی عصر الامام
 المحقق علی لاصلاحی حقانی تعلیم الاملاء
 القاسم والعلوی فافراہ ، و اثرها و آثارها
 و جعلها العلامة قاسم نصا ضروریا و حکم عرضیا
 مرادیه نصوص المذهب المسبوره و مزج
 المتواترة فی کتاب المشورة ، فی رد یتة ضعیفة
 معجوزة ، و لغیرات غریب بروایة مقبولة
 ماثرة ، و لادریة مقبولة منصوره ، فالمد
 هو المقیم ، و الحق احق ان یقیع ، و الله
 المستعان ، و علیه الشکلات ، و علی الله تکی
 علی سید الافان و الجاه ، و آله و صحبه
 و ابنه و حزیه عاتق قلب الملوان ، و بارک و علم
 ابد ا آمین ، و الحمد لله رب العالمین ۔

الفصل الثالث فی کلام العلامة ابراهیم الشیخ

و صالته رحمه الله تعالی اکثر من نصف کراسته
 سلك فیها مسلكا یحالف ما سلكه شیخه العلامة

مستولی ہے اور جس پر متواتر و آیات منطبق ہیں یہی تمام
 قلیل پانی پر مستعمل ہونے کا حکم ٹھیکہا جانا و قلیل ہر
 کثیر تک محدث کے بدن کا کوئی تصدیق میں داخل ہر
 اس پر یہی حکم ہوگا اس کے خلاف کسی کے کلام میں
 مستولی نہیں صرف ایک فقط بذات میں تعلیل و جدل کے
 طور پر آیا ہے حالانکہ روایت کردہ پر وہ متفق ہیں لیکن
 نصوص مذہب کی مرجوگی میں محض ایک بحث کی کما قدر
 قیمت ہو سکتی ہے ، پھر محمد مذہب کی تصریح کے خلاف روایت
 کی کتاب میں ہے اور مذہب کا جماع ہے ، پھر
 ایک س کلمہ پر محقق علی لاطلاق کے زمانہ تک کسی نے
 خود نہ کیا یہاں تک کہ ان کے شاگرد علامہ قاسم اور
 تلمیذ آئے تو انہوں نے اس بات کو بڑھایا اور ترجیح دی
 اور پیروی اور ترمیم سے اس کو اپنی پسندیدہ نص
 قرار دیا جس سے نصوص مذہب اور فروغ متواترہ
 تک گور و کردیا اور اس کی تائید میں صرف ایک
 ضعیف روایت لائے اور کوئی قابل عقل نقل دلیل
 پیش نہ کر سکے ، تو مذہب حق وہی ہے جس کی پڑی کی گئی ہے
 اور حق ہی اس کا مستحق ہے کہ اسکا اتباع کیا جائے و الله
 المستعان ، اسی پر بھروسہ ہے ، انس و جن کے سر پروردگار
 ان کی آل و اصحاب و اولاد و باقی جماعت پر اقیامت کرتیں
 بعد سلام نازل ہوں آمین و الحمد لله رب العالمین ۔

تیسری فصل علامہ ابن الشیخ کے کلام میں

ان کا رسار ادنی کاپی سے زیادہ ہے اس میں نہرو نے
 اپنے شیخ علامہ قاسم کے سر اسر خلاف روایت اپنائی ہے کیونکہ

قاسم حلافاً کتباً مانہ کان ادعی تسویۃ الخلف
و التلافة فی جواز الوضوء لدعی حد التوسیۃ
فی عدم الجواز ذکر رحمۃ اللہ تعالیٰ مخاطباً
لسائلہ سألت ارشد فی اللہ وایاک عن حوض
دونت ثلثة ادمع فی مثلها هل یجوز الوضوء
فیہ ام لا وهل یصیر مستعملاً بالتوصیۃ
و ذکر ان الصفتی بہ قول محمد رضی اللہ تعالیٰ
عنه انه طهر غیر طہور و ان التقاطط منہ
الوضوء قلیل لاسیما طہور اکثر منہ فلا
یسلبہ وصف العہدۃ واجتہادہ یجوز
الاختلاف منہ و المتوضی خارجہ لا فیہ
جواب دیا ہے کہ اس سے چلے ہو کر پانی لے کر وضو پا کر کرتا جائے اس کے بیچ وضو کرنا جائز نہیں
اقول ہذا طہور لیسلی و اب
المراد التوضی فیہ بالمعنی الاول ای بحیث
تقع الفضالة فیہ وقد کان السائل نبیہ علیہ
الحکمہ الصبیح فیہ ان التقاطط طہور
مغلوب بکی اجابہ بالمتن و هو خلاف الصحیح
کہا عدت و العجب ان الشیخ یسئل ان
الصبیح خلافہ ثم مشی علیہ و کان حریباناً
ان نحصل کلامہ علی التوضی فیہ بالمعنی
الثانی ای بعین الاعضاء فیہ و معنی قوله
المتوضی خارجہ ان تکرر اعضاء المتوضی خارج
انہ من کی یوافق الصحیح و لاینا قص حکلام
نفسہ فیما یقتل من الصبیح و کان تنطیۃ
السائل حیث سأل عن الوضوء فیہ بعین

وہ تو بڑا وضو میں ملتی اور ملائی کی برابری کے قائل تھے
اور انہوں نے عدم جواز میں دونوں کی برابری کا قول
کیا ہے وہ بعینہ خطاب فرماتے ہیں تو نے مجھ سے
سوال کیا خدا تجھ کو اور مجھے ہدایت دے یہ ایک وضو
کے بارے میں جو تین ہاتھوں سے کم ہے اس میں وضو
جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں وضو کرنے سے
پانی مستقل ہو گیا یا نہیں؟ اور تو نے ذکر کیا کہ مفتی بہ
تجھ کا قول ہے کہ وہ پاک ہے پاک کرنے والا نہیں ہے
اور وضو سے جو ٹپکا ہے وہ کم ہے اور جس پانی سے
ملا ہے وہ زیادہ ہے تو وہ اس کی طوریت کے
وصف کو سلب نہیں کر سکتا ہے، میں نے تجھ کو یہ
میں کہتا ہوں یہ طہر میں ظاہر ہے اور یہ کہ
اس سے بڑا پیٹ سنی کے اعتبار سے وضو کرنا ہے یعنی
وضو دین اس میں گرسا حد سائل نے اس میں
صحیح حکم پر خبردار کیا تھا کہ ٹپکنے والے پانی طہر مطلقاً
ہے مگر انہوں نے اس کا جواب منع کے ساتھ دیا
اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ صحیح کے خلاف ہے،
اور تعجب خبر بات یہ ہے کہ خود شیخ عنقریب یہ نقل
کریں گے کہ صحیح اس کے خلاف ہے اور پھر خود اس پر
چلے ہیں اور ہمارے لائق بات تیرہ تھی کہ ہم اس کو دوسرے
معنی میں لیتے وہ یہ کہ اس میں وضو کرنے پر محمول کرتے یعنی
اس میں اعضاء کا ڈبڑ دینا، اور ان کے اس قول کے
معنی کہ وضو وضو کے باہر یہ ہیں کہ وضو کرنے والے کے
اعضاء وضو کے باہر ہوں تاکہ صحیح کے موافق ہو اور خود

کلام آپس میں متاثر نہیں ہوتا یعنی اس تعلیم کے جو مقصد
کی جاسکتی ہے اور انہوں نے سائل کو حلال اس لیے
تھراپیا کیونکہ اس نے یہ سوال کیا تھا کہ وہ اپنے اعصاب
کو صحت میں داخل کر کے دھوکہ دینا چاہتا ہے اس کے بعد
اس کا عمل نہ تھا کہ چپکنے والا کم ہے یہ ہم پر بہ نسبت
اس کے آسان ہے کہ علاقہ کے کلام میں خلل کو مان
لیں مگر وہ خود اس طاہر کی تصریح کریں گے تو تاویل کا
باب بند ہو گیا، پھر ایک مقدمہ اس پانی کے بارے
میں بیان کیا جس میں اثر استعمال ظاہر ہوتا ہے
اور جس میں نہیں ہوتا ہے اس سے ان کا ارادہ یہ بتانا کہ
وہ چھوٹا حوض جس کے بارے میں دریافت کی جا رہی ہے
مستحیاتی پانی سے اس طرح متاثر ہوتا ہے جس طرح نجس
پانی سے، اور فرمایا جانا چاہیے کہ وہ پانی جس میں استعمال
کا اثر ظاہر ہوتا ہے ہی جس میں نجاست کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور
جس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو جس میں استعمال کا اثر بھی ظاہر
اور کوئی فرق نہیں پھر انہوں نے قلیل کے میں کی مثال پیش کی اور کافی طوالت اختیار کی اور آخر میں کہا کہ تاہم اس کے استعمال
کے اثر ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے جس حوض کی بابت دریافت کیا ہے اس کے پانی سے طہوریت سلب

الاعصاب والحدیث بعد ما جعل لدک قولہ المتعارف
ایسر علیہا من طرق، مثل ان حدیث الطب
کلام العلامة وکتبہ رحمہ اللہ بعد ما
الظاهر والحدیث بالحدیث ثم قدم مقدمة
فی بیان الماء المذی بظہر فیہ اثر الاستعمال
والذی لا یظہر فیہ فاصد اثبات ان حوض
المستعمل عند احدی الصغیر مبادی ثریا الاستعمال
تأثر به بانما جس فعل اعلیٰ من سماء الدرع
یظہر فیہ اثر الاستعمال ہر الذی یظہر فیہ
اثر النجاسة وکل ما لا یظہر فیہ اثر النجاسة
لا یظہر فیہ اثر الاستعمال ولا فرق ثم
جعل یسرد الاقوال فی حدیث نفسه وحررہ
ان قد ثبتت ح ظہور اثر الاستعمال وھو
صلب الظہورۃ عن ماء الحوض المذی
سایت عہدہ وکان حکمہ کالاناء والحب والبرطل
اور کوئی فرق نہیں پھر انہوں نے قلیل کے میں کی مثال پیش کی اور کافی طوالت اختیار کی اور آخر میں کہا کہ تاہم اس کے استعمال
کے اثر ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے جس حوض کی بابت دریافت کیا ہے اس کے پانی سے طہوریت سلب

مسند احمد کے بعد فیہ فصل لان مسند کے مسند الیہ پر
مفسر کا فائدہ دینا ہے تو پہلے قضیہ کا فائدہ یہ ہے
کہ نجاست کا اثر ظاہر ہوا اس چیز پر منحصر ہے جس میں استعمال
کوثر ہو یعنی جس میں استعمال کا اثر ظاہر نہ ہو اس میں نجاست کا
اثر بھی ظاہر نہ ہو گا پھر انہوں نے اس کا عکس کلی ذکر کیا جس کا
مغایہ یہ ہے کہ دونوں شیء واحد ہیں اور یہ کہ ایک کی تاثیر دوسرے
سے مجزا ہوگی اور نہ مغایرت (ت)

لہ تعقیب المسند الیہ بصیر لفصل یسید
قصر المسند عن المسند الیہ بعد ما تعقیبہ لاو
تأثیر النجاسة مقصور علی ما یؤثر فیہ
الاستعمال ای حدیث ما لا یظہر فیہ اثر الاستعمال
لا یظہر فیہ اثر النجاسة ثم ذکر عکسہ کلی فافاد
انما شیء واحد وانہ لا انفکاک لہما شیء عن
حررہ مسندہ (۴)

ہو گئی اور اس کا حکم برقی، گرنے اور گویں کی مانند ہو گیا۔

اقول رحمہ اللہ کل ما یثربہ انی
 هنا بین ما القلیل الذی توثر فیہ النجاسة
 کذا وکذا وایس فی شئ منه ما یدل علی
 الاستقلال بقاء اثر ما لا یتعلل بالنجاسة
 واما کانت المقصود فیہ ولو تدکر واقعہ غیر
 قولکم ان کل ما تاثر بہا تاثر بہ ولا فرق و هو
 القصبة الاولی فی کلامکم اما الاخری القائمة
 ان کل ما تاثر بہ تاثر بہ ملام فیہا ولا
 نفس المقصود صلاح ثم ذکر تکلیف لوضیعة
 و سرود فیہ فرج الخلاصة ان العرض لصیور
 قیاس لادانی و الحجاب لا یجوز لتوضیہ
 ولو وقعت فیہ قطرة خمس تنحل و قسوع
 الذاریة و التجمیس و الخایة ادا نقص العرض
 من مشرق عشر لا یوضو، فیہ بل یعترف و یترک خارجاً
 و لفظ الخایة لا یجوز فیہ التوضو و لفظ التجمیس
 اطلاقاً مشروطاً بشرط اسطی و اقل و هو معتدل
 یجوز لتوضیہ و لا احتیال فیہ و ان نقص
 لا وکن یعترف فیہ و یترکاً و قلت و ف
 حکمہ حکمہ ی و اما ان سرود عشر فی عشر

میں کتا جوں یہاں تک آپ نے جو کچھ بیان
 کیا ہے وہ یہ ہے کہ قلیل پانی دوا ہے جس میں نجاست
 اثر کرے وہ پانی فلاں فلاں ہے۔ اس میں یہ کہیں
 ہیں ہے کہ ہر قلیل پانی استعمال سے متاثر ہوتا ہے
 جس طرح کہ نجاست سے متاثر ہوتا ہے اور اس سے
 مقصود تھا جس کا آپ نے ذکر نہیں کیا صرف یہ ذکر کیا ہے کہ ہر پانی
 جو نجاست سے متاثر ہو گا وہ استعمال سے بھی متاثر ہو گا بغیر کسی حق
 کے۔ یہ تہوا پہلا قضیہ تھا جس کے کلام میں وارد و سر قضیہ
 یہ ہے کہ جو پانی استعمال سے متاثر ہو گا وہ نجاست سے
 بھی متاثر ہو گا، تو اس میں کلام نہیں، اور اس کا
 مقصود سے کوئی تعلق نہیں، پھر اپنی وضاحت کی تکمیل
 کی وہ دوسرا ذکر اس، قرآن ملام کہ چھوٹا عرض جو
 برتنوں اور رخصوں کی مانند ہو اس میں وضو جائز نہیں ہے
 اور اس میں اگر ایک قطرہ شراب کا گر جائے تو وہ خمس
 ہو جائے گا۔ برابریہ تجمیس اور فیہ میں سے کہ جب
 عرض دوا درود سے کم ہو تو اس میں وضو کرنا مکمل اس میں
 چلو کے زمینے کا اور وضو عرض سے باہر کرے گا، درجہ زیر کے
 الفاظ ہیں اس میں وضو جائز نہیں، اور تجمیس کے
 الفاظ ہیں کہ اس کا بالائی حصہ دوا درود ہے اور نیچا

۵/۱	ذکرش رکشہ	۵/۱	ذکرش رکشہ	۵/۱	ذکرش رکشہ	۵/۱	ذکرش رکشہ
۵/۲	ذکرش رکشہ	۵/۲	ذکرش رکشہ	۵/۲	ذکرش رکشہ	۵/۲	ذکرش رکشہ
۳/۱	ذکرش رکشہ	۳/۱	ذکرش رکشہ	۳/۱	ذکرش رکشہ	۳/۱	ذکرش رکشہ
۴/۱	ذکرش رکشہ	۴/۱	ذکرش رکشہ	۴/۱	ذکرش رکشہ	۴/۱	ذکرش رکشہ

لہ غیوۃ الفتاویٰ
 مہ برائزیر مع العنبر
 مہ قاضی خان
 مہ بحر الرائق
 الجنس الاول من الحيض
 نوع في الحيض
 فصل في الماء الراک
 کتاب الطهارة

اقل لریجن الوضو فیہ مستثناة فان القص دسفر
 اکثره جادویہ یلعزی ماء لا یجوز الاحتیالی
 فیہ مادام کثیر و اذا اقل جاد و فسیح الخایة
 حصدی طولہ مائة ذراع و اکثره عرض
 دراعین قال عامة المشایخ لا یجوز فیہ
 الوضو ثم حکى عن بعضهم الجواران کان مافیه
 فواسطه یصیر عشاری حشر آه قدت و هو
 المختار و در عن شیون المذاهب و لفظہ صیحة
 و صحیحہ فی الحیط و الاحتیار و غیرہ و احتیاق الفتہ
 النور الاحمر و صلیہ تلیدہ، لیشر قاسم لان مدد اکثره
 علی عدم جنوس النجاسة الی الخائب و لا شکی
 فی عبء الجنوس من جهة العرض آه ش۔

کم ہے اور وہ بھرا ہوا ہو تو اس سے وضو بھی جائز ہے اور
 غسل بھی اور کم ہو تو جائز نہیں البتہ اس سے پتھر بھر کر
 پانی لے کر وضو کر سکتا ہے۔ میں کتا بروں اس کے عکس
 میں حکم برعکس ہے یعنی جب اس کا پتھلا حصہ وہ درودہ ہو
 اور اوپر وہ لٹاکم ہو تو اس میں وضو جائز نہیں جسکے
 بھرا ہوا ہو، پس جب کم ہو جائے اور کثرت کو پہنچ جاتے
 تو جائز ہے۔ اسی سے ایک فقہی پسلی مشہور ہے کہ وہ
 کون سا پانی ہے کہ جب کثیر ہو تو اس سے غسل جائز
 نہیں اور جب کم ہو تو جائز ہے۔ غایہ کی طرح، ایک
 خدق ہے جس کی لمبائی سو باغذیا اس سے زیادہ ہے
 اور چڑائی دو باغذیہ ہے تو عام مشایخ فرماتے ہیں اسی
 سے وضو جائز نہیں اور بعض مشایخ سے جواز منقول ہے، بشرطیکہ وہ حوص ایسا ہو کہ اگر اس کے پانی کو پھینک دیا جائے
 تو وہ وہ درودہ ہو جائے اور میں کتا بروں میں فرماتے ہیں اس کے کتا بروں الزام سے اور تعمیر سے نقل کیا اور
 مجید اختیار و غیر جانے اس کی صحیحی اور صحیح میں دوسرے قول کو احتیاری اور اس کی تصحیح ان کے شاگرد شیخ قائم
 نے کی کیونکہ کثرت کا دار و دار نجاست کے دوسری جانب نہ پہنچنے پر ہے اور اس میں شک نہیں کہ حوص کا غلبہ
 چڑائی کی طرف سے ہے آه ش۔

اقول حد غیر مسلم ادلوکان علیہ
 الحد ولما جار فوضو لحد و اکثر من الحد
 الی فیہ النجاسة و لیس کذب معلوم ان الحد
 هو المقدار اعم المساحة فلا حاجة الی تعرض
 وقد قال المحقق مصنفہ قالوا فی غیر المزمیة
 یترص من جاس الوقوع فی العریة لادعت

میں کتا بروں یہ سلبات نہیں ہے کیونکہ اگر
 اسی پر دار ہوتا تو کثیر پانی میں اس جاب سے وضو
 جائز نہیں ہوتا جس میں کہ نجاست ہے حالانکہ ایسا
 نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اصل چیز مقدار ہے یعنی
 پیمائش، تو چڑائی کی کوئی حاجت نہیں اور خود
 محقق نے فرمایا ہے متناہ کا غیر مرتقی نجاست میں

ابی یوسف اذہ الجاری لا یتنجس الا بالانفس
 وهو الذي يذهب تصحيحه لان الدليل انما
 يقتضي عند الكثرة عدم التنجس الا بالتغير من
 غير فصل وهو ايضا الحكم المجمل عليه على ما
 قد مرنا من نقل شيخ الاسلام وجا فقه ما
 في المبتغي ان ماء الوضوء في حكم ماء جار له و
 العلامة صرحه اطلاق فيه الكلام في رسالته تلک
 واحتج بالاحادیث والاشا وقال في آخره
 ثبت ان ماء العدد لا یتنجس الا بالتغير سواء
 كان لواقعه فيه من الماء غیر مرفی فالجاری اولى
 به وقال قبله على قول صاحب الاختیار ان
 كانت المباشرة مرفیة لا يتوضأ من موصلة
 الوقوع او ما نصه يقال له اذ كان الحكم هذا
 فاین الاصل الذي اوجبه وهو ان لا یتنجس
 لا یتنجس وكيف خرج هذا عن دليل الاصل
 الذي اوردته وهو الحديث ^{ثالث} وقال على قول
 البیہ ثم ان كانت مرفیة لا يتوضأ من المباشرة
 الذي فيه المباشرة ما نصه كذا هي لغة فلا حصل
 الصلح كورد الحديث اهـ

کہتا ہے کہ جہاں نجاست گری ہے وہاں سے وضو کر سکتا
 ہے اور نہ یہیں ہیں اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ
 یہ جاری پانی کی طرح ہے جب تک تغیر نہ ہو گا نجس نہ ہوگا
 اسی کی تصحیح ہونی چاہئے، کیونکہ دلیل کا تقاضا تو یہ ہے
 کہ کثرت کی صورت میں صرف اسی وقت ناپاک ہو جبکہ
 تغیر نہ جائے اور اس میں کوئی قید نہ ہو، یہ بھی اجماعی
 حکم ہے ہم اس پر شیخ الاسلام کی نقل بیان کر آئے ہیں
 اور جیسے میں نے بیان کیا ہے بعض کاپی جاری پانی کے حکم میں
 ہے اور علامہ نے خود اپنے اس رسالہ میں اس پر
 طویل بحث کی ہے اور احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے
 اور اس کے آخر میں فرمایا ہے کہ اس سے معلوم ہو کہ
 اگر کاپی نہ ہو تو تغیر سے ناپاک ہوتا ہے خواہ گرنے
 والی چیز مرفی ہو یا غیر مرفی، تو جاری میں یہ حکم بطریق اولیٰ
 ہو گا اور اس سے قبل صاحب اختیار پر کلام کرتے
 ہوئے فرمایا کہ اگر نجاست مرتبہ ہو تو گرنے کی جگہ سے
 وضو نہیں کر سکتا ان کی عبارت اس طرح ہے ائیں
 سے کہا جائیگا کہ جب حکم یہ ہے تو اس اصل کا کیا ہوا
 جو آپ نے بیان کی تھی کہ کثیر پانی ناپاک نہیں ہوتا اور
 یہ اُس دلیل اصل سے کیسے خارج ہو گیا جس کو آپ نے
 بیان کیا تھا اور وہ حدیث ہے اعم اور نتائج کے قول پر فرمایا کہ اگر نجاست مرتبہ ہو تو جہاں مردار گرے وہاں سے

لے فتح فقیر باب الماء الذي يجوز الوضوء الا به
 ذہب الارض فی مسئلۃ الوضوء

لے ایضاً

لے ایضاً

وضو نہیں کرے گا۔ ان کی یہ تمام عیارت اصل مذکور اور حدیث کے مخالفت ہے اور

ثُمَّ اقُولُ بِنَادِرَةٍ لَا مَرَعِيَّةَ بِسَطْلٍ

اعتماد العرض فان المصاطح ان يكون ميت

ايحي سنة وانباء لدى يريد ان ياخذ عشرة

اذ مخرج عاد او قم النجس في احد اطراف ذلك

المحدق لم يخلص الى الطرف الاخر طول او اذ

خلص عرضا في حوز الاحد من الطول بعد

عشرة اذ مخرج وان لم يخرج من العرض ^{فصل} بل

نظرا احترا المساحة مساو لمدار عرض

هذا عن العمل فوامن عند قاطوله عشرة

اذ مخرج وخرج منه شبر وقع في طرف منه نجس

جاء من الوضوء من الطرف الاخر لوجود الفصل

انما لم يخلص وهذا لا يقرر من احد

ولو وقع نجس في الوسط والعدد عشر عشرون

من عشرون في العشرين الا انها في الجوابين

تنجس حذو لان الفصل في كل جانب اقل

من عشرة ^{فصل} كذا كان مائة في مائة بن الفا

في ثلث ووقع بفصل مشرق لا طراف ثم من مشرق

في الاواسط قطرة نجس وجب تنجس الكل من

دون غير وصفه، ثم كونه عشرة الاف

پھر میں کہت ہوں کہ اس پر اردو اور کوناعرض کے اعتبار

کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ اس وقت علت حکم یہ ہے

کہ اس کے اور نجاست کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ

ہو تو اگر اس خندق کے ایک کنارے میں نجاست گر گئی

تو وہ لمبائی میں دوسرے کنارے تک نہیں آسکتی

اگرچہ چڑائی میں دوسری طرف پہنچ جائے، تو لمبائی

میں دس ہاتھ کے بعد سے اس پانی کا استعمال جائز

ہو گا اگرچہ چڑائی سے جائز نہیں، مگر یہ مساحت کے

اعتبار کو باطل کرتا ہے کیونکہ اس صورت میں وار و باز

فصل پر سے اب اگر کسی خندق کی لمبائی دس ہاتھ

ہے مگر چڑائی ایک بالشت ہے اور اس کے ایک

کنارے میں دس ہاتھ کے بعد سے دوسرے کنارے سے

وضو جائز ہے کیونکہ غرض کے لیے مانع موجود ہے اور

ہم میں سے یہ قول کسی کا نہیں، اور اگر نجاست

تالاب کے بچوں پہ گر گئی اور تالاب دو درودہ بلکہ

بست در بست ہے مگر دونوں طرف سے ایک ایک

انگل کم سے تو پورے کا پورا ناپاک ہو جائے گا، نیز کہ

فصل ہر جہت میں دس سے کم ہے، اسی طرح اگر وہ

سودر ہو بلکہ ہزار و ہزار ہو، اور نجاست دس ہاتھ

دس ہزار چڑائیوں کے لیے نجاست کے پچیس قطرے

باجوہ کے اندر برکاتی میں اور ایک کھڑکی میں پچیس دسے پانی

کو نجس کرنے کے لیے دو ہزار پانچ سو قطرے کافی ہیں اور

منہ غفرلہ (ت)

لمن تنجس لثمن عشرة، لاف درج خمس و

عشرون قطيرة كعبة الجاوس مثلا و تنجيس

ما و منبسط في الف الف ذراع الفان و حسانة

اور سے عمرہ - (م)

درج بل الف الف ، فمحق ان بعد اس هو
المقدار ، واسماء بعدہ کساء جاز ، و الله تعالى
اعلم ۔

کے فاصلہ سے لطافت میں واقع ہوا پھر ہر ایک دریاں میں ایک ٹکس
قطرہ ہو تو کل ٹکس ہو جائیگا خواہ وصفت میں تغیر نہ ہو
دس ہزار گز ہونے کے باوجود بلکہ ایک گز گئے کے باوجود حق یہ ہے

کہ ردیہ مقدار پر ہے اور پانی اس کے ہر باہ جاری کی طرح ہے و الله تعالى اعلم ۔

اقول ویظهر للعبد الضعیف انہ کان
یسیئ الله یجعل هذا هو المقصود بظاہر الروایۃ
ان التکثیر ما لا یخلص بعصہ الی بعض واعتبروا
یا لاسم تعاف و لا یغفر من بتحریت الوضوء من
جاءتہ او الفصل او الاعترا ف او التکثیر او السرایۃ
لصیغۃ الاول هو الضعیف و یقران المقصود
یہ لیس الا تفصیل جامع بینہ و بین الجہار
قال اکامر صدک العلماء فی البدایہ ص ۱۸
ابی حنیفۃ سرھنی الله تعالی عنہ فی جامع
ہدای فی اسماء الجاری و رجل اسئل عنہ یتوضؤ
بہ قال لا بأس بہ و هذا الامت اسماء
الجاری مما لا یخلص بعصہ الی بعض ما لیس
المدی یتوضؤ بہ یجتنبہ عن شئ منہ طاهر الماء طاهر
فی الاصل فلا یحکم بما مشہور بالشک آھ ۔

میں کہتا ہوں اس بڑے ضعیف پر یہ ظاہر ہوا کہ مناسب
یہ تھا کہ اسی کو ظاہر الروایۃ کا مقصود بنایا جاتا لیکن کثیر
وہ ہے کہ بعض بعض میں شامل نہ ہوا اور اس میں انہوں
نے پانی کے زیر و بم کا لحاظ کیا ہے ، وضو ، غسل ، چلو
سے پانی لینے ، گدلا ہونے یا رنگ کے سرایت کرنے
سے معلوم ہو سکتا ہے ، لہذا اول ہی صحیح ہے ، اہ یہ
مور سے کہ مقصود اس پانی اور جاری پانی میں کوئی حجت
جامعہ تلاش کرتا ہے ، حکم العمل نے بدائع میں اہ حنیفہ
سے سن کر کہ کوئی جاہل جاری پانی میں پیشاب
کرے اور اس کے پچھلے حصے میں کوئی شخص وضو کرے یا ہو
تو فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ
جاری پانی کے اجزاء ایک دوسرے میں شامل نہیں
ہوتے ہیں ، تو جس پانی سے وہ وضو کرے گا ہے اس کے
بارے میں احتمال ہے کہ پاک ہو اور احتمال ہے کہ

ناپاک ہو ، اور پانی اصل کے قیاس سے پاک ہے تو شک کی بنا پر اس پر ناپاکی کا حکم نہیں کیا جائے گا اھ

اقول معناه ان البول یتصلک فی الماء
فیصیر یکوۃ منہ لکن لا یطہر لاجا ستہ حیثا فہذا
ماء بعصہ نجس حیوان الماء الجاری لا یتأثر
بقیۃ مہذا لیس و ہذا معنی قوله لا یخلص

میں کہتا ہوں اس کے معنی یہ ہیں کہ پیشاب پانی
میں ٹپک ہو جاتا ہے اور اس کے یکسو جز کی طرح ہوتا ہے
لیکن وہ پاک نہیں کرتا ہے کہ اس کی ذات نجس ہے
قریب ایسا پانی ہے جس کا بعض نجس ہے مگر جاری پانی

کے بغیر اجراء اس سے متاثر نہیں ہوتے ہیں اور یہی
مضمون اس عبارت کا ہے کہ اس کا بعض حصہ دوسرے
بعض کی طرف نہیں پہنچتا ہے، تو وہ اعتراض جو علامہ
کا سمجھنے والے اپنے رسالہ میں کیا وہ ختم ہوا، اعتراض یہ ہے
”یہ ایک ناقابل فہم چیز ہے اور جو شخص بھی نہیں کی گرتی
ہوتی مروجوں کا مشاہدہ کرے گا اس کو معلوم ہو جائیگا
کہ اسی عبارت میں جو لکھا ہے وہ غلط ہے“ اور غالباً
انہوں نے اس کا مطلب یہ سمجھ لیا کہ پانی کا بعض حصہ
دوسرے بعض تک نہیں پہنچتا ہے، اگر بات یہی ہوتی
تو مروج کے ٹکڑے سے اس کی تردید نہ ہوتی، اگر نہ
مروج جب پہلے کو دوسرے کی جگہ سے ہائے گی تو
دوسرے کو تیسرے کی جگہ سے جائے گی تو پہلا پانی دوسرے
پانی کی جگہ سے نہ پہنچے گا بلکہ اس کی پہلی جگہ تک پہنچے گا
علامہ یہ کہ اس میں اس وصف کا حاصل ہونا ہے
جو اس کو جاری پانی سے ملتا ہے، اگر یہ وصف پایا جائیگا
تو وہ جاری پانی کے حکم میں ہوگا اور نجی ست کو بالکل
قبول نہ کرے گا، یہ نہیں کہ نجاست کی جگہ سے وہ
ناپاک ہو جائے گا، اور جہاں تک اس کے احسن
جائیں گے اور باقی اسی اصل طہارت پر باقی رہے گا
یہاں تک کہ نجاست کی جگہ سے چھوٹے عرض کی مقدار
میں جگہ چھوڑ دی جائے جیسا کہ یہ اطلاع کی روایت ہے
کیونکہ پانی ناپاک چیز سے ایسا ہی ناپاک ہو جاتا ہے
جیسا کہ وہی چیز سے، تو اگر اتنی مقدار جو اس کی طرف

نقصہ الی بعض فاند فم ماسر دعلیہ العلامۃ
قدسم فی الرسالۃ بقولہ ہذا مالا یکاد یفہم و
من نظر ترقہ فم امور لا یفہم سجزم بحسب
مقتضی حدیث العباسی ^۱ وکانہ طین ام
البراد لا یصل بعضہ الی بعض وکوارید ہذا لم
یکن ین تداوم لاموجہ ما یندفعہ فانت التوجہ
عین یوصل الی الاول مکانت المتانی
یتقد لثانی الی مکان الثانی فلا ینثبت
وصول الاول الی الثانی بل الی مکان الاول و
الجملة المقصود حصول حدیثی الملحق
ایہ بالجماعی فاد حصول ملحق وصال یصل
الجماعی اصل لا ینتجس من موضع الجماعی
الی حدیث یخص بعضہ الی بعض وبقی المساق
حل طلب سہ حق بحسب الی یروى عن موضع
النجس سہ قدر حوص صغیر کما فی دواۃ الاملاہ
وہ ^۲ لکن انما ینتجس بالمتنجس ینتجس
بالنجس فان صام قدرہ یخص الیہ مجعما
کیف یبقی ما بعدہ طہر ہم اتصالہ بہ و
واللہ تعالی اعلم ہذا و ذکر المسامۃ فی البدائع
جعل الجوارح حکم وکذا احوط حدیث قال ادا
کاس ماء الزاکن لد طہر ملا حرم کا دھکا
بقی جیسا کہ سہرا کہ نہ یند کو سف طہر لثریۃ
وعن ابی نصر محمد بن محمد بن محمد بن سلام

اُدھی ہے جس سے جوئے تو اس کے بعد جو بچا ہے وہ ظاہر
 کیسے رہے گا حالانکہ وہ بھی اس کے ساتھ متصل ہے
 واندہ تعالیٰ اعلم بدائع میں مسئلہ کا ذکر کیا اور چونکہ
 مضبوط اور عدم ہوا کو احاطہ قرار دیا، فرمایا حب پانی
 ٹھہرا ہوا ہوا اس میں طول ہو مگر عرض نہ ہو جیسا کہ
 شہرہ میں ٹھہرا ہوا پانی۔ ظاہر روایت میں اس کا
 ذکر نہیں ہے، اور ابو نصر محمد بن محمد بن محمد بن سلام
 سے مروی ہے کہ اگر پانی کی لمبائی ایسی ہے کہ پانی کا
 بعض وہ حصہ بعض تک نہ پہنچتا ہو تو اس سے وضو
 جائز ہے، ابو سلیمان ابو زبانی سے ہے کہ نہیں
 اور ان کے قول پر اگر اس میں نہاست پڑ جائے تو
 اگر وہ کسی ایک کنارے پر ہو تو دس ہتھ کی تعداد

پر ناپاک ہو جائے گا، اور اگر درمیان میں ہو ہر جانب سے دس ہتھ چاک ہو جائے گا تو ابو نصر کا قول اقرب
 الی الحکم ہے کیونکہ چڑائی کا اعتبار ناپاک کرتا ہے اور لمبائی کا اعتبار نہاست لازم نہیں کرتا، تو شک سے ناپاک نہ ہوگا،
 اور ابو سلیمان نے کہا وہ اقرب الی الاحتیاط ہے کیونکہ لمبائی کا اعتبار اگر نہیں کرے گا وہ جب نہیں کرتا تو چڑائی کا
 اعتبار واجب کرتا ہے تو نہاست کا حکم احتیاطی لگایا جائے گا

میں کہتا ہوں دونوں تعلیلوں پر عرض ہے
 جبکہ لمبائی طہارت کو واجب کرتی ہے اور چڑائی اس
 کی ناپاک کو واجب نہیں کرتی کیونکہ وہ ارود و خلوص کے
 ہونے نہ ہونے پر ہے تو اس کا عدم لمبائی کے اعتبار سے
 ظاہر ہے اور اس کا وجود چڑائی کے اعتبار سے
 زائل ہے، کیونکہ چڑائی کی قلت سے خلوص حاصل ہوگا
 چڑائی میں تو اس سے لمبائی کی طرف کیسے چلے گا حالانکہ

ان كانت طول الماء مما لا يخصص بعضه
 في بعض يجوز التوضؤ به وعن أبي سليمان
 يجوز جائي لا وعلى قوله لو وقعت فيه نجاسة
 ان كان في احد الطرفين فحينئذ مقدار عشرة
 اذرع و من كان في وسطه فحينئذ من
 جانب مقدار عشرة اذرع فما ذهب المي
 ابو نصر اقرب في تحكرك ان مقدار العرض
 يوجب التحمس و اعتبارا بطول لا بوجوب
 فلا ينقض بالثقل وما قاله ابو سليمان اقرب
 الى الاحتياط لان اعتبارا بطول ان كان لا يوجب
 التنجيس فاعتبار العرض يوجب فيه حكم
 بالنجاسة، حقیقہ آہ

اقول في حكاية التعليلين بطريق
 الطول يوجب الطهارة والعرض لا يوجب
 تنجيسه لان مقدار اذا كان على الخلو
 و عدمه فعدمه من جهة العرض فلا ضرر
 و وجوده من جهة العرض رائد لانه بعدة
 العرض يحصل الخلو في العرض وكيف يستمر
 منه الى الطول مع وجود الفصل القائم للخلوص

ان شئت مشاہدہ بمجموعہ معیار الخلوص
وعدمہ فانك اذا توصأت فيه يتحرك في عرضه
لا جميع طولہ وكنز الصبغ والتكدير واجامہ
البحرینان حدادہ كان الاوجه الا انهم وسعوا
الامر علی الناس وقاوا بالعلم ای صدر الطول الی
العلم کما اشار الیہ فی التجنیس فقولہ تیسیراً
علی الناسین ۛ واقرباش ۛ

فصل خلوص کو مانع ہے، اور اگر تو چاہے تو اس کا مشاہدہ
اسی چیز سے کر جس کو انہوں نے خلوص و عدم خلوص کا
معیار قرار دیا ہے کیونکہ جب اس میں وضو کریں گے تو
اس کے عرض میں اس کی حرکت ہوگی نہ کہ اس کے
طول میں۔ اسی طرح رنگ اور گردنا پس۔ اور تجسیر میں
جواب دیا کہ یہ اگرچہ ادھر ہے مگر فقہائے دہلیوں پر معاملہ
کو آسان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ طول کو عرض سے
ٹکایا جائے، چنانچہ تجسیر میں فرمایا تیسیراً علی المسلمین ۛ (مسلمانوں کو سہولت دینے کے لیے) اور اس کو
برقرار رکھا جس نے۔

اقول یسیراً وجہ صلاح ان یكون
الاوجه واسان الاوجه الجواز کما علمت و میا نلہ
التوفیق حد اثم و کما مرہرہ اردہ طرح لایۃ
حوض کبیرہ مشرحة ان کان الماء منصلاً
بالارواح بمزلة التاہوت لایجوزہ الارض و
اتصال الماء بالماہ الخ مرہرہ صہا لریحہ
لکوح صغیر الشعب منہ حوض صغیر فتوصاً
فی الصغیر لایجوز و ان کان ماء الصغیر متصلاً
بماء کبیر و حکم الا یعتبر اتصال الماء بالشریفة
بتحتہا من الماء ان كانت الارواح مشدوداً

میں کتا ہوں یہ ادھر نہیں، چہ جائیکہ الادھر ہو،
ادھر تو جواز ہی ہے جیسا کہ آپ نے جانا وہاں تفریق
پھر ہر عرض میں ذرا عاید کی فرما، ایک بڑا حوض
ہے جس میں ایک نالی ہے اب اگر اس کے تحتے تابت
کی طرح ملے ہوئے ہیں تو اس میں وضو جائز نہیں اور
نالی کے پانی کا متصل ہونا نفع بخش نہیں ہے، جیسے
بڑے عرض میں سے پھر ٹما حوض نکال دیا جائے اور کوئی
شخص اس چھوٹے عرض سے وضو کرے تو جائز نہیں
اگرچہ چھوٹے کا پانی بڑے کے پانی سے متصل ہو اسی
طرح نالی کے پانی کا نیچے کے پانی سے متصل ہونا معتبر
ہیں اگر تحتے بند سے ہوں ۛ

اقول اما جئنا فیما یظہر ما تقدم فی
فرعہا انک من اشتراط العرض والا فلا شک

میں کتا ہوں اس کا دار و مدار بظاہر اسی چیز
پر ہے جو تیسری فرعا میں گزرا یعنی چڑائی کی شرط ورنہ

في حصول المساحة المطلوبة عند اتصال الماء
وقد علمت ان اشترطه خلاف الصحيح المخرج
الوجيه وفتح الحسية حوس صغير سيد عبد
الله من جانب ويخرج من جانب الاذن اربعاً
اربع مائة وربع يحور فيه التوضي وان كان اكثر ولا
الا في موضع دخول الماء وخروجه لا في
الوجه الاول ما يقع فيه من الماء المستعمل
لا يستقر فيه بل يخرج كما دخل فيكون جدياً
وفي الوجه الثاني لا يستقر فيه الماء ولا يخرج الا
بعد زمان والاصح ان هذا بمقتدي ريس ملازم
والا لاحتاج الى ما ذكر من اسعني فيسره فيه
ان كان ما وقع فيه من الماء المستعمل يخرج
من حاجته ولا يستقر فيه يحور فيه توضي
والاحتاج لذلك يصف بكثرة الماء في مدخل
فيه وقوته وحده ذلك اهـ

وإذا زاد راس پانی کی قوت وضعف پر ہے جو سبب داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے اور

اقول هو خلاف ما عليه المتوفى في
في الدماء لا حق ولا ليدري حوض الحب والو
المان من الماء والصرف عند ارك كحوض صغير
يدخله الماء من جانب ويخرج من الجانب
يجوز التوضي من كل الجوانب مطلقاً بدو في
اهـ في صور كان اسعد في رابع او اكثر اهـ ثم

مستعمل پائش کے پانی کے اتصال کے وقت حاصل
ہو جانے میں کوئی شک نہیں اور آپ جان چکے ہیں
کہ اس کی شرط صحیح ریج ویر کے خلاف ہے۔ حانیہ
کی فرج، ایک چھوٹا حوض ہے جس میں ایک طرف سے
پانی داخل ہوتا ہے اور دوسری طرف سے نکلتا ہے
تو فقہانے فرمایا ہے کہ اگر چار در چار ہے یا اس
کم ہے تو اس میں وضو جائز ہے اور اگر زیادہ ہے
تو نہ ہوگا صرف پانی کے داخل ہونے کی جگہ سے یا
خارج ہونے کی جگہ سے ہو جائے گا کیونکہ پہلی صورت
میں جو مستعمل پانی اس میں داخل ہوگا وہ اس میں نہیں
مٹے گا بلکہ اعلیٰ ہوتے ہی نکل جائیگا تو جاری ہوگی اور دوسری
صورت میں پانی اس میں ٹھہریگا اور کافی دیر بعد نکلے گا اور زیادہ ہوگا
یہ سب کچھ ثابت نہیں ہے، اور حقاً و صرف اسی
وضع پر ہے جو ذکر کیا گیا ہے، تو اس میں حریک جائے
کہ اگر مستعمل پانی داخل ہوتے ہی نکل جاتا ہے اور
اس میں ٹھہرتا نہیں تو اس میں وضو جائز ہے نہ نہیں

وإذا زاد راس پانی کی قوت وضعف پر ہے جو سبب داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے اور

میں کہتا ہوں یہ حق پر قوں کے خلاف ہے اور
میں فرمایا تھا ہے اس جام کی جاری پانی کا حکم دیا ہے خوا
پانی اگر دو برابر مسلسل بہے تو پانی یا جلے جیسے چھوٹا
حوض کس میں ایک طرف سے پانی داخل ہو کر دوسری
طرف سے نکل جاتا ہو تو ایسے حوض کے ہر طرف سے وضو
حائز ہے، اسی پر متوفی ہے یعنی وہ چار چار کا ہو یا زیادہ

لے فانی حانیہ المعروف فی ضیغی فصل فی المیاء نوکشر لکھنؤ ۳/۱

لے در مختار باب المیاء مختبائی دہلی ۳۶/۱

لے رد المحتار مصنف ابوبابی مصر ۱۳۰/

و عليه الفتوى من غير تفصيل هندية عين
صدر الشريعة والمباحث والدراية وقرع
الخاتمة بعد ما مر ذكره اقلوا في عين ماء على ستم
في سبعم ينجم الماء من اسفلها ويخرج من
منعدى لا يجوز فيه التوضي الا في موضع
خروج الماء منها اهـ

اقول هو ايضا خلاص الفتوى قال في

الدر بعد ما تقدم وكفي على خمس في خمس
يسم الماء منه به يعنى انه قال الشيخ احمى اب
الشحنة وصرح الامام الحصري في خير
مطلوب بان المصطلح ان الشرط عدم استعصا
الماء الذي استعمله ووقع منه اهـ قال وهذا
محقق استعمله في بعض ابدى سالت فيه
وهذه الفروع هي ربعة في عين مسائلك اهـ

اقول اولها هذه الفروع ما عدا

الاولى خلاف الاستحباب والحق به كما علمت و
هذا الاول على محصل يفيد وكما سياتي
فلا يصح الاحتجاج به وثاني هذه مسئلة
فروع وان عدد فروع البراءة والتحسيس
والخاتمة الاولى كلابياله فتسعة وليس في شيء
مها ما يفيد دعوى التسوية بين المملوق والملا
في سلب الظهورية حتى اخرج السادس فروع

براءة شمس اور اسی پر فتویٰ ہے بلا تفصیل ہندو، صدر
الشريعة، حقہ اور درایہ سے۔ خانہ کی فرخ، اسی
طرح قلمائے اس چشمے کی بابت فرمایا ہے جو سات
سات کا ہو، اس کے نیچے پانی کا سوتا ہو اور پانی اس
کی مانی سے نکلتا ہو، اس کو من سے صرف اسی جگہ
سے وغیرہ جاز ہے جہاں سے پانی نکل رہا ہے اور

میں کتا ہوں یہ بھی خلاف فتویٰ ہے، در میں
فرمایا اور جیسے وہ چٹند جو پانچ پانچ کا ہو، جس میں پانی
پھوٹ رہا ہو، یہ مفتی یہ ہے، اور شیخ ابن التمر نے
فرمایا اور امام تعمیر نے تیر مطلوب میں مراحت کی کہ
اصل چیر یہ ہے کہ مستقل پانی کو دو بارہ مستقل میں
سوتا ہے اور اس سے سوال کیا ہے اس میں کیا
ہو مانتے ہے اور یہ طرح تمہارے سوال کے سلسلہ
میں صریح ہیں اور

میں کتا ہوں لہذا یہ تمام فروع سوائے پہلی
دو کے صحیح اور معنی کے خلاف ہیں، جیسا کہ آپ کو
معلوم ہوا اور پہلی دو بھی ایسے محل پر جو اس کا فائدہ ہے،
جیسا کہ آگے آئے گا قرآن سے استدلال صحیح نہیں،
اور تاہا یہ سات فروع ہیں اور اگر آپ بڑا زید، جنیس
اور خانہ کی پہلی عبارت کو مستقل شمار کریں تو کل نو
ہوئیں مگر ان میں کہیں یہ دعویٰ نہیں کہ طبعی اور ملاقی ہیں
سلب ظہوریت میں مساوات ہے، یہاں تک کہ

صغیر مدخل فیہ الماء ویخرج وذلک لانت
 کلتما یحتمل الوضوء فیہ بالصدق الثانی اعنی نفس
 الاعتناء وقد علمت أنه الاقرب الی الطرفیة وقد
 قال فی الخاتمة حوض کثیر وقعت فیہ الخباسة
 انکات لیجسمة مرنیة لایحرم الوضوء ولا
 الاعتناء فی ذلک الموضع بل یتنهی الی ناحیة
 اخری بیه و بین الخباسة احطرت من الحوض
 الصغیر انکات غیر مرنیة قال مشایخنا و
 مشایخہ بل یجوز الوضوء فی موضع الخباسة
 فیس یغافل ان الماء المصحف الثانی اذ لا یصحی
 لعدم جواز الوضوء خارج الحوض بحیث تقع
 الخباسة فی موضع الخباسة ولا وجه علی هذا
 لتفرق بین المرنیة و غیرہ - ہر کس مرہ
 یثمل المصحف السادس فانه اذا لم یستقر ما یقیم
 فیہ صلب الماء بل یتخرج من ساعته کانت
 جاسریا کی ذکر و جاری لانت ثریا النفس و اذا کان
 یستقر ولا یتخرج الا بعد زمان کان مرکب
 و هو صغیر فیضرب النفس فلیس فی المصروع
 شیئا مما یفید دھواہ فھم علی صریحہ فی دھوتہا
 اما السائلة کلہ یصیر مستغصلا اما صا اساد
 الشیخ فابراہیم الیہ تعلیل المصحف السادس

چھٹی فرخ جو پھرنے موضع سے متعلق ہے جس میں ایک
 طرف سے پانی داخل ہو کر دوسری طرف سے نکل جاتا ہو
 کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں اس امر کا احتمال ہے
 کہ اس میں وضو کرنا دوسرے معنی کے اعتبار سے ہو
 یعنی اعتناء کو ڈبو کر اور تم جان چکے ہو کہ یہی معنی ظرفیت
 کے باوجود قریب ہیں۔ اور حاشیہ میں فرمایا کہ ایک بڑا
 موضع ہے جس میں نجاست گر گئی اب اگر نجاست
 مرتبہ ہے تو اس سے نہ وضو جائز ہے نہ غسل، اس
 جگہ سے جہاں نجاست گری ہے بلکہ وہ نجاست گرنے
 کی جگہ سے ایک چھوٹے موضع کے حامل کی مقدار میں
 دھو ہو جائے، اور اگر وہ نجاست غیر مرتبہ ہے تو ہمارے
 مشایخ اور بزرگ کے مشایخ نے فرمایا جہاں نجاست گر گئی
 ان سے جس دوسرے یا تیسرے یا چوتھے طرف سے کہ یہاں
 دوسرے معنی مراد میں کیونکہ یہ تو ہر نہیں سکتا کہ آدمی
 موضع کے باہر اس طرح وضو کرے کہ اس کا دھون موضع
 میں خاص اس جگہ کہ وہ جہاں نجاست گری
 تھی اور پھر اس صورت میں مرتبہ اور غیر مرتبہ کے درمیان
 فرق کی کوئی وجہ نہیں، اور یہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں
 چھٹی فرخ کو شامل ہے کیونکہ جب اس میں جانے والا
 پانی ٹھہرا نہیں، تو یہ جاری پانی کے حکم میں ہو گیا اور
 جاری پانی اعتناء کے دوسرے سے متاثر نہیں ہوتا ہے

اور دوسرے مسئلہ پہلے سے لینے پر عمل کرنا اور فی کونین کے
 معنی میں کرنا بید ہے، اسی سیر اس سے انکار کیا ہے اور

علی و حمل الوضوء والاغتسال علی لاغتراف و فی
 علی من تعبد یا باء المدوق السیم ام منہ (م)

معدی ناریہ المعروف قاصی فان فصل فی الماء الراکد فو کشور کھنڈ ۴/۱

الصد كور في الحامية فيه، وانه لفظ المستعمل
و لو لم يرده لرجح الى ما ذكرناه والى تنقير
البناء فيس كان جدريا وكذا تعليل المحصين
وقد علمت ما افادته شيخكم المحقق على الاحكام
في فرع الحامية به بناء على كون المستعمل غما
وكذا اكثر من شبهة هذا اقام على المختار ومن
رواية انه قد طرعى ظهور فلا فلت جمع ليعرج
عليه ولا يفتى بمثل هذه الفروع انه فسادا
كان هذا في الفروع ما ياليت بالتعليلات.

اور اگر وہ ٹھہر کر تھوڑی دیر میں مستراح
برتا ہے تو وہ ٹھہرا ہوا ہے، تو عرض کے چھوٹا ہونے
کی صورت میں اس کو ٹھہر جاگا، تو فروع میں سے کوئی
بھی اس کے دعویٰ کے حق میں مفید نہیں ہے ان فروع ہمارے
دعویٰ میں صریح ہیں کہ کل ملاقی مستعمل ہو جائے گا
اور جیسے کہ مراد ہے اس کی طرف تاہم یہ کہ چھٹی فروع کی
تعلیل میں اشارہ ہے کہ اگر اسوں نے مستعمل کے لفظ
کا اضافہ کیا ہے اور اگر وہ یہ لفظ نہ بڑھاتے تو محسوس کا
مفہوم بھی وہی تھا کہ جب پانی اس میں ٹھہرا نہیں تو
جاری ہے اور یہی حال حصیری کی تعلیل کا ہے اور آپ

جان چکے ہیں، غایب کی فروع میں جو کہ شیخ محقق علی الاطلاق نے فرمایا ہے وہ مستعمل پانی کے نہیں ہونے پر
یعنی ہے اور اسی طرف محسوس کے بہت سے نظائر کا حال ہے اور اگر مختار روایت لی جائے محسوس میں اس پانی کو ہر چیز بڑا
قرار دیا گیا ہے تو یہ نہ ہوگا اس کے کہ اس کے اس پر یہ بات کی تھی، ان محسوس فروع پر فتویٰ نہ دیا جائے
اور جب فروع کا یہ حال ہے تو تعلیلات کا کیا حال ہوگا

وانما اقول احالة الحامية على

استقرار المستعمل يعقل البناء على احد
صحيحه بجاسة المستعمل او خروج البناء عن
الطهوية بوقوع المستعمل وان قبل وهو
التعيين في كلام المحصين وكلام حلاف لم يصح
المعتمد بتعويض اجلة الا كما روى الشيخ نفسه
في هذه الرسالة نعم ان سياق الاشياء لا ينافي
فهمنا اقلد الشيخ عليه السلام ما حصل كلامه
عليه من ان المراد بوضو بعض افعال الفروع

میں کہتا ہوں غایب کا مستعمل پانی کے بہت قریب
محول کرنا دو میں سے کسی ایک ضعیف چیز پر مبنی ہے یا تو
مستعمل پانی کی بجائے یا پانی کا طہریت سے خارج ہونا
مستعمل پانی کے مل جانے کی وجہ سے تو وہ
کتا ہی کمر بڑا اور حصیری کے کلام میں بھی یہی متعین ہے
اور اکابر کی تصحیح کے مطابق یہ دونوں صحیح معتد کے خلاف
ہیں یہاں تک کہ شیخ نے خود بھی اسی رسالہ میں اس کی
تفصیل کی ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا ان شاء اللہ
تعالیٰ اس طرح ہم نے شیخ کے کلام کا جو محل تلاش کیا تھا

”بھی درست نہ ہو سکا، یعنی یہ کہ وہ جسے مراد اعضاء کا
ڈوبا ہے، اور جہاں تک فروغ کا تعلق ہے تو ہم ایسا
نہیں کر سکتے کہ ان کے کلمات کو صلیف عمل پر محمول
کریں حالانکہ صحیح بھی موجود ہو و بالذات التوفیق۔

پھر انہوں نے مستقل پانی کی تعریف میں ایک
فصل قائم کی، اس میں یہ بتایا کہ کب پانی مستقل ہوتا ہے
اور کب نہیں، اور انہوں نے اس سلسلہ میں قدور کا
جرجانی اور شمس الانور شری کی جیسوٹ سے عبارات
نقل کیں اور بتایا کہ محمد کے نزدیک جو شخص کنیز سے ڈول
نکالنے کے لیے داخل ہو اس سے پانی کا مستقل نہ ہونا
ضرورت کی وجہ سے ہے، اور اسی طرح چھب شخص کا
چھوٹا برتن نہ ہونے کی صورت میں ٹپ میں ہاتھ کو
داخل کرنے کا سبب ہے، اسی طرح کوئی شخص ڈول
نکالنے کے لیے کنیز میں اپنا پیر ڈالے تو اس کا حکم
وہی ہے، اگر یہ شخص اپنا پیر برتن میں ڈالے یا سر
ڈالے تو پانی مستقل ہو جائے گا کہ حاجت منعم
ہے، فرمایا معلوم نہیں جو اس مسئلہ سے استدلال کرتے
ہیں ان کا جواب کیا ہو گا (یعنی یہ مسئلہ کہ محمد کے
زیدیک کنیز سے ڈول نکالنے سے پانی مستقل ہو گا)
ان ان کے کلام کا، پھر انہوں نے وہ ذکر کیا جو عیسیٰ
فرمانہ طبرست سے شیخ الاسلام خواہر زادہ سے محمد سے
روایت کو نقل کیا، فرمایا یہ صریح نقل ہے تیسرے
امام سے اس کو خواہر زادہ جیسے شخص نے نقل کیا
پھر کان کاگزشتہ کلام نقل کیا اور قدوری کا کلام نقل کیا
مگر اس کا تمنا قب نہ کیا، فرمایا اس سے ظاہر ہوا کہ

عیس الاولیٰ بناء امتب اعتمادی کلمات الانمة
فصلی علی محمل صلیف جو مقبول مع صریح
الصریح ویانہ التوفیق۔

تھو عقود منہ اللہ تعالیٰ خصال تعریف
الماء المستعمل وما یجری بہ مستعملاً وما لا و ذکر
فیہ ما قد منعت القدر من من المجرحات
ومن جیسوٹ شمس الانمة السرخسی من امت
مستقر حکم الاستعمال عند محمد بن موسیٰ
ومن البئرانی و لاجل الضرورة و کذا امثال
انجب پیدہ فی الاناء (ای للاختلاف عند محمد
ما یعرف بدک قدم) و طالب الدور جملہ فی
البئر و داخل من جہہ فی الدور (ای سبب مستند
لعدم الحاجة قال فی بیت شعری ما جواب المستعمل
بهذه المسألة (ای مسألة من دخل البئر
للدور لیستمد من محمد) من کلام جیسوٹ
الانمة الاسطوریث و ذکر ما قد منعت الموانع
الطهریة من شیخ الاسلام خواہر زادہ
عن محمد قال و هذا نقل صریح من الاحام
الثلاث نقله مثل خواہر زادہ ثم ذکر کلام
نکافی المقدم و انہ حکى کلام القدوری و لہ
یتعقبہ قال طهر للیہ ان امثال البئر فی
الحوض الصغیر تصد ان ترضی فیہ سالب من اسما
وصفت الطهریة لاس تعاق المحدث و المتقرب
بداخل البئر و نزحها یا اتفاق علی ان لا سبب

(یرید الاثمة الثلاثة وزفر) رضى الله عنهم واذا
تجرد عن القصد المذكور فهو غير مؤثر في قول مردود
ثبوته عن محمد بن داود هؤلاء الاساطين الذين
لا يثبت الي قول مجردهم في القصد ثم ايسر رد
ثبوته عن محمد بن قول الاساطين فاضى خات في شرح
الجامع الصغير لا نص فيه عن اصحابنا قال وذكر
نحوه في هذا خلاه ثم حكى ان من عيبنا
من قال ان الماء يصير مستقلا عند مجرى
المحدث ايضا لا يقال الا انما الى الماء وانما لم
يصروا الماء المستقلا في مسألة الجنب عند
الحمد لمكان الضرورة ثم قال ونص في القصد
لا يجب عن قول في مسألة هذا ان مستندة
في افتائه يجوز لتوصي في هذا بصره
البر والحوال انه لا جد مع بينهما لان تلك في من
تجرد عن النية وهذا فيمن يتوضأ ما هذا
الا يجب والله العرف ثم اورد كلام شيخه في الفتحة
الدي ذكرنا في الصلوة الاولى الى قوله كذا في
الاجابة

وضو کرتے والے کا چھوٹے عوض میں ہاتھ کو دھو کر حاصل کرنا
برکت و ضرو پال سے طہریت کے وصف کو سبب کرنے
کیونکہ ہاتھ کے ڈال کر نکالنے سے ہمارے ائمہ اربعہ
(ائمہ ثلاثہ وزفر) کے اتفاق سے پانی کا وصف طہریت
ختم ہو جاتا ہے گا، بحث کے ختم ہو جاتے اور تقرب کے
حاصل کرنے کی وجہ سے ۱۰ اور جب قصد مذکور ہر تودہ
غیر مؤثر ہے ایک کے مطابق جس کا ثبوت محمد سے نہیں ہے
اس کو انہ مذہب نے رد کیا ہے جن کا قول موصول ہے
پھر اس کو محمد کا قول نہ ہونے پر شرح جامع صغیر میں
خاصی مان کے قول سے غور کیا ہے کہ اس میں سارے
اصحاب کی کوئی نص نہیں، فرمایا کہ متاخرین نے اس میں
اختلاف کا ذکر کیا ہے، پھر یہ حکایت کی کہ ہمارے علمائے
میں بعض نے فرمایا ہے کہ محمد کے نزدیک حدث کے
مرفوع ہونے سے بھی پانی مستقل ہو جاتا ہے، کیونکہ
پانی کی طرف گناہ منتقل ہوتے ہیں، اور کنہوں کے
مسئلہ میں جناب کے داخل ہونے سے پانی کا مسئلہ
نہ ہونا محمد کے نزدیک ضرورت کی وجہ سے ہے، پھر
فرمایا مجھے بے انتہا قہج ہے اس مسئلہ میں کہ انہوں
نے اپنے فرائض کی مسئلہ کنہوں کے مسئلہ کو بنایا ہے اور یہ فرائض دیا ہے کہ اس عوض میں وضو جائز ہے حالانکہ دونوں

علم وقد في صدر الرسالة عند ذكر الكتب عن الغاية
سواء مرتين فليكن هذا حكم الاساطين بل الذي
يأتي عن حواشي المعنيين انه منه حصر له

شرونا رسالہ میں جہاں کنہوں کا ذکر ہے نہایت کاشی رسوا
دو دفعہ کیا ہے۔ پس چاہئے یہ چاہیے کا تمہد ہو ملک وہ
جو خواہزہ المعنيين سے آرہا ہے حدت۔

کے درمیان کوئی علت جامع موجود نہیں کیونکہ وہ مسئلہ نیت کے نہ ہونے کا ہے اور یہ وہ ہے جس میں نیت و ضرو
پائی جاتی ہے یہ بڑی عجیب بات ہے واللہ العلیٰ فیہ۔ پھر انہوں نے اپنے شیخ کا کلام ذکر کیا جو سم سے مراد اولیٰ میں
ذکر کیا گزائی اختصار تک۔

میں کہتا ہوں سادہ کلام اچھا ہے اور اسی سے فوائدِ طہیریہ
کی بابت لی گئی ہے سوائے اس قول کے کہ بچے بڑے اسما تھیں
تو مجھ ان پر بڑے اسما تھیں کیونکہ حسب شیخ نے تحقیق کی کہ تحریر
یہ ہے کہ نیت اور عدم نیت میں کوئی فرق نہیں، تو یہ
حارث کہاں سے آگیا، دراصل ان کو کہنا یہ چاہیے تھا
کہ وہ ضرورت کی وجہ سے ہے اور یہ بلا ضرورت ہے،
پھر ایک تہذیبِ قائم کی اس میں ن فروغ کا ذکر
کیا ہے جن میں پائی مستقل ہوتا ہے اور نہیں ہوتا ہے
اس کے پہلے ایک تبصرہ ذکر کی اس پر یہ بتایا ہے۔
سب استغناء میں مذکور شخص کے قول پر سے درود
سبب یا اور مع حدیث ہے یا تقرب ہے الحمد کے قول
پر نہیں ہے کہ سبب صرف تقرب ہے اور انہوں نے
ان دو غرض کے قول کی تصریح نقل کی خلاصہ، حارث،
خزانة المفتیین، اختیار اور بزرگ سے۔

میں کہتا ہوں تبصرہ سے ان کا مقصد و محمد کے
خلاف کہ تسلیم کرنا ہے اور یہ اس بات کے ثابت
ہو جانے کے بعد کہ پہلا سبب ہی کا قول ہے اس کی
حاجت نہیں ہے اور دوسرا تبصرہ سے ثابت
نہیں، اس کو سمجھئے کہ یہ بھی مسئلہ میں فائدہ دے گا
خلاصہ اور خزانہ کی ذریعہ، کسی نے اپنا ہاتھ یا پر برتن
میں ٹھکانے کو ڈان نہ مستعمل ہو جائیگا کہ ضرورت

اقول کلام مذکور طلب و عدم حدیث
عبارة نعم مد العہدیہ غیر من حدیث
عمری ان لا یحب فلعمری ان لا یحب اذ قد حق
الشیخ ان الصحیح عن محمد ایضا عدم
الفرق بین النیة وعدمہا فاما منشؤ هذا
الفارق واما کان علیہ ان یقول تلک
للضرورة وعلیہا فہم عقد تدبیر
یسود فروع ما یصور بہ الماء مستعلا و
علا وقدیم علیہ تنبہ فی انہ العنوی
فی سبب الاستعمال علی قولہما انہ قد حدث
والتقرب لا علی قول محمد انہ التقرب
فقد انقد تصحیح قولہما عن الخلاصة و
والنیة وخرایة المفتیین الاختیار و
الیزازیة۔

اقول اراد التنبیہ علیہ حل تسلیم
غلات محمد والا فلا حاجة الیہ بعد ما
قد ثبت ان الاول قولہم جیسا و ان الشافی
لیرثت عن الثالث ہذا و فیہ ما یفیدنا
فی السألة فرج الخلاصة وخرایة المفتیین
ادخل یدہ فی الکاء اور جدہ للتدریس
مستعلا لا لعدم لضرورة انہ قد منأ
لہ فومرہ الفتاوی فصل فی الماء المستعمل

عن الخلاصة والحاشية والبرارية والغنية
وقرر الحاشية قال محمد رحمه الله تعالى
إذا كانت على ذراعية جبار فخصها في الماء
أو غرس رأسه في الأبناء لا يجوز ويصير
الماء مستعملاً له قال: إنما قدمت هذا
التبعية تنبيهاً لمن يظن أن الفتوى على قول
محمد رحمه الله تعالى في ذلك لا إطلاق أصحها
الكتب انت الفتوى على قوله في الماء المستعمل
وأما مرادهم أن الفتوى على قوله في كونه
ظاهراً لا فيما يصير به مستعملاً على أنه
سيرد عليه في الفصل الثاني أن التحقيق أن
هذا (أي طهارته) مذهب أبي حنيفة أيضاً
وإنما اشتهرت نسبتها إلى محمد لكونه في
جملة من روى عن الأئمة

أقول: أي أنه أجل من روى وقد
أخذ به وهذا أول الصحيحين الموصود
بما فيها ثم أتى على سرد الفروع وفيها
مما يعيدنا فروع الخلاصة أن إذا خال
الكف مخرجاً إنما لا يصير مستعملاً إلا بالمرور
الفصل فيه بل أراد رفع الماء فان أراد
الفصل أن كان أصبغاً أو أكثر دون
الكف لا يصير مع الكف بخلافه

له فتاوى غائبة المعروفة بقامی خان فصل فی الماء المستعمل نوکشتور کشتور ۱/۲
تہ رسالہ این الشیخ

تہ خلاصۃ الفتاوی فصل فی الماء المستعمل نوکشتور کشتور ۱/۲

ذمہ دار، ہم نے یہ خلاصہ، حاشیہ، برائریہ اور غنیہ سے
پیش کر دیا ہے۔ غائیہ کی فروع احمد نے فرمایا کسی کے
ہاتھ پر پٹیاں بھری پھر وہ ہاتھ پانی میں ڈبو دے یا
سر ڈبو دے تو جائز نہیں، اور پانی مستعمل ہو جائیگا
اور اور فرمایا میں نے یہ تنبیہ اس لیے کی ہے تاکہ جو لوگ
سمجھتے ہیں کہ فتویٰ محمد کے قول پر ہے وہ متنبہ ہر حاجت
کی کہ انکے اصحاب کتب نے اطلاق فرمایا ہے کہ فتویٰ ان
کے قول پر ہے مستعمل پانی میں۔ حالانکہ ان کے مراد یہ ہے
کہ فتویٰ محمد کے قول پر ہے پانی کے طہر ہر سلف میں
نہ کہ مستعمل ہونے میں۔ علاوہ انہیں آپ دوسری
فصل میں دیکھیں گے کہ تحقیق یہی کہ یہ (یعنی اس کے
طہارست) مذہب ابی حنیفہ بھی ہے اس کے
نسبت محمد کے طوط بعض اس لیے مشہور ہو گئی ہے
کہ وہ بھی اس کے راویوں میں ہیں اور

میں کہتا ہوں وہ اس کے راویوں میں بزرگ تر
ہیں اور انہوں نے اس کو اختیار کیا ہے اور پہل
تصیح ہے جن کا ہم نے وعدہ کیا تھا، پھر فروع کا
بیان کیا۔ خلاصہ کی فروع، ہاتھ کا داخل کرنا غسل
پانی لینے کے لیے، بل ارادہ غسل، پانی کو مستعمل
نہیں کرتا ہے، اور اگر بہریت غسل ہو تو اگر ایک
احتمال سے کم ہے تو مضر نہیں اور اگر ایک سے زیادہ ہے
تو مضر ہے اور۔

قدت وقد من تحقیق ان الامعة و
الظمر والكف سواء وفرع الخلاصة عن
فقہ الامراء عند اذا كان الذي يد غسل
يد في الماء او المبر بالغا فان كان صبيها
ان علم ان يد ما حل هرق بان كان مع الصبي
مراقب في المسكة يحوز التوضي بذلك ثم
اقول وبه فارق البائع فادان لو
ادخل البائع يده في الماء او يفر له يجر الوضوء
فليس به وهذا كمن كتاب الحسن لا يستحق تاديب
البحر صانف ثم عقد الفصل الثاني في
حكم الماء المستعمل وحق يصير مستعملا
وقال بعد ما يعيب ما هو بين نفسه ومسلو
عند الكل اعني عدم جواز الوضوء بالماء المستعمل
عند ائمتنا جميعا ما نصه هذا مع خصوصه
يشهد للفصل الاول قال وكفى بذلك حجة اه
”يا ايها المفسر في هذا الفصل في شهادتي ديتي ہے“ اور یہ کافی جت ہے ۱۰۰ (ت)

اقول حد نظیر تمسك البحري لاطلاق
نظري اى اطلاق ان لعبرة لغبة ولم يلاحظ
اي الشان في قصر الاستعمال على ما المنصق
بالميل فقط والشيخ نظر الى هذا المصنوع
ولم يلاحظ ان الكلام في تعميم الاستعمال جميع
الماء القليل بل خول فهو نظير من محدث

میں کہت ہوں ہم پہلے تحقیق پیش کر آئے ہیں کہ پورا
کافی اور بتحقیق حکم میں برابر ہیں۔ خلاصہ کی فرج فقہ الامراء
سے، یہ اُس وقت ہے جبکہ پاتہ داخل کرنے والا پانی ہو
اور اگر نالغ ہے تو اگر یہ معلوم ہے کہ اس کا پاتہ پاک تھا
مثلاً بچہ محل میں اپنے کسی محافظ کے ہمراہ تھا تو اس سے
وضو جائز ہے اور

میں کہتا ہوں اس سے پانی و نالغ پانی میں فرق
ظاہر ہو گیا، اس سے معلوم ہو کہ اگر پانی سے برتن یا
کریں میں پانی پاتہ ڈالا تو اس سے وضو جائز نہیں اور
یہ حسن کی کتاب کے نص کی طرف ہے۔ اس میں بھر کی
تاویل کی کرنی گئی تھی نہیں، پھر دوسری فصل مستعمل پانی کے
کے بیان میں قائم کی اور یہ بتایا کہ پانی کب مستعمل ہو گا اور
پھر ان کے وضع کر کے بند ہو گا، پانی سے وضو کا جائز نہ ہونا
بریک مسلم ہے یعنی مستعمل پانی سے وضو کا جائز نہ ہونا
ہمارے تمام ائمہ کے نزدیک کہا اس کی نص یہ ہے

میں کہتا ہوں یہ بھر کے اطلاق کو میں بنانے کی
ایک نظیر ہے تو اسوں نے اطلاق کو دیکھتے ہوئے
فرمایا کہ اعتبار غلبہ کا ہے اور یہ نہیں دیکھی کہ مستعمل پانی
اُسی پانی کے لیے ہے جو جلد سے متصل ہو، اور شیخ نے
اس حرم کی طرف دیکھی اور یہ نہ دیکھا کہ گفتگو اس امر میں
ہے کہ تھوڑا پانی مکمل طور پر مستعمل ہو جائے گا خواہ

شجر اور وحاشیہ فی حکم ملاقات انباء الطاهر
البناء الطہور وبعین انب العبرة تعلیہ و نقل
تصبیحہ عن التوشیح والتحفة وبعیا انبہ
الذہب المنقہ ۔

قلت وھذا ہوتا فی التصحیحین
الموجود یا نہما فاعترف الشیخ بالحق ، وذهب
تسویۃ الملق بالعللۃ و زہق ، ثم نقل
فرج الحامیۃ و مثله عن شرح القدری المختصر
الکرمی فی روح عشرین ، و اوالقی الوضو فی البذر
قال ھذا اصرح شے فی تفاد الائمة الشدۃ
علی تاثیر الماء المستعمل فی الماء الطہور وان
کان اقل منه و ذکر عن شرح المجاہد الصغیر
لغاضی خان استباح الفسالة فی الاثاء او اقل
لا یصل الماء و تکلموا فی القلیل عن محمد
ما کان مثل شہد و صب الا بر قلیل و عن الکرمی
ان کان یستحب مواءم القطر فی الماء غیر کثیر
و ان کان لا یستحب کان اقل قلیل قال و ھذا
برحمتک اللہ اصرح مما تقدم و قد حک ھذا
فی الفوائد الظہیریۃ و علیہ مشی القدری
و حک عن ابی سلیمان انہ سئل عن ماء الجنابة
او وقع وقوما یستحب و تری عن القطرات
طالۃ قال انہ یس شے و فی مساوی قاصحات
خلاف ھذا و فی حرابة البھتین جنباً علی

بے دھوپنا ایک ناجی ہی کیوں رہا ہے۔ پھر خاتمہ اس امر
کے بیان میں ہے کہ طاہر پانی طہور پانی سے جب ملے گا
تو اعتبار عدلہ کو ہو گا ، اور اس کی تصحیح تو شیخ اور کچھ سے
نقل کی اور اسی سے نقل کیا کہ یہ مذہب مختار ہے۔

میں کہتا ہوں یہ دوسری تصحیح ہے جن دو کام ہم نے
وحدہ کیا تھا تو شیخ نے ہی کا اعتراف کر لیا اور مطلق اور
مطلق کی برابری ختم ہوئی ، پھر خانیہ کی فرس نقل کی اور
اسی قسم کی شرعا قدوری مختصر کرمی کی فرس نقل کی ، یہ
میں ذول کھینچنے سے متعلق ہے یہ اس صورت میں ہے
جبکہ وضو کا پانی کوہیں میں ڈالا ہو ، فرمایا پاک پانی میں مستقل
پانی کے اثرات نہ ہونے کی اثرات کے نزدیک یہ واضح شان
ہے ، اگرچہ وہ اس پانی سے کم ہو ، اور قاصی خان کی شرح
سائے صبر سے نقل کیا ، گردھوں کے کچھ قطرت برتن
میں گرجا میں اور کم ہوں تو پانی کو فاسد نہ کریں گے ، اور
قلیل میں کلام کیا ہے اس میں کچھ سے منقول ہے کہ بر سوئی کے
ناکوں کے برابر ہو و قلیل ہے اور کرتی سے یہ منقول ہے
کہ پانی کے قطرے اگر پی میں غلہ ہوں تو یہ کثیر ہے
اور اگر طاہر ہوں جیسے شہنم کے قطرے اتنے ہی قلیل ہے
فرمایا یہ گزشتہ مثال سے بھی زیادہ صریح ہے ، یہ فوائد
ظہیریہ میں ذکر کر رہے ، اسی پر قدوری چلے ہیں ، اور
ابو سلیمان کے کسی نے خاست کے پانی کی بابت دریت
کیا کہ اگر اس کے قطرے پانی میں پڑ جائیں اور وضو
قطر آئیں ، فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں فتاویٰ قاصحات

فانتفع من نفسه في انائه لم يفسد الماء
 اما اذا كان يسهل فيه سيلانا فسد قال و
 التحقيق هـ ان السائلة مبيحة على اصل ذكوة
 اختلف في كتاب الانسان وتعلقوا الى المصباح
 قال في الدخيلة خلعت لا يشرب لنا فصب الماء
 في اللبن فالاصل في هذه المسألة واحاسب
 ان الحالف اذا اعتد بجميعه على مانع فاحاط بممانع
 اخر خلاف جسه ان كانت العلة للمحلول
 حلت (وسقط فية الكلام من تسختي ترهش
 الروض)

اس کی جس سے نہ ہو تو اگر محلول علیہ غالب ہے اور باقی کلام میرے زیر الرض کے نسخہ سے ساقط ہے۔ (ت)
اقول سبحان الله يذكر الله سبحانه راحة الله تعالى
 في اول الكلام ان الصحيح والسليم المحام
 هو اعتبار العلة وقد نص في شرحه فوجب مية
 انه الصحيح عن ائمتنا الذين رضي الله تعالى عنهم
 وان عليه الصلوة ثم يعود بحثه بقوله السرح
 والاشخاص يقول ذلك الصرح شق في اتفاق الائمة
 الثلثة وهذا الصرح منه وای صانع بقى لهما
 بعد ما تبين الحق الصحيح المذهب المختار
 المعلق به المطبق عليه من ائمتنا الثلاثة
 رضي الله تعالى عنهم وما هو بابيه من بين
 المصنف وهو فرخ الحلف فهو الصرح شق في ان

میں اس کے برعکس ہے اور عز نہ المتیقین میں ہے کہ ایک
 ناپاک آدمی نے غسل کیا اور اس کے چھینٹے برتن میں گرے
 تو پانی فاسد نہ ہو گا اور اگر اس میں بہنے لگا تو پانی فی حد
 ہو جائے گا وہ فرمایا دراصل یہ مسئلہ ایک اور صل پر مبنی
 ہے جس کو ہمارے اکثر شریک نے کتاب الایمان میں ذکر
 کیا ہے اور اس کو مصباح کے بیان میں نقل کیا، ذخیرہ
 میں فرمایا کہ کسی شخص نے حلفت اٹھایا کہ وہ دھو نہیں پے گا
 تو اس نے پانی دودھ میں ملایا، تو اس مسئلہ میں اور سن کے
 نظائر میں اصل یہ ہے کہ حلفت اٹھانے والے نے جس کسی
 سیال چیز پر حلفت اٹھایا اور وہ کسی اور مانع سے مل گیا جو
 اس کی تماموں سببوں سے زہم الرض کے نسخہ سے ساقط ہے۔ (ت)
 میں کتابوں سببوں سے شیخ کلام کی ابتدا میں
 ذکر کرتے ہیں کہ یہ در مذہب حق و علیہ کا اعتبار ہے
 اور شرح دیباچہ میں اس پر نص ہے کہ ہمارے اکثر شریک
 سے یہ صحیح ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے پھر انھوں نے
 نزح اور انتقاص کے دونوں قریوں پر کلام کیا، اور
 فرمایا کہ یہ اکثر شریک کے اتفاق میں نہ کیا چیز ہے اور یہ
 اس سے زائد صریح ہے اور مذہب حق و صحیح، اور مذہب
 حق و مضیق پر، اور اکثر شریک (حتی مذہب کے) کا اتفاق علیہ
 مذہب معلوم ہوجانے کے بعد ان دونوں کے لیے کیا وہ
 جواز رکھی ہے اور بیان حق کا جو دروہ کہوں ہے
 اور وہ حلفت کی فرع ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

المدار علی القطب فان كان اقرب في آخر كلاهما
 الذاهب من فسخ حق فهو كرم علی ما احتج به
 بالنقص والاعجاب والعجب وسيمكث الشيخ
 غير بعيد ويعود الى الحق كما سيأتي بتوفيقه
 تعالی فلولا انه اورد هذا الكلام لاحتج بهذين
 الفرعين طراده فيك التعليلين ثم لكان محال
 كلامه مذهباً مستديراً او لكن الله يفعل ما يريد
 فشرکت تامة قال فيها ان من ادل الدسيس
 على انه لا يجوز التوصل في هذا الموضوع حد
 واحد من علمائهم رحمهم الله تعالى ما في
 كتاب الاصل لمحمد بن يحيى الله تعالى حسنه
 مرواية الامام ابي سليمان الحافظ في رحمة
 الله تعالى عليه عه في باب الوضوء محمد
 قلت ارأيت جنبا غسل فانتصر من نفسه
 شئ في انائه هل يغسل عليه الماء قال لا قلت
 لم قال لا هذا ما لا استطاع الاعتناع منه قلت
 اما آيت انت افاض الماء على راسه او جسد
 او غسل فرجه فجعل ذلك الماء كله يعطرسه
 الا ناء قال هذا يغسل الماء ولا يجوز ان
 يتوضأ ولا يغسل به قال وقال في باب السوء
 وما يجسها قلت ارأيت من جلا طاهر وقسم
 في بئر فغسل فيها قال اغسل ماء البئر
 كله قلت وكذا لك فوصفا فيها قال نعم قلت

دار مدار علیہ کو ہے۔ اگر انہوں نے اس کو برقرار رکھا ہے
 اپنے اس کلام میں جو میرے نسخے سے ساقط ہے تو یہ سی
 طرفہ جڑا ہے جس پر نقض سے استدلال کیا ستا ورنہ
 بہت ہی تعجب خیز بات ہے اور عنقریب آجائے گا
 کہ شیخ نے حق کی طرف رجعت کیا ترمیق تعالیٰ، اگر وہ یہ
 کلام بیان نہ لائے اور ان دو طرحوں سے استدلال
 نہ کرتے اور وہاں دو تعلیلیں بیان نہ کرتے تو کل کلام صحیح
 ہوتا، لیکن اللہ چاہتا ہے کہ اس پر بھی ہم نے
 ایک تہہ کھلا اور فرمایا کہ میرا اس پر سب سے بڑی دلیل
 اس پر کہ آئے کسی نام کے نزدیک اس حدیث سے صواباً
 نہیں۔ امام محمد کی اصل میں وہ روایت روایت ہے جو
 امام المسلمان ابو حاتم کی روایت ہے اور باب الوضوء
 و باب غسل میں مذکور ہے، وہ روایت یہ ہے کہ میں نے
 کہا اگر ایک جنب نے غسل کیا اور اس کے چھینے ایک
 برتن میں گرے تو کیا پانی خراب ہوگا، فرمایا نہیں میں
 نے کہ کیوں فرمایا یہ یہی چیز ہے جس سے کچا محال ہے
 میں نے پوچھا اگر جنب نے اپنے سر پر جسم پر پانی ڈالا
 یا اپنی شرمگاہ دھوئی اور پانی برتن میں گرنے سے تار پڑ گیا
 اس سے پانی فاسد ہو جائیگا، اس سے وضو جائز ہوگا
 نہ غسل، فرمایا انہوں نے کہیں اور اس کی نہایتوں کے
 باب میں فرمایا، میں نے پوچھا اگر ایک پاک شخص کہیں کے
 پانی میں گر گیا اور اس میں غسل کیا، فرمایا کل پانی خراب
 ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں یہی حکم کہیں میں وضو کرنا ہے

وكد لك لو استسجى فيها قل نعم قلت فما حال
البيروق لعلهم ان يتزحوا ماء البئر
لا ان يعلهم الماء قلت ارايت الرجل هل
يجزئه وصره ديت قل لا وكت عليه ولم
يصره لاحد من شيخيه وهذا شانه في التفتق
عليه كما صرح به اول كتاب الله

ذكي اور من غير سائل میں ان کا یہی طریقہ تھا جیسا کہ کتاب کے شروع میں ذکر کیا جا رہا تھا

اقول المرح الاخير في الملاق وهو لا
شك صحبه، والتحك به نعيم، وهو امر
تصريح، ما لا و في السني ولا محيد من
اثنائه على احد ميعين وليس الاصل هذا
كتاب المبسوط احد الكتب الستة الظاهرة بل
من الكتب النادرة فكيف يعارض به مذهب
المتن اصحاب الصحيح المتعارفين به و
بالله لتوفيق ترقى لرحمة الله تعالى وتفضل
عصا الدين في شرح الهداية بعد العظام
على مسألة انصاح الجنب في البئر
قد سبق على ان اخر ماء الذي في محفل
واحد بمنزله شيء واحد في حكم الاستعمال لانه
ينسب الى الجنب عر قابل لعة ايصا لا تذهب
اها ما اصل العرف واللعنة الى ان المستعمل
نعم هذا الماء والبقية مستوح به الا تر
ان الماء المستعمل عند من يجعله طاهر غير

فرمایا ہاں، میں نے کہا اسی طرح اگر کنویں میں استسج کیا،
فرمایا ہاں، میں نے پوچھا اور کنویں کی بات یہ فرستے
ہیں، فرمایا کنویں کا سارا پانی نکالنا چاہئے، اذیکہ
نکالتے نکالتے تھک جاتیں۔ میں نے پوچھا کیا اس شخص
کے لیے یہ وضو کافی ہو گا، فرمایا نہیں، اس پر وہ خاموش
ہو گئے اور اپنے شیوخ میں سے کسی کی طرف اس کو منسوب

میں کہتا ہوں فرغ الخیر طاقی میں ہے اور وہ بلاشبہ
صحیح ہے اور یہ تمسک کے قابل اور اضع تقریر ہے اور پہلی فرغ
طقی میں ہے اور سراسر اس کے چارہ کار نہیں کہ
دو میں سے ایک ضعیف پر ہٹ کر چاہئے، اور اصل سے اور
دوسرے میں جو ظاہر کتب میں سے ایک ہے بلکہ
کتب بارہ سے ہے، تو جو اس میں مذکور ہے وہ چارہ
ان کے صحیح مختار معنی یہ ہے کیسے معارض ہو سکتا ہے
و بالقرن الثانی، پھر فرمایا احصاء الدین نے شریعہ ہدایہ
میں جب کے کنویں میں غوطہ لگانے کا مسئلہ ذکر
کرنے کے بعد فرمایا یہ اس پر مبنی ہے کہ پانی کے تمام
اجزاء پر یک جگہ میں وہ حکم استعمال میں مندرجی و عد
کے ہیں، کیونکہ وہ عرفاً تمام ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے
بلکہ لغت میں بھی ایسا ہے، کیونکہ اہل عرف اور اہل لغت
یہ خطاس کر رہے نہیں سمجھتے ہیں کہ کچھ پانی تو مستعمل سے
اور کچھ اس میں ملا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ جن صر
کے نزدیک مستعمل پانی طہر غیر طور ہے جب کسی دوسرے

پانی میں ٹریٹے تو اس کو اس وقت تک خام سدہ کر کے گا
جب تک اس پر غالب نہ ہو جائے۔ آسہر میں اس پر قطعی
مکمل کیا اور نقد میں اس کو اصح قرار دیا ہے اور اگر کسی
عضیر پر بہت سا پانی ڈالا تو ان کے نزدیک سارا پانی
مستعمل ہو جائے گا حالانکہ چوپانی جلد سے متصل ہے
وہ مغلوب ہے کیونکہ حکم استعمال میں سب ایک ہی ہے
اور اسی معنی کی طرف اسرار میں اشارہ کیا ہے۔

میں کتابوں یہ بحث و ہنر کو جلا بخشنے والی
ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی تقریر کی ہے
اس سے ملتی اور ملائی کے درمیان فرق ہی ہر ہو گیا
شک باقی نہ رہا، اور شیخ پر تعجب ہے کہ غلوں نے ان
دونوں کو ایک قرار دیا ہے اور دو تعلیلوں سے استدلال
کیا ہے پھر یہ بیسیجی ہی جمع نقل کر کے اس پر نقص وارد کیا،
یہ نگہ اور توشیح کی متول میں، پھر حیدر سطور کے بعد کسی
بحث کا اعادہ کیا اور نزع اور انتضاج کی دونوں فروغ
کو بہت صریح قرار دیا، پھر اس پر ذخیرہ سے نقص وارد
کیا، پھر اصل کی فزیت کو نقل کیا، پھر اس پر قصاص کی
نقل سے نقص وارد کیا اور اس پر کلام کو ختم کیا...

اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ دین قریم صراط مستقیم اور تمام حسنا

ظہور اذا وقع في ماء احمر لا يفسد حتى يعلب
عليه بعد اقطم في الاسرار جعله في التحفة
اصح ولو صوب ماء كثير على العصور يصير الكل
صنعاً بعد هم من ان الملاقة للبشر مع
بناء على ان الكل واحد في حكم الاستعمال و
قد اشيد الخ بعد سعي في الاستوار.

اقول هذا العصر من الحسن مكان،

تنشط به الامان، وبتتبع به المفروض،
ولا خطر بعد مروس، وقد وقع في السوى،
سبحته و تعالیٰ، لعمارة فيها حصی، واقضت
بیانه، وشیدت امرکانه، به ظهر الفرق
بین الملاقة والصدق، بحيث لا یستریح
ولا شذوذاً، والحب من الشیخ مشی علی
التوبة بينهما محتجا بالقیلیں ثم نقصه
بعن تصحیح الصحیح، عن التحفة والترشیح،
ثم بعد اسطر عاد الیه و جعل فرغ السرح و
لا تصح احصر صریح، ثم نقصه بسبق
الاصول لاهید، حسب و حیرة الامام الجلیل،
ثم لم یلدث ان عاد الیه بقل فرغ الاصل،
ثم نقصه بقل کلام العصا من متعلایہ من
حیدر فصل، و به ختم و اما العبة للحوائیم،
ختم الله تعالیٰ لنا علی الدین القیم، والصلوات

المستقیم ، ویکل حسی ، وعلی نبینا الکلیہ و
الہ الکرام انصلاۃ الرہو والسلام الاستخار
والمحمد للہ رب العالمین۔

پر کرے ، اور ہمارے نبی کریم اللہ کی آئی مکرمہ پر صلہ دے
سلام نازل فرمائے آمین والحمد للہ رب
العالمین۔

الفصل الرابع فی فوائد شتہ و تحقیق حکم الوضوء فی الخوض الصغیر

الحمد للہ فرما عن الرہائل الشذذ سد
بکتب الحسنة عہدہ والحمد والبدنہ
اتین عن جیمہ ما فہم ولأن مد کرمانتی من
الفوائد تکیلا لعمائد ویا للہ لتوفیق۔

فائدہ ۱ : قال المحقق حل المسند سی
رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح نظم الکبیر داخل البحر
ما صہ واما تأویل الکلام باین المراد بصیر وبتہ
مستصلا بصیرورۃ ما لایستلزم اتصالہ مستصلا
فہم بصیر جدا ولینتاج الی التخصیص عن دلالت
اصلا لہ بقرۃ فی منحة الخافق من الیہ وبتہ
واقرة قلت قد ما شایۃ ردود علیہ وھذا
تاسمہ وبتہ عاشرا فاقول : انھم
احد فی الماء ثم حرج ینقسم الماء فی خمسة
اقسام قسم یقی فی الخوض ولا یحصل عن
الماء بالانصال البتہ والثانی یمخرج ہم
البتہ منہ یمخرجہ منہ بلا مکث والثالث
یمکث و یمکث بالانصال والرابع یمکث یمکث

چوتھی فصل میں مختلف فوائد اور چھوٹے خوض سے وضو کا حکم۔

الحمد للہ کہ ہم تینوں رسائل بکدای پانچوں کتب و بحر و
ہدایت سے فارغ ہو گئے اور ان میں جو کچھ تشریح و بیان
کر دیا اور اس باب یا قیامہ فوائد تکیس بحث کے لیے ذکر
کرتے ہیں۔

فائدہ ۱ : محقق حل المسند سی نے کفری نکر کی شرع میں بحر
و رستہ تشریح کیا : ان کی عبارت یہ ہے اور کلام کی یہ
تأویل کرنا کہ پانی کے استعمال ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو
پانی کے اضافے سے طے ہے وہ مستعمل ہو جائے گا ، تو درست
بعید ہے کہ یہ اس پر تخصیص کا قطعاً محتاج نہیں ، اس کو
مترادف ہی میں نقل کیا ہے مستعمل پانی کی بحث میں ، اور
اس کو برقرار رکھا ہے ۔ میں کہتا ہوں ہم نے اس پر
آئندہ رد کئے ہیں اور یہ تراں ہے ادب و سیر کا افساد
کرتے ہیں ، اور وہ یہ ہے کہ جو شخص پانی میں غوطہ کھائے
اور پھر نکلا تو پانی کی اس صورت میں پانچ قسمیں ہیں :
ایک تو وہ جو خوض ہی میں رہتا ہے اور بدلتا
ہوتا ہونے کی وجہ سے پانی سے جدا نہیں ہوتا ہے ،
اور دوسرا یہ کہ کے ساتھ نکلتا ہے اور بلا مکث

بالشف و النفا من مداوة تبقى بعد الشف
ايضا ولا تذهب الا بالجماع فعمل الشمس
والهواء ولا شك انها ايضا اجزاء مائية ولا
تداخل في الاجسام بل لا تلاصق في الاجزاء
كما تقدم هناك كل قسم فوق الاخر منفصلا
عنه وكانت تحت الكل فذلك التمدد في
الذي كالنفس اليد وهو لا يقبل الاتصال
ولا استحقاق الا به فلا استعصال تلك عشرة
كامله - الاجزاء مجزئ ليس جيسا كجزءا، تو بر قسم دوسری سے دوپڑائی اس سے جدا ہوئی اور ہر ایک کے نیچے
وہ تری برتی ہے تو یہ وہ ہے جو بدن سے نکلتی ہے دریا احوال کو قول میں کرتا ہے اور استعمال بلا انفصال نہیں
ہوتا ہے، تو مستعمل ہوا تو یہ وہی ہو گئے۔

فان قلت الامر كما وصفته وكذا تقدم
الحكم الى ما بعد الاول تصفة بابتد و بعد
استقل بالثقله اقول اول لا فسد انه
تعلقه به والامكان له استغناك عليه كالتعلق
بل انما قد بدفعه وانما بدفعه الا ترى ان
المنع من ان لا تدفعه عن قري مجبه على
كشور او برقي فقليل وان استدعرج في الحرف
محيط لا يتحرك الماء حتى الامكان لم يكن
يخرج معه الا ما يزول بالقطر من الماء
القاء كان واحدا مع انما لمحركه الذي ينفصل
باحتلافها۔

فان قلت اذن لا يربف تعلق
استعاض من حركه عليه بالاستعاض وهو لا شك
قابل لانفصال بعضه التدريل ولا ينفصل الاستعاض

اس سے نیچے آتا ہے،
اور تیسرا طہر تھا ہے اور ٹپک کر ختم ہو جاتا ہے۔
اور چوتھا وہ تری ہے جو ٹپکے کے ذریعے جنب
کرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔
پانچواں وہ تری جو ٹپکے کے ذریعے جنب کرنے کے بعد
کسی باقی رہتی ہے اور آفتاب یا جو اسے مشک
ہر جانے کے بعد ہی ختم ہوتی ہے دریا مشبہ یہی
پانی کے جزائیں اور یہ اجسام میں داخل نہیں ہو سکتا حق سے
دوپڑائی اس سے جدا ہوئی اور ہر ایک کے نیچے
ہیں کرتا ہے اور استعمال بلا انفصال نہیں

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ درست ہے لیکن
ہم کم اذن کے معنی دوسروں پر لگاتے ہیں کہ اگر
تعلق بدن سے ہے اور اسی لیے اس کے متعلق ہونے
سے وہ متعلق ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں اولاً ہم یہ
تسلیم نہیں کرتے کہ یہ اس کے تعلق کی وجہ سے ہے ورنہ
وہ اس پر رکنا جیسا کہ چٹکے والا، بکرائے وغیرہ لگنے
مذہب ہو گیا اور بالبحر ہر شے پانی میں خود کھائی اور اگر
سے نکلے تو اس کے ساتھ بہت پانی آئے گا اور اگر
آہستگی سے ہو تو کم پانی آئے گا اور اگر تیز آہستگی
کوئی الامکان پانی میں حرکت نہ پیدا ہو تو اس کے ساتھ
صرف تنہا پانی آئے گا جو ٹپک کر زائل ہو جائے حالانکہ

اگر یہ اعتراض ہو کہ اس صورت میں ٹپکے والے
کے تعلق میں کوئی شک نہیں تو ہم اس پر مستعمل ہونے کا
حکم لگائیں گے اور بد مشعر وہ قابل انفصال ہے تو تاویل

صحیح ہوگا اور استعمالِ شقی نہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں
غوطے نکلنے کے فوراً بعد جو پانی بدن سے بہتا ہو اگر تھما
اسکا حال سنائی دینا کہ جو غوطہ غسل کے فوراً بعد بہتا ہو اگر تھما
تو مستعمل وہی ہوگا جو اس کے بعد قطرات کی صورت میں نکلتا
ہے اور یہ اجماع کے خلاف ہے۔

دوسرا، تعلق اور تلاصق میں بہت فرق ہے،
تعلق استرکوشل ہے اور تلاصق اوپر سے حصہ کے ساتھ
مختص ہے، اور یہی دونوں میں فرق ہے اگر یہ طرہوں کا ہے
کو یہ تو دہ کچرے میں تران میں سے ایک دوسرے
کی ملاپ کے لیے، کاوش ہے اور پانی تو شے
واحد ہے، اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے لیے
کاوش نہیں ہی سکتا ہے وہ تو سارے کا سارا
جیسے انسان پانی میں غوطہ لگائے گا تو

قائد ۲ : علامہ شربلانی نے شرح وہبانیہ میں فرمایا
بحرہ رد کرتے ہوئے، نص یہ ہے، اور یہ جو ذکر کیا ہے
کہ استعمال اس جز سے ہے جو بدن سے ملے ہو اور
کہ باقی پانی سے تو وہ جز کثیرا جزا میں مل کر ختم ہو جائیگا
قریباً درج ہے کہ کھانے، استعمال تمام پانی میں مل جاتا
کرے گا اور یہ اس غالب پانی کی طرح شیں جس میں
تھوڑا سا پانی ملیا ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں "سریان" کا لفظ بکے قیاح استعمال
ہوا ہے اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ مستعمل اولاً
تو وہ ہے جو بدن سے طاقی ہے پھر حکم بقیہ جزا کی

اقول شائبہ ما بعد من ملا مکث عند العود

بعد الانعاش شائبہ ما بعد من ملا مکث عند العود
عسالة الوضوء والعسل فلا يستعمل الا ما
لحق بعد، متساوقاً بالتقاطط وهو خلا لا یجوز
وما تیشا من ما التعلق والتلاصق فالعقل یشی
الذات والاشخاص یختص بالشعار وهو العرق یشی
فان قلت مما شوب فیہ ما بعد مما حاجر ولا یخسر
عن التلاق، بخلاف الماء فانه شی واحد
فلا یحوز حصه یعضا بل الكل صلاق ما قول
ذات ما کما یفہم فاما کله و حد عند الانعاش
و کل صلاق بلا وسواس،

ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے، میں کہتا ہوں یہ آج سے حسب شائبہ
پانی شے، حد ہوگا اور بغیر کاوش آپس میں ملے گا۔

فائدہ ۲ : قال العلامة الشیخ حسن
الشربلانی فی شرحه علی الوہبانیۃ رد اصلی
البحر ما نصہ وما ذکرہ ان الاستعمال
بالجزء الذی یلاصق جسده دون باقی الماء
فیصیر ذلک الجزء مستعمل کاف کثیر
مہم مردود لسیریان الاستعمل فی الحمیم حکما
ولیس کالعالم بصب القلیل من الماء فیہ
اقول لعل السریان وقع غیر موقوفہ وہ
یوہم ان الاستعمل اولاً ما لاصق ثم یسری
الحکماء بقیہ اجراء الماء بالتجاور وهو

مردود و صریحاً بما تقدم ان العبرة للقيمة ولو
سرى لسرى بالملق كما توهم المصلحة
عبد الوہید علی العرق و يعود الكلام على
مقصود بالنقض وهذا هو الذي حمل البعض
على قصر الاستعمال على ما لا يقبل نقول انه
اذا انعم فيه وهو قليل جداً مستعمل كل
معالاة جسمه شيء واحد فلا قصر ولا
سريان و لقد احسن العلامة اثبات وجه
الله تعالى اذ قرأ قوله في المصلحة نعم ان
لنا النعم او اذ حمل بينه مثلاً صار مستعملاً
لجسمه فانك الماء حكايته المستعمل حقيقة
هو ما لا يقبل جسد به خلاف ما اذا لم يستعمل
فيه فان المستعمل حقيقة وحكم هو ذلك
الملق ملا وجه الحكم على الملقي بالاشتغال
ما لم يماوه او يلحق عليه اذ لم يدر هل فيه
جسد حق يحكم عليه بالاستعمال حكايته
عليه ما في الاسرار الذي يرمى وقولهم في
مسألة لئلا يجر خطره نعم بقصد الاعتقال
للصلاة صار المستعملاً اتفاقاً وهذا هو
الواقع والله تعالى في التوفيق .

کمز میں اس سریت سے غوطہ لگایا کرے کہ
ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے کا دانی ہے ۔

فائدہ ۳ : سبق العلامة ایا الاحتلاص

طوت جائے گا کیونکہ یہ ایک مردود و صریح ہے اور
یہ صریحاً مردود ہے جیسا کہ گمراہ کا اعتبار غلط ہے اور
اگر سرایت کرے گا تو ملق میں کرے گا جیسا کہ علامہ
عبد الوہید کو ہم یہ ہے تو فرق باطل ہو جائے گا اور کلام
مقصود بالنقض کی طرف لوٹے گا اور یہی چیز ہے جس
نے بحر کو اس پر چڑھایا کہ وہ استعمل کا حکم صرف اس پر
لگائیں جو ملق ہو، بلکہ ہم سمجھتے ہیں جب کوئی شخص پانی
میں غوطہ کھائے اور پانی کو جو تو سب یکساں مستعمل
ہو جائیگا کیونکہ وہ سارے کام راستی و حد ہے،
تو نہ قصر ہے اور نہ سرایت ہے، علامہ شامی نے اس کو
برقرار رکھا کہ اچھا کیا، وہ سمجھ میں فرماتے ہیں یعنی جب
اس نے غوطہ کھا، مثلاً اس نے پانی ہاتھ دیر تو
سارے پانی میں ہو گیا کیونکہ حقیقتہً مستقل صرف
وہی ہے جو بدن سے متصل ہو، اور اگر مستقل اس میں
ڈال دیا تو وہ سر حکم ہے، کیونکہ حقیقتہً وہ مستقل میں ملق
ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ملق فیہ پر استعمال کا حکم لگایا جائے
تا وقتیکہ وہ اس کے برابر نہ ہو یا اس پر غالب نہ ہو کیونکہ
اس کا جسم تو اس میں داخل نہیں ہوا کہ اس پر حکم مستعمل
کا حکم لگایا جائے، اس پر دیو کی اسرار و ولایت کرتی ہے
اور ان کا مسئلہ البتہ جھٹ میں یہ ممکن کہ اگر کسی شخص نے
کمز میں اس سریت سے غوطہ لگایا کرے گا تو پانی اتفاقاً مستقل ہو جائے گا اور تو تحقیق یہی

فائدہ ۳ : علامہ نے اس سے پہلے فرق کو

في تعبير الفرق هكذا بعض معاصره العلامة
 ميرت فاودد وردا وهذا نصه في البحر
 فاحرق هذا اظهر لك جمعت من يقول في
 حصونا انت الماء المستعمل اذا صب على الماء
 النقي وكما ان المطلق غائبا يجوز الوضوء به لكل
 واذ اوصا في فنية صار الكل مستعملا اذ لا
 للفرق بين المسائلتين وما قد يتوهم في
 الفرق من ان في الوضوء يشتمل الاستعمال
 في الجميع بخلافه في الصب عند فرج يمان
 الشيوخ والاختلاف في الصورتين معلوم بل
 نقول انت يقول انقاء المسألة من خارج
 اقوسه تأشيراً من خيرة التبيين المستعمل
 فيه بالمعينة والمحيص وتخص لا تعصا
 اه وهذا الكلام ارتضاء السيدان ط وش
 حق قال ط بعد ذكر كلام الشربلاي بعد
 التوهم قد ذكره في البحر احرص عليه اه اما
 السدق العلائي ما استدرك على البحر بكلام
 الشربلاي فقال مراجعه متاعلاً اه

اقول نقول القائل يشتمل في الجميع
 ثلثة معاني و ذلك لامت الشيوخ الاقتصار

بیان کیا، اسی طرح علامہ زین کے بعض معاصرين نے
 فرق بیان کیا اور اس کو رد کیا، اور یہ بحر میں ای ک
 جادت ہے، جب تم نے یہ جان لیا تو ہائے بعض
 معاصرين کے اس قول کا ضعف ظاہر ہو گیا کہ مستعمل پانی
 جب مطلق پانی میں ڈالا جائے اور مطلق غائب ہو تو سار
 پانی سے دھو جائز ہے اور جب چھوٹے حوض میں وضو کیا تو
 کل مستعمل ہو گیا، کیونکہ دونوں مسنون میں فرق کی کوئی وجہ
 نہیں، اور یہ فرق جو بیان کیا جاتا ہے کہ وضو کی صورت
 میں استعمال تمام پانی میں عام ہو جاتا ہے اور ڈالنے
 میں یہ صورت نہیں ہوتی، اس لیے قابل لحاظ ہے
 کہ شيوخ اور اقتضا دونوں صورتوں میں برابر ہے
 بلکہ جا سکتا ہے کہ وضو کا ہر سے ڈالنا زیادہ مؤثر
 ہے کہ اس میں مستعمل دیکھنے اور غیور پہن کرنے
 سے متنبہ ہو جاتا ہے اور اس کلام کو
 سیدان ط اور ش نے پسند کیا یہاں تک کہ ط نے
 شربلائی کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا، اس وجہ کو بحر
 میں ذکر کیا اور اس سے اعراض کیا اور در حق علائی
 نے بحر پر شربلائی کے کلام سے استدراک کیا اور فرمایا
 پر سے غرض اس کی طرف مراجعت کریں اور

میں کتابوں یتبعی، لجمیعہ والے قول میں تین دیلات
 ہو سکتی ہیں کیونکہ شيوخ اقتضات بلا امتسیان ہر

بحر الرائق کتاب الطهارة ایچ ایم سید کبیر کراچی ۱/۴۴

طحاوی علی الحد باب المیاء بیروت ۱/۱۰۴

سید الخیر علی عاشق الطحاوی باب المیاء بیروت ۱/۱۰۴

من دون اہتمام فلا یحکم التعمین بل العن
 یحتمل علی البدلیۃ کتبتہ المتاع والمعنی
 علیہ انہ اذا توصل فی العقیۃ اختلط بہ
 وضوئہ لہا نہایت لا یحکم التعمین
 فای غرقۃ تاحدھا تحتل انتہا تكون
 من المستعمل فیکون حکم الاستعمال
 فی جمیع الاجزاء شیوع ہبۃ نصف نشانہ
 یسیرین والشیخ السیرین ای اذا توصل فیہا
 استعمال ما لا قاء وتعدی الحکمہ الی جارہ
 وھکذا مصادر لکل مستعملہ الشیوخ العصور
 ان فی النصوص یعم الاستعمال لجمہ و انت تعلم
 ان المعنی الثالث حق صحیح لا یدار علیہ اصلا
 ولا یمسہ عافی البہر لا متصور الحکم
 لعموم السبب فان کل ملاق کما سبق صرا
 والمعنی الثاني مراد من الیہ العلامة الشریعۃ
 فی منہ در کلامہ وقد علمت مالہ و علیہ
 والمعنی الاول مشلہ فی البطلان کھی رد علیہا
 مسأۃ الصلح ولزوم اثبات العرق یا بطلانہ
 والخصر حمله علی الاول ففسر الشیوخ
 بالاحتلاط وحکم بہ فی الصور تین سواء و
 انما ذلک صدق للمعنی الاول دون السریان
 والعصور لا ان یرید بالشیوخ سببہ و
 یفسرہ بالاحتلاط فیکون المعنی انت
 سبب سریان او العصور عند ذلک وھو احتلاط
 سواء فی الصور تین مع تحلف الحکم

ترتیب میں ممکن نہیں بلکہ کل میں اس کا احتمال علی سبب
 البدلیۃ ہے جیسا کہ مشائخ کا ہیہ اور اس کا مفہوم یہ ہے
 کہ جب چھوٹے عرض میں وضو کیا تو اس کا پانی تمام پانی میں
 ملے گا اور اختیار ممکن نہیں، تو جو چھوٹا جاتا ہے اس
 میں احتمال ہے کہ مستقل پانی سے ہو، تو استعمال کا حکم
 تمام پانی کو اس طرح شامل ہوگا جیسا کہ غیر متنازعہ
 اصول وال چیز کے نصف کا ہیہ ہو، اور مشیوخ
 مسریان یعنی جب اس میں وضو کیا تو جو جس کے
 طاقی ہے وہ مستقل ہو جائیگا پھر اسکے ساتھ ملے اجر
 تک ہی حکم چلے گا اور اس طرح سارے کا سارہ مستقل
 ہو جائے گا، اور شیوخ علوم کے معنی میں بھی تکبہ یعنی وضو
 کی صورت میں استعمال کا حکم تمام پر لاگو ہو جاتا ہے
 اور آپ باتے ہیں کہ غیر اصمی حق اور جہ مبارک ہے
 اور بحر کا اعتراض اس پر نہیں ہوتا، کیونکہ حکم کا عموم
 جبب کے عموم کی وجہ سے ہے کہ نہ کہ کل طاقی ہے جیسا
 کہ کئی مرتبہ گزرا، اور دوسرے معنی کی طرف غلام
 شریعتی کا میلان ہے جیسا کہ اسی کے کلام سے قیاد
 ہے اور سکالہ مالہ و علیہ آپ جانتے ہیں اور پہلا معنی
 بھی اسی کی طرح باطل ہے، ان کی تردید میں اور اسکے ابطال
 کو حق کے اثبات کا لازم ہونا کافی ہے
 اور بحر کے اس کو پہلے پر عمل کیا ہے اور شیوخ
 کی تفسیر احتلاط سے کی ہے اور حکم لگایا ہے کہ یہ
 دونوں صورتوں میں برابر ہے اور ان کے نزدیک یہ
 پہلے معنی کے باعث ہے سریان و عموم کی وجہ سے نہیں
 ہے، ہاں اثر شیوخ سے مراد اس کا سبب لینا

فی الصلح وفاق وقد عطلت جراحہ علی الحق نعم
من یزعم السریانی یزعم علیہ والایمۃ۔

۔۔۔ اور اس کی تفسیر وہ اختلاف سے کہیں
تو معنی یہ ہوں گے کہ سر بیان یا علم کا سبب
تہا سے نزدیک اختلاف ہی ہے اور وہ دونوں صورتوں میں یکساں ہے حالانکہ طاق میں علم مختلف ہے اتفاقاً اور اس کا
حق جواب آپ ہی کے ہے، ان جو سر بیان کا گمان کرتا ہے اس پر رد کیا جائے گا اور وہ رد مذکور ہے گا۔ (ت)

ماثر اقوال - ترقی بہ لا حصہ

قاو لا یس من شرط الاستعمال مذبذبة

مروء علی البدی ولا معاینة انفصالة ولا

لمزیة مزیة علی غیرہ مع تحقق العلم

القطعی بہ ولا شک انہ شیء متشخص بنفسہ

فلا یصورہ عدم قدرتہ علی تبییرہ وثانیاً

لیس الاستعمال مقولاً بالتشکیک لیسکون

المرئی اقوی من غیرہ وثالثاً ان معاہ علی ما

ام تکتل ذہنہ مرحومہ اللہ تعالیٰ الاملا

فی الاجزاء الملاءمة ولس کذب بل العطل

کما حققنا فکما انت المصوب کاہ مستازا

منہ زامتش حصا عینا مروء علی البدی ثمر

انفصالہ منہ کذلک کل الماء فی الفسقية

متنا منہ من متعین معاین وروہ الاعضا

فیہ ثم انفصالہا عنہ۔ پانی، لک اور فطر نظر آتا ہے اور جسم سے جدا ہوتا ہے دکھائی دیتا ہے اسی طرح حوص کا

گل پانی، لک اور متاڑ ہے جو نظر آتا ہے، اس میں اعضاء کا ڈوبنا اور جدا ہونا بھی نظر آتا ہے۔ (ت)

قائد ۴ : کلام الامور المام

برمتہ سق الفصل الثالث وقم اولہ موافق

لما وقع فی البدائم من امت المستعمل

فی الاجزاء الملاءمة بالبدی و آخرہ

نص صریح علی ما هو الحق حق الاما

میں کتابوں پر سبیل ترقی جو کچھ انہوں نے

فرمایا ہے وہ درست نہیں، ادلاً مستعمل ہونے کی

یہ شرط نہیں کہ اس کو بدن پر گزارنا ہو اور کھا جائے، نہ

اس کے جدا ہونے کا دیکھنا ضروری ہے اور نہ ہی دیکھنے

کے قابل ہونا اس کے لیے دوسروں پر وجہ قصیدت

ہے، جبکہ اس کا علم قطعی ہو اور اس میں

شک نہیں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو شخص بنفسہ ہے

تو ہر اس کی تمیز پر قادر نہ ہونا اس کو مضربین

ثباتاً استعمال تشکیک کے قبیلہ میں سے

نہیں تاکہ مرنے دوسروں سے اقوی ہو۔

ثالثاً اس کا جس طرف یہ ہے کہ اُن کے (رحم

اللہ) ذہن میں یہ بات مرکوز ہو جاتی ہے کہ کُل طاق معرفت

وہ اجزاء ہیں جو متصل ہیں حالانکہ یہ درست نہیں بلکہ تمام اجزاء میں

جیسا کہ ہم نے تحقیق کی ہے جیسا کہ بدن پر ادا جانے والا

کُل پانی، لک اور فطر نظر آتا ہے اور جسم سے جدا ہوتا ہے دکھائی دیتا ہے اسی طرح حوص کا

گل پانی، لک اور متاڑ ہے جو نظر آتا ہے، اس میں اعضاء کا ڈوبنا اور جدا ہونا بھی نظر آتا ہے۔ (ت)

قائد ۴ : اسرار کا مکمل کلام جو گزرا دوسری

فصل میں اس کی ابتداء برائے کے مطابق ہے کہ مستعمل

وہی اجزاء ہیں جو بدن سے متصل ہیں اور اس کا آخر

حق پر لیس صریح ہے، یہاں تک کہ صاحب البحر کے

بھائی ملازم غرائب عجیب جو اس مسئلہ میں اُن کے پیڑ کا ہیں

صاحب البحر العلاء حمید بن مجیر بن حمہم
 اللہ تعالیٰ ہم افتخارہ فی المسألة آثار البحر
 نصف فیما نقل عنہ فی حاشی البحر حین
 عقب عبارة الاسرار بقوله فہذا العیاق
 کشف اللبس الخ فکتب علیہ نعم کثمت
 للیس من عیث أخرها الا انت محمد ا
 یقول لما احتل بالماء القلیل صاس الکل
 مستعمل حکم وہ صورت من صورۃ وقوع
 ما مستعمل فی غیرہ یعتبر غلبت
 الذی لیس مستعمل واثبیتہ ماء واحد
 ترصاۃ شخص او محل یدہ لہ نتیجہ صاس
 مستعمل حکم کما سأت او نقلہ فی
 المنحة واقرا لذلک لہیت البحر الاستفاح
 بولہ والتجاء لہ صمدہ جہانہ علی روایہ
 ضعیفۃ والعباد الصغیر قدم التوفیق بین
 اولہ و آخرہ بحیث جعلہ کلاهما واحدا
 صغیر والشیخ العلاء صمد العرسل
 فی شرح الوہانۃ مسلکا آخر فحصل اولہ
 سؤالا و آخرہ جوابا اذ قال والعاصل
 تا بان یل الدیوسی فی کتاب الاسرار و

تحریر کے حاشیہ میں نقل کرتے ہیں، اور نقل میں اضافہ
 کیا جہاں انہوں نے اسرار کی عبارت کے بعد کہا
 اس عبارت نے غبار صاف کر دیا الخ اس پر کہ
 ہاں غبار صاف کر دیا اس کے آخر تک، صرف اتنا
 ہے کہ محمد کہتے ہیں کہ جب تھوڑے سے پانی میں غسل
 کیا تو کل حکم مستعمل ہو گیا، ہم کہتے ہیں یہاں دو
 صورتیں ہیں ایک تو مستعمل پانی کا غیر مستعمل میں
 واضح سن تو اس پانی کے نزدیک اعتبار ہو گا جو مستعمل نہیں
 وہ سوا وہ پانی جس سے ایک شخص نے وضو کیا ہو یا وجہ
 حاجت اس نے اپنا پانی اس میں ڈالا تو کل حکم
 مستعمل ہو گی یہاں کہ آپ نے دیکھا اور اس کے بعد
 میں نقل کیا اور برقرار رکھا، اس لیے کہ اس عبارت
 کے اول سے کوئی مادہ نہ ہو، اس کے دین
 اس کے مادہ ایب ضعیف روایت پر ہی ہے
 اور ماہر نے اس قول کے اوپر و غیر میں تطبیق دینی
 اور اس کے مستعمل کر کے حیثیت سے پیش کیا ہے و
 شیخ علامہ نے دوسری شرح میں ایک دوسری
 راوی اختیار کی ہے اور وہ ہے کہ اس کے اول کو سوا
 اور آخر کو جواب قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حاصل
 یہ ہے کہ البوریہ الدیوسی نے کتاب الاسرار میں وہ ذکر کیا

لہ بحر اثنی کتاب العبارة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱

لے کد افی نسختی المنحة و صوابہ لاجلہ

اولیہ حاجۃ (د م) لاجلہ حاجۃ ہے۔ (ت)

لے منقہ لسانی علی البحر رائی کتاب العبارة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱

ان تقول بقوله وتحرر فخاصة الفسالة فـ
يفسد الكل ويصح الحكم فاجاب محمد بامن
الكل لكونه قليلا شئ واحد فصار الكل حلاقيا
لهذا من المحدث فصار الكل مستعملا
حكما بمخلاف الدين فليس فيه الا اختلاط ظاهر
لظهور وليس سبب الاستعمال فلا يسلب
الظهورية ما دام الماء غالبا عليه .

يا استعمال كاسبب نہیں ہے قرآن کی طہریت کو سلب نہ کرے گا جب تک پانی اس پر غالب رہے ۔ (دستا)
قلت وعلم العلماء لم يجعله الزاماً
من ابي يوسف لمحمد بل دفعه وحل يرد على
استدلال ابي يوسف بالمحدث كما تقدم نقده
في صدر الفصل الاول وكل وجهه هو
مولها وبالجمله ادله على حلال الوضوء
تأنيدي لرواية ضعيفة وكفى به حره جوابا عنه
والاول ما فصل العبد الضعيف كما علمت
ولله الحمد .

فائدہ کا ۵ : من كلام الشيخ ابن
الشنينة في الشرح على مسألة محدث وقع في
بئر مائه والدي تحرس حدي انما
يختلف الحكم فيها باختلاف اصول اشتغافيه
والتحقيق نرحم لجمع عند الامام على القول
بجاسة الماء المستعمل وقيل ارفعون هذه
و تحقيق مذهب محمد انه يسلب الطهورية
وهو الصحيح من الامام والثاني وعليه

اس میں غسل کو حرام نہیں کر سکتے ہیں ، صرف اس کی
یہی صورت ہے کہ آپ میرے قول کو اختیار کر لیں اور
دھوؤں کی نجاست کا قول کریں ، اس صورت میں گل
پانی فاسد ہو جائے گا اور مکمل ہوگا ، محمد نے اس کا
جواب دیا کہ گل پانی بوجہ قلیل ہونے کے جو نہ شئ واحد تو گل بہ ذکر
یہی سے متصل ہوا ، تو مکمل مستعمل ہو گیا ، دودھ
میں یہ چیز نہیں اس میں ایک طہر کا طور سے مذہب ہے اور
میں کہتا ہوں حکم العلماء نے اس کو ابراہیم کی
طرح سے امام محمد پر لازم ذکر نہیں کیا ہے بلکہ ایک
درمیان اقراض کا جواب ہے جو یوسف کے حدیث
سے استدلال پر پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فصل اول کی ابتدا
میں مگر ، ہر شخص کا اپنا اپنا طرز استدلال ہر تالیف
غلامیہ کے اس کا دل دوری صورتوں میں ایک ضعیف
روایت کی تائید ہے اور اس کا آخر اس کا جواب پانی
ہے ، اور مترادف صورت ہے جو ناچیز نے اختیار کی ہے
جیسا کہ آپ نے جان لیا ولله الحمد ۔ (دستا)

فائدہ ۵ : یہ شیخ ابی الشنينة کے کلام سے ماخوذ ہے
جو انہوں نے اس بد مذہب کی بابت کیا ہے جو کنویں
میں گر پڑ ہو ، فرماتے ہیں اس کا حکم ہمارے ائمہ
کے اصول کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے
اور تحقیق یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک تمام کنویں
کا پانی نکالنا جائز تھا کیونکہ ان کے نزدیک مستعمل پانی
نجس ہے ، ایک قول یہ ہے کہ چالیس ڈول نکالے
جائیں گے ، اور مذہب امام محمد کی تحقیق یہ ہے کہ وہ

الفتوى فيخرج منه شعرون ليصير ظهورا وهذا
على القول بعدم اعتبار الصورة احسا
اعتبرت لا يصير مستعملا في كل موضع تحقق
الضرورة في الانغماس في الماء او ادخال اليد
فيه واعتبار ظهوره في مثل ذلك عند حضور
في الصغر والغير حافظا فلهذا ذكره شيخنا
العلامة ميرزا محمد باقر القاسم في كتابه
برجسته في مسائل المسئلة برقم الاشياء
فانه مخالف فيها بصريح المنقول عن المذهب
واستند الى كلامه في البدائع على
سبيل البحث وتبعه (يعني القاسم) على
ذلك بعض من ينتحل مذهب الختمية
على الامر موافقه في فقههم وكتب فيه كتابه
مشتبه على غلط وخط ومخالفة النصوص
المنقولة من محمد رحمه الله تعالى
وقد بيئت ذلك في مقدمة كتابها حقيقت
ليها المذهب في هذه المسئلة (ثم قال
والحاصل ان ما تريد الدروس الى اخر
ما قد صاعده ان ثم قال) وفي البدائع ايضا
التصريح بان الظاهر ان النفس في البصر
لا يحصل لها مستعملا عند اصحابنا الثلاثة
معنى الله تعالى عنهم وصريح في ما ترى فافهم
بما ان حال اليد في الامام للمحصل بعد
الما عند اثنتا الثلاثة وتكمل يا ايضا هذا
وتحريره من سالفه شرح السوحي

پانی سے طہریت کو سلب کر لیتا ہے اور امام صاحب
سے صحیح یہی ہے اور دوسرے امام سے بھی اور سند
فتویٰ ہے تو اس سے میں ذیل نکالے جا تے ہیں۔
وہ طور پر تھا اور یہ عدم اعتبار ضرورت کے قول پر ہے
اور اگر ضرورت کا اعتبار کیا جائے تو اس جگہ جہاں پانی میں
غوطہ لگانے کی یا ہاتھ ڈبونے کی ضرورت ہو وہاں پانی
مستعمل نہ ہوگا اور ضرورت کا اعتبار اس کی مثال میں
صغریٰ وغیرہ میں مذکور ہے فریضہ سلامہ میں امیر
نے اپنے رسالہ رفع الاشتبہ میں جو کچھ فرمایا ہے اس
سے مخالفت نہ ہونا چاہیے کہ وہ ہمارے اندر کے صریح
قول کے مخالف ہے، وہ بعض اُس بحث کے سہا ہے
پر ہے جو بدائع نے کی ہے اور ان کی (یعنی علامہ) کے
پروردگار سے بخیر و حسن فقہانے کی ہے، اور
اسی پر ایک بے سرو پا کتاب جو امام محمد سے منقول
نصوص کے مخالف ہے بھی ہے، میں نے یہ تمام
بحث ایک مقدمہ میں کی ہے، اور اس میں وہ سب
کی تائید کی ہے پھر فرمایا خلاصہ یہ کہ ابو زید و ابی
انی اخرا قد ساقط انما پھر فرمایا، اور بدائع میں
میں بھی یہ تصریح کی ہے کہ پاک انسان جب گنہگار
میں غوطہ لگانے غسل کی نیت سے، تو ہمارے
اصحاب ثلاثہ رحمہم اللہ عنہم کے نزدیک پانی مستعمل
ہو جائیگا، اور شاوی قاسم میں یہ تصریح
موجود ہے کہ پانی میں یہ نیت غسل یا تحہ و ان پانی
کو ناسد کر دیتا ہے، ہمارے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک
میں اس کی مکمل بیانات و تحریر اپنے رسالہ زہر و صہ میں کی ہے

اقول کہ کلام طیب انصاف میں مقادیر

رسالتہ وخصصہ مساخلفہ فی نہر المراد
عن تسوية المطلق والملاق في عدم الجوانب
الاحديت من عشرين والتحقين عند
مدعيه المعتقد لا نزم اصلا ما لم يسلوا
يطلب لانت الطهور لا يطهر.

کہ جب تک مستحق پانی برابر یا غالب نہ ہو اس وقت تک پانی بالکل نہیں نکالا جائیگا کیونکہ طور پاک نہیں ہوتا ہے۔ (ت)

فاسئلہ ۶ : قال فی الدرر ان المطلق
اکثر من النصف مجاز الطہیر بالکل و
الاکلاو هذا یعم المطلق والسلاق علی الف
یحوز التوضی ما لم یصلہ تساوی المستعمل
علی ما حققہ فی البحر والمہر والسنن
لکن الشرب لانی فی شرب الوہانیۃ حق ینہما
فراجعہ عن املاہ و ذکر ش عند قولہ
حققہ فی البحر استدلالہ علی ذلک باطلا قہ
المعید للعموم وبقول البید نع وفتویٰ قاری
الہدایۃ المدکورۃ قال وقد استدلی فی
البحر بمرات خیر استدلالکمما یظہر للمأخذ
لانہما فی المطلق والتزاع فی الملاصق کما
اوھن ۱۱ جہا علق ۱۱ علیہ فلد ۱۱ اقتصر
علی ما ذکرنا ۱۱ و سہیتی کنت غب جد

میں کہتا ہوں یہ کلام بہت خوب ہے، اس
میں انہوں نے بڑی وضاحت سے اپنے رسالہ کے
مقاصد کو ظاہر کیا ہے، اور نہ ہر الروض نے جو مطلق
اور ملاقی میں خلط بحث کیا ہے عدم جواز میں، اس
سے بھی چھٹکارا دیا ہے صرف بیس ڈول الی ش
کا معاطہ باقی ہے اور ان کے مدعیہ میں تحقیق یہ ہے
کہ جب تک مستحق پانی بالکل نہیں نکالا جائیگا کیونکہ طور پاک نہیں

قائدہ ۶ : در میں ہے کہ مطلق پانی آدھے سے
زائد ہے تو کھل سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے ورنہ
نہیں، اور یہ چیز مطلق اور ملاقی کو عام ہے تو چھوٹے
حوضوں میں وضو جائز ہے جب تک مستحق پانی کا برابر
ہو یا معلوم نہ ہو، اس کی تحقیق بحر، نہر اور منہج میں
موجود ہے، میں کہتا ہوں شرب لانی نے شرح و بیہ
میں دونوں میں فرق کیا ہے وہ بغیر دیکھا جائے اور
اور ش نے ان کے قول حقہ فی البحر کے پاس ن کا
استدلال ذکر کیا کہ ان کا اطلاق مفید عموم ہے، اور
بدائع کے قول اور قاری الہدایہ کے مذکورہ فتویٰ سے
فرمایا بحر میں دوسری عبارات سے بھی استدلال
کیا ہے مگر وہ ان کے حق میں معید نہیں، جیسا کہ غور
کرنے پر ظاہر ہوتا ہے، کیونکہ وہ جہا راست مطلق سے
متعلق ہیں اور جگہ اطلاق میں ہے، جیسا کہ ہم نے

المتاثر علی قوله المفید للمعوم ما نصه -

أقول نعم مفید علی فرض ان المستعمل
فی الملاق هو السطح الملاصق من الماء بحسب
المحدث لا غیر و هو اول المراح و انا أقول
لو كان كذلك لامتفع المستعمل من منفعة
الدنيا لا نك اذا أصيبت الماء علی يديك مثلا
فانما يلاق يدك سطح من الماء و سائر جسمه
منفصل عنها كما ان التلاق يكون بقطع
من يدك و سائر جسمها لیس الماء و الجسم
ابداً یکون اکبر من السطح فتكون العلة لغير
المستعمل فلا یصور مستعلاً ابداً و اذا جعلت
كله مستعلاً لتلاق سطحه سطح الجسم
فلا فائدة لفرقا حیث جرم و جرم فانه اسهل
امالة صیفة صار الكل مستعلاً و انما
صیبت صبا شديداً حتی كان ثخن الماء
اصناف الاول كان ایضا حمله مستعلاً فلا
دلیل علی التفرقة بین ثخن و ثخن ما لم یبلغ
حد اکثر و قول البیدائمه بحث منه و کسره
فی سؤال و جواب لا یقتل من الاصل صواب یحذف
کلام الامام المدیونی فانه نقل صریح و من
النصوص المصران کذلک صائلاً و دخال الید
والرجل و دخول المحدث فی البئر المصرح
مها فتلان الاثمة الثلاثة فی المثلث و
الشروط و انما و من و حمل کلها علی رواية
صیفة من لا یقتل ولا یحقل و عبارة المصر

واضح کیا ہے، اپنی تعلیقات میں اس پر ہم نے روشنی
ڈالی ہے، اس لیے ہم نے اس پر اکتفا کیا، اور
میں نے اپنی کتاب "ہذا الحق" میں لکھا ہے، یہ کہ
قول المفید للمعوم کے تحت لکھا گیا ہے، میری
عرض یہ ہے کہ
اس موضوع پر کہ مستعمل ملاقی میں وہ سطح آب ہے جو
تھوڑے کے جسم سے مل جاتی ہے، اس کے علاوہ کچھ
اور نہیں سمجھا اور وہ پہلا نزاع ہے، اور میں کہتا ہوں
اگر ایسا ہی ہوتا تو وہ سے زمین پر مستعمل پانی کا وجود
بھی ناپید ہو جاتا کیونکہ مثلاً اگر آپ نے اپنے ہاتھ پر
پانی بہایا تو آپ کا ہاتھ پانی کی سطح سے ملے گا اور
اس کا باقی حصہ اس سے الگ رہے گا جس طرح
تو آپ کے ہاتھ کی سطح سے جاتی ہے اور اس کا
باقی حصہ پانی سے کہیں نہیں لگتا ہے اور جسم ہمیشہ
سطح سے جدا ہی رہتا ہے، تو غلبہ غیر مستعمل کو ہر گز تو وہ
مستعمل کہیں نہ ہوگا، اور جب آپ سے کل کو مستعمل قرار
دیا کہ اس کی سطح جسم کی سطح سے مل رہی ہے تو ہم
ایک جرم اور دوسرے جرم میں فرق نہیں پاتے ہیں
تو اگر آہستہ سے بہایا جائے تو کل مستعمل ہو جائے گا
اور اگر سختی سے بہایا جائے اس طرح کہ پانی کا حجم پہلے
سے کسی گنا زیادہ ہو تو بھی کل مستعمل ہو جائے گا تو پانی کے
ایک حجم اور دوسرے حجم کے فرق پر کوئی دلیل نہیں،
تاہم قیاساً وہ حد کثرت کو نہ پہنچ جائے، اور ہر گز کا قول
تو محض ایک بحث ہے جس کو انہوں نے ایک سوال و
جواب کے ضمن میں ذکر کیا ہے یہ اصحاب امام ابی حنیفہ

صريحة في ان الماء المستعمل يقيم فيها فيكون
من الملقح دونك الملاقاة لا تعتبر بانهم
لا بد لهم ان يعترفوا منها فيدخلوا فيهم
قبل الغسل وذلك تلاقح لان الاختلاف
معهم عنه بالامتناع لاجل الحاجة الى ما
كتب عليه وقد علمت مما قد مناه في
الفصول الثلاثة ان الفحول الثلاثة كلهم قد
اعملوا محل النزاع ولكن لا يجب في الاعمال
انما القبح من العلامة الشامي تذب لهذا
ترك جمل ما في البحر لكونه في الملقح ثم
اورده عياصة الفسوي هم انها كما علمت صريحة
في المنطق حكمت ويجب استقالتها ايضا وقد
علمت ما في الاستدلال بالصور من شرح
مصادرة على المطلوب فليس باسند يهمل في
اصلا سوى بحث البداية ثم الواقع من اجل
لتواتر النصوص والروايات الظاهرة
الصريحة عن الائمة الثلاثة مصاد
لاجبا هم المنقول في الكتب المتقدمة حتى
البداية والمحدثين ولا تزال ثبت الله
ايات المسلمين بالقرآن الثابت في الحقيقة الوا
وفي الآخرة انه ولي ذلك العتد بر عليه ولا حول
ولا قوة الا بالله العلي العظيم وحصل ان الله تعالى
على سيدنا وولينا وآله وصحبه وابنه وحزبه
اجمعين آمين !

سے نقل نہیں ہے بلکہ مادہ بتوسی نے نقل پیش کی ہے اسی
طرح یا تحریف یا غلط کرنے اور بنے وغیرہ کے گزریں میں غلط
ہونے کے مسائل صراحتاً ثبوت و شروح میں مذکور ہیں اور
اور فتاویٰ میں بھی مذکور ہیں، اسی کو ہمارے ائمہ تشہ سے
نقل کیا گیا ہے، اب ای تمام چیزوں کو ایک ضعیف
روایت پر گولی کرنا انتہائی غیر معقول بات ہے، اور
فتویٰ کی عبارت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ مستعمل پانی
اس میں گرتے ہوئے طبع سے ہوگا نہ طلاق سے، نتیجہ یہ دھوکا نہ ہو کہ
ای کچلے یا ضروری نہیں کہ وہ اس سے پہلے کے ذریعہ پانی نکالیں تو وہ
باعتدال سے قبل اصل کو نیکے اور کسی کو تعلق کہتے ہیں، کیونکہ
اس طرح پہلے سے پانی نکالنا بالاتفاق معاف ہے،
کیونکہ اس میں عاقبت ہے اور یہاں تک میرا حاشیہ
ختم ہو، درجہ پنجم سے فصول ثلاث میں ذکر کیا ہے کہ
آپ کو معلوم ہوگی، سنا کہ تیسوں میں اللہ علیہ الصلو
محل نزاع سے غافل رہے، لیکن اس مسئلہ پر تعجب
نہیں، تعجب تو اس امر پر ہے کہ علامہ رحمہ فی اس پر
متنبہ ہو گئے اور جو بحر میں تھا اس کو ترک کر دیا کیونکہ
اس کا تعلق طبع سے تھا، اور پھر بھی فتویٰ کی عبارت ذکر
کی، حالانکہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے وہ طبع میں صریح ہے
تو اس کا استقاط بھی ضروری تھا، اور آپ کو معلوم ہے کہ
عموم سے استدلال میں ایک قسم کا مصادرہ علی مطلوب
ہے تو ان کے پاس بدیع کی بحث کے علاوہ کچھ نہیں ہے
بلکہ یہ عبارت نص میں متواترہ اور روایات میں ہر صحیحہ کے
مخالفت ہے اور ائمہ تشہ کا جو اجماع کتب مستندہ حتیٰ کہ

درائع اور بحر میں بھی منقول ہے اس کے بھی خلاف ہے لہذا اس کو طیب ذہن نشین کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ تم کو

ہم کہ تمام مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں حق پرست قدم رکھے وہ اس کا دال اور قاضی ہے اس اللہ علیٰ عظیم کے سوا کسی کو طاقت نہیں ہے اور صلوة ہمارے سردار ان کی آل اصحاب بیٹے جماعت تمام پر جوہ آمین! (ت)

فائدہ ۷ : نفس اس بحث کو ان نفاذ

پر ختم کیا ہے میں کہتا ہوں اور اس میں (یعنی جس کی طرف علامہ اور بحر کا میلان ہے) بڑی وسعت ہے خاص طور پر اس نفاذ میں جبکہ ہمارے بلذکی مساجد فیروزہ موقوفہ کا پانی ختم ہو جاتا ہے لیکن احتیاط ضمنی نہیں (ت) میں کہتا ہوں احتیاط قراسس میں ہے کہ وہ ایسوں

میں سے جو زیادہ قوی ہو اس پر عمل کیا جائے اور آپ کو معلوم ہے کہ جس طرف ان کا رجحان ہے اس پر کرتی دلیل نہیں! ادگما نش میں کبھی مروج روایت کو بھی درایت سے کر پڑا ہے، اور یہاں تو نہ روایت ہے اور نہ درایت، ہاں اگر ضرورت پائی جاتی ہے تو بقول امام مالک لہذا ہم شفعی عمل کی حد تک پائی جاتی ہے اور اس کے نزدیک یہ پانی ظاہر و طور ہے۔ (ت)

فائدہ ۸ : نفس نے تمہیں بحر کے قول پر

فرمایا دونوں مسئلوں میں کوئی فرق نہیں، یعنی طلق اور طلاق میں، اسی کی عبادت یہ ہے کہ ہمارے بعض مشایخ نے فرمایا اس پر نجاست کی روایت ولایت کرتی ہے کہ نہ نجس دوسرے کو بھی نجس کرتا ہے خواہ وہ طلق ہو یا طلاق، اسی طرح طہارت کی روایت پر۔ اور جب ضرورت عالی یہ ہے تو اسی پر اعتماد ہونا چاہئے بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ بہت سے علما نے اسکو

فائدہ ۷ : ختم هذا المبحث

بقوله قدت وفي ذلك دای ما حال اليه الخلاصة والبحر) قوسه عظیمه ولا سيما في شمس القطع المياء عن حيض الساجد وغيرها في بلاد ناو لكن الاحتياط لا يضر

اقول الاحتياط احمد باقوى الدليلين وقد علمت ان ما مالكا اليه لا دليل عليه والتوسعة قد تنهيم الميل الى رواية لغيرها من جهات حيدها ورواية وهما لا رواية ولا رواية نعم ان تحققت الضرورة في العمل بقول ما في الهدى مالك والشافعي رضي الله تعالى عنهما صد وجه ابن النجار المستعمل طاهر وطهور.

فائدہ ۸ : قال في المنحة حلی

قول البحر لا معنى للفرق بين السائلين يريد الملق والعلقة ما نصه قال بعض مشايخنا يدل عليه ايضا رواية النجاسة فاصح نجس ينجم خيرة سواء كان ملق او صلقا فكذا على رواية الطهارة واداکاست كذلك فليكن التحويل عليه مما قد اختار من كثير ومنه عامة من تأخر عن الشارح تابعه حلی

ثم انك حتى صاحب المهر مع ما فيه من
سرفه لعرج العظيم على الصلوات

اقول اولاً ان كان لقياس على رواية
النجاسة مباح كان الشيعة ابن النجاسة
احق بهذه المكروهات القسوية على رواية
النجاسة انما هي في التأثير في حد منها فكما
استويا عليها في التأثير بسلب الطهارة فكذا
على رواية الطهارة بسلب الطهارة لا
في عدم التأثير اصلاً وثانياً صرحوا ان ما
ورد على نجس نجس كحكته كمال النجس
يحصل للماء القليل كالماء كالماء
الوارد على نجاسة او ما عكس وادمت نقول
بثبته ههنا فكما ان الماء النجس يحصل
بجاسة حكمية يصير حكمه بسلب
الطهارة كذلك لجاسة الحكمية اذا وردت
على ماء قليل تجعل جميعه بسلب الطهارة
وقياس احدى السجنتين على الاخرى احق
بالقول من قياس رواية الطهارة على
رواية النجاسة وثالثاً هو الحد الحكم
انما يثبت بشبوت سببه وسبب النجس هو
ملاقاة النجس وهو حد من حد الملاقاة
كالعلاقة وسبب الاستعمال ملاقاة سببه

مقرر کیا ہے اور شارح کے بعد آنے والے علماء نے
حتی کہ صاحب نرسہ بھی ان کی متابعت کی ہے پھر
مسلمانوں کو تنگی سے نکالنا ہے اور (ت)

میں کہتے ہوں اولاً اگر قیاس کو نجاست فی رویت
پر گنجائش موجود ہو تو شیخ بن النجس اس کے
بر نسبت آپ کے زایہ مستحق ہیں، کیونکہ نجاست وال
روایت پر برابر کی تاثیر میں ہے نہ کہ عدم تاثیر میں جیسے
وہ دونوں سلب طہارت کی تاثیر میں برابر ہیں، اسی
طرح طہارت کی روایت پر سلب طہارت میں برابر ہونا
چاہیے کہ اصل عدم تاثیر میں مساوات ہو۔

ثانیاً اس امر کے خلاف تصریح کی ہے جو پانی
نفس پروردگار سے، بجلی گیس ہو جاتا ہے جیسا کہ
اس کا عکس ہے، یعنی ناپاک پانی کل تھوڑے پانی میں
ہوتا ہے خواہ وہ نجاست پر وارد ہو یا نجاست اس
پر وارد ہو، اس لیے اسی قسم کا قول ہم یہاں کر رہے ہیں
تو جس طرہ وہ پانی جو نجاست عکس پر وارد ہوتا ہے
اس کے طہارت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح نجاست عکس
جب تھوڑے پانی پر وارد ہو تو تم پانی کی طہارت
ختم ہو جائے گی، اور ایک نجاست کہ دوسری نجاست
پر قیاس کرنا زیادہ بہتر ہے بر نسبت اس کے کہ طہارت
کی روایت کو نجاست کی روایت پر قیاس کیا جائے۔
ثالثاً، یہی حل ہے، حکم جب ثابت ہو جائے
تو وہ اس کے سبب کے ثابت ہونے کی وجہ سے ہو جائے

محدثات او متقرب سوا دکان جو رود السماء
 علی الحدث او الحدث علی الماء وهو متصل
 فی الملا فی متلف علی فیہ لاس الماء
 المستعمل والنقی فی بعض فلا مایة ورد
 علی حدث ولا الحدث ودر علیہ ای ورد
 علیہ ما ورد علی الحدث ونبی حد سبب
 الاستعمال .

ورایا سمعت

حدیث سرفہ الحرج وہ قعد و خا صا لبس
 هؤلاء اکثریون الا المتأخرون عن البحر
 ونبی فیہم من یکون فی قول فی المذهب
 لا یجوز علی خلاف المذهب صاحب
 المعتقد المذیل بصرار الاجماع وھذا
 صاحب ابی حرقان لا یفتی ولا یعمل الا
 بقول لاجم الاعظم ولا یعدل عنہ الی
 قولہما او قول محدثا و غیرہما الا بضرورت
 صریحت دلیل اوقف صل مخالفہ کالمسألة
 وان صرح المشایخ باب الفتوی علی قولہما
 اھذا کان هذا فی قول امامی المذهب
 وقد احتویہ ما ظنک بما لیس قول احدھما
 ولا قول احد وکما سوا یتعنی احد
 وما صححہ احد وذلہ فی الدرس یتعنی
 مستند ، فکیف یعدل الی مثله عن مذهب

اور پاکہ ہوئے کا سبب ، پاک سے ملاقات ہے ،
 قودہ طقی میں بھی اسی طرے موجود ہے جس طرے طاقی میں
 ہے اور استعمال کا سبب محدث کے بدن سے ملاقات
 ہے یا متقرب کے بدن سے ملاقات ہے نہ وہ محدث
 پر پانی وارد ہو یا پانی پر محدث وارد ہو ، اور یہ چیز
 طاقی میں تو ہے طقی فیہ میں نہیں کیونکہ مستقل پانی جب
 حوض میں ڈالا جائے تو نہ تو اس کا پانی محدث پر
 وارد ہوا اور نہ ہی محدث اس پر وارد ہوا ، اور
 اس پر وہ چیز وارد ہوتی ہے جو محدث پر وارد
 ہوتی ہے اور یہ سبب استعمال نہیں .

راہبا آپ حرج رٹے کرنے کا معاملہ اور اس کا
 رد میں چکے ہیں .

حاشا یہ کثیر علماء بحر سے متاخر ہیں ، اور
 ان میں کوئی اس پر یہ کا نہیں کہ مذہب میں اس کا
 قول سند ہو ، خاص طور پر قول صحیح کے مقابل خاص پر
 اجماع برچکا ہو ، خاص طور پر جبکہ صاحب جسر
 فرما رہے ہوں ، قوی لہم اعظم کے قول پر کی گیا جائے
 نہ کہ صاحبین یا کسی ایک صاحب کے قول پر سوائے
 ضرورت کے ، مثلاً یہ کہ دلیل ضعیف ہو یا اس کے
 خلاف تعامل ہو ، جیسے خرافہ کے معاملہ میں جو اخوان
 مشایخ نے تصریح کی ہو کہ فتویٰ صاحبین کے قول
 پر ہے اور جب یہ معاملہ دو ائمہ مذہب کے ساتھ
 ہے اور وہ اس پر فتویٰ دے چکے ہیں تو جہاں کسی کا

جیم الاثمة الصحيح المعتقد ، وما مثل هؤلاء
 پیما ید سے اثمة المدعیہ کا حکم مثل احدنا
 عند هؤلاء اقل واحد ، لا ستوانا جميعا
 في وجوب الاستسلام للاثمة وردا وصدا او
 ان لا تكون لنا الخيرة من نعمنا اذا
 قصروا ، اما كثرة من تبعه اليه معتقد في
 اليه عرف ما هو اعظم كثرة واشد قوة
 من خوف اشرار هذا دورا نه في مشورت
 المذهب والشروع والفتاوى اعنف عند
 الاعتكاف مما لا يصح تعليقه ما فيه هذا
 الموضوع مما اخطأ فيه والمطأها اقبح
 لكثرة الصراخ بصحة نصيب وان متعجب
 فكونهم تدادوا هذه العبارات متوسلا و
 شروعا وفتاوى وقد يقيم كثيرون مؤلفا
 في حشر شيئا على فائق صحت بصدده
 فيقولون تلك العبارات من غير تفسير ولا
 تشبيه ليكثر ان قلون واصله واحد على اه
 وهذا امر اواقم ههنا كما ترى وبالله العصمة
 على ان كلام كثير منهم في السامع لم
 يسلم من اضطراب وهذا اليه حرقه قد
 اكثر من نقول ما قدمنا من حجتنا
 وفيها نقل الاجماع ونفس في مسألة البئر
 ان المذهب المتأثر ان الله طاهر عو طاهر

قول ہی نہ ہو اور نہ روایت ہو ، اور نہ کسی نے اس کی
 تصریح کی ہو اور نہ اس کے لیے مستند روایت ہو تو تمام اثمہ کا
 اجماعی مذہب چھوڑ کر اس کو کیسے اختیار کیا ہو سکتا ہے
 اثمہ مذہب کے سامنے ان کی قدر و قیمت اتنی

نہیں جتنی کہ ہماری رہنمائی کے سامنے ہے
 بلکہ اس سے بھی کمتر ، کیونکہ ہم سب پر اس کے حکم کا
 ماننا لازم ہے اور ان کے سامنے تسلیم فرم کرنا ہے
 اور سب کسی معاملہ کا وہ فیصلہ کریں تو ہمیں اپنی طرف سے
 کوئی اختیار نہیں اور ہر معاملہ کہ بجز کی اتباع بہت مشائخ نے
 کی ہے ایک مسئلہ میں بوجہ شدت وقت کے لڑنا سے اس سے
 برابر کم زیادہ ہے کیونکہ وہ متوی مذہب اور شروع اور
 فتاویٰ میں موجود ہے ، یعنی اعتکاف کی تعلیق کے لیے نہ ہونے کے
 لیے جس نے نہ مانا اگر یہاں ان کو غلطی ملے ہے اور یہاں
 غلط یا وہ قبیح ہے کیونکہ اس کی تعلیق کی صحت پر
 بکثرت تصریحات موجود ہیں اور مجھے تعجب ہے کہ
 فقہائے ان عبارات کو متون و شروح اور فتاویٰ میں
 قبول کیا ہے ، عام طور پر ایسا ہوتا رہتا ہے کہ ایک
 مؤلف ایک چیز ذکر کرتا ہے غلطی سے ، پھر بعد
 والے اس غلطی کو بلا تکرار نقل کرتے رہتے ہیں اس طرح
 ایک غلط کار کے نقل بکثرت ہو جاتے ہیں ، اور یہاں
 ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ، علاوہ ازیں
 ان میں سے اکثر کا کلام اضطراب سے خالی نہیں و
 خود بخود بہت سی فتویٰ ذکر کی ہیں جن میں جتنے اپنے دلائل
 بہت پیسے ذکر کیا ہے اور اس میں اجماع کو

نقل کیا ہے اور کنویں کے مسئلہ میں یہ صراحت کی ہے کہ نہ جب مختار یہ ہے کہ پانی ظاہر غیر ظہور ہے، اور ہر نے اسرار کی عبارت میں دریا ہے جو گردا، اور جب بحر نے محیط، توحیح اور تحفہ کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا جب مستعمل پانی کنویں میں گر جائے تو اس پر ٹپکی کہ آپ پر مخفی نہ رہے کہ عبارت پانی کے گرنے میں ہے نہ کہ دھوئی کے گرنے میں، اور اس طرح اس کے بعد کی عبارت اہل اور در نے بحر پر حسن کلام استدرک کیا ہے، اور اسی طرح ابو نسعود نے، اور ہم نے "تفسیر" اور ان سب کے اور میں کے کلمات نقل کئے ان تمام حضرات نے مکمل استعمال کے ساقط ہونے کی وجہ ضرورت کو

والله تعالى في حيازة الاصوات ما قال
ولما تمسك البحر لعبارة المحيط
والترشيح والتحفة اذ وقع الماء المستعمل
في البئر الزكمت عليه لا يخفك ان العباد
في وقع السماء لا المستعمل وكذا فيما بعد
والدراستدراك على البحر بلام الحسن
وكذا ابو السعود وقد منا كلمات من و
هم جيب، والحليته قبلهم عند اسقوط
حكم الاستعمال بالضرورة وهو كما علمت اعترافاً
بالحق بالضرورة.

قر دیا ہے اور صحیحاً کہ آپ نے ما، یہ امرات قر ہے۔ (دست)

قائدہ ۹، میں نے "الطرس المعدل"

میں محدث پانی میں اپنا سر، موزہ یا پیٹی ڈوبنے کا مسئلہ ذکر کیا ہے اور یہ کہ دوسرے امام کے نزدیک اس کو یہ کفایت کرے گا، و پانی مستعمل نہ ہو گا، اور اس میں صحیح یہی ہے کہ محمد کو اس سے اتنا حق ہے "اور یہ کہ مرد یہ ہے کہ برتن لا پانی مستعمل نہ ہو گا بلکہ وہ تری جو سر سے نکل جاتی ہے یعنی صرغ مسموم، تو ہانا چاہیے کہ یہ خاص صبح کے لیے ہے تو اس پر مفسر کو قیاس نہ کرنا چاہیے، بلکہ علما نے بالآج میں عرب یا کسی نے اپنا سر، موزہ یا پیٹی پانی میں داخل کی اور یہ وضو تھا، تو ابو یوسف نے فرمایا اس کے صحیح کو کافی ہے، اور پانی بہر حال مستعمل نہ ہو گا خواہ نیت کرے یا نہ کرے کیونکہ استعمال کے دو

فائدہ ۹، اقول دکت نے

الطرس المعدل مسألة اذ حال المحدث رأسه
او غطه او جبرمه في الماء وانه يجوز منه
عنه الامام الثاني ولا يصير الماء مستعملاً
وأي المصباح وفاق محمد فيها وان الرأه
لا يصير ماء الا ناء مثلاً مستعملاً بل البلة
الملتصقة بالرأس أي المسموم فقط فاعلم
ان هذا المصباح السهم فلا يقاس عليه
المقبول قال ملك العلماء في المدائم ادخل
رأسه او غطه او جبرمه في الماء وهو
محدث قال ابو يوسف يجرنه في المسموم
ولا يصير الماء مستعملاً سواء نسوي

اولیٰ یروى وجود احدی من الاستعمال وانما كانت
لا یفرض المسح یتأدی باصابة البیلة اذ
هو اسم للاصابة دون الاسالة صوریة شیء
من المحدث الی الماء الباقی من الاثناء وانما
نزل الی البیلة وکنه الإقامة القریة تحصل
بها فاقصر حکم الاستعمال علیها الله وحدها
یسادی باعلیٰ تداد است عدم انتقال المحدث
الی باقی الماء فی الاثناء واقتصار حکم الاستعمال
علی البیلة فی صور المسح انما كانت لا یفرض
لا یتحتاج الا سلة بیلة یتأدی فرضه وبها
تقوم قرینة فهو لم یتعمل الماء بل البیلة
بخلات ما وظیفته الفصل فانه اسالة فکانت
استعمالا للماء لا لمجرد بیلة فیقول به المحدث
فی جمیع ماسد الایة نقیضه ولا یتصور حکم
الاستعمال علی البیلة الملاقیة لسطح البیلة

میں سے ایک پایا جا رہا ہے اور یہ اس لیے ہوا
کہ مسح کا فرض اوقیٰ تری سے ادا ہو جاتا ہے کیونکہ مسح لگنے
کو کہتے ہیں مذکور بیان سے کہ قعدہ میں سے کوئی چیز
خبروت کر برتن میں پانی نکالیں تو وہ برتن تک متعلق ہوتی
اور اسی طرح اس سے قرینہ قائم ہوتی ہے تو اس پر
استعمال کا حکم محدود ہو گیا اور اس سے یہ بات واضح
ہوتی ہے کہ مسح میں حدت کا برتن میں پانی پانی کی طرف
متعلق رہنا اور استعمال کے حکم کا حدت برتن تک
محدود ہے کہ وجہ یہ نہ کہ یہاں شخص تری کی حدت ہے اسی سے
فرض ادا ہو جاتا ہے اور اسی سے قرینہ ادا ہوتا ہے
تو مسح پانی کا استعمال نہیں کیا بلکہ اس سے تری کا استعمال
کیا کہ حدت اس کے جس میں احسن ضروری ہے کیونکہ
اس میں بہا ضروری ہے تو وہ پانی کا استعمال کا متعلق
کا نہیں ہوگا قعدہ برتن کے تمام پانی کی طرف
متعلق ہوگا کیونکہ وہ برتن ہے اور استعمال کا حکم اس تری

علیٰ اقول قوله لوجود متعلق بالمتعلق ای
صیور و صیور الماء مستعلا لوجود انزاله
المحدث وان لم یکنه واقامة القرية ایضا
ان فی منقبة فلا یصیر مستعلا وان
وجد السبب من وانما كانت هذا
الانقضاء لانه لم یتعمل الماء بل
البیلة وذلك لان فرض المسح انما

اقل اسکا قول لوجود متعلق سے متعلق ہے یعنی پانی کا
مستعمل ہونا حدت کے ازالہ کہ وجہ سے اگرچہ
نیت نہ کرے اور قرینہ اور اگر لگے بھی اگر نیت نہ کرے متعلق
ہے تو مستعمل نہ ہوگا اگرچہ دونوں سبب پائے ہیں
اور یہ انتفاء اس لیے ہے کیونکہ اس نے پانی استعمال
نہیں کیا صرف تری استعمال کی اور یہ اس سے ہے
کہ مسح کا فرض الخ ۱۲ منہ

(دست)

غفر له (دست)

لے بدائع الصنائع فصل فی الطہارة لِحَقِيقَةِ ايجایم سعید گنجی گراچی ۱/۴۰

الغسل واجب لئلا يحصد به اسالة ولا
غسل فظہر الامر وبالله التوفیق فلا حجة
فيه للمسورین بین الملائكة والملق وليس
جناہ علی تلك السالة۔

اقول والدلیل القاطع علیہ انہ
اما یوسف القائل بجاسة الماء المستعمل لم
یقن ہمد بہ صریحاً قال اما ما رقیقہ الخفس
یوسف سر علیہ اللہ تعالیٰ فی قولہ انہ
الماء فی کل شیء یصل الیہ من المیاء فلا
یصل الیہ مستعملاً لہ من اجاج المیاء
ان النجاسة تسوی فی القبول لا فرق بین
لکثیر وبعید والقبول وقد شدد۔ قدیم
عن البدائع فی مد فیہ ما کان مذهب النیسہ
وہی فی بادی لرائی انہ سبیل الملائكة
سبیل لخلف فی الصلح والملائكة واستند
ما ذکرہ جواباً عنہ من الفرق بین
الغسل والمسح اما ترقی فی وجہہ فالوجه
حمد المحتشد وليس علینا ابد اوہ۔

واقول یخطر ببالی واللہ تعالیٰ اعلم
ان الاجسام کما قد مت جو اہر خسودہ
متراکمة متفرقة حقیقة متصلة حاد واصر
العسل لا یتادی الا بجسم حادی ذی شحصالہ

نک مجرور نہ رہے گا جو بدن کے ظاہر کی سطح سے متصل
ہے کیونکہ ترقی سے نہ بہانا حاصل ہوتا ہے نہ غسل،
تو معاملہ توفیق اللہ ظاہر ہو گیا، اس میں ان لوگوں کو کئے
حجرت نہیں جو طلق اور طلاق میں فرق نہیں کر سکتے تو اسکی
فیاد اس مسئلہ پر ہیں۔ (ت)

میں کہتا ہوں، اس پر طلق، ایل یہ ہے کہ
ابو یوسف جو متعلق پانی کی نجاست کے قائل ہیں وہ
یہاں نہایت قائل نہیں کرتے، امام فقہیہ شمس نے فرمایا کہ ابویوسف
فرمایا، پانی ہر اس چیز میں نجس ہوتا ہے جو صحتی صافی
ہے، اور جس پر سکنا پاتا ہے اس سے مستعمل شہو گناہ
حالانکہ ہر مہرہ اسباب کہ بواجب ہے کہ نجاست تھوڑی
پانی میں برائیت کو قیاس غلام کم ہو یا نہ، ہر آئینے سے
بہتہ پانچ گونگی سے قرآن کا جواب ہو گیا، اور
بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ خلعت کی طرف ہے
طلق اور طلاق میں اور جو جواب میں سننے والی وہ بھی
واضح ہو گیا یعنی یہ کہ غسل اور مسح میں فرق ہے اور
اس کے استدلال میں میرا توقف کرنا اس لیے ہے کہ
ایل پیش کرنا مجتہد کا کام ہے، اور میں اس کا ظاہر کرنا
لازم نہیں۔ (ت)

میں کہتا ہوں کہ بہتر جاننا ہے میرے دل میں
یہ خطرہ گرنا کہ احسام عیالہ کہ تم سے پہلے کچھ جو اہر فردہ
میں نہ تھے ہیں حقیقتہ متفرق ہیں درہنہ متصل
ہیں، اور دھونا ایسے جسم سے ہو سکتا ہے جو پانی کا

یہی سائل علی البدل سیلان فلا بد فیہ من
اعتبار المحسوس وفي الحق الماء الحاصل
في محل واحد شيء متصل واحد فحصل
الاستعمال لكل للحصول التلقی كل في نفسه
تولد على الماء وانما سقط الحكم عن الكثير
لان الشروع جعله كالجارى فلا يتأثر ما لو
يتغير كما سبق تقريره كل ذلك اما السهم
فمجرد اصابة من دون اسالة متكشف
فيه جواهر قریبة تقيد بله وهي مستحقة
عما فوقها فيقتصر النفاذ علیہ ولا يتعدى الى
سائر الاجراء لعدم الحاجة اليه ترك
الحقیقة وبه استبان ما قلناه من عدم
النفاذ على البدل وظهر الجواب عما ذكره
من النظر و اشار اليه المحقق حيث اظهر
ايضا انهم يقولون في نظر هذا ما عندك في
تقريره وحيد العمل موعده ويحتاج الى
تلفيف الفريضة وكيف ما كان لاجبة فيسما
للمستوفين بل هو محبة عليهم لدلالة نحو
ان قصوا الحكم على البلة دون بقية ما في الائمة
لعدم الحاجة في السهم الى الاسالة فافاد ان
فيها وظيفته الاسالة يعم الحكم جميع ما في
الائمة وهو المقصود۔

فائدة - اقول والله التوفيق
عالمات الوضوء من الحوض و

برادر اس میں حجر برادر جسم پر ہوتا ہوا نظر آئے، تو
اس میں محسوس کا اعتبار ضروری ہے اور اس میں جو پانی
جو ایک جگہ پر متصل واحد ہے تو کل پانی متصل ہو گیا
کیونکہ طاقہ کل سے ہی ہے، جیسے کہ وہ نجس است جو
پانی پر وارد ہوا، ہو کر کثیر سے اس سے ساقط ہو گیا
کیونکہ شریعت سے اس کو جاری کے حکم میں رکھا ہے
تو جب تک اس میں تغیر نہ ہو تو نہ ہو گا جیسے کہ اس
تقریر زری اور مسح میں صرف پانی کا لگانا ہے نہ کہ
بہانا ہے، تو اس کے لیے قریب جواہر ہونا کافی ہے
جن سے تری پیدا ہوتی ہے اور وہ جو برادر پر دوسرے
جواہر تو طاقہ اسی پر منحصر ہے لی اور باقی جواہر کی
طرف منتقل نہ ہو گی کیونکہ ترک حقیقت کی حاجت نہیں اور
اس سے معلوم ہو اگر طاقہ صرف تری تک محدود ہے
جیسے رہنمائے فرمایا، اور جو نظر میں نہ ذکر کی ہے اس
سے جواب ظاہر ہو گیا، اور محقق نے اس کی طرف اشارہ
کیا کیونکہ بن ہام نے فرمایا اس میں نظر ہے پھر نہ ایک سکہ تری
یہی، برہر متوان کیلئے اس میں کوئی تری نہیں جو ملتی و
ملائی میں برابری کے قائل ہیں، بلکہ یہ ان کے خلاف
حجت ہے، کیونکہ اس کا طوی اس پر لائن کرنا ہے
کہ حکم تری پر مقصور ہے، جو برتن میں باقی ماندہ پانی ہے
اس پر نہیں ہے کیونکہ مسح میں اسارت کی ضرورت
نہیں، تو جنوں سے بتایا کہ جہاں بہانا ہوتا ہے وہاں
حکم برتن کے تمام پانی کو عام ہوتا ہے اور یہی مقصود ہے،
فائدہ - میں ترمذی کہتے ہیں کہ یہاں دو لفظ ہیں
الوضوء من الحوض اور الوضوء في الحوض۔ قاسم نے

به غير العلامة قاسم تسامعاً وفي الحوض وفيه
عبد العلامة ابن التتمة ومسوى بينهما البحر
فتاسمة يقول من كصمد ومقالته واسم
رسالته واخرى في كطاري عباس ته و
قد علمت ان الثاني يمتثل وجيب الوضوء
خاص به بحيث تقتر العسالة فيه ولو بعد
الجرى امت على الامر من والوضوء فيه لبعض
الاعضاء ذلك متفق وهذا صلاق واللعط
الاولي يمتثل ثلثة وجوه هذين والوصوء
خاص به بالاعتراض منه بحيث لا تصل
العسالة اليه كالوضوء من يترن مسزم و
هذا الثالث على ثلثة وجوه الاعتراض
بانا بحيث لا يصيب ثلث من بيد الماء
وباليد لعدم اتاء احد وجوده على ال
جائز بالاجماع ولا يترهم فترقب لعل
به الحب الماء وكذا الثاني لكان الضرورة
لا اتمام لعل ان يبد من قدر الحاجة
او قدره للاعتراض ثم فوي الفصل فيه فاني
هذيت يعودان الى صورة العسك كالثالث
ففي هذا الاس بوجوب الماء كله مستعملاً

تسامع سے کام لیتے ہوئے من الحوض سے تعبیر کیا اور ابن التتمة
نے وضوء الحوض سے تعبیر کیا اور بقرنے ان دونوں کو برابر کیا۔
کبھی تو من کہتے ہیں، جیسا کہ انھوں نے اپنے مقالہ
کی ابتداء اور رسالہ کے نام میں، اور کبھی فی استعمال
کیا جیسا کہ عبارات کے درمیان میں کیا اور آپ
جہاں چکے ہیں وہ سراد و جہوں کا احتمال رکھتا ہے،
ایکے وضوء کے باہر اس طرح کہ وضوء کو عرض میں لے
خواہیں پر بہرہ کر جائے اور ایک یہ کہ وضوء اس طرح نہ لے
کو عرض میں احضار ڈوبے جائیں وہ متفق ہے اور یہ
طلاق ہے اور پہلا نظائرتین وجہ کا محتمل ہے، دو تو
یہی اور تیسری یہ کہ عرض کے باہر عزیز کو عرض سے چھوڑ
پانی میں اس طرح کہ وضوء کو عرض میں لے چھوڑ دے
کے کہیں سے کیا جاتا ہے۔ اور اس تیسری وجہ میں
بھی تین وجہ ہیں ایک تو یہ کہ برتن سے پانی میں طرح
کو ہاتھ پانی کو نہ لے، دوسرے یہ کہ ہاتھ سے لیں جبکہ
برتن نہ ہو، تیسرے یہ کہ ہاتھ سے میں لیکن برتن کو نہ ہوا پس
اگر ہاتھ جائز ہے اور اس پانی میں غل کا رسول ہی سے تیار ہوتا ہے تو
دوسرا بھی جائز ہے کیونکہ ضرورت ہے، ہاں اگر ضرورت
سے زائد ہاتھ داخل کیا یا بقدر ضرورت ڈالا پھر اس
میں غسل کا ارادہ کیا تو یہ دونوں صورتیں ڈوبنے کی ضرورت

لہذا ای او خال الزا شد علی قدر حاجۃ
الاعتراض ونیۃ الفصل فیہ والاعتراض
ببید محدثۃ مع وجود الاناء والوضوء
فیہ بعس الاغضاء منہ خفر لہ۔ (م)

یعنی چتر کی مقدار سے زیادہ داخل کرنا اور پانی میں دھونے
کی نیت کرنا اور برتن کے ہوتے ہوئے محدث ہاتھ کے
ذریعے پانی نکالنا اور پانی میں اغضاء ڈبو کر وضوء کرنا
(اور نہ خفر لہ دت)

قلیل کان اوکثیرا احادیث کی کثیرا امال اول الثانی
 اعنی الوضوء خارجہ صم و قرح الغسلۃ فیہ
 و الصبیح المعتمد انہ لا یفسد الماء ما لم یساق
 او یغلب علیہ ہذا احکام الصور الخمس قد
 وصحت بحمد اللہ تعالیٰ مثل الشمس و یساق
 ظہر ای العلامة عبد البر صاحب فی حکم الاذین
 الاول دوم الخافص والعلامة فی التفسیر و
 البحر و من تبعہم بالعکس ثم معہ فیما خالف
 الصحیح حدیث روایات و اقوال مفصلة فی
 البیان و غیرہا انت الماء المستعمل یفسد
 المطلق مطلق و ان قبل او اذا استباح
 مواضع انظر او اذا مال سیلانا والکل حاصل
 فی الوضوء فی الوضوء الصغیر بالمعنی الاول
 بخلاف الخلاء الجلة فلیس باید یعم الا
 بحث وقع فی البدائع علی خلاف النصوص
 الصراة و اجماع ائمة المذہب و عنی اللہ تعالیٰ
 صرم والحق ، هو هذا الفرق ، الذی و حق
 المولی سبحنہ و تعالیٰ عبد الدلیل ،
 بتحقیقہ الحلیل ، بحیث احاطہ ان شاء اللہ
 تعالیٰ بكل کثیر و قلیل ، و بدو العیة القوی
 فی التضریم و التامیل ، فله الحمد علی ما
 اولی ، و الحمد للصلوات علی ، و التسلیات
 النکبات العباسکات علی المولی ، و الہ و
 حمیہ ، و ابنہ و حزیہ ، کنایہ حبیبنا و
 یومئ ، آمین ، و الحمد للہ رب العالمین
 و اللہ سبحہ و تعالیٰ علیہ السلام محمد و آلہ و احکم

میں شمل میں جیسی کی تیسری ، تو ان چاروں صورتوں
 میں شمل میں مستقل ہو جائیگا اور کم ہو جائیگا وہ جب تک کہ نہ ہو جائیگا
 لیکن دوسرے کا پسند یعنی وضو کے باہر وضو کرنا اس
 طرح کہ وضو اس میں گرتا رہے تو صحیح اور معتبر ہے
 کہ جب تک وہ پانی کے برابر نہ ہو یا اس پر لب
 نہ ہو پانی کو تا سب سے گرا دے یا پانچوں صورتوں کے
 احکام ہیں اور میں نے بعد انہ سورج کی طرح واضح کر دیا
 اور اس کی برتری کہ حدیث عبد البر نے پہلی بار وضو تو کیا بیان میں
 کوئی غلطی میں کی مگر پانچوں میں غلطی کی اور علامہ قاسم
 اور بحر اور ان کے قبیلین نے برعکس کی پھر ان کے ساتھ
 ان صورتوں میں جن میں مخالفت کی منہ و روایت و
 اقول میں جن کی تفصیل پہلے وغیر میں ہے ، مثلاً یہ مستقل
 پانچوں میں کہ حدیث ماسد کر آتا ہے غرض کہ
 کہ کیوں نہ ہو یا قطروں کے مقامات ہی ہر ہوں یا ایک
 قرب ہے اور یہ سب چھوٹے وضو میں وضو کرنے سے
 حاصل ہے ، لیکن پہلے معنی کے اعتبار سے ، بخلاف
 ان میں ان قدر علما کے کہ ان کے ہاتھ میں سوا سہ اس
 بحث کے کچھ نہیں پر تصور بہتر تر ، اجماع محمدیہ کے
 خلاف بدائع میں آتی ہے و اور حق وہ فسق ہے
 جس کی اپنے دلیل مدے کو من سحز نے توفیق دی
 تحقیق جلیل کہ اس سے کثیر و قلیل کا احاطہ کیا اور انہما
 کو پہچان اس کے حد سب سے ادنیٰ ہے بہتر صلوة و
 سلام افضل مبارک مرکز تھا پر ان کے آل صیہ
 اولاد جماعت پر جیسا کہ ہمارا رب پسند فرمائے ہیں
 و الحمد للہ رب العالمین فی عزم - (ت)

مسئلہ ۳۰۔ مسئلہ موزنی مذکر صاحب مدین سہسوانی ۲۹ ربیع الاول شریع ۱۲۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص غسل جنابت کی حاجت میں غسل حوض میں کرے تو حوض پلید ہو جائے گا یا نہیں؟ یہ کہتا ہے کہ حوض میں کوئی شخص متواتر گھسے تو پلید ہو جاتا ہے بکہ کتا سب آدمی پاک صاف لکھا تو نہ پلید ہوتا ہے مذکورہ بیان نجاست سے رنگ بزمزہ بدل جائیگا تو پلید ہو جائیگا۔ جینو تو جروا۔

الجواب

حوض کتنا ہی چھوٹا پانی کتنا ہی کم ہو کسی پاک صاف آدمی کے جانے نہانے سے جس کے بدن پر کوئی نجاست حقیقیہ نہ لگی ہو ہرگز ناپاک نہیں ہوتا اگرچہ نہ نہانے کی حاجت ہی ہو اگرچہ وہ خاص ازاد جنابت ہی کی نیت سے اُس میں گی ہو ہمارے ائمہ کے صحیح و معتد و مفتی بر مذہب پر غسل بھی اُتر جاتا ہے گا اور حوض بھی بدستور پاک رہے گا اور اگر آبِ حوض مائے کثیر کی مقدار پر ہے جب تو جنب کے نہانے سے مستقل برنادر کنار یا جہاں تمام تذکرہ کسی نجاست حقیقیہ کے گرنے سے بھی ہرگز ناپاک نہ ہوگا جب تک اس قدر کثرت سے نجاست نہ گرے کہ اس کے رنگ یا بزمزہ کو بدل دے اسی پر قوی ہے یا ایک قول پر اُس کا نصف یا اکثر نجاست مرتب ہو کر گرنے سے ہوتا پانی تو باجماع قطعاً تمام اُمت محمدیہ علی سیدہ با فضل تہذیب کثیرہ سے رخصت ہے اور کسی طرح ناپاک نہیں ہو سکتا جیسے وہی میں مسجد فقہوری کا حوض جس میں نہانے سے لانی جوتی نہ پڑی ہے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں ہمارے علمائے کے دو قول ہیں،

(۱) جس پر آدمی عادل شہادت دے کہ ایک کنارے کی پڑی جوتی نجاست کا اثر دوسرے کنارے تک نہ پہنچے گا اُس کے حق میں وہی کثیر ہے اور اثر نہ پہنچے گا معیار یہ کہ ایک کنارے پر دھو کیا جائے تو دوسرے کنارے کا پانی قرآن سے اُپر نہ ہونے کے نزی حرکت یا دیر کے بعد پانی کے اُٹھے جھینے کا اعتبار نہیں۔

(۲) جس کی مساحت سطح بالائی وہ درود یعنی اُس کے طول و عرض کا سطح سوا چارہ ہو اور گہرائی اتنا کہ لب میں پانی لیجے سے زمین نہ لگے وہ کثیر ہے ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اصل مذہب وہی قول اول سے اور عام متدین مذہب نے قول ثانی اختیار کیا اور بکثرت مشایخ اعلام نے اُس پر قوی دیا بہر حال یہ قول بھی قوی تمام مذاہب کے اقوال سے زیادہ احتیاط رکھتا ہے ہاں اگر پانی مقدار کثیر سے کم ہے تو البتہ کتنی ہی ذرا سی نجاست اگرچہ خفیہ کے گرنے یا کسی ایسے شخص کے نہانے سے جس کے بدن پر کچھ بھی نجاست حقیقیہ لگی تھی ضرور بالاتفاق ناپاک ہو جائیگا اور ہمارے جمیع ائمہ مذہب کے مذہب صحیح و معتد پر جبکہ اُس سے کوئی حوض طہارت ساقط ہو مثلاً جنب نہانے یا محدث دھو کر سے یا بغیر طہارت مثلاً پلوں میں پانی لینے کے سوا صاحب حدث کے کسی نے دھوئے

حصہ کا جسے دھونا ضرورت تھا کوئی چیز کسی طرح اگرچہ بلا قصد اُس سے دُھل جائے) یا بریت قریت استعمال میں لایا جائے
 (مثلاً با وضو آدمی وضو نہ کر کے اُس کی نیت سے اُس میں کسی حصہ کو غلط دسے کہ دھوئے) سارے پانی مستعمل ہو جائیگا
 کہ پاک تو ہے مگر غسل وضو کے قابل نہ رہا جب جو شخص صغیر میں یہ صورت واقع ہو تو اس کے مطہر کرنے کے لیے
 دو باتوں میں سے ایک کرنا پڑے یا تو مطہر پانی مستعمل پر غالب کر دینا یا حوض کو لبریز کر کے مطہر پانی سے بہا دینا
 اولیٰ کی صورت یہ ہے کہ حوض میں خود ہی اُس شخص کے نہاتے پانی کے علاوہ بلا ضرورت ڈالنے وقت نصف حوض
 سے کم پانی تھا تو اب مطہر پانی سے بھر دیں کہ یہ مستعمل سے زیادہ ہوگی اور اگر اُس وقت نصف یا زیادہ حوض میں پانی تھا تو
 پچھلے آسپا ل نکال دیں کہ حوض کا اکثر حصہ خالی ہو جائے پھر مزید تک بھر دیں مثلاً حوض کو لبریز کر دینا یا لائیکساں مساحت رکھنا
 دیگر گھرا ہے اور اس شخص کے نہاتے وقت اُس میں گر بھر پانی تھا تو پاؤں گروہ پانی نکال دیں اور تشرہ گروہ تھا تو سرا گروہ
 کھینچ دیں کہ بہر حال سوا سرہ گروہ خالی اور پسنے سرہ میں پانی رہے پھر پانی سے بہا لے بھر دیں اور دوم کی شکل یہ
 کہ حوض میں اُس وقت پانی کتنے ہی ہو اُس میں سے کچھ نہ نکالیں اور نیا پانی اُس میں پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ کناروں
 سے پانی کو نہ جاسکے یہ دوسرا طریقہ ناپاک حوض کے پاک کرنے میں بھی کفایت کرتا ہے جبکہ ناپاک چیر نکالنے کے قابل حال کہ
 پانی سے پانی کرنا دینا ہر ہے کہ اُس وقت حوض میں پانی نصف سے جتنی کم ہو پہلا طریقہ سب سے بہتر ہوگا دیگر گروہ سے
 حوض میں اُس وقت چار ہی گروہ پانی تھے تو نصف چار گروہ پانی اور پہنچا کر چار گروہ پانی دیں کہ مستعمل سے مطہر کثیر
 ہوگی اور اس وقت پانی نصف سے تھا، یہ دوسرا طریقہ سب سے بہتر ہوگا کہ اس میں نکال کچھ نہ پڑے گا اور کم حصہ
 خالی ہے جسے بھر کر پانی ہوگا اور جہاں دونوں صورتیں دشواری و حرج صریح رکھتی ہوں وہاں اگر قریب بعض عمل پر عمل
 کر کے اُس میں سے عیس ہی ڈول نکال دیں تو امید ہے کہ ایسا مشاۃً تعالیٰ، اسی قدر نکالی جو یہ یس اللہ بسک
 الیسر و یسید بیکم العسر (نہ قوی تر پڑنا چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا) سب سے زیادہ صورت ہر بات
 یہ ہے کہ وہاں کوئی نہ ہو جنہ سے حوض بھرا ہو اور ہو گیا مستعمل اب اُس کے نہاتے یا مستعمل پر مطہر بڑھانے کے لیے پانی
 کہاں سے لائیں لہذا اس صورت نمائش پر عمل ہوگا و باتہ الترمذی۔

درمیان میں ہے :

لا یجوز (ای مایع الحدث) بقاء استعمل	جا نہ نہیں (یعنی رفع حدث) اُس پانی سے جو حدث
لا یجوز قریۃ او استقاء حوض من ماء ید غسل	دُور کرنے یا قریۃ حاصل کرنے کے لیے استعمال میں لایا گیا
یدہ اور جلہ فی حب لغیر اعتراک و نحوہ	مثلاً یہ کہ اپنا ہاتھ یا پیر کسی گزشتے میں داخل کر دے
فلا انفصل عن حضورہ ای لم یشتقر علی المذہب	اور اس کو مقصود چلو بھر کر پانی لینا نہ ہو تو وہ حضور
و طوطا طس و لو مس جنب و هو الطحس	سے قُرب ہوتے ہی مستعمل ہو جائے گا خواہ اس پر

لیس بطور محدث عن المحمد فحدث العس
 نے بتوڑا بحسن علیہ الاصلح . یہ ط حد
 والماء مستعمل ان مختلفا .
 ہے وضو کسی کنویں میں غوطہ لگائے اور اس کے جسم پر کوئی نجاست نہ ہو اصح یہ ہے کہ وہ پاک ہے اور پانی مستقل
 ہے احد مطلقا . (ت)

رد المحتار میں ہے ،

قوله الاصح هذا القول ذكره في الهداية
 مرواية عن الامام قوله الزيلعي والهيثم
 وغيرهما تصانصا صاحب الهداية هذه
 الرواية اوفق الروايات وفي فتح القدير
 وشرح المحم فيها الرواية المصححة
 قال في البحر بعد ان المذهب المختار
 في هذه المسألة ان المذهب طهیر .
 طهیر غیر طہور اھ مختصراً .
 درخت میں ہے ،

انضبة لم يحاط بها مثلاً كاستعمال الاجزاء
 فان المطلق اكثر من المصحح حار التطهير
 والا لا اھ ملخص .
 رد المحتار میں ہے ،

ی و ان لم یکن المطلق کثیراً کان اقل
 و مساوی لا یجوز .
 یعنی اگر مطلق زیادہ ہو مثلاً یہ کہ کم ہو یا ص وی تو
 جائز نہیں احد (ت)

۳۷/۱	مجتہد فی دہلی	باب النیاء	لے در مختار
۱۴۸/۱	مصحف البانی مصر	"	مطہر دہلی
۳۴/۱	مجتہد فی دہلی	"	مٹہ در مختار
۱۳۴/۱	مصحف البانی مصر	"	مٹہ در مختار

اور حق میں ہے :

وضو جائز ہے اُس باری پانی سے جس میں نجاست گری
اور اس کا اثر یعنی مرہ، یو یا رنگ اس میں نہ ہو
نہ ہو، بظاہر یہ مردہ کو بھی عام ہے، کمال سے اس کو
ترجیح دی ہے اور ان کے شاگرد قاسم نے کہا کہ یہی
مختار ہے، اور تہر میں اس کو تقویت دی اور مصنف
نے اس کو برقرار رکھا، اور قسطنطینی میں مضمرات
سے نصاب سے منقول ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ در
کہا گیا کہ اگر اس پر آدم یا زائد ہماری سورت جائز نہیں
اور یہی احوط ہے (اور اسی طرح) جائز ہے (مشرع سے پہلے)
کثیر پانی سے جس میں نجاست گری ہو اور اس کا
اثر غیر مرنی ہو خواہ اُس جگہ سے ہو چہاں نجاست نظر
نہ آئے، اسی پر فتویٰ ہے بحر (اور معتبر) ٹھہرے ہوئے
پانی کی مقدار میں (جس کا تے راستے کا ردھان ہو)
یعنی اس شخص کی رائے جو اس معاملہ سے مشفق ہے
(اگر اس کو یہ ظن غالب ہے کہ نجاست یہاں سے تجاوز
کے دوسری طرف نہیں گئی ہے تو جائز ہے اور نہ
نہیں) یہ ظاہر روایت ہے اور یہی صحیح ہے غایت بخیر
میں۔ اور تہر میں ہے کہ اس کا اعتبار کر لینا زیادہ مناسب
مسلک میں کوئی رائے نہیں ہوتی ہے، اسی لیے متاخرین علما نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور مختصراً (دلت،
رد المحتار میں ہے :

يجوز بجا و وقت فيه نجاسة ان لم ير اثره
وهو طعم او ريح او لون (ظاہر معجم الجبيلة
وسر حجه الكمال وقال تلميذه قاسم انه
المختار وقواعد في لسهروا قرة المصنف وفي
القبست في عن المضمرات عن النصاب و
عليها الفتوى وقيل ان جبري عليه
نصفه فاكثر لم يحرز وهو احوط (و كذا)
يجوز (بركك) كثير وقع فيه بجس لم
ير اثره ولو لم يوصف وقع المبرئية
به يفتي بهو (و المصنف) في مقتدار
الراكذ (اكبر راي) المبتلى به (فان غلب
على طئه عدم خدعه المتعدي الى
المجانب الاخر جازو الا لا) هذا خلاص
الرواية وهو لا يصح حاية وغيره وفي
النهي ان اعتبار المصنف لا يصح
في حق من لا يراه من العوام فلذا اطلق
به المتأخرون الاعلام اه مختصراً

چراغ وغیرہ میں ہے کہ بڑا کتاب وہ ہے کہ جس کے
ایک کنارہ کی حرکت سے دوسرے کنارہ کی حرکت

في الهداية وغيرها ان التقدير العظيم لا يتحرك
احد طرفيه، يتحرك الطرف الآخر وفي

في المراح ان طهر المذهب وفي الزيدون طهر
 المذهب وقول المتقدمين حق قال في
 الهدى ثم والمحيط اتفقت الرواية عن أصحابنا
 المتقدمين ان طهر المذهب بالتحريك وهو ان
 يرتفع و يسقط من تحته لا بعد الحركة
 ولا باعتبار اصل الحركة والمعتبر حركة الوضوء
 هو لا صفة محيط و حادوي القدم هي ولا يفتي
 عليه ان اعتبار الموضع عدة الس لا تقدير
 شيء منه وفي الظاهر لا اعتبار بالتحريك
 لان غلبة الظن امر بافتي بجنت وتحرريك
 الطرف الاخر حسي مشاهد لا يختلف معادى
 كلامها معقول تحت ائمتنا الثلاثة في ظاهر
 الرواية ولو امر من حكم على ذلك يظهر
 التوفيق بان السراة خمسة لظن بانه لو حرك
 فوصل الى الجانب الاخر لم يوجد التحريك
 بالبعد فليست اصله ملغصا .

اقول هذا الذي ابداه من التوفيق
 حسي بالنقل حقيق فانت من وجده في
 البرية ما في احد جانبي شجاسة فهل
 يزعم ان يتوسطا في الطرفين الاخر
 يجرب على نفسه انه يتحرك امر لا فان وجد
 يتحرك عليه حجب و اى شيء يجتنب وقد

برہ اور معراج میں ہے کہ طہر مذہب یہی ہے۔
 اور قیاسی میں ہے کہ یہی طہر مذہب ہے اور متقدمین
 کا قول ہے یہاں تک کہ بدائع اور محیط میں ہے کہ
 ہمارے اصحاب متقدمین کی روایت اس پر متفق ہے
 کہ اعتبار طہر کا ہے اس کے ساتھ ہی پانی اور نیچے جھٹکے
 کے ذکر و رد اور عام حرکت کا اعتبار نہیں اور معتبر وضو
 کی حرکت سے یہی اصح ہے ، محیط اور حادی قدسی ۔
 اور تجزیہ پر یہ بات غلط ہوئی ہے کہ غالب ظن کا اعتبار بافتی شرعی
 یہ ظہر میں حرکت کے اعتبار کے مخالف ہے کہ نہ غلبہ ظن ایک ظنی امر ہے
 جس میں اختلاف ہوتا ہے اور دوسرے کا رد کہ حرکت دینا
 ایک حسی ہے جس کا ثبوت ہوتا ہے اور اسی میں کہ ان ائمہ میں ہر پھر
 یہ دونوں چیزیں ہر سے ائمہ طہر سے طہر روایت
 میں معقول ہیں اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس
 پر کلام کیا ہو ، اس میں تطبیق کی شکل میرے نزدیک
 یہ ہو سکتی ہے کہ جب بالفعل تالاب کو حرکت دی جائے
 تو اس امر کا غلبہ ظن ہونا چاہیے کہ اگر حرکت دی جاتی
 تو دوسرے کنارے پر حرکت پیدا ہوتی حقیقتاً نہ ملغصا ۔
 میں کہتا ہوں تطبیق کی جو شکل انھوں نے
 پیش کی ہے نہایت مستحسن ہے کیونکہ اگر کوئی شخص
 جنگل میں پانی کا تالاب پائے جس کے ایک کنارہ پر
 کچا ست ہر تالاب کیا یہ معقول بات ہوگی کہ اسے حکم
 دیا جائے ، جہاں اس کے دوسرے کنارے سے دھوکہ کے
 تجربہ کر کے آیا اس طرح دوسرے کنارے پر حرکت ہوتی ہے

یا نہیں ہوا۔ اگر حرکت محسوس کرے تو وضو نہ کرے اور
اب پنج کیے سکتا ہے جبکہ اس کے احصاء اس گندے
پانی میں طوٹ ہو چکے ہیں۔ لہذا غلبہ طہی سے مراد یہی ہے
کہ اگر وہ وضو کرے تو دوسرے حصہ پر حرکت ہوگی، تو
پہلے قول میں مقصود کا بیان ہے اور یہ معرفت کا بیان ہے
کیونکہ گناہ مست کا دوسری جانب پچھا ایک باطنی اثر
اس پر ملاحظہ نہیں ہوتی ہے، وہ حرکت کے پہلے سے
معلوم ہوتا ہے جہاں اس کا گناہ ہے وہاں اس کا
بھی ہے اس کا نہیں تو اس کا بھی نہیں، پھر کنیز
کے بارے میں یہ منقول ہے کہ اگر بے وضو جنب
کنیز میں عوط لگائے تو اس سے بیس ڈول پانی نکلاں
جانیجے، المتی میں وہاں یہ منقول ہے کہ قہر کا
غریب یہ ہے کہ طور سے سلب ہو جائیگی، اور شیخ کے
نزدیک یہی صحیح ہے، تو اس سے بیس ڈول نکلے جائیگے
تاکہ وہ طور ہو جائے، فرمایا اور محدث میں جنب بھی
شامل ہے، پھر فقہاء میں یہ اختلاف واقع ہو کہ جو
صہر کی شافعی نے قمارس سے نقل کیا کہ اس سے
مراد بڑا عرض ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ کنیز کی طرح ہے
تو اس کا کچھ پانی نکال لائی ہوگا یا زیر دستا، کہ طرح
ہے اور کل پانی نکال ہوگا، اور اس کی سطوں کو بھی
دھونا پڑے گا، پہلے قول کے مطابق علامہ عربی نجف
صاحب نہر کے بعض معاصرتہ فتویٰ یا اور فقہاء کے سوا
استہلال کیا کہ انہوں نے کنیز میں سوتے دانے اور

ثلاث فادی ليس المراد الا ان يغيب على حده
انه ائمت قوضت تحرك فاسفة القول الاول
بيان للمقصود وما هنا بيان للمعرفة فائت
حدها النجاسة امر باطلاق لا يوقف عليه
دو اصول الحركة يعرفه مما يظن فيه هذا
هو المضمون فيه لثوما لا فلا تفسر المسقون
في البزاد النقص فيها محدث ولو جها نوز عشر
دلو اقل مرد المحتار من الوهابية مذهب
محمد انه يسلبه الظهورية وهو الصحيح
عبد الشیخ من غیر منہ عشرون لیسیر طہر
قول والمراد بالمحدث ما يشتمل العصب
ثم وقع بينهم النزاع في ان الصريح هو على ما
نقل الشافعية عن انما موصى المحرم الكبيير
هل حوكا لئلا يكثر فيه من البعض حيث يكفي
مركا بر رفيع اخر ج لكل غسل السطوح
للتطهير بالاول اقل بعض معاصرتہ العلامة
عمر بن نجيم صاحب، انتهى فتمسكا باطلا فهم
البزاد دون تقييد لمعين وردا في
اسهم نس لیسیر ہا فی اسباب المع والکافی وغیرہما
من، لثوما لا فلا تفسر المسقون في الحب يهراق الماء
كله قال وجوبه ان لا يكتفى بترج البعض
في الايام على خلاف القياس بالاشارة
فلا يبعث بها غير ما ثم قال وهذا المراد

يتم بناء على ان المصهرية ليس من معنى البئر
في شيء قال الشامي في حاشيته ادعى دحوله في
معنى البئر لا يكون من لفظ الامار وفريد ما
قد مرنا من ان البئر مشتقة من بامرت اے
حضرت و المصهرية حفر في الارض لا تصد
اليد له ما بها بخلات العين والحب والموض
واليه مال العلامة المقدسي فقال ما استدلل
به في البحر لا يخفى بعدة واين الحب من
المصهرية لا سيما ندی نیمه او من الدلاء
لکه خلاف ما في النسخة و تصد اما البئر
التي هي مواد من اسطبل او من مياه تصد
تبع من مذهب ولا يجرى من مندر
يخرج المصهرية والحب والابار التي تصد
من لفظ ومن لفظ ما في رد المحتار

بغير سوتے والے میں فرق نہ کیا، اس کو نہر میں بھر کی
مما بعت میں روکی، کیونکہ بدائع اور کافی وغیرہ میں ہے
کہ گڑھے میں چوبی گر جائے تو کل پانی نکالا جائے گا
اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کنویں سے کچھ پانی کا نکالنا
خلاف قیاس ہے اور آثار کی وجہ سے ہے تو کنویں
کے علاوہ کسی اور چیز میں یہ خلاف قیاس نہ پے گا،
پھر فرمایا یہ رد اس بنا پر ہے کہ مصهریک پر بزرگ اطلاق
نہیں ہوتا اور شامی نے کہا یعنی جب یہ دعویٰ کیا جائے
کہ اس پر بھی بزرگ اطلاق ہوتا ہے تو آثار کے خلاف
نہ ہوگا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بئر
بامرت سے مشتق ہے یعنی حضرت "ذریں نے
کہا مصهریک اس گڑھے کو کہتے ہیں جس کی پانی تک اتر
نہ پہنچا ہو، عین، حب، و من اس کے برعکس ہے
اور اسی طرف علامہ مقدسی مائل ہوتے ہیں، اور فرمایا
جس سے بھر کے استبدال کیا ہے اس کا بعد مخفی نہ تھا

اور حب اور مصهریک میں بڑا فرق ہے خاص طور پر وہ جس میں فاضل کی گمانشہ ہو مگر یہ نصف کے خلاف ہے اور اس کی
جہات یہ ہے اور کنواں وہ ہے جس کے نیچے سے سوتے ہوں اور کسی نیچے سے پانی نکلا رہتا ہو، علامہ مخفی ہے کہ
کہ مصهریک، حب، اور کنویں جو بارش سے بھر جاتے ہیں یا نہروں سے وہ اس تشریح خارج ہیں اور رد المحتار (ص ۱۵۹)
اقول وكون البئر من الماء يتفق عليه

میں کہتا ہوں بئر کا پانی

اس کا مقتضی ہے کہ سر پر کھڑا بڑا چوبی نہیں ہو مگر اگر بڑا چوبی ہو تو
اسکو نہ بھونا جائے انہوں نے قارورہ اور جریر کے واسطے میں حکایت کیا ہے

كل بئر محفوظ لان كل محفوظ فيه ولا تنس
ما حكيه في القروية والجريرة وفي السدر

۱۵۹/۱	مصطفی البانی مصر	فصل فی البئر	رد المحتار
۱۵۹/۱	"	"	رد المحتار
۱۵۹/۱	"	"	رد المحتار

المعتمد عن حورش العلامة العربی صاحب التوفیر
 علی اکثر من الفقیة ان حکم الوکیة کالبیئرو
 علی العوائد ان الحب المظنود اکثر من
 الارض کالبیئرو دل علی دارو عبیدہ فی الصهریح
 و التوفیر البیئرو یفرج منه کالبیئرو عتق هذا
 التوفیر کالبیئرو فی السریة فی معرف ستر
 یجتمع ما ذکر من النظر فی معنی الصهریح
 قول و هذا مستند بصهریح دون التوفیر لفرجه
 عن مسمى البیئرو کون اکثر من مظلوم ای عدو
 فی الارض لا یدخله فیہ لاسم فاء لافضة
 و ما فی العوائد معارض باطلاق ما مر عن
 البیئرو انما فی و غیره و هو ق و حریبه و ما
 الصهریح کما قدمنا عن المعتمد و محضه

اور در مختار میں حاشی علامہ غری صاحب توفیر
 کنز پر قید ہے کہ "سریہ" کا حکم کنویں کا سا ہے
 اور فائدہ ہے کہ حسب مظلوم کا اکثر حصہ اگر زمین کے
 اندر ہو تو وہ کنویں کی طرح ہے درمیں فروید سس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ صہریج اور زیر کبیر سے کنویں کی طرح
 پانی نکالا جائے گا اس تحریر کو ضمیمت جانوہ شامی
 نے دیا یا کہ یہ عرف میں اس کو یں کو کہتے ہیں جس میں
 بارش کا پانی اکٹھا ہوتا ہے تو یہ صہریج کے معنی میں
 ہے۔ دیا یا یہ صہریج میں سفل ہے زیر میں نہیں کیونکہ
 اس پر بزرگ کا اطلاق نہیں ہوتا ہے اور اس کا بیشتر
 حصہ زمین میں دفن اور حسب سوا ہوتا ہے لہذا وہ دفن
 اور لوش کو ان میں سے اور جو فائدہ میں ہے وہ ہر ایک
 اور تان و سیرہ کے اطلاق کے معارض ہے

اور اس میں اور صہریج میں واضح فرق ہے جیسا کہ ہم نے مقدمہ ہی سے نقل کیا اور محقق (د ت)

میں کہتا ہوں یہ ایک اچھی بات ہے لیکن اس
 سے خوش اور صہریج میں فرق ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پانی
 تک ہاتھ لانا پہنچ سکتا کنویں کے مفہوم میں شامل
 نہیں ہے اور نہ صہریج کے مفہوم میں ہے جیسا کہ
 ہم نے ذکر کیا بزرگ یاد سے ہے جس کے معنی کو دے
 سکے ہیں یا بعضی ذخیرہ کرنے کے ہیں اور اس کے
 پانی کا قریب و بعید ہونا زمین اور مومنوں کے اختلاف

قول و ما من لم یجد مکان تک
 لا یطهر استمرقة بین العوض و الصهریح
 فان علم وصول البیئرو الی السماء لیس حلال
 مسمى البیئرو کلا الصهریح و انما البیئرو کما
 ذکر عن البیئرو بعضی المحضراء منه بمعنی الإختلا
 و یختلف قریب ما تھا و امتدادہ باختلاف الارض
 و الفصول فی الارض فی السدیة و آیات المعطی

علی ناظر الی قرینہ البیئرو بحدود العسیر
 الحب و النحر من احضہ (د م)
 جو اس کے قول سابق بخلاف العین و الحب الخوض
 کی طرف نظر رکھتا ہو (د ت)

شہ و قمار، فصل فی البیئرو، مجتبیٰ دہلی ۳۹
 شہ و قمار، فصل فی البیئرو، مجتبیٰ دہلی ۳۹

يقرب جدا لاسيما بقرب الانهار انكبا سحوق
 سأيما عند الأنهار ما ينال ما وحيا لا يمدى و
 انما سالت السيلوى توعت واستوت بالاسم
 وحى انتى تسمى بالهندية چریا والمیاض
 كئیذا ما تكون بصیفة الغمر حتى اذا ملئت
 الى قدس النصف او انريد منه قليلا لا تصل
 الايدى الى ما نلها واذا امتلأت وصلت وكذلك
 النیر انكبير وما انصهر به الا حضا يجمع
 فيه الماء كذا سآيته فى معنى القاموس وعليها
 شرح فى تاج المروم ومثله فى مختار الرازي
 وفى صوامع صهریج بانكسر حوصلة بآ
 او على ما اثرتم على القاموس هو الحوصلة انكبير
 يجمع فيه الماء وهذا ايضا لا يزيل على الموصلة
 بقيد الكبر والحوض حوص صغر وكبير ولا شك
 ان الصهریج واسم بعد قصه يملؤه الواد
 ادا ما من قدر يتدفق بماء سلسل وقد قس
 دو لمرقة

صوامى العام والاحشاء خافضة
 تناول الهيم رشاف الصهریج
 فاد كات الايل ترتشف ارشاف بشف هب
 فما بال الايدى لا تصل الى مياهها والعلا
 المقدسى اى يوصل الى متفرقة بين الحب
 والصهریج بالحروج البين فى تفریق الصهریج
 وغسلها ونشها كالبرجولات النیر والمیه
 يشیر قوله لاسيما الذى فسمه الوفا اذا علمت

ہوتا ہے چنانچہ تر زمینوں اور بادش کے موسم میں بہت
 قریب ہوتا ہے خاص طور پر بڑی بڑی نروں کے قریب
 یہاں تک کہ ہم نے بعض کنویں ایسے دیکھے جن میں
 سے ہاتھ سے پانی نکالا جا سکتا ہے اور سیلاب کے
 موسم میں تو یہ کنویں نہ تک بھر جاتے ہیں ہندی میں
 اس کو چریا کہتے ہیں اور کسی حوض کی گہرائی زیادہ
 ہوتی ہے، یہاں تک کہ جب وہ آدھے بھر جائیں
 یا اس سے زائد تب بھی ان کے پانی تک ہاتھ نہیں
 پہنچ پاتا ہے، جب بھر جاتے ہیں تب ہاتھ پہنچتا ہے
 اور یہی حال بڑے ریر کا ہے اور صہریج بڑے حوض
 کو کہتے ہیں جس میں پانی اکٹھا ہو جاتا ہے، میرے
 قلموس کے نسخہ میں یہی ہے اور تاج العروس میں
 اس کی شرح ہے، اور یہی چیز مختار الرازی میں ہے اور صہریج
 میں ہے صہریج بانکسر پانی کا پھوٹا حوض اور جس کو
 تم نے جو قلموس کے حوالہ سے ذکر کیا
 ہے کہ صہریج بڑا حوض ہے جس میں پانی جمع
 ہوتا ہے اور یہی حوض ہی ہے، صرف بڑا ہوتا ہے
 اور حوض تو حوض ہی ہوتا ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا،
 اور اس میں شک نہیں کہ صہریج خواہ کتنا ہی گہرا ہو
 اس کو دای بھرتی ہے، جب وہ بھر جاتا ہے تو
 اُس سے پانی اُچھل کر نکلتا ہے اور اگر گہرا ہے
 نہ صوامی العام والاحشاء خافضة
 تناول الهيم رشاف الصهریج
 (پتل کروالی اشرف عورتیں اس طرح سیراب ہوتی ہیں
 جیسے پیادے اونٹ حوضوں کے بقیہ پانی کو پیتے ہیں)

هذا ما علمنا اننا اقتصروا في الصلابة على ما سجد
اعلافتنا قاسم والبعد وتبعه كثير ممن جاء
بعدنا من الاعلاماء المستعمل ليس
الاصلا في الهدى لم نجد في الامور
يخرج شيئا اصلا في الصلابة اقل بكثير
من الباقي في نظرية لم تذهب حتى تذهب
لكنه خلاف نصوص ائمة الهدى المنقول
في الكتب المعتمدة اجماعهم عليه فوجب
لما خرج الى المذهب واعتريج الخلاف بين
انه كالمبتدأ والسير في بعض ما لا يسر عند
المرور وما لا جلاء او تعريض الاكثر حيث لا
حريم في يصير جارية او المصنف اكثر اجزاء
وما جدد يجرى في المصنف جزء جدد
تحقيق ما عولنا عليه ، والحمد لله ومنه
والسيد ، هكذا يسعى التحقيق ، والله سبحانه و
تعالى ولي التوفيق ، وما ذكرنا من مسألة
الاجزاء فتحقيقه في مرادنا قد ذكرناه

توجب ادوات اپنے ہوتوں سے عوض سے پانی پیتے ہیں
تو ہاتھ پانی تک کیوں نہیں پہنچتے ہیں ، اور علامہ رحمہ
'حسب' اور 'صورتی' میں فرق کرتے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ صہار کا کھالی کرنے میں بہت حرج ہوتا ہے
اسی طرح ان کو دھوا اور سکنا بھی مشکل ہے جیسے
کنوئیں ، بخلاف 'ریز' کے ، اور اسی طرف انہوں نے
اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ 'خاص طرہ'
پر وہ جس میں وفا سما سکے ، جب آپ نے بیان
کیا تو اب معلوم ہوتا چاہیے کہ ہم اگر سند میں علامہ
قاسم اور بکر اور ان کے پیروکاروں کی طرح صرف
اسی پر اکتفا کرتے کہ مستعمل صرف وہی ہے جو بدن
سے طاق ہو ، تو ہمیں کچھ پانی نکالنے کا حکم دینے
کی بدست نہ تھی کیونکہ طاق ہے وہ بہت ہی
کم ہوتا ہے بہ نسبت باقی کے تو طہریت اس میں
وقت تک سلب نہ ہوگی جب تک کہ آزمایا نہ جائے
لیکن یہ ائمتہ مذہب کے نصوص کے خلاف ہے
جو کتب معتبرہ میں منقول ہیں اور اسی پر ان کا
فی موعود من فتاویٰ - اجماع ہے تو مذہب کی طرف رجوع لازم ہے اور اہل وقت اختلاف ظاہر ہے اور ان کے
کیا یہ کنوئیں کی طرف سے یا زیر کی طرف سے لادیم نے جو ائیرتھ اس پر عمل کیا حرج کے حساب سے کرنے کے
وقت ، اور اکثر کے خالی کرنے کا حکم اس جگہ دیا جہاں کوئی حرج نہ ہوتا کہ وہ جاری ہو جائے یا مطلق کے اجزاء
برابر ہوں اس کی طہریت کے لیے اجماع کافی ہے یہ وہ تحقیق ہے جو ہم نے بیان کی - تمام تفریعیں اللہ کی اس
اسی کے لیے ، تحقیق کو بھی لائق تھا ، اللہ سبحان بلند توفیق کا والی ہے ہم نے اجزاء کے مسئلہ کی جو تحقیق
بیان کی ہے وہی رد القہار میں ہے اپنے فتاویٰ میں ہم نے بہت جگہ ذکر کیا ہے - (د ت)
وہاں یہ لکھا کہ کوئی شخص متواتر داخل ہو تو پیدہ ہو جائے گا اس کا محض غلط ہونا تو ظاہر ہے کہ جس وقت
پر مستعمل پانی نہیں ہے پانی ایک سری بار سے پیدہ ہو جائے گا اور صحیح و معتبر مذہب پر لاکھ بار سے بھی پیدہ نہ ہو گا

ہاں علامہ بریلین قاسم و علامہ فریدین بن محمدیم کی نظر اس میں مختلف ہوئی کہ بکثرت آدمیوں کے نہانے سے حوض صغیر کا سیلاب پانی مستقل ہو جائے گا یا نہیں، اول نے ثانی اور ثانی نے اول کا استظهار کیا۔

اقول عہدی الاہرطوالثانی (میرے نزدیک) تیسرا شافی ہے۔ ت، ث اس کی بنا
ان کے اُس خیال پر ہے کہ پانی کا جرحہ بدن سے طائفاً ہی مستقل ہوتا ہے تو ایک آدمی کے نہالے سے سارا پانی
کیونکر مستقل ہو سکتا ہے ہاں بہت سے نہائیں تو یہ شبہ جاتا ہے کہ پانی کے جتنے جتنے الہ سب کے بدن سے ملے
وہ باقی پانی کے برابر یا اُس سے زائد ہر جائیں تو مستقل ہو جائیگا گمہ خیال صحیح نہیں مذہب معتدو صحیح یہی ہے ج
پانی آبِ کثیر کی حد کو پہنچا ہو وہ ایک آدمی کا نہا، کینا، ناخن کا ایک کنارہ جہ ضرورتِ ذہب جمانے سے سببِ مستقل
ہو جاتا ہے وقد تقو علیہ، لا یجوع فی یومہا کتاب واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ حل صبیحہ اتم و احسن۔

مسئلہ ۱۳۱ مسئلہ اکثر محمد و خاتم النبیین علیہما السلام پوری ڈاکخانہ خسرو پور ضلع پٹنہ اور پٹنہ ڈاکخانہ ۳۲۲ میں
کی فرمائشیں ہیں کہ دین و مفتی یا شریعہ میں اس مسئلہ میں کہ پانی اگر کسی خندق میں جمع ہو جائے
اور وہ خندق دس گز سے بے چارہ پادہ ہو مگر بستی کے قریب ہو اور اس میں بستی کا پانی جاتا ہو اس میں غسل کرنا
اور وضو بتانا جائز ہے یا نہیں ؟

الاجواب

جس خندق کی مساحت وہ درودہ سے یعنی طول و عرض کے ضرب دیے سے سو یا تھو حاصل ہوں مثلاً
مستطیل یا تھو طول ہر دس یا تھو عرض یا بیس یا تھو طول، یا پانچ یا تھو عرض یا بیس یا تھو طول، دو یا تھو عرض اور
ان سب صورتوں میں اس کا گہراؤ اتنا ہر فٹ میں پانی لینے سے زمین نہ کھل جائے تو اب اس میں دو صورتیں ہیں گہرے
اُس میں پانچ یا تھو پانی بھر کر اُس کے بعد گھروں کا پانی پاک ناپاک ہر طرح کا خواہ صرف، پاک ہی اگر فلا تو جب تک خاص
نجاست کے سبب اُس کے رنگ یا بو یا مزے میں تغیر نہ آئے پانی پاک رہے گا اور اُس سے وہ صودہ غسل جائز اور
اگر پہلے پستھ کا پانی اس میں اگر مستقر ہو گیا تو اولیٰ نظر کرنا ہے کہ وہ پانی ناپاک بھی تھا یا نہیں اگر ناپاک نہ تھا جب تو
خاصہ مثلاً پانی برسا اور مکانوں کے ہر گوشہ پاویں کو اپنے ساتھ بہا کر اس خندق میں لایا اور اُس کے رنگ، مزہ
بو کسی میں بجااست کے باعث تغیر نہ آیا تو وہ ناپاک بھی اس کے ساتھ نہ بہا کہ پاک ہر گئے لاہ الماء الجبار سے
یظہر بعضہ بعضاً (کہ نہ جاری پانی یعنی ناپاک پانی کو پاک کر دیتا ہے۔ ت) یا پستھ سے ناپاک پانی خندق میں تھا

----- اور اب کوئی پاک پانی ایسا بہتا آیا کہ یہاں ٹھہرتے سے پیئے وہ درد ہو گیا یہ بھی صورت طہارت کی ہے کہ حبت مکہ پر رطب تھا قابلِ نجاست نہ تھا اور ٹھہرا تو اُس وقت کہ درد درد ہو کہ حکم جاری میں ہو چکا تھا لہذا کوئی وقت اُس نے وصفت نجاست قبول کرنے کا نہ پایا لہذا اگر کوئی ناپاک تھا خواہ یوں کہ نجاست نے

بیتے پانی کا کوئی وصف نہ کر دیا یا یہ کہ پہلے خاص ناپاک پانی خندق میں پہنچا یا اُس کے بعد بارش وغیرہ کا پانی
تھوڑا تھوڑا اس میں آتا گیا کہ جب ملا ناپاک ہوتا گیا یا پھلے سے پاک پانی خندق میں وہ درود سے کم جگہ میں تھا
اُس پر خاص ناپاک پانی وارد ہوا تو اس میں پھر وہ صبر میں ہیں اگر بارش تھوڑی سی ہوئی کرودہ پانی اُس ناپاک میں
مل کر رہ گیا تو وہ بھی ناپاک ہو گیا اور اگر بارش زور سے ہوئی کہ بکثرت پانی بہتا آیا جس نے اس خندق کو بھر کر ابال
دیا کہ پانی گڑبڑ سے چھلک گیا تو اب سب پاک ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲

کیا قرأتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حرم وہ درود میں گزشتہ کی مقدار کیا ہے جینا ترجمہ ۱۱۔

الجواب

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بارہ مساحت عرض کبیر کہ وہ درود قراءت کیا ہے تعیین گزشتہ میں تین قول پر اختلاف ہے
قول اول معتبر ذراع کرباس ہے اور اسی کو ذراع عامر کہتے ہیں یعنی کپڑوں کا گز۔ اسی قول کی طرف اکثر کا
راہی رائے اور اسی کو درود ظہیر و خلاصہ و خواندہ و مراقی الفلاح و ملکیہ وغیرہ میں اختیار کیا اور شریح
زاہدی و تھنیں اور فتاویٰ کبریٰ پھر نسبتاً پھر درختا میں اسے حق اور نہایت میں یہ درہایہ میں مفتوحہ اور دلو جیم
میں البیہ و وسیع کہا۔ پھر خود درع کرباس کی تصریح میں اختلاف واقع ہوا امام دلو الجی نے سات مشتمل قرار دیا
ہر مشتمل چار انگل مضمر قرائت نیش انگل کا گز بڑا ہر سے یہاں کی نوکر سے راہ اور دسٹس گز سے کم بھی ہے ۹ گز۔ اس
قول پر تنبیہ پھر جامع از روز پھر درختا اور باتناج دلو الجی حاصل ابریم علی نے شرح فیہ میں اتنا کیا مگر ہر علماء کے نزدیک
ذراع کرباس پھر مشتمل کا ہے ہر مشتمل چار انگل مضمر اور اسی طرف دعویٰ روئے علامہ مفتی علی لا طلق کمال الدین
محمد بن امام کا ہے اور یہی عالمگیری میں جہیں اور سحر الزاں میں کتب کثیرہ سے منقول پس قول راجح میں یہ گز چھٹیں انگل
کا ہر ایک ایک واقع ہے تو ہمارے یہاں کا آدھ گز مثلاً۔

قول دوم اعتبار ذراع مساحت کا ہے امام علامہ فقیر النفس اہل الفتاویٰ و فتوحات امام فخر الدین قاضی حنفی
اور حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غانیہ میں اسی قول کی تصریح اور قول اہل کاروکیا خطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں
اس پر بھی حکایت فتویٰ واقع ہوئی اور بیشک من حیث الدلیل اسے قوت ہے۔ اس گز کی تصریح میں اقوال
مختلفہ وارد ہونے مضمرات میں سات مشتمل، ہر مشتمل کے ساتھ ایک انگل قراءت یا کہ عروج پینتیس انگل ہمارے

گزشتہ ۲۱/۱ اگرچہ علامہ گزشتہ سات مشست چوتھ مشست مولیٰ اور ساتریں میں انگوٹھا پھیلا ہوا کہ یہ بھی تخمیناً گیارہ گز کے قریب ہوا مگر یہ وہ قول مشتاہ میں قول جہود کہ عامر نے کتب میں مصرح سات مشست ہے ہر مشست زائست کتاہ وہی ساڑھے تین فٹ کا اس گز سے کچھ اوپر ساڑھے اٹھارہ گز ہوا یعنی ۲۱/۲ گز۔

قول سوم ہر شہر دو بار و ہر جملہ زمانہ میں گز رائج کا اعتبار ہے محیط میں اسی کو اصح اور نہیں انساب کیا اور کاتی میں بھی یہی اختیار کیا مگر کاتے متاخرین اس قول کو رد کرتے اور میں حیث الدلیل نہایت ضعیف بتاتے ہیں اور نظر حقیقی میں معلوم بھی ایسا ہی ہوتا ہے،

و هذه نصوص العلماء في الهداية كلام برهان
لدیتم السخیف فی قدس سرہ الرباط
لصهم قدره بالساحة عشرا في عشر ذراع
الكراس توسعة للامور على الناس ومعية لمترو
في فته التقدير للامام المحقق ط
الاطلاق قوله بذراع الكراس هو مت قصات
ليس فوق حمل قبضة اصبه خاشية وهل
المعتبرة ذراع الساحة او ذراع الكراس او سفي
كل شعاعا وسكان حب ما داتهم اقوال في
الحاجة للامام فخر لدي سرحه الله تعالى
يعتبر فيه ذراع الساحة لا ذراع الكراس
هو الصحيح لامت ذراع الساحة بالمسوحا
التي في شرح النية للعلاء ابن امير الحج
هل المعتبرة ذراع الكراس او ذراع الساحة
وحب بصرم الى الاول في الهداية وعليه

ادبہ علامہ کے نصوص ہیں، برهان الدین مرغینانی کے ہدیہ
میں مذکور ہے بعض نے قریباً نقش وہ وہ گز اس کے ذراع
سے کی ہے تاکہ لوگوں کے لیے فراخی ہو اور اسی پر
فرتی ہے، فتح القدر میں ہے بذراع الكراس
یہ چوتھ مشست کا ہوتا ہے، ہر مشست پر گھل زائہ کی جائے
اب رہا یہ مولیٰ کہ معتبر ذراع مساحتہ ہے یا ذراع کراس
سے یا ہر دو مقام میں ان کی عادت کے مطابق ہے اس میں
مختلف قول ہیں امام فخر الدین نے خانہ میں ذراع مساحتہ کا
اعتبار کیا کراس کا نہیں یہی صحیح ہے اس لیے کہ مساحتہ کا ذراع
موسوعات کے زیادہ لائق ہے۔ علامہ ابن میر الحج
کی شرح غیر میں ہے کہ کیا ذراع کراس کا اعتبار ہے یا ذراع مساحتہ
کا ۱۱ کچھ دگ پیسے قول کی طرف گئے ہیں جیسا کہ وہ یہ
میں ہے اور اسی پر فرتی ہے اور شرح راہی میں ہے
یہی مختار ہے، اور بعض نے دوسرے قول کو لیا ہے
قاضی خانی نے کہا کہ یہی صحیح ہے کیونکہ مساحتہ کا گز

۲۰/۱ طبع عربیہ کراچی فصل فی البئر
۴۰/۱ فوریہ رضویہ سکھر
۱/۱ ذکثرہ مکثرہ
۱/۱ فصل فی الاراکہ
۱/۱ فادی خانی المعروف قاضی خانی

القنوی وفي شرح التراجم وهو المختار وجب
 بعضهم في الثاني قال قاضي خان هو الصحيح
 لأن ذراع المساحة بالمسوحات التي
 قنوي الأول هي الموضات الكبيرة مقلدا
 بعشره ذراع في عشرة اذرع فالمعتبر ذراع
 الكبراس دون المساحة وهي سبع مئآت
 مئآت قبضات ليس فوق كل مئآت اصبع قامة
 لاث ذراع المساحة سبع مئآت فوق
 كل مئآت اصبع قامة فالاول التي
 التوسم انتهى والمراد بالاصبع القامة
 ارتفاع لاسه مرك في حاية البيان فظهر
 ذراع الكبراس اقصر من ذراع المساحة فبب
 ذلك وقع الترفية فاناس بالتقدير بها ونقلوا
 عن المحيط انه يعتبر في كل زمان ومكان
 ذراعهم وعليه مشي في مكانه وفي آخر
 الكبير لاجلهم العبي المعترف بالذراع
 ذراع الكبراس وهو سبع مئآت فقط وهو
 احتياذ الاحكام الحق بن ابى بكر الاول الذي في
 ماورد لانه اقصر فيكون يسرا خارا قاضيا
 في قنويه ذراع المساحة وهو سبع مئآت
 باصبع قامة في القصة الاخيرة وقيل في كل
 قصة قال قاضي خان لانه يعني التقدير
 لمقدرون المسوحات فكان ذراع المساحة

مسوحات کے ذیل لائق ہے اور قنوی و لکھی میں ہے
 کہ تراجمی کوہ درود ہوتا ہے اور اس میں معتبر
 کبراس کا ذراع ہے نہ کہ مساحت کا اور وہ سات مئآت
 ہے جس میں ہر مئآت پر ایک انگلی کا اضافہ ہوا کیونکہ
 مساحت کا محسوسات مئآت ہے جس میں ہر ایک مئآت
 پر ایک کھڑی انگلی کا اضافہ ہوا تو پہلے آسانی سے
 زیادہ مطابقت کرتا ہے دس، اور کھڑی انگلی سے مراد
 انگلی کی بلندی ہے جیسا کہ حایۃ البیان میں ہے تو
 معلوم ہوا کہ ذراع کبراس ذراع مساحت سے فقط
 ہے تو اسی سبب سے ذراع میں لوگوں کے بے آسانی ہوئی و
 محیط سے نقل کیا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر جگہ کا کبراس
 معتبر ہوگا اور کافی نے بھی کہا ہے اہل اور اہل
 میں کثرت کی بیش ہے کہ معتبر ذراع کبراس ہے
 برسات مئآت ہوتا ہے فقط اور اسی کو امام اسحق
 بن ابی بکر الاولی نے اپنے قنوی میں پسند کیا ہے
 کیونکہ وہ چھوٹا ہوتا ہے تو اسی میں آسانی رہے گی اور
 قاضی خان نے اپنے قنوی میں ذراع مساحت کو فقط
 کہا ہے اور وہ سات مئآت میں یک کھڑی انگلی
 کے آخری مئآت میں ہے اور بعض نے کہا کہ ہر مئآت میں
 قاضی خان نے فرمایا میں تائب جس کا اندازہ لگایا گیا
 وہ مسوحات سے ہے تو اس میں ذراع مساحت سے
 اندازہ لگانا زیادہ مناسب ہوگا، اور محیط میں ہے
 یہ ہے کہ ہر زمانہ اور ہر جگہ میں وہیں کا ذراع معتبر ہوگا

صاحب کافی اور صاحب نہر الفائق وغیرہ اس کی
مشت کی ادنیٰ بہت عجیب اور نہایت جدید ہے اور
علاوہ بن نجیم المصری کی بحر الرائق میں ہے کہ مشائخ کے
ذرائع کی بابت تین اقوال ہیں، تھیس میں ہے کہ ذرائع
کر باس مختار ہے، اور اس میں اختلاف ہے،
کئی کتب میں ہے کہ یہ ایسی چوشت کے برابر ہے
جی میں ہر مشت پر ایک کھڑی انگلی زیادہ ہو تو گویا
ہر چیس انگشت کے برابر ہے لہذا شد محمد رسول اللہ
کے حروف کی تعداد کے مطابق در کھڑی انگلی سے مراد انگوٹھے
کی بندی ہے جیسا کہ فیۃ البیان میں ہے در فتاویٰ ہندی
میں ہے کہ ذرائع کر باس سات مشست بلا کھڑی انگلی
کے اضافہ کے، اور فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں ہے
ایک یہ ہے کہ ساتہ کاگز سات مشست مع ایک کھڑی
انگلی کے، اور محیط اور کافی میں ہے کہ، صیح یہ ہے کہ
ہر زمانہ مکان میں ان کا پس گز معتبر ہوگا، اس میں
مساترہ اور کر باس کا کچھ ذکر نہیں، اور فتاویٰ ہندیہ میں
ہے معتبر ذرائع کر باس ہے، یہی ظہیر یہ میں ہے
اسی پر قوی ہے، دایہ میں یہی ہے اور یہ عام گز
سے جو چوشت یعنی چوٹیس انگشت کا ہوتا ہے یہی
جہیں میں ہے فاضل قسطلی کی جامع رموز
میں ہے کہ ذرائع میں اختلاف ہے، تو محیط میں ہے
ایک یہ ہے کہ ہر زمانہ مکان کا اپنا اپنا گز معتبر ہوگا

فیہ التیق وفي المحيط والاصح ان يعتبر في كل
نهر من ومكان ذراعهم وتبعه صاحب الكافي
كصاحب النهج لائق وغيره وهذا عجيب و
بصير جدا الى اخرها قال وفي البحر الرائق
للعلافة ريب بن نجيم المصري اختلف
المشايخ في الذراع على ثلاثة اقوال هي التحييس
المختار ذراع الكر باس واختلف فيهما على
كثير من الكتب انه ست قصات ليس فوق كل
قبضة اصبع قامة فهي اربع وعشرون
اصبعاً بعد وحروف لا اله الا الله محمد
رسول الله والمراد بالاصبع القامة ارتفاع
الابهام كما في دية البيان وفي فتاوى الولي
الافراسيغ لكر باس سبع قبضات ليس فوق
كل قبضة اصبع قامة وفي فتاوى قاضي خان
وعبد الاصح ذراع المساحة وهو سبع
قصات فوق كل قبضة سبع قامة و
المحيط والكافي لاصح انه يعتبر في كل زمان
ومكان ذراعهم ست غير تعرض
للمساحة و لكر باس وفي الفتاوى الهندية
المعتبر ذراع الكر باس كذا في الظهيرية
وعليه الفتوى كذا في الهداية وهي ذراع
العامة ست قبضات اربع وعشرون اصبعاً

کدانی بتیسیں اُٹھ دئی جامع الرموز للفاضل
 القہست فی اختلاف فی الذراع فی المحيط الاصح
 ذراع محل مکان وزمان وفی قادی قاضی غانی
 الصحیح ذراع المساحة وحی سید بصانت
 واصبہ قائمہ فی محل صریحاً فی الاول السجی
 والشرق السابعة کما فی الکرمات واصبہ موصوفہ
 فی محل صریحاً فی سیر المضمرات و سلف
 الہدایۃ الصحیح ذراع الکرباس وحی سید قضا
 کل قصہ مریم اصنام وھو الحق رکما سلف
 الکبریٰ وفی الدور المختار للفاضل علاء
 الدین الحسکفی فی القہست ذراع الکرباس
 وھو سید قصص قطع وفی حاشیۃ للعلامة
 السید احمد الطحطاوی و ذراع المساحة
 سید قصص فوق کل قصہ اصبہ قائمہ و سلف
 مراد المختار للفاضل السید محمد امین
 الشامی قولہ والمختار ذراع الکرباس وفی الہدایۃ
 علیہ لفتویٰ واختار فی الدور والظہیریۃ
 والخلاصۃ والخراۃ وفی المحيط والکافی امشہ
 یعتبر فی کل زمان و مکان و زمانہم قال فی التہذیب
 وھو الانسب قلت لکن مرادہ فی شروح المغنیۃ

قادی قاضی غانی میں ہے صحیح ذراع مساحہ جہات مشت
 کہ ہر مشت پر ایک انگی کھڑی ہو جیسا کہ دلو الکی میں ہے
 یا ساقین مشت پر کھڑی انگی ہو جیسا کہ لانی بیچ یا انگریزی ہرن انگی
 ہر تر جیسا کہ سیر المضمرات میں ہے اور نہایت میں ہے صحیح ذراع کرباس
 اور سات مشت ہے، ہر مشت چار انگی ہے اور
 یہ مختار ہے جیسا کہ کبریٰ میں ہے اور فاضل بن ابراہیم
 تصحیفی نے در مختار میں بیان فرمایا و قیمت لی میں ہے
 کہ پسندیدہ ذراع کرباس ہے و درہ صرف سات مشت
 ہے اور اس کے حاشیہ میں علامہ سید محمد طحطاوی نے
 فرمایا ذراع مساحہ سات مشت ہے ہر مشت پر ایک
 کھڑی آشت اور سید محمد میں شامی نے رد المحتار میں
 فرمایا ان کا قول والاختار ذراع الکرباس اور یہ
 میں ہے چندی ہے علامہ مختار میں ہی کو اختیار کیا
 جیسا کہ لانی میں فرمایا کہ سرہانہ و مکان میں لوگوں کے
 گر کا اعتبار ہو گا، آخر میں ہے کہ یہی اسب ہے۔
 یہ کتابوں اس کو شرح غیبہ میں رد کیا ہے کہ مقصد
 اس تقدیر سے علیہ نظر ہے اس مرا کہ ہر مشت دو رک
 طرف نہیں جاتی ہے، اور یہ چیز ایسی ہے کہ اس میں زمان
 مکان کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ان کا
 قول کہ وہ سات مشت ہے یہ (والغیر میں ہے) اور

سلف ہندیۃ	فصل فی الماء الراکہ	نورانی پیشہ	۱۸/۱
لکھ جامع الرموز	بیابان المیاء	گنہ بیان	۴۸/۱
لکھ در مختار	باب المیاء	مجتبائی دہلی	۳۶/۱
لکھ طحاوی علی لہ	۰	بیروت	۱۰۸/۱

بأن المقصود من حد التقدير على الظن بعدم
 خلوص النجاسة وذلك لا يختلف باختلاف
 الازمنة والأمكنة قوله وهو سبب قبضات
 هذا ما في نول الحية وسط البحران في
 كثير من الكتب انه ست قبضات الخ اه و
 المراد بالقبضات اربعة اصابع مصحومة
 بوجه اقول وهو قريب من ذراع اليد
 لانه ست قبضات وثني ذلك شبران انتهى
 مخلص وفي مراق الفلاح للفصل الشربلا
 عشرة عشر يذرع الدمنة انتهى مختصرا
 وفي حاشيته للفاضل الطحطاوي نقل
 صاحب الدرر المعنى به ذراع الساحة
 وانه كطبر من ذراع اليد فالعشر في
 العشرين راعنا اليوم ثمان في ثمان اه

اقول فيه مذهب جوه وذلك ان
 عبارة الدرر تمامها هكذا في العقبات
 ولختار ذراع الكس باص وهو سبب
 قصات فقط فيكون ثمانيا في ثمان يذراع
 مرمان ثمان قصات وثلاث اصابع
 على القول المعنى به بالعشر اه فاولا

بحر میں ہے کہ بہت کتب میں چھ مشت ہے الخ اه
 اور مشت سے مراد چار بندھی ہوئی انگلیں ہیں اور
 میں کہتا ہوں یہ ہاتھ کے گز سے قریب ہے کیونکہ وہ
 چھ مشت اور تھوڑا زیادہ ہوتا ہے اور وہ دو بالشت
 ہوتا ہے انتہی طبع اور شربلا کی مراقی الفلاح
 میں ہے کہ عام لوگوں کے گز سے وہ درودہ ہو
 انتہی مختصرا اور فاضل طحطاوی کے حاشیہ میں ہے نیز
 صاحب در سنن نقل کیا کہ مفتی پرہیزش و لاگز ہے
 اور وہ چار سے موجودہ گز سے بڑا ہے گویا آج کے
 اعتبار سے وہ درودہ آٹھ در آٹھ ہوا ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں اس میں کئی وجہ سے سو ہے
 کیونکہ ذکر پوری عبارت اس طرح ہے یہ
 ہی قسمتی میں ہے اور مختار کہ بس کاگز ہے
 اور وہ صرف سات مشت ہوتا ہے تو ہمارے ناز
 کے گز کے اعتبار سے آٹھ و آٹھ مشت اور میں چل گیا
 دس کے مفتی پر قول پر اه اول انہوں نے صحت

۱/۱۳۴

مصطفیٰ ابیانی مصر

باب المیاء

لے رد المحتار

+

+

+

لے رد المحتار

ص ۱۶

الامیر مصر

کتاب الطہارۃ

لے مراقی الفلاح

۱/۲۶

مجتبائی دہلی

باب المیاء

لے در مختار

کتاب الطہارۃ مع مراقی الفلاح

مصرح نصہ اختصار دواع الکریاس دون الساحة
 وثانیاً یس فیہ ذکر الاقتاء علی شیء من
 تقادیر الذروع بما فیہ اسم المفقوت بہ
 ما علیہ المتاحرون من تعدیر اکثر بصر
 فی عشرہ قد قال السید نفسہ فی حواشی
 الدرر قرلہ علی المفقوت بہ ای السدی افقی
 بہ المتاحرون وقد علمت اصل المذہب
 اہ و ثانیاً من ابائی سہو قرلہ رحمہ اللہ
 تعالیٰ اہ اکبر من ذر لہا و کیف نکون مسیم
 قصبات حکیم من ثمان و اذ اکال عشرہ
 عشرین الذ ثمان فی ثمن بعد اکل احد
 یعرف ان هذا اکبر لاد لہ و لا وجود لہ
 فی الدرر و لا فی اصل الفقہ فی حواشی ما فیہ
 تعالیٰ نقل الحدای المختار ذراع الکریاس
 و انہ اصغر الاصاب فھر حساب الدر جمعاً
 لاصلہ ای عشر فی عشر و ثمان مینہ
 السید ط باہی العشرہ فی مبعۃ السبعین
 و الثانیۃ فی مشہد باہی مبعۃ و ستین قصۃ
 و الثانیۃ فی ثلثۃ اصحاب باہی و ہشور
 اصعب و علی ست قصبات تمت سبعین قصۃ لہ
 و آٹھ اظہریں کو تین سے ضرب دیا جائے تو چوبیس انگلیاں ہوتی ہیں اور یہ چھ مشمت ہوتی ہیں اس طرح ستر مشمت

کی ہے کہ ذراع کرباس یا عاتے کا ذکر درج مست
 ثانیاً اس میں ذراع کی مقدار کی بابت کسی مفتی پر
 قول کا ذکر نہیں ہے اس میں صرف اتنا ہے کہ مفتی پر
 قول متاخرین کا قول ہے اور وہ یہ ہے کہ کثیر درہ درہ
 کو کہتے ہیں اور سید نے خود دو شی در میں فرمایا ان کا
 قول مل المفتی پر، یعنی متاخرین کے مفتی پر قول کے مطابق
 اور اصل مذہب تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔

ثالثاً نسب سے بڑا سہو اس میں یہ ہر لہے کہ
 کہ اسوں نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ ہاڈرمان
 کے گر سے بڑا گرنے ہے، اور سات مشمت آٹھ مشمت
 سے کیسے بڑا ہو سکتا ہے اور جب وہ درہ درہ ہر لہے
 آٹھ در آٹھ کے، تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بڑا ہے
 ذکر وہ ۱۰ در میں یہ بیس پایا جاتا ہے، اور نہ اس
 کی اصل قسٹانی میں، اگر وہ یہ فرما دیتے کہ در نے
 یہ نقل کیا ہے کہ مختار کہ باس کا گرنے ہے اور وہ چھوٹا
 ہوتا ہے الا تو در ست باہی ہوتی، پھر در کا حساب
 اس کی اصل کی متابعت میں یہ ہے کہ وہ وہ درہ
 ایسا ہے جیسا کہ آٹھ در آٹھ، اس کو سید نے یوں
 بیان کیا کہ دس ضرب سات ستر ہوتے ہیں اور آٹھ
 ضرب آٹھ چوبیس ہوتے ہیں (یعنی اتنی مشمت)
 ضرب آٹھ اظہریں کو تین سے ضرب دیا جائے تو چوبیس انگلیاں ہوتی ہیں اور یہ چھ مشمت ہوتی ہیں اس طرح ستر مشمت

علیٰ کذا علی ط و الا ضرب ثلث مالت کیراہ منہ ہم،

طحاوی علی الدر المختار	باب الیاء	بیروت	۱/۸۸
طحاوی علی الدر المختار	باب الیاء	بیروت	۱/۸۸

پوری ہوتی۔ (ت)

اقول وهو حساب حق صحيح لا غبار عليه احذ فيه عشرا في عشرون مراع هو سبع قبضات وثمانيا في ثمان مراع عشرا قصات وثلاث اصابع وبقي مساواة صلح لصلح فانه على كل سبعين قضية كما بين او مائة وثمانون اصبع الا ان الاول ثمان و عشرون اصبع والثاني خمس وثلاثون و ضربت الاول في عشرة والثاني في ثمانية اتحد الحاصل وهو ۲۸۰ ومساواة الصلح للصلح بموجب بالصورة مساواة الصرب للصرب لكن السيد شمس رحمة الله تعالى مرد عيال كما بقوله كانه نقل ذلك عن شيخنا وسمي بمحنة وهو ابه فيكون عشرا في ثمان و بياني ذلك ان المقضية اربع اصابع و اذا كانت ذراع ثمان فاهم ثمان قصات وثلاث اصابع يكون ثمان وثلاثين اصبع و اذا ضربت العشر في ثمان يذ لك الذراع تبلغ ثمانين فاصربها في خمس وثلاثين تبين لحيث و ثمان مائة اصبع وهي مقدار عشرة في عشر بذراع الكور من المقدر بسبع قبضات لان الذراع حيد شذ ثمانية و عشرون اصبع والعشر في عشر بمائة فاد اصرب ثمانية وعشرين في مائة

میں کہتا ہوں، بلا مشہد یہ حساب صحیح ہے اس میں وہ درودہ کو اختیار کیا گیا ہے، ایک ذراع کے لحاظ سے جو سات مشمت ہو، اور آٹھ در آٹھ کو ایسے ذراع کے ساتھ چار مشمت تین انگلی ہو، در ایک ضلع کا دوسرے ضلع کے مساوی ہونا بیان کیا کیونکہ ہر قول پر ستر مشمت ہوگا جیسا کہ بیان کیا، یا دوسوا سی انگشت کیونکہ پہلا آٹھ سیس انگشت ہے اور دوسرا پینتیس انگشت اور جب پہلے کو دس میں، درودہ کے کو آٹھ میں ضرب دیا جائے تو دونوں کا حاصل ایک ہی ہوگا یعنی دوسوا سی اور ایک ضلع کی مساواة دوسرے ضلع سے ایک مربع کی مساواة دوسرے مربع سے باہر ہوتا ہے کرتی ہے یہی سید شمس کے در پر پنے سوال سے روکیا، غالباً انھوں نے یہ قسمتی سے نقل کیا ہے اور اس کو بنور دیکھ نہیں، صحیح یہ ہے کہ یہ ہر جائیگا دس ضرب آٹھ، در میں کی مشرک یہ، کہ ایک مشمت چار انگشت ہوتی ہے، اور ان کے زائد کا ذراع آٹھ مشمت تین انگشت تھا، اس طرح پینتیس انگشت ہوتی اور جب دس کو آٹھ میں اس ذراع کے حساب سے ضرب دی جائے تو حاصل اتنی ہوتا ہے، پھر اس کو پینتیس سے ضرب دی جائے تو حاصل دو چار آٹھ ہوگا انگشت ہوگا، اور یہی مقدار وہ درودہ کی ہے کہ اس کے گز سے

شامی میں اسی طرح ہے اور ہر تہذیب کے ساتھ شامی ہے۔ (ت)

لے کذا فی شوال اصرب ثمان بالمقدیر کیرا مہ (م)

جس کی مقدار سات مشمت بتائی گئی ہے، دیکھ کر اس
صورت میں ذراع اٹھائیس انگشت ہوگا، اور دس
غرب دس سو ہے، تو جب اٹھائیس کو سو میں ضرب
دیں تو وہی حاصل ہوگا، اور بقول مشمت راج یہ حاصل
نہیں ہوگا، کیونکہ جب آٹھ کو آٹھ میں ضرب دیں تو
چونسٹ حاصل ہوگا، اور جب ای کو پینتیس میں ضرب
دی جائے تو دو ہزار دوسرے پانیس انگشت ہوتی، اور
ذراع کرنا اس سے یہ اشتی ذراع ہوتے ہیں، جبکہ

مطلوبہ تصویر، تو صحیح یہی ہے جو ہم نے کہا فافہم اور فافہم سے ط پر رد کی طرف اشارہ ہے یہ ان کا معروف
طریقہ ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں اختیار کیا۔ (ست)

میں کہتا ہوں یہ اُن سے نفرتش ہوئی ہے
دو حرفت تو صحیح ہیں، پہلا قویہ کہ ان کے زمانہ
کا در شب پینتیس انگشت تھا، اور دوسرا کہ کرنا اس
کے کر کی مقدار سات مشمت کے حساب سے اٹھائیس
ہے، اس کے علاوہ جو کچھ کہا وہ صریح سو ہے۔
اولاً دس کو آٹھ میں ضرب دیکھ سکتے ہو ہزار
آٹھ سو نہیں آتے بلکہ اٹھارہ سو ہزار انگشت بتقدیم
القاء، اس لیے کہ ۲۵ ضرب ۲۰ = ۵۰۰ اور ۲۵ ضرب
آٹھ ۲۰ = ۲۰۰۰ اور ۳۵۰ = ۲۸۰۰ اور ۹۸۰۰۰
ہے۔

ثانیاً ذراع کرنا اس مذکور کے اعتبار سے دس
غرب دس ۲۸۰۰ نہیں بنتا بلکہ ہر چار سو جاتے
یہ بتقدیم کہیں ہے۔۔۔۔۔ اس لیے کہ ۱۰ ضرب ۲۸

تبلغ ذلك المقد رواج على ما قاله الشارح فلا
تبلغ ذلك لانه اذا ضربت ثمانية في ثمانية تسبق
اربعا وستين فادخضتها في خمس وثلاثين
تبلغ الفين وثمانين واسبعين اصعبا وذلك
ثماني واربعاين راج الكرياس والمطلوب
مائة والاصواب ما قلنا فافهم او اشار بقوله
فافهم الى السرد على ط كذا به المذکور في
صدر الكتاب۔

اقول وهو كله خلة نظر منه رحمه
الله تعالى اصاب في حرفين الاول ان ذراع
ثمان مائتين خمس وثلاثون اصعبا، حرف
ذراع الكرياس المقد ربهم قصبات ثمان
وعشرون وما سوى ذلك كله مبهوم صريح
قاولا ما كان حشرا في ثمان مائتين
لا يكون الفين وثمان مائة بل ثمانية وتسعين
الف اصعب بتقدیم الماء لانه ۳۵ ف ۱۰
ثمان مائة وخمسون وفي ۸ مائتان وثمانون و
۳۵۰ = ۲۸۰۰ = ۹۸۰۰۰ و ثانیاً ما كان
حشرا في عشر بد مراع الكرياس المذکور
لا يكون ايضا ۲۸۰۰ بل ثمانية وسبعين
الف اصعب بتقدیم الفين واسبع مائة لانه

۲۸ فی ۱۰۰ مائے وثنی نون و صریحاً ۸۴۰۰ بنقص
 تسعة عشر الف اصبع وستی ثلث الحکیم
 یستوی و مال الشا ثمان فی ثمان ہزار و ص
 لایکون الفین و مائتین و اس یعین بل صریح
 مائتین و مائتین لایکل ذراع ۳۵ و الطول
 ۸۴۰۰ ۳۵ ۲۸۰۰ و کذلک العرض السطح
 ۸۴۰۰ مثل عشرین و عشرین ذراع الکریم
 سراء یسواء کما قال الشرح و انقبضت و
 ط و رابعاً مساحة ثمانین و راعاً ہزار
 الکریم لاکو ۲۲۳۰ بل الفین و ستی الف
 و سبعمائة و عشرین اصبعاً لای مساحة
 ذراع مائتان ذراع فی ذراع و ذلک صریح ۲۸
 سبع مائة و اربع و مائتین اصبع و ۸۴۰۰
 ۸۰ ۶۲۴۲۰ و مشر الخط علی کل ذلک
 انہ مرجمہ اللہ تعالیٰ لیرقیب بین الخط و
 السطح بحسب ان الطول یضرب فی العرض
 و ما یلم یضرب فی اصبع الذراع و صح
 خمس و ثلثون او ثمان مائت و عشرین
 اصبعاً فما حصل یکون مساحة الماء
 و لیس کذلک و انما علی مقدار الاصابہ
 فی خط قدر ذراع اما السطح قدر ذراع
 فی صایبہ صریح ذلک و علی الف و مائتین
 و خمس و عشرین اصبع علی الاول و سبعم
 مائة و اربع و مائتین و ثمانون علی الثانی فذلک
 یضرب فی ۶ یکون ثمانین فی ثمان بالاولی

دوسرا اسی ہوتے اور اسی کا مربع ۸۴۰۰ ہوا
 انیس ہزار چھ سو انگشت گھٹ کر، تو یہ دونوں کیسے
 برابر ہو سکتے ہیں؟

شانہ آٹھ ضرب آٹھ ای کے گز سے دو ہزار
 ۲۴۰۰ دو سو چالیس نہیں بنتے بلکہ مربع دو سو ستی کا بنتا
 ہے کیونکہ ہزار ۳۵ انگشت ہے اور ہائی ۸ اس لیے
 ۸۴۳۵ = ۲۸۰۰ ہوا اور یہی حال چوڑائی کا ہے
 تو مسلط ۸۴۰۰ مثل دو درہ کی اس کے گز سے بالکل
 برابر برابر ہے جیسا کہ شارح، قسٹ فی اور ط نے
 فرمایا۔

دایمہ کپاس کے گز سے اسی گز کی پیمائش
 ۲۲۳۰ نہیں بنتی ہے بلکہ با سب سے ہزار سات سو
 انگشت ہے۔ یہ ایک ذراع کی پیمائش وہ ہے
 جو ذراع و ذراع ہوا اور یہ ۲۸ کا مربع ۸۴۰۰ انگشت
 اور ۸۴۰۰ ۳۵ ۲۸۰۰ ہے اور اس تمام بحث میں
 غلطی کی وجہ ہے کہ انہوں نے خط اور سطح میں فرق
 نہیں کیا ہے، اور اس طرح حساب کیا کہ ہائی کو
 چوڑائی میں ضرب دی اور جو حاصل آیا اس کو ذراع
 کی انگلیوں میں ضرب دی اور وہ پیمائش یا انگلیوں
 انگلیوں بنتی ہیں اور جو حاصل ہوا وہ پانی کی پیمائش
 قرار دی، حالانکہ بات یہ نہیں ہے، یہ قرآن کی
 انگلیوں کی مقدار ہے جو خط میں ذراع کی مقدار ہو
 اور وہ سطح جو ذراع کی مقدار ہو تو اس کی انگلیاں اسکا
 مربع ہوگا اور وہ ایک ہزار دو سو چالیس انگلیاں ہیں
 پہلے قول پر اور دوسرے قول پر ۸۴۰۰ ہیں اس کو

چونکہ میں ضرب دی جائے گی تو یہ نہ ۸۰۰ بنے گا
پہلے قول پر ایسا اس کو ضرب دی جائے گی۔۔ میں
تو یہ ۱۰۰۰ ہو گا دوسرے قول پر ۱۰۰۰ درج ہر سے
کر ۱۲۲۵ ۱۲۳۰ اور ۸۴ ۸۵ ۱۰۰۰ دونوں ہی
۸۴۰۰ میں اور یہی مطلوب ہے، اور اگر آپ
پہلے قول پر دس کو آٹھ میں ضرب دیں تو ۴۸ کو
۸۰ میں ضرب دیں تو ۹۸۰۰ ہو گا، اور اگر آٹھ کو
کے پانچ دوسرے قول کے مطابق ہو تو ۸۴ کو ۸۰
میں ضرب دیں تو حاصل ۹۲۸۰ آئے گا، تو ہم نے
کما وہ واضح ہو گیا اور اگر مزید وضاحت درکار ہو تو
ایک ذراع ضرب ذراع کو دیکھیں کہ ایک ضرب ایک
ایک ہی ہوتا ہے، اب تہذیب کے طریقہ کے مطابق اس
کو بائیں طرف میں ضرب دیجئے تو وہ جتنی ہی تہی
ہی رہیں گی، اور یہی بعینہ ایک طرف کی تعبیر ہے
تو کیا ایک چیز کی طرف اس چیز کے مساوی ہر گز
مقدار میں اور یہ بدلتا حال ہے بلکہ یہاں پر وہ
کشی کا طرف اس سے کئی گنا بڑھ جائے اور اس سے زیادہ بعید حال اور کئی سا ہو گا۔ دست

بالجریان تین قول ہیں اور ہر طرف ترجیح و صحیح اقول مگر قول ثالث درایت ضعیف اور اس کا لفظ
ترجیح بھی اس قوت کا نہیں اور قول دوم اگرچہ اقیس ہے اور اس کی تصحیح امام قاضی جان نے فرمائی جن کی
نسبت عبادت تصحیح فرماتے ہیں کہ ای کی تصحیح سے عدول نہ کیا جائے کہ وہ فقہ النفس ہیں کہا ذکر العلامة شامی
فی رد المحتار وغیرہ فی غیرہ مگر قول اول کی طرف جہور نہ ہیں اور عمل اسی پر ہوتا ہے جس طرف جہور ہو
کافی رد المحتار والعقود الدرایۃ وغیرہما اور اس کا لفظ تصحیح سب سے اقویٰ کہ علیہ الفتوے
بکثرت قول دوم کہ اس میں لفظ صحیح ہے اور سید لخطاوی کی اس پر حکایت فتویٰ معلوم ہو گیا کہ سہو صریح ہے
پس جو زیادہ احتیاط چاہے مساحت آب بخیر میں عرض مساحت کا اعتبار کرے کہ ساڑھے تین فٹ اور ہمارے

وہذا یضرب فی ۱۰۰۰ عشرين فی عشرين لثانی
وہا ہر ان ۱۲۲۵ ۱۲۳۰ و ۸۴ ۸۵ ۱۰۰۰ کلاھا
۸۴۰۰ و ہر المطلوب و ان اس مدت عشرين فی
ثمانین یا اول فاصرب ۱۲۲۵ فی ۸۰ میکن
۹۸۰۰ و ان اس مدت مساحة ثمانین ذراعاً
بالثانی فاصرب ۸۴ فی ۸۰ یک ۹۲۸۰ فاقصم
ما قلنا مع کومہ غسیا عن الایضاح و انت
ثبت التزید فلا حطہ فی ما ہو ذراع فی ما
ذراع واحد واحد فی واحد واحد فاضربہ
على طریقۃ السید فی اصابع الذراع بتقی
کمی و ہی بعینہا اصابع طرف طرف الشئ
ساوی الشئ فی المقدار و ہر محال یا لہذا
بل ہما المقدار حاصل ایک طرف فاصبح
خطوط الاطراف کا ربعة ربعة امثال
المسطح کلہ طرف الشئ اصعاف الشئ و ای
محال احدہ۔

مقدار جو کل کا حاصل ہے ایک طرف ہے تو چاروں اطراف کے خط کا مجموعہ پوری سطح کا چار گنا ہو جائے گا تو لازم آئے گا
کشی کا طرف اس سے کئی گنا بڑھ جائے اور اس سے زیادہ بعید حال اور کئی سا ہو گا۔ دست

گز سے سدس اور ساڑھے اٹھارہ گز کا ہے جس کا دس گز چارہ گز سے ان گز ہے اگر ہوا تو اس کی پائش کا
دو درود چارہ گز سے ایک سو چھتیس گز ایک گز اور پچ گز ہوا ورنہ وہی چوبیس انگل کا گز خود مستند
ماخوذ ہے جس کا وہ درود چارہ گز سے پچیس ہی گز ہو اور اس کے اعتبار میں اصلاً دھند نہیں کرو ہی معنی
ہے اور وہی قول اکثر اور اسی میں لیس و آس فی بیشتر اور مقدار دو درود کا اعتبار بھی خود رفتی و تیسیر کی بنا
پر ہے کہ لا یخفی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۰ درپہلی بحیث مدرسۃ الحدیث مرسلہ جناب مولانا وحی احمد صاحب محدث سورتی دام فضلہ
۱۸ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ۔

ایک عرض وہ درود ہے اس میں طاق ڈال کر بارہ قسم قائم کیے ہیں اب کل متوں کے عرض کو جو حساب
کرتے ہیں تو چھ گز ہوتے ہیں اس سے عرض کبیر بننے میں خلل ہے کہ نہیں جینا تو خود

الجواب

مکائے کرام نے غیث وہاں ایک اشیا جیسے نزل یا کھیتی کے پتوں کا حامل ہونا مسافت رکھا ہے مگر متوی
کہ چونکہ سطح تعمیریں جن سے وہ پانی کو سربا تھتی بہت گھٹ گیا ضرور وہ درود نہ رکھیں گے جیسے برت کو پانی پر جایا
جم کو قلعہ قلعہ پر جائے اور نیز ہو کر پانی کے نمش یہ سے جس سے نہ کہ وہ جس آب قلیل ہو جائے گا
عالمگیر میں ہے ۱

و توضع فی اجمة القصب او من ارض فیہا	اگر کسی نے نزل کے جھنڈ میں یا گھسی کھیتی کی زمین میں
ثم یصل بعضہا بعض ثلث کان عسرا	و ضرکیا تو اگر اس کا رقبہ وہ درود ہو تو چار نوا ہے تو
فی عشر یجوز ان تصال القصب بالقصب	نزل کا نزل سے متصل ہونا پانی کے پانی سے متصل
لا یصل تصال الماء بالماء کذا فی الخلاصة	ہونے میں مانع نہیں ہے، ایسا ہی غلہ میں ہے
و ثلث کان الحمد علی وجه الماء قطع	اور اگر پانی پر جمی ہوئی بڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہو
قطعا ثلث کان کثیرا لا یتحرک بتحرک	تو اگر اتنی زیاد ہو کر پانی کو حرکت دینے سے متحرک
الماء لا یجوز الوضوء بہ کذا فی الصحیظہ	نہ ہو تو وضو اس سے جائز نہیں، کذا فی الصحیظہ
فی جامع لرموز علی المجتبى لکان فیہا	اور جامع الرموز میں مجتبى سے ہے اگر اس پانی میں

قطع حشب او جمد يتحرك متحرك الماء
جانہ دیکھ انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۱ از شہرہ رسدہ اہلسنت مسئلہ ۳۳۱ از شہرہ رسدہ اہلسنت
۱۳۳۰ھ۔

سوال اول: عرض دو دروہ میں اگر کوئی شخص متوک یا ریختہ ڈالے یا پاؤں اُس کے اندر ڈال کر دھوئے
یا دھوا اس طرح کرے کہ تمام خسالہ اس میں گر جائے تو آیا ان سب صورتوں میں وہ عرض پاک رہے گا یا
نہیں، بر تقدیر ثانی اگر کوئی نجس سمجھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ان سب صورتوں میں وہ عرض پاک ہے اور اسے نجس سمجھنا جمالت اور اگر کوئی شخص مسند بتانے کے بعد
بھی ہزار کرے تو سنت کہ گارہو اگر عرض میں متوکنے یا ناک صاف کرنے سے احتراز لازم ہے کہ یہ افعال باعث
نفرت ہیں اور بلا وجہ شرعی نفرت۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (واللہ تعالیٰ اعلم ات)

سوال ۲: ایک تالاب دو دروہ میں تمام محلہ کے بچوں پاؤں نالیوں وغیرہ کا نجس پانی اکو جمع ہوتا ہے
بلکہ مینگی اس میں میٹے کی ٹھینک بھی ایام برسات میں ڈال کرتے ہیں اور بعض اوقات رنگ اس کے نرے
پاخانہ پیشاب بھی پھرتے ہیں کہ اُس میں بہہ کر جاتا ہے تو آیا ایسے تالاب میں کپڑے نجس و عدسے سے پاک
ہوں گے یا نہیں اور اُس تالاب کو حکم پاک کا دیا جائے گا یا نہیں جینا تو جردا۔

الجواب

اگر ای نجاستوں کے گرنے سے پہلے اُس میں دو دروہ پانی تھا اُس کے بعد گرے اور اُن کے گرنے
اُس کا رنگ یا مزہ یا بو متغیر نہ ہو اور کپڑا دھوئے میں میں نجاست کپڑے پر نہ لگے اُن تو کپڑا پاک ہوگا ورنہ نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶ از شہر محلہ بہاری پور مسٹر نواب مولوی سلطان احمد خان صاحب ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ
کیا فرماتے ہیں علامہ دیوبند میں شرعیات میں اس مسئلہ میں کہ مرثیہ کر دوا ایسے پانی سے وضو یا استنجا کرنا
جس میں کوئی دوسری شے جوش دی گئی ہو جس سے پانی کا نام پانی نہ رہے جائز ہے یا نہیں پس اس سے طہارت
حاصل ہوگی جو بہ اس ضرورت کے یا ضرورت پر لحاظ نہ ہوگا جینا تو جردا۔

الجواب

استنجا و تہیئۃ جائز ہے کہ اس میں نہ مطلق بلکہ پانی ہی شرط نہیں برطالع مزہل سے ہو جاتا ہے نہ
وضو جائز نہ ہوگا (اُن چیزوں سے)

لکھنؤ الامدادیہ، طبخہ کالہری و لہر وال اسم جو پکانے سے ایک جان ہو جائے بھیجے شورہ یا اس کو
القاء کا تہیئہ۔ پانی نہ کھاتے جیسے نمینہ۔ (۱ تا)

وضو میں نہ ضرورت کی کیا حاجت اگر طہ مطلق سے وضو ضرورت ہو تو کہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷ از مرفیہ سرپان مسٹر امیر علی صاحب تھانوی
(۱۱ جمادی اول ۱۳۳۱ھ)

کیا فرماتے ہیں علامہ دیوبند میں شرعیات میں اس مسئلہ میں کہ قیدہ دریافت کرتا ہے کہ میرے موضع میں
چند تالاب ہیں ان تالابوں کے پانی سے غسل اور وضو پینا، پکڑے دھونا کیسا ہے کیونکہ اکثر مویشی ہندو و مسلمان
ہر ایک نہاتے ہیں استنجا بڑا ہر ایک قوم و دین پاک کرتی ہے اور کبھی چار بھنگی بھی نہاتے ہیں اور اتفاقاً قیدہ سور پانی
پی جائے یا نہاے کبھی یہ تالاب متعہ دہتے ہیں اور کبھی ان کے اندر جو کندی سے نہر جاری ہو جاتی ہے اس کی تشریح
یوں ہے :

نمبر تالاب	لبائی	چوڑائی	گہرائی	نمبر تالاب	لبائی	چوڑائی	گہرائی
۱	۱۰ گز	۱۰ گز	۱ گز	۳	۳۰ گز	۳۰ گز	۲ گز
۲	۲۰ گز	۶۰ گز	۲۰ گز	۴	۳۰۰ گز	۱۰۰۰ گز	۳۰ گز

کسی وقت میں اس سے زیادہ بھی پانی ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ کم اور اگر ندی سے پانی آجائے اور رستہ میں نہریں
کچھ عینہ ہو تو کیا حکم ہے اور بستی کے قریب چند اور تالاب ہیں اور ان کا پانی رنگ بدلتے ہوئے رہتا ہے اکثر ہندو
سب اس پانی سے نفرت کرتے ہیں برسات میں بھی صاف طور پر نہیں ہوتا ہے لمائی چوڑائی گہرائی بھی بہت مگر پانی
صاف نہیں ہے دیگر شہر سے نادر کا پانی ندی میں آکر گرتا ہے اور ندی کا پانی کچھ تھوڑا مخلوط ہوتا ہے دیکھے ہیں اکثر

پیشاب کی صورت معلوم ہوتا ہے ایسے پال سے اکثر لوگ بہاتے اور حویلی کپڑے دھوتے ہیں اکثر وضو کرتے ہیں تو اس پانی کے لیے کیا حکم ہے مینو اقوجہ ۱۔

الجواب

اسی سب باتوں کا جواب یہ ہے کہ جس پانی کی سطح بالا کی مساحت سو با تھ چڑھاؤ کس دس با تھ لبا چڑایا میں با تھ لبا پانچ با تھ چڑایا پچیس با تھ لبا چار با تھ چڑاؤ علی بن ابیہ کس اور عمر اتنا کہ لب سے پانی لے کر زمین نہ کھل جاتے وہ پانی نجاست کے پڑنے یا نجاست پر گزرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک نجاست کے سبب اُس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدل جاتے مگر نجاست کے سوا اور کسی وجہ سے اُس کے رنگ یا بو یا مزہ یا سبب میں فرق ہو تو حرج نہیں اور اعتبار پانی کی مساحت کا ہے نہ تالاب کی یہ تالاب کتنا ہی بڑا ہو اگر گریوں میں خشک ہو کر اُس میں سو با تھ سے کم پانی رہے گا اور اب اُس سے کوئی استفادہ کرے یا کتا وغیرہ ناپاک نہ ہو گا جو پینے تو ناپاک ہو جائے گا بڑوں ہی برسات کا بہتا ہو پانی آیا اور اُس میں نجاست مل گئی تو جب تک پورا نہ ہو اور نجاست سے اُس کا رنگ یا مزہ نہیں بدلا پاک ہے اب جو وہ کسی تالاب میں گر کر ٹھہرے اور ٹھہرنے کے بعد سو با تھ سے مساحت کم کرے اور نجاست کا کوئی ٹھرا اُس میں موجود ہے تو اس سے ناپاک نہ ہو گا اگر سو با تھ سے زیادہ کی مساحت میں ٹھہرا پاک ہے ناپاک نہ ہو گا پانی نہ کی ہیں اگر کر اور اس سے مری کے پانی کا رنگ یا مزہ یا بو بدل گئی ناپاک ہو جائے گا۔

پاک رہا اللہ تعالیٰ اعظم

مسئلہ ۳۴ مسئلہ حافظ محمد قاسم صاحب از مدنی کیپ محلہ تسکیں بارہ ۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک وطن ہے جو بعض لوگوں کے چھ قبضہ یعنی چھ مائیں انگلیوں سے وہ درود سے چھ بیس انگلی زیادہ ہے اور یہ چھ بیس انگلیاں سترہ پانچ کے برابر ہیں اور ہر لوگوں کی چھ بیس انگلیاں ساڑھے سترہ پانچ میں اُس سے وہ درود سے چھ بیس انگلیاں زیادہ ہیں اور ہر لوگوں کی چھ بیس انگلیاں اٹھارہ پانچ کے برابر ہیں اُس سے وہ درود بارہ انگلی کم ہے اور اس کے پانچ میں ایک ستون ہے

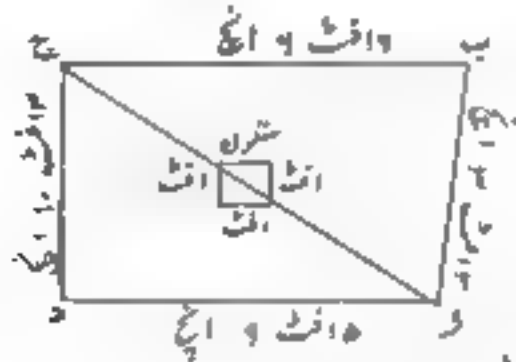
سے فائدہ ۱۔ شرعی طور میں یہی انگلی معتبر ہیں جن کے چھ بیس انگلیاں پانچ کے برابر ہیں ایک با تھ مری کی مساحت مختلف پیمانوں سے اس جدول میں ہے ۱

ایک با تھ مری میں ای پیمانوں کے چھ

نمبری نم	طہر نم	انچ	۴۶۴	انچ
نوب	۲۰	انچ	۵۷۱	انچ

(باقی صفحہ گزشتہ)

جس کا طول و عرض ایک ایک فٹ ہے کیا ایسے عرض میں سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں اور نجاست پڑنے سے اس کا پانی نجس ہو گا یا نہیں با تمام کتابوں کے والد سے جواب دیا جائے اور علماء کے مہر و مستند بھی ہونا چاہئیں اس کے بارے میں یہاں سخت فساد ہے اکثر لوگ اس سے وضو کرنا جائز نہیں سمجھتے جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں ان کا مستنداً کیا حکم ہے اس مسئلہ کا جواب باعتبار مذہب حنفی ہونا چاہیے، عرض کی شکل یہ ہے۔



مندان عرض کی ۳ فٹ ۹ انچ۔

الجواب

وہ آئندہ اس ضلع و ب ج د میں قطرح و عرض کی مثلث و د ج میں مسب میان سائل مسدود ۱۸۹۰ انچ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اب جتنے ہاتھ لارقبہ لایا جائے ان سب پر پاؤں سے اس کے مقدار میں سے طہر ہو گی مثلاً وہ درود کے لیے ان مقدار پر کہ ۱۰۰ میں ضرب کرو تو گز ۲۵ ہو سکے اور فٹ سر اور سر علیٰ ہذا القیاس، یہاں سے مثلاً مذکورہ ل کی غلطی کا مدار ہو سکتا ہے وہ وہ درود عرض اس صیح بیان سے ۳۷۲۰۰ انچ ہو گا اور جو ہاتھ سترہ انچ ہے اس سے ہاتھ صرف اٹھائیس ہزار نو سو (۲۸۹۰۰) انچ ہو گا ساڑھے تین ہزار انچ کا فرق پڑے گا جس کے چار ہزار چھ سو چھیاسٹھ اٹھل اور دو تہائی ہو سکے نہ صرف اٹھاون، اور جو ہاتھ ۱۰ انچ ہے اس سے سو ہاتھ تیس ہزار پانچ سو پچیس انچ ہو گا پوسے انیس سو اچانک کم جس کے ڈھائی ہزار اٹھل ہو سکے نہ کہ فقط چھتیس و قس علیہ ۱۲ (م)

سے جس میں زلویہ ۵ قائم ہے ۱۲ (م)

ملکہ آس فی عمل و قلت تعادلت کے سبب یہ تقریب کی گئی، وہ تحقیق یہ ہے کہ مثلث و د ج جبکہ قائم الزاویہ ہے اس کے مساحت وہی ۳۱۳۷۲ کی نصف ۱۵۶۸۶ انچ ہوئی، مثلث و ب ج (باقی بر صفحہ آئینہ)

دیکار میں قریہ ۹۷۲ ایک کم ہوا لہہ شے قلیل ہے ایک قطرہ نجاست سے سب ناپاک ہوجاتا ہے، اگرچہ اس میں وطون اگر ہاتھ یا پاؤں کوئی عضو بے دھلا اس میں نہ ڈالا جائے تو ضرر نر ہے اگرچہ سالہ اس میں گرے جب تک شے مستقل اس کے پانی پر غالب نہ ہو جائے طو الصبیحہ ٹھہرے دھلا کوئی عضو اگرچہ ایک پورا یا باغی با ضرورت اس سے مس کرے گا تو سارے پانی قابل ضرر نہ رہے گا بناء علی الفرق بین الملاط والمعلق کا حقیقتاً فی رسالۃ النقیۃ الافق واللہ تعالیٰ اعلم (طلاق لود طقی میں فرق کی تحقیق اپنے رسالہ النقیۃ الافق میں کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ت)

مسئلہ ۳۹ مسئلہ شیخ، براہیم صاحب مدرس مدرسہ فین عام گرہر پر ضلع پنج محل ملک احمد آباد
گجرات ۴ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ

نجم پانی دو تین گز بننے سے یا ہر گز سے پاک ہوجاتا ہے یہ کہیں صریح ہے مینا تو جرد۔

الجواب

نجم پانی نہ ہوا گئے ہے پاک ہو سکتا ہے نہ خود بننے سے، ہاں پاک پانی اگر ہوتا ہو آئے اور اسے ہاتھ یا
ترباک ہوجائیگا صاحب اللہ الخی یطوہ بہ شہدۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکرتک جاری پانی کا ایک حصہ دوسرے پانی کو
پاک کر دیتا ہے۔ ت)

مسئلہ ۴۰ از مرصع کوہن پور تھانہ و ڈاک خانہ دیورنیا مسئلہ محمد شاہ بروز شنبہ بت تاریخ
۱۱ صفر المظفر ۳۳۳ھ

یک فراتے میں مسائے دیں و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پانی مکروہ کس کس طرح سے ہوجاتا مینا تو جرد۔

الجواب

عوام میں یہ مشہور ہے کہ بے ضرر کا ماغی ڈوبنے سے پانی مکروہ ہوجاتا ہے اور مسئلہ ہے یں کہ بے و سر کے



(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قایم الزاویہ میں ب ۵ = ۱۹۸ - ۱۸۹ مجرہ مثلث و مستطیل

۲۲۱۲۱ مجریہ حسب بیان سائل محال ہے کہ وہ کوح ح سے اقرب بتایا ہے تو

مذکور ہے کہ بیح موازی د و نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ (م)

سے گر شرعی کہ پائیس نکل ہے ایک ہاتھ یا ڈیڑھ فٹ ہے جس کے ۱۸ پنج ہوتے اور اس ذراع سے خود سرائی میں

۱۰ درہم سے کم ہونا نہ کر مکروہ نہایت مختل و نامناسب تھا لہذا میرزا محمد صاحب کیا ۱۳ (م)

اختصاصت وغیر میں جو کوئی بے دھلا حشر کے سوا آبِ قلیل سے بے ضرورت مس کرے گا وہ پانی قابلِ دھو رہے گا اور اس کا پینا مکروہ۔ اسی طرح بلی اور چھوٹی ہونی مرغی اور حشرات اور جن دوسری جیسے سانپ، گرگٹ، چھپکلی، پوچھے، گھونس، چھوٹا اور شکاری پرندوں جیسے باز، جرے، شکرے، بہری سرچیل، کونے اور ان کے امثال حانوروں کا جھوٹا بھی مکروہ ہے جو نجاست سے پرہیز نہیں کرتے جبکہ رہا فضل نجاست معلوم ہو جیسے بلی نے اُسی وقت چوہا کھا یا اور بہوڑ اتنی دیر نہ گزری کہ نجاست سے لب و زبان صاف ہو جائے کہ اس صورت میں اُس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ نجس ہے نہ طہارت معلوم ہو جیسے بند مرغی کہ نجاست کے نجس جانے نہیں پائی یا شکاری پرند جسے پاک کو تست کھلایا جاتا ہے اور مدت سے اُس نے شکار نہ کیا کہ اس صورت میں اس کا جھوٹا بلا کر بہت پاک ہے تیرا جنہی عورت کا پیا ہر پانی چہ مرد و اور اجنبی مرد کا حرمت کو بھی مکروہ ہے جسکو مضرت لذت نفسانی ہو نورانِ نصاح و مراقی الفلاح میں ہے :

الہاء (طاہر مظهر مکروہ) استعمالہ شدہ ہوا	پانی (ظاہر مظهر مکروہ ہے) اس کا استعمال مکروہ ترین ہے
حل الذبح و هو ما شرب صد الہرة الاحلیة	ہے اصح یہی ہے، یہ وہ پانی ہے جس سے بلی نے
اذا اوشیة مؤرہا نجس (و منحوھا) اعیالہ علیہ	پیا جو یعنی پالتو بلی نے، کیونکہ جنگلی بلی کا پانی نجس ہے
الدجاجة المخلقة و صباع الطیر والحبیة	اور کسی کُش، ایسی یا سو بلی کی طرح کھل پھرنے
الفارة لا یلذذ لاتی من نجاسة	والی مرغی، شکاری پرندے، سانپ اور
	جڑا ہے کیونکہ وہ نجاست سے نہیں بچتی ہے۔ (ت)

حاشیہ طحاوی میں ہے :

قوله بحسب ای اتفاقا لہاء ورد السنور سبعہ	اس کا قول نجس یعنی اس پر اتفاق ہے
وان المراد منه البیروا	کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ بلی درندہ ہے، اس
	سے مراد جنگلی بلی ہے (ت)

اقول ہذا نجس بن کان الکلام ف	میں کہتا ہوں یہ عجیب بات ہے گفتگو چھوٹ
الاہلی کافی الحدیث وقد عینا ہ	بلی میں تھی جیسا کہ حدیث میں ہے، ہم نے اس کو
الکلام عینہ فی سلب الثلب نعم نجاستہ	پوری بحث کے ساتھ "سلب الثلب" میں بیان کیا

مصر جو یہ فی جامع الرموتہ معریا الکشف و
نص فی الدر المختار اہ نجس معطل
فانکلام فی التعلیل .

ہاں اس کی نجاست جامع الرموز میں مصرع ہے ،
اس کو کشف کی طرف منسوب کیا ہے ، اور در مختار میں
مراحت ہے کہ وہ نجاست غلیظہ ہے ، تو گفتہ
تعلیل میں ہے ۔ (ت)

تین قسم کے پانی مکروہ ہوتے :

۱۔ پائے مستقل یہ ہمیشہ مکروہ ہے ،

۲۔ اور اجنبی کا جھوٹا صرف بحالت لذت ،

۳۔ اور ای جاہلروں کا جھوٹا جبکہ صاف پانی موجود ہو ورنہ نہیں ۔

در مختار میں ہے :

سور حرة و دجاجة مخلقة و سباع طیر و
یعلوہا طہارۃ مستقرہ و سواکن بیوت
طاهر مکروہ تنزیہ فی الاصل و ادھن غیریہ
والا لہ یکرہ اصلہ

بقی کا جھوٹا ، کھلی مرغی ، پرندوں کے درہروں کا جھوٹا
جی کے بارے میں مالک کو معلوم نہیں کہ ای کی چوبچ
پاک ہے ، گھر میں رہنے والے جاہلروں (جہاں جھپٹلی
و نہ) کا جھوٹا ، مسکنوں کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے
یہی وقت ہے جبکہ دوسرا پانی موجود ہو ورنہ کراہت بھی ہوگی ۔

جہاں فردوس نہیں یعنی خونی سائل نہیں رکھتے خواہ حشرات الارض سے سو یا یہیں جیسے کچھو ، مکھی ، زنبور
اور تمام دریائی جانور ای کا جھوٹا مکروہ بھی نہیں ۔ در مختار میں ہے :

سور مسا کا دہر لہ طہر طہور و ہلاکوا حصۃ
جس جاہلروں خونی نہ پایا جاتا ، ہاں اس کا جھوٹا
بلاشبہ طاهر و طہور ہے بلا کراہت ۔ (ت)

در مختار میں ہے :

صوادکان یعیث فی الماء اونی غیریہ طاعت
البحر

عام ازین کہ وہ پانی میں رہتا ہو یا نہ رہتا ہو ، ط
عن البحر ۔ (ت)

۴/۱

مجتبائی دہلی

فصل فی البئر

بئر در مختار

بئر ایضاً

۱۶۳/۱

مصطفیٰ آبادی مصر

۴

بئر در مختار

اُسی میں زیرِ قول شارح و مفسر کہیے فرمایا،

ای ممالہ دہ مسائل کالغامقہ الحیة والورعة
بخلات ما کلام له کالغرضی والصوره
والعقرب فانه لیکره کما مروتہ منہ
الامد ذلہ۔

یعنی وہ جانور جن میں بختہ والا خون ہو جیسے چرغا،
سایپ، چھپکلی، بخلاف ان جانوروں کے جن میں
خون نہ ہو جیسے غنفس (ہشت پا)، صرصر (جھینگرا)
جیرا، بچھو، کیونکہ یہ مکروہ نہیں، جیسا کہ گزرا، اور
مکمل بحث ادا میں ہے۔ (ت)

اقول فلا یجوز ما سئل فی جامع الرموز
من کراهة سؤر العقرب بالافتق و لم
یعزہ لاحد والله تعالی اعلم۔

میں کہتا ہوں اس سے معلوم ہوا جامع الرموز
میں ہے کہ بچھو، جھوٹا مکروہ ہے بالافتق، اس کی
کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی، اس کو انہوں نے کسی
کی وقت مکتوب نہیں کیا واللہ تعالی اعلم۔ (ت)

مسئلہ اسم از جالہر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی احمد جان صاحب مرسلہ محمد احمد جان صاحب
۲۰ شوال ۱۳۱۴ھ۔

نامحرم عورت جو ان یا بڑا سا پنہ رشتہ کا غمناک پانی نہ ترست ہے یا نہیں مکروہ تحریمی
یا تنزیہی یا سبب نکاح۔

الجواب

ملکہ شہوانی کی نیت سے حرام اور فاحش تبرک کی نیت سے جائز۔ لله یعلو المقصد من المصلی
(اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے منہ مصلی سے۔ ت) صحیح حدیث میں ہے جب حضور پر زبیدیہ عالم مصلیٰ علیہ السلام ہجرت
فرما کر شینا، ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں مقیم ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دلش
جب ان کے گھر جاتا وہ اور ان کے گھر والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انکشتہ بی مبارک کے نشان
کی جگہ سے کھاتے، درخت کا کتاب انظر میں ہے،

یکوہ للسرۃ سور المرحل و سورہ حب لہ
مرد کا جھوٹا عورت کے لیے اور عورت کا مرد کے لیے
مکروہ ہے۔ (ت)

اُسی کے آخر فصل نصف البشر میں ہے ۔

بکروہ سوسرھا لوجہ کھنکھہ لاستلذا دینے
عورت کا جھوٹا مرد کے لیے اور مرد کا عورت کے لیے
ذات لینے کے لیے مکروہ ہے ۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

بعہم منہ انہ حیث لا استلذا ولا کولہ
اس سے یہ سمجھ میں آیا اگر لذت کے لیے نہ ہو تو کولہ
واللہ تعالیٰ اعلم ۔ نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۴۲ از مقام چتر گڑھ ملا قدس سے پورا راجپوتانہ مستولہ مولوی عبدالحکیم صاحب
۱۶ ربیع الاولیٰ شریع ۱۳۳۴ھ

پانی کی نالی ناپاک چڑنے سے تیار کی گئی اور خشک ہونے سے قبل اُس میں پانی جاری کیا گیا اور وہ پانی
حوض میں اُسی محلہ سے جیسے برا شروع ہوا جہاں ناپاک چڑنے سے بند کی گئی تھی تو کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک ؟ حق
نے لکھا ہے کہ جس تالاب میں نجاست کنہ پر ہو اور پانی وہیں سے جیسے برتا ہو تو وہ پانی ناپاک ہے تراکس روایت پر
تمام پانی ناپاک ہوگا ۔

الجواب

پانی اگر اُپر سے اُسی نالی پر بہتا ہو آیا اور بت ہوا اگر گئی تو بھی مہربان یہ ہے کہ ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ اگلے کسی
وصف میں اُس کے سبب تغیر نہ ہو دوسری روایت ضروریہ ہے کہ کل یا اکثر یا نصف پانی کا بہاؤ اگر نجاست پر ہو
تو بہا نفع نہ دے گا کل پانی ناپاک بھی جائیگا و صحیحہ ایضا وان کا الاول حلیہ المصنوع لانه الاقوی و حلیہ
لصوتی اور اس کی تعمیح بھی کی گئی ہے اعتقاد اگر پہلے قول پر ہے کیونکہ وہ اقویٰ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ۔ ت ۔

اقول مگر یہ نجاست مرتبہ میں ہے جیسے مرداریا غلیظہ غیر مرتبہ میں بالاقفا اُسی طور اثر کا اعتبار ہے ،
کما لصواعلیہ قاطبہ و قافی البحر فی ترجیہ
جیسا کہ اُن تمام نے اس پر نص کیا ، اور پھر میں دوسرے
القول الاصولیون بوجود النجاسة فیہ بخلاف
قولی کی ترجیہ میں فرمایا کہ اس میں نجاست کا پایا جب نہ
حقیق ہے بخلاف طیر مرتبہ نجاست کے کیونکہ جب
اس کا اثری بشر ہو اگر معلوم ہو اگر پانی اُس نجاست کو بہا کر
لے گیا ہے ۔ (ت)

۴۸/۱

جنتانی دہلی

فصل فی البشر

لے در مختار

۱۶۳/۱

مکتبۃ اہلبائی مصر

باب المیاء

لے رد المحتار

۱۳۶/۱

۔

باب المیاء

لے رد المحتار

اور چونا نجاست نہیں تھیں ہے اور اعتبار نجس کا ہے نہ نجس کا دلہذا اگر ناپاک گلاب یا زعفران آب حار میں گرے اور اس میں گلاب کی ٹویا زعفران کی رنگت آجائے اسے غور اثر نہ کہیں گے بلکہ اس نجاست کا کوئی وصف پانی میں آئے جس نے گلاب و زعفران کو ناپاک کیا تو پانی ناپاک ہوگا، رد المحتار میں ہے،

فی شرح ہدیہ ابن الہدیٰ مستندی جید المعنی الطہرات المراء اوصاف النجاسة لا المتنجس کماء الورد والخل مثلاً فلو صب فی ماء جامی یعتبر اثر النجاسة التی فیہ لا اثرہ نفسه لظہار ما فی المسام بالفضل ولہ اس صحت تنہ علیہ وهو صہم فاحفظہ اللہ

میتہ جید القی نے شرح ہدیہ ابن الہادی میں لکھا ہے کہ ناپاک ہر اس سے مراد نجاست کے لوصاف ہیں نہ کہ نجس ہونے والا پانی، جیسے گلاب کا پانی اور سسکہ، اگر اس کو بچے پانی میں ڈال جائے تو اس میں جو نجاست ہے اس کا اثر معتبر ہوگا، غور اس کا پانا اثر معتبر ہوگا کیونکہ بعضہ الی چیز غسل دینے سے پاک نہ جاتی ہے، اس

نکتہ پر میں نے کسی اور کو مطلع کرنا جو تیسری جگہ مذکور بہت اہم ہے اسے یاد کر لیجئے (۱۰۱)

اقول وهو اضم البیہای فامث المقصود عبثہ النجاسة علی الماء حتی اکسبتہ وصفاً لمیاوۃ لک فلو صب وصف نفسها دون المتنجس مہا الا تری ای لوکاست علیہ لا تغیب الماء وکان مکان ماء الورد ماء قراح لو یظہر اثرہ فکذا فی ماء الورد اذا لا تختلف قلة وکثرة باختلاف المتنجس۔

میں کہتا ہوں اس کی دلیل بہت واضح ہے کیونکہ مقصود نجاست کا پانی پر غالب ہونا ہے تاکہ نجاست کا وصف اس میں ظاہر ہو جائے، اور یہ تہہ ہے جب خود اس کا پانا وصف اس میں ظاہر ہو کہ اس چیز کا جو اس کی وجہ سے نجس ہوتی ہے، مثلاً اگر نجاست تخی تھوڑی ہوتی کہ پانی پر غالب نہ ہوتی اور کھائے طرق گلاب کے ساتھ پانی ہوتا تو اس کا اثر ظاہر نہ ہوتا

تو اسی طرح گلاب کے پانی کا حال ہے کیونکہ نجاست قلة وکثرة میں ناپاک ہونے والے پانی کے اعتبار سے مختلف نہیں ہوتی ہے۔ (۱۰۱)

تو جبکہ وہ نجاست جس سے چونا ناپاک ہوا امری نہیں تو یہ صحت نجاست غیر مرئی کی ہے اس سے وہ روایت متعلق نہیں بلکہ یہاں بالاتفاق حکم طہارت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۴۔ از کلام پورہ عقبہ برچی کٹر مکان چاند خان دفتر مدرسہ شیخ ممتاز علی سیکل منگلوری برودی محکمہ جنگلات کرنا۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین سوالات ذیل کے جواب میں خداوند کریم آپ کو اجر عظیم اور سائل کو صراطِ مستقیم عطا فرمائے۔

عمودِ زید و شخص میں عروہ سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ چاہ ہو سلسلے موجود ہے اس کا پانی قابلِ وضو اور نیز دیگر استعمال کے ہے یا نہیں؟ عروہ نے جواب دیا کہ بنا بر رفعِ شک چاہ کو پا پیا جائے چنانچہ وہ گھونٹا یا گیا تو لبائی ۱۱ ہاتھ اور چڑائی ۹ ہاتھ گہرائی سو ہاتھ ہوئی جو برابر ہے ۵۰ ۲۰ ۲۰ ہاتھ کے مگر یہ اس کو ۳۲ ہاتھ متلو کر کے پانی سے وضو ناجائز بتلاتا ہے اور پانی بڑا کو قابلِ استعمال ہیں تو کیا لیکن عروہ نے اسی چاہ سے وضو کیا اور یہ نے عروہ کے پیچھے نماز پڑھی لہذا تم اس سے کہ اس پانی کا استعمال برحق شرع تشریف جائز ہے یا نہیں اور زید کی نماز اس صورت میں عروہ کے پیچھے ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: اس چاہ میں پانی کی اس قدر آمد ہے کہ اگر چس نہ کر دیا جائے جو دی بھر پانی کی پینٹا ہے تو چاہ بھر بڑ ہو کر زاید پانی یکسر ستر سے خارج ہو کر چند روز میں دو سو فیٹ لمبے اور پچاس فیٹ چوڑے مذکور جس کی گہرائی بھی ۳ فیٹ سے کم نہیں لہذا نہ کہتا ہے۔ یہ پانی مریشی پیتے میں یہ تو موسمِ سردی کی حالت ہے اور موسمِ گرمی میں چرس پیتے یا نہ چلے کس سے پانی، بر نہیں آتا افسر جس قدر کو اس حال ہو جاتا ہے وقت چرس چلے کے اتنا ہی رات کو پھر کنویں میں پانی آجاتا۔ سو اس میں پانی کا بڑا بڑا کھنڈہ ہے۔ کوئی قلیل ہیں کہ جن کا پانی ڈول وغیرہ سے کھینچا جائے ورنہ عام کوئی زبرداری میں تمام لوگ اندھا کر پانی پیتے اور بھرتے ہیں بلکہ نماز اور وضو پر پیکر شے وغیرہ صوفیہ کا عام رواج ہے، ہاں بعض موقع پر ایسا بھی رواج ہے کہ جس کنویں کے اندر مہاتے ہیں اس کا پانی نہیں پیتے۔

الجواب

پانی میں لفظ اُس کی سطح بالاکہ پیمائش متبر ہے حق کا اصل لحاظ نہیں اگر آپ کی سطح مثلاً ایک ہاتھ مربع ہے اور ہزار ہاتھ گہرا ہے تو وہ ایک ہی ہاتھ قرار پائے گا اور سطح سو ہاتھ ہے اور فقط نصف ہاتھ گہرا ہے تو وہ پور سو ہاتھ شہدے گا نہ کہ پچاس۔ حق صرف اتنا ہوا چاہئے کہ لب میں پانی پینے سے زمین نہ کھلے لہذا چاہ مذکور کی مساحت ۱۰۹۲۲۵ ہاتھ ہے نہ ۳۲۰۰۰۵ ہر حال تک نہیں کہ وہ مائے کثیر سے اُس سے وضو غسل اور اُس میں پکڑے دھون سب جائز ہے وہ نجاست پڑنے سے بھی ناپاک نہ ہوگا جب تک نجاست اس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدل دے اُسے ۳۲ ہاتھ کہنا معنی ہے علی اور اُس سے وضو غسل ناجائز بتانا صریح نادانی ہے اور اگر واقع میں اُس کے اعتقاد میں یہی ہے کہ اُس کنویں کے پانی سے وضو نہیں ہو سکتا اور اُس نے عروہ کو اُس سے وضو کر کے نماز پڑھاتے دیکھا اور اپنے اُسی اعتقاد پر قائم رہ کر اُس کی اقدار کی توبہ کی نماز نہ ہوئی کہ اُس کے

اعتقاد میں امام بے دھرم نماز پڑھا رہا ہے بلکہ وہ اس سے بھی سخت تر ہے کہ اس سے نماز کو معاد اللہ باریکچہ سمجھتا پسیدہ
 ہوتا ہے واللہ العلیٰ باللہ تعالیٰ یہی حکم اُن سب کُنوٰں کا ہے جن کے پانی کی سطح بالا ۲۵ فٹ ہو اُن میں پڑھے دھوتا
 بھی جائز ہے اور اُس سے ناپاک نہ ہوں گے اگرچہ دُعا پڑھے ناپاک ہوں جب تک کہ نجاست اُن کا رنگ یا بُر یا مزہ
 نہ بدل دے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتویٰ مستثنیٰ بہ

الْهَيْئُ النَّمِيرُ فِي الْمَاءِ الْمُسْتَدِيرِ^{۳۲}
خوشگوار صاف آبِ مستدیر کی تحقیق (ت)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

مسئلہ ۴۴

کیا فراتے ہیں علامتہ دین اسی سند میں کہ ٹریس کا دورہ سنگے یا تختہ ہو یا پتھر کے کہ وہ وہ درود ہو اور نہایت
گرنے سے ناپاک نہ ہو کے جینا اور جو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَىٰ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

الجواب

اس میں چار قول ہیں ہر ایک بجا ہے خود جو رکھتا ہے اور تحقیق چار ہے :

قول اول ارنٹا لیس ہائے خلاصہ و ملکیہ یہ میں اسی پر جویم فرمایا اور محیط امام شمس امامہ سرخسی و فتاویٰ
کبریٰ میں اسی کو احوط بتایا سنیہ طحاوی نے اس کا اتباع کیا بندیہ میں ہے ،
ان کا ان الحوض حد و ما یعتبر ثمانیۃ و . اگر حوض گول ہو تو ارنٹا لیس ہائے کا اعتبار ہوگا
اس یعنی ذرا کذا فی الخلاصہ و حصو کذا فی الخلاصہ اور میں احوط ہے کہ اس نے محیط
الاحوط کذا فی محیط السرخسی . (ت)

طحاوی میں ہے : الاحوط اعتبار ثمانیۃ و اس یعنی (احوط ارنٹا لیس کا اعتبار کر لے۔ ت)

لے فتاویٰ بندیہ فصل فی الماراکہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۸/۱

لے طحاوی علی الدر المختار باب المیاء بیروت ۱۰۴/۱

دوم چھالیس ہاتھ بعض کتب میں اسی کو مختار و مفتی بہ بتایا سحر الراقی میں نقل فرمایا، الصمد والمفتی بہ ستہ و سابعون کیلایا بعض و عادیۃ الکسور (مختار و مفتی بہ چھالیس ہے تاکہ کسر کی رعایت کی دشواری میں جتن نہ ہو جائیں۔ ح۔)

اقول یرید ان تسمہ کسر اسقط او
رفع تیسرا ثمریت فی الفتح ما عین
الرفع حیث قال انہ کان لعموم مدورا
فقد رہا ربعة و اسرہیں و ثمانیۃ و
اسرہیں و المحدثا ربعة و اسرہیں و
فی الحب بیکتفی باقد منها بکسر النسبة و
یعنی بستہ و اسرہیں کیلایا تنحصر ما عین
لکسور و انما تحکمت غیر لازمة اصلا
اصحیہ ما قد منہ من عدم التحکمت قدر
معین آہ ای عمدا یا صمد صمد صمد و حد
علیت ان الفتوی علی العتب مرا العتب

میں کتبوں ان کی مراد یہ ہے کہ یہاں کسر ہے جو ساقط
کر دی گئی ہے یا راقی لکھی ہے جسائی کے لیے،
چھالیس کے فتح میں دیکھا تو انہوں نے فتح کو
متعین کر دیا، فرمایا اگر جو فتح گول ہو تو اس کا اندازہ
چالیس اور اڑتالیس کیا گیا ہے اور مختار چھالیس
کیا گیا ہے اور حساب کے اعتبار سے اس سے کم
پر بھی اکتفا کیا جائیگا کسر نسبت کے لیے، کسی
چھالیس پر فتویٰ دیا جائیگا تاکہ کسر کی رعایت میں
پریشانی لاحق نہ ہو، فرمایا یہ تمام باتیں محض اپنی
عرضی سے کڑی گئی ہیں ان کا ماننا لازم و ضروری
نہیں نیچ وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کسی نہیں مقدار
کا ہو ضروری نہیں ہے اور یعنی اصل مذہب پر عمل کرتے ہوئے

کتاب جان چکے کہ فتویٰ دس ہے۔ (ح۔)

سوم چالیس ہاتھ اس کی ترجیح اس وقت کسی کتاب سے نظر میں نہیں، جامع الرموز میں ہے
امافی العدد و فی شرط الیکوب دوسرا
ثما میا و اسرہیں و اسرہ و قید اسرہ
و اسرہیں فالاول احوط کما فی کتبہ
چہارم چھتیس ہاتھ قطع میں اسی کی تصحیح کی امام ظہیر الدین مرعینی نے فرمایا یہی صحیح اور
فی حساب میں سبب میں ہے، جامع الرموز میں ہے
وقیل ستہ و ثلثین و هو لصحیح المحدث
اور ایک قول ہے کہ یہ چھتیس ہے اور یہی صحیح ہے

منہ بکرا لراقی کتاب الطہارت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۷
ستہ فتح القدر الماء الذی یجوز بہ الوضوء و لا یجوز بہ لودیر رضویہ سکس ۱/۷۰
تک جامع الرموز باب بیان المیاء مکتبہ ایران ۱/۷۸

عند الحساب كذا في الظهيرة وفي الاوليت
تحقق العوض الربيع داخل لمدور في الثالث
عاب وبه
اور حساب کی رو سے برجی کئی کئی تفسیر اور پہلے
دو میں مربع عرض مدور عرض تحقق ہو گیا اور تیسرے
میں اس کے مساوی ہے۔ (ت)

اسی پر مولیٰ خسرو نے تہی قر میں مع افادہ تصحیح اور مدق علاقے نے درختار اور غلام فقیر و محاسب شربلانی نے
مراقی علاج میں جزم فرمایا رد المحتار میں ہے :

قوله وفي المدور ستة وثلاثين اي بان يكون
دورة ستة وثلاثين ذراعاً وقطر احد عشر
ذراعاً وخمس ذراعاً ومساحته ان تقسب
نصف القطر وهو خمسة ونصف وحشور
في نصف المدور وهو ثمانية عشر يكو
ذراعاً واحد من ذراع احد مسراج
وما ذكره هو احد قوال خمسة وفي المدور
من الظهيرة هو الصحيح -
الہ کا قول کہ مدور میں چھتیس ہیں یعنی اس کا دور چھتیس
گز ہو اور اس کا قطر گیارہ گز اور ایک خمس ہو اور
اس کی مساحت یہ ہے کہ نصف قطر یعنی ساڑھے پانچ
گو اور دو سو ہیں کر نصف دور میں ضرب دی جائے اور یہ
اثبات ہے، توکل سولہ گز اور چار خمس ذراع ہو گا۔
سراج اور جوانوں نے ذکر کیا ہے وہ پانچ میں سے
ایک قول ہے اور دور میں تفسیر یہ ہے کہ یہی صحیح
ہے۔ (ت)

اقول تحقیق یہ ہے کہ اس کا دور تقریباً ساڑھے پچیس ہاتھ چار ہتھ یعنی ۳۵۶۳۴۳۴۳ قطر تقریباً
۱۰ ۱/۲ گز ہو گا بلکہ دس گز ایک اٹھل یعنی ۱۱۶۲۸۳۳۳ ہاتھ بیان اس کا یہ کہ اصل بیگنہ سے متادم شکل ۲
میں ثابت ہے کہ محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے یا قطر دائرہ کو ربع محیط

سہ جامع الرمز باب بیان الماء گنبد ایران ۳۸/۱
سہ لہ منہ التقدير الا من لمة اقوال
وكانه اسد بالخاص مساد كسر
المحقق ان لا تصير من حظه وبه ثلث (م)
میں نے تفسیر میں حرف چار قول دیکھے ہیں شامی نے گویا
پاکیز سے وہ مراد لیا ہے جس کو محقق نے ذکر کیا ہے
کہ نہیں ہیں۔ (ت)

سہ رد المحتار باب المياه مصنف ابوالی مصر ۱۳۳/۱
سہ یہ کتاب کتاب اقلیدس سے جدا و جدید ہے ۸ مقالوں پر مشتمل اور ہندو مساحت و مثلث کر دی
سب میں مفید ہے اس میں بہت دعاوی کا بیان کتاب اقلیدس پر مزید ہے فی اصل محمد مصدق
نے اسے ترکی سے عربی میں ترجمہ کیا (م)

مثله و رسمت علی منتصفه بعد طرح
 دائرة فجعل دور البئر مثلها ليرصم فان
 ۱۱۶۲ الوفا سرشمه ۱۰۳۹۲۱۸۰ ضحیفی
 ۹۸۳۳۹۰ - ۲۶ + ۸۹۹۵۰۸۹۹ = ۱۶۸۹۵۰۸۹۹
 ۹۸۶۵۲۵۹ وهو لوفا سرشم ۵۲ ۹۸۶
 فيكون السطح اقل من مائة ذراع بذياع
 ونصف تقريرا وبالجملة ان اخذ الدور
 ثم اد على السطوح بثلثة اذرع وان اخذ
 القطر فمق منه بدراع ونصف ان اريد
 الجسم بيمينه لم يمكن - اما قول المحقق
 الشرنبلالي في غيبة ذوي الاحكام حيث
 ذكر او لا ما صرح به عن المسراج
 ثم قال و برفق ذلك اننا علمنا المساحة
 والمساحة التي هي تكبير الدائرة فقطعا
 المساحة على سبعة الدور وهو تسعة فخرج
 القطر احد عشر ذراعا وخمس ذراع و
 برهان اعتبار ستة وثلاثين تقسمة المساحة
 وهي مائة ذراع واربعة احمس ذراع
 على نصف القطر فهو على ما ذكرناه آه

اور مثالاً اگر ذکرہ قطر پر عمل کیا جائے اس طرح
 کہ اسی کی مثل ایک خط کھینچا جائے اور اس کے نصف
 پر اس کے بعد کے کنارے پر ایک دائرہ کھینچا جائے
 اور کنویں کا دور اسی کی مثل کیا جائے، تو صحیح نہ ہوگا
 کیونکہ ۱۱۶۲ کا لوفا سرشم ۱۰۳۹۲۱۸۰ - ۲۶ + ۸۹۹۵۰۸۹۹
 دو گنا ۱۶۸۹۵۰۸۹۹ + ۲۶ = ۱۶۸۹۵۲۵۹ ہے اور یہ لوفا سرشم ۵۲ ۹۸۶ ہے تو
 سطح سرائتہ سے تقسیم ہوا ڈیڑھ ہاتھ کم ہو گی
 اور غلطی یہ ہے کہ اگر دو دیا جائے تو مطلوب
 پر زائد ہو گا تین ہاتھ اور اگر قطر لیا جائے تو اس سے
 ڈیڑھ ہاتھ کم ہو گا اور اگر ان دونوں میں صحیح کا ارادہ
 کیا جائے تو ممکن نہ ہوگا اور غیبتہ ذوي الاحكام میں
 نفس شرمسار نے دیا پہلے تو جو ذکر کیا گیا 'شش'
 سے 'سراج' سے ۱۱۶۲ حصوں نے ذکر کیا، پھر فرمایا
 اس کی برائی یہ ہے کہ ہیں دور اور پیمانہ کش کا علم ہے
 جو دائرہ کی تکمیل ہے، تو ہم نے مساحتہ کو ربع دور
 پر تقسیم کیا اور وہ ۹ ہے تو قطر ۱۱ ذراع نکلا
 اور برہان اس امر پر کہ ۳۶ کا اعتبار مساحتہ کی تقسیم
 پر اور وہ مساحتہ سو ذراع اور چار حصہ ذراع ہے

نصف قطر پر، ترصیا کہ ہم نے ذکر کیا یہ اس کے مطابق ہے (ت)

میں کہتا ہوں نصف نصف یہاں قلم کی سہکت

ہے یہ ربع قطر ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے
 کہ قی ط = ۱۰۰ ہم نے معادلہ کو تقسیم کیا ط = ۵

فا قول نصف نصف ہما سبق قلم

صوابہ علی ربع القطر لما علمت ان قی ط = ۱۰۰

قسما معادلة علی ط = ۱۰۰ ق = ۱۰۰ م = ۱۰۰ ط

وہی دعواہ الاول و ثانیاً قسمت ہد علی قی

طہ ہر ہ قی لا قی دعواہ الاخریٰ ہذا

مہمل و اما الشان فی تفسیر ہذا المقادیر

وما القصد الا ابداء مقرر اردو تو کوں مساحتہ

مائتہ ذراع فلیس بالید الا ہذا قاولا

کیف عدل ہذا فی ما یرید عیبہا ہر ہر ہ

احساس ذراع و ثانیاً بیستم برہان معتبر

ہذا المدور علی قدر الفطر و برہان اعتبار

ہذا قطر علی قدر اندور و ہذا اندور و ثانیاً

بیستم مساحتہ ثمال المراج علی الدور و القطر

و ہذا ان دورات الخوان و کن الامرات

المراج ہی الامر علی الاستقر و مقرب

تقریباً و اذا تقریر ہذا فایقہ قطر مساحتہ

الدور و المساحتہ اول الدور من القطر

المساحتہ امادۃ تحقیق ما تقریر لا الیرحی

علی ذلک و ہا للہ التوفیق ہذا و ما ذکر

القبستانی من وقوع حریق حشرہ اخل و ائوہ

محیطہا ثانیۃ و اس یسری و ادبۃ و اس یسری

تحقیق الاول ہے اس پر برہان نہیں ہے و ہا للہ التوفیق، اس کو کھینچا جائے، اور قسمستانی نے دس کے مربع کا ذکر

کیا ہے جس کے دائرہ کا محیط اڑتالیس یا چالیس بنتا ہے۔ (دست)

فا قولہ لدوجہ فی الاول یقعہ فیہا

لغة و انت لہ یقع علی مصطلح العنصر

فیما سہا جمیع شروایا و ذلک لان المربع

المرقعی محیط ثانیۃ و اس یسری و اس یسری

ملک ای پاکثر ہی اس بیعت احساس ذراع و ذلک

ق ہر ہ طہ پر اور یہ اس کا پہلا دعویٰ ہے۔

اور ثانیاً ہم نے اس کو قی طہ ہر ہ

قی لا قی پر تقسیم کیا، اور یہ ان کا دوسرا دعویٰ ہے یہ

سہل ہے اور اہم معاملہ ان مقادیر کی تفسیر کا ہے اور

مقصود صرف مقدار دور کا اظہار ہے جس کی مساحتہ ایک

ذراع ہو، تو ہا تمہیں بھی ہے۔

اوکایاں اس سے عدول کر کے دہچیسز

اختیار کی گئی ہے جس پر ایک ذراع کے چار خمس

زائد ہے، ایسا کیوں کیا گیا؟

ثانیاً اس دور کے اعتبار کی برہان کو تم نے

قطر کی مقدار پر مبنی کیا ہے، اور اس قطر کے اعتبار کی

برہان کہ دور کی مقدار پر مبنی کیا ہے، اور یہ دور ہے۔

ثابت نہ ہو، پیش کی میاد، سراج کی پیردی

میں، دور اور قطر پر مبنی ہے، اور یہ دور و دور سے دور

میں، لیکن سراج کے معاملہ کی بنیاد استقرار پر مبنی ہے

قرآن کی یہ بات قریب قریب ٹھیک ہے، جب یہ

ثابت ہوگی تو قطر کو دور اور پیش سے الگ کرنا یا

دور کو قطر و پیش سے الگ کرنا، ثابت شدہ چیز کی

تعمیق کا لازم ہے اس پر برہان نہیں ہے، و ہا للہ التوفیق، اس کو کھینچا جائے، اور قسمستانی نے دس کے مربع کا ذکر

کیا ہے جس کے دائرہ کا محیط اڑتالیس یا چالیس بنتا ہے۔ (دست)

میں کہتا ہوں اس کی پہلے میں وجہ موجود ہے

تو وہ اس میں لغت کے اعتبار سے واقع ہے اگرچہ

فنی کی اصطلاح کے مطابق نہیں ہے، یعنی یہ کہ اس کو

اس کے تمام زاویے مس کرتے ہوں اور اس کی وسیل

یعنی ایک ہاتھ کے چار خمس سے زیادہ (بائی جوف آئینہ)

طریق قری کے خلاف کہنے کی گئی تھی نہیں، اور
حساب کا معادہ قریاً مکمل واضح ہوتا ہے، اب جبکہ
ہمیں معلوم ہو گیا کہ صحیح یہی ہے تو دوسرے اقوال کا
ترک لازم ہو گیا، البتہ قدوة الریاضین علامہ عبد العزیز
برجدی نے شرح فقاریں ۴۴۴ اور ۴۴۵ کے دو قول کی
تشریح کی کوشش کی ہے، اس کو کبریٰ کی
طرف منسوب کیا ہے اور میں نے شرح مستمائی میں
دیجی کبریٰ میں پہلے قول کو احوط قرار دیا ہے واللہ
تعالیٰ اعلم اور غالباً ۴۴۵ کے قول کی طرف وہ متوجہ نہ
ہوئے تو فرمایا یہاں تحقیق کلام تین مقامات پر یہی ہے
(۱) قائم کے دو مربع مثلث ہیں اس کے
دو ضلعوں کے دو مربعوں کے مجموعہ کے برابر ہوتا ہے۔
(۲) اور دائرہ کا محیط اس کے قطر کی چار گنا
سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔

(۳) اگر ایک دائرہ کی مساحت معلوم ہو اور گیارہ
پر براہ تقسیم کی جائے اور اس میں سے تین قسم کا
اضافہ کیا جائے مجموعی بنیائیں پر اور گیارہ کا جذریا ہائے
تو دائرہ کا قطر مکمل آئے گا۔

یہ سب علم ہندو اور حساب میں میرزاں ہے اب
ہم کہتے ہیں کہ جب ایک مربع حوص کے دو ضلع
دس ذراع ہوں گے تو دو ضلعوں کے دو ضلع ہوں
کا مجموعہ دوسو ہو گا اور دو ضلع کا جذریا دو ذراع اور
دسواں اور دسویں کا آدھا ہو گا تقریباً، اور یہی مقدار

ترك ما سوا ما غير ان قدوة الرياضيين
لعبادة عبد العزیز البرجدی رحمہ
اللہ تعالیٰ حوالہ فی شرح النقایة توجیہ قری
۴۴۴ و ۴۴۵ عن ریاض الی الکبریٰ والذی
مرأیته فی شرح الفهسا فی الکبریٰ
جعل الاول هو الاحوط واللہ تعالیٰ اعلم و
کانه لم یقع له قول ۴۴۵ فقال تحقیق الکلام
ههنا متوقف علی ثبوت مقدّمات حق، و
مربع و ترافعة فی مثلث یساوی مجموع
مربعی ضلعی و أنّ محیط الدائرة یرید من
ثلثة اشیان قطر، یدسم قطر، و آسہ اذ
کانت مساحة دائرة معلومة و قسمت باحد
عشر قسم متساویة و یرید ثلثه من
مجموع المساحة و احد حذر للمجموع
یکون قطر الدائرة حکم ذلك مربع
فی علم الهندسة و الحساب معقول اذا کان
کل من ضلعی الموضع المربع عشر ذراع کان
مجموع مربعی الضلعین مائتین و جدرهما
اربعة عشر و عشر و نصف عشر تقریباً و
هو مقدار الخط الواصل بین الزاويتین
المتقابلتین و هو اطول الامتدادات الممكنة
فی المربع المذكور للمقدّمات الاولی فاحتیج

بکہ پچیس اجزاء میں سے ایک جز اور تھوڑی مقدار
کیونکہ وہ ۱۳۶۱۲۴ ہے تقریباً۔ (ت)

لہ بل جزء من خمسة وعشرين جزء و شئ
قلیل فانه ۱۳۶۱۲۴ تقریباً ۱۳۶۱۲۴

فی القسوی انکبر سے ان یکون قطر الحوض المدور
 مساویا لاطول الاستدادات المخرجة فی
 الحوض المربع لیکن وقوع مربع بالتبسط
 المذکور داخل الحوض المدور ولا یکون
 ابعد بین جرتین متقیین من محیط المثلث
 فی شئی من المواضع، قصرت اطول امتداد
 المربع فیکون محیط الحوض المدور ثلثة
 مثل دلت الاستداد وسیعہ اعنی اربعہ
 اس یعنی ذریعہ اربعہ اعشار وثلثی عشر
 للمقدمة الثنیة ولما کان انکسر الزائد
 من النصف اسقطوا کما هو عادة اهل الحساب
 وحسب الحلاصة اعتبار فیما اعتبر فی
 انکبر سے مکتہ لم یتدر فی الحساب فاخذ
 انکسر الزائد واحد الملاءمة فاخذ الاستداد
 لاطول خمسة عشر فاد اعتبارنا قطر یکون
 محیط سبعة واربعة عشر واد سبعة واربعة
 فاعتبر ثمانیا واربعة تقيما للکثر فاعلم
 ان بل انکسر علی ما ذکرنا ۶۴۱۳ و هو اربعة
 اعشار واکثر من ثلثی عشر بقدر
 ۳۳ قطر ثمانیا وعلی ما ذکرنا ۶۳۴۶ و هو
 اربعة اعشار و اقل بثلثی عشر بقدر
 ۱۵ اعشار اکثر من خمس العشر
 اه منه (م)

لأنه اقول السبب لا يتم ولا احتياط في
 الاحتياط فكان يجب تركه اه منه - (م)

اس خط کی ہے جو دو متقابل زاویوں کے درمیان متصل
 ہے، اور یہ مربع مذکور میں ممکنہ امتدادات میں سب سے
 اس کی دلیل پہلا مقدمہ ہے جو قسوی کبریٰ میں اس
 امر کا اعتبار کیا گیا ہے کہ گول حوض کا قطر مربع حوض کے
 مفروضہ امتدادات میں سب سے طویل ہوتا ہے کہ گول حوض
 میں شرط مذکور کے ساتھ مربع کا ہونا ممکن ہو اور گول
 حوض کے محیط سے دو متقابل اجزا کا درمیان بعد کسی جگہ بھی
 مربع کے امتدادات میں سے طویل تر سے چھوٹا نہ ہو
 تو گول حوض کا محیط اس امتداد سے تین ٹکڑاؤں میں
 ہو گا یعنی چالیس باتھ اور چار اعشار اور دسویں کے
 دو ٹکڑا ہوں گے، یہ دوسرے مقدمہ سے ثابت ہے
 اور چونکہ کسر زائد نصف سے کم ہے تو اس کو ساقط
 کر دیا گیا، بسا کہ حساب والوں کا طریقہ ہے، اور
 خلاصہ کے مصنف نے وہی اعتبار کیا ہے جو مذکور
 کرتی ہیں کیا ہے، لیکن انہوں نے حساب میں باریک بینی
 نہ کی، تو انہوں نے کسر زائد کو ایک اعتبار کیا حتیٰ
 تو انہوں نے طویل ترین امتداد کا اعتبار پندرہ ذرا

بھراؤں کے ذکر کے مطابق کسر ۶۴۱۳ ہے اور یہ
 چار عشر اور ایک عشر کے دو تہائی حصے سے تعسیراً
 ۳۳ کی مقدار میں زیادہ ہے اور ہمارے بیان کے
 مطابق ۶۳۴۶ ہے اور یہ چار عشر اور ۱۵ کے
 مقدار میں دسویں حصے کے دو ٹکڑے سے کم یعنی دسویں
 حصے کے پانچویں حصے سے زیادہ - (ت)

میں کتنا ہوں کہ ساتھ ان حصے ملنے نہیں ہوتا اور اس احتیاط میں
 احتیاط میں ہے لہذا اس کا ترک کرنا واجب تھا - (ت)

الامام ظہیر الدین نے اعتباراً تکون
مساحة الحوض المدور مساوية لمساحة
المربع فيكون الماء فيه مساوياً للماء المربع
وليشبهه ان يكون هذا ما اخذوا عما نقل
عن محمد بن ابراهيم الميذاني عن
ما مر فنقول كانت المساحة مائة فمبها
ياحد عشر رقعة كان كل قسم تسعة وجزء من
اخذ عشر فاذا انزلنا ثلثة امثالها حصل
المائة حصل مائة وسبعة وعشرون و
ثلثة اجزاء من احدى عشر وجزء يكون
اخذ عشر وخمس ونصف من تقریباً و
هو قطر دائرة مساحتها مائة بمقدار
الثلثة وثلثة امثالها مع مائة، من مائة
لخر من المدة ويكون خمساً وثلثين من اها
ونصف ذراع الا نلقت عشر فاحتبروا هذا
انكسر واحد واحد واحد واحد واحد واحد
وانما اوردا هذه المباحث ليظهر وجهه
صحة اقوال هؤلاء الاثمة وانه ليس شيء
منها كما قرأهم بعضهم غلطاً صريحاً وكم
من عائب قولاً صحيحاً ۛ

کیا، تو جب ہم اس کو قطر قرار دیں تو محیط سینتالیس
گز اور ایک ذراع کا ساتواں ہوگا، لیکن کسر کو
نہم کرنے کے لیے پورے اڑتالیس کا اعتبار کیا گیا ہے
اور قاضی ظہیر الدین نے گول حوض کی پیمائش مربع کی
پیمائش کے مساوی قرار دی ہے، تو اس کی پانی
مربع کے پانی کے مساوی ہوگا، اور غالباً یہ
محمد بن ابراہیم میذانی کی نقل سے خود ہے جیسا کہ گزارش
ہم کرتے ہیں پیمائش موقوفی اس کو ہم نے گیارہ پر تقسیم
کیا تو ہر حصہ نو اور گیارہ کا ایک جز ہوا اور جب اس کا
تین گنا سر پر زیاد کیا تو ایک ستائیس اور گیارہ کے
تین اجزاء حاصل ہوئے اور اس کا جز گیارہ، و
پانچواں اور چھٹے کا تقریباً نصف ہوا اور وہ دائرہ کا
قطر ہے جس کی پیمائش سو ہے، اس کی دلیل تیسرا
مقدمہ ہے اور اس کا تین گنا مع ساتویں کے یعنی
گول حوض کا محیط پینتیس ذراع اور نصف ذراع
دوسری کا نصف کم ہوگا تو اس کسر کو انہوں نے پور
ایک شمار کیا اور اس کا محیط چھتیس یا اور ہم نے یہ
مباحث اس لیے ذکر کیے تاکہ ان تہ کے اقوال کی
صحیح کا سبب معلوم ہو سکے اور یہ کہ ان میں سے کوئی
بھی صریح غلط نہیں جیسا کہ بعض نے وہم کیا اور
بہت لوگ صحیح اقوال کو عیب لگاتے ہیں اور (ت)

یعنی اس سے کچھ کم کیونکہ وہ تقریباً ۵۱۸ ۲۸۱ ۱۶

ہے اور (ت)

بھڑستی اس سے کم ہے ان کے ذکر کے مطابق

۲۱۹ ہے اور ہمارے ذکر کے مطابق ۲۱۹ ہے اور (ت)

نو کثیر گفتو ۳/۱

عہ ای اقل منہ لشی قليل فامه ۱۱۸ ۲۸۱ ۵۱۸

تقریباً اھ منہ (م)

عہ بن المستثنی اقل منہ فعلی ما ذکرہ ۲/۱ و

علی ما ذکرنا ۲۱۹ اھ منہ (م)

لہ علامہ لغوی فصل فی المیاض

قول رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَشَكَرَ عَلَيْهِ فَقَدْ
جَلَّ عَنْ أَقْوَالِ أَجْلَادِهِ وَمَحْصَلُهُ أَنَّ كَلَامَ الظَّاهِرِ
صَبِيحَتُهُ عَلَى اعْتِبَارِ الصَّاحِبَةِ وَسَائِرِ الْأَقْوَالِ
عَلَى اشْتِرَاطِ الْأَسْتِدَادِ فِي الطُّولِ وَالْعَرْضِ وَهَذَا
قَوْلَانِ مَعْنَى وَمَا فِي الْمَدْحِ وَأَمَّا كَيْفَ عُنْدَنَا
الْمَعْمُولُ فِي الْأَوَّلِ كَمَا بَيَّنَّا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ
مِنْ كِتَابِ الْحَقِيقَةِ الْأَلْفِ وَتَوْحِيدِهِ أَيْ صَاحِبِ
لِحَاصَةِ قَوْلِ هَذَا الْحَوْضِ الْكَبِيرِ مَقْدَرُ عَشْرِ
فِي عَشْرٍ وَصُورٍ تَهْأَنَ يَكُونُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ عَشْرَةٌ
أَوْ مَرَّةً وَحَوْلَ الْمَاءِ أَسْبَعُونَ دَرَجَةً وَوَجْهٌ لِلْمَاءِ
مِائَةٌ دَرَجَةً هَذَا مَقْدَارُ الطُّولِ وَالْعَرْضِ
فَلَوْ يَكْتَفِ بِقَوْلِهِ وَجْهُ الْمَاءِ مِائَةٌ مِلَّ بِمِثْلِ
الطُّولِ وَفَصْلُ الْعَرْضِ وَأَهْلُ الدُّرَرِ ذَكَرُوا
الْوَجْهَ وَأَنَّ الْخَتَمَ فِيهَا بَعْدُ فِي جَنْبِ
النَّهْرِ اعْتِبَارَ الْمَسَاحَةِ حَيْثُ قَالَ إِنَّ كَلَامَ الْمَاءِ
لَهُ طَوْلٌ وَحَقٌّ وَلَيْسَ لَهُ عَرْضٌ كَأَنَّهُمْ يُلْغَوْنَ
كَانَ يَهْدِي لَوْ جَعَلَ يَصِيرُ عَشْرًا فِي عَشْرِ يَجُوزُ
الْتِمَاسُ بِهِ وَهَذَا قَوْلُ ابْنِ سَيِّدٍ الْحَوْضُ جَانِبُ
وَبِهِ اخْتِلافُ الْفُقَهَاءِ ابْنُ الْإِثْمِ وَعَلَيْهِ ائْتِمَادُ
الْمُصَنِّفِ لِشَهِيدِهِ وَقَالَ الْأَمَامُ أَبُو بَكْرٍ الطَّرْفَا
لَا يَجُوزُ وَأَمَّا كَيْفَ هُنَا فِي مَمْرُقَتِهِ وَ
عِنْدَ مَنْ لَا يَحْصُرُ يَحْفَظُ حَفِيظَةً ثُمَّ يَحْصُرُ
نَهْبَةً يَجْعَلُ الْمَاءَ فِي النَّهْبَةِ إِلَى الْخَفِيَّةِ
فَيَتَوَصَّلُ إِلَى النَّهْبَةِ فَلَوْ وَقَعَتْ فِيهَا التَّجَاسُّةُ
يَتَنَجَّسُ عَشْرَةً فِي عَشْرَةٍ وَالْمَنْقَاسُ أَيْ

یعنی کتا ہوں انہوں نے اجتہاد کیا ہے کہ اقوال
سے پرہیز کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ تفسیر یہ کہ قول
پیشکش کے اعتبار پر مبنی ہے وفاقاً اقوال طول و عرض
کے دو امتدادوں کے شرط کرنے پر مبنی ہیں اور یہ دونوں
قول مذہب میں معروف ہیں اگرچہ ہمارا اعتقاد وہ ہے
جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب "الْحَقِيقَةُ الْأَلْفِ" کی تیسری
فصل میں بیان کیا، اور اس کی تائید یہ ہے کہ اس
مقام پر صاحب ملاحظہ کیا کہ پڑا عرض وہ دور وہ
ہوتا ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ ہر طرف سے
ساتھ ہو اور پانی کا گرد چالیس باغ ہو، اور پانی کی سطح
سوداغ ہو یہ طول و عرض کی مقدار ہے اور قرائن سے
اپنے اس قول "پانی کی سطح سوداغ ہے" پر اکتفاء
نہ کیا بلکہ طول و عرض کی تفصیل بیان کی اور دور و غایہ کیا
پھر اس کی دہر بیان کی، اگرچہ اس کے بعد جنس فی النہر کی
بحث میں تکرار اختیار کیا گیا کہ اگر پانی کا لول و متن ہو اور اس
کا عرض نہ ہو جیسے پنج کی تہریں، اگر یہ اس قسم کا ہو کہ
جمع کرنے پر وہ دور وہ ہو جسے قرائن سے وضوح جائز
ہے یہ ابوسحیان الجوزجانی کا قول ہے، اور اسی کو
فقیر ابوالیث نے اختیار کیا اور صدر الشہید نے اسی
پر اعتقاد کیا اور امام ابوبکر الطرغانی نے فرمایا کہ ایسی نہر سے
وضوح جائز نہیں خواہ وہ یہاں سے ترقی نہ کرے کیونکہ نہر
اور جو حضرات وضو کے جواز کے قائل نہیں وہ قراستہ
میں پہلے ایک چھوٹا سا گڑھا کھودا جائے پھر
ایک چھوٹی سی نہر کھودی جائے اور اس نہر سے
پانی نکال کر گڑھے میں لایا جائے اور نہر سے وضو کیا جائے

اب اگر اس میں نجاست گر جائے تو وہ وہ درہ ناپاک
ہو جائیگا، اور مختار یہ ہے کہ ناپاک نہ ہوگا، صرف

لا یتنجس الا بما یتنجس منه الخوص الکبیر

اسی صورت میں ناپاک ہوگا جس صورت میں بڑا عرض ناپاک ہوتا ہے (مت)

اقول وبہ ظہر الجواب عن امیراد

الشرعیلائی قامت الحساب کا قطع مدلت

عند اعتبار منساحة ومنت اشترائط

الاختداد من الطولی والعرضی بل قطع عمد

فذلك بوجوب السریقة علی ۳۴ فضلا عن

۳۴ کہ نقد است الاشارة الی السید و

یوضیحه انالیس المراد الاختداد اکیحما

وقعا بل محیطین نقاشمة والا لہ یتسا و

الطول والعرض ولولاء ذلك لکن مثلث مکمل

ضلع منه حشقة اوسع مما اسمح لخواصیه

بوجوب ان یکون کل خمسة عشر درہ

خمسا کما فی السراج الوہاج والزهري الصغیر

للعلمة الشرنبلالی وقد قال البہجتی

المراد بذلك ان یکون کل من الاطراف الاربعة

عشر اوسع وروایا الاسلم قوانین اولیہ

تک الروایا کذلک لہ یعتبر بڑا و لایکن قوت

مثلث قائم الزاویۃ فی دائرۃ الاقطان نصہا ذ

لرکات القطعة المرید کاست الزاویۃ حادة

او انص کاست مصریۃ (۳۰ من من من

اقلیدس) وح یكون وقرائن ثمة قطر الدائرة

میں کہتا ہوں اس سے شرنبلالی کے اعتراض

کا جواب بھی معلوم ہو گیا کیونکہ رستے حساب بات قطعی

وقت ہوتی ہے جب پائش کا اعتبار جائے نہ کہ طول و عرضی

امتدادوں کی شرائط کی جائے بلکہ اس وقت ۳۴ سے زیادتی کا

واجب ہونا قطعی ہوگا چنانچہ ۳۴ سے جیسا کہ اس کی

طرف پہلے اشارہ گزارا، اور اس کی وضاحت اس سے

ہوتی ہے کہ یہ مراد نہیں کہ دونوں امتداد جیسے بھی

واقع ہوں بلکہ وہ محیط ایک دائرہ کے ساتھ، ورنہ

طول و عرض مساوی نہ ہوتے، اور اگر یہ نہ ہوتا تو

اس کے ہر ضلع کا مثلث دس ہتھکڑا کافی ہوتا حالانکہ

دس ہتھکڑے اس میں مراد است کہ ہے کہ پندرہ درہ

ایک فیس کا ہونا ضروری ہے، جیسا کہ "السلح لولج"

میں ہے اور شرنبلالی کی "تذکرہ نصیر" میں ہے، اور

برہنہ فی حق فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ چاروں طرف

میں سے ہر طرف دس درہ ہو اور اس کے چاروں زاویہ

خاکہ ہوں، کیونکہ اگر زاویہ ایسے نہ ہوتے تو اس کا

اعتبار نہ ہوگا اور یہ فکی ہیں کہ کوئی مثلث قائم الزاویہ

کسی دائرہ میں ہو، ان نصت و نرہ میں ہو سکتا ہے

کیونکہ اگر کوئی قطعہ زائد ہوتا تو زاویہ حادہ ہو جاتا،

اگر کم ہوتا تو منفرجہ ہو جاتا (۳۰، ۳۱ میں سے،

نو کشور کھنڈ

سہ خدمۃ الفتاویٰ فصل فی الماء الجاری

۳۳/۱ نو کشور کھنڈ

لہ شرح النہایۃ للبرجندہ ایجاب الماء

يحيط به خط و ب ب و كل نقطة تقرب من
عينيها يكون بعد ٤ من النجاسة عشرة
او اكثر فيعد كل من ١ و ٢ عشرة ثم
لا يزال يزداد حتى يكون البعد على
نقطة ب احسن من البعد عتر دراعا
بما تقدم هذا شأن المربع الذي يعد
ماوة في الشرح كثير فانت كان بعض
مدور و ارجعنا قطرها عشرة فطر الى انه
البعد المطلوب كما توهم المتوهم فلتكن



الدائرة و ب ح ٦
هي مركز ه
وقعت ا ب ح
بعد ح فخرج
قطر ح ب واقف
عمودا عليه قطر ٦ فانصف المقاميل
لموقع النجاسة و ب ح والحد نقاطه منه
ب وهو عشرة اذ مرع فجميع المقاط لا تزال
تقرب من ح ويكون اقرب الكل اليه نقتل
١ ٢ (٤ من ٣ من اقليدس) فلم تنسج
الدائرة على منوال المربع المطلوب بل على
مدور ٤ وعكسه فيجب ان يكون اقرب النقاط
الى ح وها ١ و ٢ كل بعصل عشرة و ح يكون
شأن الدائرة شأن المربع سواء بسواء
ان بعد كل من ١ و ٢ عشرة ثم لا يزال
يزداد حتى يكون البعد ٤ على ب و اذن

اور هم ١ و ٢ كولا نيس تو اس كاتصف تقابل ج و ب ح كاشك
ه اس كود و خط محيطي ١، ايك و ب و ا و ا و س
ب ح و ا و اور هر نقطه ج ا ن دون پر عرض کیا جائے
اس کی دوری نجاست سے دس ہاتھ ہوگی یہ
اس سے زائد ہوگی تو ١ اور ٢ میں سے ہر ایک کی
دوری دس ہاتھ ہے پھر وہ مسلسل تیارہ ہوتا رہتا
ہے یہاں تک کہ ١ کا بعد ب کے نقطہ پر
چودہ ذراع سے زائد ہوگا اس قاصد کے وجہ
جو گزارا یہ ہے وہ مربع عرض جس کے پانی کو شرعاً
کثیر کھا جاتا ہے، اگر عرض مدور جو اور ہم اس کا
قطر دس مقرر کریں یہ دیکھو کہ مطلوب بعد یہی ہے،
جیسا کہ و ہم کرنے والے نے و ہم کیا ہے اب و ب ح ٦



کا مدور ٤ ہند ہند
پر سگا اب نجاست
ح کے پاس جری
تو ہم نے ح ب کا
قطر نکالا اور اس پر
ایک عمود قائم کیا جو ١ کا قطر ہے تو وہ نصف جو مربع
نجاست کے متقابل ہے وہ و ب ح ہے اور اس کا بعد ترین نقطہ
ب ہے اور وہ دس ہاتھ ہے، اور تمام نقاط
ح کے قریب ہوتے جاتے ہیں اور سب سے قریب
١ کے نقطہ ہیں (٣ سے اقلیدس سے)
تو دائرہ مطلوب مربع کے طریق پر نہیں بنا یا گیا بلکہ
اس کی ضد پر اور اس کے عکس پر، تو لازم ہے کہ
ح کے قریب ترین نقطہ ١ اور ٢ ہیں ہر ایک میں دس کا

من قوا الكسور لما علمت ان الاسقاط في المقادير
باطل فكان الدوس ۳۶ وهو المقصود۔

(۲) مقوس القطر من المحيط $\frac{۲}{۲۲}$ ليس
ميرجنا عليه في الحساب بل لم تعلم الى الامت
النسبة بينهما تحقيقا في عملوا لا استقرارا
والتقريب فكلد اما يبتنى عليه من
ان ق = $\frac{۱۳۳}{۱۳۲}$ فتوله كل ذلك موهف في
الهندسة والحساب تسامح۔

(۳) في اسقاط الكسور الزائد ههنا و
ان كان قل من النصف ما قد عبت۔

(۴) القول الرابع مبني قطعا على
ما في الظهيرية ايضا محمد الميدا
انه ان كان بحال لوجهم ما في بصير عشترا
في هشر لبنا انه الامر على المساحة فقط من
دون احتس، العرس فليس هن الامحل
يشبه۔

(۵) قال في الدرس في الثلث من كل
جاء ب خمسة عشر وربع وحب و درق
بعض النسخ او خمس و اعترضه ط بان
الحساب يقيني ملامعي للترديد واختار
تبع النوح افندي المربع وان المساحة مائة
ذراع وثلاثة ارباع ذراع وثنى قليل
لا يبين مربع ذراع۔

چوتھائی کو چھٹا کرنا اور یہ کہ مساحت ایک ذراع اور ایک ذراع کے تین رطل ہیں اور کچھ مزید جو چوتھائی ذراع کو
نہیں پہنچتا۔ (ت)

اور کچھ کسور کی برصفت تک نہیں پہنچتی اور یہی برصفت
کے حساب کا حاصل ہے کسر چھٹائی اس میں ملے گی ہے کہ
آپ جان چکے ہیں کہ مقادیر کا اسقاط کرنا باطل ہے
تو دور ۳۶ ہوا اور یہی مقصود ہے۔

(۲) قطر کا محیط سے جونا $\frac{۲}{۲۲}$ حساب میں
میرجنا نہیں ہے بلکہ اب تک ای دونوں کے درمیان
تحقیقی نسبت بھی معلوم نہیں ہو سکی ہے، تو کچھ
کیا ہے وہ محض استقراء اور تقریب ہے، تو جو اس
پر مبنی ہو گا اس کا بھی یہی حال ہے، یعنی یہ کہ
ق = $\frac{۱۳۳}{۱۳۲}$ تو اس کا یہ قول کہ یہ تمام حساب اور
ہندسہ میں میرجنا ہے اس میں تسامح ہے۔

(۳) کسر زیادہ کا اسقاط کرنے میں اگرچہ نصف سے
کم ہو، جو کلام ہے وہ تم جان چکے ہو۔

(۴) چوتھا قول قطعا اس پر مبنی ہے جو ظہیر میں
بھی محمد المیدا فی سے منقول ہے کہ اگر وہ ایب ہر
کہ اس کا پانی اگر جمع کیا جائے تو وہ وہ درودہ ہو گا کہ
اس نے اس سلعے کو صرف مساحت پر مبنی کیا ہے اور عرض کا
اعتبار نہیں کیا تو اس میں مشبہ کی گنجائش نہیں۔

(۵) در میں فرمایا اور مثلث میں ہر طرف سے
۱۵، چوتھائی اور پانچواں ہے اور بعض نسخوں
میں پانچواں ہے، اور اس پر ط نے اعتراض
کیا کہ یہ حساب یقینی ہے تو اس میں تردید کا کوئی مہوم
نہیں اور انہوں نے فوج آفندی کی متا بعثت میں

چوتھائی کو چھٹا کرنا اور یہ کہ مساحت ایک ذراع اور ایک ذراع کے تین رطل ہیں اور کچھ مزید جو چوتھائی ذراع کو
نہیں پہنچتا۔ (ت)

اقول بن ولایت من سند من ذراع
 كما ستعلم وجعل ش نسخة او اصوب اقول
 اذ الفسحة الواو حفظ من صواب وليس
 كذلك و بناها على الاختلاف في التعديرات
 لوحا عديدا بالربيع والسراج والمشرى بل بالخص
 واختار تبعا لهما الخمس وان المعاصم
 حاشية درج و شوقين لا يبلغ عشر ذراع
 اقول بل يبلغ بل يغلبه كما ستعرف قل وجعل
 التصير بالربيع يبلغ نحو ربع ذراع اقول
 بل اكثر من ثلثة اسباعه وذلك ان ط
 عن اخذى وش من السراج لقلنا صرة
 ما حاشية ان تضرب من جوابه في ثلثه فاحص
 اخذت ثلثة وعشرة وهو ما حاشية اقول
 وهذا وان كان فيه ما ستعرف فالعمل به
 على وجهين الاول ان تأخذ ثلث الربيع و
 عشرة مكررا وهو الذي عمل به جميع
 قولهم ما فاصم الاول ولذا قال السراج في
 مربع خمسة عشر والخص امت ثلثة ط
 التقريب ۷۷ ولذا قد تصحيحه فقط لكان
 ثلثة تحقيقا وقل فوض في مربع خمسة عشر
 والربيع امت ثلثة ۷۷ ونصف ذراع و
 سبب ثلثة وعشرة ۲۴ وربع ونصف
 ثلث عشر و ما ذلک الا باعتبار الكسر والثاني
 العمل على ما صم فقط فصل الاول مربع
 ۲۵ ۱۵ ۱۰ ۳ ۲ ۱ ۰ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱

۲۳۶۱ مجموعہ ۱۰۰۶۱۱۷ اور اکثر
من العشر و من ۱۵۶۲۵ = ۲۳۶۵۹۲۵
ثلثہ ۲۳۶۵۹۲۵ و عشرہ ۲۳۶۵۹۲۵
مجموعہ ۱۰۰۶۱۱۷ اور اکثر من ۱۵۶۲۵
و علی الثاني $\frac{2361}{100} = ۲۳.۶۱$ و عشرہ ۲۳۶۱
۱۰۰ فقد بلغ العشر $\frac{2361}{100} = ۲۳.۶۱$ و عشر
۲۳۶۱ مجموعہ ۱۰۰۶۱۱۷ و نصف بیل
اکثر لان ۳ دائرہ اقول التحقیق ان
الکثر اقل من الخمس یعنی یہ تعدہ التفاوت
جد اولی کی شدت
متساوی لا تضلح
اد یہ کلام کما



صحیح من قول الدر من کر جا ب کد فکل
نراویة منه سد من الدور و مساحة کل
مثلث نصف مسطح العمود والقاعدة و من
هذه مثلثات الاصلح اخرها علی ب ج
عمود ل و فی مثلث و ج القائم الزاویة
و ج ۲ و ج ۶ جیب ج و لسم و ج
لسم ض و ل و عمود ل و ذلک الجیب محیطا
نکونه جیب المسدس من فی حکم التاسب
من جس = لسم و حیث ان $\frac{لسم}{۱۰۰} = ۱.۰$
ض جس = ۲۰۰ بل ض = $\frac{۲۰۰}{۱۰۰} = ۲$ ض الجیب
ولو ۲۰۰ = ۳۰۰ ۱۰ ۳۰۰ و لو جس ۲۵۴۵۴
حاصل الطرح ۲۵۴۵۴ ۲۵۴۵۴
۱۵۱۹۶۱۳ فیہ ۱۵۱۹۶۱۳

تو اس کا ثلث تحقیق ہو گا اور قریب نے پندرہ اور پچھائی
کے مربع کی بابت فرمایا کہ اس کا تہائی ۷۷ اور آدھا
ذراع اور فی ذراع کا سدس ہے اور اس کا عشر ۱۲
مربع اور عشر کے ثلث کا نصف ہے اور یہ کسری کے اعتبار
سے ہو سکتا ہے، اور دوسرا عمل صرف صحیح کے
مطابق ہے، تو پہلی صورت میں مربع ۱۵۶۲ =
۲۳۶۱۰ اس کا ثلث ۷۳۸۳۰ اس کا
دسواں ۲۳۶۱۰ ہے ان دونوں کا مجموعہ
۱۰۰۶۱۱۷ ہے اور یہ دسویں سے زیادہ ہے اور مربع
۱۵۶۲۵ = ۲۳۶۵۹۲۵ اس کا تہائی
۷۳۶۱۰ اور اس کا دسواں ۲۳۶۱۰
ان دونوں کا مجموعہ ۱۰۰۶۱۱۷ ہے اور یہ
سے زیادہ ہے اور دوسری تقریر پر $\frac{2361}{100} = ۲۳.۶۱$ ہے اور
اس کا دسواں ۲۳۶۱۰ ان دونوں کا مجموعہ ۱۰۰۶۱۱۷
تو دسواں ہو گیا اور $\frac{2361}{100} = ۲۳.۶۱$ ہے اور اس کا دسواں
۲۳۶۱۰ ہے ان دونوں کا مجموعہ ۱۰۰۶۱۱۷ ہے اور
وہ آدھا ہے بلکہ زیادہ ہے کیونکہ ۳ دائرہ ہے۔ پھر میں
کتاہوں کہ تحقیق یہ ہے کہ کسری کم ہے بلکہ جس سے غیر کیا جاتا
ہے کیونکہ اس میں تفاوت بہت ہی کم ہے اور



ایک مثلث ہے اس مثلث کے
تمام اضلاع برابر ہیں کیونکہ کلام
اسی میں ہے، اور کلام اس
بابت آپ سنی ہی چکے ہیں کہ ہر طرف سے ایسا ہی
ہو تو اس کا ہر زاویہ دور کا چٹا ہے اور ہر مثلث کی
پانچوں عمود کی سطح کا نصف ہے اور قاعدہ میں

۱۶۶ ص ۴۴۹ = ۳ ص ۴۴۹ = ۵ ص ۴۴۹

اور وہ محال ہے یعنی ۲۳۱ و ۲۳۲ = ۰ ہاں تجلینہ میں
گرتی مضائقہ نہیں اور یہ مثلث کی اس قسم کے ساتھ
ہے جو ہم نے ذکر کیا وہ عام ہے پھر میں کتاب بڑا مثلث کی
پیمائش میں جو انہوں نے ذکر کیا ہے قول معتد پر مبنی
ہے کہ صرف پیمائش کا اعتبار کیا جائے، اور دوسرا
قول جس میں دو سمتہ ادوں کا اعتبار ہے تو اس میں ضروری
کہ ہر ضلع میں ساڑھے ایکس ذراع پر یک کسر زائد ہو جو ذراع
کے ایکسویں جز کے گنہ بجا ہوگی، اسس کی۔
وہو یہ ہے کہ دس کے مربع کا مثلث میں ہونا ضروری
ہے جیسا کہ آپ نے دائرہ میں جانا، قراب ۶ ح کا
مربع ہم نے ۶ ح پر کھینچا مثلاً مثلث ۶ ح ۶ جس کے
اعداد ۶ ۶ ۶ ہوں، ہم نے ۶ ح ۶ ح ۶ ح نکالا یہاں



نکس کہ وہ دونوں پر ہے

ہم نے ۶ ح ۶ ح نکالا

یہاں نکس کہ وہ دونوں پر

نے مثلث ۶ ح ۶ ح کا بنا وہی مطلوب ہے، چنانچہ
ہے کا قلع ہے قریب ہم نے ۶ ح کو بنایا قریب
کا زاویہ ۶ ح ۶ ح کے زاویہ قائمہ کا جز ہوا،
اور ۶ ح کا زاویہ ۶ ح ۶ ح کا جز ہوا جو قائمہ
کا دو مثلث ہے، کیونکہ یہ دونوں قانون سے اقل ہے
اور ۶ ح کا مثلث مطلوب ہے کیونکہ وہ ۶ ح ۶ ح
کے دونوں زاویے ماضی سے عسوی ہیں ۶ ح ۶ ح
۶ ح کے دونوں قانون کو ساقط کرنے کے بعد
۶ ح ۶ ح ۶ ح دونوں متساوی ہیں اصران دونوں

۱۶۶ ص ۴۴۹ = ۳ ص ۴۴۹ = ۵ ص ۴۴۹

بہذا القسم من المثلث وما ذكرنا عام لشهر
اقول هذا الذي ذكرته مساحة المثلث
انما يبنى على القول المعتمد من اعتبار
المساحة وحدها اما على القول الآخر من
اعتبار الامتدادين فلا بد ان يكون كل
ضلع اكثر من واحد وعشرين ذراعا ونصف
ذراع كسور قریب جزء من احد وعشرين
جزء من ذراع وذلك لانه يجب وقسوة
مردم عشرة المثلث كما علمت في الدائرة
فليكن ۶ ح البرم من هنا على ۶ ح لانه مثلا
مثلث ۶ ح ۶ ح متساوی الاضلاع واهو



۶ ح من حق التقیا

من او اخر جاب ۶ ح

حق التقیا على ۶ ح

مثلث ۶ ح ۶ ح هو المطلوب اما الالتقاء فلان
اذا وصلنا ب ۶ ح كانت زاوية ب ۶ ح ۶ ح
قائمة ۶ ح ۶ ح و زاوية ۶ ح ۶ ح جزء ۶ ح
تبقى القائمة فقد خرجا من اقل من قائمتين
واما ان ۶ ح ۶ ح المثلث المطلوب فلان زاوية
۶ ح ۶ ح ۶ ح متساوی واما صوفی فباستقراط
قائمة ۶ ح ۶ ح ۶ ح تبقى ۶ ح ۶ ح متساوی
وفي هذين المثلثين زاوية ۶ ح ۶ ح قائمتان
وضعا ۶ ح ۶ ح متساویان فزاوية ۶ ح ۶ ح

اُسے جڑ پہنچانے کو حوض سے دھوا افضل ہے کہ معتزلہ اسے ناجائز کہتے ہیں۔ فتح القیوم میں ہے :
 فی فرائد المستعصی المتوضی بباء الحوض
 افضل من المہر لانت المعتزلة لا یجوز
 فرائد المستعصی میں ہے نہر کی بہ نسبت حوض سے
 دھو کرنا افضل ہے کیونکہ معتزلہ حوضوں سے دھو کر

ملح فی المعراج بناء علی جزء لا یتجزء قائمہ
 عند اہل السنۃ موجود متصل اجزاء المتجانسة
 الی جزء لا یتکثر تجزئہ فیکون فی الحوض
 طائر واحد المعتزلة معدوم فیکون
 کل الماء معبورا للنجاسة فیکون الحوض
 نجسا عندہم فی هذا التقریر نظرہ قال
 ش فی توضیحہ عند الفلاسفة کل جسم
 قابل لانقسامات غیر مقاہیة فلا یرجع
 جزء من اقلہ الالویقینہ جزء من النجاسة
 فمتصل اجزاء النجاسة بجسم اجزاء الماء
 اہا قول اولی القابلیۃ من الفعلیۃ
 والجسم عندہم متصل بالفعل فلا یملاق
 الاملاق وتنبیہ لرقسم نہ یرمہ ایضا اتصال
 اجزاء النجاسة بجسم اجزاء الماء لانت
 الانصاف علی قسۃ الانصاف قادات کانت
 النجاسة قدر اربعہ و الماء اثلث ذراع
 فنصفها نصف اصم و شطر خمسہ ذراع
 و حکذا الی ما لا یتناہی و تساوی التقسیم
 لا یتلزم قسوی الاقسام فیما بینہما الا قسوی
 انما یام الابد و سفیہ کلا غیر متناہ و الیوم
 لا یتساوی السنۃ ابد او کفی بھذین لتوجیہ

معراج میں سے یہ جزء لایہ تجزی پر مبنی ہے ، کیونکہ
 یہ اہل السنۃ کے نزدیک موجود ہے تو نجی ست کے
 اجزاء ایسے جزء تک پہنچیں گے جو منقسم نہ ہوں
 ہوتا ہے ، تو باقی حوض طائر ہے گا اور معتزلہ کے
 نزدیک جزء نہیں ہے اس لیے کل پانی نجی ست
 کا پڑوسی ہوگا ، تو ان کے نزدیک حوض نجس ہوگا
 اس تقریر میں نظر ہے احشائے اس کے توضیح
 میں فرمایا فلاسفہ کے نزدیک ہر جسم لانت ہی تقسیم
 کو قبول نہ ہے تو پاک پانی کے ہر جزء کے مقابل
 ایک ناپاک جزء ہوگا تو اجزاء نجاست تمام اجزاء
 پانی کے ساتھ متصل ہو جائیں گے اھ
 میں کہتا ہوں قابلیۃ اور فعلیۃ میں بہت فرق
 ہے ، اور جسم ان کے نزدیک متصل بالمثل ہے تو وہ
 صرف اسی سے ملے گا جس سے ملتا ہے ، اور
 ثانیاً اگر تقسیم بھی کیا جائے تو دم نہیں آتا کہ نجاست
 کے تمام اجزاء پانی کے تمام اجزاء سے متصل ہوں
 کیونکہ انصاف انصاف کی نسبت کے مطابق ہی
 ہوگا ، مثلاً نجاست ایک انگلی کی مقدار ہے اور
 پانی ہزار ذراع ہے ، تو اس کا نصف آدمی منگی
 ہوا اور اس کا آدھا پانسو ذراع ہوا اور اسی طرح
 الی ما لا نہایۃ تک ہوگا ، اور تقسیم (باقی برصغیر آئندہ)

من الحياض خير غمهم بالوصوء منها ۱۱ و جائز قرار نہیں دیتے ہیں اس طرح کی تزییل ہرگز

کی تسادی سے اقسام کی تسادی لازم نہیں آتی ہے، مثلاً جب کہ ایام اور سال غیر متن ہیں اور یکساں ہرگز بھی ایک سال کے برابر نہیں ہو سکتے ہیں اور یہ دونوں نظر کی تزییل کو کافی ہیں اور دشمن نے اس کی جو تزییل کی ہے اس کی ٹھیںس مع تزییل یہ ہے کہ اگر مسئلہ اسی پر مبنی ہو تو ہمارے نزدیک صرف اتنا ہی پانی نجس ہوگا جتنا کہ نجاست کے مساوی ہے، تو ایک قطرہ ایک قطرہ ہی کے مقابل ہوگا اور نصف اس کے نصف کے مقابل ہوگا۔

میں کہتا ہوں اگر معتزلہ کا یہی قول ہوتا تو ان پر یہ لازم آتا کہ ایک قطرہ سے پورا سمندر پاک ہو جائے، انہوں نے فرمایا علاوہ ازیں مشہور ہے کہ حلقہ جوہر میں فلسفیوں اور مسلمانوں کے درمیان سپہ او فلاسفہ نے اس پر عالم کے قدم اور حشر و نشر کی نفی کی بنیاد رکھی ہے اور معتزلہ نے ان چیزوں میں کسی کی مخالفت نہیں کی ہے ورنہ وہ کافر قرار پاتے اور

میں کہتا ہوں جوہر کی نفی کفر نہیں ہے اور نہ ہی لازم مذہب و مذہب ہوتا ہے، خاص طور پر یہ لازم بعیدہ اور جو معتزلی مذہب رکھتے ہیں اہل پرہیز کے لازم ہیں، مگر ان کی تکفیر نہیں کی جاتی ہے، سو یہ لازم بھی بظاہر ایسے لازم کے ہو جائے کہ قرآن کی نقل کیجئے وہ کیا جانتے، علاوہ اس کے اس میں اتنا کافی ہے کہ یہ بعض کا قول ہو جیسا کہ (ما فی بر صفر کینس)

و بقیر حاشیہ صفر گزشتہ) النظر و وجہہ ش بہ توضیحہ مع تلخیصہ ان لو بنیت المسألة علیہ لما تنجس عندنا من الماء الا ما يساوی النجاسة حجباً فقطرة فقطرة و نصفها بنصفها اقول و اینہ پورہ معتزلہ لو قاروا بہ تنجس ببحر لعظم بقلیة قد علی اب المشهور ان المحللان فی الحذر بین المسلمین و فلاسفة شوا علیہ قدم للآل و عدلہ حشر الاحب و المعتزلة لو یخلفوا فی شئ من فذلك والا لکفرہ ۱۱ اقول لیس فی الحذر کفر ولا لایم الذہب مذہباً لایسب الذہب انواراً بیحد و کم من یروی علی مذہب المعتزلة العاشلین فی قطع ثم یکفر و احلیکن هذا منہا فکلف یروی نقل الثبوت علی اہل یکنی یہ ایکوں قول بعصم کہ قال تعالیٰ قالت الیہود عریراً بت اللہ قانو قالہا مل ثبوت قلیة صہم کانت و بانیت قال و لاولی ما قیل من بناء المسئلة علی اب الہادی تنجس عندہم بالنجاسة و رجعت لا لا بیل بالسریان و فذلك یصلہ بظہور اثرہا علیہ ما لا یظہر لایحکو بالنجاسة هذا ما ظہر لہ ما عتبہ ۱۱ اقول نعم فی البید انہ ان النجس بالنجاسة و بینا فی الحقیقة الالتفات السام القلیل یقتضی معاً لا بالسریان علی انہم اذ لہ

هذا لا يبيد الا فضلية لهذا العارض من نفسه
كما ان لا يتحقق النهر افضل له
اذا اس سے افضل ہونے کی یہ عارضی وجہ معلوم ہوتی ہے
جہاں یہ وجہ ہر دو پاؤں سر سے وغیر افضل ہوگا۔ (د)

اقول اس صفت سے ہم دفعِ تحت ہے کہ سداۃ اللہ لوگوں کو اس پر اتباع معتزلہ کا گمان ہو اس کے دفع
کے لیے ایسا کرے اس کی نظیر سے موزن ہے کہ رافضی خارجی ناجائز مانتے ہیں اگر کسی کو اس پر گمان غرض ہو تو اس
کے دفع کو مسیح مرور افضل ورنہ فی نفسہ پاؤں و حونا افضل۔ درمختار میں ہے،

الحصل افضل لا لثمة فهو افضل
مور سے پر مسیح سے پاؤں و حونا افضل ہے مگر تمت
بچے کے لیے مسیح افضل ہے۔ (د)

رد المحتار میں ہے،

لان الرد افضل والخارج لا يرونه وانما يرونه
رافضی خارجی پاؤں پر مسیح کرتے ہیں اگر موزن سے پر مسیح

(بقیہ شیعہ مغلزشتہ)

یہ قرابین، نقیل و انکثیر بلر حید، المصحب دوم
ایضا متحیس البصر انکثیر بر شیعہ فیر فالحق
عدلی ان ذلك حق علی انهم لا یلحقون
انکثیر بالجماری واللہ تعالیٰ اعلم منه حفظہ
مرابہ تعالیٰ۔ (د)

وجہ سے اور اس کا پتا اس سے لگتا ہے کہ اس کا اثر پانی میں غلبہ ہوتا ہے، قویٰ تک اثری ہر نہ ہو چکا ست
کا حکم نہ لگایا جائے گا، یہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے تم اس کو فضیلت جانو۔

میں کہتا ہوں بدائع میں اس کی تصریح کی ہے کہ نہیں ہونے کی وجہ مجاورۃ ہے اور ہم نے الصیقة لافظہ
میں بیان کیا ہے کہ تھوڑا سا پانی یک دم ناپاک ہو جاتا ہے نہ کہ سرایت سے، علاوہ ان میں انہوں نے تحصیل و کثیر
میں فرق نہیں کیا ہے، ان پر یہ لازم ہے کہ وہ کیس ایک بڑے سمندر کا پانی بھی مجاورۃ سے ناپاک ہو جاتا ہے خواہ
تھوڑے سے چھینے لگیں نہ ہوں میرے نزدیک حق یہ ہے کہ وہ کثیر پانی کو جاری کے ساتھ ملحق نہیں کرتے ہیں،
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (د)

مذہب فتح القدیر باب الماء لدی بکثرہ الوضوء، وما لا یجذبہ
قویہ رضویہ سکھر ۴۲/۱

مذہب درمختار باب المسح علی الخفین
مجتہائی دہلی ۴۶/۱

المسح على الرجل ما ذ، مسح الخنثى انتفت
 التهمة بغسلات ما دام غسل فان الروا فمصح
 قد يفسد تقية يشبه الحال في الغسل فيهم اطلاق
 كرسے گا تو تحت ختم ہو جائے گی بھانے کے کو جب وہ

اقول رافضی تہ سے سب کچھ کر لیتے ہیں یوں ہی دہائی مجالس میلاد مبارک میں جاتیں قیام کریں
 گئے رنجوی شریف کی یا ز میں حاضر ہوں پلاؤ کھانے کو موجود اور دل میں شرک و حرام، لہذا ہم نے نفی تہمت حرج
 سے تصویر رک۔

قال ش ما ذكره المشاهير فخله القهستاني عت
 الكرواني ثم قال لكن في المصبرات وحنيرة
 ابن الفضل افضل وهو المصحح كما في
 الزاهدی اذ وفي البحر عينا لتوشيح هذا
 مذهب وقال يرتفع عن المسح فصل اه
 ش نے فرمایا جو شارح نے ذکر کیا ہے اس کو
 قہستانی نے کوئی سے نقل کیا ہے پھر فرمایا بسکی
 مصبرات وحنیرہ میں ہے کہ عمل افضل ہے اور یہی
 صحیح ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے اھ اور بحسب میں
 توشیح سے منقول ہے یہ ہمارا مذہب ہے اور
 ارتفعی نے کہا کہ مسح افضل ہے اھ ات۔

اقول هذا من مصر، ما من
 كرواني التخيير بين الغسل والمسح
 ونقل اولوية المسح عن الذخيرة ثم
 هو لا يمس ما ذكره الشارح فان كلامه
 عند وجود التهمة والذخيرة في الذخيرة
 وغيرها اولوية المسح حكما مطلقا وعليه
 يرد التصحيح المذكور والله تعالى اعلم
 یہ بہت اہم و بصرہ کی نظر پر کھنی ہے اگر کسی
 سے قرینہ نقل کیا ہے کہ غسل اور مسح میں اختیار ہے
 اور ذخیرہ سے مسح کی اولویت نقل کی ہے پھر اس کے مطابق
 نہیں جس شارح نے ذکر کیا ہے یہ کہ نکاح کا وجہ تہ کے تساق ہے اور
 ذخیرہ وغیرہ میں ہے وہ مسح کے اول ہونے کا مطلق حکم ہے
 اور اسی پر مذکور تصحیح وارد ہوتی ہے ، واللہ تعالیٰ
 اعلم۔ (ت)

ثم اقول اُس سے بھی اہم دلیل دوسرے ہے اگر کوئی شخص دوسرے میں مثلاً ہر حوض سے وضو کرتے
 کہ بہت رکھتا ہو اُسے حوض ہی سے وضو افضل ہے کہ قطع دوسرے ہر دوسرے شیطان اہم میں
 مراحم المعتزلی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶

۱۰ شوال ۱۳۱۲ ہجریہ قدسیہ

اس مسئلہ میں علماء نے دیں کیا فرماتے ہیں کہ ایک اہل اسلام اور ایک ہنود کو حاجت غسل جن برت ہے اُن دونوں کا آب غسل پاک ہے یا کچھ فرق ہے؟ ایک اہل اسلام نے اپنی بی بی سے صحبت کی اور غسل کیا وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟ اور ہنود نے بھی ایسا ہی کیا ہے اُس کے غسل کا پانی جو مستعمل ہو کر گرا ہے پاک ہے یا ناپاک؟ اور ان دونوں کے پانی میں فرق ہے یا نہیں؟ یقیناً تو جڑوا۔

الجواب

اگر شرعی طور پر نہائے کہ سر سے پاؤں تک تمام بدن ظاہر پر پانی نہ جائے اور حلق کی جڑ تک سارا منہ اور ناک کے نرم بالے تک ساری ناک داخل جیلے تو کافر کی جنابت اتر جائے گی ورنہ نہیں،

فی التمزیر والحد والاشامی یجب من غسل
جنبا او حیض والا بان اسلم طہراً (۱) سے
من الجنابة والحیض والنفس ای بان کات
غسل (فمدوب استغی مخلصاً۔
تہذیب اور استغی میں ہے کہ وہ جب سے شخص
پر جو اسلام لایا جنابت کی حالت میں یا عورت اسلام
لائی حیض کی حالت میں، اور اگر پاک کی حالت میں
اسلام لا، (یعنی جنابت، حیض اور نفاس سے

پاک ہونے کی حالت میں، اگر ناپاک تھا تو غسل کر لیا، تو مدوب ہے اتنی غفلاً۔ (ت)

اکثر جسم پر پانی نہ جانا اگرچہ کفار کے نہانے میں ہوتا ہو اور بے تہری سے منہ بھر کر پانی پینے میں سارے منہ بھی
حق تک داخل جاتا ہو مگر ناک میں پانی بے پڑھائے مگر نہیں جاتا اور خود ایسے کیوں کر ستے کہ پانی شنگھ کر
چڑھائیں نہ اس چھپ چھپ کر لینے سے جو کفار کرنا کرتے ہیں ان کا غسل نہیں اترتا۔ مگر

ہرچ شونی پسید تر باشد

فی لہیۃ من لیسیر الکیر للامام محمد
یغنی ملکافراد اسلام ان یغسل غسل الجنابة
ولا یدسون کیفیۃ الغسل کما وفیہ عن
الذخیرۃ الاقری ان فرضیۃ المضطیۃ و
الاستغشاق غطیت علی کثیر من العباد
حلیہ میں امام محمد کی سیرگیری سے متفق ہے کہ اگر کافر
اسلام لائے تو اس پر لازم ہے کہ غسل جنابت کئے،
اور وہ غسل کی کیفیت نہیں جانتے اور اس میں
ذخیرہ سے مستولی ہے کہ تم نہیں دیکھتے ہو کہ کئی اور ناک
میں پانی ڈالنے کی حرمت بہت سے علماء پر بھی

۳۲/۱

شہ الذخیرۃ مروجات الغسل معتبائی دہلی

۱۲۲/۱

سہ رد المحتار مصنفہ البانی مصر

تہ حلیہ

تکلیف علی الکفارة۔

رہی تو کافروں کا کیا کائنات۔

نمازی عمتا و مسلمان کے غسل کا پانی پاک ہے اگرچہ وہ بارہا اُس سے غسل یا وضو نہیں ہو سکتا مگر وہ خود پاک ہے کپڑے وغیرہ کو لگ جاتے تو نماز جائز ہے اور وضو نہ کی حاجت نہیں اور جس کے بدن پر نجاست لگی ہو نا تحقیق ہو اس کے بدن کا پانی نجس ہے اور تحقیق نہ ہو تو بے غاری بنے احتیاط کے آب و غسل میں مشبہ ہے اُس سے پہن اولیٰ ہے نہ کہ کافر کہ اُن کے تو پا جاموں رانوں میں پھینکیوں پیشاب ہوتا ہے ان کا آب غسل مکروہ ہے پھر بھی ناپاک کا حکم نہیں گے جب تک تحقیق نہ ہو کہ حقیقت فی الاحادیث من السنن و اللہ تعالیٰ احکم (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ احادیث من السنن میں اس کی تحقیق کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ت)

مسئلہ ۴۴ مستودع شیخ شوکت علی صاحب ۶ ربيع الآخر شریعت ۱۳۰۲ ہجریہ قدسیہ
کی فرماتے ہیں ملائکت الطہت و جماعت اس مسئلہ میں کہ جھوٹا منہ دیا نصرانی وغیرہ کا پاک ہے یا ناپاک اُس کے کھانے کا کیا حکم ہے اگر کوئی کافر سو یا قصداً حق یا پانی پی لے تو اس کا کیا حکم ہے میزا تو جبروا۔

الجواب

حکم نہ رسول کے لیے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نصرانی کے کھانے سے ممانعت فرمائی،
سکن ابی داؤد و جامع ترمذی و مسند ابی یوسف و سنن ابی شیبہ و مسند احمد میں جب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

واللفظ لا یبکر قول راایت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی طعام النصارى فقال لا یتخلج فی صدرک طعام صلیت فیہ نصراۃ
الفاظ بکر کے ہیں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ طعام نصرانی سے نہی فرمائی اور ارشاد کیا نہ ہمارے پیٹ میں نہ کھانا جبش نہ کرے جس میں نصراۃ کا اشتراک ہو۔

اقول بعد اللفظ اور وہ الامام الحلیل السیوطی فی المجامع التکیہ و قال حسن و هو مصریہ فی مراد صلی عن النہی فی تاویل الحدیث امہ لطیف کہ نقلہ ہمہ
اقول انہی الفاظ سے اس کو امام سیوطی نے جامع گیر میں ذکر کیا اور حسن کہا اور یہ ہر دو کی واضح تردید ہے انھوں نے حدیث کی تاویل کی کہ یہ صاف مستحکم ہے، یہ عجیب البخاری میں اُن سے منقول ہے

صلی علیہ

فی مجمع البحار ثم مرده بقوله وسياق الحديث
لا يناسبه (ت)

اقول وايضا بعد ما نقله من الطيبة
من تفسيره بقوله تا بهت النصراية
والرهبة في تشديد هم وتصحيحهم وكيف
وايت عن الصحبة السبعة أه كيف وهذا
لا يلزم النهي (ت)

اقول وكذا بعد ما فهم منه البراداد
اذا مرده في باب كراهية المتعذر للطعام
وانما تأتى له ذلك لان لفظ مر وایته سمعت
مر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و
سأله مر هل فقال ان من الطعام طعاما
اتحريم منه لعل لا يتخذ من في صدره
شرا صرحت فيه لنصراية اه فلهذا لفظ
محتوم والذي ذكرناه نص صريح فتثبت
وبالله التوفيق ورحم الله الامام احسانه
الرائى حيث يقول ما كما تعرف الحديث
ما لم تكتبه من ستين وجها.

اور اللہ ابو حاتم الرازی پر رحم فرمائے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم اُنس وقت تک حدیث کو نہیں پہچانتے تھے
جب تک کہ اس کو سناٹے طریقوں سے نہ لکھ لیں۔ (ت)
ابو علیہ خشکی یعنی اللہ تعالیٰ حنف فرماتے ہیں:

پھر انہوں نے اس کو اپنے اس قول سے رد کیا اور
حدیث کا سیاق اس کے مناسب نہیں۔ (ت)
میں کہتا ہوں یہ بھی بعید ہے کہ انہوں نے
طبیعی سے اس کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ یہ نصرایت
اور رہبانیت کے مشابہ ہے ان کی شدت و سختی
میں اور تم دین حنیف پر ہو جو سہل اور آسان ہے
کیسے اور یہ نہی کے مناسب نہیں۔ (ت)

میں کہتا ہوں اسی طرح وہ بھی بعید ہے جو
ابو داؤد نے اس سے سمجھا ہے کیونکہ انہوں نے اس
باب کراہیۃ المتعذر للطعام میں وارد کیا ہے اور
انہوں نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ ان کو دیت
کہ لغز میں ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کر سنا اور آپ سے ایک شخص نے سوال کیا تو
آپ نے فرمایا ان کھانوں میں سے ایک کھانا ایسا ہے
جس سے میں حرج محسوس کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا
تمہارے دل میں کوئی ایسی چیز خلش پیدا کرے
جو نصرایت کے ساتھ ملے ہے احباب ان الفاظ میں
احتمال ہے اور جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ صریح نص ہے
اور اللہ ابو حاتم الرازی پر رحم فرمائے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم اُنس وقت تک حدیث کو نہیں پہچانتے تھے

قلت یا رسول اللہ انا فقیر وادھم العبد و
 محتاج الی انبتھم فقال استصواھما ما
 استطعتھم فان لم تجدوا غیرھا فامسوا
 کلوا صبرا و اشربوا - اور اللہ تعالیٰ نے مع و علیٰ الایمانیۃ
 میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم
 دشمن کے ملک میں جہاد کو جاتے ہیں اُن کے برتنوں کی
 حاجت پڑتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا جہاں تک ہن پرے اُن برتنوں سے ضرور ہو
 اور اگر در رتن نہ ملے تو انھیں دھو کر پاک کر لو اس کے بعد ای میں کھاؤ پئیں۔

اقول قد رواہ احمد و البخاری و
 مسلم و ابوداؤد و الترمذی و احراب و فی
 لفظ للترمذی قال اتقوا خسلاتہ۔
 میں کہتا ہوں احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی
 اور دوسروں نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور
 ترمذی کا لفظ فامسوا کی جگہ اتقوا خسلاتہ ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

انما المشوکوب محسن - کافر سے ناپاک ہیں۔ یہ ناپاک ان کے باطن کی ہے پھر اگر شراب وغیرہ
 نجاستوں کا اثر ان کے مزہ میں پاتی ہو تو ناپاک ظاہری بھی موجود ہے اور اس وقت ان کا ٹھکانا ایسا ہی
 ناپاک ہے جیسے گتے کا، لہذا اُس سے بھی بترک و حالک و اکلہ (کیونکہ گتے کے بارے میں نام کا کلمہ خفا ہے۔ ت)
 اور گتے وغیرہ جس چیز کو اُن کا لعاب لگ جائے گا صورت ناپاک ہو جائے گی۔
 تنویر البصار میں ہے،

سؤد شراب صبر و صبر شراب و صبرہ و صبرہ
 و صبرہ و صبرہ۔
 شراب کا شراب پینے کے بعد فوری جھوٹا درجہ کا ہو
 کھانے کے بعد فوری جھوٹا نجس ہے۔ (ت)

بنو دو نصاریٰ وغیرہم اگر شراب خور ہوتے ہیں اور مرغھیں بڑھانا اُن کا شمار اور شراب خور کی مرغھیں
 بڑی بڑی ہوں کہ شراب کو کچھ کو لگ گئی تو جب تک مرغھہ داخل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک
 کر دے گی، ورنہ حقاریں ہے۔

لو شاربہ طویلا لا یتوب علیہ اللہ و فنجس
 اگر شراب خور کی مرغھیں میں ہوں کہ زبان تک

۹۰/۸	ادارۃ القرآن کرچی	۱۰۸/۹	معصفت ابن ابی شیبہ
۲/۶	ایمن کمپنی دہلی	۲۸/۹	مکے جامع للترمذی
۴۰/۱	مجتبائی دہلی	فصل فی ابتر	مکے المستدرک
			بکے اللہ الخمار

دو بعد از صبح یعنی پہنچ سکے تو اس کا جھڑنا بھی ہے اگرچہ وہ طویل وقت کے بعد پانی پئے (دلت) اور اگر ظاہری نجاستوں سے بالکل جدا ہو جس کی امید کا رد میں بہت کم ہے تو اس کے جھڑنے کو گچہ کٹے کے جھڑنے کی طرح صریح ناپاک نہ کہا جائے

فی التورہ والذکر سورۃ مطلقاً ووجوباً او
کافراً طاهر، نعم طاهر اصطلاحاً۔
تخیر اور درمیں سے آدمی کا جھڑنا چاہے وہ صبی
ہو یا کافر ہو پاک ہے کیونکہ منہ پاک ہے۔ مختصر دلت

اقول مگر ہر چیز کہ ناپاک نہ ہو طیب ہے وہ دغندہ ہونا ضرور نہیں دغندہ بھی تو ناپاک نہیں پھر کوئی عاقل
اسے اپنے لب و زبان سے نکالنا گوار کرے گا کافر کے جھڑنے سے بھی کچھ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہی نفرت
ہے اور یہ نفرت اُن کے ایمان سے ناشی ہے۔

وفی رفعہ عن قلوبہم استقامۃ شیعۃ الکفرۃ
عن اعینہم او تخفیہما وذلک غشی
بالمسکین وقد صرح العبد کما فی العقود
الدوریۃ وغیرہ انت المعنی ای یحق بسما
یقع عندہ من المصلحۃ وصبۃ المسکین
وایقاء لشرع عن الکفرۃ لانی القانیۃ۔
اور اس کو اللہ کے دلوں سے اٹھانے میں کافروں
کی بُرائی کو ان کی نگاہوں میں ختم کرنا ہے یا
کم کرنا ہے اور یہ مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے اور
علمائے تصریح کی ہے جیسا کہ فقہ الدینیہ وغیرہ میں
ہر مفسر کو وہی فتنی رہتا چاہیے جس میں اس کے
نزدیک مصلحت ہو اور مسلمانوں کی مصلحت اس میں ہے

کو اللہ کے دلوں میں کافروں سے نفرت باقی رہے نہ کہ نفرت ختم ہو جائے۔ (دلت)
جو شخص دانستہ اُس کا جھڑنا کھاتے پئے مسلمان اُس سے بھی نفرت کرتے ہیں وہ ملعون ہوتا ہے اُس
پر محبت کھار کا گمان جاتا ہے اور حدیث میں ہے،

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیت
یقن مواقف التہم۔
جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تہمت کی حسرت
کھڑا نہ ہو۔

متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ایاک وما یسوا الاذن اُس بات سے بچ جو کالہ کو بُری لگے

لے الذائمہ فصل فی البر مجتہد دہلی ۲/۱

سے ایضاً

مکملہ الاشباہ والنظائر کتاب القضاء الا دارۃ القرآن کراچی ۲۵۴/۱

نکح مرقی مفلح مع الطحاوی فی باب سجود السہو نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۴۹

شہ مسند امام احمد بن حنبلہ فی القادیۃ بیروت ۵۶/۲

رواہ الإمام احمد عن ابی العادیۃ والطبرانی
فی الکبیر و ابن سعد فی الطبقات والعسکری
فی الامثال و ابن مندۃ فی المعرفۃ والتطبیب
فی المؤتلف کلہم عن امام العادیۃ حمۃ
العاص من عمرو الطحاوی و عبد اللہ بن
احمد الاصلی و داؤد المستدرک و ابو نعیم و
ابن مندۃ کلہما فی المعرفۃ عن
العاص المذکور موطا و ابو نعیم فیہا عن
جیب بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم .

نیز بہت حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

ایاک و کل امر یقتدرہ . ہر اس بات سے بچ جس میں غدر کرنا پڑے .

رواہ ایضاً فی المختارۃ والدیلمی کلاهما
مسند حسن عن انس و الطبرانی فی الاوسط
عن جابر و ابن منیہ و عن طریقہ العسکری
فی امثاله و القصاصی فی مستدرک معاً و
البغوی و عن طریقہ الطبرانی فی الاوسط و
المختصر فی السادس من فوائدہ و ابو محمد
الابرہی فی کتاب الصلاة و ابن الجبار فی
تاریخہ کلہم عن ابن عمرو و الحاکم فی
صحیحہ و البیہقی فی الزہد و العسکری فی
الامثال و ابو نعیم فی المعرفۃ عن سعد بن
ابی وقاص و احمد و ابن ماجہ و ابی حاتم
حاکم عن ابی ایوب الانصاری کلہم و افعیہ

اس کو امام احمد نے ابو العادیۃ سے روایت کیا اور
طبرانی نے کبیر میں اور ابن سعد نے طبقات میں اور
عسکری نے امثال میں اور ابن مندۃ نے معرفۃ میں
اور خطیب نے مؤتلف میں ، اسی سبب ائمہ عادیہ
عاص بن عمرو طحاوی کی پھر بھی سے روایت کی ، اور
عبد اللہ بن احمد نے داؤد مستدرک میں ، اور ابو نعیم
اور ابن مندۃ نے دونوں نے معرفۃ میں عاص مکرر سے
مرسلاً روایت کی ، اور ابو نعیم نے معرفۃ میں حبیب بن
حارث سے روایت کی . (ت)

اس کو بھی بخاری و ابن ماجہ میں
سند حسن روایت کیا انس سے اور طبرانی نے
اوسط میں جابر و ابن منیہ سے اور عسکری نے امثال
میں اور قصاصی ہی سند میں ابن منیہ کی سند سے
ایک ساتھ اور بغوی نے اور اس کی سند سے طبرانی
نے اپنی اوسط میں اور مختصر
چنے فائدہ
میں ، اور ابو محمد ابرہی نے کتاب المختارہ میں
اور ابی نجار نے اپنی تاریخ میں سب سے بن عمر
سے اور حاکم نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے ابرہہ
میں اور عسکری نے امثال میں اور ابو نعیم نے المعرفۃ
میں سعد بن ابی وقاص سے اور احمد و ابن ماجہ
اور ابن حاکم نے ابی ایوب الانصاری سے ،

الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والنجدي
في تاسيخه والطبراني في الكبيير وابن حنلة
عن سعد بن عمارة عن قوله صلى الله
تعالى عنهم اجمعين.

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

بشروا ولا تنفروا - واداء الاثمة احمد
والبخاری ومسلم والنسائی عن النبي صلى الله
تعالى عليه .

بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو
نفرت پیدا ہو۔ اسے احمد، بخاری، مسلم اور نسائی
نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

پھر اس میں بلاوجہ شرعی فتح باب غیبت سے اور غیبت حرام خدا کی الیہ ملاقات کیوں مکروہ ہوا (جو
اس تک پہنچنے وہ کم از کم کوہِ فردوس ہوگا)۔ ت (جو کمالی شریعہ و احادیث مجسم سے ثابت ہوا کہ کافر کے جھوٹے
احترام و رہسے اور اس باب میں یہاں نصاریٰ کا حکم یہ نسبت ہنود کے ہی نسبت تر ہے کہ وجہ کثیرہ مذکور ہیں
دونوں شریک اور نصاریٰ میں یہ امر زائد کہ یہاں ان کی سلطنت ہونے کے باعث مذہبی نفرت کی کمی میں تبدیل
وین یا کم زکم صفت ایمان کا وہ درجہ نہایت سرد میں رہا رہے۔

فمن جعل التمسك حبا في الصدر الاول
اذ كانوا اذلاء حقهم ودين تحت ايدينا فكان
تقريرهم منا تقريرهم الى الاسلام الا ان
قد العكس الامر ولا حول ولا قوة الا بالله
وقد كانت فساد ذوى الهيات ، يعرضون
ليلا ونهارا البصاعات ، و نهى عن
الاثمة الاثبات ، مع قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم لا تنصروا مراء الله مسا جذا
لله وكم من حكم يختلف باختلاف الزمان ،

یہاں یہ امر حیات ہو گا کہ اس چیز سے استدلال کیا جائے
جو صدر اول میں تھی کیونکہ اس زمانہ میں وہ کمزور تھے
اور ہمارے ماتحت تھے اسی لیے ان کو اپنے قریب رکھے
ان کو اسلام کی طرف آنے کی دعوت دینا مقصود تھی
اور اب تو معاملہ ہی الٹ ہو گیا ہے ، ایک زمانہ تھا
کہ با عزت لوگوں کی عورتیں ان اور رات و نور و قاتل
جماعات میں حاضر ہوتی تھیں ، مگر ائمہ کرام نے اب
ان کے آنے کی مانگت کر دی ہے ، حالانکہ حضور
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم نہ

بل والکاف، کا قشید بہ فروج جیمہ،
فی کتب الاثمة، وهذا اما عندی و مبد
اقیت مراد و الله ربہ علیہ معتقد سے،
والیہ مستندی، والله سبحانه و تعالی
احمد۔

کی بادیوں کو اللہ کی مساجد سے مذکور، اور بہت
سے احکام ہیں جو زمانہ کے اختلافات سے مختلف
ہوتے ہیں بلکہ اکثر کے اختلاف سے بھی مختلف ہوتے ہیں
جیسا کہ کتب اگر میں بہت سی فروغ اس پر شاہد ہیں
یہ سب نزدیک یہی ہے اسی پر میں نے کئی مرتبہ

مذکور دیا ہے اللہ میرا رب سے اسی پر اعتماد اور اسی کی طرف سہارا ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (ت)
مسئلہ ۳۴ از کانپور محمد بوچرا خانہ مسجد زلیخاں مرشد مولوی عبدالرحمن حبشی طالب علم مدرسہ
فیض مام ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۸۵ھ ماجوا انکریہ العلماء وحکمہ اللہ تعالیٰ رقتہ کا پانی پاک ہے
یا نہیں! بینوا تو مجروا۔

الجواب

قطعاً پاک ہے پانی پاک تمنا کو پاک رکاوٹوں پاک، پاک چیز سے پاک پانی کا رنگ مزہ بو بدل جانا
اُسے پاک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ عجب صبح میں نہ صرف طابریکہ مطہرہ قابل و ضرورت ہے بایں معنی کہ اگر اس
سے وضو کرے وضو جو جائیگا اگرچہ پانی نہ ہو۔ یہ بات تک کہ سب تک اُس کی جو باقی ہو مسجد میں جانا
حرام ہامت میں شامل ہونا منع ہوگا پھر بھی اگر سفر میں ہو اور وضو کو پانی کم تھا کہ مثلاً ایک یا دونوں پاؤں
دھونے سے رہ گئے اور جتنے میں پانی ہے جس سے وہ کی پوری ہو سکتی ہے تو اس صورت میں تیمم جائز نہ ہوگا
نہ زبائل ہوگی بلکہ اُسی پانی سے وضو کی تکمیل لازم ہوگی لکن بعد مادہ انما یقول اللہ تعالیٰ و لیس
تجدد و اما (کیونکہ پانی کو پانی سے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کر دو۔ ت)
درمختار میں ہے،

یہ جو بہاء، حالہ ط ہو جاہد کد کہنتہ
و در حق شجر و ان حیو حطد اوصافہ ۲
الاصحاب بقیۃ رقتہ و اسمہ ۱۵
مختص و اللہ تعالیٰ اعلم۔
اُس پانی میں وضو جائز ہے جس میں کوئی غلغلہ
پاک چیز مل گئی ہو، جیسے میوہ اور درخت کے پتے،
واد اُس سناس کے تمام اوصاف کو بدل دیا ہو
اصح یہی ہے، پس شرط یہ ہے کہ اس کی رقت اور
اُس کا نام باقی رہے خصوصاً اللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ملہ نظر آئی ۳۳/۴

ملہ الدر المختار باب النیاء مجتہدانی دہلی ۳۵/۱

فتویٰ مستثنیٰ بہ

سرحب الساحة في مياه لا يستوى وجهها وجوفها في المساحة

ان پانیوں کے بائیں میں ان وسیع کرناجن کی سطح اور گہرائی پیمائش میں برابر نہ ہوتی۔
مسئلہ ۴۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں سوال اول عرض نیچے وہ درودہ اور اوپر کم ہے بھر سے گئے
میں نجاست پڑی تو سب ناپاک ہو گیا یا صرف اوپر کا حصہ جہاں تک سو پاؤں سے کم ہے بہرہ تو جرد۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم - نحمدہ و نصلی علی سہ سولہ النکویہ۔

بعض کے نزدیک اصل ناپاک نہ ہو گا کہ جوں آب کثیر ہے۔

اقول ویشبہ ان یکون مبنیاً علیہ
اعتبار العین وقد صححہ نعصرہم و المعتمد
المعول علیہ لا۔
اعتماد نہیں ہے۔ (ت)

ظاہر میں ہے،

العرض الكبير اذا انجم ماؤه فنقب انك
نقابا وقوفها منه ان كان الماء متصلا
عن الجسد يجوز وان كان متصلا بالجود
اختلف المتأخرون فيه بعضهم اعتبروا جملة
الماء حتى لا يتنجس وبعضهم احتجوا
بموضع النقب ان كان كسيرا يجوز والا فلا۔
بعض کے نزدیک کل ناپاک ہو جائے گا۔

اقول وكانه لانه ماء واحد والعبرة
برجدة الماء وهو قليل لا بالعنق و
ان اكثر۔

میں کہتا ہوں اور شاید اس کی وجہ یہ ہے
کہ وہ ایک پانی ہے اور اعتبار پانی کی سطح کا ہے
اور وہ قلیل ہے، عین کا اعتبار نہیں، خواہ زیادہ ہی
کیوں نہ ہو۔ (ت)

فلا حدی ہے،

ان کا ان الحلاء قل من عشرين عشرا واسفلہ
عشرون عشرا فوقت قمره خمرة انتقص
الماء و صار عشرا لث عشرا خلف المشايخ
فيه

بائع میں اقل کو اوس سنی کر احوال دیا اور غیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی دوم پر فتویٰ ہے و

حيث قال العوض اذا انجمد ماؤا ففقط في
موضع منه فوقيت فيس نجاسة قال نصير و
ابو بكر الاسكاف يقتضيه وقال حبيب الله بن
المبارك و ابو حفص الكبير البخاري لا تنجس
اذا كان الماء تحت الجسد عشرين عشرا و
ان كان متصلا بالجسد والعنق من قسول
نصير و ابی بکر و ان كان متصلا من حصر
يجوز بلا خلاف ان العوض المسقف هو عترة
شامحة المحقق ابن امير الحاج مانه يفيد
ان الموضع عند نصير و ابی بکر يقتضيه سواء
كان الماء ملتزما بالجسد او متفلا عنه
ثم ينافيه قوله و ان كان متصلا يجوز
بلا خلاف فان قلت لم لو يحصل ما عن نصير
و ابی بکر على ما اذا كان متصلا بالجسد و
قد اندفع لتماقن من المصنف قلت
لانه ينافيه قوله فان كان متصلا بالجسد

اگر اس کا پانی حصہ در درہ سے کم ہے اور نچسل
در درہ ہوا اب اس میں ایک قطرہ شراب کا گر جائے
پھر پانی کو سو جائے اور در درہ ہو جائے، تو اس میں
مشائخ کا اختلاف ہے۔ (د ت)

بائع میں اقل کو اوس سنی کر احوال دیا اور غیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی دوم پر فتویٰ ہے و

احسن نے فرمایا کہ عرض کا پانی جرم جاستہ اور میں
کسی جرم سرخ کیا جائے، اس میں نجاست نہ گرجے
تو نصیر اور ابو بکر الاسکاف نے فرمایا وہ ناپاک
ہو جائیگا، اور حبيب الله بن مبارک اور ابو حفص کبیر نے
فرمایا کہ اگر برف کے نیچے پانی در درہ ہو تو ناپاک
نہ ہوگا۔ اگر برف سے متصل ہو اور فتویٰ نصیر اور بکر
کے تو یہ سب در درہ سے جدا ہو تو بغیر خدات
کے جائز ہے بیحد و حد جس کے اوپر چھت ہو اور
اس پر اس کے شارح محقق ابن امیر ایٹا نے عرض
کیا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرض نصیر اور ابو بکر کے
نزدیک نہیں رہتا ہے خواہ پانی برف سے بالا ہو
یا اس کے نیچے ہو، پھر اس کے مخالف ہے ان کا قول
کہ اگر متصل ہو تو برف سے بلا خلاف، اگر یہ اقرض
کیا جائے کہ جو نصیر اور بکر سے منقول ہے اس کو اس پر کیا
محمل نہیں کیا گیا کہ اس صورت میں سے جبکہ وہ برف
سے متصل ہو اور تناقض مصنف سے دفع ہو گیا، میں

سہ خلاصۃ الفتاویٰ الجنس الاول المباحض فکثر کثرت

مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ روضہ لاہور ص ۷۰

فالتی عن قول نصیر فانه یحید ان موضوع
السؤال اعم واسم نصیراً واما بکریقولان
یحسن مطلقاً وابت المبارک واما حفص
یقولان لا یحسن مطلقاً فاصلاً
اور بن مبارک اور ابو حفص کہتے ہیں کہ وہ مطلقاً نہیں ہر گاہ فاصلہ ہے۔ (ت)

اقول رحم الله المحقق لا یشک ان
اول الکلام فی المتصل یوضحه ما فی البدایہ
ان کان جداً ولقب فی موسم منه عات
کان الماء غیر متصل بالجمد یجوز لا یخلو
وان متصلاً ولقب بصیراً لاختلاف المشایخ
قول نصیر بن یحیی واما بکری الاسکان لاجل
فیہ وسئل ابن المبارک مقال لا یاس بہ
وقال الیس الماء یضطرب تحته وهو قول
الشیخ ابی حفص الکبیر وعدا اوسم والاول
احوط لہ وقد نقده المحقق فی الخیة الحمراء
کا پہلویا وہ ہے اور محقق نے اس کو یہاں عید میں نقل کیا۔ (ت)

اقول وبلا طبع لکیریک لہ محمول
الادان لان الدھن یلیس منہ الا الیہ
وہو ان لبود دران یحمد الاعلی ویسقی
الاصغر معصلاً عنہ الا ان نقب واستقرخ
منہ شی صالہ
اور بن مبارک کہتے ہیں کہ اس کا قول محمول ہے۔
اور بن مبارک کہتے ہیں کہ اس کا قول محمول ہے۔
اور بن مبارک کہتے ہیں کہ اس کا قول محمول ہے۔
اور بن مبارک کہتے ہیں کہ اس کا قول محمول ہے۔

فما قول غیر متوجہ الیہ عات قوله
سے علیہ
شہ بدائع الصنائع فصل فی بیان مقدار الخ
ایک ایم سعید کہنی کراچی ۴۳/۱

توان كان متصلاً بالجهد ليس شرف جرأه
 ما لغتوى حتى يفيد امت - كلام نصير ولى بكر
 فيما هو اعم من الاتصال بل هو من تمتع
 قول ابن البارك وان وعلية والعدو لغتوى
 فصيحته والمعنى انه الفصل عن الجهد جاز
 بلا خلاف وان اتصل فكذا عند عبد الله و
 بن حفص وقال نصير و ابو بكر لا عيب لغتوى
 على ان في عامة نظم العنية و عليه لغتوى
 بانواو دونت الغاء وقوله فان كان متصلاً
 ليس بالغاء في نفس المتن المستقل في الحلية
 فانقطع مشار التوهم واساقم ساقب العنية
 فسر على ما هو الحق و اعاد فائدتها اخره
 مستعرضها -

ان كا قول توان كان متصلاً بالجهد" مشروط بنسب
 جس کی جز عالتوى ہو تاکہ اس کا عائدہ
 یہ ہو کہ نصیر اور ابو بکر کا اس میں کلام ہے جو اتصال سے
 اعم ہے۔ مگر وہ ابن مبارک کے کلام کا متر ہے اور
 "ان وعلیه ہے اور ما لغتوى میں فار نصیر سے
 لغتوى یہ ہیں کہ اگر وہ عرف سے جدا ہو تو بلا خلاف
 جائز ہے اور اگر متصل ہو تو اسی طرح جہد اللہ اور
 ابو حفص کے نزدیک ٹک ہے اور نصیر و ابو بکر کہتے ہیں
 نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے، علاوہ زین مہ کے عام
 نسخ میں، علیہ لغتوى داؤ کے ساتھ ہے لی
 کے ساتھ نہیں، اس کا قول فان كان متصلاً
 نصرت میں فاء کے ساتھ سین حو علیہ میں مستقل ہے،
 تو درجہ کی برائی پھر میں نے غنیہ میں دیکھی

کہ اسوں نے اس کی حق تفسیر کی اور ایک اور فائدہ بیان کیا جو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ (دست)
 اور صحیح یہ ہے کہ صرف وہی بالائی حصہ ناپاک ہو گا جو درود سے کم ہے یہاں تک کہ اگر اوپر کا پانی
 نکال دیا گیا اور آبہ ہاں تک رہ گیا جہاں سے درود ہے تو یہ پانی پاک ہے اس لیے کہ اگرچہ وہ آب نجس سے
 متصل نہی مگر آپ کثیر اتصال نجس سے ناپاک ہیں نہ صاحب تک بجا مست سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ بدل نہ جائے
 ہند یہ میں ہے

ان كان اعلى الحوض اقل من عشرة عشر
 واسفله عشرة عشر او اكثر فوقع نجاسة
 في اعلى الحوض وحكم نجاسة الاعلى بها تنقص
 الماء انتفى الى موضع هو عشرة عشر
 فالاصح انه يجوز الوضوء والاغتسل فيه

اگر حوض کا بالائی حصہ درود سے کم ہو اور اس کا
 پکلا حصہ درود سے زیادہ ہو اور نجاست حوض کے
 اوپر والے حصے میں گرا جائے، اور اوپر والے حصہ
 کے نجس ہونے کا مکرر دیا جائے، پھر پانی گھٹ جائے
 اور ایسی جگہ پہنچ جائے جو درود سے کم ہو تو صحیح یہ ہے

کذا ذاق المحيط۔ کما سوس سے وضو اور غسل جائز ہے کما انی المحيط۔ (ت)

بحر رانی میں ہے :

وذكر السراج السعدي ان الاشبه الجواز۔ اور سراج سعیدی نے ذکر کیا ہے کہ اشبہ جواز ہے۔ (ت)

تکلیف میں ہے :

ان في لد خيرة انه الا شبه۔ ذخیرہ میں لکھا ہے کہ یہی اشبہ ہے۔ (ت)

فتویٰ کو میر میں مذکور ہوا اس سے بھی یہی مراد ہے کہ حقہ پانی کی نجاست پر قوتی ہے نہ کہ کل کی، غیبی میں ہے :
(المحوض او انجمد صافہ فقط في موضعه) (عوض کا پانی جب گرم جائے اور کسی مگر سورت کیا جائے)

و بقى الماء تحت الجمد متصل به (وقعت اور برف کے نیچے والا پانی اس کے ساتھ متصل رہے)

فيه نجاسة قال نصير و ان يكره تنجس الماء) (تو اس میں نجاست ہو گئی، تو نصیر اور اگر بکرسے فرمایا)

پانی بکس ہو جائیگا، کیونکہ وہ برف کے ساتھ متصل ہے۔

نعم يمكن وقوع النجاسة في ماء قليل فيصير (تو اس کا بعض حصہ دوسرے بعض کی طرف ہمیں جڑیگا)

(وقال ابن المبارك وابو حمزة لا وانكاه) اور اس طرح نجاست قلیل پانی میں گرے گی، اور

اسی ولو كان الماء متصلا بالجمد) (نکون عثرا اس گرنے سے کہ (اور ابن مبارک اور ابو حمزہ

في عثرا) (والفتوى على قول نصير) (لما قلنا نے کہا ہمیں اگرچہ وہ (یعنی برف پانی سے متصل ہو،

دواما ادا كان) (الماء تحت الجمد) (مختصلا کیونکہ وہ دوسرے سے (اور فتویٰ نصیر کے قول پر ہے)

عنه) (فيحوز) (ولا يفسد الماء لانه الغرض جیسا کہ ہم نے کہ (اور اگر پانی ہو) برف کے نیچے جہاں

انه عثرا في عثرا ولو لم يتصل ببقعة منه عن برف سے (تو بڑا ہے) اور پانی فاسد نہ ہوگا

سائرہ کما في الصومرة الا وافي۔ کیونکہ مفروضہ یہ ہے کہ یہ دوسرے سے ہے اور اس کا کوئی

حصہ باقی پانی سے جدا نہیں جیسا کہ پہل صورت میں ہے۔ (ت)

اسی طرح غیبی میں جو اس کے متصل تھا :

وان نعت الحمد فعدا الماء قوله انك

يتنجس عند ملامته بعد۔ اور اگر برف میں سراج کیا تو پانی اور چڑھ آیا اس میں

تختے نے منہ لے دیا تو عام علما کے نزدیک نجس ہو جائیگا۔ (ت)

دونوں شارح محقق نے اسے اُسی قدر پانی کی نجاست پر حمل فرمایا ہے غلیظہ میں ہے :

(یتجسس عند عمة العلماء) ولم یعتبر الماء
الذی تحت الجمد وکانت حافی الثقب
کثیرة من الماء القلیل خلافا لما قال البعض
ان حافی الثقب یعتبر متصلا بما تحته و هو
کثیر فلا یتجسس
(اور عام علماء کے نزدیک پانی کس سوja کے گا، اور
جو پانی برف کے نیچے ہے، اس کا اعتبار نہ ہوگا اور جو
سوراخ میں ہے وہ تھوڑے پانی کی طرح ہے، لیکن
بعض علماء نے اس کے خلاف یہ فرمایا ہے کہ جو سوراخ
میں ہے وہ اسی طرح ہے جس کے پیچھے ہے اور
وہ کثیر ہے لہذا پاک نہ ہوگا۔ (ت)

غلیظہ میں ہے :

(یتجسس عند عامة العلماء) ذلك الماء الذي
في الثقب لا الحوض لانت المسألة مفروضة
في الحوض تكبير
یہاں سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ یہی مذہب جمہور علماء ہے،

وهنا بحث غريب للغاية ثم للخلاصة و
اللفظ لها قال اختلف المشايخ فيه ویسفی
انیكون الجواب على التفصيل ان كانت الماء
الذی تجسس فی اعلی الحوض اکثر من السماء
الذی فی اسفله و قد الماء النجس فی اسفل
الحوض على التدریج یجوز ان طاهرا على ما
یاتی فی مسألة الجمد و قال بعضهم لا یظهر
كالماء القلیل اذا وقعت فیہ نجاسة ثم
انبط على ما مر و المراد بما یاتی فی الجمد

اور یہاں ایک عجیب بحث عاید اور خدا کے ہے ان الفاظ
تو کہ جسے فرمایا کہ متایلا نے اس میں اختلاف کیا اور جو یہ میں
تفصیل سونی چاہئے، اگر وہ پانی جو حوض کے بالائی حصہ میں
فجین چونکہ اس پانی سے زیادہ ہے جو اس کے نیچے
حصے میں ہے اور جس پانی حوض کے نیچے حصے میں گرا
بتدریج پاک رہے گا جیسا کہ منہج پانی کے بیان میں
آئے گا، اور بعض سے فرمایا ظاہر نہیں رہے گا جیسے
قیل پانی جب اس میں نجاست گر جائے پھر وہ پھیل
جائے جیسا کہ گزر اہل اور مایاتی فی الجمد سے

لے نفیة المستحی شرع مية المصل فصل فی المیاض
علیه

لے خلاصة الفتاوی الجمن الاول فی المیض
نکشف کفر

مردان کا قول ہے کہ اگر سوراخ کی جگہ نجس ہوئی پھر مسجد
پانی بتدریک چھل گیا تو پانی ناپاک ہے، اور شیخ الامام
شمس الارمولائی نے فرمایا پانی پاک ہے خواہ بتدریک
چھلے ہو یا یکدم (د ت)

میں کہتا ہوں پہلے قول کی وجہ جس پر ائمہ و سہ کے
عصب میں اس سے کوئی پیر چھل اور نجس سے متصل
ہوئی اور وہ قلیل ہو تو وہ نجس ہو جائے گا یہاں تک کہ
کل نجس ہو گا بخلاف اس صورت کے جبکہ یکدم چھل جائے
کیونکہ وہ کثیر ہے، لہذا نجس کی عبادت کی وجہ سے
نجس نہ ہو گا، شمس الارمولائی کے قول کی وجہ یہ ہے کہ
وہ کثرت سے، اور اس میں یہ اعتراض ہے کہ نجس کثرت
کی وجہ سے پاک نہیں ہوتا ہے۔ (د ت)

میں کہتا ہوں ہمارے مسئلہ کو کچھ پانی پر قیاس
کرنے میں خطر ہے کیونکہ یہاں پاک پانی کثیر سے قسری
نجس کی بے وقوفت نہ ہو گی خود یکدم سے بتدریک
ہو اور مجاہد اس سے زیادہ یا کم ہو، یہ اس کے
خلافت ہے کہ جس کو نجس کی کثرت کے ساتھ مقید
کیا ہے ایسی قدر کے اعتبار سے کہ پائش کے اعتبار
سے، جس نے عبادت کے حکم کو اس صورت میں مقصر
کیا کہ اگر وہ اپنے پیچھے والے پانی سے کم ہو تو اس کا
نیچے والا ناپاک نہ ہو گا، خواہ اس میں وہ یکدم
گرا ہو یا بتدریک کی طرح پر نکلتا کثرت کے اور آپ کو معلوم

قولہ رحمہ اللہ تعالیٰ درجی موضع النقب ثم
«اب الحمد بتدریج الماء من قسائی
الشیخ الامام شمس الکانتی الحلواتی رحمہ اللہ
تعالیٰ الماء طاهر سواء ذاب بتدریج او دفعة
واحدة»

اقول وجہ الاول وعلیه المصنوع
انہ کما ذاب شئ منه اتصل بالنجس وهو
قلیل فیتنجس حق تاق المجاسة علی الحقل
بخلات ما اذا ذاب دفعة لانه کثیر فلا
یتنجس بسجاء رة النجس ووجه قبول
شمس الکانتی انہ کثیر و فیہ امب النجس
لا یتطهر بالکثرة۔

اقول فی قیاس مسئلتنا علی مسئلۃ
الحمد نظرمانک الطاهر ہینا ما کثیر
فلا یصح المجاورة من سوکات دفعة او
تدریجاً وکانت المجاور اکثر منه او اقل
علی خلاف ما یفیدہ تفتیدہ کثرة التنجس
قدراً الاما حقة من قاصر حکم الطهارة
علی ما لو کان اقل مما تحته قدر اقل یتنجس
ما تحته سواء وقع فیہ دفعة او تدریجاً
بخلات الا کثروانت فقلہ ان الماء اکثر
انما یتنجس بتغیر و صفت له بالمجاسة بلا فرق

بین قدر و قدر علی القول الصحیح المعتمد
 المعنی بہ کما عرفت فی مسألة جيفة فی النور
 نعم مشی الشیخ علی مقتضا ثمة حیث قال
 انکانت مایلا فی الجيفة اکثر او کانت
 سواء فالمد نجس ^{لہ} والیہ یشیقر لہ الماء
 النجس اذا دخل الحوض الکبیر لا یتنجس
 الحوض وانکانت الماء النجس علی ماء الحوض
 غالب لانه کما تصد الماء بالحوض صار
 ماء الحوض علیہ غالب ^{لہ} فقد اشار الی
^{لہ} اقول ^{لہ} تدبر الیہ اندھم ما جسد
 الیہ فی الحیة من اثبات التناقص
 فرمى الخلاصة حدیث فان مقتضى الفرع
 الاحیر طهارۃ السافل بذنحیر ^{لہ} بمص
 و ذلک لانت کلامہ فی هذا الفرع یشیر
 الی صورتہ التدریج فلا ینا فی التخصیل
 المذكور سابقا ^{لہ} اندھم بخشہ ترجیح الطہر
 مطلقا و انت ذاب تدریجاً حیث قال بعد
 قول شمس الاثمة قلت ہذا امر المتعبد
 بعد انکانت الحوض کبیرا ولم یظهر للجماسة
 اترصید کہ ہو فرض المسألة ^{لہ} اقول ماذا
 یسم کون مقتض الحوض کبیرا بعد انکانت
 الدائب صب الجمد قلیلا فالغیرۃ للماء

کہ کثیر پانی اسی وقت نجس ہو گا جب نجاست کی وجہ
 سے اس کا کوئی وصف متغیر ہو جائے، اس میں
 متغیر کے طرق کا اعتبار نہیں، قول صحیح، مستند
 مفتی بریں ہے، جیسا کہ نثر میں گر جانے والے مردہ
 کے سسند میں معلوم ہوا ہے البتہ شیخ نے وہاں ^{لہ} فتا
 قول ہی کو کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جر پانی مردار سے
 طاقی ہے، اگر وہ زاید سے زیادہ نرں برہیں تو پانی
 نجس ہے اور ان کے قول "نجس پانی جب بٹے
 حوض میں داخل ہو جائے تو وہ حوض ناپاک نہ ہوگا"

میں کتاہوں ہم نے جس طرف اشارہ کیا ہے اس سے
 تعلیم میں چکنا ہے وہ رنج ہو گیا، علیہ میں انہوں نے
 خلاصہ کہ ان دو فرقوں کے درمیان تناقض ثابت
 یہ ہے کیونکہ، نرں حوض کا مقتضی یہ ہے کہ پچھ
 حصہ بلا تفصیل پاک ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ
 ان کا کلام نرں میں تدریج کی صورت کی طرف اشارہ
 کرتا ہے تو سابقہ تفصیل کے خلاف نہ ہوگا اور اسی
 طرح ان کی وہ بحث سابقہ جو جس میں انہوں نے مطلقاً طہر کو
 ترجیح دی ہے اگرچہ وہ مجھلا ہو تدریجی انہوں نے شمس اثمة
 کے قول کے بعد فرمایا میں کتاہوں میں یہی معقول بات
 ہے بشرطیکہ حوض بڑا ہو، ہر نجاست کا کوئی اثر ظاہر
 نہ ہو، جیسے کہ سسند میں مفروض ہے اور

میں کتاہوں حوض کے بڑا ہونے کا ایسی صورت
 (باقی پر صفحہ آئندہ)

اگرچہ نجس پانی حوض کے پانی پر غالب ہو جائے میں
اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ جو نجی پانی حوض کے پانی
سے ملے گا حوض کا پانی اس پر غالب ہوتا ہے کیونکہ
قرآن میں نے تدریج کی طرف اشارہ کیا ہے اور فقہ
نے اس کی تعلیل میں یہ فرمایا ہے اس لیے کہ جو نجس
حوض سے ملے گا وہ اسی کا جز ہو جائیگا تو اس کی
طہارت کا حکم لگایا جائے گا اور برآزیہ میں ہے کہ
کثیر نجس پانی جب بڑے حوض میں داخل ہو جائے تو اس کی

استدراج ولفظ الغلبہ فی تعلیلہ لان کل ما اتصل
بالحوض اکثر فیصیر منه فی حکم طہارتہ
اور فی البزاریۃ الماء اکثر من نجس و دخل
فی الحوض ، بکثیر لا ینجس لانه حکمہ بالطہارۃ
نرمای الاتصال اھ حد ادجہ و ثانیاً لا اثر
لوقوع ماء نجس فی ماء طاهر
الا لقاء و هو حاصل فی من فیہ من بدو الامر
تفہیم التفصیل بخلاف مسألة الجسد فانہ

میں کیا فائدہ جبکہ ٹھیک ہوئی برف نہ کہ ہو کیونکہ اعتبار
پانی کا ہے نہ کہ محل کا اور پانی تو ٹھیک ہوا ہی ہے نہ کہ
جی ہوئی برف ، پھر انھوں نے اس پر غلبہ صحت کی
سرحد فرمائی اور اس کی تعلیل سے استشہاد کیا ، وہ
ہے یہ کہ جب وہ حوض سے ملے گا تو حوض کا پانی اس
پر غالب ہو جائے گا ، دیا یا یہ زیادہ بیخبر ہے جیسا کہ
محقق مذکور ہے ، تو اس پر متنبہ ہونا چاہیے اھ

میں کہتا ہوں کہ کثیر نجس پانی میں ہے جو کثیر
طہر پانی سے ملاتی ہو اور یہ درجات تدریجاً ہو ، اور
یہ کہ طہر پانی ہے جس کی ملاقات نجس پانی سے ہوئی
ہے تو اس میں اور اس میں کیا نسبت ہے اور اس میں
البتہ کر کیا داخل ہے کیونکہ وہاں غالب نجس ہے ورنہ
طہر پانی اس کے تدریج نے اس غالب کو مغلوب کر دیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں اس کی وضاحت کی ہے اور اس مغلوب کے

(بقیہ ماثیہ صفحہ ۲۲۸) لا للمحل والماء هو الداسب
دون الجسد ثم استشهد علیہ بفرع الخلاصۃ
الاخیرہ تعلیلہ بانہ كلما اتصل بالحوض صائر
ماء الحوض علیہ غلبت تدریجاً بدو الامر
کہ جو غیر غلبت متنبہ لذلک اھ اقول ذلک
فی ماء نجس کثیر لقی ماء طاهر اکثر اندر
وہذا اما تعلیل طاهر لقی ماء نجس فانہ
من ذلک واما محل فیہ لابلغیۃ من حیث
انہ لم یغلب النجس وھما الطاهر بعد ان
التدریج جعل ذلک الغالب مغلوباً کما انعم
یہ فی الخلاصۃ وھذا المعلوب غالباً کما حکمت
واللہ تعالی اعلم (۲) صہ غفر لہ (۳)

طہر پانی اس کے تدریج نے اس غالب کو مغلوب کر دیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں اس کی وضاحت کی ہے اور اس مغلوب کے

لا یجاء به لایقاء مع الشمس الا سطح منه
فالباقی اذا ابدت ریجا حصل اللقاء القلیل
فتنجس، کثرة التمسح من طویطهر واداء
دفعه حصل اللقاء کثیر فلو تم تنجس
والتشامس المعهود ههنا ان الماء العالی رفعه
وسبق السافل لان العالی یقع فی السافل
دفعه او تدریج ورابعاً اذ کان السافل
متلاصقین ولم یکن هنذا وقوع العالی
فی السافل لم یتصور الزیادة علی الا بوقوع
العالی فی السافل ولا یكون الا بعد خروج
السافل لا تمیلة التداخل فلا یقع العالی فی
السافل ابداً لدفعه ولا تدریج وخامساً
لو مر من السافل الا لخروج منه ودرجاً
والکن حریکة فلا یمکن الا تدریجاً کانت
یکون فی السافل منقذ یمتنع فیحصل السافل
یخرج والعالی ینزل ولا تصور لانه یمتنع
السافل دفعه فیسقط العالی مرة واحدة و
ما جملة لم یصل فمیں التماس لمراده والله
تعالی اعلم سراد نخس جهاد لا جرم ان قال
میه فی الدبر فوقع فیہ نجس لم یجز حیث
یسم العشر فقال مثلاً فاذا یلقها جاز ان
کان احلاها اکثر مقداد فی البحر عن
السراج الهمدی انه الاشبه انه ورحم الله

نجس نہیں کرے گا کیونکہ افعال کے وقت اس پر
طہارت کا حکم لگ چکا ہے اور یہ معقول بات ہے۔
تایا نجس پانی کے پاک پانی میں پڑ جانے کا
کوئی اثر نہیں اسوائے طہارت کے، اور وہ ہمارے
اس مسئلہ میں اہستہ سے حاصل ہے
تو تفصیل کس چیز میں ہے، بخلاف مسجد پانی کے
مسئلہ کے کیونکہ یہ نجس ہے اس لیے اس کی طہارت
نجس کے ساتھ ہوگی صرف اس کی سطح پر اور باقی
بجانب دیگر کی طور پر گچھے گا تو جس کے متوڑے سے جو
سے طہارت ثابت ہوگی، تو نجس ہو جائیگا اور کثرت نجس
کے لیے ہے تو پاک نہ ہوگا، اور جب ایک دم گچھے گا تو کثیر
سے طہارت ہوگی، تو ناپاک نہ ہوگا۔

مثلاً، غسل کے مطابق اوپر والا پانی اٹھا
لیا جاتا ہے اور نیچے والا پانی باقی رہ جاتا ہے نہ یہ کہ
اوپر والا نیچے والے میں گڑا ہے، کبھی ایک دم اور
کبھی تدریجی طور پر۔

رابعاً نجس دونوں پانی ملے ہوئے ہوں اور
اوپر والا نیچے والے میں نہ گڑے تو جس پر زیادتی
متصور ہوگ صرف ایک صورت میں زیادتی ہوگی اور
وہ یہ کہ اوپر والا نیچے والے کی بجائے گڑے اور تب ہی
ہوگا جبکہ نیچے والا نکلے، کیونکہ تداخل عمل ہے، تو
اوپر والا نیچے والے میں کبھی نہیں گڑے گا، نہ یکدم
اور نہ تدریجی طور پر۔

۳۶/۱	مجتہدانی دہلی	باب المیاء	شہ اندر لختار
۳۳/۱	مصطفیٰ البانی مصر	"	شہ رد المحتار

العلامة الشافعي حيدث نقل في حاشية الزميلي
 كلام الخيرية الى ذكر القولين و رسم اوله
 يعرج لذكر بعضها اصلا والله تعالى اعلم۔
 خاصا، مگر تا فرض کیا جائے تو اس کے
 مٹنے اور اس کے داخل ہونے کی وجہ سے ہوگا اور
 یہ سب حرکت ہے، تو یہ صرف تدریجی طور پر ہی ہو سکتا
 ہے، مثلاً یہ کہ نچلے میں کوئی سوراخ ہو جس کو کھولا جائے تو نیچے والا نچلے سکے اور اوپر والا اترنے سکے اور اس کا
 کوئی تصور نہیں کہ نیچے والا ایک دم نکلے اور اوپر والا یکدم گر جائے اور خلا صیر ہو کر میں اپنی ناقص حالت میں ان کی مزید کچھ
 قاصر ہو، اور اللہ تعالیٰ اپنے خواص کی راہ کو زیادہ بجا و ائیسے پھر اسوں نے فرمایا تو میں ہے اگر اس میں نہیں واقع ہو جا
 تو ہمارے میں یہاں تک کہ دس کو پہنچ جائے، تو "شش" نے فرمایا جب وہ دس کو پہنچے تو ہمارے اگرچہ اس کے اوپر وہ
 مقدار میں زید ہو، اور اگر میں سر لے ہندی سے مستقل ہے کہ یہی اقرب الی الحق ہے اور اللہ تعالیٰ علامتیں
 پر دم کرے کہ انھوں نے میں کے حاشیہ میں تا یہ کہ کلام نقل کیا تو میں کے ذکر تک اور کاشی کا دیا۔ اور ان کی بحث کا اصل
 ذکر نہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

سوال دوم

اسی صورت میں حوض کے بالائی حصے کے متعلق پاک، اس سے حسب یہ اوپر کا پانی ناپاک ہر انالی کہول ر
 نکال دیا گیا صرف نیچے کا پانی جہاں سے وہ دروہ ہے وہی پھر پاک پانی سے بھر دیا گیا تو اب یہ سب حوض پاک
 ہو گیا یا نہیں، اگر نہیں تو کیا کیا جائے کہ پاک ہو جیسا تو جروا۔
 الجواب

اگر ناپاک پانی نکال دینے کے بعد اتنا انتظار کیا کہ حوض کی بالائی سطح جو اس پانی سے ناپاک تھیں
 خشک ہو کر پاک ہو گئیں اس کے بعد پاک پانی بھر دیا اور اوپر آ جانے والی نجاست باقی نہیں تو سارا حوض پاک ہے
 ورنہ بالائی حصہ پھر ناپاک ہو گیا، رد المحتار میں ہے ۱
 ذکات الخفاصة صریحة باقية فيه او اعتلا قبل
 جفاف اعلى الحوض تبجس لہ
 اگر حوض میں نجاست مرتبہ باقی رہے یا بھر جائے حوض
 کا اعلیٰ حصہ خشک ہو رہے سے پھلے تو نجس ہو جائے گا۔ (۲)

علیہ توضیح جواب سوم سے ہوگی خلاصہ یہ کہ ترشیں نجاست اوپر آئے گی نہیں اور پانی نے گا آب ریرک سے
 جو بوجہ کثرت ناپاک نہیں اور اوپر آئے والی اگر غیر مرتبہ تھی یا مرتبہ نکال دی گئی کہ وہ بھی غیر مرتبہ رہ گئی تو ناپاک پانی
 کے ساتھ نکل گئی ہاں مرتبہ باقیہ ہے تو پھر ناپاک کہ دسے گی ۱۲ منہ غزل (م)

چارہ کا یہ ہے کہ نجاست مذکورہ نکال کر پاک پانی ڈالتے جائیں یہاں تک کہ کناروں سے چھلک کر کچھ دور بہ جائے
اب وہ حوض کے کنارے بھی پاک ہو گئے اور یہ سب پانی بھی۔ درختا میں ہے،

الصحناس طهارة المشجی بجمرد جویانہ
مختار ذہب پر جس حوض حوض پانی کے جاری ہونے سے
پاک ہو جاتا ہے۔ (د)

غنیہ میں ہے،

یظهر لحوض بجمرد ما یدخل الماء من
الاسبوب ویقین من الحوض هو المختار
لصیورہ تہ جاریہ
فتاویٰ امام ظہیر الدین میں ہے،

الصیحح انہ یظهر وان لم یخرج مشلما
فیہ وان سفلہ انسان من ذلک الماء الذی
خرج وقضایہ جاریہ مذکورہ شی و اقوالا
مردیات مضطربہ سدا بجمرد غلبہ
تعالی علم۔
میں قول پر حوض پاک ہو جائیگی اگرچہ اتنا پانی خارج
نہ ہو اور حد اس میں ہے اگر کوئی آدمی وہ پانی اٹھا
جو خارج ہو چکا ہے اور اس سے وضو کرے تو جائز
ہے اس کو نہ کسی سے ذکر کیا ہے اس کے علاوہ دیگر
قوال اور مضطرب روایات میں ذکر کیا گیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (د)

سوال سوم

اسی صورت میں اگر پانی صرف حصہ زیریں دور دو میں تھا اور اس وقت نجاست پڑی کہ نہ پاک نہ ہوا
پھر نجاست نکال کر یا بے نکالے بھر دیا تو اب اوپر کا حصہ پاک رہا یا نہ پاک ہو گیا نیز اگر جردا۔

الجواب

کتب حاضرہ سے اس صورت پر کلام اللہس وقت ذہن میں نہیں وانا اقول وبالله التوفیق

علہ نعم تعرض لہا السادة الثلاثة فاعلموا
ہاں تینوں سادات نے اس سے بحث کی ہے طائے
(باقی پر صفحہ آئندہ)

۳۶/۱	جنتائی دہلی	باب المیاء	سہ درختا
۱۰۳/۱	سہیل اکیڈمی لاہور		سے غنیہ المستل
۱۴۲/۱	مکتبۃ البانی مصر	باب المیاء	سے رد المختار

نجاست چار قسم ہے، مرتبہ کو نظر آئے اور غیر مرتبہ کو پانی میں مل کر اچھا نہ رہے جیسے چشما، اور ہر ایک دو قسم ہے

(تقریر مشتمل بر کثرت) الدرد فقال طائعات اعلاه

صیقہ و سطر عتر افاد ابلغہ و وقعت فیہ
نجیسة حیدل جابر التطہیر بہ فاد امتلا
حتی بلع المکات الفیق قال الحلہ لہ اجد
حکمہ و الظاہر النجس لان النجاست
تتحقق و قرحہ و انما جوتہا التطہیر بہ
لسعہ و قد زہبت اہ

اقول و سیدہ علیک ما حرر الفقیر
بتوفیق القدیرو یطہر بہ ان حد الحکم
فیہ ظاہر مل ولا مقبول فی مریبہ مریبہ
او غیر ہا و لا فی حافیہ مریبہ

او بقیت فی مریبہ فی الاسفل و لا فی غیر مریبہ
و فی الاسفل نہ وایا فانی یقبل فی ثلثین
من سیم انت نکوس مریبہ و قد کففت
او غیر مریبہ و لانی اویہ و ذلک انہ اسما
یتحقق و صولہا فی الاصل فی ہاتین مساند

بصرہ صیقہ و لم یصل الیہ النجس و لم
یتصل بہا متنجس - حد او اقلہ شہکذا
نقی ما لو وقعت فیہ النجاست ثم نقص قلب

المسألة الا لے (ای اعلاہ کثیر) او امتلا
فی مریبہ (ای سفہ کثیر) قال ح لہ احد حکمہ او
ثم تعقبہ بقوہ ہذا عجیب فاد حیث حکم بطہارہ
و لو یمرس لہ ما یجوزہ حل یتوہم نجاستہ نعم لو
کانت نجاستہ مریبہ و کانت نجاستہ او امتلا فہن
جفاف علی النجس نجس اما ذاکانت غیر مریبہ
او مریبہ و اخر جنتہ مریبہ او امتلا بعد
ما حکم بطہارہ جو سبب اعلاہ بالنجاست

فرمایا اگر اسکا بالائی حصہ تنگ اور نچلا دس ٹنڈ ہو جیٹ پانی میں نہ جاتا
اور اس میں نجاست گر پڑے تو اس سے طہارت
جائز ہے اور جب وہ بھر جائے یہاں تک کہ تنگ جگہ کو
پہنچ جائے تو صلی کا بیان ہے کہ میں نے اس کا
حکم نہیں پایا، ظاہر ناپاک ہو جائے گا،
کیونکہ اس میں نجاست کا جزو یقینی ہے اور ہم نے اس کی فراخی
کے باعث اس سے پاکی کے جزو کا قتل کیا ہے اور اس
صورت میں فراخی ختم ہو گئی ہے۔

میں کہتا ہوں اس سلسلہ میں جو میں نے لکھا ہے
وہ آپ کو کھولیں گے اس سے معلوم ہو گا کہ یہ حکم
روایت پر استوار ہے، خواہ وہ عرض کی
گرائی میں نظر آتی بری نہ آتی ہو اور نہ بہرنے
والی صورت میں جو نکالی دی ہو یا کسی گوشہ میں
پنچلے حصہ میں باقی ہو اور نہ غیر مرتبہ کی صورت میں پنچلے
حصہ میں کسی زاویہ پر ہوں سات میں سے دو صورتوں میں
مقبول ہو گا اگر نہ یہ ہو، اور اوپر آگئی ہے یا غیر مرتبہ
ہو، اور نہ زاویہ میں نہ ہو، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ
اس کا اوپر کی طرف آنا اس وقت متحقق ہو گا جب کہ
ان دو صورتوں میں ہو، تو اس کی تنگی اس کے نیچے
کیا مصر ہوگی حالانکہ اس تک نجاست پہنچی اور نہ
وہ نجس پانی سے متصل ہوئی۔ اور جس نے اس کو
اسی طرح نقل کیا، اب یہ صورت باقی رہ گئی کہ اگر اس
میں نجاست گر گئی پھر پہلی صورت میں پانی گھٹ گیا
(باقی بر صفحہ ۳۲۴)

طاہر کہ جو تیرقی رہے اور اسبہ کہ تہ نشیں ہو جائے اگر نجاست را سبہ تھی کہ پانی بھرنے سے اوپر نہ اُٹھے گی جب تو سارا حوض پاک ہے مرتبہ ہوا غیر مرتبہ نیچے کا حصہ پوئوں کہ وہ درود ہے اگر نجاست قبول نہ کرے گا اگرچہ

(بقیہ ماسشیہ صفحہ ۳۳۲) طلاء لا مقتضی للنجاسة
هذا ما ظهر له اه

اقول رحم الله السيد فاو لا انما
للام جہاد اوقم الحوض في الكثير ثم انتقم
تسفل او امتلا وحديثا جفاف اعل الحوض
وعدمه متعلقان بما اذا وقعت نجاسة في الاطراف
القدس ثم ملأ الاصل الكثير ثم ملأ قدم التعليل
فهب معزل عن المصل وثانیا لا يتنجس
بمرئية باقية راسية ولا بعدية تعلقت براوية
وثالثا يتنجس بغير المرئية الص لوطاية
ولا رادية هذا

ثم قول في الادلة لاجد حكمه
لا يستقيم على ما شرعنا به اعلم الدرر لكونه
اذن معصرا به فيه والله تعالى اعلم ۱۲ منہ
خضر له (م)

(یعنی اس کا اوپر والا کثیر ہو) یا دوسری صورت میں
بھر گیا (یعنی اس کا پچھلا حصہ کثیر ہو گیا) 'ت' نے
فرمایا کہ میں نے اس کا حکم نہیں پایا، پھر بعد میں فرمایا
یہ عجیب ہے "کیونکہ حسب ہم نے اس کی طہارت کا
حکم لکھا اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں آئی جو اس کو
نجس کرے تو آیا اس کی نجاست مرتبہ ہے، ہاں
اگر نجاست مرنے پر اور اس میں باقی ہو یا حوض کے
بالائی حصے کے خشک ہونے سے قبل بھر جائے تو پاک
ہو جائیگا، اور اگر نجاست غیر مرنے ہو یا مرنے پر اور اس
سے نکال دیا جائے یا اس کے بالائی حصے کے کھلنے
خشک ہونے کے بعد بھر جائے، تو ہمیں کیونکہ نجاست کا
کوئی مقتضی نہیں یہ وہ ہے جو بظہر ظاہر ہوا۔

میں کتابوں اللہ مستیر پر رقم کر کے، ادلی تو
یہ کہ کلام اس صورت میں ہے جبکہ نجاست کثیر پانی
میں واقع ہو، اور پھر پانی کم ہو جائے یا بھر جائے،
اور حوض کے بالائی حصے کے خشک ہونے اور نہ ہونے کی بات اس صورت سے متعلق ہیں جبکہ نجاست اعلیٰ قلیل میں مگر کچھ
کثیر میں پہنچے پھر حوض بھر کر قلیل کو پہنچے تو یہ دونوں صورتیں اس بحث سے الگ ہیں۔

اور وہ سوا یہ کہ پانی کی تہ میں مٹی باقی کا مست مرتبہ سے نجس نہ ہو گا اور نہ ہی ایسی نجاست سے جو تیرقی ہوئی
کسی گوشہ میں ٹھہر گئی ہو۔

تیسرا غیر مرتبہ سے بھی نجس ہو جائیگا اگر تیرنے والی پر اور کوئی گوشہ نہ ہو۔
پھر 'ع' کا پہلی صورت میں یہ فرمانا کہ میں نے اس کا حکم نہیں پایا، درست نہیں جیسے کہ ہم نے
در کی علم کی اس کے ساتھ تشریح کی ہے، کیونکہ یہ تو اس میں تصریح مذکور ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

غير المرئية يتوضو من اى جانب كان كسا
 قالوا جميعا في الماء الجارى وهو الاصح
 لان غير المرئية لا يستقرى مكانا واحدا بل
 يستقل كونه مانعا سايلا بطبعه فلو فتشقت
 بالتحاسة في الجانب الذى يتوضو منه فلا
 يحكم بحداسة بالثبوت له وفي الحلية قتال
 مشايخهم وبخاركة يتوضو من اى
 جانب كان وفي فيض وضى السدين والحقفة
 الهداية وغيرها هو الاصح لانتب غير المرئية
 يستقل كونه مانعا سايلا.

الحيط، كخفاء به ائبع وغيره من ہے کہ وہی صح ہے کیونکہ غیر مرئی متقل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ سیال، متغیر ہوتا ہے،
 اقول احسن ترك لطيف وهو
 في كلام الهداية متعلق بـ لا يستقرى لان
 طعم المائى لانحداد الی صلب لا الاستقل
 في سطح مستو بلا سبب نعم الرياح لا تنزل
 تزعم الرياح ومن ضرورته انتقال المائى
 المتخط به وليس له جهة معينة لاختلاف
 الرياح فتطرق الاحتمال الی جميع الاحوال اذ
 حررت هذا حق الصورة الادلة حيث لا حائل لها
 من العلو نظرو متحصن الاعلى على قول الحسيم
 بل لو لم تطف لمحت لا تصالها بالماء الاعلى
 ولو من تحت اما في الثانية فقد قول العراقيين
 ان كانت وقعت في الماء لم يفل في محب دابة

کو متقل کرتا ہے تو مقام و طر میں تجاست کا یقین نہیں
 اور ہمارے ماداء النہر کے مشایخ نے دونوں میں
 تفصیل کی ہے (یعنی مرئی اور غیر مرئی ہیں) اور غیر مرئی
 میں جس جانب سے چاہے وضو کرے جیسا کہ جاری پانی
 میں سیکھا اتفاق ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ غیر مرئی کسی
 ایک جگہ میں نہیں ٹھہرتی بلکہ متقل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ طبعی
 طور پر بننے والی ہے اس لیے وضو والی جانب میں تجاست
 کا یقین نہ ہوا پس شک کی وجہ سے ہم تجاست کا حکم
 نہیں دیں گے اور علیہ میں ہے کہ کچھ درجہ جاری کے مشایخ
 نے فرمایا ہے کہ جس جانب سے چاہے وضو کرے اور وضو الیہ

میں کہتا ہوں انہوں نے بطبعہ کو چھوڑ کر اچھا
 کیا اور یہ بہت ہی سبب "لا یلتقل" سے متعلق ہے
 کیونکہ بننے والی چیز کی خاصیت نیچے کی طرف تہ ہے
 وہ مستوی سطح کی طرف بلا سبب نہیں جاتا ہے،
 ہاں برائیں مسلسل پانی میں نہر پیدا کرتی رہتی ہیں،
 جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بننے والی چیز جو اس
 میں شامل ہو جائے متقل ہو جاتی ہے اور اس میں
 کوئی ایک جہت متعین نہیں کیونکہ ہر ائیں مختلف رخ
 سے چلتی ہیں، تو ہر جگہ میں احتمال پیدا ہو جائے گا،
 جب تم نے یہ جان لیا تو پہلی صورت میں جہاں وضو کرنا
 سے کوئی مانع نہ ہو تجاست تیر کو پر آ جائے گی اور
 تمام مکات کے مطابق اوپر والا حصہ ناپاک ہو جائے گا، بلکہ

عشر او سفلہ اقل چار حق یم الاقل ولسو
 بعکسہ فوقہ فیہ نجس لہ یجز حق یم العشر
 ۱۵ فان ضیغ جانی الی سرفہ المحدث بہ ومعلی
 ضروری من الدین ان سرفہ المحدث
 جائز بکل ما و مطلق مطلق و توقیلا ما لم یغلب
 طلب سرفہ او طہور سرفہ کان المعنی کفرینہ
 لو اعلیٰ عشر او اسفلہ اقل فوقہ فیہ نجس
 جائز الطہر بہ حق یملم الاقل ما و ابعدہ
 لہ یجز فقد خیا جواز الطہر بہ سلفہ
 الاقل فبفس الملوح لا یجوز لظہور حکم
 النجس الدی لہ یتحملہ الاعی لکثرته و حملہ
 علی التقیید بوقوع العاصی بعد بلوغ الاقل
 کما فعل ثب حیث قدر الی دہ اقل
 فوقت فیہ نجسۃ نجس کما فی النیۃ ۱۶
 کی نایت اقل کو پہنچ بیان فرمائی تو نفس بلوغ سے جائز نہ ہوگا کیونکہ اس جس کا حکم ظاہر ہے جس سے بالائی
 بالائی حصہ متاثر نہ ہو گیونکہ وہ کثیر ہے اور اس کو قتل کر پیچھے کے بعد نجاست واقع ہونے سے متاثر نہ ہوگا جیسا کہ شائع کیا انھوں
 نے فرمایا یعنی جب اقل کو پہنچے بعد اس میں نجاست گر جائے تو ناپاک ہو جائیگا جیسا کہ فیہ میں ہے (۱۷)
 قاقول خروج من الطاهر واخراج
 للکلام الی قریب من المحدث والاستعداد الی

کلام ہے۔ کیونکہ ان کی عبارت اس طرح ہے "اور اگر
 اس کا بالائی حصہ دس یا تھو ہے اور پچھلا حصہ کم ہے
 تو وضو جائز ہے یہاں تک کہ وہ اقل کو پہنچے اور اگر اس
 کا عکس ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو جائز ہر گاہ
 یہاں تک کہ دس یا تھو کو پہنچے اور کیونکہ جب نہ کی
 ضمیر "سرفہ المحدث بہ" کی طرف لٹکتی ہے اور
 یہ چیز دین کے ضروریات سے ہے کہ رفع حدث ہر
 مطلق پانی سے جائز ہے خواہ کسی ہر تاد قتیکی اس
 کی عبارت یا طوریت مطلب نہ ہوتی ہو تو معنی اس
 کے قرین کی طرح ہو سکتے کہ اگر اس کا بالائی حصہ
 دس یا تھو ہو اور اس کا پچھلا حصہ کم ہو اور اس میں
 نجس واقع ہو جائے تو اس سے پاکی حاصل کرنا جائز
 ہے یہاں تک کہ اقل کو پہنچ جائے، اور حسب قیل
 کو پہنچے تو جائز نہیں اس کے ساتھ طہارت کے جواز
 کی نایت اقل کو پہنچ بیان فرمائی تو نفس بلوغ سے جائز نہ ہوگا کیونکہ اس جس کا حکم ظاہر ہے جس سے بالائی
 بالائی حصہ متاثر نہ ہو گیونکہ وہ کثیر ہے اور اس کو قتل کر پیچھے کے بعد نجاست واقع ہونے سے متاثر نہ ہوگا جیسا کہ شائع کیا انھوں
 نے فرمایا یعنی جب اقل کو پہنچے بعد اس میں نجاست گر جائے تو ناپاک ہو جائیگا جیسا کہ فیہ میں ہے (۱۷)

میں کہتا ہوں یہ ظاہر سے خروج ہے اور
 کلام کو تقریباً الفرقار دینا ہے اور اس کو غیر کی طرف

علیٰ و الخیۃ عند قول النبیۃ ادا سدا السماء
 من فوقہ و بق جریہ یجوز التوضی بہ ما
 نصہ کلام علی المصنف المتبذکر

تیس کے اس قول میں "اوپر سے پانی بہہ ہو جائے،"
 پال جاری ہو تو وضو جائز ہے پر قیہ نے کہا کہ مصنف
 کو "بہ" کی جگہ "یہ" لکھا ہے تھا (باقی حاشیہ صفحہ ۲۲۹ پر)

سے اللہ مختار باب المیاء
 سلفہ رد المحتار
 مجتہائی دہلی
 مصنف ابوابی مصر
 ۳۶/۱
 ۱۴۲/۱

غروب کرنا ہے محل ہے کیرنگہ خیر کی عبارت ہے ۔
 کہ اگر حرم کا پانی وہ درہ ہو اور عمر نیچے چلا جائے
 اور سات و سات ہو جائے پھر اس میں نجاست
 گر جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور اگر بھر جائے تو بھی
 نجس ہو جائیگا تو انہوں نے باری کا کوئی حکم بیان
 نہیں ان کا مقصد تو محض یہ تھا کہ وہ پچھلے کا حکم
 بیان کریں تو اس کی وضاحت میں ان کو یہ کہنا پڑا
 کہ اس میں نجاست گر جائے ، تاکہ یہ ایک غلط حکم کے
 اظہار کی بنیاد بن جائے اور وہ یہ کہ یہ بھر جانے کے
 باوجود نجس ہی رہے گا یہ سا کہ پہلے تھا ، اور در کی
 قطع اس کے خلاف ہے کیرنگہ ، سہوں نے بالائی پر
 جواز کا حکم لگایا اور اس کا کوئی منہزم نہیں ، ہاں ، علی
 کے وقوع کر رہے کی صورت میں ہر مسکن ہے
 ورنہ تو اس کا ذکر بحث ہے ، پھر غلوں نے اس
 کے جوڑ کی ایک حد مقرر کی جس سے پہلے وہ مہنتی
 ہوتا ہے اور وہ قن تک پہنچا ہے تو جوہم نے کہا
 کاشیوں نے اتفاق کیا ، اور اس کو خیر کی عبارت ،

یہ کہ اس سے وضو کا جواز بہت واضح ہے خواہ پانی
 جاری ہو یا نہ ہو لہذا پانی کے جاری رہنے کی قید
 لگانا ہے حرجی ہوگا حالانکہ ان حضرات کا مقام ہے
 کلام سے بلند و بالا ہے (حدیث)

النیۃ فی غیر محلہ فان جہاں تہ فوان صاء
 العرض کان عسرا فی عشر فتسفل فساد
 سبع فی سبع فوقع التجاسیۃ فیہ تنجس
 فان امتلاء جہاں نجسا ایضا فہو لیس
 یذکر للاختصاص حکما اما قصد بیان حکم المتسفل
 فاحتاج فی التصویر الی وقوع النجس فیہ
 لیکون ترتبا لامامۃ حکم خطی و ہواہ بعسد
 اعتلائہ ایضا یتم یہاں کہ کان محلہ نظم
 الدرر فامہ افرز الی اسفل بحکم الحوازی ولا یعنی
 لہ الا بغرض و قبح المانع و الا فذکرہ عبث
 ثم حد الجواز لا حد ایقنہ و نہ و ہر مسلوع
 الاقل فافاد عاقلنا و امین ہذا من جہاں النیۃ
 و کلام الدرر من اولہ و ہذا فی رتبہ الحدیث
 بہ لایہ و لو کان نصہ حلالہ علی معنی التمسک
 بنفس الاعضاء فیہ صاء علی ما ہوا الحق
 من فرق الملاقی و الملاق و ان کان مہمل
 صاحب الدرر الی خلاصہ فاذت کانت

(تقریباً شیعہ منکر گزشتہ) فیہ (ای مکان بہ) لامت
 من الرصاص جدا جواز الوضوء بہ جہاں بیا
 کان او غیر جارح اس جہ فلا یقیم التفتیس
 ببقا جہاں من العاد موقعا ثم ہذا علی
 کہا من ذکر مسئلہ ۱۷ ص ۱۶ منہ حضرت لہ (م)

یوں اہل حلالہ المذاہبہ نو عشر افی عشر
ثم قیل تو ضاہ لایہ لا اعتبار اور ان الموقوف
اھنک لا صانع لہ نے کلامہ ولدا احتاج
ثم انی اضافۃ قید لیس فیہ فتخرجہما قلسا
کرنا جیسا کہ حق ہے کہ ملحق اور ملاتی میں فرق ہے اگرچہ صاحب در کامیلان اس کے خلاف ہے، ایسی صورت
میں بزازید کے کلام کی طرف لڑنا جائیگا اگر وہ درود جو میر کم ہو گیا ہو تو اسکے ساتھ دھوکہ نہ کہ اس میں کیونکہ وقوع
کے زمانے کا اعتبار ہے اھنک اس کی ان کے کلام میں گنہائش نہیں، اور اس لیے "نکس" نے لیس فیہ کا
اضافہ کیا، ترجمہ ہم نے کہا وہ رائج ہے۔ (د ت)
اور کلام علامہ سیہ شامی سے مفہوم کہ سب پاک رہے گا۔

حيث قال في المسألة الاخرى وهي ما اذا
كان اعداء قبيلا واسطه كثير الموقوف فيه
نجس لم يجز حتى يبلغ العشر فاذا بلغها
جائز ما نصه وكما هم لم يحدوا احالة
الموقوف ههنا لانت حافى الاصل في
حكم عرص، نخر بسبب كثرة مساحة و
انه لو وقعت فيه المباشرة استداء لهر
تصرفه بخلات المسألة، لا ولي تدبره فمرفق
بين المسائلين ان بجاسة الاعلى
انقليل لا تشمل الجزئين وطهارة الاعلى
الكثير تشبههما۔

اقول أولا اعتبار حالة الوقوع


جبکہ فرمایا وہ سب سے مستدیر ہیں اور فہ یہ ہے کہ جبکہ اس کی
باقی حصہ کم ہو اور پکڑا نہ ہو اور اس میں بیست
گر جائے تو جائز نہیں یہاں تک کہ وہ درود کو پہنچے
تو سب اس وقت کہ پہنچے تو جائز ہے، اور ان کی
جمارت یہ ہے اور گویا ان حضرات نے یہاں وقوع
کی حالت کا اعتبار نہیں کیا، کیونکہ جو پچھلے حصہ میں ہے
وہ ایک حصہ کے حکم میں ہے کیونکہ وہ پچھلے حصہ کے
اعتبار سے کثیر ہے، اور یہ کہ اگر اس میں استداء
نہجاست گرتی تو مقررہ ہوتی بخلاف پہلے مسئلہ کے
تدبر اھ تو دونوں مسئلوں میں فرق ہے کہ اوپر
والے کی نہجاست جو قلیل ہے دونوں جزوں پر مشتمل
نہیں اور اعلیٰ کثیر کی جمارت دونوں کو شامل ہے۔ (ت)
میں کہتا ہوں اولاً حالت وقوع کا اعتبار

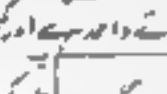

مذكور في البدائع والتبيين والحناية والمخلاصة
والجزائرية والحلية والغنية والبحر وغيرها
من دون ثنيا ولا حاجة الى استثناء هذه فان
الاسفل ليريزل كثيرا فقد اعتبرت حالة الوقوع
الآن يقال ان الماء كان بعد ان دخل
وجهة عين مرقوع قليلا وبه العبرة فكانت
يسعى التنبس باعتبار ان لكونه ليريزل نظرا
الى ان وجهه يصير كثيرا حين بلوغ الماء
الى الاسفل وثانيا لقائل ان يقول لم لا
يقال في تلك المني من ثنيا هذه ان ما في
الاسفل في حكم عرض اخر ليجب قلنته
مساحة وانه لو وقعت فيه النجاسة امتداد
لفرضه وقد يمكن الجواب بان المني يستقيم
القليل فيعد الاسفل القليل عمقا لا عرضا
الكثير معلوم ان الوجه ان كان كثيرا
ليريزل جس شي من الماء لا وجهه ولا عمقه
ولا يشترط معه ذلك كثرة العمق لا ترس
لو كان العرض على هذا الشكل 
نصف دائرة وكان لب منه كثيرا لا يتنجس
شي منه وان كان مادونه قليلا حتى
لا يبقى على حافة النقطة بخلاف العكس فان
القليل لا يستقيم الكثير فيعد عرضا يرأسه.

رہے گا، بخلاف عکس کے کیونکہ قلیل کثیر کرتا ہے نہیں بنا سکتا ہے قریہ مستقل عرض شمار ہوگا۔ (د)

یہ نایب توجیہ ہے۔

پانچ، طین، حانیہ، خلاصہ، برانیز، حید، غلیہ، ور
بحر وغیرہ میں بڑا اشتنا نہ کوئے در اس میں اشتنا کی ضرورت
نہیں ہے کیونکہ نچو تو کثیر تھا تو حالت وقوع کا اعتبار
کیا گیا، ان اگر یہ کہا جائے کہ پانی بنی ہر ایک تھا اور
اس کی سطح وقوع کے وقت کم تھی اور اسی کا اعتبار
تو مناسب ہی تھا کہ اسی کے اعتبار سے ناپاک ہوا
لیکن ملنے سے اس کو نجس قرار نہیں دیا یہ سمجھتے تھے
کہ اس کی سطح کثیر ہو جائے گی جبکہ پانی نیچے جمع ہو
پہنچے گا۔

اور ثانيا کوئی کھنڈہ والا کر سکتا ہے کہ اس
مسئلہ میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نچا حصہ ایک مستقل عرض
کے حکم میں ہے کیونکہ اس کی پیمائش کم ہے اور یہ کہ اگر
اس میں نہ کوئی نجاست گر جائی تو ناپاک ہو جاتا
اور اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کثیر قلیل کو
اپنا تابع بنالیا ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ کچھ کم حصہ
گویا اوپر کے کثیر حصہ کے لیے ملتا ہے، اور یہ معلوم
ہے کہ اگر پانی کی سطح زائد ہوتی تو پانی قطعاً ناپاک نہ ہوتا
نہ اس کی سطح اور نہ اس کی گہرائی، اور اس کے باوجود
گہرائی کی کثرت شرط نہیں ہے، مثلاً یہ کہ اگر عرض کی
شکل یہ ہو 
اور لب اس میں کثیر ہے اس میں کچھ ناپاک نہ ہوگا
اگرچہ اس سے کم قلیل ہے اور ح پر صرف ایک نقطہ

واقول وبالفتح الموصیة نجاست اگر طایفہ ہے کہ حصہ زیریں تک پہنچی ہی نہیں جب تو خط ہر ہے کہ اس کی
 نجاست کی کوئی وجہ نہیں کہ اس کا اتصال آب بالا سے ہے اور وہ بوجہ کثرت جس نہ ہو اور اگر واسطہ ہے کہ اسفل
 تک پہنچی خواہ مطلقاً جیسے پتھر یا ابتداً جیسے عرق شدہ جانور نہ لٹیں ہو کہ تا پھر اترتا ہے یا انتہا جیسے وہ کپڑا
 کہ تیرتا رہے گا پھر پانی سے وہ قبل ہو کر چبڑ جائیگا تو اب دوسری میں اُن کا بیان یہ کہ پانی کے لیے بلنا محل مثل عرض
 وغیرہ ایک نصف ہے یعنی کثرت قلت کہ مساحت محل کے سوا تو یا کم ہونے سے حاصل ہوتی ہے دوسری صورت
 کہ جس صف میں ممکن ہے اس کی شکل سے پیدا ہوتی ہے یہ شکل کبھی واحد ہوتی ہے اگرچہ اس میں جتنے فرض کر سکتے ہیں
 اگرچہ اُن حصوں میں مساحت میں تفاوت اُن کے لیے خشناد انزعاج ہو جیسے اسی شکل نصف دائرہ میں کہ
 مثلاً خط دہ ایک کثیر اور  نیچے قلیل ہو تو وہ جتنے متاثر ہو جائیں گے اب وہ کثیر اور  قلیل مگر حقیقتہً اب ح صا سے واحد ہے اور کبھی شکل خود ہی واقع میں متعدد ہوتی ہے جیسے عرض کے اندر عرض
 مثلاً اس شکل پر  کہ حصہ بالا د اور زیریں ح ط خود ہی متاثر ہیں اس لحاظ سے حصوں
 زیرہ بالا کی چار قسمیں ہوتیں گی یہ کہ دونوں جتنے صورتوں نصف ہر طرح متحد ہوں جیسے وہ گردہ سے مراد ہیں ایک
 متحدہ اور ایک گزنیچے، دوم صورتوں متحد ہوں اور نصف مختلف جیسے وہی نصف دائرہ کی شکل کہ فضا و عدد ہے اور
 د کثیر اور ح ط قلیل سوم صورتوں متحد ہوں اور نصف مختلف جب اسی شکل د میں ہر حصہ کا سبب سوا ہوتا
 ہے کم ہو یا اب بھی وہ درود سے کم۔ چہارم صورتوں نصف ہر طرح جدا ہوں جیسے یہی شکل جبکہ اب سوا ہوتا
 اور ہر کم ہو۔

قسم اول کا حکم تو ظاہر ہے کہ وہ زیرہ بالا شے واحد ہے اگر نجس ہو گا سب نجس ہو گا پاک رہے گا سب
 پاک رہے گا۔

یونہی قسم دوم کہ بلا مشبہ وہ محل واحد ہے اگرچہ حصوں انزعاج کی مساحت مختلف ہے
 یونہی سوم کہ اگرچہ دو شے ہے مگر وہ دونوں متحدہ نصف ہیں اگر کثیر میں تو زیریں بھی پاک نہ ہو گا اگرچہ
 نجاست را سبب ہو اور قلیل میں تو یہ بھی نجس ہو جائیگا اگرچہ نجاست طاقید ہو کہ کس سے، اتصال نہ ہوا تو
 نجس سے ہو کہ حصہ بالا پاک ہو گیا۔

شکل چہارم وہی محل نظر ہے جبکہ نجاست را سبب اس تک پہنچی اور نظر حاضر میں ظاہر یہی ہے کہ ناپاک
 ہر حصہ کلام اتہ سے معصوم وہی ہے کہ جب صورت و صفت دونوں مختلف ہوں تو ان کو وہ محل جدا گانہ ٹھہرا
 ہیں اور فقط اتصال قلیل پر کثیر کو کافی نہیں پاتا۔

نہر کے کنارے کنارے پانی لینے کے لیے تختہ بندی کرتے ہیں کہ اُن پر بیٹھ کر پانی لیں و ضروری اس سے

صغیر متوضاً انسان فی الحوض الصغیر لایجوز
وانت کان ماء الحوض الصغیر متصلاً
بماء الحوض الکبیر کذا لا یعتبر اتصال
ماء المشرقة بہا تحتها من الماء ادا كانت
الابر ح مشدودة۔

فتح القدر میں ہے ،

اگر بڑا حوض منہد ہو جائے اور اس میں کوئی شخص
سوراج کرے اور اس میں وضو کرے تو اگر پانی سورج
کے اندر ہی ہے سے متصل ہو تو جائز ہیں وہ جائز
ہے اور اسی طرح بڑے حوض میں جب مایاں نہ
وہ کسی ایک ٹالی سے وضو کرے یا غسل کرے حالانکہ
پانی تختوں سے متصل ہو اور اس میں حرکت ارتعاش
پیدا ہو تو جائز ہیں اور تختوں سے پیچے ہو تو جائز
ہے کیونکہ وہ پہلی صورت میں چھوٹے حوض کی طرح ہے
تو چھوٹے بھر کر اس سے وضو کرے نہ کہ اس میں اور وہ سری صورت میں بڑا حوض چھت والا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے ،

جسد مازہ فقیہ ابن الماء مفصلاً عن المتحد
جائز لانه كالسعة وانت متصلاً لانه
كالقصة حتی لو دلغ فیہ کلہ نفس تہ
نہیں کیونکہ وہ بڑے پیالہ کی طرح ہو گا کہ اگر اس میں کچھ منہ ڈالے تو ناپاک ہو جائیگا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے ،

۳/۱	فکشتور کھنڈ	فصل فی الماء الراکد	سہ فتاویٰ تاجی خان
۴۱/۱	فوریہ وضو یہ سکھ	بحث القدر العظیم	سہ فتح القدر
۳۶/۱	مجتبائی دہلی	باب المیاء	سہ الدر المختار

قد رزقنا من اعمى ونصفه لا يكون تبعاً له لا بد
الربم يحكى حكاية الكل فلا يتوضو منه
وان اهل منه فقه وقيل ليس تتبعه وان
قد رزقنا من اعمى

ہر تو خاص کے تابع نہیں کیونکہ چھتھ کل کے قائم مقام
ہوتا ہے تو اس سے وضو درست نہ ہو گا اور اگر اس
سے کم ہو تو تابع ہے اور ایک قول ہے کہ تابع نہیں
خواہ ایک ہاتھ ہو۔ (ت)

اقول یوں ہی تالابوں نہروں کی تہیں گڑھے بھی ہوتے ہیں ہر گڑھے کو مستقل قرار دینے میں حرج و مضائقہ
عرفت ہے نہ ارشاد کر کے بنا پر اس کی تقدیر بھی چھپی ہاتھ مساحت سے چاہیے لاہ المردہ یحکی حکایۃ
نکل دیکر نہ چھتھ کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ ت یہاں سے اس تعلیل کا جواب بھی کھل گیا کہ انکثیر نیست تبع
التعلیل (بخیر تعلیل کو تابع بناتا ہے۔ ت) اس تقدیر پر حکم یہ ہونا چاہیے کہ صورت مستورہ میں اگر نجاست
طاغیہ ہے کہ حضرت زبیرؓ تک نہ پہنچی یا حضرت زبیرؓ حشفہ بالا کے ساتھ دو مختلف محل نہیں جیسے نصف دائرہ میں
یا مختلف تو ہے مگر چھپی ہاتھ مساحت سے کم ہے تو ان سب صورتوں میں نجاست پڑے سے کوئی حصہ نہیں رہے گا
اور یہی محل کلام علامہ شافعی کا ہے اور اگر نجاست واسبہ ہے کہ حضرت زبیرؓ تک پہنچی اور اسفل اعلیٰ سے مختلف شکل
ہے اور سو ہاتھ مساحت سے کم مگر چھپی ہاتھ سے کم نہیں تو ادب کا حصہ جو حد کثرت پاک رہے گا اور یہ حضرت زبیرؓ جو
موضع مستقل قلیل ہونے کے ناپاک۔ مرنی میں کم حد رکھ دی واسبہ ہے وہ جو فقیر کے لیے ظاہر ہوا اور
محل متوجہ تحریر و تنقیح اور جزم بالکم دست مگر تحریر ہے۔

والعلم بالحق عند ربی ان ربی بکل شیء عليم
اما حافی الخلیفۃ تحت قول الخلیفۃ الہامی
صدہر هذا الجواب الرابع حیث قال وهذا
محکم فی البدانہ عن ابی القاسم الصفار رحمہ
لہ تعالیٰ فیما فی فرض المسألة فیما فی الخوض
الکثیر وقعت فیہ البدیۃ ثم قل ماؤہ حتی
صار یخلص یخلص الی نفس وقعت فیہ نجاستہ
ثم ماؤہ لا المدا حتی اعتلا ولم یخرج منه
شیء آھ

اور حق کا علم میرے رب کے پاس ہے، بیشک میرا
رب ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور عبد میں غیر کے
قول کے تحت، جو اس چوتھے جواب کے شروع میں
گذا ہے کہ انھوں نے فرمایا یہ قول ہاتھ میں ہوا، انکم
صغار سے منقول ہے مگر اس میں
جو مسئلہ فرض کیا گیا ہے وہ بڑے حوض میں ہے جس
میں نجاست گر گئی ہو پھر اس کا پانی ناکم ہو گیا کہ
اس کا پانی ایک دوسرے سے منقل ہو گیا پھر اس میں
نجاست گر گئی اور پھر اس کا پانی زیادہ ہو گیا یہاں تک

کہ حوض بھر گیا اور اس سے کچھ باہر نہ نکلا اور۔ (ت)

ف قول اولیٰس هذا مسوقا

المبدأ في سياقا واحدا في قصر واحد حتى
يقال است الماء الواقع فيه النجاسة حين
استلانه وكثرة مساحته بعد ما فرغ حلاه و
بعد اسائل الغيب احتيج في تجييد الى وقوع نجاسة من
اخرى واما انما قل الغيب نجس في بعض
وهو باطلا في مثل ما في اكل الساحل مختلف
الصور بل كل صفة في على حدة وكره
في المبدأ على انما قل عن ما بين ما لا
لا توجد في الاخرى وهذا الصفة لوتن حسب
الموضع الصغير يوقر الى سعة ثم سعة
حتى صار لا يحصى بعضه الى بعض فهو نجس
لان الماء البسوط هو الماء النجس وقيل في
الحوض تكبير وقعت فيه النجاسة ثم قل
ما لا حتى صار يحصى بعضه الى بعض
انه ظاهر لان المحتكم هو الماء الطاهر
هكذا ذكره ابو بكر الاسكاف رحمه الله
تعالى واعتبر حالة الوقوع ولو وقع في هذا
الغيب نجاسة ثم عاد الماء حقا احتلا
الحوض ولو يخرج منه شئ قال الواقف اسم
انصار رحمه الله تعالى لا يجوز التوضوء
به لانه كلما دخل الماء فيه صار نجسا
له وذلك امتلا اعتبار حالة الوقوع

تو میں کہت ہوں اولاً یہ چیز پانی میں صرف
ایک ہی انداز میں مذکور نہیں۔ لہذا یہ کہنا کہ جب کثیر
پانی کے بھر سے ہونے کی صورت میں نجاست گر جائے
اور اس کا پانی مضر خالی ہو کر بچے قلیل تک آجائے تو
اُسی وقت ناپاک ہو گا جب اس میں دوبارہ نجاست
گرے، تو اس میں نے یہ بتایا کہ کچھ قلیل حصہ اور چلے
حصہ کی مناسبت میں ناپاک رہے گا، یہ طلاق اس
کو بھی شامل ہے جبکہ بچے کی صورت مختلف ہو، بلکہ
ان میں سے ہر ایک علیحدہ حرج ہے، اس کی بدلتی میں
یکے بعد دیگرے ذکر کیا گیا ہے، اور دونوں باتوں کی
طرف غور کیا ہے تو ایک صورت کو دوسری میں
نہیں رہا، ان کی مبادرت اس طرح ہے یا چھٹا
حوض جو نجاست کے گر جانے سے ناپاک ہو گیا ہو
پھر اس کا پانی اتنا بھیل گیا کہ اس کا بعض حصہ دوسرے
بعض تک پہنچے سے قاصر ہو گیا تو یہ نجس ہے کیونکہ جسٹ
نجس پانی ہی ہے، اور وہ بڑا حوض جس میں نجاست
گر گئی پھر اس کا پانی اتنا کہ ہو گیا کہ اس کا بعض حصہ
دوسرے بعض تک پہنچے گا تو یہ پاک ہے کیونکہ جو
انکسار ہے وہ پاک پانی ہے اسی طرے اس کو جو کہ
الاسکاف نے ذکر کیا اور حالت وقوع کا اعتبار کیا، اور
اگر اس کم میں نجاست گری پھر اس میں پانی واپس
آ گیا یہاں تک کہ حوض بھر گیا اور اس میں سے کچھ باہر

محلیں الاول تغیر مساحتہ الماء مع بقائه
 فی ذاته کما كانت ملائفہ ولا تیارۃ کان
 یکون الماء منبسطا فی حوض کبیر و قیس
 منقذ مسدود و دونه بئر مثلاً قطر حاد راغای
 فرقت فی الحوض نجاسة فلہ یتجسس الماء
 لانه عشر فی عشر ثم اخرجت النجاسة و
 فتح الصخر حتی استقل ذلك الماء الی البئر
 فصار فی قطر ذراعیین لم یعد تجس کانت
 العبرة لخبین الوقوع و هو ان ذلک کانہ کثیر
 المساحة و انہ صار الان قلیلاً و اسکاب
 الماء فی البئر فرقت فیہا نجاسة فتروح کلہا
 و جعل الماء فی الحوض حتی انبسط و صارت
 عشران عشر لم یطهر اعتباراً بحال الوقوع
 حیث کان عددہ قلیل المساحة و انہ صار
 الا ان کثیراً و هذا ما فی البیان فیہ لو کان دون
 عشر فی عشر لکنہ حیث وقع فیہ حاشی و
 انبسط حتی حد صغیر الیترصو عنہ و لو
 عشران عشر ثم قل تعرضاً بہ لاجبہ لا اعتبار
 و ان الوقوع اھ و فی الخاتمة الماء الطھر اذا
 کان فی موضع ہو عشر فی عشر وقعت فیہ
 نجاسة ثم ارجعہم ذلک الماء فی مکات
 ہو اقل من عشر فی عشر ینکون طاهراً و لو
 کان اقل من مکان حیث هو اقل من عشر فی عشر

در نکلا۔ ابو القاسم الصفار نے فرمایا کہ اس سے صوبہ جزیر
 نہیں کیونکہ جب اس میں پانی داخل ہو کر نجس
 ہو گیا، اس کیونکہ وقوع کی حالت کے دو اعتبار ہیں
 پہلا قریہ کہ پانی کی پیمائش میں تغیر آجائے اور اس کی
 ذات بحال رہے جیسی کہ تھی نہ کئی اور نہ زیادتی مثلاً
 یہ کہ پانی پڑے حوض میں پھیلا ہوا ہو اور اس میں
 ایک سوراخ ہو جو کنویں تک جاتا ہو اور یہ سوراخ
 بند ہو، کنویں کا قطر مثلاً دو ہاتھ ہو اب حوض میں نجاست
 گر جائے قریانی ناپاک نہ ہو گا کہ یہ درہ درہ ہے پھر
 نجاست نکال لی جائے اور سوراخ کھول دیا جائے
 اور وہ پانی کنویں کی طرف منتقل ہو جائے اور دو
 ذراع کے قطر میں پہنچ جائے تو نجس نہ ہو گا، کیونکہ
 یہاں قریہ رگرنے کے وقت کا ہے اور اس وقت
 اس کی پیمائش زیادہ تھی گرچہ اب کم ہو گئی ہے اور
 ذرا پانی کنویں میں ہوا اور اس میں نجاست گر جائے پھر کنویں کا
 پانی نکال کر ایک حوض میں جمع کر لی جائے حتی کہ وہ پھیل جائے
 اور پانی وہ درہ درہ ہونے قریانی پاک نہ ہو گی کیونکہ نجاست کے
 واقع ہونے کے وقت کا اعتبار ہے اور اس وقت پیمائش کم تھی
 اگرچہ اب کثیر ہو گئی ہے پر نہ زیادتی ہے اور اگر وہ درہ سے کم ہو گیا
 مگر ہر درہ اس میں کوئی بے والی چیز گئی، اور پھیل گئی یہاں تک
 کہ زیادہ ہو گئی تو اس سے دھو کر لیا جائیگا اور اگر وہ درہ درہ
 ہو اور پھر کم ہو جائے تو اس سے دھو کر لیا جائے کہ اس میں یہاں
 بھی گرنے کے وقت کا اعتبار ہے اور نجاست میں ہے کہ پانی اگر
 کسی ایسی جگہ میں ہے جو درہ درہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے
 پھر وہ پانی ایسی جگہ میں ہو جائے جو درہ درہ سے کم ہو کر ذرا پانی
 باقی ہے اور اگر وہاں تنگ جگہ میں ہو جو درہ درہ سے کم ہے اس
 میں نجاست گر جائے پھر وہ پھیل کر وہ درہ درہ ہو جائے تو
 پانی ناپاک ہے اور اعتبار اس میں نہ ہوتا

قال المحقق في المنتهى سقطت نجاسة في عشر
في عشر شرصاصا قل فهو طاهر واداسحس
حوض صغير قد غلب ماء حتى، متلا، ولسر
يخرج منه شيء فهو نجس ^{اصل} و في لعينة الماء
ان الماء اذا نجس حال قذته لا يعود طاهرا
يا لكثرة وادكان كثيرا ^{اصل} قل اتصل بالنجاسة
لا يتنجس بها و لو نقص بعد سقوطها فنيه
حتى صار قبيلا فالعشر قلته وكثرته وقت
اتصل بالنجاسة سواء مردت عليه او ورد
عليها هو المختار ^{في} وفيه في التبيين
يا و هو لقائل العبرة بمقالة المرفوع فان
نقص بعد لا يتنجس وعلو العكس لا يفسد
او فالامام ملك العلماء رحمه الله تعالى
ذكر الفصل الاول من الامام ان مكر الاله
الا ترى الى قوله ثم بسط ما ذه وقوله المبسوط
هو الماء النجس وقوله المجتمع هو السماء
التي هي مقوله قد اى مساحة لا قدرا يقسم
به تعيينه بالمجتمع وذكر الفصل الثاني من
قوله و لو قد في هذا القليل من الاما
عليه اقول الاول حين كما لا يخفى انه قد
حفر له (م)

چھوٹا حوض ناپاک ہو گیا پھر اس میں پانی بھر گیا اور
اُس سے کچھ باہر نہ نکلا تو وہ حوض اس میں نجاست
نا پاک ہو گا اور عقیدہ میں ہے، غلام یہ ہے کہ پانی
جب کئی کی حالت میں ناپاک ہو یا تو کثرت کی حالت میں
پاک نہ ہو گا، اور اگر تصدب نجاست کے وقت زیادہ تھا
تو نجاست سے نجس نہ ہو گا اور اگر نجاست کے جڑنے
کے بعد کم ہوا تو معتبر اس میں پانی کی قلت و کثرت ہے
بیکر اس میں نجاست گرمی تھی خواہ نجاست پانی پر
وارد ہو تو پانی نجاست پر وارد ہو، یہی فقہاء بہت
تجربہ میں اسی کو بہت مختصر عبارت سے بیان کیا ہے
فرمایا، اعتبار وقوع کہ حالت کا ہے تو اگر اس کے
بعد کم ہوا تو ناپاک نہ ہو گا اور اگر برعکس ہے تو پاک نہ ہو گا
اور اگر حالت میں حراشہ پہل حاصل نام ہو بکر
الاسکاف سے نقل کی اس کے قول شر بسط ما ذه
اور اہ کا قول مبسوط وہ نجس پانی ہے اور ان کا قول
بجمع وہ پاک پانی ہے کی طرف فرمیں تو ان کا قول قدر یعنی
پیمائش کے اعتبار سے نہ کہ مقدار کے اعتبار سے جس کو مجتمع سے
کہتے ہیں درود و سر و فصل کر دو دو قسم فی هذا القليل سے ذکر کی
یہ امام ابراہیم القاسم القصار سے منقول ہے اور اس
میں کتا ہوں قبل کی بجائے نقطہ ہیں کا استعمال
بہتر ہے (م)

لے فتح قدر بحث القدر العظیم
مستفاد من شرح غیۃ المصل فصل فی احکام نجاس
میں تبیین الحقائق بحث عشر فی عشر
نویہ وغیرہ سکرم ۱/۱
سیل کیلیدی لاہور ۱۰۱
برلاق مصر ۲۲/۱

ابن القاسم العباسی ولذا قال عاوده العاصم
امتلاً وليست مقالة ابن بكر مأخوذة في
مقالة ابن القاسم من جميعها الله تعالى و
ان كان وجهه زيادة هذا في هذا القليل
وكذا قوله ثم عاوده وقوله حق امتلاً فان
هذا شأن حرم كبير نقص ماؤه فسق في
موضع قليل ولم يبر لهذا اذ كره ما بقا لان
القاسم لا يقل له المجتمة غالات مرة وقعت
غير موقعة وثانياً على تسليمه فلا شئ ان
كلامه في الصورة الثانية من الصور الأربع
احسن الاختلاف صفة مع الاتحاد صورة دوا
الرابعة التي فيها كلاماً يقطع به تعليل كلامه
داخل الماء مما منجها من قوله ولم يخرج
منه شئ كما استصرفه ان شاء الله تعالى
والله تعالى اعلم۔

2
2

فرمایا اس میں پانی ٹوٹا یہاں تک کہ عرض بھر گیا اور
ابو بکر کا مقابلہ ابو القاسم کے مقابلہ میں ماخوذ نہیں ہے
اگرچہ ہذا تفصیل میں ہذا کہ زیادتی ہے اذ
اسی طرح ان کے قول ثم عاوده اور ان کے قول حتی
امتلاً سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہ بڑے لاف کا حال
ہے جس کا پانی گھٹ گیا ہے اور کہ جگہ میں رہ گیا اور اس
کا ذکر شروع میں نہیں ہے۔ کیونکہ ناقص کو جمع نہیں
کہا جاتا ہے تو اشارہ بے موقع ہے۔

اور ثانیاً اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو اس میں
شک نہیں کہ ان کا کلام پر صورتوں میں سے دوسری
صورت میں ہے، میری مزید یہ ہے جب صفت میں
اختلاف اور صورت میں اختلاف نہیں اعتقاد ہو، یہ
پرستی صورت میں ہے جس میں ہماری گفتگو ہے،
جس کی تفسیر قطعی ہے، حسب بھی پانی داخل ہو گا تو
نہیں ہو جائے گا پھر ساتھ ہی یہ قید بھی لگاتے ہیں کہ اس سے
کوئی چیز نکل نہ ہو جیسا کہ آپ ان شاء اللہ تعالیٰ پہچان لیں گے۔ (ت)

سوال غمیم

اسی صورت میں پانی حصہ زیریں قلیں میں تھا اور اس وقت نہاست پڑی اور اسے نکال کر یا بے نکالے بھر دیا گیا
یا بارش و سيل سے بھر گیا کہ آب کثیر ہو گیا تو اب بھی اوپر کا حصہ پاک ہے یا نہیں اور حصہ زیریں پاک کیا حکم ہے میں
ترجوا۔

الجواب

یہاں کثر کتب میں منقول تھا اس قدر ہے کہ اگر بھر کر ابل گیا کہ کچھ پانی باہر نکل گیا جب تو پاک ہو گیا کہ جاری ہو یا
سے عاودہ زیادہ المقدور دونوں الصاحبة
فقط بھرنہ ضروری۔ (م)
اس نے مقدار کی زیادتی کا غائر دیا ہے صرف پیمائش
کا نہیں (م) (ت)

ورنہ اوپر کا حقیقہ بھی ناپاک ہے اگرچہ مساحت کثیر ہے کہ نیچے کا حصہ جبکہ ناپاک تھا تو اس میں جتنا پانی مل گیا
 ناپاک ہوتا گیا اگر بھر کر اُبل جاتا سب پاک ہو جاتا مگر ایسا نہ ہوا تو ناپاک ہی رہا کہ ناپاک پانی کثرت مساحت سے
 پاک نہیں ہو سکتا اور بعض نے کہا پاک ہو جاتا تھا اور اس کی وجہ نظر نہیں پڑا لیکن سے امام ابو القاسم صفار کا قول گزرا
 نیز جہاں تہ غیہ فائدہ امتلاً صفاً نہ جسا ایضا ای کا۔ (اور وہی بڑے تودہ جس پر گاہا گیا کہ وہ تھا۔ ت) اسی
 میں اس کے بعد ہے وقیل لا یصیہو مجتہد (اور بعض نے کہا کہ غیہ نہیں ہو گا۔ ت) حلیہ میں ہے دو جہ
 عیدھا ص (اور اس کی وجہ معلوم نہیں۔ ت) عیدہ میں آتا فرمایا (الاولیٰ اصح) (اور پہلا زیادہ صحیح ہے۔ ت)
 اقول وہاں ترمذی خیال فقیر میں یہاں اسی شہ عیدہ میں جن کو بقدر مساحت وقت چند تا صیلات و
 تغیرات میں نہ کر کے واللہ المعین وہ استعین۔

اصل ۱: ہر رائے یعنی ہستی چیز کہ ناپاک ہو جائے پانی یا اپنی جنس طہر کے ساتھ بھنے سے پاک ہو جاتی ہے
 وقد حقیقہ فی رد المحتار بما لا مزید علیہ (اور اس کی تحقیق رد المحتار میں بطریق تمکک ہے۔ ت)

اصل ۲: آب کثیر کے حکم جاری ہونے میں جس طرح طول عرض یا مساحت یا ایک مقدار حق بھی ضرور ہے
 جاری ہونے کے لیے ان میں سے کچھ شرطیں مینو کا پانی حب تک ہر دوسرے جاری ہے اگرچہ گزہ بھر کے پر نامہ
 سے گریا ہو کما نصو علیہ فی رد المحتار ص ۱۸۷ پانچ لفظ سے ص ۱۸۷ کہتا ہے لہذا یہ حکم ہر برتن
 کو شامل ہے مثلاً کثر سے یا شمال میں ناپاک پانی سو پال اس پر ڈالے یہاں تک کہ بھر کر اُبلنے لگے پانی اور برتن
 سب پاک ہو جائیں گے نام تک اسلما سے ہر رائے آخر فصل بالیقین بر التظہیر میں فرمایا

العرض الصبیح زاد النقص قال الفقیہ ابو جعفر	چھٹا عرض جب پاک ہو جائے	فقیہ ابو جعفر
الہندوانی رحمہ اللہ تعالیٰ ادا دخل فیہ الماء	الہندوانی نے فرمایا جب اس قسم کے عرض میں پاک	
انظر ہر و طرح لخصہ یا حکمہ بظہر سرتہ لعداۃ لا	پانی داخل ہو جائے اور اس میں سے کچھ حصہ نکل	
تستبین فیہ الی سۃ لانه حد سرجاں زیادہ	جائے تو اس کے پاک ہونے کا حکم دیا جائیگا بشرطیکہ	
اخذ الفقیہ ابو بکر بیت وحلی ہذا احوض	اس میں نجاست ظاہر نہ ہو کیونکہ وہ جاری ہو جائیگا	
الحمام ادا لوانی ادا تبحر	اور یہی فقیہ ابو الیث کا قول ہے اور اس پر حتم کا	

لہ فیہ المصل فصل فی المیاض مکتبہ قادریہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۷۲
 کے عیدہ

۳ غیۃ المستقل شرح فیۃ المصل فصل فی احکام المیاض سیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۱
 کے ہر رائے الصائغ آخر فصل بالیقین بر التظہیر ایچ ایم سید کبیری کراچی ۸۰/۱

حوض یا برتن تیار کیا جائے، یعنی پنجس ہونے کی صورت میں۔ (ت)

اصل ۳: اس جویاں کے تین رکھ ہیں،

۱۔ دخول ۲۔ خروج ۳۔ مصیبت

یعنی مثلاً پانی ایک طرف سے داخل ہوا اور دوسری طرف سے کچھ حصہ خارج ہوا اور وہ نکلنا اُسی داخل ہونے کی حالت میں ہوا اگرچہ ابتداء سے داخل میں نہ ہو۔

فوتے میں ناپاک پانی ہے اُس پر پاک پانی نہ ڈالیے، ٹوٹی سے دس ناپاک پانی نکال دیجئے تو صرف حشر و ج بلا دخول ہوا یا اگر سے فوتے میں ناپاک پانی ہے پاک پانی سے بھر دیجئے کہ کچھ نکلے نہیں تو محض دخول با خروج ہوا یا پاک پانی بھرنے کے بعد جھکا کر ٹوٹی سے کچھ نکال دیجئے تو خروج بحال دخول نہ ہوا۔ ای تینوں صورتوں میں طہارت نہ ہوگی بلکہ پاک پانی ڈالتے رہیے یہاں تک کہ بھر کر اُبلنا شروع ہوا اس وقت پاک ہوا کہ ایک وقت توہ آیا کہ خروج و دخول کی مصیبت ہو گئی اگرچہ برتن بھرنے تک صرف دخول بلا خروج تھا۔ تب میں وضع میں ہے، اور اگر چھوٹے حوض میں نہایت گرتی اور وہ پنجس ہو گیا پھر اس میں اور پانی داخل ہو گیا اور علی گیا تو حوض پاک ہو جائے گا نہ کہ ہی ہو جبکہ پانی داخل ہوتے ہی نکل گیا ہو کہ نہ کہ وہ بمنزل جاری کے ہے۔ (ت)

ولا تنضح الحوض الا صغیر بوقوع نجاسة فيه
ثم دخل فيه ماء اخر وخروج الماء منه طهرا
قل اذا كان الخسود حلال فدخل الماء فيه
لا نه بمنزلة الجارى له

بحر میں اسی کی مثل لکھ کر فرمایا،

محیط وغیرہ میں اس کو صحیح قرار دیا اور سراج ہندی نے فرمایا اور اسی طرح کنویں کا حال ہے اور جانست چاہتے کہ اکثر علماء کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے جبکہ پانی داخل ہوتے ہی نکل جائے تو حکم بظاہر ایسا ہی ہے کہ نہ کہ یہ جاری کے حکم میں ہے لیکن آپ یہ گمان نہ کریں کہ اگر حوض بھرا ہو نہ ہو اور اس میں سے ابتداء کچھ نہ نکلے تو وہ پاک نہ ہوگا کیونکہ حوض بھرنے تک نکلنے سے پہلے ناپاک ہو جائے گا پھر وہ اتنی مدت دار کے نکلنے کے بعد پاک ہو جائیگا جس سے طہارت

صححه في المحيط وغيره وقال السراج
الهندي وكذا المبتدأ اعلم ان حسانه
كثير منهم تفيد ان الحكم اذا كان الخسود
حالة الدخول وهو كذلك فيما يظهر لا منه
ح يكون في المعنى جاسيا لئلا يالك وطنت
انه لو كان الحوض غير ملوث فله يخرج
منه شيء في اول الامر لا يكون طاهرا
غايته انه عند امتلائه قبل خروج الماء

منه بجز میظهر بخروج القدر المتعلق به الطهارة او اتصال به الماء الجبار سے الظهور کیا لوکامت محتلتا ابتداء ماء ونجسا ثم خرج منه ذلك القدر لا اتصال الماء الجبار به کذا فی شرح المنية انه يريد حلیة الاما

متعلق چو چنگ اس کے ساتھ طاہر اور طہر پانی متصل ہو ج جاری ہو جیسا کہ ابتداء بھرا ہونے کی صورت میں تھا، یعنی اس میں نجس پانی تھا پھر اس میں اتنی مقدار نکل گئی کیونکہ اس کے ساتھ جاری پانی متصل ہوا، کذا فی شرح المنية اور اس سے اللہ کی مراد ابن امیر الحاج کی حدیث ہے۔ (ت)

ہاں علامہ نے مواضع ضرورت میں اخراج کو بھی خروج رکھا ہے جیسے حمام کا عرض کہ اس میں کسی نے ناپاک یا تہ ذال دیا اگر لوگ اس میں سے پانی لے رہے ہیں مگر نل سے پانی اس میں نہیں آتا یا نل سے پانی آ رہا ہے مگر لوگ اس میں سے پانی نکال نہیں رہے ہیں تو ناپاک ہو جائیگا کہ خروج یا دخول ایک پایا گیا اور اگر داخل سے پانی آ رہا ہے اور اگر لوگوں کا اس میں سے پانی برابر جاری ہے کہ پانی کی جنبش سا کہ نہیں ہونے پانی تجارتی کے حکم میں ہے ناپاک نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے ہندیہ میں ہے۔

عرض الحمام هل هو فناء ام خلو ما جلی یدنا فی الحوض وعلیہا نجاسة ای کا فناء الماء

حمام کا عرض پاک ہے مگر کسی شخص کے عرض میں اپنا ہاتھ نہ راور نہ ہاتھ پر نجاست تھی اگر پانی ساکن تھا ایسا کہ اس میں کوئی چیز اس کی نالی سے داخل ہو اور کوئی انسان اس میں سے پانی لے نہ نکال رہا ہو تو وہ ناپاک ہو جائے گا اور اگر یہ لوگ اس میں چڑھ کر پانی لیتے ہوں اور نالی سے پانی داخل نہ ہوتا ہو یا برعکس ہو تو اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ ناپاک ہو جائیگا اور اگر لوگ اس سے چڑھ کر بیٹے ہوں اور نالی سے پانی داخل ہو تو اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ ناپاک نہ ہوگا اسی طرح فتاویٰ سے

خاصی میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الخیطة۔ (ت)

اسی طرح وضو کے حوض میں بھی اگر نالی سے پانی آرہا ہے اور لوگ برابر لے رہے ہیں کہ پانی ٹھہرنے نہیں پاتا
ناپاک نہ ہو گا عاقلگیر میں ہے،

حوض صغير تبحيض فدخل الماء الطاهر من
جانب وصال ماء الحوض من جانب آخر كانت
الفتية ابو جعفر رحمه الله تعالى يقول كذا
صال يحكم بغير سقاء الحوض وهو احتياط والصك
الشهيد رحمه الله تعالى كذا في المحيط و
في نوثر و نه نأحد كذا في المتت سر خسية
وان دخل الماء ولم يخرج ولكن ان حب
يعترف من منه اعترافا متداركا طهر كذا
في الطهيرية والغرف المستدرك المسك
فيكند وجه الماء فيما بين العرفتين كذا في
الزاهد

اس کہ دوسری شہادتوں سے آتی ہے (یعنی فصل چہام میں) علامہ خیرعلی نے کو ان بھی اسی حکم میں داخل کیا جبکہ سوتوں
سے پانی ابل رہا اور پورے برابر چرخ چل رہا اور سے آتا اور سے نکل رہا ہو اس حالت میں نجاست سے
ناپاک نہ ہو گا ہاں نجاست مرتبہ اس میں رہنے دی اور پانی کھینچا اتنی دیر صرف نہ ہو گیا کہ پانی ٹھہر گیا جنبش
جاتی رہی تو اب ناپاک ہو جائے گا۔ منقول آتی میں ہے،

والحق بالجار سے حوض الحمام قال الموصلي
علیٰ یمنیٰ کس کن رہے پر کوئی نہ رہا ہے کہ پانی برابر نکل رہا ہے تاہم حائضہ پھر درالاحتیاط میں ہے،
لو كانت يدخله الماء ولا يخرج منه
نكت فير اسانف يعقل ويخرج
لما باحتاله من الجانب الآخر متداركا
لا ينجس منه عقله (م)

بلکہ اس کی کامل تائید تنبیہ جیل کے آخر میں آتی ہے ۱۲ منہ عقولہ (م)

قول وبالاولی الحاق الاہام المعینۃ السی
علیہا الدولاب بیلادنا اذا الماء یتبع مس
اسفلہا والغرف فیہا بالقوا ویس متدارک
فوق تدارک الغرف من حوض الحمام
فلا شک فی ان حکم ما شہا حکم الجاری صلو
وقم فی حال الدوران فی البئر والمحال
ہذا بخسۃ لا ینجس تأمل واللہ تعالی
اعلم

رہتی کہتے ہیں میں کہتا ہوں وہ کنویں جن پر بار سے
حک میں دہشت ہوتا ہے ان کو جاری پانی سے طر
بطریق اولیٰ ہوگا، کیونکہ پانی ان کے نیچے سے نکلتا ہے
اور دونوں کے ذریعے سے ان سے پانی کا نکالنا
تسلل کے ساتھ ہوتا ہے یہ تسلسل اس سے کہیں
زیادہ ہے جو حوض کے تمام سے چڑھنے سے ہوتا ہے
تو اس میں شک نہیں کہ ان کے پانی کا حکم جاری پانی
کا ہے تو اگر اس حالت میں پانی کے چہتہ وقت

نہا ست کنیز میں گرے تو پانی ناپاک نہ ہوگا تا مل واقعہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

اصل ۴: قول اگرچہ بہرہ صبیح میں اس خروج کے لیے کوئی مقدار نہیں ادنیٰ اہلنا کافی ہے جس پر
سیلان صادق آئے،

كما تقدم عن البدائم وخروج بعضه وحمت
التبيين والاعتقاد بالخرواقل وعن الخط
كل سال وهذه كانت الغور۔
حلیہ میں ہے،

جیسا کہ پہلے سے گزارشہ کہ طرح بعضہ اور تیسریں، طرح
کو میں سے کہ وہاں قدر اور تحیط سے ہے کہ سال
میں قرار دینے پر کہ میں کانت فوراً کا معنی دیتا ہے۔ (ت)

فی المبتنی بالعیس المعجۃ هو الصحیف وخط
محیط رسمی الدین هو الاصح وکذا للک
البیر علی هذا لان الماء الجاری لہا اتصال
بہ صاف فی الحکم جاریا۔

جستے میں ہے ضمیمہ سے اور یہی صحیح ہے اور محیط
رسمی الدین میں ہے ہوا کا صحر، اور اسی طرح
کنویں کا حال ہے کیونکہ جب جاری پانی اس سے
متصل ہو گیا تو جاری کے حکم میں ہو گیا۔ (ت)

مگر شک نہیں کہ یہ بہا و جب تک منتہی نہ ہوگا حکم جریان منتقطع نہ ہوگا کہ وہ حرکت واحد مستمر ہے اس کے
بعض پر متحرک کو جاری اور باقی پر راکھ و واقعہ ماننے کے کوئی معنی نہیں،

ولہذا اصح لمن اراد ان یزید ای لم یکشف
لحکم الجریان بسجود السیلان بل شوط حوكة

اور اسی لیے جائز ہے اس شخص کے لیے جس نے زائد
کیا کہ زائد ہو یعنی کافی نہ ہو جاری ہونے کے حکم کو خلیے

لہ منہ، الخاق علی عاصیۃ بکر الرائق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید پرنٹنگ ہاؤس ۸۶/۱
کے علیہ

کثیرة یمتد بها فلولاً ان هذا السائل من ذلك
الماء المطلوب سیلاته لعل تلحم الزیادة -
بہنے و لاپانی اس پانی سے نہ ہوتا جس کا بہاؤ مطلوب ہے تو اس اضافے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ (ت)
فماوی خلاصہ میں نقل فرمایا:

لو امتلأ الحوض وخرج من جانب الشط
على وجه الجریان حتى بلغ الشجرة یطهر
اما قدر ذراع او ذراعین فلا -
اگر حوض بھر گیا اور کنارے سے نکل کر پانی بہتا ہو مشجر
تک پہنچ گیا تو وہ پاک ہو جائے گا بہر حال ایک ذراع
یادہ ذراع تو نہیں۔ (ت)

تفسیر یہ ہے کہ اگر اس اُبال میں جو پانی نکل رہا ہے اندر کا پانی تو پاک ہو رہی گی یا ہر نکلنے والا
بھی طہر ہے یہاں تک کہ پانی نکلتا جائے اور اُس سے کوئی وضو کرتا جائے یا کہیں جمع ہونے کے بعد کسی برتن
میں لے کر وضو کرے تو وضو صحیح ہے ظاہر ہے کہ اول سیلاب کا پانی اتنا نہ ہو گا جس سے وضو ہو جائے وہ کھار
میں ہے۔

فی الظہیریۃ الصحیحۃ انہ یطهر وامن لم
یخرج مثل ما فیہ وامن مرجع النساب
من ذلک الماء الذی خرج ووضا بہ جاز
ان قال ش لیکن فی الظہیریۃ ایضا حوض
نجس امتلاً ماد و فارما ذلاً علی جوانبہ و
جف جوانبہ لایطهر و قیل یطهر انہ و فیہ
ولو امتلاً فتشرب الماء فی جوانبہ لایطهر
مال الذی خرج الماء من جانب الخراہ و فی
المخلاصۃ المختار انہ یطهر وان لم یخرج
مثل ما فیہ فلزامتلاً الحوض وخرج من
جانب الشط الی اخر ما نقلنا وانہی المصنوع
علی قولہ فلیستأمل انہ و ذکر بعدہ مسأله

ظہیر یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا
اگر یہ اُس سے آتا پانی نہ نکلے جو حوض میں تھا اور اگر
کسی انسانہ نے وہ پانی اٹھ لیا جو خارج ہو تھا
اس سے وضو کر لیا تو جائز ہے اور اُس نے اُسے فرمایا
لیکن تفسیر یہ بھی ہے کہ ایسا حوض جو نا پاک ہو اگر
پانی سے بھر جائے اور اس کا پانی کناروں سے بہہ نکلے
پھر خشک ہو جائے اور اُس کے کنارے بھی خشک
ہو جائیں تو پاک نہ ہو گا اور ایک قول ہے کہ پاک
ہو جائیگا اور اسی میں ہے کہ اگر کوئی حوض اتنا
بھر گیا کہ اس کے کنارے پانی سے تر ہو گئے تو وہ اُس
وقت تک پاک نہ ہو گا جب تک کہ پانی و دوسری طرف
سے نہ نکلے اور اندر خلل نہ ہو جس سے کہ محتار یہ ہے کہ وہ

طهارة الاداء في فقال هل يلحق نحو القصة
بالحوض فاذا كان فيها ماء نجس ثم دخل فيها
ماء جاس حتى طفت من حوائها هل تطهر
هي والماء الذي فيها كالحوض ام لا لعدم
الضرورة في غسبها توقفت فيه مدة ثم
مرأيت في خزانة لعدوى او قد ماء الحوض
ما حده منه بالقصة وامسكها تحت لايوت
محدد الماء وسال ماء القصة متروكاً به
لايجوز اعدوى نظيرية في مسألة الحوض
لو خرج من جانب آخر لا يطهر ما لم يخرج
مثل ما فيه ثلاث مرات كالقصة عند
بعضهم والصحيح انه يطهر وامن له
يخرج مثل ما فيه او فانظر ان ما في
الغزاة متى على خلاف الصحيح يؤيد ما
في لسانه وعلى هذا حوض الحمام او الاداء
او تجس او مقتضاه انه على القول الصحيح
تطهر لا واني ايضا بسجد الجريان فانصحه
الحكم والله الحمد وبقى شرف

پاک ہو جائیگا اگرچہ اس میں سے اتنی پانی خارج ہو
جتنا کہ اس کے اندر ہے اور اگر حوض کتا ہو کہ
جانب سے بنے لگا ان بحر ما نقدا پھر
انہوں نے اپنا کلام فلیتأمل پر ختم کیا اور سب کے
بعد برتنوں کی طہارت کا مسئلہ ذکر کیا اور فرمایا کہ کیا
پیالہ جیسی چیز کو حوض پر قیاس کیا جائے گا؟ اور یہ
کہ اگر اس میں ناپاک پانی ہو پھر جاری پانی
اس میں داخل ہو جائے اور کناروں سے نکل جائے
تو زیادہ پیالہ اور جو پانی اس میں ہے پاک ہوگا!
جس طرح حوض پاک ہوتا ہے، یا پاک نہ ہوگا کیونکہ
اس کو دھو کر پاک کرنے میں ضرورت نہیں، تو میں
نے اس مسئلہ میں ایک مدت تک توقف کیا، پھر
میں نے حرائہ العدوی میں دیکھا کہ جب حوض کا پانی
خامس ہو جائے اور اس سے کوئی شخص پیالہ بھر کر لے
اور اس کو نالی کے نیچے روک کر رکھے پھر پانی داخل ہو
اور پیالہ کا پانی بہ نکلے اب اس پانی سے وضو کرے
تو جائز نہ ہوگا اور ظہیر یہ کہ حوض میں مسئلہ
میں ہے، اگر پانی دوسری طرف سے نکل گیا تو اس وقت

میں کہتا ہوں ظہیر یہ کہ کلام سے جو استدلال خزائنہ
کے خلاف کیا ہے اس میں نظر ہے، کیونکہ کوئی
کلمہ والا کہہ سکتا ہے کہ اس کا مفاد یہ ہے کہ پیالہ
میں پاک نہ ہونے پر اتفاق کیا گئے کیونکہ اس سے
استثنا ذکر نہیں اور نصیح صرف حوض کی طرف
راجح ہے۔ (ت)

قلت
سأقول في الاحتجاج بكلام الظهيرية
على الخزانة نظر فلنقابل امت يقول
مفاده امن عدم الطهارة في
القصة متفق عليه للاستشهاد
به والتصحيح انها يرجع الى
العرض ١٢ منه - (م)

أَنْتُمْ سَلَّمْتُمْ عَنْهُ وَهُوَ أَنْ دَلَّوْا مَتَجَسَّسَ قَافِرًا
فِيهِ سِرَاجٌ مَاءٌ حَقٌّ امْتَلَأَ وَصَالٌ مَحْتٌ
حَوَاسِهِ هَلْ يَطْهَرُ بِمَجْرُوكِ ذَلِكِ وَالَّذِي يَطْهَرُ
لِيُطَهِّرَ مَقَرَّ حِزَابِهَا ذَكَرَ هَذَا وَمَا مِنْ
أَنَّهُ لَا يَشْتَرِطُ أَنْ يَكُونَ الْمَجْرِيَانِ بَعْدَ وَنَعْمَ
عَلَى مَا قَدْ مَنَّا عَنْ الْخِلَاصَةِ مِنْ تَحْصِيصِ
الْمَجْرِيَانِ بِأَمْنٍ يَكُونُ أَكْثَرُ مِنْ ذَوَاعٍ أَوْ

نمک پاک نہ ہو گا جب تک کہ جتنا اس میں تھا اس کے
تین گنا زیادہ نہ نکل ہو جیسا کہ پیالہ کا حکم ہے یہ یعنی
حضرات کے نزدیک ہے اور صحیح یہ ہے کہ پاک
ہو جائیگا اگرچہ آنا پانی نہ نکلا ہو جتنا کہ پیالہ میں تھا
تو خطا ہرگز نہ میں جو ہے وہ صحیح کے برعکس ہے
مذہب میں اس کی تائید ہے اور اسی پر حاکم کے حرف یا
برتنوں کا قیاس ہے، یعنی ان کے ناپاک ہو جانے کی

لَمْ أَقُولْ هُوَ لَمْ يَمِيزْ لَا شَيْءَ آخِرَ وَلَا
إِحْتِمَالٍ لِإِخْتِلَافِ الْحُكْمِ بِاخْتِلَافِ مَسْئُورَةِ
الْقُبْعَةِ وَالِدَلِيلِ ۱۲ مَنَّهُ - (م)
لَمْ أَقُولْ لَا مَدَّ مِنَ التَّقْيِيدِ مَقْصُودِهِ مِنْ
وَأَخْلَ إِذْ لَوْ تَحَسَّنَ مِنْ تَحْتِ لَمْ يَحْصُلِ
فِيهِ السَّيْلَانِ عَلَى قَلْبِ هَرَجٍ أَوْ مَنَ شَاوِجِ
فَمَا لَمْ يَسْلُ عَلَى الْمَوْضِعِ الْمَتَكَبِّحِ مَنَسْ
بِهِ بَيْتٌ يَذْهَبُ الْخِجَاصَةُ كَمَا رَوَى عَنْ
الْإِمَامِ الثَّانِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي إِتْرَاسِ
الْمُقْتَلِ ۱۳ مَنَّهُ حَقْرُ لَمْ - (م)

اقول یہ لعینہ وہی ہے کوئی دوسری چیز نہیں ہے اور
پیالہ اور ڈول کی صورت کے مختلف ہونے کی وجہ سے
حکم کے مختلف ہونے کا کوئی احتمال نہیں۔ (ت)
اقول اس میں یہ قید لگانا ضروری ہے کہ وہ ڈول اندر
سے ناپاک ہو کیونکہ اگر وہ نیچے سے ناپاک ہو تو
اس میں پانی کے بہانے کا اس کے ظاہر پر کوئی اثر نہ ہو گا یا غارت
ناپاک ہو تو ایسی صورت میں پانی کا اس جگہ پر بہنا لازم ہے جو ناپاک
اور اس موجود نہایت کا ختم ہو جانا ضروری ہے
جیسا دوئم کے آدھے آیت سے منقول ہے غسل کرنے والے
کے تہینہ کی بابت۔ (ت)

لَمْ أَقُولْ مَرَحَمَتُ اللَّهِ لَيْسَ الْمَجْرِيَانِ هَهُنَا
الْأَبَدُ وَفَقَايَ حَاجَةٌ لِبِنَاءِ حَلِي مَخْتَلَفٍ فِيهِ
۱۲ مَنَّهُ - (م)

میں کہتا ہوں اللہ آپ پر رحم کرے یہاں پر جریبان
دوسرے ہے تو اس میں اختلاف کی بنا رکھنے کی کیا
ضرورت ہے۔ (ت)

لَمْ أَقُولْ مَرَّابَهُ لَا تَقْسَمُ عَلَى قَوْلِ عَيْنِ
ذَهَبَ مَرَّةَ الْخِلَاصَةِ إِمَّا قَدْ وَ
ذَوَاعٍ أَوْ دَرَا عَيْنٍ فَلَا ۱۲ مَنَّهُ - (م)

میں کہتا ہوں عبارت کو در عین پر ختم کرنا مناسب
ہے کیونکہ خلاصہ کی عبارت یہ ہے عاقد
ذواع اور در عین فلا۔ (ت)

در اعیانیت بقید بدلتك هن لكهنه مختلف لاطلاق
علها مرة الحوض محروم الجریانی او مختلفاً

صورت میں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ قول
صحیح برتن محض پانی کے جاری ہوجانے سے پاک
ہو جائیں گے، تو اب حکم واضح ہو گیا و شہد، اب
صرف ایک چیز باقی رہ گئی ہے جس کے بارے میں مجھ
سے دریافت کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی ڈول
تاپاک ہو گیا اور اس میں پانی بہا یا گیا یہاں تک کہ
وہ مکر بنے نکا ترکی وہ محض اس طریقہ سے پاک ہو گیا
تو مجھے قریہ معلوم ہوتا ہے کہ پاک ہو جائیگا اس کی دلیل
وہی ہے جو ہم نے یہاں ذکر کی اور جو گزری، یعنی یہ
شرط نہیں کہ پانی کا جاری ہونا اس کے حساب سے ہو،

۱۰۱ جو ہم نے غلام سے نقل کیا ہے یعنی کہ بننے کو اس امر سے مقید کیا جائے کہ وہ ایک یا دو ذرات سے زیادہ
ہو، تو وہی قید یہاں بھی معتبر ہوگی، مگر یہ چیز فقہائے اہل مذاہب کے خلاف ہے وہ دباتے ہیں حوض محض پانی کے

جاری ہونے سے ہی پاک ہو جائیگا اور نہ صرف (ب)

اقول قد افادوا جلد ۱۰ و ادھب

المراد، کہا ہو دایہ علیہ رحمة الله العکبر

الجواد، لکن عبارتہ بالخلاصة هكذا

حوض الحام اذا وقعت فيه نجاسة قال في

التجريد ح (ب) حنیفہ سرحدی اللہ تعالیٰ عنہ

انها لا تستقر و هو كالماء الجاري فان

تنجس حوض الحام فدخل الماء من

الاصوب وخرج من الجبان لا خوفه

كالخوض الصغير و فيه اقوال متناقض ولا بأس

من حلول الحام في الرجال و النساء و في الفسادة

میں کہتے ہیں انہوں نے اپنی عادت کے مطابق

بڑی وضاحت سے اپنے مقصد کو نظر پر رکھا دیا، لیکن

خلاصہ کی عبارت اس طرح ہے بہر حال

حوض الحام جبکہ اس میں نجاست گر جائے،

تجوید میں حضرت امام ابو حنیفہ کی یہ روایت نقل کی ہے

کہ ایسی نجاست ٹھہرے گی نہیں اور یہ جاری پانی

کی طرح ہے، اب اگر حوض تاپاک ہو گیا اور

اس میں ایک نالی سے پانی داخل ہو کر دوسری طرف

سے خارج ہو گیا تو یہ چھوٹے حوض کی طرح ہے اس

میں متعدد اقوال ہیں جو عنقریب آئیں گے اور مزیل

حوض الصادق (الغرف من اجل منه وبيد غفاسة
وكان الماء يد حل من ابيوبه في الحوض و
الناس يعترفون من الحوض غرجا متداركا
ليرتب جس - الحوض الصغير اذا انجس قد خل
الماء من جانب وخرج من جانب فيه اقاويل
قال الصمد الشهيد رحمه الله تعالى
المختار انه طاهر وامت له يخرج مثل
ما فيه وكذا البئر ولو امتلأ الحوض و
خرج من جانب الشط على وجه الجسرات
حق مع المشقة يظهر ما قدر غرض او دلائل
فلا ولو خرج من النهر الذي دخل السماء
في الحوض لا يظهر كلامه الشريف
ملفظ الصيغ فقله ولو امتلأ الحوض وهو
كذلك با نوا لا بفناء في نصحتي الخلاصة
القديمة جدا ليس تمة قول الصمد الشهيد
ولا داخل تحت المحام وقد قد مناهت
المهندية عن المحيط من الصمد الشهيد
انه كما سأل يظهر وقد وهدى فيه اقاويل
ست في صراحت هذا تحت له يذكروا لا قولا
واحد فوجب ان يكون هذا قولا اخر مقابل
المحتمس ولا يمكن جعل ما ذكره عن الفتاوى
قولا اخر لان الكلام في حوض نجس و طمس
صوت عدله وقد قد مر مثلها عن

اور حورتوں کو حرم میں داخل ہونے میں حرج نہیں
اور فتاویٰ میں ہے کہ پانی کے حوض میں اگر کسی شے
اپنا ناپاک ہاتھ ڈالے اور اس حوض میں پانی نالی سے
آ رہا ہے اور لوگ اس حوض سے مسلسل چلو بھر کر پانی
لے رہے ہیں تو یہ حوض ناپاک نہ ہوگا۔ چھوٹا حوض جب
ناپاک ہو اور اس میں پانی ایک طرف سے داخل ہو کر
دوسری طرف سے نکل گیا تو اس میں کئی اقوال ہیں۔ صدر
الشہید نے فرمایا: مختار یہ ہے کہ یہ پاک ہے خواہ اس سے
اتنی مقدار میں پانی نہ نکلا ہو جتنا کہ اس میں موجود
اور یہی حکم کنویں کا ہے نہ اگر حوض بھر کر نالے سے نکل گیا
اور بہت رگڑا یہاں تک کہ مشجرہ تک پہنچ گیا تو پاک
ہو جائے گا۔ اور ایک ہاتھ یا دو ہاتھ پاک نہ ہوگا
اور اگر اس سرسہ پانی نکلا جس سے حوض میں خل
ہوا تھا تو پاک نہ ہوگا اور ان کا قول ولو امتلأ
الحوض یرتج من خلاصہ کے تفسیر میں ایسا ہی واقعہ ہے کہ
قائم کے ساتھ نہیں، یہ نہ تو صدر الشہید کے قول کا
تتمہ ہے اور نہ مختار کے تحت داخل ہے اور ہم نے
ہندیہ سے محیط سے صدر الشہید سے نقل کیا کہ وہ بتتے
ہی پاک ہو جائے گا اور انہوں نے وعدہ کیا کہ اس
میں کئی اقوال ہیں جو آئیں گے تو اگر یہ تمہارا مقصد
ایک ہی قول ذکر کرتے تو لازم ہے کہ یہ قول مختار کے
مقابل ہے اور جو فتاویٰ سے انہوں نے نقل کیا
اس کو وہ سر قول قرار دیا صحیح نہیں، کیونکہ کلام اس

التحرید فان كونها لا تستقر ليس الا لغرض
 التدارك وليس في الخلاصة اختصار
 تخصيص الجریان باكثر من ذراعتين
 حتى يعكس عليه بمخالفته اطلاقهم و
 انما حکاء قولہ جعل المختار هو الاطلاق
 اما عبارة تا اظهرية الاحتمال فاقول هما
 في داخل الماء المعوض وملاک حتى طش
 منه على جرابه عن وجه الانتظام الخفيف
 الاثر لا اعتلاء من خول قوي عیفت ولا
 يصدق عليه السيلان من الجانب الآخر
 فليس قیہم ما یثاب فی جابہ کہ الا ^{فقط} الا
 ترى الى قوله في الثالثة لا يظهر ما لم
 يخرج من جانب آخرناط الظاهر بمجرود
 الخروج فعلامات ما ذكر لا یسعی خروجها
 من جانب آخر وما هو الا الانتظام الذي
 ذكرنا هكذا یسعی انت یعمهم کلام ^{بعض} بعض
 والله المجد وبه ظہر ان قول العلامة ش
 في صدر المسألة حتى طش من جرابه حق

حوض میں ہے جو ناپاک ہو گیا اور وہ اُس کے ناپاک
 نہ ہونے کی صورت ہے اور اسی کی مثل تجربہ سے انہوں
 نے نقل کیا، کیونکہ اس کا برقرار نہ رہنا تسلسل سے
 چلو بھرنے کی ہی وجہ سے ہے، تو خلاصہ میں دو ہاتھ
 سے زیادہ جاری ہونے کی تخصیص کو اختیار نہیں کیا، اگر
 ایسا ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ وہ ان کے اطلاق سے
 کی مخالفت کر رہے ہیں، انہوں نے تو اس کو بعض
 حکایت کیا ہے، اور مختار اطلاق ہی کو قرار دیا ہے،
 اور غیر یہ کہ دو آخری جہاتوں کے متعلق میں کہتا ہوں
 یہ دونوں اُس صورت سے متعلق ہیں جبکہ پانی حوض
 میں داخل ہوا اور اس کو بھر دیا اور اسکے کناروں سے
 آہستہ آہستہ چمکے نگاہ چیز عاں طور پر اس وقت ہوتی ہے
 جب اس میں پانی یا نام سختی کے ساتھ داخل
 ہوتا ہے، اور اس پر دوسری جانب سے ہونا صادق
 نہیں آتا ہے، تو ان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے
 جو ان کی پہل جہات کے منافی ہو، چنانچہ وہ تیسری
 صورت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ اس وقت
 تک پاک نہ ہوگا جب تک دوسری طرف سے خارج

لے لے اس حد الفعل ولا مصدر في
 الصراح ولا الصراح ولا المختار ولا
 العاموس ولا تاج العروس ولا مفرق المراتب
 ولا نهاية البت الاثير ولا الدد الفير
 ولا مجمع البحار ولا المصباح المنير
 انما في العاموس طقت المكون والاثر

اس فعل اور اس کے مصدر کو میں نے مصباح،
 مصباح، محمد، قاموس، تاج العروس،
 مفردات، رغب، نہایہ ابی اثیر، درنیز مجمع البحار
 اور مصباح المنیر میں نہیں پایا۔ قاموس میں آہی
 ہے کہ برتن اور پہلنے کا طفت، طفت (حرکت کے
 ساتھ) اور طعاف (باقی پر صغیر آئینہ)

اص یقول حق سال من الجانب الآخر فربما
لا یزید ما ذکر علی الانتضاح او لا یبلغه ولا
یخرج من السیلان من جیب الجوانب
افلا لا یخرج من جهة المقابل للداخل
فلو كان الاصل ثلاثی من غیر مستویة
و ادخل فیہ الداء من جانبہ العالی و خرج
من السافل کفی نعم لو صوب فی الجانب
الداخل فعد منه لویکف کما فی آخر عبارت
الخلاصة وباللہ التوفیق.

نہر جو جائے، انہوں نے طہارت کا دار و مدار محض
خروج پر رکھا، تو معلوم ہوا کہ چراغوں نے در کیا
اس کو خروج نہیں کہتے ہیں وہ تو محض چھینٹور کا
اڑنا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، ورنہ اس کے کلام کو
اسی طرح سمجھنا چاہئے وند الحمد۔ اور اسی سے یہ بھی
نہی ہو گیا کہ ملامت کش کی گفتگو مسئلہ کی ابتدا میں
حق طبع من جوانب اس کے بجائے یوں کہنا چاہئے
تھا کہ حق سال من الجانب الآخر، چراغ انہوں
نے ذکر کیا ہے وہ چھینٹوں سے نہیں بڑھے گا، اس

کے نہیں پہنچے گا، اور تمام کناروں سے بین کی حاجت نہیں ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ جس طرف سے پانی
در، حل ہوا ہوا اس کی مخالفت بہت سے ہو سکے، اب اگر برتن کسی ناہموار زمین پر ہے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے
اور اس میں پانی اوپر کی طرف سے داخل ہو کر کلاط سے نکل جائے تو کافی ہے، ان اگر نچلے حصہ میں بہا جائے
اور اس سے واپس آجئے تو کافی نہ ہوگا جیسا کہ ملامت کش کی عبارت کے آخر میں ہے وباللہ التوفیق۔ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) و قطعہ محرکة و
طرفہ و یکسر ملاء اصباح او ما بقی فیہ
بعد مسح رأسہ او وجعہ او مملوءا
واناد طقن بلم الکیل طفاہہ او فی ساج
لعمروس هذا طغف المکیال و طفاہہ اذا
قد سب ملاء او قوله اصباح ای جوانبہ
و جماعہ ما حلی رأسہ فوق طفاہہ
ویکون ذلک فی الدقیق و نحوه یصلو
من رأسہ بعد امتلائہ ۱۲ متصلا
عقلہ - (م)

اطار کسرہ بھی دیا جاتا ہے، اس کو کہا جاتا ہے جو اس
کے کناروں کو بھر دے یا برتن کے سر پر پانی پھیرنے
کے بعد باقی بچ جائے یا اس کا ابھرنا ہے، ابھرنا
ہے اور اتنا طحان اس برتن کو کہا جاتا ہے جو مقرر
ناب تک بھر جائے اتنا طحان العروس میں ہے کہ کہا جاتا ہے
یہ پہلنے کا صحت ہے اور اس کا طحان ہے یہ اس
وقت بولا جاتا ہے جب پہاڑ بھرنے کے قریب ہوا اور
قاسم نے اصباح جو کہا ہے تو اس سے مراد اس کے
اطراف ہیں، اور جماعہ سے مراد وہ ہے جو برتن بھرنے
کے بعد اوپر ابھرا ہو اور یہ چیز آٹے وغیرہ میں پانی جاتی
ہے کہ برتن بھرنے کے بعد اوپر ٹٹکٹٹک ہوتا ہے ۱۲ متصلا

اصل ۵ : اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ کسی محل کے جوت میں پانی کی حرکت اگرچہ گزروں ہو اس محل کے حق میں جریان نہ ٹھہرے گی اس کے بغیر میں پانی کی جنبش اگرچہ باہر سے داخل ہونے پر ہوئی مگر اس سے خارج تو نہ ہو تو جریان کے دور کرنے پائے گئے مگر اس محل کے اندر اگر وہ محل صغیر اور ہوا دہ پانی اس میں جا کر اسے ابال دے تو اس کے حق میں ضرور جریان ہو جائیگا کہ اس میں سب اذکار تھیں جو گئے اگرچہ دوسرے کے جوت سے غرض نہ ہو مثلاً ایک میں ایک کٹورہ رکھا ہے کٹورہ سے میں ایک مینگی پر لگی وہ نکل کر پھینک دی اور کٹورے پر پانی بہا یا کہ ابل کر نکل گیا مگر ایک سے نکلنا کیا معنی وہ بھری بھی نہیں تو بے شک کٹورہ اور اس کا پانی پاک ہو گیا کہ زمین پر یا ایک کے اندر رکھے ہونے کو حکم میں کچھ دخل نہیں و هذا اظہر جدا (اور یہ بہت واضح ہے ۔ ت)

اصل ۶ : اقول اس جریان سے اگرچہ طہارت ہو جائے گی اور نجاست مرتبہ تہی اور نکال لے یا غیر مرتبہ تہی تو مطلقاً ہمیشہ طہارت وہ ہے گی جب تک دوبارہ نجاست عارض نہ ہو مگر اگر نجاست مرتبہ ہے اور نہ نکالی تو حکم طہارت اس وقت تک ہے جب تک یہ جریان باقی ہے پانی تھتے ہی ظرف اور اس کے اندر کا پانی پھر ناپاک ہو جائیگا کے کہ سبب یعنی نجاست موجود ہے اور مانع کہ جریان تھا زائل ہو گیا و هذا ایضاً بوضوح غنی عن الايضاح (اور یہ بھی اپنے واضح ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے ۔ ت)

فتاویٰ حنفی میں شرح ہدیہ ابن السعد سیدی جدیدی نے کسی قدس سرہ اندی سے ہے :

و وضع السروقی فی مقیم الماء الی البیوت
و جری مع الماء فی القساطل فالماء نجس
جب اگر پانی میں ایسے مقام پر رکھ دیا جائے کہ وہاں سے
پانی مختلف گزروں کو منقسم ہو کر جاتا ہو اور وہ گزیر پانی

لہ حنفی فی بلادنا القاء زبل الدواب فی
مجاہد الماء الی البیوت لیس دخل ثلاث
السجاری المسماة بالقساطل اھ شمس
لا یجری الماء الیہ ای بالزبلی لکنہ یسبب
خروج القساطل فلا یمنع الماء عنها و یبقی
جاسر یا فرقہ اھ شرح ہدایۃ اجنب
العماد قمت وہی لغتہ مستحدثة ۱۲۷ھ
مغرلہ ۔ (م)

ہمارے ملک میں چوپایوں کا گوبر وغیرہ پانی کی
گزرگاہ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ ان تالیوں کے سوزن
بند ہو جائیں، اس عمل کو قساطل کہتے ہیں اور شمس
تو پانی اس گوبر کے ساتھ ہی جاری ہو گا کیونکہ
یہ اُن سوراخوں کو بند کرتا ہے جن سے پانی جاری
ہوتا ہے، تو پانی ان کے اندر سے نہیں نکلتا ہے
بلکہ اوپر سے بہتا ہے اور شرح ہدیہ ابن
العماد میں کہتا ہوں یہ جدید لغت

ہے ۔ (ت)

فان اس كند الزبل في وسط القساطل وجرى
الماء صافيا كان نظير ما لو جرس
ماء الشدح على النجاسة او كان يطهر
النهر نجا وجرى الماء حلييا ولم
يتغير احد اوصافه بالنجاسة فان
ذلك الماء طاهر كله كذلك هذا اذا
وصل الماء الى الحيض في البيوت فان
وصل متغيرا احد الاوصاف بالزبل او عين
الزبل ظاهرة فيه فهو نجس من غير شك
فان استقر في حوض دون القدس
الكثير فهو نجس وان صفا بعد ذلك في
الحوض وثران تغيره بنفسه بانه ماء نجس
والماء النجس لا يطهر بحدن تعمره نفسه
لا سيما قد سلك الزبل في اسفله وانما استقر
في حوض كبير فهو نجس ايضا مادام متغيرا
او ثرال تغيره بنفسه ايضا وانما اذا استقر
الماء جاسيا وثران تغيره نجس بالماء الصافي
يطهر الماء حلييا سواء كان الحوض متغيرا
او كيبيرا وان كان الزبل في اسفله سلك مادام
الماء الصافي في ذلك الحوض يدخل من
مكان ويخرج من مكان فانما انقطع
الجريان وكان الحوض متغيرا بالزبل في
اسفله سلك اما الحوض نجس ام لا

کے ساتھ قساطل میں جاری ہوا، تو پانی ناپاک ہو گیا
تو اگر زبل قساطل کے درمیان جم گیا اور صاف
پانی بننے لگا، تو یہ ایسا ہے جیسا کہ برف کا پانی نہایت
پر پسنے لگے یا نہر کا پیٹ ناپاک ہو اور اس پر پانی
جاری ہو اور نہایت صاف اس کے اوصاف میں
سے کوئی وصف متغیر نہ ہو تو یہ پورا پانی پاک ہے،
اب پانی جب گھروں کے حوضوں میں پہنچے تو اگر پانی
کا کرنی وصف متغیر ہو کر پینا ہے یا پانی میں بعینہ گور
ظاہر ہے تو وہ بلا شبہ ناپاک ہے، اور اگر کثیر
مقدار میں نہ ہو اور حوض میں ٹھہر جائے تو وہ ناپاک ہے،
اگرچہ اس کے بعد حوض میں صاف ہو جائے اور اس کا
تغیر نہ ہو، اگرچہ پانی کے ناپاک پانی سے نہ
ناپاک پانی تغیر کے از خود ذائقہ ہونے کی وجہ سے پاک
نہیں ہوتا ہے خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ
گندہ اس کے نیچے جمی ہوئی ہے، اور اگر گندہ
بڑے حوض میں جم جائے تو جب تک متغیر رہے گا
ناپاک رہے گا، یا اس کا تغیر خود بخود ختم ہو جائے،
اور اگر پانی مسلسل جاری رہے اور حوض کا تغیر صاف
پانی کی وجہ سے ختم ہو جائے، اس صورت میں کل پانی
پاک ہو جائیگا خواہ حوض چھوٹا ہو یا بڑا، اگرچہ

گندگی اس کی ترمیم میں جی ہوئی برہنہ طیکہ صاف پانی اس میں ایک جانب سے داخل ہوتا ہوا اور دوسری جانب سے خارج ہوتا ہو، تو نجس پانی کا جاری ہونا بند ہو جائے اور جو نجس چھوٹا ہوا و گندگی اس کی ترمیم میں جی ہوئی ہو تو نجس ناپاک ہے۔ (ت)

اقول کلام طیب من طیب طیب
 لله تعالى شراً وقد قرأ الشامي وغرضنا
 يتعلق ههنا بحسنة الاخيرة غير ان قوله
 وجبر مع ما عائد نجس يحمي على
 ما اذا تغير فان المحقق المصنف ان الجائز
 لا يتنجس ما لو تغير حتى موضع الموضوعة
 كذا الكشي المحقق به على المصنف من جهة
 المحقق على الاطلاق وقال تلميذه قاسم
 انه لم يرد الاستحسان طيبه الاخر
 امت امير نجس جو ي...
 ايداً سيدي عبد الفسي وهو طاهر المتوا
 ش وفي الدرر جامع الرموز من جامع
 المصنفات من النصاب عليه الفتاوى
 وفي من البحر من العلية من
 النصاب به يفتي ما كان هو النابت ما لم يمتد
 وهو طاهر المتون وعليه الفتوى ففتى
 بتقديم سواء تم قوله من جهة الله تعالى
 الماء النجس لا يظهر بزوال تغيره نفسه -
فاقول هذا حكم ذكره في غير الجائز
 لقوله ان خلاصة ماء نجس يحمي به
 نجس كغيره من كذا كشي يحمي لا يتغير
 لا يتنجس وان تغير نجس ويطهر

میں کہتا ہوں یہ بہت اچھا کلام ہے اس کو
 شامی نے برقرار رکھا ہے اور یہاں ہماری غرض
 آخری جملہ سے متعلق ہے البتہ اتنی بات ہے کہ اس کا
 قول جاری وہاں نہ ہو، انجس اس پر نجس
 کیا جائیگا جبکہ پانی میں تغیر آجائے کیونکہ محقق معتقد قول یہ ہے کہ
 جاری پانی اس وقت تک نجس نہ ہوگا جب تک
 کہ اس میں تغیر نہ آجائے یہاں تک کہ نجاست
 مرئیہ کی جگہ بھی اور اسی طرح کثیر بھی قول معتقد پر ہی
 کے ساتھ ملتی ہے، اس کو محقق علی الاطلاق نے
 ترجیح دی، ان کے شاگرد قاسم نے کہا کہ یہی
 مختار ہے (دوسرا) اور اس کو ان کے دوسرے
 شاگرد ابن میرالمی نے مستحسن قرار دیا اور
 اس کی تائید حدیث سے کی اور اس کی تائید سیّد
 عبد الفسی نے بھی کی اور ان سے بھی یہی خارج ہے "کشی"
 اور دور میں جامع الرموز سے جامع المصنفات سے
 نصاب سے یہ ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور شامی میں
 جو ہے علیہ سے نصاب ہے یہ بدعتی پر جس حدیث سے یہی
 ثابت اور ان سے بھی یہی ظاہر اور فتویٰ ہی اسی ہے تو اس کے
 ہوتے ہوئے باقی سب ناقابل اعتبار ہے پھر
 اُن کا قول "نجس پانی اس کے تغیر کے از خود
 زائل ہونے کی وجہ سے پاک نہ ہوگا" میں کہتے ہیں
 یہ اس پانی میں ہے جو جاری نہ ہو، کیونکہ خدا صمد
 میں سے کہ ایک نجس پانی کو اگر بڑی نہر میں کر لیں
 تو اگر وہ کثیر ہے اور تغیر نہیں ہوتا ہے تو ناپاک

باعتدای، ذالانقطع اللون والرائحة
 اءواد فی نسخة ما نصیب فی نسخة
 القاضی الامام مسلمہ اللہ تعالیٰ اء
 هذا مذکور فی نسخة والمراد به الامام
 فقیہ النفس ولامر اسه فی فقا واء واللہ تعالیٰ
 اعزہ بقول سیدی نفسه اذ اس کد الزبل فی
 وسط القبل طل وجری الماء صافیا طهر
 فی سواد الصحتاس فی دیا م نا انھام الصا قط
 تجری بالتج سات وتوسب فیہ لکنھا ف
 انھام تغیر ولا کلام فی نجاستھا ح و سف
 اللیل یزول تغیر فی جری فیہ الخفاف
 لجری الماء فیہ حرق النجاسة قل فی خزانه
 النقا وکون طیبہ نظر سیر سیر و ک
 ابء کثیر الایر سے ماتحتہ فہم ط هر و الافلا
 وفی الخلق قل بعض المش یت الماء ط هر
 وان قل اذا کان جارا یا

ور نہ نہیں اور مستند میں ہے کہ بعض مشایخ نے فرمایا پانی پاک ہے اگرچہ کم ہو جبکہ جاری ہو (ت)
 اقول ما فی السلقط مستحق علی بعضہم
 السلقط بہ وما فی الخزانة یخفق القول لاحر
 الد ائرفے کثیر من الکتب انت المجاہد
 انت جری نصفہ او اکثر علی نجاستہ
 مرئیة تمحس وهي المراداة فی الخزانة

نہ ہو گا اور اگر متغیر ہو گیا تو ناپاک ہو جائے گا
 اور فوراً ہی پاک ہو جائے گا یعنی جو کچھ رنگ اور قوت
 ہو گیا اء زاید کیا ایک نسخہ میں اصل عبارت پر ہے
 "قاضی امام مسلمہ اللہ تعالیٰ کے نسخہ میں اء یعنی
 یہ ان کے نسخہ میں مذکور ہے اور اس سے مراد امام
 فقیہ النفس ہیں اور یہ چیز ان کے فتاویٰ میں نہیں
 دیکھی ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور سیدی عبد ستی خود
 فرماتے ہیں کہ جب گندگی قبل طل کے درمیان جم جائے
 اور پانی صاف جاری ہو تو پاک ہو جائیگا اور
 رد المحتار میں ہے کہ ہاں ملک میں گندگی گرنے کی حکمت پر
 جو نہریں ہوتی ہیں ان میں نجاست جاری رہتی ہے اور پھر
 بہتی باقی ہے اور یہ نجاست ان میں تغیر جاتی ہے اور اس وقت
 اعلیٰ نجاست میں کئی کلا نہیں اور رات کو ان کا تغیر زائل
 رہتا ہے تر ان سب اختلاف ہے کیونکہ اس میں
 پانی نجاست کے اوپر جاری رہتا ہے، خزانه الخفافہ
 میں فرمایا اگر نہر کا کل پیٹ ناپاک ہو تو اگر پانی
 کثیر ہے کہ اس کی تہہ نظر نہ آتی ہو تو وہ پاک ہے

میں کہتا ہوں جو کچھ لقطہ میں ہے وہ صحیح
 مفتی پر مبنی ہے اور جو خزانه میں ہے وہ دوسرے
 قول پر مبنی ہے جو بہت سی کتابوں میں مذکور ہے
 کہ جاری پانی اگر اس کا نصف یا زید کسی نجاست
 مرئیہ پر جاری ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور یہی

لقول الهندیۃ فی السحیط اذا كانت الجلیعة
توی من تحت الماء لقلۃ الماء لا تصفا منه
كان الذی یلاقیها اکثر اذا كان سد عن
الساقیۃ والنکات لا تری اولها تاخذ الا
الاقول من النصف لریکن الذی یلاقیها
اکثر اثاره وایات ان تفن، است کلام
الخرقة علی ظاهر اطلاقه، لو تنجس
بطین، نهر بعبیر مرئیۃ قوله ای بطین النهر
اد، کان نجس وهو یری فقد مر الماء کلا علی نجاسة
مرئیۃ وان کان لا یری بکثرة الماء لا لکدثرة
عائنه جری علی غیر مرئیۃ فلا یتربا لتغیر
وذلك لان، العبیرۃ بالمجس لا التناجس
كما بین فی فتاویٰ لکن نقول ای یقتول
ان، العلة فی غیر المرئیۃ انه اذا لم یظهر
اثرها علمت الماء ذهب بعینها کما فی
البحر وخیر، ما ههنا فبطین لنهر کله نجس
فالماء ایما ذهب لا یلاقی الانجاس تأمل
ولا حاجة فان الفتویٰ علی اعتبار ما لا یشیر
مطلق فی الحسری والکثیر من نعم طاهر
کلام سیدی و تقریر المتامی ههنا اعت
انکثیر المطلق بالجاسر کے لا یلحق به فی
التطہیر بر وال استغیر لقوله وان استقر فی
موضع کبیر فهو نجس وان تنال تغیر بنفسه

خرقہ میں راو ہے، اس لیے کہ ہندو میں قہید ہے کہ
جب مردار پانی کے نیچے نظر آئے اس کی کمی کے باعث
نہ کہ پانی کی صفائی کے باعث تو جو اس مردار سے
متصل ہر جانے وہ زیادہ ہوگا، جبکہ نہر کی چوڑائی کو بند
کر دے، اور اگر مردار نظر نہ آئے یا آدھے سے کم راستے
کو بند کر دے تو جو اس سے ملاقات کرتا ہے وہ پانی
اکثر نہیں ہوگا اور خزانہ کے کلام کو اس کے ظاہر
پر محمول نہ کرنا چاہئے اور اگر نہر کی نہ نجاست غیر مرئیہ
نا پاک ہوگئی اس تو ہم پر کہ نہر کی نہ جس وقت ناپاک ہوا
وہ نظر آتی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کل پانی
نجاست مرئیہ پر جاری ہو گیا، اگرچہ وہ نظر نہ آتی ہو
پانی کی کثرت کے باعث نہ کہ اس کے گدے پن کے
باعث، کیونکہ وہ پانی نجاست غیر مرئیہ پر جاری ہوگا
تو وہ تغیر سے متاثر نہ ہوگا، کیونکہ اعتبار نجاست کا
ہر گاہ نہ کہ ناپاک ہونے والی شے کا، جیسا کہ ہم نے
اپنے فتاویٰ میں بیان کیا، لیکن کوئی کہے دے کہ
سکتا ہے کہ ملا غیر مرئیہ میں یہ ہے کہ جب اس کا
اثر ظاہر نہ ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نجاست
کو پانی بہا لے گیا ہے جیسا کہ بحر و غیرہ میں ہے،
اور یہاں نہر کا پیٹ تمام کا تمام ناپاک ہے تو پانی
جہاں بھی جائیگا نجس سے ملاقات کرے گا تا مل،
اور کوئی ضرورت بھی نہیں، کیونکہ جاری اور کثیر پانی میں
خفی مطلقا اثر کے اعتبار پر ہے، ہاں سیدی عبید اللہ

اقول اس لیے کہ جب بارش یا ہوا کا پانی اس کے جوف میں داخل ہوا اب جب تک کہ اُس کے بلع میں متحرک رہے گا جاری نہ کہلے گا کہ جریان کے لیے خرّاج شرط ہے اور یہ غیر جاری پانی نہایت سے اُس وقت ہلا کہ ہنوز وہ درودہ نہ تھا کہ جوف میں اُس کے مدخل ہی پر نجاستیں مقبض تو نہ جاری ہے نہ کثیر لا جرم ناپاک ہو گیا یوں ہی جتنا پانی آتا گیا ناپاک ہوتا گیا اور نجس پانی کثیر ہو جانے سے پاک نہیں ہو سکتا جب تک جاری نہ ہو جائے اور اگر مدخل آب میں اتنی دُور تک نجاست نہیں کہ وہاں تک آئے والے پانی کے عرض محل کا سطح سوا ہوا تو تک پہنچ گیا اُس کے بعد نجاست سے جلا قوا اب ناپاک نہ ہو گا کہ کثیر ہو کر مالا اگرچہ جوف سے باہر نہ گیا۔

اقول اور جو تقریر ہم نے کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ تیسری اصل پر مبنی ہے، اس اختلافی مسئلہ پر مبنی نہیں ہے کہ آدھا پانی یا اکثر نجاست مرتبہ پر گزارے، کیونکہ اس میں فتویٰ مطلقاً ملتا ہے کہ اگرچہ نجاست تھوڑی تھوڑی ہو جائے اگرچہ اپنے راستے میں ان نجاستوں کے ساتھ جو گٹھے کے کائے پہنچے قبل اس کے کہ وہ گٹھے میں داخل ہو، تو یہ اختلافی مسئلہ ہو گا، کیونکہ وہ جاری ہے بخلاف اس پانی کے جو تالاب کی تہ میں حرکت کر رہا ہو جیسا کہ تو نے جانا۔ دت۔

فتاویٰ نہیہ و خزائنہ الفتن اور محیط پھر خلیفہ نیز خلاصہ و فتح القدر میں فتاویٰ اور تکرر ہند یہ میں فتح اور غیاثیہ نیز ذخیرہ پھر حیدر میں فتاویٰ اعلیٰ سرحد سے ہے،

اور الفاتحہ فقیر النفس کے ہیں، ایک عظیم کتاب جو گرمی میں خشک ہو گیا اور اس میں چوپایوں نے لید کر دی (خلاصہ اور فتح میں اور ذخیرہ میں لوگوں کا بھی اضافہ ہے) پھر اس میں پانی داخل ہو گیا اور وہ گڑھا بھر گیا، تو دیکھیں جاسے گا اگر نجاست پانی کے داخل ہونے کی جگہ پر ہے تو کل پانی نجس ہے اور اگر یہ پانی منجھ ہو گیا تو نجس ہو جائیگا، کیونکہ اس

اقول وجہ تقریر ناظران المسألة
مبتنیة علی الاصل الثالث لا علی خلاصیت
مردود نصف الماء لو اکتثرت علی نجاسة
مرئیة فانما الفتویٰ جری علی العهد و قد
مطلق ما یستعیر لعمدہ من - - -
فی طریقہ علی تعلق العهد بقبل ان یدخل
کان علی الخلاصۃ لانه جاسر محدث التحریک
فی بطن العهد یرکب علیہ۔

واللفظ لقیہ النفس حدیر عظیم یدس فی
الصیف وراثت البدو اب فیہ (نہاد فی
الخلاصۃ والفتوح والذخیرۃ والناس) ثم
وحد فیہ الماء واصللاً یسظر ان کانت
لنجاسة فی موضع و دخول الماء فالتکل
نجس و اما انجمد فذلک الماء کانی نجسا
لان کل ما دخل فیہ صار نجسا فلا

یظهر بعد ذلك وادلتك التجاسة في
موضع دخول الماء واجتمع الماء في مكان
ظاهر وهو حشيرة عشر ثم تعدى الى موضع
التجاسة كامن الماء ظاهر والتجاسة
ظاهر عالم يظهر فيه ثم التجاسة (قال في
الذخيرة لان الماء صار كثيفا قلن يتنجس
فلا يتنجس بعد ذلك لا اتصال التجاسة
به اذ مراد في التجاسة هو كذا العدد او اقل
ماوة فعدس ربع في اربع ووقعت تجاسة
ثم دخل الماء الى امنب صار الماء الجديد
عشر اربعة عشر قبل ان يصل الى التجاسة
كان طهرا

میں جو بھی داخل ہو گا وہ نجس ہو جائیگا، اور اس کے
بعد پاک نہ ہوگا، اور اگر نجاست پانی کے داخل ہونے
کی جگہ نہ ہو اور پانی پاکیزہ جگہ پر جمے ہو جائے، اور وہ
دہ درہ ہو پھر پانی نجاست کی ٹکڑ چلا گیا تو پانی
پاک ہوگا اور جو منجمد ہو گیا وہ اس وقت تک پاک
رہے گا جب تک نجاست کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو
(ذخیرہ میں فرمایا اس لیے کہ پانی نجس ہونے سے پہلے
کثیر ہو گیا تو اس کے بعد نجس نہ ہوگا نجاست کے پانی کے
ساتھ مل جانے کی وجہ سے اور خایہ میں اضافہ
کیا) اور اسی طرح تالاب کا پانی جب کم ہو جائے
اور چار در چار ہو جائے اور اس میں نجاست داخل
ہو جائے پھر اس میں نیا پانی آجائے یہاں تک کہ

نجاست کو پہنچنے سے قبل وہ درہ ہو جائے تو پاک ہو جائے گا۔ (ت)
ایسا ہی جائز اعتدالی میں ہے۔

اصل ۹: اقول وبالله التوفيق ایک فائدہ فقیر ہے کہ شاید اس کی تحریر فقیر کے سوا دوسری جگہ نہ ملے
اثر نجاست قبول نہ کرنے کو پانی کا جریان چاہیے سیاحت کافی نہیں سائل و جاری میں عدم و خصوص مطلق ہے
ہر جاری سائل ہے اور ہر سائل جاری نہیں دیکھو بطین حوض میں جو پانی تل سے داخل ہوا اور دوسرے کنارے
تک پہنچا اس وقت ضرور سائل پہنچے مگر جاری نہ ٹھہرا جب تک دوسری طرف سے نکل نہ جائے اور اس پر دلیل

علہ ونصف حوض عشر في عشر قل
ماوة ثم وقعت التجاسة ثم دخل
الماء حتى حثلا الحوض ولم يخرج منه
شي لا يجوز التوضي به لانه كلما دخل الماء
يتنجس اذ صه حفر له (م)
اس کی عبارت یہ ہے کہ ایک حوض دہ درہ ہو اس
کا پانی نہ ہو جائے پھر اس میں نجاست پڑ جائے
پھر حوض بھر جائے اور اس سے کچھ نہ نکلے، تو اس سے
وضو جائز نہیں اس لیے کہ جو پانی بھی داخل ہو گا وہ
تاکہ پاک ہو جائے گا (ت)

لے فتاویٰ قاضی خان فصل الماء والاراکہ نوکثور کثرتہ و المزیل من الذخيرة و علی لیست بموجودہ

قائلے آب و ضرر ہے کہ ضرور اخصائے و ضرر پر سائل ہے قائمہ فصل و لا فصل الا بالاسالة (پس بیشک وضو
 و حوتا ہے اور و حوتا اجراء و کے حکم فی نتیجہ است) مگر جاری نہیں و درہ مستعمل نہ ہوتا کہ آب جاری استخوان تراستی و نجاست
 سے متاثر نہیں ہوتا جب تک متغیر نہ ہو و نہی بدی یا کپڑے کی ناپاکی جس پانی سے و حوتا اس نے بدن یا ثوب
 پر مسیون ضرر کیا و نہ استخر اچ نجاست نہ کرتا مگر جاری نہیں و نہ ناپاکی نہ ہوتا حالانکہ تین بار و حوتا میں
 امام کے نزدیک تینوں پانی ناپاک ہیں اور صاحبی کے نزدیک دو ناپاک ہیں تیسرا جب بدن یا کپڑے سے جدا ہو جائے
 پاک ہے، تنویر میں ہے ۱

ماء در د علی نجس نجس کھکھہ ۱۰ پانی جو دار و ہوا نجس پر نجس ہے صیا کہ اس کا عکس ہے۔ (دست)
 رد المحتار میں ہے ۱

الورود لیثمل ما اذا اجری علیہا و علی علی
 اس من او سطوح و ما اذا صب فوقہا فی انشیۃ
 بدون جریۃ ۱۰
 و ردو کا لفظ اس صورت کو بھی شامل ہے جب پانی
 نجاست پر ہے اور وہ زمین یا سطح پر ہو اور اس
 صورت کو بھی شامل ہے کہ جب پانی نجاست کے
 اوپر بہا یا جائے کسی برتن میں اور اس میں جریۃ نہ ہو۔ (دست)

بحر الرائق میں ہے ۱

القیاس یقتضی تنجس الماء باول الملاقاة
 للنجاسة لکن سقط للضرورة سواکانت
 الثوب فی اجابة و اورد الماء علیہ لو بالعکس
 عندنا موقوف علیہ المصلح نجس اذا
 انفصل سواء قصیر او لا و هذا فی المادیۃ
 اتعاقبا اما الثالث فهو نجس عندنا لانه
 طہارته فی المصلح ضرورة قطعیۃ و
 قد ترالت طہر عندہما اذا انفصل والاولی
 فی حمل الثوب النجس و صعبہ فی الاجابة
 قیاس یہ چاہتا ہے کہ پانی پہلی ہی ملاقات میں ناپاک
 ہو جاتا ہے نجاست کی وجہ سے لیکن ضرورت کی وجہ
 سے قیاس ماقول ہو گیا غرض کہ اگر ثوب میں ہو اور اس
 پر پانی وارد ہو یا بالعکس ہم یہ ہمارے نزدیک ہے
 قریہ اپنے محل میں ظاہر ہے اور جب جدا ہو گا تو نجس
 ہو گا خواہ متغیر ہو یا نہ ہو، یہ دو پانیوں میں اتفاقاً
 ہے، اور تیسرا تو وہ ان کے نزدیک نجس ہے کیونکہ
 اس کی طہارت محل میں ضرورت کی وجہ سے ہے
 اور یہ ضرورت محل کی طہارت کی ہے اور وہ ضرورت

من غیر ماء شرب الماء علیہ لا وضع
الماء الا خروجه من جلات الامام الشافعی
فانه يقول بجاسة الماء
یہ نہیں کہ پھٹے ٹب میں پانی موجود ہو، م شافعی کے اعتقاد سے بچنے کیلئے اس میں امام شافعی کا قول ہے کہ پانی نجس
ہو جائیگا۔ (ت)

رد المحتار میں اس کے بعد فرمایا،

ولا فرق علی المعتقد بین الثوب المتبعض
والعصاة وادھیشی والی جلات ابی یوسف
لاشتراط النصب فی العصاة فی البدائع۔
مشرط قرار دیتے ہیں، جیسا کہ برآق میں ہے۔ (ت)

اقول وظاهر التعلیل بفسورقة
تظہیر الثوب انه طهره حتى حق ذلك الثوب
لا غیر فامروصه الثوب النجس فی جاسة
وصب الماء فوقه فیه ثوب اخر طاهر
یتنحسرون لم یتمصل الماء عن الثوب
الاول بعد لامت صاكان بصورقة تقدر
بقدره فتمسكان یصل ووقع طرف مردانه
فی الاجابة فاصابا اكثر من درهم
وهو یغیر بتحرکه لم تملح صلاته هذا ما
ظهر علیہ من رواة الله تعالی اعلم۔

یہ وہ ہے جو مجددی ہر نبی، اس کو اچھی طرح سمجھیں، واللہ تعالی اعلم۔ (ت)
اس نفیس حائدہ سے اصل ۳ پر یہ ترجمہ رائل ہو گیا کہ پانی تالاب کے اس کنارے سے اُس کنارے تک

بہتاپنی پھر جاری کیوں نہ ہو ایہ سیلان ہے جریانی نہیں اور وہ فرق کھل گیا جو اصل درمیں جم نے ذکر کیا کہ تالاب کے اندر داخل آب کے قریب نجاست ہے اور پانی اس پر ہو کر گرانا پاک ہو گیا کہ وہ سب ٹل ہے جاری ہیں اور تالاب کے باہر زمین پر گرنے کے قریب نجاست ہے اور پانی اس پر گزرتا تالاب میں داخل ہو تو ناپاک نہ ہو پنجک و صفت نہ بدے کہ وہ جاری ہے اور اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے کہ جوت زخم کے اندر خون کا سیلان معتبر نہیں جوت سے باہر بہے تو ناقض و ضرر ہے فافہم میں می ہے اس مسئلہ کا کہ استنجا کرنے کو روٹے سے پانی کی دھار والی یا تھمک پہنچنے سے پہلے اس دھار پر پیشاب کی چھینٹ پڑ گئی دھار ناپاک ہو گی کہ جاری ہے اور میں دھار استنجا کرنے سے ناپاک ہو جائے گی کہ بہان پر جاری ہیں رد المحتار میں ہے ۱

قال في الصباء ذكر في الواقعات الحاصية
فواخذوا الماء فصبوا على يده للاستحالة
فوصلت قطرة بول الى الماء الساخن قبل ان
يبرد الماء قال بعض المشايخ لا يجزئ
لا به جاز قال حسام الدين هذا القول
ليس بشئ والكل لم يتكلم حسام لا مستند
غير نجسة قال في المصمرات وفيه نظر
والفرق ان الماء على كفة الاستنجاء ليس
بجارد وان سار من السماء قبل وصوله
الى كفة جاز ولا يظهر فيه اثر القطرة
فانقياسه ان لا يصير نجسا واما قاله
حسام الدين احتياطه ويؤيد عدم النقس
ما ذكرنا من الفروع والله تعالى اعلم اه

أقول وقد جزم به في الخلاصة
عائنا بالنصاوي وفي البراسية ولو يحكما
فيما بين كذا في الجوابي منه
میں کہتا ہوں اس پر غلام میں جزم کیا ورس
کو فتاویٰ کی طرف منسوب کیا اور برزیر میں کسی اختلاف کا

خلافاً لهما في ما يتصل بالماء الجاري في
الغداوي رحيل استبحي عليها صلب السماء من
القميمة على يده لاقب الماء الذي يسيل
من القميمة البول قبل ان يقع على يده بعض
ما خرج فهو طاهر بعد قال ش بخلاف مسألة
الحيضة فان الماء المباح يري عليها لم يرد عيب
بالنحاسة ولم يرهكها بل هي باقية في
محطها وعينها قائمة على ان فيها اختلاف
ولم يرد استدراك ش مرج لقوله ولكن قد ما
ان العبارة للاثر كاه كلام الشامي وقد منا ان
ما استدراك به الشامرج هو المعنى به
المعتقد والله تعالى اعلم.

ذکر نہیں کیا، اور اس کی اصل عبارت، جو
جباری پانی سے متصل ہے قادی میں یہ ہے، کہ
ایک شخص نے استنہار کیا، تو جب اُس نے ٹوٹی سے
اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا تو وہ پانی ہاتھ پر گرے سے قبل
پیشاب کے قطروں سے مل گیا، تو یہ پانی پاک ہے، اور
شخص نے فرمایا یہ مسئلہ مردار کے مسئلہ کے خلاف ہے
کیونکہ جہاں اس پر گرنے یا جاری ہوتا ہے نہ نجاست کو ہا کہ نہیں
ملے جانتا اور نہ ہی نجاست کو خم کرتا ہے، مگر نجاست کا میں اپنی
حالت پر ہی باقی رہتا ہے، پھر اس میں اختلاف
بھی ہے اس لیے شارح نے یہ کہہ کر استدراک
کیا ہے، لیکن قد منا ان العبارة للاثر
شامی کا کلام ختم ہوا اور ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ جو

استدراک شارح نے کیا ہے وہی حق اور ثابت ہے نہ تصانیف میں نہ

اصل ۱۰: ہماری کتابوں میں اتنا فرماتے ہیں کہ پانی نجاست پر وارد ہو یا نجاست پانی پر، دونوں کا ایک
حکم ہے کہما تقدم عن التسيير، و كرمه الحجم العفيري وفي الخبر الوارد كالسورود (جیسا کہ
توضیح ہے گرا اور اس کی مثل بہت گزرتے ذکر کیے اور طرہ میں ہے کہ وارد ہو رو کی طرح ہے۔ ت)

اقول وبالله التوفيق یہاں ایک حرق ہے غامض و دقیق اور تحقیق انبی ہے قبول کی حقیق۔ نجاست
حقیقہ کے لیے ایک دفع ہے اور ایک دفع۔ دفع یہ کہ نجاست اثر نہ کرنے پاسنے اور دفع یہ کہ نجاست کا اثر موجود
ذات ہر دو دفع جاری و کثیر کے ساتھ خاص ہے اور دفع ہر دفع طاهر مزیل کے لیے اور علامات نجاست و آپ کے
ثمرت چار ہیں ۱

(۲) اجمال

(۳) استعمال

(۱) اجمال

(۳) استعمال

ملہ خلاصۃ الفتاویٰ و ما اتصل بالماء الجاري نوک کشور کشتہ ۱-۱
نہ رد المحتار باب الانجاس مصنف ابوابی مصر ۲۳۹/۱

اشمال یہ کہ نجاست اپنا عمل کرے۔

اشمال یہ کہ عمل نہ کر سکے۔

اشمال یہ کہ اُس کا اثر جس شے پر تھا اُس سے دوسری چیز کی طرف منتقل ہو جائے۔

استیصال یہ کہ نجاست سرے سے فنا ہو جائے۔

نجاست جب آب قلیل را کہ یعنی عیاری پر وارد ہو تو صرف اشمال ہے یعنی اُسے ناپاک کر دے گی اور خود اُس میں باقی رہے گی اور جب آب عاریہ یا کثیر پر وارد ہو تو بعض اجمال ہے یعنی باقی تو اس میں رہے گی مگر اثر کچھ نہ کر سکے گی،

وما ذکونا من انتقالها عند انقضاء بدنه و بحدہ
وما ذکونا من النہس فی الجواب الثالث فذالک
انتقال فی الماء لا عن الماء۔

اور جو ہم نے سرے سے جواب میں ذکر کیا کہ یہ منتقل ہو جائیگا
انکہ بیکہ تجاری اور ماورائے انہر کے نزدیک ہے
تو یہ پانی میں منتقل ہونا ہے نہ کہ پانی سے۔ (ت)
اور جب آب را کہ نہ نجاست پر وارد ہو جیسے پٹریا بدن پاک کرنے میں تو یہاں انتقال ہے یعنی نجاست اُس
کپڑے یا بدن سے منتقل ہو کر اس پانی میں آجائے گی وہ پاک ہو جائے گا اور یہ ناپاک۔ اور جب آب عاریہ
نجاست پر وارد ہو جیسے عرض و بدہ صورتوں میں کہ راتوی صورت استیصال کی ہے یعنی وہ بھی پاک ہو گیا ورنہ
پانی بھی پاک رہا نجاست کہیں باقی ہی نہ رہی ہاں جاری و کثیر اگر نجاست سے متغیر ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں
قیل را کہ کس طرح ہیں بالجہ و رد آب بر نجاست میں اگر یہ پانی صرف رافع ہے تو نجاست اُس شے سے دور
کے پنے اُپر لے لے گا کہ اس میں دفع کی قوت نہیں اور اگر دافع بھی ہے تو فنا کر دے گا کہ اُس ناپاک شدہ
شے سے دفع کی اور اپنے اوپر سے دفع کی اس کے لیے کوئی عمل ہی نہ رکھ اصل ہم میں نظیر یہ کی عبارت گزری کہ
عرض بھی پاک ہو گیا اور یہ پانی جو اُس سے باہر نکل گیا اُسے اُٹھ کر کسی نے دھو لیا تو دھو ہو گیا غلہ ہر ہے کہ یہ لال ہوا
نہ انتقال ہوا کہ پانی خود بھی پاک رہا نہ اجمال تھا کہ وہ ہوتا تو اُس وقت تک ہوتا کہ پانی بہ رہا تھا جب ٹھہر گیا تو
سے قلیل تو نجاست اگر رہتی واجب تھا کہ عمل کرتی جیسا کہ اصل میں گزرا لیکن یہ بھی نہ ہوا اور اس پانی کو
اُٹھ کر اُس سے دھو جائے پڑا تو یہ نہیں مگر نجاست کا استیصال۔ اسی طرح تعریف فرماتے ہیں کہ ناپاک زمین
پر پانی بہا کہ باقی نہ بھر گیا زمین میں بھی پاک ہو گئی اور یہ پانی بھی پاک رہا۔

فی رد المحتار عن الدخیرۃ عن الحسن بن ابی سلیمان سے ہے کہ جب
بن ابی مظیع داصب علیہ الماء وحسری
قد سرد مع طهرت الاثر من الماء وظاهر
رد المحتار میں ذخیرۃ حسن بن ابی سلیمان سے ہے کہ جب
اس پانی بہا گیا اور ایک ذراع کی مقدار اس پر
جاری ہو تو زمین میں اور پانی پاک ہیں بمنزلة جاری پانی کہ

مسئلة الماء الجاري قال ش فلهذا فصر في
 المقصود والله الحمد اهـ -
 شمس نے فرمایا یہ عبارت ہمارے مقصود پر نص صریح
 ہے وقد الحمد اهـ (ت)

یوں ہی تصریحات ہیں کہ دو برتن میں ایک میں شل پانی یا دودھ پاک ہے دوسرے میں ناپاک، دونوں کی
 دھار میں ملا کر چھوڑی کہ ایک ہو کر تیسرے برتن میں پہنچی یا دونوں ملا کر شل پاک کی چھت پر بہا یا کہ ایک دھار
 ہو کر بہے سب پاک ہوگی خزائنہ وملاحہ و بزازیہ و ردالمحتار میں ہے :

انادان ماء احدهما طاهر والاخر نجس دو برتن ہیں ان میں سے ایک کا پانی پاک اور دوسرے
 قصب من مكان عال ما حثط في الهواء کا ناپاک ہے ، اب دونوں سے اوپر سے پانی بہایا
 ثم تركا طهر حثطه ولو اجرى ماء الاناديا پھر یہ دونوں پانی برائیں با سم طہ لگئے پھر نیچے آئے
 في الكاس ص ص ص بسنزلة ماء جارٍ - تو پاک ہیں ، اور اگر دونوں پر تنوں کا پانی زمین پر

بہا دیا گیا تو دونوں بمنسزلہ جاری پانی کے ہو گئے۔ (ت)

اشارات تقریر سابق سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ثمرۃ الاستیصال علی ال طلاق نجاست غیر مرتبہ میں ہے
 مرتبہ جب تک باقی ہے معدوم نہیں کھی جاسکتی ، باری کثیر و جاری میں اثر نہ کر سکے لہذا قلیل و را کہ ہوتے ہی اپنا
 عمل دکھائے گی مگر یہ کہ اس سے پہلے نہ سبب نہ ہوئی یا پانی میں سے ایک یا کسی کی طاعت مستحیل ہو گئی تھی کہ
 پہلے دو صورتوں میں مرتبہ نہ رہی غیر مرتبہ ہو گئی اور کھل میں نجاست ہی نہ رہی منہ الخافی میں ہے :

قال العلامة جلال الرحمن افندی العمامہ علامہ عبد الرحمن افندی عمامہ دی مشق نے اپنی
 معق و مشق في كتابه هدية ابن العمامہ کتاب حیات ابن العمامہ میں فرمایا صاحب مجمع الفتاوی
 قال صاحب مجمع الفتاوی في الخزانة نے خزائنہ میں فرمایا کہ ہر طرف کا پانی ایسے راستے میں رہا
 ماء الثلج اذا جرى على طريق فيه سرقين جس پر گہر پڑا ہوا تھا اور نہ سبب بھی تھی اگر نجاست
 وبجاسة الماء تعيبت النجاسة واختلطت اس میں اس طرح کھل مل گئی کہ اس کا اثر نظر نہیں
 حتى لا يرى اثره يتوضوء منه - آتا تو اس سے وضو کیا جائے گا۔ (ت)

یوں ہی بزازیہ وملاحہ و فتاویٰ سمرقندیہ میں سبب شرعیہ میں بعد کلام مذکور اصل ۶ فرمایا :

لے ردالمحتار باب المياه مصطفیٰ ابابا مصر ۱۳۸/۱

لے ردالمحتار باب الانجاس ۲۲۹/۱

لے منہ الخافی مل حاشیہ بحر الرائق بحث الماء الجاري ایک ایم سید کمپنی کراچی ۸۵/۱

قال هو من نحن الى اى يصير الزيل الذى سفل
اسفل حصة وهو الطين الاسود فلا يكون
بجسما خيثلذ واذ اكان الحوض كيرا فالامر
فيه يسير
تقریر ہے ،

یعنی وہ اجری بعد ذلک لا یسجد صمدیۃ
الزبل حصاۃ کما یعلیہ صاۃ

اقول تسیر ما حققنا من المراد
بالماء فی قولهم ماء وورد علی نجس نجس
کعکسہ هو الماء لراکد التلیل اذ به تقسیم
انقصیتان من عمومها وقد اشار الیہ
ہذا علیہ حیث قال لا حیث لا نجس
یظہر بالنقل فی الماء الجری و حکمہ
بالنقل یصب الماء علیہ واحتمل حمل
یظہر بالنقل فی الاوانی قال ابو حنیفہ و
محمد یظہر حق یخرج من الاجام من
الثالثۃ ما مر او قال ابو یوسف لا یظہر
البدن ما لو یصب حلیہ الماء وفق لثوب
منہ ما ویتای وجہ قول ابی یوسف ان یس
بطریقۃ بالنقل صلاۃ من الماء منی لاقی الجسۃ
یتنجس سواء ورد الماء علی الجسۃ او ردت منی
علی الماء الا انما حکمنا یظہر ما لھا جسدہ

لے منۃ الخ فی علی ما شیتہ بکرا لائق بحث الماء الجاری
علہ ایضاً

توضیح اس وقت تک ناپاک ہے جب تک کہ جو گندگی اس
کے نیچے ہے کچڑ میں تبدیل ہو جئے تو اس وقت تک ناپاک
نہ ہوگا۔ اور اگر توضیح پڑا ہو تو معاملہ آسان ہے۔
(ت)

یعنی اس کے بعد پانی جاری بھی ہوا ہو کیونکہ بعض کچڑ
ہی جانا کافی نہیں جیسا کہ سابقہ بیان سے معلوم
ہوتا ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں جو تحقیق ہم نے کی اس سے یہ
بات واضح ہو گئی کہ ان کے قول ماء وورد علی
نجس نجس کعکسہ میں ماء سے مراد وہ تھوڑا
پانی ہے جو ٹھہرا ہوا ہو، کیونکہ اسی تشریح سے موزن
یجدد مستحکم ہوا ہے اور ان کا عموم صحیح قرار دینا
اور حکم تعلیفہ اسی طرف اشارہ کیا ہے وہ فرماتے
ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نجس چیز جاری پانی
میں دھوئے سے پاک ہو جائے گی اور اسی طرح اگر
اس پر پانی بہا کر اس کو دھو دیا جائے تو پاک
ہو جائے گی، اس میں اختلاف ہے کہ کیا ہر قول میں
دھو کر بھی پاک ہوگی یا نہیں؟ ابو حنیفہ اور محمد
فرماتے ہیں پاک ہو جائے گی یہاں تک کہ تیسرے
شے سے پاک نہ نکلے گا اور ابو یوسف نے فرمایا بدن
اس وقت تک پاک نہ ہوگا جب تک کہ اس کے اوپر
پانی نہ بہایا جائے اور کپڑے کے بارے میں اسی ہے

ایک نیم سیدہ کمپنی کراچی ۸۵/۱

دور و ایتیں ہیں، ابو یوسف کے قول کی وجہ یہ ہے کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ دھوئے سے طہارت پاگل نہ ہو کیونکہ پانی جب نجاست سے طاق ہوگا تو ناپاک ہو جائے گا خواہ پانی نجاست پر وارد ہو یا نجاست پانی پر وارد ہو، مگر ہم سے لوگوں کی ضرورت کی وجہ طہارت کا حکم دیا اور حاجت پانی کے نجاست پر وارد ہونے کی صورت میں پانی کے حکم کے ساتھ رطلی ہوتا ہے۔ اُس کے علاوہ قیاس کے مطابق رہے گا، اس بنا پر بدن اور کپڑے میں فرق نہیں کیا جاتا تھا، ورنہ کے نزدیک وجہ فرق ایک روایت پر یہ ہے کہ کپڑے میں ضرورت ہے کہ چونکہ وہ شخص جس کا کپڑا ناپاک ہو جائے اس کو یہ سہولت حاصل نہیں ہوتی کہ کوئی کپڑا پر اوپر سے پانی بہا سکے اور خود بھی وہ نہیں بہا سکتا ہے، اور طرفین کے قول کی وجہ یہ ہے کہ قیاس دونوں صورتوں میں متردک ہے کیونکہ دونوں کے ضرورت متحقق ہے کیونکہ ہر وہ شخص جس کو نجاست لگ چکے نہ تو بہتا ہو پانی پاتا ہے اور نہ ہی کسی بہانے واسطے کہ پاتا ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود بھی نہیں بہا سکتا ہے اور اس کے علاوہ جو قیاس انھوں نے ذکر کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ پانی جب تک نجس جگر پر رہے ناپاک نہیں ہوتا ہے اور مقتضی تو دو مرتبہ انھوں نے

الناس والحاجة تندفع بالحكم بالصب مرة
حدود الماء على النجاسة فيبقى ما وراء
ذلك على قياس فعله ولا يفرق بين
البدن والشوب ووجه الفرق له على رواية
انت في الشوب ضرورة اذا غسل من تنجس
ثوبه لا يبعد من يصب ولا يمكنه الصب
بنفسه ووجه قوله ما ان القياس متروك
في الفصلين لتحقيق الضرورة في المحل
اوليس غسل من اصاب النجاسة بدنه
يعد ماء جاسيا او من يصب وقد لا يتمكن
من الصب بنفسه مع ان ما ذكره من القياس
غير صحيح لان الماء لا يتنجس اطلاقا
مادام على المحل النجس ثم مختص بعد
افاد مرتين ان القضية في غير الجارية
اي وما حكمه من الكثير والكثير انت
المصدق العلاق حصل الكلام على الجار
فقال في شرحه (ورد) اي جري (نجس)
دا وورد محله او اكثره وواقعه
لا كيفية في مبراة نجاسة على سطح لكن
قد صان العبوة للاثر (كعكسه) اي اذا
وردت النجاسة على الما تمس الماء
اجمعا اه

بتایا کہ دونوں قفسے غیر جاری پانی میں ہیں یعنی اس پانی میں جو جاری پانی کے حکم میں ہو، مثلاً کثیر پانی، تعجب ہے کہ مدتی علاقے نے کلام کو جاری پانی پر محمول کیا ہے، اور اپنی شرح میں فرمایا ہے (ورد) یعنی جاری ہوا (ناپاک) جب و رد ہوا اس کا کل یا اکثر اگر جاری ہو تو یہ حکم نہیں ہوگا جیسا کہ نہریں مزار یا پھت پر تہی ست، ایک ہی ہم نے پئے ذکر کیا کہ اعتبار اثر کا ہے (جیسا کہ اس کا عکس) یعنی جب کہ نجاست پانی پر وارد ہو تو پانی اجماعاً ناپاک ہو جائیگا اور

اقول بل لا یتنبھن اجماعاً اذا کان نجاساً یا ما لم یتغیر بها فالمراد المراد احتیاطاً التقلیل قطعاً ولو محمول علیہ لم یرید حتمہ فی الاولیٰ الی تعقید حاو لا الاستدلال علیہا والتعجب ای اسادات الثلثۃ ح و ط و ش کلہم حملوہ علی ما یحکم المرکی والعبرۃ فاعترض، الاولیٰ علی الثانی ح و ط و ش علی قولہ جری هذا خاص بما اذا اعمی علی مرضی او سطلہ ولا یشمل ما اذا اصب علی نجاسة لان الصب لا یقال له جری یا مع ان الحکم عام فالاولیٰ ابقاء المصنوع علی حیوۃ الام

حکم عام ہے، تو اولیٰ وہی ہے کہ مصنف نے اس کو اس کے علوم پر باقی رکھا ہے اور۔ (ت) میں کہتا ہوں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جاری پانی یا کثیر پانی جو کسی نجاست پر وارد ہو یا بالعکس صرف وارد ہونے سے نجس ہو جائے گا، تو علوم کہاں ہما اور تیسرے نے دو جہوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ درود کی تفسیر اس کے ساتھ اس لیے کی گئی ہے تاکہ وہ اس کی تفصیل کر سکیں اور اس کے خلاف کلامی ذکر کریں،

ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: یہ وہی حکم ہے جو اس کے لئے ہے اور
 اسے بالکل دھوا کر دینا اور اسے اسی طرح رکھنا
 کر دی حالانکہ ہمارے حکم اس سے معلوم ہو گیا تھا بطریق اولیٰ۔ تاکہ ارادہ نہ کرنے کا دہم دفع ہو جائے اور
 اقوال لا عموم و علی فرضہ کیف
 نصیحت تفسیرہ بخلاف یستأقی لہ تفسیرہ
 وجعہ حلاۃ مل کا سب علیہ ان یقید
 علی عمومہ ویقول وان کان جاسیاداً
 و س دکلہ الخ

یہ جو اہل زہاد و پیر محمد تعالیٰ عظیم سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہیں والحمد للہ علی تواتر
 الائمہ و افضل الصلوٰۃ والسلام علی سید ابیہ نہ و علیہم و علی الہ وصحبہ و اولیائہ
 باقیین دائمین بدوامہ و تہنہ و تہنہ و بحمدہ سبحانہ و تعالیٰ

جب یہ اصول عشرہ مہدیہ اب تفریعات کی طرف چلتے۔

فاقول وباللہ التوفیق اس مسئلہ میں ۱۲۰ صورتیں ہیں، جن میں چارم میں حوض کی قسمیں ذکر
 ہوتیں۔ قسم دوم وہ کہ اسفل اسی کا جزو، جو شکل و اعطاف میں متمیز نہ ہو جیسے نصف دائرہ۔ قسم چہارم وہ
 کہ اسفل شکل جدا نہ ہو۔ صغیر تابع وہ کہ پچیس باتہ مساحت سے کم ہو مستقل وہ کہ پچیس باتہ یا زائد
 ہو مگر سو سے کم ہو، حوض زیری ناقابل اجراء ایک وہ کہ پانی اُس کے حدود سے باہر تک حوض بالائے لطف
 میں بھرا ہو کہ باہر سے جو پانی آئے گا اُس کا بہاؤ اُس حوض صغیر میں داخل ہو کر نکلنا نہ ٹھہرے گا کہ اُس کا
 اجراء ہو بلکہ حوض بالائے ہی کے لطف میں متحرک سمجھا جائیگا کہ جریان نہیں (اصل ۳ و ۵) طہر ہے کہ اگر دیگ
 میں ایک کٹورہ رکھا اور نصف دیگ میں ناپاک پانی بھرا ہے لبالب بھر دینے سے بھی کٹورہ سے کا پانی پاک
 نہ ہو گا نہ دیگ کا کہ اُن میں کسی کا اجراء نہ ہو بخلاف اس کے کہ صرف کٹورہ سے پانی پانی ہو اور اُس پر پاک پانی
 ڈالیں یہاں تک کہ بھر کر اُسے ضرور کٹورا اور اُس کا پانی پاک ہو جائیگا کہ اُس کا اجراء ہو گیا اگرچہ جو دیگ
 میں (اصل ۲) دوسرا وہ کہ آگے ابل کر بننے کو جبکہ نہ ہو جیسے اس صورت میں (۱) کہ اگرچہ پانی نہ

ح ۶ تک ہوا کے فتنی تک بندہ ہے۔ قابل اجراء کہ پانی اُسی کے اندر اور آگے پہنچے کہ جگہ ہر قلت فتنی
 یہ کہ عرض بالا کی فضا کہ اس عرض زیریں کی محاذات میں سے مع فضا سے جو عرض زیریں وہ درجہ کم ہو جیسے اس شکل میں
 ۲ کی شکل میں ہے۔ کہ لب سوا ہوا اور ۳ کم ہے کثرت فتنی یہ کہ یہاں بھی وہ درجہ ہو جیسے
 اسی شکل میں ہے۔ ۴ سوا ہوا اور ۵ لب زیادہ ہو یا شکل سوم مذکور جواب چارم میں کہ لب ۵
 ح ۶ دونوں مساوی ہیں کثرت مبدیہ کہ ناپاک پانی جہاں تک بھرا ہے مثلاً بحال قاطعیت اجراء سے
 تک یا بحال عدم قاطعیت سے مراد وہاں سے داخل آب تک اتنی جگہ ہے کہ آنے والا پاک پانی وہ درجہ
 ہو کہ ناپاک پانی سے ملے گا مثلاً ۵ سے جو پانی ح پر آیا اور پہل صورت میں ۵ سے ناپاک پانی تھا تو ۶ تک پہنچنے
 سے پہلے سطح ۶ میں سوا ہوا مساحت ہوا اور دوسری صورت میں ۵ سے جس پانی تھا قوی سے اوپر اور
 سطح ح ۵ میں وہ درجہ کی وسعت ہر قلت مبدیہ یہ کہ اتنی جگہ نہیں بلکہ وہ درجہ سے کم رہ کر اُس سے ملے
 بہر حال نہایت مرئیہ پاک پانی داخل ہونے سے پہلے نکال لی گئی تو مخرجہ ہے ورنہ یا قیہ را سبہ خواہ طافہ
 ظاہر ہے کہ عرض زیر بحث قسم دوم سے ہو گیا چارم سے اور چارم تابع یا مستقل اور دونوں قابل اجراء
 یا ناقابل یہ پانچ صورتیں ہوں۔ ۱۔ بہر حال نہایت مبدیہ ہو گیا قلیل درجہ دوم فتنی بھی قلیل ہو گیا کثیر مرئیہ
 ہو کر پندرہ مرئیہ۔ بہر حال نہایت غیر مرئیہ ہو گیا یا مرئیہ اور مرئیہ مخرجہ یا باقیہ اور باقیہ را سبہ یا طافہ یہ
 چار ہر صورت میں مرئیہ بہر صورت عرض بالا ہو کر آیا نہیں جدا ایک ٹوہیں۔ اب ہم بتوفیقہ تعالیٰ اے کا
 ضبط کریں کہ ہر تقسیم کی صورت میں آئے جس سے وہاں حکم مختلف ہو۔

فاقول و بالذکر الاستیعاب اولاً عرض اگر قسم دوم سے ہو یا قسم چارم سے اور صغیر یا قابل اجراء
 تابع خواہ مستقل اور بہر حال نہ کثیر المبدیہ تھا نہ بھر کر بلا تو مطلقاً سب ناپاک ہو گیا عام ازیں کہ نہایت کسی
 قسم کی ہو اور فتنی قلیل ہو یا کثیر کہ جہاں پانی نہایت سے مل گیا نجس ہوتا گیا اور نجس کثیر ہو کر طافہ نہیں ہو سکتا
 یہ تین صورتیں ہوں بلکہ ایک ہی کہ ناقابل اجراء سب کو شامل ہے اور تفصیلاً بطاذا کثرت و قلت فتنی اقام
 نہایت چوبیس۔

ثانیاً انہی صورتوں سے پہلے دو صورتوں یعنی قسم دوم و نا جاری تابع میں اگر کثیر المبدیہ تھا یا بھر کر
 بلا تو مطلقاً سب پاک ہو گیا یہ چار صورتیں ہوں بلکہ وہی کہ نا مستقل دونوں کو شامل اور تفصیلاً بتین
 کہ کثیر المبدیہ آبے یا نہیں اور لٹنے والے قلیل المبدیہ میں فتنی قلیل ہو یا کثیر اور ہر ایک قسم دوم سے ہو یا نا جاری
 تابع وہ بہر حال نہایت کسی قسم کی۔

ثالثاً انہی کی صورت سوم نا جاری مستقل میں کثرت مبدیہ یا اُچلنے سے عرض بالا مطلقاً پاک رہے گا

کہ اُس کا پانی نہ پاک پانی سے کثیر ہو کر ملا (صل ۸) یا بعد کو برگیا (اصل ۱) اور صغیر مطلقاً ناپاک ہونا چاہیے۔ اگرچہ نجاست غیر مرتبہ ہو کہ ہما نہیں اور مستقل ہے (جواب ۳) تو نجاست موجود اور سبب تطہیر موقوفہ صحت کثرت مبدیٰ تو واضح ہے اور صورت اجزائیں بھی ظاہر رہی ہے کہ اس کا استقلال اس کے اجزا کو اس کا جز ہونے سے مانع ہوگا اگر لکھ کر مانع نہ ہوگا شکل ج  میں ج ح ط ز ی اور سبب زمین کے ٹکڑے جسوں نے عامل ہو کر ط کو ط سے ممتاز کر دیا اگر شاد سے جائیں تو شک نہیں کہ لب کا اجزاء تم شکل دے گا۔ اجزا ہوگا جس میں ط بھی داخل تو اسے لکڑے کم کر لینے سے اثر جہاں تک تک پہنچتی تھا وہاں پر کیوں ختم ہو جائے گا تو جب وہی ہے کہ وہ ٹکڑے بہت جائیں تو دے شکل واحد میں سب پانی ایک ہے بخلاف اس صورت کے کہ اب دو شکلوں میں دو پانی ہیں فلیت مل یہ دو صورتیں ہوتیں اور تفصیل اسی طرح معلوم۔

س ابھی صغیر قابل اجزا اور نہ ہوگا مگر قسم چہارم سے کہ قسم دوم اصلاً قابل اجزا نہیں جب تک سارا حوض بھر کر نہ بے ط ہو رہے کہ اب جو پانی اوپر سے آئیگا ضرور اسے بھر کر ہمارے گا (صل ۵) تو اُس وقت اس کی طہارت میں کلام نہیں (اصل ۱) عام ایسی کہ مستقل ہو یا تابع کہ اجزائے طہارت کے لیے کوئی مقدار شرط نہیں (اصل ۲) اب اگر نجاست غیر مرتبہ یا مخرج سے تو خود نجاست کی کوئی وجہ نہیں کہ جریان اسس نجاست کو فنا کرتا ہے (اصل ۱۰) تو مطلقاً یہ دو پانیوں میں سے چاہے کتنی ہی اچھڑے مبدیٰ کثیر ہو نہ متھے کہ جریان کے لیے کوئی حد خاص مقدار نہیں (اصل ۳) خواہ بھر کر اُبلے یا سس کے طہر کو اجزا کی حاجت نہیں یہ چار صورتیں ہیں کہ قابل اجزا تابع یا مستقل اور نجاست غیر مرتبہ یا مخرج بلکہ ایک ہی کہ قابل اجزا اور نجاست غیر مرتبہ کہ بعد اخراج مرتبہ بھی غیر مرتبہ ہے اور تفصیل چوتھیں کہ برقیہ پر مبدیٰ کثیر ہو یا قلیل اور متھے کثیر یا وہ بھی قلیل اور ہر صورت پر اُبلے یا سس۔

خلاصہ اسی صورت قابل اجزائیں نجاست باقیہ ہو تو مبدیٰ یا متھے کثیر ہونے کی حالت میں اگر نجاست طافہ ہے مطلقاً وہ دونوں سے پاک رہیں گے صغیر تابع ہو یا مستقل بھر اُبلے یا نہ اُبلے کہ جریان صغیر نے اُسے پاک کر دیا اور وہ اگرچہ مستقل ہو نجاست کہ طافہ تھی اس میں نہ رہی آب بالائی طوف مطلق ہو گئی اور یہ آب بالائی سے ہمارے والا اُس سے متاثر نہ ہوا اگر کثیر تھا تو ظاہر (اصل ۸) اور قلیل تھا جب بھی بہت حسب بیان تو پاک تھا ہی (اصل ۳) اور یہ جریان فستی نہ ہو جب تک اُس فضا سے حوض کبیر کہ کوئی ذات صغیر میں ہے بھر نہ دیا (اصل ۳) کہ عرض میں پھیلنا حسب بیان کا مانع نہیں (اصل ۷) اور اس وقت وہ درود ہو چکا تھا بہر حال قابل قبول نجاست نہ ہوا تو ہی اگر اس سبب ہے اور صغیر تابع کہ اگرچہ وقت جریان کے وقت نجاست اُس میں موجود تھی مگر آب بالا بوجہ کثرت متاثر نہ ہوا اور یہ بوجہ تبعیت اُس کے ساتھ شے واحد ہے تو پاک ہی رہے گا

اور جریان بالا کی حاجت نہیں جیسے عرض قسم دوم کا مستقل اگرچہ مساحت میں کتنا ہی کم رہ جائے اور اس میں
نچا ست موجود ہو جب اوپر کثیر ہے یا اجزاء ہو جائے کوئی حصہ ناپاک نہ رہے گا ان اس صورت میں اگر صغیر مستقل
ہے تو کبیر کہ کثیر ہے پاک رہے گا اور صغیر پھر ناپاک ہو جانا چاہیے کہ اس سطح کے بھرتے ہی جریان ٹھہر گیا اور
اُس وقت نچا ست خود اس میں موجود ہے اور یہ تابع نہیں تو جریان بالا بھی اگر ہوا سے مفید نہیں اور اگر مہرہ و نشتے
دونوں قیل میں اور عرض بالا بہا بھی نہیں تو مطلقاً وہ دونوں حصے ناپاک رہیں گے صغیر تابع ہو یا مستقل اور نچا ست
طافیہ ہو یا راسبہ کہ اگرچہ اجزائے صغیر نے اسے پاک کیا اور اُس وقت تک وہ آنے والی پانی بھی پاک تھا مگر
جریان ٹھہرا قلت پر تو آب قلیل ساکن میں نچا ست موجود ہے خواہ بالا میں اگر طافیر ہے یا زیریں میں اگر راسبہ
تو وہ نجس ہو گیا (اصل ۶) اور دو سر آ قلیل کہ اول میں زیریں اور دوم میں بالا ہے اس سب نجس سے متصل ہے
تو وہ دونوں نجس ہو گئے اور بعد کہ جو پانی بڑھا بھی عرض میں تحرک ہوا تو دوبارہ اجزاء ہوا (اصل ۳ و ۵) اس
بڑھنے میں سیلان سہی مگر وہ جریان کے لیے کافی نہیں (اصل ۶) اور اگر عرض بالا بہا اور صغیر تابع ہے تو سب
پاک اگرچہ نچا ست راسبہ ہو یا عرض بالا (جیسے ابھی گرا۔ ت) اور مستقل ہے تو صغیر جو
اتصال نچا ست ناپاک ہونا چاہئے اگر وہ طافیر ہو کہ وقت جریان کے وقت مانا سب قلت ناپاک ہو گیا تھا اور
یہ اُس سے متصل پھر جب بان بالا جریان ہوا وہ برودا مستحق اس وجہ سے جریان نہ ٹھہرا جائے تو یہ نجس ہی رہا
اور کبیر جو جریان خود پاک ہو گیا یہ دو صورتیں ہیں کہ کثرت مہرہ یا حجت ہر ایک میں تین ہیں طافیر مطلق اور راسبہ
میں صغیر تابع یا مستقل تو سب قلت ہر دو میں تین ہیں ہم جریان بالا مطلق اور جریان میں تعیت و استقلال
بلکہ تھپہ ہی ہیں کہ وہ دونوں کثرتیں وقت علی الاثرہ میں آگئیں اور تفصیلاً چرمیں کہ کثرت مہرہ یا نشتے یا قلت ہر دو
ہر ایک میں نچا ست طافیر ہے یا راسبہ۔ صغیر تابع ہے یا مستقل یا لا بہا یا نہیں آئے آٹھ ہو کہ چوبیس ہیں
مجروح ایک سو بیس اور صابطہ میں بیس ہی بلکہ صرف بارہ۔

ضابطہ کا اختصار

اختصار هذا الضابط

میں کتا بوں اگر ناپاک عرض کی تر پاک پانی کے
داخل ہوتے سے جاری نہیں ہوتی ہے، تو اگر مہرہ
زائد ہو گیا یا بڑا جاری ہوا، تو کل پاک ہے اگر صغیر
تابع ہے اور کثیر فقط اگر مستقل ہو ورنہ سب
ناپاک ہو گیا، اور اگر اس کے ساتھ جاری ہو اور

اقول ان كان جوف الحوض النجس
لا يجرى به دخول الماء الطاهر فانت
كثير المبدء او جرى الكثير طهر الحوض
لو ان صغیر تابع او الكثیر فقط لو مستقلاً والا
تسحب السائل وان كان يجرى مبه و

النجاسة غير مرسية طهر النك والى باقية
 فان وقف عن الجريان كثير او هي طافية
 او الصغیر تا بعد طهر نکل والا فالکبیر
 وحده وان وقف قليلا لم یجوز لکبیر نجس
 نکل وان جوی طهر نکل لو الصغیر تا بعد
 الکبیر فقط لو مستقلا۔

نہایت مرتبہ نہ ہو تو نکل پاک اور اگرچہ نہایت باقی ہو
 تو اگر جاری چلتے بہت دیر تک جاؤں نہایت اوپر تیرتی
 ہو یا صغیر تابع ہو تو نکل پاک ورنہ کبیر صرف پاک ہوگا
 اور اگر تھوڑی دیر ٹھہرا اور کبیر جاری نہ ہو تو نکل ناپاک
 ہوا، اور اگر جاری ہو تو نکل پاک ہو اگر صغیر تابع ہو
 اور کبیر فقط اگر مستقل ہو۔ (ت)

ضابطہ پر وجہ دوم متفرق کہ برص کی طہارت کا ضابطہ۔

اقول طہارت بالاکہ چار صورتیں ہیں،

۱۔ آب طہر کثیر ہو کہ نہیں تک پہنچے، یا

۲۔ حوض بھر کر ابل جانے، یا

۳۔ صغیر کو بہا سنے اور نہایت غیر مرتبہ رہ گئی ہو، یا

۴۔ صغیر کو بہا کر وہ در در پر مٹا۔

اور طہارت زیریں تابع مطلقا تابع طہارت بالا ہے اور طہارت زیریں مستقل کو تیس مشرطیں دیکار،

اول، اسس کا جاری ہونا۔

دوم، نہایت کا واسعہ نہ ہونا۔

سوم، یا تو نہایت غیر مرتبہ ہو یا طافہ ہے تو جریان حد کثرت پر ٹھہرے انہی کے اجتماع و افراق سے

زیر و بالا کے احکام پیدا ہوں گے طہارت بالاکہ اگر کوئی صورت پائی جاسے وہ فوہ حصہ مطلقا نجس ہیں کہ

میں مستند میں نہایت بالا و طہارت زیریں معقول نہیں اور اگر ان میں سے کوئی صورت متحقق ہو اور اس کے

سب حصہ مستقل نہ ہو یا ہو تو اس کی تینوں شرطیں جمیع ہوں تو سب پاک ہے اور اگر طہارت بالاکہ

کوئی صورت پائی گئی اور صغیر مستقل ہے اور اس کی کوئی شرط عطفی ہوئی تو اسفل ناپاک اعلیٰ پاک۔

ضابطہ پر وجہ سوم کہ تزیل احکام کہہ حکم ہیں،

۱۔ سب پاک

۲۔ سب ناپاک

۳۔ صرف حصہ بالا پاک اسس ضابطہ میں ہر حکم کی صورتیں چھ اکی جائیں گی۔

فاقول اگر آب طہر آب نجس سے نہ کثیر ہو کہ ملا نہ لید کہ ملا نہ نہایت غیر مرتبہ میں صغیر کو بہایا

اقول اولاً یہیں سے ظاہر ہوا کہ کلام علمائے کرام حوضِ قسم دوم میں ہے ورنہ بانو سے صورتوں کے نقص وارد ہر جن میں سے ستر میں طہارت کل یقینی ہے اور باقیس میں طہارت اعلیٰ تردد ہے تو نجاست اسفل میں آہ حوضِ قسم دوم میں بیشک حکم بھی ہے کہ اعلیٰ اسفل سب ناپاک صیغہ و استثناء ہیں جن میں سبب پاک ہو گا ایک یہ کہ بھر کر اُبل جائے یہ صراحۃً اُن کے کلمات عالیہ میں مذکور علیہ و بدائع و فتح سے گزارا اعتلاؤ و نسو ینخروج منہ شئ (وہ بھرنا اور اس کوئی چیز خارج نہ ہوئی) دوسرے یہ کہ آنے والا پانی کثیر ہو کر اُس نجاست سے ملے یہ بجائے خود معلوم و مہرہ کہ کثیر بے تغیر نجاست قبول نہیں کرتا تو اطلاق علمائے کرام میگے و بے عبار ہے اور تحقیق بازخ و تنقیح بالفتح یہ ہے جو ترفیع عزوجل قلب فقیر پر العائلی۔

ثانیاً نیز یہ بھی واضح ہوا کہ قول دوم بھی بے وجہ نہیں بلکہ وہ اُسی ستر صورت پر محمول جن میں سبب پانی پاک رہتا ہے و باللہ التوفیق۔

ثالثاً یہ بھی لائحہ ہوا کہ یہ محل ایک قول کی تصحیح دوسرے کی تضعیف کا نہیں بلکہ دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں،

والله الحمد کثیرا طیبا مبارکاً فیہ کما	اللہ ہی کے لیے بہت پاکیزہ حمد ہے اس میں برکت ہو
یحبہ ربنا ویرضی، وحصل اللہ تعالیٰ	حق پارسہ کر پسند ہے اور اتنے درود و سلام
وبارک وسلم علی المصطفیٰ الآخرین،	ہوں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی آل اسحاق
والہ وصحبہ وائتہ وحزبہ ما اعلت سما،	اولاد، گروہ سب پر جب تک آسمان زمین سے
مرضا، والحمد للہ رب العالمین واللہ	بلند رہے، والحمد للہ رب العالمین واللہ سبحنہ و
سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔	تعالیٰ اعلم۔ (ت)

تنبیہ جلیل

تنبیہ جلیل

وتشید التصریح والتحصیل، و	اور اصل بیانی کرنے اور فروعی مسائل کا استنباط
عن اللہ ثم علی رسولہ التعمیم، جل وعلا	کرنے کی بنیاد اور پھر مساہد ملکہ و جلی پر ہے پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ چار ہوئیں اور ہر تقدیر نجاست کی ہر قسم حاصل ۱۶ اور تصنیف مستقل جاری میں مبداء کثیر ہر یا منتہی ہر حال اُچلے یا نہیں اور نجاست خاص و سبب یہ چار ہوئیں اور اگر دونوں قلیل ہیں اور بکلاً تو نجاست را سبہ ہر خرافا و ظاہر یہ دو مل کر چھ ہوئیں، حاصل ۲۲ اور ضابطہ میں ۵، مجملہ ۱۲۰، اور ضابطہ میں ۱۲ - ۱۲ منہ (م)

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالتبجیل، اس کے قول پر سے اللہ تعالیٰ نے عظمت الودیعہ (دیکھیے) اصل سوم میں گر کر دخول و خروج دونوں اس جریان کے رکے ہیں ان میں سے جو نپایا جائیگا جریان ہوگا واصل سوم میں وہ الماء و ضیاء و جاسع الحضرات و بزازید و خلاصہ و فتاویٰ سے گزرا کر لوٹنے کی دعا و جب تک ہاتھ پر نہ پہنچی جاری ہے نہ لکیر محض خروج بلا دخول ہے۔

اقول وباللہ التوفیق و مدہ الوصول الی ذری التحقیق (تہذیب کی توفیق سے میں کہتا ہوں اور اسی کی مدد تحقیق کی گہرائی تک پہنچتا ہوں) اس کی تفسیر و تطبیق ایک لفظ فیہ کی توضیح و توفیق پر مبنی ہے ملا مختلف ہوئے کہ جاری ہونے کے لیے اور سے حد آنا بھی ضرور ہے یا بلا مد کسی مانع کا آپ بسنا بھی جریان ہے محقق علی ان طلاق نے اول کو ترجیح دی فتح میں فرمایا،

الحق انما یجری فی حوض الحمام اذا کان الماء یجری من اعلاہ حتی لو اذ غلت القصعة المحسنة ام الید المبحیة فیہ لا ینحب وعل یشق مع ذلک قد اذک اختراک الناس منه فیہ خلاف ذکرة فی المسئلة لا بد من کون جریانہ لحد ذلک کما فی العین والیہر هو المختار آھ ثم ذکر مسألة الاستنجا بالقمیة و فعل علی التحنيس النظر فیہ بعین ما عطر الامام حسان الیہی ثم قال قال علی المصنف فی التحنيس و فیه ما اورده المشایخ فی الکتاب ان المسافر اذا کان معه میزاب واسع (ای یسع لان یتوصافیہ) واد اوتة ما یرتاج الیہ ولا یتیقن وجود الماء لکنہ علی طمعه قبل علی اقول لعل وجه التفتید بہ التفتید علی انہ یجوز هذا الاحتمال وان کان علی من الباعض عدمہ اذ فی ۱۲ منہ حق (۲)

جاری پانی کے ساتھ حمام کے حوض کو بھی شامل کیا گیا ہے، جبکہ پانی اس کے اوپر سے اتر رہا ہو یہاں تک کہ اگر اس میں ناپاک پیالہ یا ناپاک ہاتھ ڈالا تو ناپاک نہ ہوگا اور آیا اس میں یہ شرط بھی ہے کہ لوگ پل در پل اس میں سے چلے بھر کر پانی نکالتے ہوں، اس میں اختلاف ہے، اس کو فیہ میں ذکر کیا، پھر اس کے جاری رہنے کے لیے اس کو مدد دینے وال چیز ضروری ہے جیسا کہ چشمہ اور نہر میں ہوتا ہے یہی مختار ہے اور بھر اسبب، ڈی کے ساتھ کا مسئلہ نقل کیا اور پھر تحنيس سے نقل کیا کہ اس میں نظر ہے یہ وہی نظر ہے جو حسان الدین نے کی تھی، پھر کہہ کر مصنف نے تحنيس میں کہا ہے اور اس کی نظیر شیخ کا یہ قول ہے کہ مسافر کے پاس جب واسع پڑنا ہو (یعنی اس میں اتنی گہنی قش ہو کہ اس میں وضو کیا جائے)

اس قید کو جو شاید یہ ہو کہ اس بات پر نفس کرنا مقصود ہو کہ یہ جگہ ہاڑبہ اگر چہ پانی ملنے کی امید ہو تو جب امید نہ ہو تو یہ رجوع الی جہ زوجہ (رہت)

اور پانی کا برتن ہر جس کی ضرورت ہو ،
 اور پانی کا پایا جانا یقینی نہ ہو لیکن طے کی (مسید ہو ،
 تو ایک قول یہ ہے کہ وہ کسی کو حکم دے کہ وہ پرنالے
 کے ایک کنارے سے پانی بہائے اور وہ شخص وغیرہ
 کرے اور پرنالے کی دوسری طرف ایک پاک برتن
 ہو جس میں پانی جمع ہوتا ہو تو وہ پانی ظاہر اور طور
 ہو گا کیونکہ جاری بعض طوائف دیا یہ کہ نہیں کیونکہ جاری
 پانی مستقل نہیں ہوتا ہے جبکہ اس میں نیل پانی شامل
 ہو رہا ہے جیسے چشمہ اور نہر اور اس کے مشابہ چیزیں ،
 اور اس کے مشابہ دو چھوٹے حوض ہیں جن میں سے ایک
 میں سے پانی نکل کر دوسرے میں داخل ہو رہا ہو تو
 کسی نے اس کے درمیان کے پانی سے وضو کیا تو
 جائز ہے کیونکہ یہ جاری ہے اور اسی طرح اگر اوپر سے
 جاری پانی کو قطع کیا اور پانی کا جاری رہا ، تو یہ تو یہ نہ ہو اس سے وضو کر لے
 اس کے استقرار سے قبل (د ت)

یمنی انت یا مراحدا حسب الماء فی طرف
 الصیراب وهو يتوصو وعند الطرف الآخر
 اناء طاهر يجتمع فيه الماء فانه سيكون
 الماء طاهرا وظهر الا انه جاز قال بعضهم
 هذا ليس لشئ لان الجاری انما لا یصیر
 مستملا لان له مدد کالعین والنهر
 وما شبهه وما شبهه حوض صغیر
 یخرج الماء من احد هاتوین حدی لاخر
 فتوضأ فی خلال ذلك جاز لانه جاز کذا
 اذ قطع الجاری من فرق وقد لقی جاری الماء
 کان جائزا انت یتوصأ ب یجری فی النهر
 قبل استقراره بالتقط

اور علامہ مدادی نے سراج و دایج اور علامہ سراج ہندی نے توضیح میں دوم کی تصحیح کی بحر و تنزیہ و در
 وغیرہ میں اسی پر امتحان کیا تحریریں بعد نقل ترجیح فرمایا ،

وفي السراج الوهيج ولا يشترط قلب الماء
 الجاری المدد وهو الصحيح اه ثم ذكر
 في البحر عن التجنيس والمخرج وغيرهما
 مسألة جو من الموصو بها یجری فی نهر
 مد من قرقه
 اور السراج الوهيج میں ہے کہ جاری پانی میں مددی
 شرط نہیں اور یہی صحیح ہے اہ پھر بحر میں تجنيس اور
 مخرج وغیرہ سے یہ مسئلہ منتقل ہے کہ وہ نہر جو
 اوپر سے بند ہو اس میں جاری پانی سے وضو
 جائز ہے۔ (د ت)

سے فتح و تقریر بحث الماء جاری
 سے بحر الرائق
 سے ایضاً
 قریر رضویہ حکم ۶۹/۱
 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸۶/۱

اقول اے قید او بیہ اذا وقع فيه نجس
 کما لا یخفى ثم سأتيت في المحلیة اخذ بمشده
 علی حدیثه اذا قال ظاهراً عما ستهم في
 هذه المسألة كما في الذخيرة وواقعات
 المناظرة اذا صدق في وقت فتوضاً وبما یجوز
 في النهر جازاً له ان یکون الموضوء في النهر
 فكان علی المصنف ان یذکر فيه لان مع
 الواضح جداً جواز الموضوء به جاس یا کانت
 او غیر جاس بخارجہ اما باعتبار ان اذا اخذ
 منه باناء فلا یقتضی التفتید ببقاء جویا من
 الماء موقفاً ثم هم علی کعبا من ذکر مثله انه
 حاصل کر کے وضو کہ برصورت بقاسہ ہریان کی قید درست نہیں پھر ان کا مقام اس سے بہت بلند ہے کہ اس
 قسم کی چیزیں وہ ذکر کریں (د)

اقول ای غلب علی المصنف اذا
 كانوا هم المعبرین بالباء دون في فهذا
 محل التفسیر لا لاخذ کما فعل الفقیر
 قال البحر هذا الی شہد لنا فی السراج اه

اقول نعم لکن لا یبغی عزوه للنجس
 فانه لیس جازماً الیه بل هو فی عداد
 ما سہ علیہ کما یظهر من عبارة الفتح
 حیث نقل عن التاجیس فی مسئلة القمعة

میں کہتا ہوں یعنی اس میں یا اس سے
 جبکہ اس میں نجاست گر جائے کما لا یخفی، پھر میں نے
 علیہ میں دیکھا کہ متن میں انہوں نے اسی کو اختیار کیا
 وہ فرماتے ہیں ان کی عبارت کا ظاہر اس مسئلہ میں جیسا
 کہ ذخیرہ اور واقعات ناظرین میں ہے کہ جب نہر کو
 اوپر سے بند کر دیا جائے اور پھر کوئی شخص اس پانی
 سے وضو کرے جو نہر میں جاری ہے تو جائز ہے اور
 یہ کہ وضو نہر میں جو تو مصنف پر لازم تھا کہ "فیہ" کا
 ذکر کرتے کیونکہ اس سے وضو کا جواز بہت واضح
 ہے، خواہ وہ جاری ہو یا نہ ہو، وضو نہر پر لازم ہے
 باہر پل کے اور یہ نہر سے پانی لے کر یا کسی برتن کے ذریعہ
 اس سے بہت بلند ہے کہ اس

میں کہتا ہوں جب وہ خود پانی سے تعبیر
 کرتے ہیں تو مصنف پر کیا اعتراض ہے، تو یہ
 تفسیر کا محل ہے نہ کہ گرفت کرنے کا جیسا کہ فقیر
 نے کیا ہے، بحر نے فرمایا یہ اس چیز کی شہادت
 دیتا ہے جو سراج میں ہے (د)

میں کہتا ہوں، ہاں، لیکن اس کو نجس کی
 طرف منسوب کرنا صحیح نہیں، کیونکہ وہ اس کی طرف
 مائل نہیں ہیں بلکہ وہ اس پر رد کرتے ہیں جیسا کہ
 فتح کی عبارت سے ظاہر ہے کیونکہ انہوں نے نوئی

لے علیہ

بکث الماء جاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸۶/۱

هذا ليس شئاً ثم قال وفيه فذكر مسألة
السير ب ثم قال وما الشبه وجعل منه مسألة
العوصين وهذه المسألة ثم قال في البحر وذكر
السرابور الهندی من الامام الزاهد ای صفت
حجر نهر، من حوض صغیر و اجری الماء في
البحر قوضاً بذلك الماء في حال جریانه فاجتمع
ذلك الماء في مكان فحضره جعل اخر نهر ای
ذلك المكان و اجری الماء فيه وقصاً به حال
جریانه فاجتمع في مكان اخر فعمل مر حبل
ثالث كذلك جاز و ضو، اكل لان كل واحد
اماً قوضاً بالماء حال جریانه والحیا من
لا یحتمل، لیساسة ما لم یتعیر له

کے مسئلہ میں تجنیس سے نقل کیا ہے یہ کچھ نہیں پھر
فرمایا اور اس کی نظیر اس کے بعد اعمقوں نے پرتالہ کا مسئلہ
ذکر کیا، پھر فرمایا و ما شہدہ اور اس میں دو وزن
کے مسئلہ کو شامل کیا اور اس مسئلہ کو بھی، پھر فرمایا
بحر میں اور ذکر کیا سرابور ہندی نے امام زہد سے
کو اگر کسی شخص سے چوٹے حوض سے ایک نسر
نکالی اور نهر میں پانی چھڑ دیا، اور جب پانی جاری ہو گیا
تو اس سے وضو کیا، پھر وہ پانی ایک جگہ جمع ہو گیا تو
بمگر کسی دوسرے شخص نے اس جگہ سے نهر نکالی اور اس میں پانی
چھڑ دیا اور اس پانی نے نہر کیا اس حال میں کہ پانی جاری تھا پھر
پانی کسی دوسری جگہ پر جمع ہو گیا پھر کسی تیسرے شخص نے بھی پانی کی تہ
سب کا دھوا جائے کہ کو نکھر کر ایک نے جاری پانی نے وضو کیا ہے

اور جاری سے وقت تک ناپا کر ہیں، اس سے سب سے زیادہ قریب ہے اور مدت،

اقول ای ای وقعت او الحکمیۃ انت
قرضاً فیہ لعمریں، اعضا، ولا ینتی عن شحاسة
الستعمل ثم هذا مثل مسألة العوصین بل
هی عن نصارۃ السط وقد ذکرها صاحب المصیة
عن المحيط وفي الذخیرۃ عن القاضی الامام
علی السغدی وصف المیة وغیرہ، وقال في
المحلیۃ المصنف نقل حرم المحيط تقيید
الجواس بها اذا كانت بین المکانین مسافة
وان كانت قليلة يرافقه ما في الحامية تاویدہ
اذا كان بین المکانین قليل مسافة وفي مسألة
الحصرتین (ای یخرج من احد هما الماء و

میں کہنا ہوں یعنی اس صورت میں جبکہ خواست
حقیقہ یا تکلیف اس میں گر گئی ہو، اگر اس نے اس
میں اعضاء کو دہر کر دھو، کیا تو اس کی سماء مستقل کی بات
پر نہ ہوگی یہ دو حضوں کے مسئلہ کی طرح بہت حکم مختصر
جہارت کے ساتھ یہ بعینہ وہی مسئلہ ہے اسس کو
صاحب غیہ نے محیط سے نقل کیا ہے اور اخیر میں
قاضی علی السغدی سے روایت یہ وغیرہ ہیں، اور علیہ
میں کہا کہ مصنف نے محیط سے جواز کی قید کو اس صورت
میں نقل کیا ہے جبکہ دو وزن جگہوں میں مسافت ہو خواہ
کم ہی کیوں نہ ہو، غائیہ میں بھی اسی کی مرقع جہارت
موجود ہے، اس کی تاویل یہ ہے کہ جبکہ دو وزن جگہوں

يد خل في الآخر من دهي مسافة (الفتح) لوكان
بينهما قليل مسافة كان الماء الثاني (۱) ع
المجتمع في الحفرة (آخرى) طاهر اكذا
قاله حلف بن ابوب و نصير بن يحيى و
هذا لانه اذا كانت بين المكانين مسافة
فالماء الذي استعمله الاول يرد عليه ماء
جاء قبل احتياجه في المكان الثاني فلا يصهر
بحكم الاستعمال (أي لا يثبت) اما اذا لم
تكن بينهما مسافة فالماء الذي استعمله الاول
قبل ان يرد عليه ماء جار يجمع في
المكان الثاني فيصير مستعملا فلا
يظهر بعد ذلك تنقيح هذا كله سواء على
نحو سنة استعماله

نہ پاک قرار دیا جائے (۱) (ت)

اقول حوض یگری منہ مهر فی حوض
میه ماء فی حوضی مکان آخر کین یصوص
هذا من دون مسافة بينهما نعم یسکن
في الحضرین ان تکو ما احتجاو مرتین میسون
خروج الماء من حددهما داخله في الاخری

فان قلت المراد مسافة فوق
ما یعین میها المتوضی اعضاءه لیقتصرک

کے درمیان کم درجہ کی مسافت موجود ہو اور دو گڑھوں
کے مسئلہ میں (یعنی ایک گڑھ سے پانی نکلے اور دوسرے
میں داخل ہو اور یہ فتح کا مسئلہ ہے) اگر دونوں کے
درمیان کم مسافت ہے تو دوسرا پانی (یعنی جو دوسرے
گڑھ میں اکٹھا ہے) پاک ہو گا، خلف بن ابوب
اور نصیر بن یحییٰ نے ایسا ہی کہا ہے اور یہ اس لیے ہے
کہ جب دونوں جگہوں میں مسافت ہو تو وہ پانی جس
پہلے نے استعمال کیا ہو اس پر دوسرا جاری پانی
وارد ہو گا قبل اس کے کہ وہ دوسری جگہ جمع ہو، تو
استعمال کا حکم ظاہر نہ ہو گا (یعنی ثابت نہ ہو گا
اور جب ان دونوں کے درمیان مسافت نہ ہو تو وہ
پانی جس کو پہلے نے استعمال کیا دوسری جاری پانی کے رد
کرنے سے ہٹے اور دوسری جگہ اکٹھا ہو جائیگی
تو مستعمل ہو جائیگا اور اب ظاہر نہیں ہو سکتا ہے اتنی اور یہ تمام اس حدیث میں ہے حسب مستعمل پانی کو

میں کتاہوں ایک ایسا حوض جس سے نہر
نکال جائے اور اس میں پانی پھرڑوے جائے، پھر وہ
پانی دوسری جگہ جمع ہو جائے، یہ عمل دونوں میں مسافت
کے بغیر کیے ہوئے ہے، ہاں دونوں گڑھوں میں اس
اور امکان ہے کہ قریب قریب ہوں مگر ایک سے
پانی نکلے ہی دوسرے میں داخل ہوتا ہو۔ (ت)
اگر یہ ہو جائے کہ مسافت سے مراد ایسی مسافت
ہے کہ جو ضرور کرنے والے کے اعضا کے ڈوبنے

على الارض بعد انفصاله عن اعضائه
فياق عليه ماء آخر قبل دخوله في
المكان الثاني.

اقول اذ هو جاس فلا يتاثر ولا يفتاق
الى ان يحويه جاس آخر فلو اجتمع من
فوق في المكان الثاني فكان ظهور امل الوجه
انت لا يجعل هذا تقييد اولاً تاويله
ميا، بقاظة التصور بكمي النهر ويوجه
بانه لو لا ذلك لانقطع جريانه من خوله في
نفس الثاني كما قد ما تحقيقه ان الحركة
في البطن سيلان لا جريان فيقع الموضوع في
المرآة فيفسد ثم الباء على ما لة فرق
الملافة كما فعلنا فلا حاجة الى الباء على
معهجوس لكن صاحب الحلية مال اس
التسوية ثم ذكر السراج مسألة الميزاب
وعراه لشيع الزاهد ابي الحسن المستغنى
وقال فيها وهو يتوضو فيه آه

پھر سراج نے پرنالہ کا مسئلہ بیان کیا اور اس کو شیع زاهد ابراہیم المستغنی کی طرف منسوب کیا اور اس
میں کہا "اور حالانکہ وہ اس میں وضو کر رہا ہے (ت)

اقول ای بالنفس وبہ يتوضو ما
حصل في الفتحة قال لان استعماله حصل
حان جريانه والما العجاسی لا يصير
مستصلاً باستعماله ثم قال السراج و من

سے زائد ہو تا کہ پانی اس کے اعضاء سے جدا ہونے
کے بعد حرکت کرے، اور اس کے دوسری جگہ داخل
ہونے سے پہلے دوسرا پانی اس پر آجائے۔ (ت)

میں کتا ہوں چونکہ وہ جاری ہے اس لیے متاثر ہوگا
نعمتاً جہرگا اس بات کا کہ اسکو کوئی دوسرا جاری پانی جاری کرے
اب اگر وہ فوراً ہی دوسری جگہ جمع ہو جائے تو طہرہ
برگذا تو وجہ یہ ہے کہ اس کو قید نہ بنایا جائے اور
ذہبی اس کو تاویل قرار دیا جاتے بلکہ وہ نہر کوٹنے کے
خاتمے کا بیان ہے، اور اس کو وجہ یہ ہے کہ اگر
ایسا نہ ہوتا تو اس کا جاری ہونا دوسرے بطن میں
داخل ہونے کے سبب منقطع ہو جاتا، جیسا کہ ہم نے
اس کی تحقیق کی ہے کہ حرکت بطن میں مسیلان
کہلاتے ہیں اور اس طرح وضو ٹھہرے ہوئے
پانی میں ہوگا اور پانی کا سد ہو جائیگا، پھر ملاقی
کے فرق کے مسئلہ پر اس کی بناء جیسا کہ ہم نے
کیا ہے، تو کسی مجبور متروک چیز پر بنا کی حاجت
نہیں، لیکن وہ جب حلیہ کا سیلابی برابری کی طرف ہے

پھر سراج نے پرنالہ کا مسئلہ بیان کیا اور اس کو شیع زاهد ابراہیم المستغنی کی طرف منسوب کیا اور اس
میں کہا "اور حالانکہ وہ اس میں وضو کر رہا ہے (ت)

میں کتا ہوں یعنی وہ اعضاء کو ڈبو کر وضو کر رہا ہے
اور اسی سے وہ چیز خارج ہوتی ہے جس کا انہوں نے
فتح میں اجمال کیا ہے۔ فرمایا کہ اس کا استعمال پانی کے
جاری رہنے کی صورت میں ہوا ہے اور جب ری پانی

الشایخ من أنكر هذا القول وقال الماء الجدر
انما لا يصير مستعملًا اذا كان له عدد كالعين
والنهر قال والصحيح القول الاول به دليل
مسألة واقعات (ما طعن فيه كرسالة مسد
انهم من فوق قال فان هذا لا يثبت له احد
ومع هذا يجوز التوصل به

کسی کے استعمال سے مستقل نہیں ہوتا ہے ، پھر
سراغ نے فرمایا ' اور بعض مشایخ نے اس قول کا انکار
کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جاری پانی اس وقت مستقل
نہیں ہوتا ہے جبکہ اس کا سوا ہر بھیجے چشمہ یا نہر ،
فرمایا اور صحیح پہلا قول ہے ، اس پر دلیل واقعات
الاطنی کی عبارت ہے ، پھر انہوں نے نہر کو بسند
کرنے کا مسئلہ ذکر کیا کہ اس صورت میں پانی کی مدد باقی نہ رہی لیکن اس کے باوجود اس سے وضو جائز ہے (ت)
اقول ولا تنقصا قد مضى (ہم نے جو پہلے ذکر کیا ہے اسے نہ بھولے رہت) علامہ نے رد المحتار میں اور مسائل
سے اس قول دوم کی تائید کی فقال ونزیدنا ایضا من انہ لو سالی دہر جدد مع العصیر لا یسجن
خلای لمحمد (فرمایا اور اس کی تائید یہ عبارت کرتی ہے کہ اگر کسی شخص کا غوی پھلوں کے رس کے ساتھ
جاری ہوا تو نہیں نہ ہوگا ، اس میں محمد کا خلاف ہے حدیث)

قلت المسألة في المد من الشئ وغير
وفي تنبيه من المحيط من نصيب
عن المحيط وعن مختارات السوائل وهي
مقبدة بأن كان العصير ليسيل وله يطهر
فيه اثر الدم حتما نصوا عليه قال وسلف
لخزانة (ونكروا قد منا في الاصل العاشر
من مسألة اختلاف ماء الانائين في الهسواء
او اجرائه في الاس من قال ونظمها المصنف
في تحفة الاقران قال وفي الدجيرة فذكر
ما روي ان مشروعت الحسن بن أبي طيم

میں کہتا ہوں مسئلہ درمیں شئی وغیرہ سے
اور جس میں لفظ او علیہ میں جتنے سے اور مختارات
الترارل سے ہے ، اور یہ اس امر سے عقیدہ ہے کہ
عصیر رہا ہو اور اس میں خون کا اثر ظاہر نہ ہو
جیسا کہ علامہ نے صراحت کی ہے فرمایا ' اور جس سے نہ
میں ہے پھر انہوں نے وہ عبارت نقل کی جو ہم نے
اصل حاشیہ میں ذکر کی تھی وہ برتنوں کا پانی جو ہوا
میں آپس میں مل گیا یا زمین پر جاری کیا ، فرمایا
مصنف نے اس کو تحفة الاقران میں ذکر کیا فرمایا اور
ذخیرہ میں ہے پھر وہ ذکر کیا جو فصل حاشیہ میں
حسن بن ابی طیم سے ہے ۔ (ت)

یہاں تک تا یہ قول دوم میں سات منسلے ہوئے :

- ۱۔ حوض صغیر میں سے نہر کھود کر پانی بہا کر اُس میں وضو
- ۲۔ پرنائے میں پانی ڈلوا کر اس میں وضو۔
- ۳۔ نہر کو اوپر سے اُس کا عیدھا باندھ دیا ہے اُس میں وضو۔
- ۴۔ مشیرہ انگور پوڑا ہے اور وہ ہماری ہے کچھ غلٹ اس میں چمک گیا جس کا اثر ظاہر نہ ہوا نجس نہ ہو گا۔

۵۔ پاک ناپاک برتنوں کے پانی برا میں ملا کر چھوڑے۔

۶۔ یا زمین میں بہائے دو غول پاک ہو گئے۔

۷۔ ناپاک زمین پر پانی بہایا یا تھکھر گیا زمین بھی پاک پانی بھی پاک۔

اقول ان سب سے صاف تر وہ مسئلہ ہے کہ ہفت چھلاہر ایسے راستہ پر بہا جس میں گوبر وغیرہ نجاست ہیں اگر نجاست کا اثر اس میں ظاہر نہ ہو اس سے وضو ہو سکتا ہے ،

وهو ما قد حدثنا في الاصل العاشر عن
المسألة عن الهدية عن حرمته عن
البرامية وعن الخلاصة عن القادري .
شرح ہدیہ میں فرمایا ،

هذا منى عن عدم اشتراط السدد
في الماء الجارى .
یہ اس بنا پر ہے کہ عاری پانی میں سد کی شرط
غیر ہے ۔ (ت)

ثم اقول اولاً هذه الفروع متوزقة
عن انحاء متباينة هو مؤيد ولا شك وهي
مسألة نهى سد من فوق والنقود
وتنها ما لا تأييد فيه اصلاً وهما السان
لاوليان ولا ادري كيف اتفق لمرافقان
على جعلها ماصلاً لمدد له فانه اسما
پھر میں کہتا ہوں اولاً یہ فروع متوزقہ
ہیں۔ بعض تر وہ ہیں جن کی تائید موجود ہے اور
جس میں شک نہیں ، اس میں وہ فرع ہے جس
میں ایسی نہر کا ذکر ہے جس کو اوپر سے بند کر دیا گیا ہو
اور اس کے ساتھ وہ اضافے جو میں نے کئے ہیں
اور کچھ وہ ہیں جن کی تائید بالکل نہیں ملتی ہے اور

ویتوضو فی النهر بین الحرمین اوق المیزاب
 ولا شئ ان الحوض الاعلی والا اذ اذ یحمد
فما هذا الا لئلا یتقوا علی الحاق
 حوض الحمام بالماء الجاری اذا کان
 الماء من الاشیوب فاض لا والغرض متدا
 وقد جزم به فی العتق ھھ کما س آیت و
 نظیرہ ما قد مناعت الصلاۃ ش ف
 الاصل لیرفع ان طھارۃ البدن اذا افرغ
 فیہ ماء حتی سال صبی علی عدم اشتراط
 السدد و ھھ ما للبراع ھھ مجال فی وان
 اوی الی استیید ھھ طرف خطی یا قامت
فلما الممتزج فی الهواء او الجاری علی
 الارض علی الخاصۃ و اسد یمس
 نصب مل و کذب فی السبعة و انکاف
 لفظ الذ خیرۃ صب علیہا الماء فجری
 قدر راع لاحق جری کی یدل علی ہر اعلی
 عدم انقطاع الصب الی هذا الغایۃ
 عام لغاء وان لم تدل لالۃ
 حتی غیر ان لا تدل ایضا علی الانقطاع
 والاحتمال یقطع الاستدلال و کذلک
 فرج العصیرۃ لہ صد و اما دام العصر
 قائب فان قلت السائلۃ مرسۃ فی شمل
 ما اذا انقضت العصر قلت قائلو ایھا و
 العصر لبیل فالاستشہاد بها یشوقف
 عن کون السیلات الباقی بعد انقطاع

یہ پہلے دو مسئلے ہیں اور میں نہیں سمجھا کر دونوں فرقی
 ای دونوں سطحوں کو نہ ملنے والے پانی سے بنائیتے پر کیونکہ
 متفق ہو گئے ہیں ؟ کیونکہ وضو کرنے والا یا تو
 نہریں وضو کرے گا جو دو حوض کے درمیان ہے
 یا پرانہ سے کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ اوپر
 والا حوض اور برقی دونوں پانی کو مدد پہنچاتے ہیں
 پھر مقام غور ہے کہ وہ تمام کے حوض کو جاری پانی
 سے لاتی کرتے پر کیوں راضی ہوئے جسکے پانی
 نالی کے ذریعہ اوپر سے اتر رہا ہو اور پتو سے
 مسلسل پانی یا جاری ہو اور کتب نے یہاں جزم کیا
 جیسا کہ آپ نے دیکھا اور اس کی نظیر وہ ہے جو
 ہم نے علامہ شمس سے چوتھی اصل میں نقل کیا کہ
 ڈول کی چکی جب اس میں پانی بہا جاتے ہیں تک
 کہ اس کے اوپر سے بہہ نکلے مدد کے شرط نہ ہونے
 پر جی ہے اور ان فردع میں سے بعض وہ ہیں جن
 میں نزع کی گنجائش کافی ہے اور اس میں تاخیر کی طرف
 ہلکا سا اشارہ ہے کیونکہ ہوا میں ہلکا ہوا پانی
 یا زمین پر جاری پانی چھٹی صورت میں اس کے
 بہانا مدد دیتا ہے بلکہ ساقوں میں بھی ایسا ہی ہے
 اگرچہ ذخیرہ کے الفاظ صلب علیہا اب وغیرہ قدس ذراع
 ہیں ذکر حقی جوی، اگر حقی کہا ہوتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ
 سارا اس قایت تک متقطع نہیں ہوا کیونکہ فا اگرچہ حقی کے معنی
 پر دلالت نہیں کرتی تاہم وہ انقطاع پر بھی دلالت نہیں
 کرتی اور جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال ختم
 ہو جاتا ہے اور اسی طرح عصیر کی فرج کیونکہ اس کے

المدد جبریا تا هو اول الكلام فان قلت
نعم هو جبریا بالاعتقاد القسمة ما نقل
في الفتاوى فتوشیح عن شارح السعد و ان
المدد الجبری انما لا یصیر مستعلا اذا كان
له مدد مراد السراج اما اذا لم یکن له مدد
یصیر مستعلا اه فقد سماه جبریا
قلت جملہ فی حکم الراکد والمقصود بالحکم
فلا شک ان المراد بسیلان العصور و جریان
الماء ما لا یقبل به اثر الجساسة ویظهر لعمدہ
بعض نعم قد یقل فی الخامسة والسادسة
ان الامتزج سلفا لہو ادخل الارض
نما یكون بعد انصب مقدار ما یشترک بالانصب
یشترک فیحصل السرج و جبرہ تمام حب
فلو لم یبق جبر یا بعد انصب المستخرج
الاخیر کلمہ۔

اس وقت تک مدد ملی رہتی ہے یہ تک پھولنا برقرار
رہتا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ مسئلہ تو مطلق ہے اس
صورت کو بھی شلی ہے جبکہ پھولنا ختم ہو جائے، اس کے
جواب میں میں کہوں گا کہ اس میں فقہائے فرمایا ہے
اور عصیر بہرہ دہ ہو تو اس سے استدلال، اس امر
پر موقوف ہے کہ باقی کا بہنا انقطاع مدد کے بعد
جاری ہو اور یہی پہلی بات ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ
ہاں یہ تو باطل اتفاق جاری ہوتا ہے، کیا تم نے وہ
نقل نہیں سنی جو فتح اور توحید میں مدد کے شرط کرنے
والے سے منقول ہے کہ جاری پانی اس وقت مستقل
نہ ہوگا جبکہ اس کے نیچے مدد جو سراج نے اتنا اور
اضافہ کیا کہ اگر اس کے نیچے مدد نہ ہوتی تو وہ مستقل
ہو جاتا، اس کو انہوں نے جاری ہی کہا،

میں کہتا ہوں انہوں نے اس کو ٹھہرہ ہوئے کے
حکم میں کیا ہے اور مقصود حکم ہے تو اس میں شک
نہیں کہ عصیر کے پھنے اور پانی کے جاری ہونے سے مراد ہے و اثر نجاست کو قبول نہ کرے اور جس کا بعض حصہ بعض کو
پاک کرے ہاں پانچویں چٹی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ ہوا میں طہ یا زمین پر جاری ہونا پھنے کے بعد ہی ہوگا تو جس قدر
بہانا ہو گا وہ مل جائے گا اور غری طہ مکمل سامنے کے بعد ہی تحقق ہوگا تو اگر وہ جاری نہ رہا اس کے بعد تو آفری
ملنے والا مکمل طور پر پھنس جاتا ہے گا۔ (ت)

اور ثانیاً جاری کی جو مشہور تعریف ہے وہ
یہ ہے کہ جاری پانی وہ ہے جو تنکا بہا کرے چلے
اور اظہر یہ ہے کہ جس کو جاری سمجھا جائے جیسا کہ آرد
میں ہے اور وہ ہی صحیح ہے جیسا کہ ہدایہ، تبیین،
بحر اور نہر میں ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ
دونوں تعریفات اس نہر پر صدق ہیں جو اوپر سے

و ثانیاً لا یفسد فی حد الجاسی م
یذہب بتشتت و الاظہر ما بعد جاسریا کما
فی الدرر و هو الاصل کما فی المبداء و
التبیین و المحصورات و لا شک انہما
صادقان علی نہر سد من فوقہ فانہ یذہب
بمحرمۃ اتصال من تیغہ و لا یسوغ لاحد

من اهل العرف ان يقول انه سأكذفت
العجب بعد ذكره اختصاراً اشتراط العدد والا
ان يقال ان الموضوء بنفسه الا عضاء
انما يكون قیاً بعد السد منفصلاً عنه لا في
الاجزاء الملاصقة له وما انفصل عن السد
فله صفة فوقه عدد تأمل۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ پانی میں نہیں ہو سکتا جس کے اجزاء بندش کے ساتھ ملائے ہو اور بندش کے بعد اس کو اپنے اصل پر ہی تامل
و ثانیاً یہ بھی دیکھ لی جائے کہ اللہ تعالیٰ اعلم
ان لیست جریان الماء الا حركته
بطبقة في فضاء وبقاؤه جاس یا حل محصل
واحد هو الذي يحتاج الى السد دكانت
الجاسری لا یقف فلو لم یسد لاحتل السد
وبالسد یتجدد علیه امثاله حیث یمر جاریا
علیه مادام السد و غیر مات المجریان
و ادم لاثر لخاصة عن الماء ما استقر
جاسری لا ساد له حنه فلو جرى الماء لم یستقر
بنفسه بان كان في صلب سد مجزأ ففتح
فماض لم یطهر باذنا مل لادن لله هاتر
من جریانہ مع الطاهر فجریان الطاهر
لا یحتاج الى السد وکنش سد من فوقه و
کما تری اذا اشتد المطر ووقف لا یزال لادن
الواقعه عن الارض و السطور جائدا بعدہ
ولا یصح لاحد ان یقول وقف الواقعه فوق
وقوت المطر وجریانہ النجس المطهر له
یحتاج الى سد و صفت طاهر فلیکن محصل

بند کر دی گئی ہو کیونکہ یہ تو پورا ایک ٹکڑا ہے جس کو
لے جائے گی چر جائیکہ تنگ اور اہل عرف میں سے کسی
کو روا نہیں کہ وہ اس پانی کو ٹکڑا ہوا کہے، تعجب کیا
کہ یہ بات ذکر کرنے کے بعد انہوں نے مدد کے شرائط کو
اختیار کیا ہے، تاہم یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ اعضا
ڈبو کر وضو اسی پانی سے ہو سکتا ہے جو بندش کے بعد
اس سے پتہ چلتا ہے کہ پانی میں نہیں ہو سکتا جس کے اجزاء بندش کے ساتھ ملائے ہو اور بندش کے بعد اس کو اپنے اصل پر ہی تامل
اور ثانیاً، جو اللہ کے فضل سے مجھ پر منکشف
ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پانی کے جاری ہونے سے
فضا میں اس کی طبعی حرکت مراد ہے اور اس کا محل
و اہم پر جاری رہنا مدد کا محتاج ہے کیونکہ جو جاری
و دھڑکتا ہو نہیں، اگر اس کو مدد نہ ملے تو وہ
جگہ خالی ہو جائے گی اور مدد کی وجہ سے اس پر
اس کے امثال کا تہرہ ہوگا تو وہ اس پر جاری رہے گا
جب تک مدد ملتی رہے گی البتہ جریان پانی سے نبھانے کے
اثر کو دفع کرنے والا ہے جب تک کہ وہ جاری ہے
اس سے رفع کرنے والا نہیں ہے تو اگر ناپاک پانی
از خود جاری ہو امثال کسی ڈھلوان میں تھا جو بند تھا
پھر اس کو کھول دیا تو وہ پانی جاری ہو گیا تو اس
طرح وہ کبھی پاک نہ ہوگا بلکہ پاکی کے لیے ضروری ہے
کہ وہ پاک پانی کے ساتھ جاری ہو، تو پاک جاری
ہونا مدد کا محتاج نہیں جیسے کوئی نہر کہ اوپر سے بند
کر دی جائے، اور جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ شدید

القولین وبالله التوفیق۔
بارش کے بعد چھتوں وغیرہ پر جیسے شدہ پانی بہت
دیر تک بہتا رہتا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا ہے کہ گرنے والا پانی بارش کے ٹھہرنے کے فوراً بعد ٹھہر گیا اور
ناپاک پانی کا بہن جو اس کو پاک کر دے ، پاک پانی کی مدد کا محتاج ہے تو دونوں قولوں کا یہ عمل ہے و ب اللہ
التوفیق۔ (ت)

ثم اقول هذا اذا كانت الماء في
حصاء اما اذا كان في حوض كحوض او غلظت
فلايد منه ذلك من خروجه عنه لان الماء
كان واقفا فيه والياء لا يقف ما صاعد عن
محمدا فدخل وقوفه على عدمه فاذا دخل
ماء اخر فلايدفعه الى محمدا بل يعليه
الى فوق فلا يكون جارا الى ان يقطع
العراق باقتلاع المحل فيجد متصفا فيجد
فقد ذلك يصير جارا من محل هذا
شرط فيه من الدخول والخروج فادرك
حوض في حوض والماء وراء الصعد او ماؤه
كان واقفا فيه لا بعدا الصعد فلا يخرج
ما لم يخرج من الاصل لما علمت احدا اذا
لم يكن الا في الصعد ووراءه مسيل قد دخل
الظاهر وحلا في جعل الماء يخرج منه
وليسيل فقد جري الى ان يصل الى صا
يعد فيه من سطح انكبير فيقف لا بعدا من
الصعد فمات دخل اليه بعدا لا يجرية
بل يعليه الى ان يصل الى الاصل في
يعينه۔

پھر میں کہتا ہوں یہ اُس صورت میں ہے۔
جبکہ پانی فضا میں ہو، لیکن پانی اگر کسی تہ میں سے جیسے
حوض یا برتن تو ضروری ہے کہ وہ اس رتن سے خارج
بھی ہو کر نہ پانی اس میں ٹھہرا ہوا تھا اور پانی ترقی ہوئی
چیز سے متصل ہونے کے وقت ٹھہر نہیں سکتا ہے۔ تو
اس کا ٹھہرنا اس کے عدم کی دلیل ہے قریب حسب
اس میں دوسرا پانی داخل ہوا تو اس کو دھوا کی
دھوا دھکا نہیں دے گا بلکہ اس کو اوپر کی طرف بند
کرے گا تو وہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک
کہ وہ رکاوٹوں کو عمل کے پر کرنے سے دور نہ کر دے
پھر وہ کشادگی پائیے گا اور اترے گا اُس وقت وہ
جاری ہو گا۔ اسی واسطے اس میں دخول کے ساتھ
ہی خروج کی شرط بھی رکھی گئی ہے، تو جب ایک
حوض دوسرے حوض میں ہو اور پانی چھوٹے حوض کے
نیچے ہو یا اس کا پانی ٹھہرا ہوا ہو کیونکہ اس میں
ڈھواں موجود نہیں تو حسب تک و پر سے خارج نہ ہو
جاری نہ ہو گا جیسا کہ آپ نے بیان کیا اور اگر پانی طرف
چھوٹے میں برابر اس کے نیچے پانی سے بہنے کا راستہ
ہو اور پاک اُس میں داخل ہو گیا ہو اور اس کو بھریا ہو
یہاں تک کہ پانی اُس میں سے بہہ کر نکل رہا ہو تو پ
جاری ہو گا یہاں تک کہ بڑے حوض کی مثال سطح تک جا پہنچے اب ٹھہر جائیگا کیونکہ ڈھواں موجود نہیں ہے

تو اب اس کے بعد جو آئے گا وہ اس کو جاری نہ کرے گا بلکہ اس کو بند کرے گا یہاں تک کہ اوپر والے کو بھرنے لگا پھر بے گاہ (ت)

ثم اقول هذا كله في الجزين
الحقيق اما ما الحقوا به كحوض صغير
للحمام او للرمود يدخل فيه الماء من
الامايب والاميا شريب ويخرج بالفرس
البتدارك والبتريثم فيها الماء من تحت
ويخرج بالاستقاء المتوالي او بفتح منفذ
فيها ان امكن كما خرج من الضدية عن
الظهيرية وعن المنحة عن الخيزر المرحل
وفي البحر عن البدائم عن الامام الحسن
بن زياد عند تكرار الغمر ينجم الماء
من اسفله ويؤخذ من اعلاه فيكون كالبحر
اه وهو عندى محمل ما في الحلية عن
الامام محمد قال اجتمع رأيي وسأسي
ابي يوسف على ان ماء البئر في حكم السماء
الجارى لانه ينجم من اسفل ويؤخذ من
اعلاه فلا يتنحى بوقوع النجاسة فيه اللهم
وفقه في العناية بلفظ قال محمد الا تم رأيت
الامام هلك العلماء بعده في البدائع
بعين لفظ الحلية وذكر تمامه كحوض الحمام

پھر میں کہت ہوں یہ سب بحث جریان تحقیق میں
ہے، لیکن فقہاء نے اس کے ساتھ جس کو لاحق
کیا ہے جیسے چھوٹا حوض نہانے کے لیے یا دھڑ کے لیے
جس میں پانی ٹلوں یا پرنا لوں سے آتا ہے اور مسلسل
چلو بھرنے سے نکلتا ہے، اور یا وہ کنواں جس میں
نیچے پانی کے سوتے ہیں اور مسلسل بھرنے سے وہ پانی
نکلتا رہتا ہے یا اس میں کوئی سوراخ کھود دیا گیا ہے
اگر کھن ہو، جیسا کہ ہندیہ سے ظہیر سے اور منہ سے
میر علی سے گزارش، اور بحر میں چارے سے امام حسن
بن زیاد سے قول کہ پانی بار بار نکال بجھتے تو نیچے سے
نکلتا ہے اور اوپر سے لے لیا جاتا ہے، قریرہ مثل جاری
کے ہوگا اور میر سے نزدیک سیر اس چیز کا محل ہے
جو ظہیر میں امام محمد سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا
میری اور ابو یوسف کی یہ رائے ہے کہ کسوں کا پانی
جاری پانی کے حکم میں ہے کیونکہ وہ نیچے سے نکلتا
ہے اور اوپر سے لے لیا جاتا ہے تو اس میں نہایت
کے گزٹے سے نہیں نہ ہوگا اور عنائیر میں اس کو
"قال محمد" کے لفظ سے ذکر کیا گیا پھر بدائع میں
اس کو بعینہ اسی الفاظ میں ذکر کیا جو ظہیر کے ہیں فرمایا

اجمال کے ترتیب تفصیل سے - (ت)

علہ فشر علی ترتیب الف ۱۷ (م)

ملہ بحوالہ بدائع الصنائع فصل سے بیان مقدار الا

ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۴۴/۱

ملہ ایضاً ۴۵/۱

اذا كان يصب الماء فيه من جانب ويصرف
من جانب آخر انه لا يمين جس باد خال لند
المحسة فيه الله وكذا في الفتحة الى قوله
كحوض بحمام الله ما كذا في حاد كرت
من المحسن .

اقول وعند هذا هو مراد جيد مقبول
ولا وجه لرد ما كما يعطيه كلام المحلية تبع
للسد انما كان القيم في البزانت لا
تنتجس اصلك فقل عند محمد اولاً
تطهر ابدك قاله بشر السريسي الا ان
العلماء تركوا القياسين بالاثبات وهذا حاصل
ما فيهما خلاصه اياه عن الاطلاق وليس
الاول بناءً ان مردع جاز عن الاثبات مع وجود
محمل له صحیح فقد تقرر ان كلاً منهما
عن قبول هذا المعنى في الحوض الصغير
مرد لا يقبل في السرد ولا تم لغة الاسف
حيث لا ولا مدخل لها في الحكم فكل صغير
سواء اوان الماء يدخل فيه من اعلاه و
فيها من اسفله ولا يختلف به الحكم
فقد قال في الفتحة لو تجست بغير جبري
ما دها بان حفر لها منقذ فصر الماء ويخرج

بیسے حمام کا حوض کہ اس میں ایک جانب سے پانی
ڈالا جائے اور دوسری جانب سے چلو کے ذریعہ
نکالا جائے تو ناپاک باتھ کے ڈالے جانے سے نجس ہوگا
اور اسی طرح فتح میں کچھوں نے حمام النکس سے
اور اس نے تاکید کر دی اس لاک کی جس کا میں نے
ذکر کیا ہے۔ (تت)

میں کہتا ہوں اور اس وقت یہ اچھی فرغ
ہے مقبول ہے، اور اس کے رد کی کوئی وجہ نہیں جیسا
کہ علیہ میں بدائع کی تبعیت میں ہے کہ کنوئیں میں
قیاس اس پر تھا کہ کبھی ناپاک نہ ہو جیسا کہ محسن سے
منقول ہے یا یہ بھی پاک نہ ہو جیسا کہ بشر سريسي سے
منقول ہے، مگر ہمارے اصحاب نے دونوں قیاموں
کو ان کی وجہ سے ترک کر دیا، یہ ان دونوں کتابوں کا
حاصل ہے کہ انہوں نے اس کو اطلاق پر عمل کیا
اور جو چیز ان سے منقول ہو اور اس کا مناسب محل
بھی موجود ہو تو اس کو رد کر دینا مناسب نہیں،
کیونکہ چھوٹے حوض میں وہ اس حکم کو قبول کرتے ہیں
قرعہ اس کو کنوئیں میں کیوں قبول کیا جائے حالانکہ
کنوئیں چھوٹے حوض سے صرف صورت میں مختلف ہے
یا صورت کا حکم میں کیا دخل ہے؟ ہر چھوٹا برابر ہے
لہذا یہ کہ حوض میں پانی اوپر سے آتا ہے اور اس میں
نیچے سے آتا ہے، تو اس سے حکم مختلف نہ ہوگا، چنانچہ

فتح میں فرمایا کہ اگر کنواں ناپاک ہو جائے اور اس کا پانی جاری کیا جائے مثلاً اس میں کوئی سوراخ کر دیا جس سے کنویں کا کچھ پانی نکل گیا تو کنواں پاک ہو گیا، کیونکہ سبب طہارت پایا گیا اور وہ پانی کا جاری ہونا ہے اور یہ حوض کی طرح ہوا کہ ناپاک ہو جائے اور اس میں پانی جاری کیا جائے یہاں تک کہ کچھ پانی نکل جائے اور اس کو بحر میں ڈال دیا اور برقرار رکھا اور ڈر میں ہے کہ جو پانی اس میں ہے اس کا نکال دینا کافی ہے خواہ کم ہی ہو اور جاری ہونا بعض کا احد "شش" نے کہا کہ مثلاً کنویں میں کوئی سوراخ کر دیا جس سے کچھ پانی نکلا یا جیسا کہ فتح میں ہے احد اور ہم نے تیسری اصلی میں بحر سے چھوٹے حوض کے جاری ہونے کے مسئلہ میں یہ بیان کیا کہ اس میں نیا پانی داخل ہو اور اس کے داخل ہوتے وقت کچھ اس سے خارج ہو، سراج ہندی نے کہا کہ اس طرح کنویں کا حال ہے احد اور اسی کی شکل برآزیہ میں ہے اور ہم نے اس کو پہلے خلاصہ سے نقل کر دیا ہے تو اگر وہ پانی کے نیچے سے پھوٹنے کا اعتبار نہ کرتے تو یہ بے معنی بات ہوتی کہ کچھ جاری ہونا دفع ہے رافع نہیں تو جہت تک وہ نجس ظاہر کے ساتھ جاری نہ ہو کہیں بھی پاک ہونے کا نہیں، اس کو اچھی طرح سمجھئے خلاصہ

منہ حتی يخرج بعض طهرات لوجود سبب
انظہاراً و ہذا جریان الماء و صائر الحوض
اذا تجمعت جری فیہ الماء حتی يخرج
نقصه ثم اغترقت منه فی البحر و اقترت
وفی الدرر یکنی نزح ما وجد وان قل و
جریان بعضہ ثم قال ش بابت حفر لہا
منعد یخرج منه بعض الماء کما فی الفتح
او وقد منا فی الاصل الثالث عند المحرق
مسألة جریان الحوض الصغیر من خول ماء
آخر فیہ و خروج البعض منه حال دخولہ
قال السراج المصدی و کذا البیہر ثم و مثله
فی البیہر انیة و قد مناه عن الخلاصة فہذا
انہم ظہروا تبع الماء من مسند دریک
لہ معنی فان الجریات حافظ لادامہ
قال جس لا یظہر بہ ابد اما لہ یجر مع
الظاهر حد و بالجملة حکم ما الحق
بالجری علی حد لہ سوال احثی قائمہ الاخر
مفہم الخرج فقد شری فیہ قید اخذ
هو قوالی الاخراج و استمرار تحوکہ بہ
حق لو سکن لہ یلتحق و ذلک لان لا شہ
الجریات شیائ بقایب الاجزاء

سنة مع التبریر	آخر فصل فی البئر	لوریہ ضریہ سکھ	۹۳/۱
سنة للہ الختار	فصل فی البئر	مجتبائی دہلی	۹۳/۱
سنة رد المحتار	"	مصطفی البابی مصر	۱۶۰/۱
سنة بحر الرائق	بحث عشر فی عشر	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۴۸/۱

یزول منه جزء فیخلفه اخر و عدم الاستقرار
 بدوام المتحرك فاذا دخل السماء قلب
 الحوض والبئر من جانب واخر جرت
 احري بالعرفت فالاستقواء وجد الاول اذا
 استقر ذلك حصل الثاني فتم الشبه فساغ
 الاتحاق ولذا اعتبروا تدارك الغرفات
 بامت لا يسكن وجه الماء بين الغرفتين
 لا الموالا لا للاحقية اذ بهذا القدر
 يحصل دوام المتحرك المحصل للشبه
 هذا ما عندي والله سبحانه وتعالى اعلم۔

یہ کہ ہر وہ پانی جس کو جاری کے حکم میں کیا گیا ہے اور
 اس میں اخراج کو خروج گردانا گیا ہے تو اس میں
 ایک اور قید کا اضافہ کیا گیا ہے اور وہ تسلسل کے ساتھ
 اخراج کی قید ہے اور اس کی وجہ سے اس کا مسلسل
 متحرک رہنا، اور اگر وہ ٹھہر گیا تو جاری کے حکم میں ہوگا
 اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جاری ہونے کو وہ چیزیں
 لازم ہیں ایک تو اجزاء کا تقاب کہ ایک جسم پر
 زائل ہو اور دوسرا جزء اس کے پیچھے آئے، اور
 مسلسل حرکت کی وجہ سے ایک جگہ نہ ٹھہرنا، تو
 جب عرض اور کنویں میں پانی ایک طرف سے داخل

ہو اور دوسری طرف سے پتوں اور ڈولوں یا تالیوں کے ذریعہ نکالا جائے تو پہل چیز حاصل ہوگی اور یہ مسلسل جاری ہے تو
 دوسری چیز حاصل ہوگی اور وہ بہت جگہں پر پانی ہوگا اس کا مائع یہ جانا جائے کہ ہوگا اور اس کے پتوں
 کا پے درپے ہونا معتبر ہوگا، اور پے درپے کا مطلب ہے کہ وہ پتوں کے درمیان پانی میں ٹھہراؤ نہ لگے
 حقیقی موالات مراد نہیں ہیں کیونکہ اس مقدار سے متحرک کا دوام حاصل ہو جاتا ہے جس سے مشابہت پوری
 ہوتی ہے ہذا ما عندي والله سبحانه وتعالى اعلم۔ (ت)

اس تقریر سے واضح ہوا کہ ندی کا پانی جس کا بندھا اوپر سے باہر دیا ہو اور نکل کر ابھرتا کہ
 زمین پر بہ رہا ہو اور میںہ کا پانی کہ بارش تھنے پر بہندہ روان ہو اور وہ پانیوں کی دھار جو ہوا میں مل کر اتر رہی ہے
 یا زمین پر ایک ہو کر بہ رہی ہے اور انگوڑا شیرہ کا بھی رواں ہے اگرچہ ان کی مدد منعقد ہو گئی ہو جب تک
 کسی ایسی شے تک نہ پہنچیں جو آگے مورو کر مانع ہو سب جاری ہیں تو ٹوٹنے کی دھار کہ ایسی شے تک
 نہ پہنچی بدرجہ اولیٰ اور دخول و خروج و دخول کی شرط اس مانع میں ہے جو کسی جوف میں رکھا ہوا ہے اور پانی
 ایک طرف سے آنا اور دوسری طرف سے جگہ جگہ پہنچنا جانا کہ جنبش تھنے نہ پاسے یہ حق ہے آب جاری میں ہے
 والحمد لله علی توالی الالہ ۛ وافضل صلواتہ واکمل تسلیات علی افضل انبیاء ۛ
 وعلی آلہ ومحبه وابنہ واحبابہ ۛ والحمد لله رب العلمین واللہ سبحانہ
 وتعالیٰ اعلم۔

کثیر و افزہ میں اصلہ اس کی طرف التفات بھی نہ کیا یہ امر متانت سے یہ کہ وہ قول مجبور و ناجبور و ناجبور و ناجبور ہے
و لہذا ہم نے بھی باتباع ائمہ اُس کی طرف میل نہ کی مگر انصافاً وہ ساقط محض نہیں بجائے خود ایک قوت رکھتا ہے
متعدد مشایخ اور کثیر یا اکثر فقہائے ہند و بعض ائمہ بلخ نے اُسے اختیار کیا اور امام یوسف ترجمانی نے اسے
بہ یفق کہا۔ امام کردری نے وجہ میں اسے مقرر رکھا اور یہ اگر الفاظ فتنی سے ہے فقہ کی جہارت کہ ابھی
مذکور ہوئی اس کے متصل ہی ہے :

حوض کبیر و فیہ نجاسات فامتلأ قلیل
ہو نجس و قلیل یس یجس بہ اخذ اکثر
مشایخ بخاری و حنبلی و شیعہ ائمہ تعالیٰ ذکرہ
فی الدخیرۃ۔
غیر میں قول اول کی تفسیل کی،
لنجس الب و شیا فشیاً
اور دوم کی ۱

یونکہ پانی تنہا اتوار کے نجس ہوتا جاتا ہے۔ ۱۔
نکدہ۔ تراویح ہے تو اسی حکم میں ہوگا کہ پہلے وہ
بہرگی ہو پھر اس میں نجاستیں واقع ہوں۔ (ت)

نکدہ۔ تراویح ہے تو اسی حکم میں ہوگا کہ پہلے وہ
بہرگی ہو پھر اس میں نجاستیں واقع ہوں۔ (ت)

و لی نظم لشرند و فیہ اداکان الحوض کبیر و
فیہ نجاسات فدخل الماء فامتلأ قتال
اہل بلخ و ابو سہیل انکبیر البخاری و
نجس و قال الفقہ ابو جعفر البیہقی و
الفقہ اسنعل و ابن الحسن الراشد
البخاری لکل طہر و بہ اخذ کثیر من

اور نظم رند و فیہ ایسی میں ہے کہ جب حوض بڑا ہو اور اس
میں نجاست ہوں، پھر پانی داخل ہو کر اس کو
بھرے تو بلخ والوں اور ابو سہیل کبیر بخاری کا قول
ہے کہ یہ نجس ہے اور فقہ ابو جعفر البیہقی، فقہ اسنعل
اور ابن الحسن الزاہدی البخاری نے کہا کہ سب
پاک ہے اور اس قول کو بخارا کے کثیر فقہائے

لہ غیۃ المصلی فصل فی الحیاض
لہ غیۃ المستمل شرح غیۃ المصلی
لہ ایضاً

مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۷۰
سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۱

فقہاء بخاری و صکذا افتی عبد الواحد
مراسم و صکذا اکاتب یفتی الفقہ ابو بکر
البنی صی و کان یقول الماء الکثیر سف حکم
انصار لجزری انتہی
پھر دمایا ۔

و نقص الزاہدی عن یوسف العرجی فی انہ
قال وہ یفتی
بزازیر میں ہے ،

تنقص الحوض ثم دخل فیہ ماء کثیر و خرج
منہ یصل قیل طهر الحوض و الماء قد
الخارج و قیل لا حتی یخرج مثل ما فیہ
و قیل مثلاً او ثلثه امثاله و قیل یطهر
وان لم یخرج شیء قال یوسف (ترجمہ)
اللہ تعالیٰ وہ یعنی آٹھ

ہر جہانے کا خواہ کچھ بھی نہ نکلے یوسف الزہدانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے منہ دیا کہ اسی پر عرتی ہے ۔ (د ت)
اقول نقص و تثنیٰ ین احد ہما قید
الکثیر فی الماء الداخل و ہم قاطبہ
اسرسلوہ و قال شوان قد الماء دخل اھ و
کاہ و اللہ تعالیٰ اعلم مرعا ینہ لیسقو ل
الاخیر الیختص بالحوض البکیر قد دل علی
کثرہ بدخول الماء لکثیر و الاخرش یا دق

اختیار کیا ہے ، اور عبد الواحد نے بھی اس پر کئی بار
فتویٰ دیا اور ابو بکر بنی صی بھی اسی طرح فتویٰ دیتے
تھے اور فرماتے تھے کہ کثیر پانی باری پانی کے کم میں ہے
انتہی ۔ (د ت)

زاہدی نے یوسف الزہدانی سے نقل کیا ہے کہ انہوں
نے فرمایا اور اسی پر عرتی ہے ۔ (د ت)

حوض پاک ہو گیا پھر اس میں بہت سا پانی داخل ہو گیا
اور نکل گیا تو ایک قول ہے کہ حوض پاک ہو گیا خواہ نکلے
و الا پانی کم ہی ہو اور ایک قول یہ ہے کہ جب تک
انتہا پانی نہ نکلے جتنا کہ حوض میں تھا پاک نہ ہو گا جبکہ
ایک قول یہ ہے کہ جب تک حوض کا دو گنا یا تین گنا
پانی نہ نکلے پاک نہ ہو گا اور ایک قول یہ ہے کہ پاک
میں گنا ہوں وہ دو چیزوں میں متفرک ہیں ایک
تو داخل ہونے والے پانی میں کثرت کی قید لگانے
میں جبکہ تمام فقہاء نے یہ قید نہیں لگائی ہے اور
"کثرت" نے فرمایا اگرچہ داخل ہونے والے پانی قلیل
ہو اور اگر یہ واللہ تعالیٰ اعلم آخری قول کی
رعایت ہے کیونکہ یہ بڑے حوض کے ساتھ خاص ہے

میں گنا ہوں وہ دو چیزوں میں متفرک ہیں ایک
تو داخل ہونے والے پانی میں کثرت کی قید لگانے
میں جبکہ تمام فقہاء نے یہ قید نہیں لگائی ہے اور
"کثرت" نے فرمایا اگرچہ داخل ہونے والے پانی قلیل
ہو اور اگر یہ واللہ تعالیٰ اعلم آخری قول کی
رعایت ہے کیونکہ یہ بڑے حوض کے ساتھ خاص ہے

رحمہ علیہ

رحمہ علیہ

فرانی کتب خانہ پشاور
مصطفیٰ ابابنی مصر
۸/۴
۱۳۸/۱

توضیح فی الحیض
باب المیاء

رحمہ بزازیر علی الحنفیہ
رحمہ رد المحتار

مشبه و المایذ کروی مشلا و ثلاثا ثالثا
لتثلیث القسمل والاول قیاسا هل البسمل
قان نرج ما فیہا لہا تطہیرا غادہ فی البدائع
اما التثنیۃ فلا وجہ لہا ہذا ثم قال فی
الحیۃ لکن فی الذخیرۃ قسمل ہذا
المسألۃ و سف فتویٰ اھمل مسرقتند
غدی کہیں لایکومت یہ ماء فی الصیف
و یروث فیہ الناس و البواب و قد ذکر
ما قد ماعنت الخانیۃ و غیرہ عشرۃ
کتب فی الاصل الث من قال فی قیاس
الجواب فی ہذا المسألۃ یكون الجواب
ایضا فی المسألۃ التی ذکرہا المصنف انما
ابدا الدی بدخل اولایہ خبر علی صہ
نہیں و مکان نہیں فہو نہیں وان کان
بدخل علی ط ہرہ لیستقر فیہ حق یصیر
عشراف عشر ثم یصل بالنہیں ہر وہ ہر
قال فہذا قول ثالث فی المسألۃ
المدکورۃ تعریج کما یسکن امت یتناق
القولان المدکوران فیہا نصاب فی ہذا
المسألۃ التی ذکرہا انہیں عن المدخیرۃ
یضا تعریجاً ثم

اس میں بطور نص میں جس کو ہم نے ذخیرہ سے بطور تعریج نقل کیا ہے (ت)

اقول رحمہ اللہ المحقق لا تثلیث

تو کثیر پانی کا داخل ہونا جو من کی پڑائی پر دلالت
کرتے گا اور دوسری چیز و گناہ ہونے کی زیادتی، اور
دوسرے معنا ایک گناہ اور تین گناہ کا ذکر کرتے ہیں،
تو دوسرا دھونے میں تثلیث کے لیے ہے اور پہلا
کنزیس پر قیاس کرتے ہوئے ہے، کیونکہ کنزیس میں
جو کچھ ہے وہ اگر نکال لیا جائے تو کنزوں پاک ہو جائیگا
بدن میں یہی ہے، اور دگنا ہونے کی کوئی معقول
وجہ موجود نہیں، ہذا۔ پھر علیہ میں فرمایا "اور لیکن
ذخیرہ میں اس مسئلہ سے قبل اور اہل مسرقتند کے
فتاویٰ میں ہے کہ اگر کوئی پڑا تالاب ایسا ہو جو
حرموں میں ہو کہ جاتا ہو اور اس میں انسان اور
چوپائے بول و برا کرتے ہوں (تو اس کا حکم وہ بیان
کیا جو ہے، "خبر اسل میں غایہ وغیرہ
دس کتب سے نقل کیا) فرمایا اس مسئلہ کے جواب
پر قیاس کرتے ہوئے مصنف نے جو مسئلہ ذکر کیا ہے
اس کا بھی جواب ہو گا، اور وہ یہ کہ اگر داخل ہونے
والا پانی پہلے خمس پانی پر داخل ہوتا ہے یا نہیں جگہ
پر تو وہ خمس ہے اور اگر پاک پر داخل ہوتا ہے اور
اس میں عشر تا ہے یہاں تک کہ وہ درود ہو جسے
پھر خمس سے متصل ہو تو وہ پاک ہے فرمایا یہ مسئلہ
مذکورہ میں بطور تعریج تیسرا قول ہے اور دو ذکر قول

میں کتا ہوں اللہ محقق پر رحم کرے نہ تو

ولا تخريج اما الثاني فظاهر فان المسألة
المذكورة مسألة المتن حوض كبير وفيه
مجاومات فامتلا والتي اوسد قموها عن
الذخيرة عند بر كميد لا يكون فيه ماء في
الصيف ويروث فيه الناس والدواب و
اي فرق بينهما الا في اللفظ فلا قياس ولا
تخريج بل القولان المذكوران في المتن
منصوص عنهما في مسألة الذخيرة لتفصيل
لمذكور فيها منصوص عليه في مسألة المتن
واما الاول فلانه ليس لاحد ان يقول الماء
وان حثرت في لطن الحوض قبل وصوله
الى المجر يتنجس حين يصل اليه وكيف
يتنجس وقد مر صريح كثير من حرمه
فالتفصيل المذكور في الذخيرة هو
المراد قطعاً في قول الاول واما طودا ذكره
للعلم به كما قلتم ههنا ان من المعلوم حيث
قلنا في هذا المسألة او امثالها ان الماء
طاهر فهو مشروط بكونه لا اثر للنجاسة
فيه فترك التقييد به في ذلك للعلم به و
اينك والذخيرة فيه هيذ هين بك او هم
الى تحطمتهم في ذلك وهم من ذلك بتراد
اھ فھل يسرخ لاحد ان يجعل التقييد
بعدم ههنا الاثر قولاً ام اياً في المسألة
وقد اشرنا اليه بعد ذكرنا لضابط اننا لست
قد شرر الا قولان التفصيل المدد كسوما
له عليه

شلیٹ ہے اور نہ تحریک ، دوسرا تو ظاہر ہے کہ اگر مسئلہ
مذکورہ متن کا مسئلہ ہے کہ ایک بڑا حوض ہو جس میں
نجاستیں ہوں اور بھر جائے ، اور جس کو تم نے ذخیرہ
سے نقل کیا ہے یعنی بڑا تالاب ہو گرمیوں میں خشک
ہو جاتا ہے اور اس میں انسان اور جانور بول و براز
کرتے ہوں ، ان دونوں میں فعلی فرق کے علاوہ اور
کیا فرق ہے ، تو نہ قیاس ٹھیک ہے اور نہ تحسیر کے
درست ہے بلکہ دونوں قول ہوتن میں مذکور ہیں اور
ان کو ذخیرہ میں مراحت سے ذکر کیا ہے اور اس میں
جو تفصیل ہے وہ متن میں منصوص ہے لیکن پہلے تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا جبکہ
پانی حوض میں کثیر ہو جس تک پہنچنے سے پہلے ، تو وہ نجس
ہو جائیگا جب وہ نجاست تک پہنچے گا ،
اور جس کیسے ہو گا حالانکہ اس کو کثیر فرض کیا گیا ہے
یہ اجازت کے خلاف ہے تو جو تفصیل ذخیرہ میں ہے
وہی قطعاً مراد ہے پہلے قول میں اور اس کو ذکر
اس لیے نہیں کیا کہ وہ پہلے ہی معلوم ہے ، جیسا
کہ تم نے یہاں کہا ہے کہ یہ بات معلوم ہے جبکہ ہم
نے اس مسئلہ میں اور اس جیسے مسائل میں کہا کہ
پانی پاک ہے ، مگر اس میں یہ شرط ہے کہ نجاست
کا اثر اس میں ظاہر نہ ہو تو اس قید کو معلوم ہونے
کی بنا پر چھوڑ دیا گیا ہے ، اس سے آپ غافل
نہ ہوں ورنہ آپ ان کو خط کا قرار دیں گے حالانکہ
وہ بے قصور ہیں اھ تو کیا کوئی اثر کے ظاہر نہ ہونے
کی قید لگانے کو چوتھا قول قرار دے سکتا ہے

فی الکتاب العشرة و اطلاق الطهارة و ہا للہ اور ہم نے تیسرے ضابطہ کے بعد اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تو وہاں صرف دو ہی قول ہیں مذکورہ تفصیل دسوں کتب میں ہے اور طہارت کا اطلاق ہے۔ (ت)

ثم اقول و بہ استعین (اللہ سے مدد چاہتے ہوئے) یہاں دو بحثیں ہیں۔
بحث اول ہم اوپر بیان کر آئے کہ جریان آب نہیں مگر فضا میں اس کا اپنے میل طبعی سے رواں ہونا اور فضا کے غیر عمدہ و غیر متصدد اور عمدہ و بطور عرض میں بھی موجود بارش یا سیل وغیرہ کا پانی کہ اوپر سے بہتا ہوا آیا اور بطور عرض میں داخل ہوا وہ قطعاً آب بھی ہو رہا ہے جب تک کنارہٴ مقابلی پر جا کر رک نہ جائے۔
 اولاً چاری کی دونوں تقریبیں اشہر و اظہر اس پر صادق ہیں وہ ایک تنکا کیا ایک گٹھا بہالے جائیگا اور بے شک جب تک ٹنکس کا بہاؤ نہ ٹھہرے بہتا ہی کنا جائیگا اہل عرف میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سیلاب عرض کے کنارے تک پہنچتے ہی قلم گیا اس میں روانہ نہ رہی جب تک بھر کر ابالی نہ دے پھلے کنارے پر قلم جائے تو عرض کو بھرے کوں اور اُبالے کیوں کر۔

ثانیاً نہ جاری میں سیلاب کی دھار اگر گری اب چاہئے کہ وہ نہر جاری نہ رہے جب تک بھر کر اُبل نہ جائے کہ اعتبار دے کے کہنے اور اب رشتہ آب یہ سیلاب ہے بہت جوف نہر میں داخل ہوتے ہی ساکن مان لیا گیا۔

ثالثاً لینے کا پانی کہ چھت پر بہتا پر تالی سے گرنا صحیح خاند میں رواں ہو قطعاً آب جاری ہے اگرچہ ابھی مکان کی تالی سے بھی نہ نکلے مکان کی چھت تک لبریز کر کے دیواروں پر سے اُبال دینا تو قیامت ہے۔
 بہانے میں ہے :

اگر نجاستیں چھت پر پرانگندہ ہوں اور پرالم سکھیں
 نہ ہوں تو عیسیٰ بن ابان نے ذکر کیا یعنی قحط کے
 شاگرد نے (کہ وہ بھس نہ ہو گا جب تک کہ مستغیر
 نہ ہو اور اس کا حکم جاری پانی کی طرح ہے اور محمد
 نے فرمایا کہ اگر نجاست چھت کی ایک جانب یا
 دو جانب ہو تو پانی ناپاک نہ ہو گا
 اور اس سے وضو جائز ہے اور اگر نجاست تین
 کناروں پر ہو تو غالب کا اعتبار کرتے ہوئے پانی

الکانت الا نجاست متفرقة علی السطح و لا
 تکلل حمد المیزاب ذکر عیسیٰ بن ابان
 (ای تلمیذ محمد مرصعہما اللہ تعالیٰ)
 انه لا یصیر نجسا حاله یتغیر و حکمہ
 حکم الماء جاری و قال محمد انکانت
 النجاسة فی جانب من السطح او جانبین
 لا یمنع الماء و یجوز التوضوء بہ و انت
 کانت فی ثلثہ جوانب یمس اعتسبہا

پتھر میں ہے

لو كان على السطح حذرة فوق حية المطر
فقال الميراب انك انت النجاسة عند الميراب
وكانت الماء كله يلافة العذرة لو انك
او نصفه فهو نجس والا فهو طاهر وانت
كانت العذرة على السطح في مواضع
متفرقة ولو تكن على ماس السحاب
لا يكون نجسا وحكمه حكم الماء الجاري
حكمة في السراج الوهاج وفي بعض
المعاني قال مشيخنا المطر ماء امير بطر
فله حكم الجريان حتى لو اصاب العذرات
على السطح ثم اصاب ثوبا لا يتنجس الا
ان يتغير المطر اذا اصاب السقف وسقف
السقف نجس فوكف و اصاب الماء ثوبا
و لصحبه انه اذا كانت المطر لو ينقطع
بعد ثمانية سال من السقف طاهر هكذا
في المحيط وفي الغاية اذا لم يكن متغيرا
كذا في التاخر غائية واما اذا انقطع
المطر و سال من السقف شيء فاما سال فهو
نجس هكذا في المحيط وفي التاخر ل قال
مشايختنا للتأخر هو المختار كذا

اگر چھت پر پاخانہ پڑا ہو اور بارش ہو جائے پھر پرنالہ
بجے تو اگر نجاست پرنالہ کے پاس ہو اور کل پانی
پاخانہ سے ٹک کر آرد ہر یا اکثر یا نصف تو وہ
ناپاک ہے ورنہ پاک ہے اور اگر نجاست چھت پر
متفرق جگہوں پر ہو اور پرنالہ کے سر پر نہ ہو تو ناپاک
نہ ہوگا اور اس کا حکم جاری پانی کا سا ہے۔ اسی
طرح سراج الودج میں ہے اور بعض فتاویٰ میں ہے
کہ ہمارے مشایخ نے فرمایا اگر بارش ہو رہی ہو تو
جاری پانی کے حکم میں ہے یہ نہ کہہ کہ اگر یہ پانی
چھت پر پڑے ہوئے پاخانہ سے ٹک کر بھی آئے
اور پھر کپڑوں کو ٹک جائے تو کپڑے ناپاک نہ ہوں گے
ہاں اگر بارش متغیر ہو جائے جبکہ چھت پر بیٹھے اور چھت
پر نجاست ہو اور پھر چھت ٹپکنے لگے اور یہ پانی کسی
کپڑے پر ٹک جائے تو صحیح یہ ہے کہ اگر بارش ابھی
مقطع نہیں ہوئی ہے تو جو پانی چھت سے بہا وہ
پاک ہے، حکذا فی المحيط۔ اور قباہ میں ہے کہ
جبکہ متغیر نہ ہو اور اسی طرح قاتار غایہ میں ہے اور
اگر بارش بند ہوئے کے بعد چھت سے پانی ٹپکے
تو جو بہا ہے وہ ناپاک ہے کذا فی المحيط اور لو ازل
میں ہے کہ ہمارے متاخر مشایخ نے فرمایا

مختار ہے کہ اتی التماس خانیہ (دست)

اقول سال من السقف ای وکف
کما قد مر اما السائل من المعیزاب فحیاس
میں کہتے ہوں چھت سے پہلے کا مطلب چھت
سے ٹپکنا ہے جیسا کہ گر داؤد چو پرنالے سے بہتا ہے
قطعاً جاری ہے خواہ بارش ٹھہری ہوئی ہو۔ (دست)

بالجملہ آئے والے پانی کے بطور عرض میں جاری ہونے سے اس کا رخ ہر نہیں ہاں جب حد مقابل پر پہنچے
جہاں جا کر رک جائیگا یا تحریک پہنچی تو آگے نہ بڑھے گا بلکہ اوپر چڑھے گا یہ حرکت طبعی نہ ہوگی بلکہ قسری خلاف طبع تو
اُس وقت بیشک جریان جاتا رہے گا۔

بجھت دوم آب نجس کی تعبیر کو آب طہر سے مل کر اُس کا جاری ہونا درکار ہے یا آب طہر جاری کا اُس پر
اُن کا کافی اول نص محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے،

فی رد المحتار عن جامع الرموز عن
التترقی عن محمد المانع كالماء والدبس
و غیر مصاطہا رتہ باجرائہ مع بعضہ
مختلفا بہ۔
اور رد المحتار میں جامع الرموز سے قریب قریب ہے
کہ بعض والا جیسے پانی (اور شیر وغیرہ) اس کی طہارت
اس کو اس کی جنس کے ساتھ طہر جاری کر دینے سے
مائل ہوتی ہے۔ (دست)

اقول اور اسی کے نزدیک ہے اُسے قول دائرہ سائر الماء الجاری یطہر بعضہ بعض
(کریض جاری پانی بعض دوسرے پانی کو پاک کر دیتا ہے۔) کے تحت میں لانا۔

ماہما اذا جریا مختلفین کان بعض
الجاری طاهر او بعضہ نجس فیطہر
الاول الآخر بجملة ما اذا لم یجر النجس
وقد یسکن انت یستأنس لتشافی بما قد مرنا
فی الاصل الرابع من الحلیة عن
المحیط الرضوی ان الماء الجاری لما انفصل
به صار فی الحکم جاریاً لکه ذکرہ
کیونکہ وہ دونوں جب مل کر ہیں تو بعض جاری پاک
اور بعض نجس ہوگا تو پہلا دوسرے کو پاک کر دے گا
بمخلاف اس صورت کے جبکہ نجس جاری نہ ہو اور دوسرے
کے لیے جو ہم نے پوچھی اصل میں حلیہ سے محیط الرضوی
سے نقل کیا ہے استدلال ہو سکتا ہے کہ جب جاری
پانی اس میں مل گیا تو جاری کے حکم میں ہو گا اور
لیکن اس کا تذکرہ انہوں نے وہاں کیا ہے جہاں

لے فتاویٰ ہندیہ
مصل الاول فیما یجوز
مطلب یطہر الخوض بجزء الجریان
مختار
۱۴/۱
۱۳۴/۱
۳ علیہ

فی اشتراط الخروج من الجانب الآخر
وان قل فالمراد الاتصال في الجريان و
معلوم ان الجری بعضہ لا حصل ما فیہ
و یحکم بطہارۃ النکاح فلذا قل صار فی
الحکم جاریاً ما فہم۔
دوسری جانب سے نکل جانے کی شرط لگائی ہے خواہ
کچھ ہی ہو تو مرد جاری ہونے میں اتصال ہے اور
یہ معلوم ہے کہ جاری بعض ہی ہے کل نہیں ہے،
اور حکم کل کی طہارت کا لگایا جائیگا اور اسکی لیے
فرمایا کہ یہ جاری کے حکم میں ہو گیا۔ (ت)

فقیر کے نزدیک فساد اختلاف یہی ہے ان بعض نے جبکہ دیکھا کہ نیا آنے والا پانی بہتا ہو اس آب نجس
سے طاس کی طہارت کا حکم دیا پھر اگر نجاست غیر مرتبہ ہے یا مرتبہ تھی اور نکال دی گئی جب تو ظاہر ہے کہ اگلے
طور پر سب پانی پاک رہتا ہے اگرچہ عرض صغیر ہو کہ جاری میں کثیر کی شرط نہیں اور آب جاری جب نجاست
غیر مرتبہ پر وارد ہو اُسے فنا کر دیتا ہے کما حققنا فی الاصل العاشر (جیسا کہ اسکی تحقیق ہم نے پہلے میں کی ہے)
تو بعد وقت اگر پر محل قلیل میں ٹھہرا نجاست ہی معدوم ہے ہاں نجاست مرتبہ باقیہ میں ضرور کبر محل دیکار کہ وقت
و وقت بڑھ کر کثرت خود نجاست نہ ہو سکے اور جموں سے یہ نظر فرمائی کہ آب داخل اگرچہ جاری ہو مگر آب نجس کہ جاری
نہ کیا کہ بطور عرض میں مذکور تھا اور اُس کے رکنوں میں آب و خ تھارے آگے بڑھنے کو جبکہ نہیں تو آب داخل اُسے
آگے نہ بڑھ سکے گا بلکہ اوپر چڑھ جائیگا تو اُس کا اجزاء نہ ہوگا جو اُس کی طہارت کو درکار ہے مگر یہ کہ عرض بھر جانے
اُس وقت تک تو سب ناپاک ہے اب جو آب آئے گا پاک ہو جائے گا کہ اب آگے بڑھنے اور سفر میں اُسے کو جبکہ
وسیع ہے اگر کیسے مانا کہ بطی عرض میں آب نجس کا اجزاء ہوگا مگر غسل یعنی دھونا تو ہو جائیگا کہ آب جاری بہتا ہوا
اگر اُس کے تمام اجزاء پر چھا گیا۔

اقول اولاً پانی کو دھونا شہرح سے معہود نہیں مگر وہی ظاہر سے ظاہر اُس کا اجزاء۔
ثانیاً غسل ہوگا تو فقط سطح بالا سے آب نجس کا اجزاء کوئی جامد شئی نہیں کہ ضرورتاً غسل سطح قائم تمام
غسل کل ہو۔

وهذه فائدة استنبطها الفقير مما سلف
فتح القدير في بيان مذهبنا صاحبين
الكانت الا ففحة جاصدة قطرها بغسل
الاهي ذل، اخذت من بطن جدی ميت
يرغاه خرو فقيرته جنان صاحبين كانه يرب فتح القدير
میں بیان ہوا ہے میں نے مستنبط کیا ہے، اگر وہ
خشک ہو تو دھونے سے پاک ہو جائیگا اور یعنی
مردہ بکری کے تپ کے پیٹ سے نکالے گئے ہوں کیونکہ

لتنجسہا عند ہما بوجہا المتعجبس بالموت
 واستظہر فی مواہب الرحمن و ذکر
 طہارہا تھا جامدۃ بالفصل کا افتتاح وعند
 الامام طاہرۃ لانہ لا اثر للنجس شرعاً
 و امت فی الباطن القیاسۃ فضلاً عن
 غیرہا فتحرر و هو المراجعہ درو الافحۃ
 الدین فی بطن الجدی المراضعہ
 فتح اور یہی راجح ہے در اور انفراس و دوس کو کہتے ہیں جو بکری کے شیر خوار بچے کے پیٹ میں
 ہوتا ہے۔ (ت)

ثالثاً علی التسلیم (فصل دوم) التسلیم کہی یا جائے تو (ت) حمل کے یہ تثلیث درکار ہوتی یا ذاب نہاست پر
 طبقہ نعی۔ ہر حال ثلثہ فاسل کا منسلول پر سے زوال ضرور کہ جب تک جدا نہ ہوا منسلول سے زوال نہاست
 نہ ہوا تو حکم طہارت نہ ہوا۔ یوں بھی خروج لازم ہو گیا ظاہر ان وجہ سے جو روئے حکم نہاست دیا۔

اقول مگر جس دن قول دوم پر بحث دوم راہی فی یہی قول ثلثہ پر بحث اول وارد ہوگا۔ ان
 اکابر نے بطن عرض میں سیلابی آب کے جریان ہی نہ ٹھہرایا بشرط خروج کی تصریحات و تفصیلات کہ جواب دوم
 میں غلبہ و ظہیر اور جواب ثلثہ میں حکم العلماء و فقیہہ بندہ وانی و فقیہہ سمرقندی اور اصل موم
 میں تبیین و فتح و بحر و محیط و قریشیہ و امام شمام شہید و آثار غنائیہ و ظہیر و ہندیکہ اور اصل چہارم
 میں متبنی و محیط رضوی و علیہ و خلاصہ و رد المحتار و وہ جہارت ظہیر و امام ابوکریم شمس و غیرہ اور اصل ششم
 میں شرح ہدیرہ و شمس کے گزیریں ان کی تویہ توجیہ واضح ہے کہ جو نجس پانی حوض میں تھا اس کے جریان و ظہیر
 کے لیے خروج ضرور ہے تازہ پانی کو اوپر سے آیا ان سے اس کے جریان کی نفی نہیں ہوتی مگر ان نصوص کثیرہ کا
 یک جواب جو صراحتاً اس آب داخل ہی کے جریان کا ابطال کرتے ہیں اگرچہ بطن حوض میں کتنی ہی دیر حرکت
 کرتا جائے مثلاً ۱

اولاً وہ تصریحیں کہ پانی اگر بطن حوض میں وہ در وہ روئے سے پہلے نہاست سے ملے گا جتنا آتا جیسا
 ناپاک ہوتا ہائے گاحیہ کہ جواب چہارم میں امام صفار سے گزارشاتم حکم العلماء نے اسے مقرر رکھا اصل ہشتم
 فی دی امام قاضی خان و جو اہر اخلاقی سے اور ایسا ہی خزائے الفیتین و فتاویٰ ذہیریہ میں ہے علیہ میں اس پر
 تقریر ہے غلبہ میں اس کے معنی ہیں اگر جاری مانا جاتا وہ در وہ ہونا کیا شرط ہوتا کہ ہاری کتنا ہی قلیل ہونا پاک

نہیں ہو سکتا جب تک نہایت سے اسی کا کوئی وصف نہ بدلے ہوئے کی دھار کا مسئلہ اصل ۹ میں مقرر۔

ثانیاً یہ قلیل و شرط نہ بھی ہوتی تو اس مسئلہ دار کا نفس حکم کہ کتب معتزہ بجا سیر مشاہیر میں دروساً ہے خود اسے جاری نہ ماننے پر بان تھا ہے جواب چہارم میں غیہ و بدائع و صفات و حلیہ اور پنجم میں حلیہ و عیہ اور اس کی اصل ہشتہ میں غائیہ و خزانہ المغنی و محیط و حلیہ و غلاصہ و فتح و فتاویٰ شجر قند و کبیر و ہندیر و غیاثہ و ذخیرہ و فرغ آخر قاضی حای و جواب الاملائی سے تصریحیں اور نصیحتیں گزریں کہ حوض کشتنا ہی کبیر جو جب اس میں قلیل پانی ناپاک تھا پھر پانی آیا اور لبالب بھر گیا ناپاک ہی رہا۔ بھلا جب تک حد قلت میں تھا یہ کہہ سکتے تھے کہ آنے والا پانی اگرچہ اپنے اصل ہونے سے دوسری جانب پہنچے تک جاری رہا مگر وہاں جا کر توڑک گیا اور ہے قلیل اور نہایت یا آب نجس سے متصل تو اب ناپاک ہو جائے گا اسی طرح جو پانی آتا جائے گا حد قلت تک یہی حکم پائے گا وہم، ہما قانون احکام داخل صا رہما کا حکم داخل تنجس مگر حوض تو کبیر ہے جب حد قلت سے آگے بڑھے گا کیا کہا جائے گا۔ آیا ہوتا ہوا اور ٹھہرا کبیر ہو کر تو کسی وقت قابل قبولی نہایت نہ ہوا پھر یہ حکم کیوں ہے کہ لبالب بھرنے پر بھی سب ناپاک۔ بلکہ لازم تھا کہ یا تو حصہ بالا کو جہاں سے حد کثرت ہے (اور ممکن ہے کہ حوض کبیر کا منظم حصہ وہی ہو) پاک کیوں اور حد قلت سے نیچے تک ناپاک یا نظر براں کہ حصہ زیریں مقدار صحت۔۔۔ بحیثیت۔۔۔ کا ثابت ہے سب پاک۔

اقول اور ظاہر ایسی اقیس ہوتا آفرینہ دیکھا کہ حوض کشتنا ہی حقیق ہو بلکہ گہرے سے گہرا کنواں اگر لبالب بھر کر ابل جائے اوپر سے نیچے تک سب پاک ہو گیا کہ آب جاری ہو گیا حالانکہ تصنیف حرکت جریانی صرف اوپر کے قلیل حصہ کو پہنچے گی آنے والا پانی جہاں تک کے پانی کو بارک سبھا کر ابلے، ابلے گا اُنٹے بھر جہاں واقع ہوگا نیچے گزروں تک کے پانی کو خبر بھی نہ ہوگی اور ٹھہرا سب پاک۔ اسی لیے کہ صورت واحد وثنیٰ واحد ہے یعنی یہی آب کثیر کہ صورت واحد رکھتا اور اوپر قلیل حصہ کثیر اور نیچے سب قلیل ہے اور نہایت را سید پڑی کہ نہ تک پہنچی سب پاک رہے گا ورنہ آب کی کثرت و طہارت تو تک عمل کرے گی کذا اھذا۔

فان قلت في الجواب

صحا ان العبرة في الكثرة والقلّة لا وان
لوقوع وهذا كان قليلا عند الاستشهاد
به فكثيرا فحقا اما المحيى في فسق
بنفسه لا لحد فيه لكثرة او قلّة وقت
الوقوع فاذا اجسرى وجهه وهو ثنى واحد

اگر تم ایہ دونوں کی طرف سے جواب میں یہ
کہہ کر کثرت و قلت میں اعتبار کرنے کے وقت کا ہے
اور یہ گرتے وقت قلیل تھا، وجہ سے اسے لال کیا جا رہا
وہ کثیر ہے تو دونوں میں فرق ہو گیا، اور جاری ہونا
تو وہ بنفسہ معتبر ہے اس میں کثرت و قلت کا کوئی
اعتبار نہیں، وقوع کے وقت میں، تو جب وہ جاری

فقد جرى كله فلا يقاس عليه طهرارة الا
لاستقراره على الكثرة فانها غير الجبرية
اقول اولاً اذا احك بطهرارة الحبل
لاجل الجريان انقصه حكم وقت التوسع
فاذا وقف فكانت الالتم وقم وهو حينئذ
كثير اذا العدة للوجه وما تبعه تبعه
فما وقم الا في الكثير والفصل الآن بين
الاعلى والاسفل بالكثرة والقلّة فخرج
عن حكم الوحدة وعلى هذا يلزم تنجس
الاسفل المستشهد به في فضائل النجس
الراسب لم يصل اليه الا حين قلته هو
وثانياً لثبوت هذا مضمون مضمون
باعتبار الماء الداخل حيث كان جاري
حتى الوصول الى الصفة والصورة واحدة
مقد جرس الكل فانفتحت النجاسة رأساً
اكانت خير مربية وكذا المربية قد اخرجت
ولا معنى لمرودها حين استقراره ولو على القدة
وانشئت الى الاصل الكثير باقية طاهرة فلم
يتنجس او الاستقرار كثير وقد طهر ما تبعه
بالجريان فلا يبقى الا ما اذا كانت مربية
باقية ساسبة وكلا مهم مطلق عام للصود
قاطبة .

ہوا اسکی سطح سے حالانکہ وہ شے واحد ہے تو گویا کل جاری
ہوا، تو اس پر اوپر والے کی طہارت کو قیاس کرتا
درست نہ ہوگا کہ وہ کثرت پر مستقر ہے کیونکہ یہ
جریان نہیں ہے ۔

میں کہتا ہوں اولاً جب ہم نے کل کی طہارت
کا حکم لگایا جاری ہونے کی اسے تو گرنے کے وقت کا
حکم منقطع ہو گیا، تو جب ٹھہرا تو گویا وہ ابھی گرا ہے
اور اس وقت وہ کثیر ہے کیونکہ اعتبار سطح کا ہے،
اور جو اس کے نیچے ہے وہ اس کے تابع ہے تو
کثیر ہی میں واقع ہوا اور اعلیٰ اور اسفل میں اب
کثرت و قلت کے اعتبار سے فرق کرنا وحدت حکم سے
مسترد ہوگا اور اس میں بہت سی نیچے
والے نہیں ہوں لہذا ہم آئینہ کا جس سے استنباط بھی
کیا گیا ہے کیونکہ نجاست واسبہ اس تک نہیں
پہنچی ہے مگر قلت کے وقت یہ خلاف مفروض ہے۔
اور ثانیاً اگر تسلیم کر دیا جائے تو یہ ہمارے لیے ضرر ہے اور تقریباً
نافع ہو جائے گا، کیونکہ اصل جو تھے والا پانی جاری
تھا یہاں تک کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچا اور صورت واحد ہے
تو کل جاری ہو گیا اور نجاست اگر غیر مریہ ہو اور اس طرح
اگر مریہ نکال دی گئی ہو تو جسے ختم ہو جائیگی تو اس کے
لوٹنے کے کوئی معنی نہیں جب کہ پانی ٹھہرا ہوا ہو
اگرچہ کم ہی ہو اور وہ نجاست اوپر والے کثیر پانی کی
طرف منتقل ہو گئی، اگرچہ وہ اوپر تیر رہی ہو، تو جب کثیر پانی ٹھہرا ہو تو وہ ناپاک نہ ہوگا اور اس کا پچھلا حصہ پانی کے
جاری ہونے کی وجہ سے پاک ہو گیا تو باقی رہے گا جو مریہ ہو اور تہ میں باقی ہو اور اس کا کلام مطلق ہے اور
تمام صورتوں کو شامل ہے۔ دت

ثالثاً جو پہلے چار میں جہاد فتح القدر اور دربارہ حوضِ صغیر کے بھر کر بھی ناپاک رہے گا اُسی عدم تسخیر
جریان پر والہ در نہ نجات غیر مرئیہ یا مرئیہ کے نکال دی ضرور زائل ہو جاتی۔

رابعاً تنبیہ جلیل میں غیہ و غیظ و علیہ و غایہ و ہندیہ و ذخیرہ کی جہادات اکثر اجلہ علی سندی ۲۵
تفسیر میں بھی و غلبہ بن ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے ایک حوض سے دوسرے میں انتقال آپ کے
جریان ہوئے کو ان میں کچھ مسافت ہونا ضرور نہ اس میں سے نکل کر اُس کے جہت میں جاسکتے ہوئے اُس میں
وضو کیا جائے تو وضو نہ ہوگا اگر لہٰذا میں حرکت کو جریان منتهی تو جس وقت پانی اول سے دوم میں
گزرے وہاں سے منتہی تک ہر پا ہے اُس میں وضو ضرور آہد جاری میں وضو ہونا بیچ میں فاصلہ مسافت
کی ضرورت نہ ہوتی کما مشروما الیہ ثمد ان ۴۷ عمارتوں سے روشنی کو مجبور اس سیلان کو خود اُس
آب داخل ہی کا جریان ہمیں مانتے اور یہ اُنھیں وجہ سے کہ کثرت اول میں گزریں اشکال سے خالی نہیں۔
اگر کچھ آب را کہ کے کثیر و ما قابل نجات ہوئے کے لیے صرف مساحت سطح آب یا طول و عرض
وہ درہ کافی نہیں بلکہ اس میں بھی درکار ہے کہ اس میں سے پانی باقی سے لیں تو زمین کھل نہ جائے یہی
صحیح ہے ہادیہ و غیرہ کتب کثیرہ اسی پر فتویٰ ہے تفسیر یہ خلاصہ درایہ جو برہ و غیرہ ولہٰذا ہادی امام اہل
خاصی غای پھر ہندیہ و تفسیر میں فرمایا، د سہ ہا لہٰذا غیہ کے ہیں

ان علاء من ثقب الجمد
واسط علی وجہ الجمد وکان عشرين
عشر فان کان یحیث لوفرف مہ لا یخسر
ما تحمد من الجمد لم یفسد بوقوع
المفسد وکان یحصر ا وکان دون
عشر مہ عشر یفسد لہ۔
جب پانی برف کے سراخ سے
اوپر چڑھے اور پھیل جائے برف کے سطح پر اور پانی وہ درہ ہو
اس طرح کہ اگر کسی نے پتھر بھر کر اس سے پانی لیں اور اس کے
نیچے برف نہ کھلے تو مفسد کے گرنے سے فاسد ہوگا اور اگر نیچے پانی
برف کھل گئی یا وہ پانی وہ درہ نہ تھا تو وہ پانی فاسد
ہو جائے گا۔ (ت)

علہ ولعلہ الاولین حاضریہ العصر والاولا
ام قلیتنبہ فتأیث حائد تد فی الرسالة
الأتیة ان شاعر الله تعالیٰ ۱۲ منہ
عقر لہ۔ (م)
پہل دو کتابوں کے الفاظ ہیں کہ اس میں وضو جائز ہے
در نہ نہیں اور خبردار اس کا فائدہ آئندہ رسالہ
میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ
عقر لہ۔ (ت)

سہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ المصلی بحشہ عشر فی عشر سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۰

تختہ اسعدیہ دو بدائع میں امام غنیۃ ابو حنفیہ سنہ وانی اور تہذیب المحتسبی میں دربارہ آب جاری
 امام پریم سے اور حیدر علی الدرد و جامع الرموز میں تصریح کی کہ دونوں باتوں سے پانی لیا مراد
 یعنی لب بھر کر لینے میں نہ کھلے اور قسستانی سے مفہوم کہ اس کا اندازہ پانچ انگل ذل ہے۔

حیث قال (انکاء) وجہ الماء (عشر) اف
 حشوا لا یحسدوا رضہ بالخوفۃ ای برقم
 السماء بالکفین وھذا قول بعض المشایخ
 فی تقدیر العنق وعلیہ الغروی کما سف
 الخلاصۃ وھذا علی ما احتارنا من المقدار
 والعنق الذی ھو خمس اصبع تقریباً الخ
 قسستانی نے کہا کہ اگر پانی کا بالائی حصہ ایسا وہ درود ہو
 کہ پھر بھر لے سے پانی کی زمین نہ کھلے یعنی دونوں ہاتھوں
 سے پانی اٹھانے سے۔ اور عنق کی مقدار میں یہ بعض مشایخ
 کا قول ہے اور اسی پر غروی ب جیسا کہ غلہ میں ہے
 اور یہ وہ ہے جس کو تہ اردوں میں سے اختیار کیا ہے
 اور عنق تقریباً پانچ انگل ہے الخ (ت)

اقول وہو تقریب قریب مشہود لہ بالتحویۃ (یہ اپنی تقریب ہے تجربہ
 اس پر گواہ ہے۔ ت) قرآب کثیر بونے کو یہ چاہیے کہ سو ہاتھ مساحت میں
 تقریباً پانچ انگل ذل کا پانی پھیرا ہو کہ اس سے کہ اس سے سو تا اب یہ عرض کہ بارش کے بہاؤ یا
 چرخ وغیرہ سے بھرتے ہیں ان کی دھار بھی اتنی نہیں ہوتی کہ تالاب یا عرض میں نہ کر کہ تمام سطح مطلوب پر اس
 کنہ سے تک مٹا پانچ انگل پانی چڑھا دے پانی، سطح غالب مرکز ہے اس کے اجزاء زیر دماں اسی وقت تک وہ
 سکتے ہیں کہ اوپر کے اجزاء نہ چھٹنے کی جگہ رہیں جب محل پانی کے ذرا نہ کر پھیل جائیں گے پرنالے سے جتنے دل
 کہ دھار اتنی ہی ہے زمین پر آکر برز اتنے دل پر رہے گی مٹا پھیلے گی یہی سبب ہے کہ مشد عرض میں ایک
 پر رہے کہ اس سے پانی جس قہم کا، تار یہ ہاں کہ وہ بڑا جاری اور عرض کے سارے عرض میں مٹا ساری ہے
 تو پاتے تھا کہ یہی قہم سر تک محوط دہتا اور دوسرے کی اسے پر مٹا اتنے ذل کا پانی بوجہ تا مگر ایسا نہیں
 ہوتا بلکہ اس کنہ سے پر تدریج بڑھتا ہے اور اوپر گزر کہ دوسرے کنہ سے پر پہنچ کر یہ تدریج ٹھہرتا ہے
 تو مساحت کی کثرت کی، نفع سے گی جبکہ مٹا پانچ انگل ذل نہ ہو تدریج ہو تو ہر وقت آب قیل ہے اتنا
 ناپاک ہو گیا اور کیا وہ بھی رنسی کم تھا یہی ناپاک ہو گیا اور ناپاک ہی رہا۔ ہاں
 عظیم سیلابوں میں اسے اور اس سے زیادہ حجم کا پانی اس کنہ سے پر مٹا چڑھتا ہے مگر وہ دم کے دم میں

تالاب کو بھر کر اُبال دیں گے تو اس صورتِ نزاع میں رہے گا ہی نہیں اور بالفرض اگر کبھی ایسی صورت ہو کہ اُسے عظیم ہواؤ کا پانی آئے اور کنارے ہی پر رک دے تو یہ بغایت نادر ہے اور احکام فقہیہ میں نادر کا لحاظ نہیں ہوتا۔ یہ ہے اُس حکم دائر سائر کا خفا اور یہ ہے اُس تفسیل کا مفاد کہ محلِ حادث داخلِ صادر نجس یہ ہے وہ غایتِ حد کہ تالاب میں باہر سے آئے واسلے پانی کو خاری مان کر بھی بحالیِ نجاستِ مرتبہ باقید تمام تالاب کو پاک ٹھہرائے گئے ہی کبیر ہو اگرچہ مسند و نہیں و مسند نجاست غیر مرتبہ یا مرتبہ فوجہ کا اب بھی جواب نہ ہو۔

اقول مگر اس تقریر پر وہ صورت وارد ہے کہ اگر پانی تالاب میں داخل ہو کر پئے وہ درود ہو یا پھر ہیست سے ملا تو پاک نہ ہو گا کہ وہ درود سہی پاک اُنکل دل ہی تو درکار۔

اگر کچھ ملے سے پئے اُس پوری مساحت میں اُتار دیا جائے پسند ہونا بعید نہیں کہ پھیل تو بہتے میں ہوتا ہے اور مٹی ہے کہ ملے سے پئے کیوں ٹھہر کر دل پیدا کر لے پھر ملے۔ یہی سر سے کہ صورتِ مذکورہ غایب میں ان لفظوں سے ارشاد ہوئی:

واجبہ الماء في مكان طاهر دھو عشرین
عشرین
خلاصہ میں،

اور پانی پاک جگہ اکٹف ہو گیا اور وہ درود ہے۔ (ت)

انکای الماء الذي يمدح في القدير يستقر
في مكان طاهر حتى صار عشرًا
عشرین
مخ القدير و بجز الراقی میں،

اگر وہ پانی جو تالاب میں داخل ہو رہا ہے پاک جگہ ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ درود ہو گیا۔ (ت)

انکان دحل في مكان طاهر واستقر
حتى صار عشرًا في عشرین
فخبره و جلیہ میں،

اور اگر پاک جگہ پانی داخل ہو کر ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ درود ہو گیا۔ (ت)

انکاب الماء الذي يمدح القدير اذلا

۴/۱	فصل الماء الراکد	فصل الماء الراکد	۴/۱
۵/۱	فصل في المياض	فصل في المياض	۵/۱
۶/۱	فصل في القدير	فصل في القدير	۶/۱

یستقر فی مکان طاهر حق یصیو عشر اے جگہ نہیں ٹھہرتا ہے یہاں تک کہ وہ در وہ
عشر لے ہو جائے۔ (ت)

ورنہ صرف وہ در وہ ہونے کے لیے کسی مکان میں ٹھہر کر جمع ہو لینا کیوں درکار ہوتا۔
اقول اس وقت کا دل کیا فائدہ دے گا جبکہ اُسے آئے بڑھ کر باتوں سے ملنا ہے بڑے گاہر اُسی
بننے پھیلنے سے جو اُس میں وہ حجم نہ رہنے دیں گے۔

اگر کچھ انصاف نجاست یوں بھی ممکن کہ آب نجس بڑھ کر اُس سے ملے۔
اقول یہ تصویر مفروض کے خلاف ہے اور غائیہ میں الفاظ مذکورہ کے بعد تصریح ہے وئہ تصدی
الی موصوفہ یعنی شہیہ (پھر نجاست کی جگہ تک تبادلاً ذکر جائے۔ ت) بقیہ کتب مذکورہ میں ہے، تسبیح
استغفر اللہ (۱۰۰۰) (پھر نجاست تک پہنچ جائے۔ ت) بالجملة کلمات جو ہر کسی طرف اُس آنے والے
پانی کا بھی بعض حوض میں جریان درست ہیں آتے۔

وانا اقول، واللہ الرقی تحقیق یہی ہے کہ وہ جاری نہیں ورنہ اگر مثلاً نصف لڑنے میں ناپاک
پانی جو جس میں نجاست غیر مرتبہ ہو یا مرتبہ تھی اور نکال دی اُس کے بعد لوٹا بھر دیا اور کاروں سے کچھ نکالا
بلکہ بھر بھی نہیں کچھ پانی ڈال دیا اور ان سے ایک لڑے سے دوسرے لڑے تک تو چاہیے کہ سب پانی اور لوٹا
پاک ہو جائے کہ جریان ہو گیا اور وہ نجاست غیر مرتبہ کو مٹا کر دیتا ہے اور اُس میں کوئی مسامتہ شرط نہیں
بعد مانے نجاست قلت پر مستقر کیا مضر حالانکہ اس کا کوئی قابل نہیں یہ مشایخ کہ خروج جملہ شرط
نہیں کرتے ان کا کلام بھی حوض کبیر میں ہے ولما اقیہ و ذخیرہ و نظم زندہ و لیس میں فرمایا اور کا الیہ موصوفہ

علیہ تنبیہ اس سلسلہ کی تحقیق صلی سالہ سبہ الجیر میں آتی ہے، ہاں سے بترقیق الی یہ ترمیمی ظاہر ہوگا
کہ پانی کے فی نصف کبیر برونے کے لیے حق درکار نہیں صرف اتنا ہو کہ زمین کہیں کھل نہ ہو اور یہ جرات حق شرط
کیا گیا کہ پانی لینے سے زمیں نہ کیلے اُس حالت میں ہے کہ اُس کے اندر وضو و غسل کریں اسس قعدہ پر تو جیسے
مذکور کی گنجائش ہی میں واللہ تعالیٰ، علم ۱۲ ص ۱۲۰ (م)

لے علیہ

لے قاضی خان الماد الراکہ قول کشور لکھنؤ ۴/۱

لے بحر رائق اباحت الیہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/۱

لے نیت المصلیٰ فصل فی المیض مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۶۷

برآریہ میں بظاہر عرض کو صفت کثرت سے مطلق رکھ کر فرمایا : شود دخل عام کثیر (پچیسہ بخیر پانی داخل ہوتے) غنیہ میں ان کے حکم کی تعلیل یوں فرمائی :

(قیل لیس بنحس) لکو مکثیہ ! لکو کما تقدم (کہا گیا ہے کہ یہ نہیں نہیں ہے کیونکہ یہ بڑا ہے الا جبار حکم ذلت۔) یہ سب کچھ پہلے گزر چکا ہے۔ ات۔

قریباً احترام میں بھی اسی قول دوم پر رد مگر یہ کہ اے کلام مرتبہ باقیہ سے مخصوص کیا جائے۔ اب رہے وجہ شلشہ مذکورہ بحث اول اقول وہ استعین ہو ظرف حبس و حنفہ آپ کے لیے جو اس میں پانی کی حرکت عرفاً جریان نہیں کہلاتی مشک کی تہ میں کٹا ہوا بھر پانی جو اسے دبا نہ ہا نہ د کر زیر پاٹ کیجئے کہ پانی ادھر سے ادھر سے تیز و جہد کا جواب ہو گیا کہ بطن طرف میں متحرک کو عرفاً جاری نہیں کہتے اور مکان امد اس کی دیواریں کوئی طرف آب نہیں اور نہ ظرف ہے مگر نہ ظرف حبس بلکہ عمل جریان بخلاف تالاب اور حوض کے اگرچہ کبیر ہوا تو بکھرا اللہ تعالیٰ قول مجبور ہی پر عرش تحقیق مستقر ہوا اور کیوں نہ ہو کہ :

العمل عن قول الا حکم ذلت۔ اللہ عطف
 الجماعۃ هذا حکم ما فاض علی قلب
 الحقیر ! من فیض اللطیف الجبار ! مع
 قشت البال ! و ترا حکم البال ! و هجوم
 الحق ! بانواع الفساد ! واللہ المستعان !
 و علیہ التکلیف ! و لا حول و لا قوۃ الا
 باللہ العلی العظیم ! و حسب اللہ و نعم
 الوکیل ! نعم المولیٰ و نعم النصیر !
 وعدت العادون و حاسروا
 و رجوت اللہ عجیرا
 و کفی مہانتہ و لیب
 و کفی باللہ نصیرا

شہ ہزانیہ مع التہذیب نو حنفیہ الخ
 علی غنیۃ المستملی عشر فی عشر
 قرآنی کتب خانہ پشاور
 سہیل اکیڈمی لاہور
 ۲/۴
 ص ۱۰۱

وَمَا قُلْتُ فِيهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُسْتَجِدًّا بِذِيْلَةِ الْاَكْحَرِ ۝
مِنْ سَوَّلِ اللَّهِ اَنْتَ الْمُسْتَحْبَرُ
فَلَا اَنْخَشِي الْاَعْمَادِي كَيْفَ جَامِرُوا
بِعَصْبِكَ اُرْتَجِي اِيَّيْهِ قَرِيبُ
تَسْتَقِي كَيْدَهُمْ وَتَقُومُ مَبَارِدُ
وَقُلْتُ ۝

مِنْ سَوَّلِ اللَّهِ اَنْتَ بَعَثْتَ فَيْدُ
مَكْرِيْمًا رَحِيْمَةً حَسَنًا حَمِيْمًا
تَحْقُقُنِي الْعَدَى كَيْدُ مَتِيْمًا
اَجْمَلِي يَا اَهْلَ الْخَائِفِيْنَ
وَمَا قُلْتُ قَدِيْمًا فِي رَجِيْعِ الْاٰخِرِ سَنَةِ
الْعَدُوْثِ ثَمَانِيَّةً فَرَأَيْتَ الْاَحْمَدَ عَرَفِيَّ بَدُوْثِ
وَفُوقَ الْمَطْلَبِ وَالْاِمْرَادَةِ ۝ سَرِيْعًا فِي
السَّاعَةِ ۝ اللَّهُ الْاَحْمَدُ اَبْدَانًا ۝ وَاسْمُ الْجَوْشَنُ
سَرِيْعًا ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	بِجَلَالِهِ الْمَتَّعُورِ
وَصَلَاتِهِ	وَعَمَلِهِ
وَالْاٰثِلِ وَالْاَحْمَدِ	بِهِمْ
فَاِنَّ الْعَظِيْمَ	تَوْسَعِي
وَبِيْنِيْ اِنَّ بِلَا	عَدُوْ
وَنَظِيْبَةٍ	وَبِيْنِ خَوْثِ

عَلَيْهِ هُوَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَبِيْنِيْ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَمَلَةُ الْقُرْآنِ مِنْ
أَهْلِ وَجْهِهِ وَاهْلِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۝ وَهُوَ عَقْلُهُ ۝

میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان
اقہد میں آپ کے دامن کی پناہ حاصل کرنے کے لیے
یہ اشعار کہے ہیں اسے اللہ کے رسول! آپ ہی سے
مدد طلب کی جاتی ہے، تو اب مجھے دشمنوں کا کچھ
خوف نہیں کہ وہ کیا ظلم ڈھائیں گے، مجھے آپ کے
فضل سے امید ہے کہ مغربیوں ان کا مکر پارہ پارہ
ہو جائیگا اور وہ بلاک ہو جائیں گے۔

اور عرض کیا ہے اسے اللہ کے رسول! آپ
ہر میں مبعوث کئے گئے رحمت بنا کر اور مضبوط قلعہ
بنا کر۔ مجھے دشمن اپنی مضبوط چالوں سے ڈراتے
دھمکاتے ہیں اسے خوفزدہ لوگوں کی پناہ، مجھے پناہ
دیجئے

اور اس سے پہلے ربیع الآخر سنہ ۱۳۱۱ھ میں
کہا تھا تو امید سے فروں زحیرت انگیر طرہ پر
میری مرادیں پوری ہو گئیں و قد الحمد، خدا کرے
ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے۔

تمام تعریفیں خدا سے کی تاکہ سزاوار میں ہونے
جلال میں کیتا ہے، اور اس کی رحمتیں مدام،
بہترین مخلوق محمد پر نازل ہوں، اور آں و صحاب
پر، جو خقیقوں میں میری پناہ نگاہ ہیں، تو خداوند
عظیم کی بارگاہ میں، میں وسیدہ لاتا ہوں، اس
کی کتاب اور احمد کا۔ اور ان کا جو اللہ کے کلام کو

اور وہ حریف علیہ السلام، اور حریف علیہ وسلم اور
حالیہ و عاتق ہی اللہ علیہ وسلم کی آن، اصحاب اور
امت میں سے ہیں ۱۲ منہ غفر لہ ۱۲

لائے اور جنہوں نے ہدایت دی اور جن سے ہدایت
 مل جاتی ہے، اور مدینہ منورہ کو اور ان کو جو مدینہ میں
 رہتے ہیں، اور منبر اور مسجد شریف کو اور ان تمام کو تنہیں
 خوشنودی میراثی رب کی جانب سے ۱۰۰ سالہ اللہ
 دشمنوں کے لیے نوحہ پر ہلے بلال دیا ہے ہر
 دوری سے ان کے پیادوں اور ان کے سواروں کے
 ہر حد سے تجاوز کرنے والے ظالم نے، جو ثابت قدم
 کی لہر شش کی امید کرتے ہیں، اور ہدایت یافتہ کی
 ذلت کے حوالوں میں، مگر آپ کا علم بہ خوف سے
 نیز کہ جو آپ کو پارتا ہے اس کی نیند کی جاتی ہے
 میں ان کی طاقت و خوت سے خیزدہ نہیں۔ میرے
 ہر گاہ کہ با حق مضبوط رہے۔ یا اللہ، ان کے شر کو
 دفع کر، اور ان کے حکم سے بچنے کے لیے، اور
 اپنے صلوة و سلام کو کسی ترعیب پر ہمیشہ نازل فرما،
 اور ان کی کس پر جو خود و سنا کی بارشش ہیں، اور ان کی
 پر جو خاندان کے بال ہیں، حب تک قمریوں بان کے
 درخت پر بہتری کی سنہ گاتی رہیں۔

اور اس صلوة و سلام کے طویل احمد رضا
 کو آقا کا امام یا فتر غلام بنا دے۔

اور ان کے تارک تقدی صلوة و سلام اور برکتیں نازل کرنے
 آقا کریم اور مبارک پر، اور ان کی آل و صحابہ
 اور بیٹے اور ان کی جماعت پر، وہ صلوة جو گروہوں

کو کھولے اور مدد عطا کرے، اور میں ماسجدوں کے حوض سے اور گینوں کے کینوں سے اور
 سرکشوں کی شرارت سے بچا جسے لطمہ قل براۓ اللہ کے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعظم - (مت)

اللہ تعالیٰ میں ایک نشت ہے، اور نہ غفر، (مت)

وکل من وجد الزما من عبد رب واجد
 لا ھو قد ھم العدی من کل تناد ابعد
 فی غیہم ویرجالہم مع کل عاد وعتد
 ھاویں ترانہ منیت باغی ذلہ مہتد
 نکل عبدك امن اومن دعاك یونید
 لا غنی من ماسهم ید ناصر قوی سید
 لا ھم فادع شرھم وقی مکید کمنید
 وادوم صلاتک والسلام علی انحباب از حد
 ولاں اصدر سدا والصحیح عو مند
 ھا غرکت ورقا ھے بان کھر یومعیود
 واحصل بھا احمد رضا

عبدالپھروز المسبید

واللہ تعالیٰ وتبارک و تعالیٰ وسوسہ و مارد
 عنی لعلی الکریم لعلی رستہ و سہ و
 صبرہ و حورہ و صلاۃ تخذ
 الحق و ثبوت اسود و تقینا شسر
 حسد او حسد و مکرھا قد اذ حقہ
 وضوھا نذ اذ عتد و بحرمة قل ھو
 اللہ احد و اللہ الصمد و لعلی و لم
 یولد و لعلی کن لعلی کھو احد و لعلی
 اللہ رب العالمین الی لاید و اللہ
 سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جبل محمد
 اتھ و حکم۔

کو کھولے اور مدد عطا کرے، اور میں ماسجدوں کے حوض سے اور گینوں کے کینوں سے اور
 سرکشوں کی شرارت سے بچا جسے لطمہ قل براۓ اللہ کے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعظم - (مت)
 اللہ تعالیٰ میں ایک نشت ہے، اور نہ غفر، (مت)

فتویٰ مستثنیٰ بہ

ہبۃ الجبیر فی عمق ماء کثیر^{۱۳}
ابرار اں کا عطیہ زیادہ پانی کی گہرائی میں^(ت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ ۵۴ م ذبیح المذبح ۱۳۴۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آب کثیر کے لیے جو محل جاری نہایت قبوں نہ کرے کتنا
عمق درکار ہے اور یہ جو کہ ہاتھ سے مانی لے میں زمین نہ کھئے اس سے چلوا رہے یا لپ ،
بیروا ترجمہ ۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اُس کے حق میں یہ قول ہیں ۔

- (۱) کچھ درکار میں صرف اتنا ہو کہ اتنی مساحت میں زمین کہیں کھل نہ ہو۔
- (۲) بڑا درہم کہ ۴۰ ماٹھے ہوتا ہے اُس کے عرض سے کچھ زیادہ گہرا ہو۔
- (۳) اُس میں سے پانی ہاتھ سے اٹھائیں تو زمین کھل نہ جائے۔
- (۴) پانی لینے میں ہاتھ زمین کو نہ لگے۔

اقول یہ اپنے سابق سے نام ہے کہ دیکھیں

(۵) ٹخنوں تک ہو۔

(۶) چار انچ کشادہ

اقول یہ تقریباً نواگل یعنی تین گروہ ہوا۔

(۷) ایک بالشت

(۸) ایک ہاتھ

(۹) دو ہاتھ

(۱۰) سفید سکہ اس میں ڈال کر مدکھڑے سے دیکھے تو دیر نظر نہ آئے

اقول یعنی پانی کی کثرت سے نہ کہ اس کی کمیت سے۔

(۱۱) اسی طرف سے کوئی تعین نہیں نافذ کر کے اسے پر قوت ہے۔

اقول میں جو جتنے گہراؤں پر گئے کہ آب کثیر ہو گیا، اس کے ق میں وہ کثیر ہے دوسرا نہ جگے تو اس کے بے قیل ہے۔

میں کہتا ہوں وہ اول کا غیر ہے تو وہ مطلب
تقریب ہے، اور یہ اُسی شخص کی رائے کی طرف پر
کرنا ہے جو اس میں مبتلا ہو، اور خدا صریح ہے
وہ سلاطین سے اور یہ عدم حکم ہے۔ تو اگر تم
کہو کہ تقریب لفظ ہے اس میں صرف طول و عرض میں ہے
کیونکہ انہی دونوں میں عدم غلوں کا علم ہوتا ہے

اقول وہ غیر الاول مہو و سبب التقدير
وہذا التقويص الى سرى المستلزم به و
بالجملة كالادب حكم العدم و هذا عدم
الحكم فان قلت انما تقويص في عدم
السوية في العدم والعرض اذ فيها المخلص
وعدمه وديم يقوص اليه المظهر في الحق
تو علم میں اس کے رائے کی طرف کیونکہ سبب و کیا جائے گا۔ (ت)

میں کہتا ہوں عدم غلوں کے معیار میں اختلاف
ہے کہ آیا وہ ترکیب ہے اور یہی تصدق و ادایت
بارے اصحاب کی ہے، یا صرف رنگنا ہے و
یہی قول امام ابوحنیفہ اکتبر بخاری کا ہے یا اگر
کرنا ہے، اور یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس
کا ہے، یا صاحت ہے اور یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی
کا قول ہے۔ یہ تمام تفصیل پر آج میں ہے، اور
اس میں شک نہیں کہ اگر دیکھنا گہرائی کے خلوت سے
مختلف ہوتا ہے، اور قابل یہ قابل اسی قابل

اقول اختلاف في معيار عدم الغلو
هذا من التحريك وهي السوية التفتت
على اصحاب من الصبح وهو قول الامام
ابن حنفية الكبير الجنازي اما التشكيك
وهو قول الامام ابن نصور محمد بن محمد
بن سلاما الصالحة وهو قول الامام
ابن سليمان العونجاني الكل في البداية
ولا شك ان التشكيك يختلف باختلاف
العمق فعمل هذا القائل قائل بهذا القول

فروضہ الی سواہی الشاظر واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماثل ہے اور اسی لیے انھوں نے اس پر معاملہ کر دیکھے
 والوں کی رائے کی طرف سپرد کیا ہے۔ (د)

ان میں قول سوم عامہ کتب میں ہے اور اول و دوم و ہفتم و ہشتم بدائع و جمیع و فتح میں نقل فرمائے اور
 چہرہ تہذیب و تہذیب جم جامع، روز ششم عنیہ نیز مثل ضم دیا زہم قسمستانی و تہم شرح نقایہ بر جہدی ہیں۔
 ان میں صرف دو قول صحیح ہیں اول و سوم و بیس۔

اما ما سأتيت في جو هو الاخذ في

قوله جمع الماء في حندق له طول مثلا

مانعة ذراع وعصمه ذراع او ذراع

في حنس هذه المسألة اقوال في قول

يجوز الترضي منه بغير وصل وهو

الماخوذ في قول لو وقعت فيه نجاسة

يتكهن من طوله عشرة اذرع في قول

ان كان الماء مقدس ما جعل في حرم

عرضه عشرة في عشرة من الحوض و

صالحه عظم قدر شعير يجوز التوضي به

والا فلا وهو الصحيح تبين لا مرحل

الناس وقيل لا يجوز الترضي فيه وان كان

من بخار من الماء سسر قندار

فما قول قوله هو الصحيح فاخر ال

اعتبار المساحة وحدها من دون اشتراط

الامتدادين وبه يوافق تصحيحه الاول

بقوله هو الماخوذ لا ال اشتراط علق

شعر والدليل عليه قول البرجندی قال

جوابہ الا خلاط میں ہے کہ کسی شخص نے کسی حندق

میں پانی جمع کیا جس کا طول سو ہاتھ و چڑائی ایک

ہاتھ یا دو ہاتھ ہو، تو اس مسئلہ میں چہرہ اقوال ہیں

ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے وضو مطلقاً جائز ہے

اور یہی قول ماخوذ ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اگر

اس میں نجاست گر جائے تو وہ لمباتی میں دس ہاتھ یا ک

برگ کا، اور ایک قول یہ ہے کہ اگر اس میں اتنا پانی ہے

کہ اگر کسی نے اس میں کر لیا جائے جس کی چڑائی

دو درہ ہو تو حوض بھر جائے، اور اس کی گہرائی

ایک بالشت ہو تب تر اس سے وضو جائز ہے ورنہ

ہیں اور یہی صحیح ہے کہ اس میں لرگوں پر آسانی ہے

اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے وضو جائز نہیں اگرچہ

وہ بخار سے تھرقتہ تک ہو اور۔ (د)

میں گستاخوں ان کا قول هو الصحيح ضر

پہنائش کو دیکھتے ہوئے ہے، و دون متدوں کی

اس میں شرط نہیں، اور اسی کی وجہ سے یہ ان کی

پہلی تصحیح کے مطابق ہو جائیگا، وہ جراتے ہیں یہی

ماخوذ ہے، اس میں ایک بالشت کی گہرائی کی

الامام ابو بکر الطرخانی اذا لم یکن له عرض
مما لم یکان طوله من یتماری الی سر قند
لا یجوز التوضی منه وقال محمد بن
ابو حیمم المیدانی ان کان بحال لوجہ ما ذہ
یصیر عشار فی عشر و صا صا صا صا صا
شہر جانر التوضی بہ اکل فی الفتاوی
الغیریة و ذکر فی الخلاصة ان العقیہ
ابا الیث احذ بہ و علیہ اعتماد الصدور
الشہید و فی الملقہ ان کان عرض الغدیور
در اجین و بلغ طوله فی عرضہ عشار
فی عشر جبال فیہ اقسام فالسا طوط
ام فاما الضمیر فی قوله اخذ بہ و قوله
علیہ اعتماد الی اعتبار الساحة و لو
بالجمہ و الا لم تکن الحوالہ سراجہ
لان عبارة الخلاصة فی جنس فی النحر
هکذا ان کان الماء له طول و عمق و لیس
له عرض کا نہا بل ان کان بحال لوجہ
یصیر عشار فی عشر یجوز التوضی بہ
و هذا اقوال ابی حیمان الجوزجانی و بہ
اخذ العقیہ ابو الیث و علیہ اعتماد
الصدور الشہید و قال الامام ابو بکر
الطرخانی لا یجوز ان کان کانت من هنا
السر قند آہ خلیس فیہ ذکر العفت

سہ نقایہ برجہ دی کتاب الطہارت
سہ خلاصۃ الفتاوی جنس فی الانہار

شرط نہیں اور اس کی دلیل برجہ دی کا قول ہے امام
ابو بکر طرخانی نے فرمایا جب اس کی چوڑائی مناسب
نہ ہو اور اس کی لمبائی خواہ بخاری سے سر قند
تک ہر تو اس سے وضو جائز نہیں اور محمد
بن ابی یسیم میدانی نے فرمایا اگر عرض اتنا بڑا ہو کہ
اگر اس کا پانی اکٹھا کیا جائے تو وہ وہ درودہ ہوگا
اور اس کی گہرائی قدر ایک بالشت ہر تو اس سے
وضو جائز ہے یہ سب فتاویٰ ظہیریہ سے ماخوذ ہیں
اور خلاصہ میں ذکر کیا کہ فقیر ابو الیث نے سہی کہ
اختیار کیا ہے اور اسی پر صدر الشہید کا فتاویٰ ہے
اور مطلقہ میں ہے کہ اگر نالابہ کی چوڑائی دو درودہ
اور اس کی لمبائی چوڑائی میں وہ درودہ ہو اور اس
کی گہرائی نہایت بد کرے تو پانی پاک ہے اور
اور ظہیر ان کے قول اخذ بہ اور حدیث میں اعتبار
مساحت کی طرف راجع ہے اگرچہ جمیع کے اعتبار سے
برودہ تو حوالہ رائج نہ ہوتا کیونکہ خلاصہ کی حیاست
حقس فی النہر میں اس طرح ہے کہ اگر پانی کے لیے
لمبائی گہرائی ہو اور چوڑائی نہ ہو جیسے بچ کی ہیریں
ان میں کا پانی اگر جمع کر لیا جائے تو وہ وہ درودہ ہوگا
تو اس سے وضو جائز ہے اور یہ ابو سیامان الجوزجانی
کا قول ہے اور ظہیر ابو الیث نے اسی کو اختیار کیا
اور اسی پر صدر الشہید کا اعتماد ہے اور امام
ابو بکر طرخانی نے فرمایا جائز نہیں اگرچہ یہاں سے

نور کشور لکھنؤ ۶۳/۱

۹/۱

اصلاً فضر عن تقدیرہ بشیو کیف والا عام
 المحور جانی اخذ سے الصق یا القول الاول
 وهو فی التقدير من أسا قال فی السید ائمة
 ما الصق ههنا یشرط مع الطول والعرض
 عن ابی سلیمان الجوزجانی انه قال امت
 صحیبتا رضی اللہ تعالیٰ عنہما اعتباراً
 البسط دون الصق ^۱ فالعیدانی اخذ
 بقوله فی اعتبار المساحة دون الاحتداد
 وفراد من عند نفسه قدر الصق فنقلنا
 فی الجواهر وشرح النقایة و ذکرنا
 تصحیحہ باعتبار اصلہ مع قطع النظر
 عن الزیادة لان المحل محل الخلاف
 الاصل لا خلاصۃ الصق والله تدانی عند
 اور زیادتی سے قطع نظر کیا ہے، نیز تکریر محل ہے جس کے اصل میں اختلاف ہے نہ کہ جس کے متن میں اختلاف ہے اللہ اعلم۔

قول اول کہ سیح امام زلیخی نے فرمائی،

قال فی التبیین والصحیح اذا اخذ الماء
 وجه الارض یکفو ولا تقدیر فیہ فی
 ظاہر السردایة۔

بحر الرائی میں ہے،

هو الا وجه المعروف من اصل البحرینف۔

سردایہ تک ہوا کہ اس میں گہرائی کا ذکر ہے کوئی ذکر نہیں،
 چہ جائیکہ ایک بائست کے لئے لفظ کا ذکر ہو، پھر امام جو زجانی نے
 گہرائی کے بابت پہلا قول ہی اختیار کیا ہے، جس
 میں اندازہ کہ مطلقاً ترکہ کیا گیا ہے، بدائع میں فرمایا
 کہ گہرائی کی بابت سوال یہ ہے کہ اس کو طول و
 عرض کے ساتھ مشروط کیا جائے گا۔ ابو سلیمان الجوزجانی
 سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہمارے اصحاب
 نے چڑائی کا اعتبار کیا ہے گہرائی کا نہیں، اور تو
 میدان کی سطح پر ہی ان کے قول کو یہاں تک کہ
 دو امتدادوں میں اور اپنی طرف سے انہوں نے
 گہرائی کی مقدار کا اضافہ کیا، تو ان دونوں نے
 اس کو جواہر اور شرح لغایہ میں ذکر کیا اور ان دونوں
 نے اس کی تصحیح اصل کے اعتبار سے کی ہے۔

تبیہ میں فرمایا صحیح یہ ہے کہ جب زمین کی سطح پر
 پانی پھیل جائے تو وہ کافی ہے ظاہر الروایۃ میں کسی
 مقدار کا ذکر نہیں۔ (د)

میں اور ہے جیسا کہ البر حنیفہ کی اصل سے
 معلوم ہوا۔ (د)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں اس تصحیح کی تضعیف کی فقال قیل والصحیح اذا اخذ

۴۳/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	المقدر الذی یصیرہ المثل نجما
۲۲/۱	برلاق مصر	تبعین المعانی بحث عشر فی عشر
۴۴/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	تبع بحر الرائی

السادس (وہ فرماتے ہیں کہ بعض نے کہا صحیح یہ ہے کہ حسب پانی کے اتار دیا)

اقول یہاں دو نظریں ہیں ایک بظاہر قوی اس قول کی تفسیر میں دوسری کمال ضعیف اس کی تائید میں اور شاید اسی سے امام ابن النعمان نے اس تصحیح کو ضعیف کیا مگر نظر دقیق اس کی قوت پر حاکم و مائتہ اسوئق اھا التائید فلعل نہ احمایہ یزعم ان الکثیر قد الحق بالجاری فی فعل حکم کا حقیقۃ فی نصہ والجدری لا تقدیر فیہ للعقوبۃ دلت علیہ مروج کثیرۃ منها مسأله نظر ان تری حل سطح فیہ نجاسات فکذا اظہر

اور جہاں تک تائید کا تعلق ہے شاید کوئی گمان کرنے والا گمان کرے کہ کثیر کو جاری کے حکم میں کیا گیا ہے تمام احکام میں، جیسا کہ اس کی تحقیق فتح میں ہے اور جاری کی گہرائی میں کوئی مستدر نہیں ہے، اور اس پر فروغ کثیرہ دلالت کرتی ہیں ایک فرقہ ال میں سے یہ ہے کہ بارش چھت پر ہو

اور وہاں مختلف نجاستیں ہوں تو یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ (ت)

اقول حب ان الکثیر ملحق بالجاری فی حبیبہ الاحکام لیکن الکلام اندہ حق یکرى کثیر اعلیٰ لیکن الا لحق فی اناس ان اکثرۃ لا تحتاج فی الحق الا قری ان الجاری سے لا تقدیر فیہ بشئ من الطول ولا لعمرو کہ دلت علیہ مروج جمہ وکنہ فی رجب الساحة منها الماء النازل من الاریق علیہ المستقی قبل وصولہ الیہا ولا یلزم من عدم التقدير بها حبس ایضا فکذا الحق والذ قد لی علم واما التبریف فی المراحط الکثیر قولان معتد الاول ظاہر الروایۃ وهو اعتبار عدم اخذ من ظہر و توفیرہ الی سائی المبطل بد من دون تقدیر بشئ و معترف بذلك المتحریر عند ائمتہ المثلثۃ رضی اللہ تعالیٰ

میں کتابوں مان لیا کہ کثیر تمام احکام میں جاری کے ساتھ ملحق ہے لیکن اصل گفتگو تو اس میں سے کہ وہ کثیر ہو گا تو اس کو اس کے ساتھ ملحق کرنا اس وقت تک درست نہ ہو گا جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ کثرت گہرائی کی محتاج نہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جاری میں طول و عرض کا کوئی اندازہ نہیں، اس پر بہت سی فروغ دلالت کرتی ہیں جن کا ذکر ہم نے رجب الساحة میں کیا، ایک فرمایا یہ ہے کہ ٹوٹنے سے پانی استنجائے والے کے ہاتھ پر گرے اس تک پہنچنے سے قبل اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دونوں کا اندازہ نہ ہو یہاں بھی، تو حق کا بھی یہی حال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور تزیین کا بیان یہ ہے کہ ٹھوسے ٹکے پانی میں دو معتد قول ہیں پہلا ظاہر الروایۃ ہے اور وہ بطور گمان عدم موص کا اعتبار ہے اور اس میں کوئی مقدار نہیں ملے جو اس

عنه وهو بالتوصي على الاصحح والاثق معتد
 عامة القاصدين وعلية القدر وهو التقدير
 لعنوني عشرا حتى صاحبة مائة على
 الصحيح فعدم التقدير بالموتى لا يصل
 الامام مرضى الله تعالى عنه انما هو على الرواية
 الاولى اما لان الكلام على تقدير التقدير
 فكيف يلاحظ فيه اصل عدم التقدير كما
 فصل البهرام كيف يراعى فيه طاهر الزرية
 كما فعل الامام الصغرى نفس العشر عشر
 ليست في طاهر الرواية -

میں مبتلی ہے اس کی رائے پر چھوڑا گیا ہے اور اس
 کی پیروی ہمارے اکثر مشرک کے نزدیک حرکت دینا ہے
 اور یہ حرکت اصح قول کے مطابق وضو سے ہوگی اور
 دوسرا قول عام متاخرین کا مختار ہے اور کسی پر
 فتویٰ ہے، اور اس سے مراد وہ درود کی مقدار
 ہے، یعنی سو یا تہ کی بیالیس صحیح قول پر ہے،
 اور اندازہ نہ ہونا جوامام کی اصل کے مطابق ہے وہ
 پہلی روایت کے مطابق ہے، اور اب گفتہ مقدار
 کی تعمیر پر ہے تو اس میں عدم تعمیر کی اصل کا یہ
 کیسے ہوگا جیسا کہ تحریر کیا ہے یا اس میں ظاہر و باہر

کی رعایت کیسے ہوگی، جیسا کہ امام فخر نے کیا ہے جبکہ وہ درود ظاہر و باہر روایت میں کوئی قول نہیں۔ (د)

اقول والمتحقق عندي ان التقدير
 بصيغة عشر ليس حكما من سائر
 فيحتاج الى ايد، صدر له كتاب ترجمه لاهام
 صدر الشريعة ويطعن فيه بانه لا يرجع
 الى اصل في الشرح كما قاله في البحر و
 تبعه في الدرر وورد بمخالفته لقرن الامام
 المصاحف من كثيرين اعلام كما يتوهم
 بل هو نفس يرميهم رحمنا الله تعالى بهر ما
 في طاهر الرواية من عدم الخلو وجود
 هذا التقدير لا يعنني فحكموا به قال في
 البدر ثم ذكر ابو داود لا يكاد يصح لو اجد
 من الفريقين حديث عن نسي صلى الله
 تعالى عليه وسلم في تقدير السماء والارض
 رجع اصح ما في التقدير الى الدلائل

میں کہتا ہوں میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ
 وہ درود کا اندازہ مستقل حکم نہیں ہے کہ اس کی بجائے
 کوئی اصل تلاش کرنا ہو، جیسا کہ صدر مشرک
 نے اس کی کوشش کی ہے، اور اس پر اعتراض
 کہ یہ چیز شریعت کی کسی اصل پر متفرع نہیں،
 جیسا کہ تحریر میں مندرجہ آیا اور ذکر کرنے کی ممانعت
 کی، اس کو اس بنا پر رد کر دیا جائے کہ یہ قول اکثر علماء کے مطابق عام
 کے صحیح قول کے مخالف نہ کہ کسی فرد ہے جیسا کہ وہم ہوتا ہے
 بلکہ یہ ان کی طرف سے اندازہ ہے، کیونکہ ظاہر
 روایت میں عدم خلوص ہے اور اس مقدار میں خلوص
 نے خلوص نہ پایا تو انہوں نے اس پر یہ حکم لگایا۔
 یہ آئینہ میں فرمایا ابو داؤد نے فرمایا کہ حضور اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث جو پانی کے
 انداز سے متعلق ہے فریقین میں سے کسی کیسے کوئی حدیث

الحیة دون السحیة تم احتلفوا سے
تفسیر الخوص فالتفت الروایات عن
اصح ما انه يعتبر بالتحريك وادرجه
التكثير واختبر الخوص بالنسبة والو ففسر
بالتكدير والعون جاني بالمساحة فقال
ان كان عشرين في عشر فهو ما لا يخلص
وان كان دونه فهو ما يخلص او فقد
حصل هذا تفسیر الما في المذهب و
قال في العنية تحت قوله الخوص
اد اكان عشرين في عشر المقصود من هذا
التقدير حصول غلبة الظن بعدم
خوص النجاسة اه فاذا كان هذا التفسير
ما في ظاهر الرواية وجبت سيايتها
فيه وبق حقه على اصل الامام
لان هذا مما هو تقدير ما لا يخلص وما
لا يخلص لم يعتبر فيه حق في ظاهر
الرواية فلا داعي الى اعتبارها هنا
اللهم الا ان يشتد ان للمحقق مدخلا
في خوص الحركة وعدمه ايضا ف
يقال ان ظاهر الرواية حيث احوالت
الامر عليه اسلمت الامتدادات المتالا
وكا في ذلك الواجب حينئذ اما انتم
فقد تم الامتدادين وليس ان كل حق
له بانه الصانع فصل في بيان المقدار

صح نہیں اور اسی لیے ہمارے اصحاب نے اندازہ
میں دیکھ کر حیرت کی طرف رجوع کیا نہ کہ سمیۃ کی طرف
اب غلو میں کی تفسیر میں اختلاف ہے تو ہمارے اصحاب
کی متفقہ روایت میں ہے کہ اعتبار ہے درجہ خوص کبر سے
خوص رنگے کو کہا اور اگر نص سے گھرے ہوئے کو کہا اور
جو زجائی سے پائش کر کہا، فرمایا کہ اگر وہ درجہ
ہر تو اس میں غلو نہیں اور اگر اس سے کم ہے تو
اس میں غلو ہے ادا نبوی نے یہ مذہب کی تفسیر بتائی ہے
غنی میں صنف کے قول الخوص اداکان عشرين تحت
ہے کہ اس تقدیر سے مقصود نجاست کے عدم
خوص کی بابت ظنی غالب کا حصول ہے
اد اور جب یہ ظاہر روایت کی تفسیر ہے تو اس کی
رہایت اس میں لازم ہے اور امام کی پہلی کے مطابق
حق باقی، کیونکہ یہ اکی تقدیر ہے جس میں غلو نہ ہو اور
جس میں خوص نہ ہو ظاہر الروایۃ کے
مطابق اس میں حق معتبر نہیں، تو یہاں اس کے
اعتبار کی کوئی وجہ نہیں، ہاں اگر حق کا دخل خوص
حکوت اور عدم خوص میں ثابت کر دیا جائے، تو اس
وقت کہا جائیگا کہ ظاہر روایت جہاں معاذ کا وار مد اس پر
دکھا ہے تو امتدادات کو مطلق رکھا ہے اور اس
وقت یہی لازم تھا اور تم نے دونوں امتدادوں کی
تقدیر کی ہے اور ان دونوں کے بعد ہر حق برابر نہیں
تو تم پر لازم ہے کہ ایک ایسے حق کی تقدیر کرو کہ

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

فصل فی احکام الخوص سبیل اکتشافی لاہور ص ۹۸

کہ اس کے ہوتے ہوئے دونوں امتداد خلوص کو قبول نہ کریں ماقوم، اسی صورت میں گیا رحوانی قول پہلے قول کی ضد نہ ہوگا کہ ظاہر روایت میں تقدیر کا ترک کرنا اس کی نفی کے لیے نہ ہوگا بلکہ اس کی عدم تعین کے لیے ہوگا اور اس کا اختلاف امتدادات کے اختلاف کی وجہ سے ہوگا تو دیکھنے والے کی رائے کی طرف اس کو سپرد کرنا صحیح ہوگا مگر یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو دلیل کی ضرورت ہے مگر اس کی دلیل مشکل ہے بلکہ اس کا رد یہ ہے کہ اگر بات یہی ہوتی تو وہ رد کی تعین صحیح نہ ہوتی، کیونکہ جو دو امتداد خلوص کے مانع ہیں اس بنا پر گمراہیوں کے اختلاف سے مختلف ہونگے تو ان میں سے کسی ایک کی تحدید کرنا درست نہ ہوگی۔ اور ترجمان کے سبب مقصود کی طرف محدود کرنا ہے تو اس میں یہ قرار پایا کہ ظاہر روایت ہی درست ہے بلکہ صرف ایک ہی وجہ ہے ہذا ما عندی (ت)

اور جو بحر میں ہے کہ بدائع میں ہے جب پانی زمین کی سطح کو چھپائے یہ اس کے لیے کافی ہے و ظاہر الروایۃ میں کہ تقدیر متعین نہیں، اور یہی صحیح ہے۔ (ت)

میں کہت ہوں یہ تعین کا کلام ہے اور یہ بدائع میں نہیں اس میں تو جو زجانی سے منقول ہے وہ بیان ہو چکا ہے پھر فرمایا فقیر ابو جعفر

بعد ہما سواد فیجب علیہ کو تقدیر عمت لا یقبل معہ الامتداد ان المخلوص فافہم و لا یفہاد القول العادی عشر للقول الاول و ترک التقدير فی ظاہر الروایۃ لا یكون ان لنفیہ بل لعدم تعینہ و اختلافہ باختلاف الامتدادات فیصح التوفیق الی رأى الناظر لکنہ تنہیحتا الی ثبوت و دونه شرط التقدير بل یبقی فیہ ان لو کان كذلك لویصح تعین عشر فی عشر فافہ یختلف الامتداد ان المانعات المخصوص علی ہذا باختلاف الاعواق فکیف یجوز المتحدید علی شئ منها و هو موقوف علی المقصود بالنقض فترجع ان الواجهة شرط فی الروایۃ بل ہی الوجه ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس قول کی تصحیح امام زین العابدین کے سوا دوسرے سے نظر میں نہیں۔ اما ما فی البحر فی البدائع اذا اخذ الی السماء وحبہ الارض یکنی ولا تقدیر فیہ فی ظاہر الروایۃ و هو الصحیح۔

فما قولی ہذا کما تری کلام التبيين وليس فی البدائع اما ذکر فید عن الجوزجانی ما تقدم ثم قال وعن الفقيه ابی جعفر

الهند والی ان کا بحال نور قمر النساء
الماء بکفیه انحصار سفله ثم الفصل لا یتوضو
به ثم ذکر الریادة علی عرض السدرهم و
الشجر والدریاع ولہ یصحح شینا صہا
نعم قال قبلہ فی الماء جاری اختلفت
الشیخ فی حد الجریان قال بعضهم ہر ان
یجر سے بالتبیین والوسق و قال بعضهم ان
کان بحیث لو وضع س حل یدہ فی الماء عرضا
لہ یقطع جریانہ فہو جاری والاعلا و مردے
عن ابی یوسف ان کان بحال لو اختلفت السان
اسماء بکفیه لہ ینحصر وجہ الامر فی
بالاعتراف فہو جاری والاعلا و قبل ما یحدث
الناس جاری فہو جاری و لا یحکم
صحح الا قایل بہ فہذا امام تصحیح عدم
التقدیر بل یسقط لکنہ فی الجاری و هو
کذا لک فیہ بلا شک والکلام ہذا فی
المراد انکثیر

ہند واتی کہتے ہیں کہ اگر پانی ایسا ہے کہ آدمی اپنے
دو ہون یا تھوں سے اٹھائے تو اسکی تھکل جائے پھر
نہر جائے تو اس سے وضو نہیں ہو سکتا ہے ،
پھر درجہ ، بالشت اور ایک ہاتھ سے زائد ک
پوڑائی کا ذکر کیا اور ان میں سے کسی کی تصحیح کا
ذکر نہیں کیا ہاں اس سے قبل جاری پانی کی بابت
کہا کہ شاید کاحر جریان میں اختلاف ہے بعض
نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنا ہاتھ پانی میں چڑائی
میں ڈالے تو پانی کا جاری رہنا ختم نہ ہو تو وہ جاری
ہے ورنہ نہیں بعض نے فرمایا کہ اگر اس پانی
میں کوئی تنکا ڈالا جائے یا پتہ ڈالا جائے تو
بہا لے جائے اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ وہ
ایسا پانی ہر کہ گزر کوئی شخص اس میں سے چلو
بجو کہ پانی لے تو زمین کھلنے نہ پائے ، ایسا پانی
جاری ہے ورنہ نہیں ، ایک قول ہے کہ جس کو
لوگ جاری سمجھیں وہ جاری ہے اور جس کو جاری
نہ سمجھیں وہ جاری نہیں اور سب سے زیادہ صحیح
قرن ہی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے گہرائی کا تعین نہیں فرمایا ، لیکن یہ جاری پانی میں ہے
اور اس میں شک نہیں ، اور گفتگو یہاں ٹھہرے ہوئے کثیر پانی میں ہے ۔

لیکن جو کہ قول معقول تر ہے میں کہتا ہوں ہندی مقام کا جو
اصحاب ترجیح سے نہیں ہیں جیسا کہ صاحب نظر
اور فن کا ماہر جانتا ہے ، اسی عابدین نے اپنی
منظوم کی شرح عقود رسم الفتی میں بحر سے نقل کیے

اما قول البحر هو الاوجد فاقول هو رجة الله تعالى
مع حلو كعبه الترجيح بالیس من ارباب
الترجیح ، كما یعرفہ من مرق خطا
من النظر الصحیح ، و قد مت هذا
لہ بدائع الصنائع فصل فی بیان المقدار

ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۱/۳۲

۱/۱

الفکر نجیب ۴ وقال صیدی محمد بن
عابد بن محمد اللہ تعالیٰ فی شرح منکوحہ
عقودہ رسم المقتی بعد ما نقل عن البحر فیما
نقلوا عن أصحابنا انه لا یجوز لاحد ان یفتی
بقولنا حتی یصلہ من این قلنا ان هذا الشرط
لا یجوز ما یجوز ما فی ما یجوز ما یجوز ما یجوز
ما فی نقیبة ویدر فی جعل الایة نقول
الامام یل یجب واسب لم نعلم من این
قال یستحب من هذا انه یجب علیہ الاضا
بقول الامام وان افتی المشایخ بخلافه
ان ما فیہ یؤخذ من قول صاحب البحر
یجب علیہ الاضا بقول الامام انما فی
نفسه لیس من اهل النظر فی الدلیل
فاء اصبح قولنا متاعا التصحیح غیر لا یعتبر
مضایع الا مستنطاط والتخیر علی التقریر
خلافا لما ذکره البیہقی عند قول صاحب
البحر فی کتابه لا شباه لیس الا دل معرفة
انقر احد التقریرات یجب وخرجه الاحکام علیہا
دھ صوں نفقه فی الحقیقة وہما یرتقی
العقیدہ الی درجۃ الاجتہاد لونی الفتوی
واکثر فروعه طهرت بک الی فعل البیہقی
بعد ان عرف المجتہد فی المذهب مبجا

بعد اصحاب سے نقل کیا وہ یہ کہ کسی شخص کے لئے یہ
حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول پر فتویٰ دے، وقتیکہ
اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ ہم نے کہاں سے یہ قول لیا،
اس کے بعد فرمایا یہ ان کے زمانہ میں تھا، مگر ہمارے
زمانہ میں صرف یاد پر اکتفا کرنا کافی ہے، جیسا کہ
فقہیہ وغیرہ میں ہے تو امام کے قول پر فتویٰ حلال ہے
بلکہ واجب ہے خواہ یہ معلوم نہ ہو کہ انھوں نے کہاں سے
یہ قول لیا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم پر قول امام پر
فتویٰ دینا واجب ہے خواہ یہ قول مشائخ کے خلاف
ہو اور صاحب بحر کا قول یہ ہے ہم پر قول امام پر
فتویٰ واجب ہے الا وہ خود دین میں غرر و فکر کی
اہلیت نہیں رکھتے، اب اگر وہ کسی قول کی تصریح
کرتے ہیں تو یہی کتب خلاف ہو تو اعتبار نہ ہو گا
چہ جائیکہ، مستنبط و تخریج ہو تو حد کے مطابق
ہو، پیری نے اس کے خلاف کیا ہے وہ صاحب بحر
کے اس قول کے پاس توجہ نہ اپنی کتاب الاشباہ
میں دہاتے ہیں پہلی قسم ان قرعہ کی معرفت میں
جن پر فقہائے اہل علم تصریح کئے ہیں، اور یہی حقیقت
میں اصول فقہ ہیں، اور ان کے ذریعہ فقہیہ درجہ
اجتہاد تک پہنچتا ہے خواہ یہ اجتہاد فتویٰ میں ہو
اور اس کی اکثر فروغ پر لکھے کامیابی ہوئی ہے
پیری نے مجتہد فی المذهب کی تعریف کی جو ہم نے

قد صا لا عنه وفي هذا الشارحة الى ان المؤلف قد بلغ هذا المستوى في المستوى ونزاهة وهو في الحقيقة قد من الله تعالى عليه بالاطلاع على خبايا الفروايات وكان صنف جملة الحفاظ المطلقين انتهى اذ لا يخفى ان طغرى بالكثر فرغ من هذا النوع لا يلزم منها ان يكون له اهلوية النظر في اكدلة التوقي دل كلامه في البحر عند انها لم تحصل له وعلى انها شرط لاحتياط في المذهب فاقول الله

اقول اي بالمصنف اذ عرفه به بغير ترداد شامل للمجتهد في المسائل واهل التخصيص والمجتهد في الفتوى حيث قال المجتهد في المذهب عرفه بانه المتكلم من تخريج الوجوه على منصوص امامه والمتبحر في مذهب امامه المتكلم من ترجيح قول له على اخره لا المجتهد في المذهب الذي هي الطبقة الثانية استاذنقة على الثلثة الباقية لقول البهس ووفى العشرة.

واقول لو يدع البحرا من عرف

بیان کی پھر فرمایا کہ اس میں اشارہ ہے کہ مصنف فتویٰ میں خود اس مرتبہ پر فائز ہے، بلکہ اس سے زیادہ ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اٹھنے لگے اسرار دروز پر مطلع فرمایا تھا اور وہ حفاظ میں سے تھے، انتہی، یہ مخفی نہ رہے کہ ان کا اس کی اکثر فروغ پر مطلع ہونا اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ صاحب فکر و نظر بھی ہیں کیونکہ مقام ان کو حاصل نہیں، یہ مجتہد فی المذہب کی شدت اظہار میں قائل (د ت)

میں کہتا ہوں، یعنی، من معنی کے اعتبار سے جویری زادہ نے کیے ہیں یہ مجتہد فی المسائل کو بھی شامل ہے، بل تہ کی اور مجتہد فی الفتویٰ کو بھی، انھوں نے فرمایا کہ مجتہد فی المذہب کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ دینا عالم ہوتا ہے جو اپنے امام کے بیان کردہ مسئلہ کی وجہ کی ترجیح پر قادر ہو اور مذہب امام کا قبح عالم ہو اس کے اقوال کو وہ سرون کے اقوال پر ترجیح دے سکتا ہو نہ کہ مجتہد فی المذہب، جو دوسرے طبقہ میں ہوتا ہے جو باقی تین پر فائق ہوتا ہے، کیونکہ بحر نے فرمایا ”اگرچہ فتویٰ میں“ (د ت)

میں کہتا ہوں بحر نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو

سے جویری زادہ

سے جویری زادہ

شخص بھی فروع کو جانے گا وہ مرتبہ تھا و پر قائل ہو جائے گا، فروع کا یاد کرنا اور سہ اور فکر و نظر چیز سے دگراست، یہ بالکل ایسا ہے جیسے وافر وٹ اور طبیب کا فرق ہوتا ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص ای قواعد کو پہچانتے تھے اور ان سے استنباط مسائل کا طریقہ معلوم کر لے، تو یہ اجتہاد کے ادنیٰ درجہ تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتا ہے اور انہوں نے خود اپنے لیے اس مقام کا دعویٰ نہیں کیا ہے انہوں نے عرض یہ کیا ہے کہ وہ اکثر فروع کے مسائل میں کامیاب بن گئے ہیں، فروع میں بڑا فرق ہے، کتب سے کہ حقیقت علامہ بری پر کیسے ٹھنی رہی، حالانکہ بالکل واضح ہے، پھر انہوں نے اپنے لیے درجہ اجتہاد سے فقہی کا دعویٰ بھی نہیں کیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ، صرف یہ کہا ہے کہ کجبر کے کلام میں اس طرح اشارہ ہے اور انہوں نے اس امر کی شہادت دی

الفروع اس ترقی الی مرتبة الاجتهاد والی جمع من اھدیة النظر فی الدلیل و الصيد لہ من الطب و انما اسادات تلت الفواعل من ادراك حقاً لقواعد الفروع کیف تستبیط صفا وترتد الیہا کانت ذلک ست لہ یرتق بہا الی ادنی درجات الاجتہاد ولیدع ہذا لنفسہ، کا ذکر العظماء کثیر الفروع مابین ہذا من قائل و المجہب کیف حق علی الصلابة پیری مع وصوحہ قسروا ایضا لہ یشہد بحصول درجۃ الاجتہاد فی الفروع لہ سرعہما اللہ تعالیٰ ای سرعم ان فی کلام الیہر اشاق الیہ و شہد بکونہ من الحفاظ المصلحین و ہذا الاشک فیہ وقد قال لسید ابو السعد و الاسمری فی فتاویٰ اللہ المصلحین لا یعتد علی فی وی ابن نجیم و لا علی ما یحکم

میں کہتا ہوں، انہوں نے یہی فرمایا ہے لیکن میں اس پر مطلع نہیں ہوا، مگر کشف الطغون میں ذوالکئی میں ذخیرہ غفرانی لاشبہ، ذیل کے تحت ہے کہ یہ کتاب عالم علی الطوری العصری لہ فی الترقی مستندہ کی ہے پھر اس میں لکھا کہ امینی نے علامہ الاثر میں لکھا کہ انہوں نے شیخ زین الدین بن نجیم وغیرہ سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ وہ عظیم المرتبت عالم ہو گئے اور علم فقہ میں بہت سی کتب و رسائل تصنیف کیے وہ فتوے دیتے تھے اور ان کے فتوے (باقی بر صغیر آئندہ)

لہ اقول کذا قال و لہ اطلع علیہا لاعلم حالہا لکن قال فی کشف الطغون من الدال تحت ذخیرۃ المناظر فی الاشیاء و المناظر انہا للعالم الفاضل علی الطوری المصری العتی المتوفی مستندہ اسیر و الہب شہر قال قال لا یمین فی خلاصۃ الاثر اخذ عن شیعہ زین الدین بن نجیم و ذخیرۃ حق جرج و تعین و الف موفات و مسائل حنف الفقہ کثیر کانی یفق و فتاوا جسیدۃ

الطوریؑ اللہ و اقرہ شرفی غیر موصوع من
مراد المختار روفی طعنہ سمعت کثیرا من
شیخ (ریوید) ایما السید علیا مر حبہما
اللہ تعالیٰ فتاویٰ الطوسی کفتاویٰ الشیعہ
خرمیت لایوثق بہما الا اذا ثبتت بمقل
احرہ و کیف یصح لمجتہد فی الفتوے
ابن یسوم العمل بعناوہا۔

سید علی ہیں) وہ فرماتے تھے فتاویٰ طوسی شیخ ریں کے فتاویٰ کی طرح ہیں، ان دونوں کا کوئی اعتبار نہیں۔
ہاں اگر کسی اور نقل سے ان کی تائید ہو جائے تو اور بات ہے، اور ایک مجتہد فی الفتویٰ کو یہ بات کب زیب
دے سکتی ہے کہ وہ اپنے فتویٰ پر عمل کی مخالفت کرے۔ (۱۰)

قول سوم کی ترجیح عام کتب میں ہے وقایہ و نقایہ و اصلاح و غرر و طے متون و دیگر مذکورہ
وغیرہ میں اسی پر جزم فرمایا امام اجل قاضی نجفی نے اسی کو مقدم رکھا اور امام اعظم سے امام ابو یوسف
کی روایت بنایا چاہیہ و درر و مجمع نہ ہر ذکیں و مرقی و سیدیں سہی کو صیح اور ذخیرۃ العقبین میں
اصح اور فیائشہ وغیرہ و خزائنہ المفتیں میں ممتاز کا معراج الدرایہ و فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ حصہ و جہرہ نیزہ
و شلبیہ وغیرہ میں علیہ العتویٰ فرمایا اس قول میں عبارات ملا دتیں طور پر آئیں،

اول مطلق المقتراہ یا عرف کہ ہاتھ سے پانی لیا ہے ایک سے ہر خواہ دونوں سے دونوں کو شامل ہے
عام عبارات اسی طرح ہیں جیسے حایہ و غزائہ کے سوا اکثر کتب مذکورہ اور کتب شامی وغیرہ۔

دوم لفظ کف یا ید بصیغہ مفرد سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہی مروی ہو، فتاویٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مقبولة وبالجملة ہم
فی فقہ المعنویۃ الجامع الکبیر لیس
الشہرۃ السامیۃ فی حصصہ والعبیۃ
الداۃ انتھی ۱۲ منہ خضر لہ (م)

سہ فتح المعین بکوالہ رد المختار رسم الفتح
مصلیٰ البانی مصر ۵۲/۱
لہ طحاوی

امام قاضی میں ہے ،

انکان بحال لوسمہم لہا ، مکفہ لا ینحصر
ما تحتہ من الارض فهو عینہ ^{۱۱} اذ ابویوسف
عن ابی حنیفۃ مرہی اللہ تعالیٰ عنہما
خزانۃ المفتیین میں ہے ،

وحقیقۃ بحال لوسمہ الماء بکفہ لا ینحصر
ما تحتہ من الارض وهو المختار ^{۱۲}
چلی علی صدر الشریعہ میں ہے ،

والعرف اخذ الماء بالید للتوضی وهو
الاصح ^{۱۳}

اگر پانی اس حال پر ہے کہ اگر استقیل سے پانی اٹھائے
تو زمین نیچے سے نکلتے تو وہ گہرائی والا ہے ، اس کو
ابو یوسف نے ابو حنیفہ سے روایت کیا ۔ (ت)

پانی کی گہرائی یہ ہے کہ اگر استقیل سے پانی
اٹھائے زمین نیچے سے نہ نکلتے ہی غائر ہے (ت)

عرف ہاتھ کے ذریعے دھو کے لیے پانی لینے کو
کہتے ہیں اور یہی اصح ہے ۔ (ت)

سوم کفین بصیفہ ^{۱۴} تنفیذ یہ امام ابو یوسف سے مروی آیا اور اسی کو امام فقیر ابو جعفر ہمدانی
نے اختیار فرمایا رقی علی الکفر میں ہے ،

اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ جب دو چوہ بھر کر
پانی اٹھائے سے زمین کی سطح نہ نکلتے تو یہ پانی جاری ہے
اور ہم اس کو ملک العلماء سے پہلے ہی نکل کر آتے
ہیں ، جب یہ بات حقیقی جاری پانی میں ہے تو

عن ابی یوسف اذا کان لا ینحصر وجب
الارض بالاعتراف بکفہ فهو جار ^{۱۵}
وقد هنا عن هلك العلماء واذا كانت
هنا في اجاری حقیقۃ ^{۱۶} یعنی المصحح

میں کتاہوں یا اسکے خلاف ہے جو بحر میں کیا ہے کیونکہ جاری
میں اطلاق کی تصحیح سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو
جاری سے غرق ہو اس میں بھی یہی تصحیح ہوگی اور
گہرائی کی شرط اس میں اس امر کو مستلزم ہے
کہ یہی شرط غرق میں بھی ہو ۔ (ت)

علہ اقول وهذا بخلاف ما فعل فی البحر
فان تصحیح الاطلاق فی الحار ^{۱۷} لا
یستلزم تصحیحہ فی المصحح بہ واشترط
المصحح فیہ ^{۱۸} یستلزم اشتراطہ فی المصحح بالاد
۱۸ منہ حضرت لہ ۔ (م)

لفقادی قاضی جان فصل فی الماء الزاکہ نوکشتور نکشتور ۱/۴

مخزانۃ المفتیین

مخزنۃ ذخیرۃ العقبی کتاب الطہارۃ

مخزنۃ تبیین الحقائق

مطبعہ اسلامیہ لاہور ۶۸/۱

مطبعہ الانزہریہ مصر ۳۳/۱

جو جاری پانی سے ملتی ہوگا اس میں بطریق اولیٰ ہرگز نہ

یہ بالادی -

ہدایت میں ہے :

فقیر ابو جعفر سند آئی سے منقول ہے کہ وہ پانی ایسا
ہو کہ اگر کوئی اپنے دونوں ہاتھوں کے ٹکڑے نیچے
زمین کھل جائے اور پھر مل جائے، ایسے پانی سے ضرور
نہیں ہوگا اور اگر اس کے نیچے سے زمین نہ کھلتی ہو
آر اس سے وضو جائز ہے۔ (ت)

عن الفقیر ابو جعفر امیر دوانی نکات بحال
لورفع الماء بکفیه احسن اسئلہ
ثم فصل لا یتوضو بہ وان کان لا یسحر اسئلہ
لا یس بالوضو اسئلہ

جامع الروزیں ہے :

بالغرفة ای برفق الماء یا بکفیه

عبد الحکیم الدرر میں ہے :

ای باحد ماء یا بکفیه

طحاوی علی مرقی الفلاح میں ہے :

فرد بالغرف ماء ای بکفیه کما ہے
الفتاویٰ فی دفع الجوهرة علیہ الفتویٰ
اقول من غایتهم منہ ان الفتویٰ
عن الکفین و لیس كذلك عامی حبسہ
الجوهرة ما مقدار العمق فالاصح ان
یکون بحال لا تتحصر الارض بالافتقار
وعیدہ الفتویٰ ان کان یسوی ان یقدم

بالغرفة یعنی دو ہتھیلیوں سے پانی اٹھانا۔

یعنی دو ہتھیلیوں میں پانی لینا۔

ہا معروف حصہ یعنی دو ہتھیلیوں سے جیسا کہ فقہائے
میں ہے اور حہو میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)
میں کہتا ہوں ممکن ہے اس سے دو ہم سدا
ہو کہ فتویٰ کہیں پر ہے، حالانکہ اس میں ہے کہ نہ
جو ہرہ کی عبارت یہ ہے اور گہرائی کی مقدار میں ہے
یہ ہے کہ چلو بھرنے سے رہی نہ کھلتی ہو، اس سے پر
فتویٰ ہے اور توای کو جو ہرہ کی عبارت پہنچانی جائیگی

۴۳/۱	مسجد کمپس کراچی	فصل فی بیان مقدار الخ	لہ فی الفتاویٰ
۴۸/۱	اکریہ قرآن ایران	بحث عشر فی عشر	جامع الروزی
۱۶/۱	مطبوعہ عثمانیہ مصر		کے حاشیہ علی الدرر عبد الحکیم
ص ۱۶	نور محمد کتب خانہ کراچی		کے طحاوی علی مرقی الفلاح
۱۶/۱	مکتبہ امدادیہ ملتان		فی الجوهرة النيرة

عبر سے تھا و یقول قوله بالغرف علیہ الفتویٰ اور یوں کہنا چاہئے تھا قوله بالغرف علیہ الفتویٰ
جو ہرقہ ی بالغرفین قہستانی۔

علامہ برجندی نے کتب واحد کو مزج اور کفین کو قہستانی رکھا۔

حیث قال بالغرف الواحد علی ما هو المفہوم من اطلاق کات الکتب ویحتمل ان یشیكون المراد بالغرف الاخذ بالغرفین معا علی ما هو المتعارف اذ

اس لیے فرمایا کہ بالغرف الواحد، یہی کہوں کے اطلاق سے مفہوم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ بالغرف سے مراد دونوں چٹوؤں سے لینا ہو جیسا کہ متعارف ہے (د ت)

اقول وقد یخذ ترجیح له من فحوی الدور فان لفها التصحیح ان یشیكون بحيث لا تنكشف امر منه بالغرف للتوضی وقیل للاعتقال اذ وذلك لا یت المراد ههنا الغرف بالایدی دون الاواني ولا یشیكون الفرق بین الغرف للمصود، لا اعتبال بالایدی الا ان الاول یکنف والاخر بالکفین کما هو المعتاد فی الغسل و ح یورد الیه تصحیح ذخیرة العقبی المدکور ویزید قوة انه السروی عن الامام هذا كله فاعلم السطر۔

میں کہتا ہوں کسی اس کی ترجیح دور کے فحوی سے بھی معلوم ہوتی ہے اس کی عبارت یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ دھونے کے چٹو سے پانی لیتے وقت اس کی زمین نہ کھلی ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ غسل کے لیے پانی لیتے ہوئے نہ کھلی ہو اور کیونکہ ہاں چٹو سے سرد پانی کا چلنا بھرتا ہے نہ کہ برقی کا چلنا اور صوبے کے لیے چٹو سے پانی لینے اور ہاتھ سے غسل کرنے میں صرف یہی فرق ہے کہ وضو ایک ہاتھ سے اور غسل دو ہاتھ سے ہوتا ہے، جیسا کہ دنا غسل میں کیا جاتا ہے اور اس وقت اس کے لیے ذخیرہ لکھے کی تصحیح ہوگی اور اس کو مزج بقوت اس سے ہوتی ہے

کریا نام سے مروی ہے یہ جو کچھ ہے ظاہر نظر میں ہے۔ (د ت)

واقول بالله التوفیق ترجیح علامہ برجندی میں نظر ہے

اولا اذ اعترف انه المتعارف علم جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہی متعارف ہے تو مطلق اس

کی طرف کیوں نہیں پھرتا۔ (د ت)

ثانیا وہ عند التحصی منعکس ہے اطلاق متون و عامہ کتب سے اغتراف کفین ہی مستفاد

۲۳/۱	نو کثیر بالسور	کتاب الطہارة	لہ قہستانی برجندی
۲۳/۱	دار السعادة مصر	فرغ فیصل	لہ الدرر

و ذلك لان العرف كما قلتم مطلق شاسل
 باطلاقه العرفه بكتف وكفيتين غير انه ليس
 ههنا ف كلام موجب بل سالب والمطلق
 وان كان يوجد بوجوه فرد لا يستلزم الا باسقاء
 الافراد جميعا في التحريم ثم فواتح الرحموت
 من بحث النكحة المنفيه نفى المطلق بوجوب
 نفى حكم فرد

بل اقول الامر في العرف الاغتراف
 ليس للعهد ضرورة فاسكان للاستغراق
 فذلك فاسل لكل فرد لا لجميع الافراد
 والاملا جسد وهو الوجه المفهوم في
 الجنس في العرف واللغة لا يكون الا بنف
 جميع الافراد فواتح ١٠٠٠٠٠
 ان من اختلف بكيفية فانه حسبت الامر من
 يقول انها امر من تنحصر بالعرف والكانت
 لا تنحصر بكت واحدة واذا صدق به
 الانحصار ما لا يصدق عدمه الا اذا لم
 تنحصر بشئ من العرفات وتوجيه الدرر
 ما صرفيه ان المتبادر في الوضوء ايضا
 الاغتراف بالكفيتين في غسل الوجه مطلقا
 وفي غسل الرجلين اذا المديكن بالغسل
 لاجرم ان اطلق المبرح من تعارفه على

اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسا آپ نے کہا عرف مطلق ہے
 خواہ ایک یا تھ سے ہو یا دو یا تھ سے، البتہ یہ کلام
 موجب میں نہیں ہے کلام سالب میں ہے، اور مطلق
 اگرچہ ایک فرد کے پاسے جائے سے پایا جاتا ہے مگر
 اس کا اتنا اسی وقت تک کہ تمام افراد کا اتنا ہر فرد میں
 پھر فواتح الرحموت میں نکرہ منفیہ کی بحث سے ہے کہ
 مطلق کی نفی ہر فرد کی نفی کرناست کرتی ہے۔ ا۔ت۔
 بلکہ میں کہتا ہوں لام "العرف انه لا يختص"

میں حمد کے لیے نہیں، اور اگر اس تفریق کے لیے ہو
 تو درست ہے کہ وہ ہر فرد کے لیے ہے مجرور افراد
 کے لیے ہیں، ورنہ یہ جنس کے لیے ہوگا، ورنہ یہی ہے
 کہ میں آتی ہے، اور جس کی نفی صرف و لغت میں
 تمام افراد کی نفی سے ہی ہوتی ہے، فواتح ۱۰۰۰
 اس میں شک نہیں کہ جس دو ذوں بتجلیل سے کہانی یا درمی
 کھن تو یہی کہ جائیج کو چڑھنے سے زمین کھن ہے،
 اگرچہ ایک بتجلیل سے نہ کھن، ورنہ جب اس کی وجہ سے
 کھن صادق آگیا تو کھن صادق نہیں آئے گی
 صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ کسی چو سے
 زمین نہ کھن، اور درمیں یہ تو یہی ہے کہ درمیں بھی
 عام طور پر دونوں یا تھ سے چڑھتا ہے چڑھنے کے
 میں مطلقا اور دونوں پیروں کے دھونے میں جبکہ
 ڈبو کر نہ دھویا جائے، برجہ ذی سے تعارف کو مطلق

انی لم أر من فرق ههنا، فوضوه والفصل انما
المعروف ذلك في معرفة الاختصاص من جات
في آخرها لتعريفك ولم يتكلم عليه محشوه
الشرا لا في عهد الحليم والحسن النخعي
الخاص من رحمهم الله تعالى ورواه الشافعي
بقوله ان هذا منهما (اي من الموضوء
والعسل يحتاج الى احدهما بمهما (اي باليد)
قال فظهر ان لوجه لتخصيص الثاني انه
هو ما سبغ پانی کے لیے (دونوں ہاتھوں کی طرف، فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کی تصنیف کی کوئی وجہ
نہیں ہے اور (ت)

رکھا ہے علاوہ انہیں میں نے نہیں دیکھا کہ یہاں کسی
نے وضوء غسل میں فرق کیا سو اسی سلسلہ میں
معروف یہ ہے کہ خصوص کی معرفت ایک جانب سے
دوسری جانب تک حرکت کے ذریعے ہوگی اس پر
اس کے حاشیہ نگاروں، شریانی، عبد الحليم، حسن
النجاشی اور عادی رحمہم اللہ نے کلام نہیں کیا، ورنہ
نے اس کی تردید اس طرح کی ہے کہ ان دونوں میں
سے ہر ایک (یعنی غسل و وضوء میں سے) محتاج
ہے معلوم ہوا کہ دوسرے کی تصنیف کی کوئی وجہ

اقول والوجه عندی ان يراى بالفرق
للموضوء والغرف بالأيدي من غسل الغسل
والأبواب في والله تعالى اعلم، معروفي
عن الإمام فليس نصاً في الوجدان قال
في غمر العيون اطلق اليد وامرأة اليد
لأنه اذا كانت الشيا لا يعترفان من
خلق او غيره احراً من ذكرهما وكونا احداً
كالعين تقول كملت عيني وابت ترديد عيني
و مثل العيسين، السحران والرحلان والخفا
والسحلان تقول ليست عني ترديد خفيك كذا
في شرح الحديث أنه وقد بسطت الكلام
على هذا في رسالتي صفات الدجيين في

میں لکھا ہوں میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ وضوء
کے لیے ہاتھ لینے سے مراد ہاتھوں سے پتہ بھرنا
ہو اور غسل نے یہ پالوں اور لوٹوں کے ذریعہ
پانی کا لیا مارا ہو ورنہ تعالیٰ علم اور جو چیز نام سے
مروی ہے وہ وحدت میں نہیں ہے، غرض الغیرت
میں فرمایا بد بولی کہ یہیں کا ارادہ کیا ہے، کیونکہ جو دو
پیریں پیدا نشی طرح پر جڑی سوئی ہو یا کسی اور سبب
سے توان میں سے ایک کا ذکر دوسری کے ذکر کو بھی
کافی ہوگا جیسے میں، کہا جاتا ہے کھلت عینی،
اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ میں نے اپنی دونوں
ہاتھوں میں سر نہ لگایا اور آنکھ کی طرح نہ کھلی، پیر،
موزے اور جوتے ہیں لیست خفی کہا جاتا ہے اور

مکون، التصافح بکفی الیہدین۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ میں نے دونوں موزے پہنے، کہانی شرح الحاشیہ میں نے اس پر مکمل تفصیل گفتگو اپنے رسالہ صفحہ الملحیہ فی کون التصافح بکفی الیہدین (چاندی کی تختیاں) اس مسئلے میں کہ مصافحہ دونوں تختوں ہوتا ہے (ت) میں کی ہے۔ (ت) تو رائج یہی ہے کہ وہ دونوں ہاتھ سے پانی لیا مراد ہے۔

اولاً میں متونی کا مفاد

ثانیاً یہی عامۃ کتب سے مستفاد

ثالثاً کتب متعہ وہ ہیں اُس پر تخصیص اور کف و واحد پر کوئی نص نہیں۔

رابعاً کف سے کفین مراد لے سکتے ہیں نہ بالعکس تو اس میں تفریق ہے اور وہ نصب غلات اول۔

خامساً زمین نہ کھلنے سے مقصود یہ ہے کہ مسامتہ برقرار رہے ورنہ دو پانی جدا ہو جائیں گے

تبیین میں ہے،

المعتبر في الحق ايسكون بحال لا يحد
بالاعتراف لانه اذا وجد ريقه الب
لعضه من بعض ويصير الماء في مكانين
وهو اختيار الهدوانى انه قد ذكر التخصيم
الامر۔

گہرائی میں معتبر یہ ہے کہ وہ عرض ایسا ہو کہ چلو
بہرنے سے کھل نہ پاتا ہو کیونکہ اگر کھلے تو پانی کا
ایک حصہ دوسرے حصہ سے جدا ہو جائیگا، اور
پانی دو جگہوں میں ہو جائیگا، ہندوانی نے اسی کو
اختیار کیا ہے اور پھر اس نے گشتہ تصحیح کو ذکر
کیا ہے۔ (ت)

مثلاً عرض چوراہہ در وہ ہے اُس کے وسط میں سے پانی اٹھایا اور زمین کھل گئی تو اُس وقت وہ کسی طرف
دکھل جاتے ہیں بلکہ طویل و عرض ہر ایک کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ہر ٹکڑا پانچ ہاتھ سے بھی قدرے کم تو
آب قلیل ہو گیا لہذا لازم ہوا کہ پانی لینے سے زمین نہ کھلنے پائے اور اس کی ضرورت وضو غسل دونوں
کے لیے ہے بلکہ غسل کے لیے زیادہ۔ ہدایہ میں فرمایا۔

ای حۃ ۱۷، الاعتدال فی العیاض اشد

حوضوں میں نہانے کی ضرورت پر نسبت وضو کے

زیادہ ہوتی ہے۔ (ت)

منہا الی التوضی

خدا یہ میں فرمایا :

لَا يَرْجُو يَكُونُ فِي الْبُيُوتِ حَادِقًا ۖ
 کیونکہ وہ غمناک طور پر گھر میں ہوتا ہے۔ (ت)
 اور شک نہیں کہ بعض یا نادب میں نہاتے ہوئے پانی پیوں سے لیتے ہیں نہ چلوں سے تو ضرور ہر اکہ دونوں
 ہی دست سے لینا مراد و اللہ تعالیٰ علوہما بحق والصداد۔

توفیق انیس و تحقیق و دقیق بحسن التوفیق، واللہ فہے تیسرا طریق۔
 اقول ہاںہہ استعین، وہ ہونعم لمعین، یہ سب تنقیہ و تنقیح و تصحیح و ترجیح اُس ظاہر خلاف پر تھی
 جو عبارات کتب سے مفہوم اور یوں جزو حلالہ و عدم فوالقلب فقیر پر القا ہوتا ہے کہ ان اقوال میں اصلاً خلاف
 نہیں قول اولیٰ کی نسبت ہم بیان کر آئے کہ وہی ظاہر لہ روایت اور وہی اقویٰ کی حیثیت الدرایۃ ہے اور بذیل بطراز
 تصحیح بھی اور ظاہر الدرایۃ اور جو تصحیح سے عدل کی کوئی وجہ نہیں قول دیگر کو ظاہر کتب میں مخریج و مزاج و منقہ یہ ہے
 اسی ظاہر لہ روایت پر متفرع اور اُسی کے حکم کے تحت کو ہے ظاہر ہے کہ مساحت معینہ ہر مثلاً وہ درودہ یا عدم
 طویں پر موقوفہ ہر حال اتنی مقدار میں پانی کا اتصال ضرور وہ وہ مساحت نہ رہے گی و لہذا اسی ظاہر لہ روایت نے
 فرمایا کہ کہیں سے زمین کھلی نہ ہو تو اُس قدر کا شرط کثرت ہونا یا بیشہ ثابت، مگر کثرت وقت استعمال چاہیے پتہ
 کثیر تھا اور استعمال کرتے وقت قیاساً یا حدیثاً ساتھ کی مقدار بڑی اب اس میں پانی لیتے ہوئے زمین اگر کھلی
 گئی تو ظاہر الدرایۃ سے جو کثرت کے لیے شرط کیا صحابہ بانی رہا اسی دیر کو پانی قلیل ہو گیا پتے سے اگر نجاست
 پڑی تھی اور جو کثرت کوثر نہ ہوئی تھی اب قلیل ہوتے ہی کوثر ہو گئی اور پھر پانی مل جا، ظاہر نہ کر دے گا کہ اب
 نجس کثیر ہو کر پاک نہیں ہو جاتا اور جن کے نزدیک مائے مستعمل نجس ہے پتے سے کسی نجاست پڑی ہونے کی
 حاجت نہیں پتے کا پانی بہن پر ڈالا یہ مستعمل نجس ہو کر پانی میں گرا وہ پاد لپ دیا پانی قلیل ہو کر اسی مائے مستعمل
 سے نجس ہو گیا۔ یوں ہی جن کے نزدیک اب مستعمل اگرچہ پاک ہے مگر مائے مطلق سے اُس کا اختلاط مطلقاً اُسے
 ناقابل طہارت کر دیتا ہے اگرچہ مخلوب ہو لہذا وقت اغتراف حفظ کثرت کے لیے یہ شرط لگانا کہ اقتراف اب کثیر
 سے ہو اُس وقت بھی ظاہر الدرایۃ کا ارشاد یا أحد العاد و جدا کا ماضی صادق ہو کر زمین کہیں سے کھلی
 نہ ہو تو یہی شرط کثرت نہیں بلکہ وقت اغتراف شرط بقائے کثرت۔

اس توفیق رفیق کے مزیدات اقوالیٰ اولاً خود ہی تعین میں تعین نہیں کرتے اس لیے رکھا گیا
 کہ پانی لیتے وقت زمین کھل کر نہ پانی نہ ہو جائیں کہ مساحت نہ رہے گی قلیل ہو جائیگا معلوم ہو کہ اتنا بقائے

مساحت کثیر ہے تقریبی مساحت تقبیل کرے گی۔

ثانیاً اگر کثرت فی نسبہ اس پر موقوف ہو تو یہ شرط بھی کام نہ دے گی اور وقت اغتراف وہی وقت پیش آئے گی۔ شرط ہے تو ساری مساحت میں نہ کہ بعض میں۔ قیاسیہ میں ہے،

المختار لا یحسب الا غتراف
مطلقاً غیر مفید بکومہ من اعظم المواقف
مختار یہ ہے کہ پلو لینے سے زمین نیچے سے دیکھ
مطلقاً اس میں زیادہ گہرا ہونے کی کوئی قیید
نہیں ہے۔ (ت)

بکہ پانی لیا اور زمین کھل کر نہیں مگر اتنی جگہ صرف جو بھر عرض کا پانی رو گیا تو اب کیا آب قلیل نہ ہو گیا کہ اتنی دیر
ساری مساحت میں اتنا حق نہیں۔ ظاہر ہو کہ یہ حق مطلوب نہ تھا بلکہ وہی زمین کا کہیں سے کھلا نہ ہونا کہ
کہ وقت اغتراف بھی باقی رہے گا نہ وہ حق۔

ثالثاً اسی پر شاہد ہے یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کہ ہر ایک دہلیز سے
مزدی کہ خود جاری پانی میں ہی اتنا حق شرط فرماتے ہیں یہ ہر نفس جریان کی مشروط نہیں ہو سکتا کوئی مائل
کے گا کہ عیدہ کا پانی جو چھت یا زمین پر بہ رہا ہے جاری نہ ہو گا جب تک چار پانچ انگل دل نہ ہو جائے
امام ابو یوسف کی شان اس سے اعلیٰ ہے وہ قلعہ عربا و شرب برطانیہ کی ہے اگر صرف چھت دل
ہو لاہرم کوئی شبہ نہیں کہ یہ وقت اغتراف بقاسے جریان کے پنے شرط فرماتی ہے کہ اگر پانی لیتے وقت زمین
کھل گئی دو پانی ہو گئے اور اس وقت جریان جاتا رہا کہ اتنی دیر اوپر کا پانی رک گیا اور نیچے کا وہ بالا سے
منقطع ہو گیا اور ہم رسالہ حسب الساتر میں بیان کر چکے کہ جریان کے لیے ہر دو کا اشتراط بھی ایک قول صحیح ہے
امام بن العوام نے اسی کو ترجیح دی اور یہی امام برہانی الدین صاحب ہدایہ کی کتاب بحیثیہ امام حسان لیرین کا

علاء بلکہ قاسے امام قاضی حان میں ہے،

المختار اذا قام في المظهر الشديد متحراً بعد ما تنصص واستمشق حتى اعتسبت اعضاءه
جاء كانه جاسر یعنی جب اگر کھلی کر کے ناک میں پانی موضع عرض تک چڑھا کر زور کے عین میں نہنگا
کھڑا ہو کہ سب راہی دھل گیا غل جیو گی کہ عین جاری پانی ہے ظاہر ہے کہ عین کی دھاریں متفرق ہوتی ہیں
اور ان میں کوئی دھارا آگلا بھی دل نہیں رکھتی بلکہ اکثر جو بھر سے زیادہ نہیں ہوتا مگر وہ بلا خلاف جاری
پانی ہے ۱۴ منہ غفر لہ (م)

واقعات سے مستفاد یہ روایت امام ابو یوسفؒ اس قول پر مبنی قرینہ شرط اس لیے فرمائی کہ پانی لینے وقت بھی جاری رہے نہ کہ بہر جاری میں یہ حق و کار یوں ہی یہاں نفس کثرت اس سے مشروط نہیں بلکہ وقت اختلاف کثیر رہتا و نہ الحمد۔

س ابعداً اسی کے مزید ہے وہ کہ ہمارے رسالہ رجب الساتر میں کتب کثیرہ جلیلہ معتبرہ سے منقول ہوا کہ بڑے تالاب کے بعض میں نجاستیں پڑی ہیں بارش کا پانی آیا اگر ان نجاستوں تک پہنچنے سے پہلے یہ پانی تالاب کے اندر وہ درود ہو گیا اُس کے بعد نجاستوں کی طرف بڑھ کر اُن سے ملا تا پاک نہ ہو ایں سدا تالاب پاک رہے گا۔ ظاہر ہے کہ بڑھتے وقت ساری مساحت میں پانچ اعلیٰ دل سونا ضرور نہیں بلکہ نادر ہے جس کا بیان اُسی رسالہ میں گزرا مگر اس کا لحاظ فرمایا اور مطلق حکم طہارت دیا اس کا وہی جہی ہے کہ فی نفسہ کثرت کے لیے اُن کی حاجت نہیں بلکہ روشنی ہوا کہ کثرت کے لیے صرف اس قدر کار کہ مساحت بھر میں کوئی جگہ پانی سے کھل نہ ہو یہی ظاہر الروایۃ و تصحیح اول ہے اسی بنا پر پانی لینے وقت کثرت باقی رہنے کے لئے لازم کہ اُس سے زمین کھل جائے ورنہ قلیل ہو جائے گا یہی مطلب عامہ کتب و تصحیح دوم ہے۔

تھرا قول یہ ترفیق ائنی بعض فیصلے اور کہہ گی۔

اقل اختلاف مطلق رہے گا جس طرح مشن و چہلے وہ نہ کتب میں ہے کہ پانی فی نفسہ ہر طرح کثیر ہے مقصود اُس وقت زمین کا بالفعل نہ کھن ہے نہ کوئی صلاحیت عامہ تو چلو جو یا لپ جس طرح پانی یا اُس سے نہ کھن چاہیے اگرچہ دوسری طرح انکشاف ہو سکے بلکہ ہاتھ کی بھی تفصیل نہیں برتن سے یں خرہ کسی سے اُس وقت زمین کھلے نہیں۔

دوہر ساری مساحت میں اس علم کی حاجت نہیں صرف وہیں کافی ہے جہاں سے پانی

لیا گیا۔

مسوہر یہ شرط وہ درود میں فرمائی ہے پانی اگر اس قدر کثیر ہے کہ جہاں سے لیا گیا اگر زمین کھل بھی جائے تو ہر طرف کا ٹکڑا وہ درود رہے تو کھن مضر نہ ہو گا کہ اگرچہ وہ پانی ہو گئے مگر وہ فون کثیر ہی ہیں۔ چہاں سہر نہ سبب معتبر ہے کہ آب مستعمل ظاہر ہے اور آب مطلق میں اُس کا اختلاط مانع طہارت نہیں جب تک مقدار میں اُس سے زائد نہ ہو جائے اور آب قلیل کتنا ہی کثیر ہو بدن محدث اُس میں پڑنے سے سبب مستعمل ہو جاتا ہے مگر بعزورت اختلاف ہاتھ ڈال نہاں ہے یہ سبب مسائل ہمارے مسئلہ نظر کس لمعدل و النمیۃ الی الخ میں میریں ہو چکے تو وہ پانی جس میں سے وقت اختلاف زمین کھل کر اُس کے ٹکڑے وہ درود نہ رہیں اگر اس میں پہلے سے نجاست موجود تھی اس کھننے سے ضرور ناپاک ہو جائیگا

یوں ہی اگر ضرورت پڑے تو پانی اور لپ سے لیا سب پانی مستعمل ہو جائیگا کہ دوسرا بچہ دھلا ہوا تھا جب ضرورت پڑا عام زمیں کے پتے سے بھی زمین کھلتی یا نہیں اگر کئے استعمال بعد انفصال یہ ہو گا کہ اس وقت اتصال آب ہو کر کثیر ہو جائیگا۔

اقول انفصال سے استعمال کی بعدیت ذاتیر ہے کہ دو عات استعمال کا جزو اخیر ہے تو تعلق ممال اور اتصال آب کی بعدیت نازیہ ہے کہ متنی جو کھلی تھی بعد انفصال یہ حرکت آب سے بھرے گی

میں کہتے ہوں کہ ہماری اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ عادی غایہ وغیرہ کت معتبرہ میں جو یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر پانی سوراخ سے نکلا اور منہ پانی پر اتنا پھیل گیا کہ اگر کوئی شخص ہاتھ سے پانی اٹھائے تو نیچے کا جام پانی منکشف نہیں ہوتا اس صورت میں اس پانی میں وضو کرنا جائز ہے ورنہ اس سے وضو جائز نہیں (۱) اس مسئلے میں معنی نقل کرتے ہوئے وضو کے جواز اور عدم جواز کی جگہ پلیدی کے واقع ہونے سے اس پانی کے پلید ہونے اور نہ ہونے کو رکھ دیا حالانکہ تحقیق کی رُو سے اس طرح نہیں ہے، کیونکہ جب پانی کی پائش زیادہ ہو تو کتنی کے واقع ہونے سے وہ فاسد نہیں ہو گا جب تک اس میں تغیر نہ آئے یا پلیدی کے گرنے سے نیچے کی سطح منکشف نہ ہو جائے، اس صورت میں پانی دو تھوڑے حصوں میں تقسیم ہو جائیگا برخلاف اس صورت کے کہ اس پانی میں اعضا ڈبو کر وضو کیا جائے تو اس سے پانی مطلقاً فاسد ہو جائیگا کیونکہ فرض یہ کیا گیا کہ چلوں پانی لینے سے نیچے کی سطح منکشف ہو جاتی ہے تو ڈوبنے سے بطریق ادنیٰ منکشف ہو جائیگا، اس بیان سے واضح ہو گیا کہ بتدریج اس مسئلہ معنی مطلقاً نقل نہ کیا جائے، ورنہ کسی سے بہت ہی پریشانی پیدا ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمائے والا ہے۔ (ت)

سأقول طهر بعد التحقيق ای مسألة الحاية وعبرها من الكتب المعتبرة ان خروج الماء من النقب وانبسط على وجه المجد بعد ما لو فطر الماء بكفه لا ينحصر ما تحته من الجسد بجان فيه الموضوء والا فلهذا تغلب على الغلبة بالمعنى فاقام مقامه جوامع الوضوء فيه وعدمه مسأله في خروج المفسد وعدمه وليس كذلك عند التحقيق فإنه اذا كان كثير الساحة لا يفسد بوقوع شيء ماله يتغير او ينحصر بوقوعه فيبقى ما من فليدين بحدوث الوضوء فيه لعدم الاعفاء فانه يفسد به مطلقاً لان الغرض ان لا ينحصر بالضرر في الجسم اولاً وبه طهر اول الادب ترك النقل بالمعنى مطلقاً طريقاً يحصل به تغیر دقیق في حایة الغناء وبالله التوفیق اهـ منسـ غفر له۔ (م)

اور حرکت تدریجیہ ہے تو بعرض انصالی قیل انصالی حکم استسماں نازل ہو جائے گا فافہم اور اگر پٹے سے کوئی
 بجا ست نہیں اور پتہ یا لب حسب ضرورت لیا اور زمین کھل گئی مستعمل نہ ہوگا اگرچہ وسط حوص میں حاکر پانی
 لی ہوگا اگرچہ زمین کھلنے سے پانی قابل ہو گیا مگر ضرورت انحراف تو مٹنے میں بھی معاف ہے جبکہ کوئی چھوٹا بریں
 پانی لینے کے لیے نہ ہو اور اس وقت اگرچہ اس کے پاؤں اُس قبیل پانی میں ہیں مگر اندر چلتے ہوئے دھل چکے ہیں
 ہاں اُس زمین کے کھلنے وقت اسے حدت واقع ہو تو ضرور پاؤں کی وجہ سے سارا پانی مستعمل ہو جائے گا ان
 وجہ کی نظر سے وہ شرط کی گئی تھی ہر روایت اور یہ قول معنی یہ دونوں متوافق اور باہم اصل و فرع ہیں وہ نہ احمد
 ہذا حدیثہ ما ظہر نکثیر السیات ۴ و بہ
 تجمعت الکلمات ۴ و تشد فم الشہادات ۴ و
 الحمد لله و احب المرادات ۴ و صلی اللہ تعالیٰ
 وسلم و بارک علی مصباح الحسنات ۴
 مقبل العشرات ۴ والہ و صحبہ الاحکام
 السادات ۴ و ابنہ و حزبہ الاجلۃ الاشیاء
 و علیہما معہم ۴ و معہم و لہم ۴ الیہم یحیی
 حبیب یہ بالشہادات ۴ علیہ و علیہم
 الصلوات الزکیات ۴ و التسلیات الزکیات
 و القیات المباسکات ۴ امین ۴ و الحمد لله
 سبحان العلیین ۴ و معہم و لہم و معہم
 الحمد و انکامت خطا فمق و معہم
 الشیطان و انارو الی شہ منہ و الحمد
 لله سبحان العلیین و اللہ تعالیٰ اعلم
 یشاہد ما تقدم من قول العشرات
 العمل و العتوی ایدا بقول الکلام
 الا عظم من صلب اللہ تعالیٰ عنہ

بشارت : اس سے پہلے جو کچھ توں بیان ہوا کہ عمل

والله اعلم بالشام بخلافه اخره الشام في
مواضع وما مر عنه في مواضع وكنت
اسدت ان اذكر هذا البحث ثمه ثمه
روایت امم الکلام بطول ۲ و یقوت رحمتی
العصل الطویل ۲ فطونه ثمه ۲ و اخرن تمه
یحمد الله تعالى من سألته مهمه ۲ روایت
احد قلب ههنا اتاما لکلام ۲ و اسعاف امر
۲ و هو هی ذوالحمد لله ولی الانعام -

اور قمری ہمیشہ نام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر ہے اگرچہ
مشائخ اس کے خلاف پر قمری دیں علامہ شامی نے متعدد
مقامات میں اس قول کی تائید کی ورنہ حکموں میں اس
سے اختلاف کیا، میرا ارادہ تھا کہ اس بحث کو اس جگہ
ذکر کرتا، پھر نیل ہوا کہ کلام طویل ہو جائے گا اور غیر متعلق
گفتگو سے فاصلہ طویل ہو جائے گا، لہذا اس جگہ
میں نے گفتگو سبست کی اور الحمد للہ تعالیٰ اسے اہم رسالے
کی صورت میں رنگ کر دیا، گفتگو کی تکمیل اور مقصد

کے پورے کرنے کے لیے اس جگہ اس کے لائق کرنے کا فیصلہ کیا، اور وہ رسالہ یہ ہے، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ
مالک انعام کے لیے۔ (ت)

(نوٹ: اصل کتاب میں یہاں رسالہ "اجل الاعلام" تھا جسے رسم مفتی کے طور پر جلد اول

میں شامل کر دیا گیا ہے)

~~~~~





میں کتا ہوں مطلق کراہت سے مراد کراہت  
تحریجی ہوتی ہے اور حرام کا اطلاق مکروہ تحریمی پر کوئی  
بعید امر نہیں، تو کوئی مخالفت نہیں، ہاں اگر کسی نے  
ڈھیلے سے استنجا کر لیا تو صحیح یہ ہے کہ یہ پاک کرنے  
والا ہے تو ایسی صورت میں صرف سورہ اوئی رہے گی اور

والفصلی حد ما غفر لی۔ مکروہ تنزیہی ہوگا بلا خلاف غسل کے تو ارادی اور غرضی کاموں میں فیہ فرق برتا ہے ہذا ما غفر لی  
**اقول** یہ بھی دلیل واضح ہے کہ ہمارے ائمہ سے روایت صحیح طہارت کے مستعمل ہے درہم غسل استنجا  
میں فرق نہ ہوتا۔

(۲) سید کا پانی بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول کہ اُس سے وضو ناجائز جانتے اور ہمارے ائمہ  
اور پھر راست کا اُس سے جائز ضرور اجماع ہے،

اور اُس کے قول و بصر میں اُی لوگوں کی ترویج ہے جو  
کہتے ہیں ماء البحر پانی نہیں ہے یہاں تک کہ  
ابن عمر سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے سمند کی پانی  
سے میرے نزدیک تیمم کر لینا زیادہ پسندیدہ عمل ہے  
سراج الراجح میں نقل کیا ہے اور طائے حاشیہ  
مراقی اصلاح میں فرمایا کہ ابن سیدہ نے حکم میں فرمایا  
بحر سے مراد کثیر پانی ہے خواہ جیٹھا ہو یا نمکین،  
لیکن عام طور پر اس کا استعمال نمکین کے لیے ہوتا  
ہے، اس کی تصریح اس وہم کو دفع کرنے کے لیے ہے  
کہ بعض صحابہ سے قریم کیا

کہ اس سے پاکی کا حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ کڑوا اور بدبودار ہوتا ہے جیسے کہ بعض صحابہ سے قریم کیا

میں کتا ہوں یہ لفظ بے ادبی کے ہیں ان سے  
پہنچا چاہئے، فرمایا ایک روایت میں ہے کہ جس کو  
سمند کا پانی پاک نہ کر سکے تو خدا اس کو کسی پاک نہ کرے (ت)  
میں کتا ہوں اس کو دارقطنی اور بیہقی نے

**اقول** مطلق الکراہۃ التحصیل و  
طریق الحرام علی المکروہ تحریماً غیر لعیب  
ولا حلف نعم ادا استسحی بالمد مرخاً لصلو  
انہ مظهر خلافی الا اسادة ادب مکرہ تنزیہ  
مخلاف الاعتدال فمرق یتن بین القصد

والفصلی حد ما غفر لی۔ مکروہ تنزیہی ہوگا بلا خلاف غسل کے تو ارادی اور غرضی کاموں میں فیہ فرق برتا ہے ہذا ما غفر لی  
**اقول** یہ بھی دلیل واضح ہے کہ ہمارے ائمہ سے روایت صحیح طہارت کے مستعمل ہے درہم غسل استنجا  
میں فرق نہ ہوتا۔

(۲) سید کا پانی بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول کہ اُس سے وضو ناجائز جانتے اور ہمارے ائمہ  
اور پھر راست کا اُس سے جائز ضرور اجماع ہے،

فی البحر فی قوله والبحر قول من قال ان  
ماء البحر ليس بماء حتى حكي عن ابن عمر  
مرحی اللہ تعالیٰ عنہما ان ان بحر  
انتیم احب فیہ کیا نقد ہے فی البحر  
ابو حاتم وقل الیہ طح حاشیۃ المرق  
قال ابن سیدہ فی الصحیح البحر ابداً اکثر  
صلحاً وعباداً غلب علی الذبح فاستصحب فیہ  
دفع لغوهم عدم حرمان التھیرہ لانه مرصق  
کہ توہم بعض اصحابہ آت

کہ اس سے پاکی کا حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ کڑوا اور بدبودار ہوتا ہے جیسے کہ بعض صحابہ سے قریم کیا

**اقول** حد اللعظ لعیب عن کادب  
علی حبیب قال فی الخبر من لم یطهره  
ماء البحر فلا طهرۃ اللہ

قلت وہ الذی اصابہ الطهرۃ والیسفی



کلاهما فی السنن بسند واحد بدون لفظ جاء عن  
ابی هريرة عن رسول الله تعالى عنه عن النبي صلى  
الله تعالى عليه وسلم قال لا ولي الا اقتصب من  
علي ما قبله به شاسحة اثنى العلامة  
الشرسلافي حديث قال لقوله صلى الله تعالى  
عليه وسلم هو الطهر من ماؤه المحل هيئته  
قلت من رواه احمد والاسم ذهب  
واس جابر والحاكم عن ابي هريرة عن رسول الله  
تعالى عنه بسند صحيح واحد وابن ماجه  
والاحمد والدارقطني والطبراني في الكبير  
عن جابر وابن ماجه عن ابي القاسم و  
الدارقطني والحاكم عن علي وعن ابن عمر و  
عبد الرزاق عن انس والدارقطني عنه و  
ايضا عن ابن عمر والاصحاب جابر عن  
ابي بكر الصديق وابنا مردويه والبخاري عن  
ابي الطفيل عن الصديق عن رسول الله تعالى عنهم  
كلهم عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
وفي اخرى لابن مردويه كالدارقطني عن ابي  
الطفيل عن الصديق من قوله ولعبد الرزاق  
وابن بکر بن ابی شیبہ عن عكرمة بن حمير  
عن رسول الله تعالى عنه سئل عن الموضوء  
من ماء البحر فقال سبيح الله ما يحد  
اعظم من ماء البحر وفي لفظ ابي حنيفة  
لهذا وابن عبد الحكم في موضح مصنف و  
البيهقي عنه من رسول الله تعالى عنه قال غسلوا  
له راقى الفلاح، بحث ما، البحر، ص ۱۶ مطبوع في مصر من مصنف عبد الرزاق باب وضوء من ماء البحر ۹۵ مکتبة الاطلس بيروت

اپنی سنی میں کرور سند سے روایت کیا یہ بوہرہ  
کی تہذیبی پاک سنی تہذیب سے ہے اور میں یہ لفظ نہیں  
تو زیادہ بہتر ہے کہ اسی پر اتفاق کیا جا  
جس کے شارح نے استدلال کیا ہے، یہی عن مشرب  
نے، انھوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے  
سند کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرقہ حلال  
میں کتا پڑی اس کو احمد اور چاروں نے اور  
ابن حبان حاکم نے ابو ہریرہ سے بسند صحیح روایت  
کیا ہے اور احمد ابن ماجہ ابن حبان، حاکم اور قطنی  
اور طبرانی نے کثیر میں ساری سے اور ابن ماجہ نے  
ابو اسحاق سے اور دارقطنی اور حاکم نے علی سے و  
ابن عمر سے اور عبد الرزاق نے انس سے اور دلقی نے  
ابن عمر سے اور ابن ماجہ سے ابو بکر صدیق سے اور  
ابن مردويه اور ابن ماجہ نے ابو الطفیل سے ابو بکر  
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سب سے نبی پاک صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے اور میری سند میں ابن مردويه نے  
دارقطنی کی حدیث ابو الطفیل سے ابو بکر صدیق سے ابن  
کے قول سے اور عبد الرزاق اور دیگر ابی شیبہ  
نے عکر سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے سند سے وضوء کی بابت دریافت کی گئی تو آپ  
سے فرمایا سبحان اللہ، سند کے پانی سے زیادہ  
کوئی سپاہ سے اور ایک روایت میں اطمینان لفظ  
چھ اور ابو بکر ابن ابی شیبہ اور ابن عمر عکر نے فتوح مصر  
میں اور سقی نے ان سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا  
سند کے پانی سے غسل کر دیکر کر دو مبارک ہے

من ماء البحر و من ركة قال طعن ابن  
من كذا و نحوه من البحر و البحر  
ابن عمر و صلى الله تعالى عليه و وسلم  
قال لا مركب لبحر الا حاجر او معتقر او عائر  
سبيل الله فان تحت لبحر ما او تحت الماء  
بحر انقر به ابو داود اه

اقول لم يتفرد به من رواه قبله  
سعيد بن منصور بن سنه و احرر و الا  
ان يريد تفرد من بين الستة ثم ليس هذا  
حديث ابن عمر الصديق رضي الله تعالى  
عنهما اما روى عن مطر بن حبان طريقت  
ثقة فاصد عن بشر بن عبد الله الكندي  
مجهول قال الدعي لا يكاد يصرح عن شجر  
بن مسلم هو ابو عبد الله الكندي الكوفي مجهول  
عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما  
ليس من العاص قال ح لم يصرح حديث  
واوسد امر حبان على قاعدته في ثقات  
اتبع التابعين و قال روى عن من اجل عن  
ابن عمرو و الله تعالى عنه نعم في مسند

ط' نے کہا کہ لوگ نہیں سمندر سے و حور کو کہ وہ  
قرار دیتے ہیں، ان کا استدلال ابن عمر رضی اللہ عنہ  
کی حدیث سے ہے کہ سمندر میں حرفت حاجی یا عمرہ  
کرنے والے یا غازی سفر کر کے غیر نہیں کیونکہ سمندر کے  
نیچے آگ سے اور آگ کے نیچے سمندر ہے، اس کی  
روایت میں ابو داؤد معتقد ہیں۔ (ذات)

میں کہتا ہوں وہ متفرد نہیں ہیں بلکہ ان سے قبل  
اسی کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور دوسرے محدثین  
روایت کیا ہے، ان چھ کے درمیان تفرد کا دعویٰ  
برقرار رہتا ہے۔ پھر یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ  
عنہما کی نہیں ہے اس کی کوئی طرف سے جو  
ابن خاتم نے روایت کیا اور وہ ثقہ ہیں فاضل ہیں،  
سراج عبد اللہ طبری سے یہ مجهول ہیں، وہ بھی نے  
کہا کہ ان میں سے بشیر بن مسلم سے وہ ابو عبد اللہ کندی  
اکثر فی مجهول ہیں، عبد اللہ بن عمرو سے نہیں ابن عباس  
سے، ح نے کہا ان کی حدیث صحیح نہیں اور اس کی  
ابن حبان نے اپنے قاعدہ کے مطابق تبارع تابعین  
کے ثقات میں ذکر کیا اور وہ یا ایک شخص سے مروی  
ہے ابن عمرو سے واللہ تعالیٰ اعلم، ان مسند فرد

۵۷۲/۹ بحوالہ کمالیہ فصل فی المیاد مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت

۱۳ طحطاوی علی مرقی العلوح بحث المار البحر مطبوعہ ازہریہ مصریہ

۲۲۴/۱ کے میزان الاعتدال بشر عبد اللہ بیروت

۳۲۹/۱ شہ " بشیر بن مسلم

المر دوس عن ابن عمر موصی، اللہ تعالیٰ  
 عنہما رفعہ تحت البحر مائے و تحت لسان  
 بحر و تحت البحر مائے و یحکم ان تکون  
 فی قوله قہائی و البحر المسجور الشسارۃ  
 لید و اللہ تعالیٰ اهل و قل ط و کان ابن عمر  
 لایری حواثر الوصو یہ و لا الفصل من جہۃ اللہ  
**اقول** ینکر عمر موصی اللہ تعالیٰ  
 عنہما انہ قل ما البحر لا یجری من وصو  
 و لاجہۃ ان تحت البحر مائے مائے شمر  
 مائے مائے مائے مائے مائے مائے مائے  
 اقل لہ عن اصل فائتہ العلم یہ و اما الہدی  
 فی العہدۃ ان کون الطہر مائے جائز ابھدہ  
 النیاء سوا کا کانت عدیہ و ما لحد مائے  
 علیہما الکتاب و السہ و لہ یعرف فی شرف  
 صہا حداد نعم نقل عن بعض الصحابة  
 کراہۃ الوصو مائے البحر مائے عبد اللہ  
 بن عمرو البھو و علی عدم انکراہۃ و فی  
 حد مائے لافقر و یۃ عمت صحابہ مائے مائے  
 حکم عن ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما مائے قالا الوصو مائے البحر مائے مائے

میں ابن عمر سے مروی ہے کہ سمندر کے نیچے آگ ہے  
 اور آگ کے نیچے سمندر ہے اور اس کو انھوں نے  
 مرفوعاً روایت کیا، اور ممکن ہے کہ امر کے قول  
 و البحر المسجور میں اس طرف اشارہ ہو و اللہ  
 تعالیٰ اعلم "ط" سے فرمایا ابن عمر سمندر سے صر  
 اور غسل جنابت کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور (ت)  
 میں کتابوں ابن عمر سے یہ روایت سب  
 ہے کہ سمندر پانی و صر و اور غسل جنابت کے لیے  
 کافی ہیں بے شک سمندر کے نیچے آگ ہے پھر  
 پانی پھر آگ ہے یہاں تک کہ انھوں نے سات  
 سمندروں اور سات آگوں کا ذکر کیا، اور مجھے اس  
 کی کسی اصل پر اطلاع نہیں ہے و اللہ اعلم علیہ  
 میں یہ سب کچھ پانچوں سے طہارۃ جائز ہے خواہ  
 بیٹھے ہوں یا ٹہکیں ہوں، اس پر کتب و سنت  
 دلالت کرتے ہیں، اور اس میں کوئی حداف مرفوع  
 نہیں، ہاں بعض صحابہ سے کراہت منقول ہے کہ  
 ان سے و صر مکرہ ہے، ان میں عبد اللہ بن عمر بھی  
 شامل ہیں اور جہور کا قول ہے کہ کراہت نہیں ہے  
 اور القزوین کے حواشی میں حق رات النور سے  
 ہے کہ ابن عباس اور ابن عمر سے مروی ہے کہ دونوں

سند فردوس

سند طحاوی علی مرقی الفلاح بحث ما البحر ازہریہ مصر ص ۱۳

سند یذکر عن ابن عمر

سند علیہ

سند علی حاشیۃ فتاوی القزوین بحث ما البحر دار الاشاعۃ العربیہ قہار ۲/۱

وہ قال ہو کذا روی ابن ہریرۃ رحمہ

**اقول** وھذا الخب مو ما صحیح عنہ  
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما  
سمعتہ لہ فھم فی البدایہ مروی عن  
ابن العالیۃ الریاحی انہ قال کنت فی جماعۃ  
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم فی سفینۃ فی البحر فحضر  
المسلاۃ قصی ماؤہم ومہرم بنین  
التس متوضاً بعضهم بنید التمر وکرہ  
التوضوء بماء البحر وتوضاً بعضهم بماء البحر  
وکرہ التوضوء بنید البحر وھذا حکایۃ الاجماع  
فان من کان یتوضوء بماء البحر کان یعتقد

حضرات نے سمندر کے پانی سے وضو کو مکروہ قرار دیا ہے  
احوط اسی طرح ابو ہریرہ سے مروی ہے (حدیث)  
میں کہتا ہوں یہ زیادہ عجیب ہے حالانکہ حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیح جوتھا وہ ہم نے  
نقل کیا، ہاں بذائع میں ابو العالیۃ الریاحی سے  
مروی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک  
سمندری سفر میں تھا کہ نماز کا وقت آ گیا کھٹی والوں کے  
پاس پانی ختم ہو چکا تھا ان کے پاس شیرۃ بکجور تھا  
تو بعض نے اسی سے وضو کر لیا اور سمندر کے پانی سے  
وضو کو مکروہ سمجھا اور بعض نے سمندر کے پانی سے  
وضو کر لیا، یہ اجماع کی حکایت ہے کیونکہ جو حضرات  
سمندر کے پانی سے وضو کر رہے تھے تو وہ اس کے  
پانی سے وضو کرے جو ان کے قائل تھے اور انہوں نے

**عہ اقول** لم یلم فیہم نقاصر کیف کانت  
ھذا حکایۃ الاجماع علی جواز التوضوء  
بنید البحر عند عدم الماء فان من  
توضاً بماء البحر جاز ان لم یر التوضوء  
بالبنید فی الحالۃ المراہۃ لوجود السماء  
وجاز ان لم یر التوضوء بہ اصلاً حتی  
لو وجدہ وھدم الماء تیمم کما هو المعق  
بہ عندنا وانکراھۃ فی صرف السلف  
لا یمیدل علی الجواز ۱۲ منہ عمرہ  
(۴)

میں کہتا ہوں میری ناقص نگاہ میں یہ بات  
رہا سبکی کہ یہ اجماع پر نہ ہو گیا، پانی نہ ہونے کے  
وقت بنید تھوڑے وضو جائز ہے، کیونکہ جن حضرات  
نے سمندر کے پانی سے وضو کیا ممکن ہے کہ وہ ہرگز  
حالت میں بنید تھوڑے وضو کو جائز نہ سمجھتے ہوں کیونکہ  
پانی موجود ہے اور بھی ممکن ہے کہ وہ بنید تھوڑے  
وضو کو بالکل جائز نہ سمجھتے ہوں یہاں تک کہ  
اگر بنید موجود ہو اور پانی نہ موجود ہو تو وہ تیمم کے  
قائل ہوں عیا کر یہ ہمارے نزدیک مفتی پر ہے اور  
مفت کی حق میں کراہت جو ابراہیم میں کرتی ہے۔ (حدیث)

جو امر المتوضو بعد البحر طهر يتوضأ بنبذ  
 تنبر لكونه واحدا للماء المطلق ومن كان  
 يتوضو ما سجد كان لا يرى ماء البحر طهورا  
 او كان يقول هو ماء مسحطة و نقية كانه لم  
 يسلطه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم  
 في صفة الطهر هو الطهور ما ذكره الحاصل  
 ميتته متوضا بنبذ الماء فكونه ماء مسا  
 لنبذ الماء طهره فهد ما بعد الاحتمالا  
 وان لفظ الرواية ما سمعت -

اقول ويحرم ان يكرهوا معتقدين  
 جو امر المتوضو بغير ماء كان الماء حائضا  
 في السبيل كما سيأتي ان شاء الله تعالى  
 فمن توضا به كراهة المتوضو بغير ماء البحر كراهة  
 تعريه ولم يشهد ان السبيل الذي عده  
 ما ذكره غالب ومن توضا بغير البحر شئت  
 في السبيل الذي عده فكره المتوضو به كراهة  
 امتناع وتوضا بغير البحر والله تعالى اعلم  
 اس نے بطور کراستی اس سے وضو نہ کیا اور سمندر کی پانی سے وضو کر لیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

غیر مکر سے وضو اس لیے نہ کیا کہ انھوں نے  
 مار مطلق کو پایا اور جو نبذ مکر سے وضو کر رہے تھے  
 وہ سمندر کے پانی کو طہر نہیں سمجھتے تھے، یاد رہے  
 کہتے تھے کہ یہ پانی ناراضگی اور مذاہب کے تعجب  
 میں بطور پذیر ہوا ہے شیطان کو حضور اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پہنچی کہ سمندر کا  
 پانی پاک کر دے والا اور اس کا مردہ حلال ہے تو پانی  
 نہ ہونے کی صورت میں انھوں نے نبذ مکر سے وضو کیا  
 اور تو یہ انھوں نے بطور حق فرمایا اور نہ روایت کے  
 الفاظ وہ ہیں جو آپ نے سنے۔ (ت)

میں کتابوں پر بھی جائز ہے کہ وہ دونوں سے  
 وضو کے جوڑ کے قائل ہوں جبکہ نبذ پر پانی غائب  
 ہو گیا کہ رن سب اللہ آئے گا، تو جس نے  
 اس سے وضو کیا اس کی سمندری پانی سے وضو کو  
 مردہ تنزیہی سمجھا اور اس میں شک نہیں جانا کہ  
 جو نبذ اس کے پاس ہے اس کا پانی غائب ہے  
 اور جس نے سمندری پانی سے وضو کیا اس کو اس  
 جیزہ میں شک تھا جو اس کے پاس موجود تھا تو  
 اس نے بطور کراستی اس سے وضو نہ کیا اور سمندر کی پانی سے وضو کر لیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

میرے پاس یہ رائے کا جو نسخہ ہے اس میں اسی طرح ہے  
 شاید کاتب نے غلط لکھ دیا، مناسب انظر  
 ہے۔ (ت)

عنه هكذا في نسخة البديعة وكانت  
 شارة من قلم الناسخ والسوادة الطهارة  
 ۱۲ حقه حفرة (م)

تہ رائے الصانع مطلب الماء المقيد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶/۱

یہ بستر ہو گیا

دوسری ہے حدیث کو دور کیا جا سکتا ہے مطلق پانی یا  
بھیجے برف یا اولوں کا پگھلا ہوا پانی، مجھ پانی یا  
قوی احد اور بحر و نہر میں اگر وسعت سے متقول ہے  
کہ وضو پانے سے اگرچہ ٹپکنے والا نہ ہو یہ صحیح ہے  
اور لفظ نہر اصح ہے ان دونوں کا قول احد اور  
جامع الرموز میں اس کو صاحب جس کی طرف منسوب  
کیا ہے، فرمایا کہ برف سے اس وقت تک  
وضو کرے جب تک وہ ٹپکنے نہ لگے اور صاحبین  
سے مروی ہے کہ اس سے وضو کرے، اور ہم  
یہ صحیح ہے جیسا کہ ظہیر بی بی نے لکھا ہے اس کے  
عاشق پر یہ لکھا ہے کہ یہ عمل خلاف حدیث نہیں ہے  
کہ نہ کرے۔ میرا دوسرا نہیں سکتا ہے  
اور دھوتا بہانے بغیر نہ سوگا اور بہانہ بغیر نہ  
کے نہ سوگا، اور یہی مراد ہے احد میں لکھا ہوں  
ہاں وہ سرے امام سے یہ مروی ہے کہ دھونا جڑ کے  
تر کرنے کو کہنے ہیں خواہ نہ بچے جیسا کہ بحر میں  
اور یہ چیز برف اور اولوں کے ساتھ خاص نہیں ہے  
اور ہم نے بیان وضو میں بیان کیا کہ ان کے مرد  
یہ ہے کہ حضور سے ایک یا دو قطرے بہہ جائیں

فی الدوسری وہ الحدیث، مطلق کتبہ حداب  
وورد وحمد وصدقہ و فی البحر والنہر  
وعن ابی یوسف یحییٰ و ابن لم یکت  
متفق طرہ الصحیح و لفظ النہر الاصح  
قرئھا اھ و نسبہ فی جامع الرموز لھما  
حدیث قال لا یؤوضہ الا اذا تقاطر  
وعن صاحبین انہ یؤوضہ والا لی  
ھو الصحیح کہ فی ظہیریۃ و س ایتنی  
کتبت عن ہامشہ اقول لیس ہذا محل  
خلاف و تصحیح اذ لا وضو الا بالفضل  
ولا غسل الا بالامالة ولا امالة الا  
بالتقاطر فھو المراد انہ ما کتبت ہذیر  
اقول نعم یروی عن الثانی ان الفضل  
بن المحمل و ابن لم یکتل کما فی البحر  
وحد، لا یحتص، لشلح و البحر و قد منافی  
تبیان الوضوء امت صراۃ و سالی من العذر  
قطر او قطرین و لم یستدس رک علا حلافت  
قال فی الظاہر امت معنی لم یستدس رک  
لم یقطر علی العور بہر قطر بعد متبذرا

لے امر المختار باب امیاء مجتہان اول ۲۴/۱  
لے بحر الرائق آخر الماء البحر ایچ ایم سید کبیری کراچی ۶۴/۱  
لے جامع الرموز بحث الماء السماء مطبوعہ کیمبر قرآن ایران ۴۶/۱  
لے بحر الرائق فرض الوضوء ایچ ایم سید کبیری کراچی ۱۱/۱  
لے رد المختار فرض الوضوء انبانی مصر ۴۱/۱

وہ تذکرہ ہوا اس میں اختلاف نہیں تھا کہ فرمایا کہ لہذا اہل کعبہ کے معنی یہ ہیں کہ فوراً قطرات نہ ہیں، بلکہ صلیت کے بعد قطرات ہیں اور (ت)

اقول بل الظاهر ان المعنى لم  
تتابع القطر كثرة يقال تدارك القوم  
اي تلاحقوا منه قوله تعالى حتى اذا  
داركوا فيها كما في الصحاح ومعنى  
انه لم يثبت الغور في دخول طائفة  
مهم بعد اخرى والله تعالى اعلم۔

میں کتابوں بلکہ معنی یہ ہیں کہ قطرات کثرت  
سے نہیں، کہتے ہیں "تدارك القوم"  
یعنی ایک دوسرے سے ملے اور اسی سے قرآن ہی  
ہے حق اذا داركوا فيها "صحاح میں بھی ایسا  
ہی ہے اور یہ معلوم ہے کہ ان میں سے ایک جماعت  
کا دوسری جماعت کے فوراً بعد داخل ہونا مراد  
نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۵) یوں ہی گل کا برف جب پگھل جائے کہ وہ بھی پانی ہی تھا کہ گیس کی ہوا سے گرم کیا و موعظ  
الدرد و جسد و هو صحر کا الماء الجامد ط عن عن القاموس (اور در سے گرا آب کراچند  
حرکت کے ساتھ جما ہوا پانی (برف) ہے یہ آستح سے قاموس سے ہے۔ ت۔  
(۶) شبینم

اقول ایسی جبکہ پتوں پھولوں پر سے یا پھیلے ہوئے کپڑے پھڑکراتی ہیں کہ لی جائے کہ کسی عضو یا  
بقیہ عضو کو دوسرے شکار و پے بھر ملے پانوں میں باقی ہے اور پانی صم ہو گیا اور شبینم جمع کئے سے اتنی  
مل سکتی ہے کہ اس ملک پر بہ جائے ترحیم جائز نہ ہو گا یا اس میں سر بر بند بیٹھا اور اس سے سر بھینک گیا  
مسح ہو گیا اگر ہاتھ نہ پھیرے گا و صر ہو جائے گا اگرچہ سنت ترک ہوتی یوں ہی شبینم سے ترگھاس میں منہ  
پھنچے پینے سے موزوں کا مسح ادا ہو جائے گا جبکہ شبینم سے ہر روزہ ماتح کی چھٹکیا کے طول و عرض کے سرچند  
بھیگ جائے،

و صر عن الدرد و ند اقال ش قال فی الاصداد  
وهو الطل وهو ماء علی الصحیح و قیل  
ففسد دابة

اور در سے گرا وند "شش" نے مدری  
کہا یہ شبینم ہے اور صحیح قول کے مطابق یہ پانی ہے  
اور ایک قول یہ ہے کہ چپائے کا سانس ہے (ت)

اقول لا اعدلہ اصلا ولو كان كذا  
 لم يجز الوضوء به لانه ليس بماء ولو جاز  
 به لكانت سائر الاضاق وعرقه احق  
 بالجواز ثم سأتيت في مسح الخفين من  
 العتق لا لفرق بين حصول ذلک بيد او  
 باصابعه مطرا او من خشيش مشرقه مبتل  
 ولو بالطل على الاصح وقيل لا يجبون  
 بالطل لانه نفس دابة لا ماء و ليس  
 بصحيح اهـ

میں کہتا ہوں مجھے اس کی اصل معلوم  
 نہیں اور اگر ایسا ہوتا تو اس کے ساتھ وضو  
 جائز نہ ہوتا کیونکہ وہ پانی نہیں اور اگر اس سے  
 وضو جائز ہوتا تو انسان کے حقوق اور پسینہ سے  
 بطریق اولیٰ جائز ہوتا۔ پھر فتح کے مسح علی الخفین میں  
 ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں کہ یہ ہاتھ سے ہو یا  
 بارش کی وجہ سے ہو یا ترگیس میں چلنے کی وجہ سے  
 ہو یا شبنم سے ہوا صیح قول کے مطابق اور ایک  
 قول یہ ہے کہ شبنم سے جائز نہیں کیونکہ وہ چڑھ کا سانس  
 پانی نہیں اور یہ صحیح نہیں (حدیث)

(۷) زلال

اقول لفظة زلال مشہور یہی ہے کہ زلال میٹھے ٹھنڈے چکے خوشگوار صاف خالص پانی کو  
 کہتے ہیں

في لغت العرب ماء زلال كغراب و امير  
 و صبور و علا بط سرير الجس في المخلوق  
 باسم دغل ب صاف سهل طلس و لم يصبر  
 على معصية غيرة و في صحاح الجوهري  
 ماء زلال اي حذب اه و في حياة الميراث  
 الكبري المشهور على الاستة انب  
 الزلال هو الماء البارد

فارسی میں ہے مار زلال، زلال غراب کے وزن پر بھی  
 آتا ہے اور امیر و صبور اور علا بط کے وزن پر بھی (یعنی زلال  
 زلول زلالزل) اس پانی کو کہا جاتا ہے جو صحت سے بآسانی  
 گزریں اور ٹھنڈا، میٹھا، صاف، لطیف اور رواں ہو  
 اور اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں رہتا ہے، اور  
 صحاح جوہری میں مار زول یعنی میٹھا اور حیرۃ المیراث  
 میں ہے زلالوں پر مشہور یہ کہ زول ٹھنڈے پانی کو کہتے ہیں۔

|        |                   |            |                         |
|--------|-------------------|------------|-------------------------|
| ۱۳۲/۶  | وضو یہ مسکرم      | مسح الخفین | فتح القدر               |
| ۳۰۰/۳  | مصطفیٰ البابی مصر | (زلالت)    | لغة الفارسی المیط       |
| ۱۴۱۸/۳ | بیروت             | (زل)       | صحاح الجوهري            |
| ۵۲۴/۱  | مصطفیٰ البابی مصر | (زلال)     | لغة حياة الميراث الكبري |



اس تقدیر پر تو اس کے شمار کی کوئی وجہ نہیں مگر علامہ شامی نے امام ابن حجر کی سے نقل کیا کہ برف میں ایک چیز حائل کی شکل پر ہوتی ہے اور حقیقتہً جانور نہیں اس کے پیٹ سے جو پانی نکلتا ہے وہ زلال ہے ۔  
 حیث قال عقوب ذکر العن اقول وکذا  
 الزلال قال ابن حجر و هو ما يخرج من  
 حوف صخرة متجدد نحو الشجر كالحيوان  
 وليست بحيوان  
 انھوں نے نقل کے ذکر کے بعد فرمایا میں کتابوں کی اسط  
 ” زلال ” ہے ، ابن حجر فرماتے ہیں کہ برف میں  
 حیوانی شکل کی ایک چیز پائی جاتی ہے جو دراصل  
 حیوان نہیں ہوتی ہے اس کے پیٹ سے جو پانی  
 نکلتا ہے وہ زلال ہے ۔ (ت)

اقول یہ اگر ثابت ہو تو اس کے جانور ہونے سے انکار متح دلیل ہے اس کی صورت جانور کی ہے  
 اور کتابوں اور علامہ شافعی کی کتب میں اسے حیوان کہا انگلی برابر قد سفید رنگ زرد چشیاں اور خود اس جانور  
 ہی کا نام زلال بتایا تاج العروس میں ہے ۔

الزلال بالهم حیوان صغير الجسم ایضہ ادا  
 مات جعلت الماء غیرہ و صد من الماء  
 اباساء من لا لا  
 زلال پیش کے ساتھ سفید جسم کا ایک چھڑا سا جانور  
 ہے ، جب مرنے لگتا ہے تو اس کو پانی میں ڈال دیتے ہیں  
 یہ پانی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور اسی لیے ٹھنڈے پانی کو  
 ماء زلال کہتے ہیں ۔ (ت)

حیوان الخیران امام میری شافعی میں ہے ،

الزلال الهم دو یقرب فی الشجر و هو صق  
 مصفراً یقرب من الاصبغ یاخذ من الناس  
 من اماکھ لیشر بوا ما فی جوفه لشدة برده  
 زلال اس کو کھڑے ہیں تاکہ اس کے پیٹ میں سے جو نکلتا ہے وہ پانی سکے کیونکہ یہ پانی بہت ٹھنڈا ہوتا ہے (ت)  
 اس کے حیوان ہونے کی تقدیر پر امام ابن حجر شافعی نے اس پانی کو سقہ ٹھنڈا کرنا پاک بتایا ۔  
 قال من عن ابن حجر بعد ما عرف ان تحقیق  
 من نے ابن حجر سے نقل کیا یس اگر متحقق ہو دیسی

نے رد المحتار باب الیاء مصنف ابیانی مصر ۱۳۲/۱

تاج العروس فصل الزا من باب الهم مطبوعہ دار التراث العربی ۲۵۹/۷

سے حیوان الخیران (زلال) ابیانی مصر ۵۳۹/۱

(ی کو نہ حیوان کان مجسلا مہ سے ہے اس کا حیوان ہونا ثابت ہو چکے) تو وہ جس ہوگا اس لیے کہ وہ سے ہے۔ (د ت)

اقول مہ کی تعریف اس پر صادق آنے میں کلام ہے اور کتب بیت فیہ میں اُس سے جو مصرع شرح و چیز ابو الفرج عجمی شافعی میں ہے:

امدادی فیہ دودا لثدی طہور ہے وہ پانی پر فدا اسے کھڑے میں جوتا ہے پاک طہور حیوان میں ہے

لدی قالہ یوافق قول القاضی حسینیت جو انہوں نے کہا وہ قاضی حسین کے قول کے موافق ہے  
ہما تقدم فی الدود ہے جیسا کہ دود کے ذکر میں پہلے گزرا۔ (د ت)

علامہ شامی نے جہت تک اُس جانور کا دوسری ہونا ثابت ہو پانی پاک مگر ناقابل وضو بتایا۔

حیث قال نعم لایکون مجسلا عندنا حالہ یعلو اسوں نے فرمایا جہت تک اس کا دوسری ہونا معلوم نہ ہو  
کو نہ دھویا مہا رفع الحدیث بہ فلا ہمارے نزدیک محسوس نہیں۔ (۱) اُس سے پاکی حاصل نہ  
یصح وان کان حیور دھوی ہے تو یہ صحیح نہیں اگرچہ وہ غیر دھوی ہو۔ (د ت)

اقول طاہراً اُس کی وضاحت میں سنیں جس سے دیکھتا ہوں کہ ردیمو پاں ہے اور اس کا پانی بلکہ بیٹ بھی پاک۔ (مکیرہ میں ہے)

ماء دود الفترہ عینہ و خروہ طاہر کذا برہنہ پاکیزہ اس کا پانی اور اس کی بیٹ پاک ہے  
فی القنیۃ ہے جیسا کہ فقہ میں ہے۔ (د ت)

بلکہ خلاصہ میں ہے

الدودة اذا تولدت من المجاسة کچرا بوجہ سنہ میں پیدا ہو تو شمس الارض مدائی کرتا ہے  
قال شمس الاثمۃ العلوی انہا لیست ہیں کہ وہ ناپاک نہیں ہے اور یہی حال ہر حیوان کا ہے

سے رد المختار باب المیاء البانی مصر ۱۳۲/۱

سے حیۃ الحيوان الکبری (زال) البانی مصر ۵۳۹/۱

سے الصا

سے رد المختار باب المیاء البانی مصر ۱۳۲/۱

سے قدوسی ہندیۃ الفصل الثانی فی الایمان النجسہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴۶/۱

بخسہ و کداح کل حیوان حتی لو غسل ثم  
 وقع في الماء لا يمسسه وتجوز الصلاة  
 نماز جائز ہے۔ (ت)

اور حسب طہر ہے وجبت تک ثابت نہ ہو کہ یہ پانی نہیں جگہ اُس کیڑے ہی کے پیٹ کی رطوبت ہے یا اُس  
 کی رطوبت اس میں نصف یا زیادہ ملی ہوئی ہے ناقابل وضو ہونے کی کوئی وجہ نہیں ظاہر اوہ رطوبت ہی کا  
 پانی ہے کہ کس کے جوف میں مٹا ہے اور پاک پانی کے غیر ظہر ہونے کی وہی صورتیں ہیں یا تو غلط غیر سے  
 مائے مطلق نہ رہے یا اسقاط فرض خواہ اقامت قربت سے مستعمل ہو جائے ثانی یہاں قطعاً عقل اور  
 اول کا ثبوت نہیں اور کوئی مطلق بلا ثبوت مستند نہیں ہو سکتا۔

الارضی ان لم یسقط بالثبوت وھم  
 قسب الطہور یتوالطہر معاً فضلاً عن  
 نجاست شک سے ثابت ہیں ہوتی ہے اور بر طہرت  
 کو سلب کرتی ہے اور طہارت کو بھی چربا سیک  
 تقیید۔ (ت)

(د) گرم پانی

وھذا اذفاق الاما یحکم عن محمد بن محمد بن  
 اقول گرما گرم کہ اچھی طرح ڈالا نہ جائے تکمیل سنت نہ کہ نہ شہ کو دہے رضی اللہ عنہ اور اگر کھیل  
 فرض سے مانع ہو تو حرم اور وہ وضو نہ ہو گا وہی صحیح البخاری تو ضناً عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالہ حیث  
 صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرم پانی سے وضو فرمایا۔ (ت)

(۹) آپوں سے گرم کیا ہو اور پچا بہتر، درختار میں ہے، وکبرہ احمد المسخون بالنجس مستثنت  
 نجاست کے ذریعے گرم شدہ پانی کو امام احمد نے مکروہ گردانا ہے۔ (ت)

(۱۰) صاحب کا گرم پانی مطلق گر گرم ملک گرم موسم میں جو پانی سوئے پانی کے سوا کسی اور روحت کے برقی  
 میں دھوپ سے گرم ہو جائے وہ جب تک ٹھنڈا نہ ہو لے بدن کو کسی طرح پہچانا نہ چاہیے دھوپ سے زعفران سے  
 رپچے سے بھان تک کہ جو کچھ اس سے بھیجے جو جب تک سرد نہ ہو جائے پہچانا مناسب نہیں کہ اس پانی کے

لے خلاصۃ الفتاویٰ الفصل السابق فیما یجوز نجاست  
 ۲۴/۱ فکثر لکھنؤ  
 ۲۲/۱ تہذیب کتب خانہ کراچی  
 ۳۴/۱ مجتہدانی لاہور

بدن کو پیچھے سے مراد احتمال برص ہے اختلافات اس میں بکثرت ہیں اور ہم نے اپنی کتاب مفتی الامال فی  
الادواء والاعمال میں ہر اختلاف سے قول اصح وارجح چنا اور محققانہ طور پر اسے ذکر کیا اُسی کی نقل میں ہے  
وارقطنی نے عام سے اور یقیناً نے انس سے موقوف  
روایت کی، وارقطنی اور شافعی نے عرفہ روق  
سے موقوف روایت کی کہ تم آفتاب سے گرم شدہ  
پانی سے غسل نہ کرو کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے  
وارقطنی و ابو یوسف نے ام المومنین سے روایت کی کہ  
آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے  
آفتاب سے پانی گرم کیا تو آپ نے فرمایا: آئینہ ایسا  
نکرا اسے حیرا کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔  
اور علانیہ اس میں کچھ قیود لگائی ہیں مثلاً یہ کہ گرم پانی گرم  
ملاؤ میں ہو، گرم وقت میں ہو، یہ کہ پانی کسی نہایت کے بنے ہوئے  
برتن میں بیسے پانی سے یا تانبے کے برتن میں گرم ہوا ہو  
اصح قول کے مطابق گرم پانی کے برتن میں گرم نہ کیا گیا ہو  
موقوف قول کے مطابق مٹی کھالی پتھر اور لکڑی کے برتنوں کو دھوئے  
میں رکھ کر گرم نہ کیا گیا ہو۔ حنفی اور گٹھے میں موقوف کا گرم شدہ  
پانی قطعاً نہ ہو میر پانی بدن میں استعمال ہوا ہو، اگرچہ  
پانی یا تر ہی ہی غلط ہے، پھر اسے دھوئے تو حرج  
نہیں، ہاں اگر پتھر دھو کر تر ہی پہن لیا تو حرج ہے  
یا کپڑا پہنا اور جسم پر پسیدہ تھا، یہ پانی گرم استعمال  
کیا جائے اگر ٹخنہ اہرنے کے بعد استعمال کیا تو  
حرج نہیں اصح قول یہی ہے، اور ایک قول یہ بھی

وهو هذا قول (ابن الداد قطنی) عن عاصم  
والعقیل عن انس موقوفاً قطره الشافعی  
عن عمر النخاس وق موقوفاً لا تقتطوا بالاء  
الشمس فانه يورث المبرص قطره ابو نعیم  
عن ام المؤمنين انها منحت للنبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم ماء في الشمس فتال  
لا تفعل يا حميراء فانه يورث المبرص  
قيده العلماء بغيره ان يكون في قطره وقت  
حار به وقد الشمس في منظم صابر تحت  
الطريقة كحديثه ونخاس على الاصح  
المقدمين عن السعدي وروى الحزف والخبز  
والا حجاز والخشب ولا الشمس في الحياض  
والبرك قطعاً وان يستعمل في البدد ولو  
شرب بالاء الثوب لا اذ المسه مطبوع او مسه  
المرق وان يستعمل حار اعلو بر ولا باس  
على الاصح وقيل لا فرق على الصحيح ووجه  
وسد ما كادى الاوجه قيل وان لا يكره  
البلاد متكشفاء الراجح ولا قاله حاصل منه  
ايصال الماء الشمس في اناء منظم مسه  
غير النقد من الى البدد في وقت ومزد حار من

مالہ یجود واللہ تعالیٰ اعلم۔ کہ فرق نہیں، اور یہی صحیح ہے، اسس کی توجہ  
 بھی ہے اور اسس پر وہ ہے، تواول کی وجہ زیادہ درست ہے ایک قول یہ ہے کہ برتن کھل ہوا نہ ہو اور  
 راجح و لوکان الاثناء مشکفا ہے (یعنی اگرچہ برتن کھلا ہو) تو خلا صریح ہے کہ دھوپ کے گرم پانی کا سونے پانڈی کے  
 عقدہ کسی درمات کے برتن سے جہم پر بیچنا، گرم وقت میں اور گرم علاقہ میں بلا ٹھنڈا کیے ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم ات  
 اور تحقیق یہ ہے کہ ہمارے نزدیک بھی اس پانی سے وضو غسل مکروہ ہے کما صرح بہ فی الفقہ والنحو  
 والدرایۃ والفقیۃ والہایۃ (جیسا کہ فتح، بحر، درایہ، فقہ اور نہایہ میں صراحت کی گئی ہے۔ ت)  
 اور یہ کراہت شرعی تنزیہی ہے

کما اشام الیہ فی المصلیۃ والامداد وھما  
 حقیقۃ ش حلال للتسور والدریۃ نصیب  
 نکراۃ اصلا ویسکن حمل التسور علی التحرم  
 اما الدر فصرح انہا طبعیۃ حد الشافیۃ وهو  
 بخلاف نصہم۔ جیسا کہ علیہ اور ادا میں اشارہ کیا "شش" نے  
 یہی تحقیق کی، تنزیہ اور دور میں اس کے خلاف ہے  
 ای دونوں حضرات نے مطلقاً کراہت کا انکار  
 کیا ہے، اور تنزیہ کی عبارت کو مکروہ تحریمی پر محمول  
 کرنا کسی سے محروم میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ شافیہ

کے نزدیک وہ کراہت طبعیہ ہے اور یہ ان کی تصریحات کے خلاف ہے۔ (ت)

اقول ونریاۃ التشریق فی القصد  
 حیث قال وساء قصد تشبہہ لیس اتفاق  
 بل للدلالۃ علی الاول و اشافۃ الی فی ما  
 وقع فی الصراح ان انکراۃ عقیدۃ عند  
 اشافۃ بالقصد فافہم۔ میں کہتا ہوں تنزیہ میں ارادہ کی قید کا اضافہ ہے  
 انھوں نے فرمایا "اور اسس پانی سے جس کو دھوپ  
 میں قصد گرم کیا گیا ہے، یہ قید اتفاقی نہیں ہے بلکہ  
 پہلی پر دلالت کے لیے ہے اور جو معراج میں فرمایا ہے  
 اسس کی نفی کے لیے ہے کہ شافیہ کے نزدیک  
 کراہت اس وقت ہے جب بالقصد ہو فافہم۔ (ت)

(۱۱) عورت کی طہارت سے بچا ہوا پانی اگرچہ جنب یا مائض ہو اگرچہ اسس پانی سے خلوت تاثر میں اس نے  
 طہارت کی ہو، خلافا لاحمد والمالکیۃ (اسس میں اسس اور مالکیہ اختلاف ہے۔ ت) ہاں مکروہ  
 ضرور ہے۔

بل فی الصراح لا یجوز للرجل ان یتوضا و  
 یغتسل بفضل وضوء المرءۃ الخ وھو نص  
 بلکہ صراح میں ہے کہ مرد کو جائز نہیں کہ وہ عورت کے  
 غسل یا وضو کے نیچے ہوئے پانی سے وضو کرے اور

اور یہ مکروہ تحریمی میں نص ہے، اور طحاوی نے اس پر ڈر کے قول عورت کے باقیانہ پانی سے دھو نہ کیا جائے سے استدلال کیا ہے، حسنہ دیا اس میں نظر ہے، اور اس نے جواب دیا کہ مکروہ تحریمی کو شامل ہے کہ یہ منہی عنہ ہے اصطلاحی طور پر حقیقتہً جیسا کہ ہم نے تحریر سے نقل کیا اور طحاوی نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس میں ایک توطئة کا خطرہ اور دوسرے یہ کہ وہ اپنے دینی نقصان کی وجہ سے نجاستوں سے نہیں بچتی ہیں، فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے

میں کتابوں پہلے قول کے مطابق منیٰ اس کے مکس کو شامل ہے یعنی عورت کا مرد کے بچے ہونے پانی سے دھو کرنا، اس میں کچھ بحث ہے جو کئے گی۔  
۲۔ دوسرا قول ترس میں پہلی چیز یہ ہے کہ بہ دھو ساقی، غلام اور جاہل سب کو عام ہے اور سب سے زیادہ ناجائز لوگوں کو۔ تو اس میں عورت کی کوئی خصوصیت نہیں۔

اور ثانیاً یہ قید نہیں کہ اس کا ظہور ہو چر جائیکہ عورت کا خلوت میں اس کو استعمال کرنا، بلکہ اس کا محض پانی کو چھ لینا بھی کافی ہوگا اور تیسرا یہ کہ اُن کے بارے میں یہ کہنا مکروہ نجاستوں سے کم بچتی ہیں اس میں اعتراض ہے

في كراهة التعمير واستطهرها ط من قول النجاسة من مذهبنا التعمير بفضل ماء الوضوء قبل فيه نظراً وأجاب ش بانه يشمل المكروه تغريها فأن منهي عنه اصطلاحاً حقيقة كما قد صنفه عن تعميمه وعمله ط بحشية التسلط ذ وقلة توقيه من النجاسات لنقص دينهم يقال و هذا يدل على ان كراهته تغريمية  
کر مراد کراہت تغریمی سے امر ذاتی

اقول من لادل بعدم النجاسة اعني توضع المرأة من فضل طهوره وفيه كلام ر ياق اما الثاني

فاولا يقتضي تخصيصه بچون سجد والعييد والجهلة واشد من الكل العبيد فلا تبقى خصوصية للمرأة

و ثانياً لا يتقيد بطهورها فضلاً عن اختلاؤها به بل اذن يكفي مسها

و ثالثاً قلّة توقيه من النجاسات بطور نقص دينهم والاحد من تعقد شرط دهرها لا تصوم ولا تصلي كما في الحديث وهذا ليس من صنف الا ان يعزل بغيره

|      |                  |               |                           |
|------|------------------|---------------|---------------------------|
| ۶۲/۱ | پرودت            | مکروہات الاخر | لہ طحاوی علی الدر المختار |
| ۹۸/۱ | مصطفی البانی مصر | -             | لہ رد المختار             |
| ۶۹/۱ | پرودت            | -             | لہ طحاوی علی الدر المختار |

العهد عیہن فیشاس کہن العبد والاعراب۔  
وسر ابعانعة توجد فی حق المرأة  
الاحری و نكراهة خاصة باو رجل وجعل  
ش المی تعبد یا۔

ہے کہ ن میں جن کا علیہ ہوتا ہے قریہ بات غلاموں اور دیہاتی لوگوں میں بھی ہوتی ہے۔  
چرتے، یہ علت دوسری عورت کے حق میں بھی جاتی ہے حالانکہ کراہت مرد کے ساتھ خاص ہے  
اور اس نے اس مخالفت کو محض تعبدی امر قرار دیا ہے۔ (دستا)

اقول وهذا لا دل لعا عرفت عدم  
انتہ من العدد وہ صرححت المحاملة ولا  
بدلهم من ذلك او عدم الجواز لا يعقل  
له وجه اصلا وكونه تعبد یا عا مرأه المحنسة  
او حصلی الله تعالی علیه وسلمه نہیں ان یہ ضد  
الرجل بعصل طهور المرأة ثم ذكر من  
غيره الا فكلما نسخ به حديث صلوات

میں کتا جوں بھی بات بہتر ہے، کیونکہ درک  
معتق درست نہیں ہیں، اور قبل طہرات سے بھی  
یہ علت بیان کی ہے، اور ایسا کرنا ان کے لیے  
بدری تھا، کیونکہ عدم جواز کی کوئی وجہ موجود نہیں،  
اور اس کے لیے اس پر وہ حدیث دلالت کرتی  
ہے جو پانچوں محدثین نے نقل کی ہے کہ تھمر حاصل اللہ  
علیہ وسلم نے عورت کے بچے پر سے پانی سے دھوا

لم اقول المعروف في اطلاق المحنسة ارادة  
الستة الا البخاری وهذا انما هو واحد  
والا لعله نعم هو اصطلاح جده السلام  
ان يسمیة في المتن لانه ادخل الاحام  
احمد في الجماعة فاذا مر و لا خير الشيعيين  
قال رواه المحنسة منه غيره۔ (م)  
صراح نے روایت کیا ہے تو کہتے ہیں رواه المحنسة منه غيره۔ (ت)

میں کہتا ہوں عام طور پر محنسة کا اطلاق بخاری کے علاوہ  
باقی اصحاب سنیہ پر ہوتا ہے جبکہ اس کو امام احمد  
اور ابو نے روایت کیا ہے۔ ان متقی میں  
جده السلام ابن تیمیہ کی یہ اصطلاح ہے کہ کیونکہ وہ  
امام احمد کو بھی اصحاب صحاح کی جماعت میں داخل  
کرتے ہیں جس حدیث کوشنیں کے علاوہ باقی اصحاب

میسوہ قلت اغتسلت من جفۃ ففصلت  
فیہا فضلة فجامد البیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یغتسل فقلت انی اغتسلت منه فقال السماء  
لیس علیہ حجابۃ قال ثم مٹھے المسح اسہ  
لا یکرہ عندنا ولا تنزیہا وقیہ ان دعوی  
النسخۃ تتوقف علی العلمیتا آخر الناسخ  
وآلہ ما خرد من قول میمونہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہا انی قد اغتسلت فامہ یشعر بعلمہ  
یا الہی قبلہ قال وقد صرح الشافعیۃ بالکفر  
فیہی کراہتہ وان قد بالنسخۃ مراعات  
للخلاف فقد صرحوا بانہ یطلب مراعات  
الخلاف وقد علمت انہ لا یجوز التظہیر  
بہ عند احمدؒ

کرنے کی ممانعت فرمائی۔ پھر غرر لانکار کے ذریعے  
اس کا سوخ ہونا نقل کیا۔ اس میں مسلم کی حدیث ہے  
کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں  
نے ایک ٹب سے غسل کیا اس میں کچھ پانی بچ گیا تو  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے غسل کا ارادہ  
فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اس سے غسل  
کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پانی پر جنابت کا اثر نہیں  
ہوتا۔ تم نے فرمایا نسخ کا تعاضیہ ہے کہ ہمارے  
نزدیک ہے وہ مکروہ تحریمی ہے نہ خود تحریمی اس میں قراض  
ہے کہ نسخ کا دعویٰ اس پر موقوف ہے کہ ناسخ کے  
متاخر ہونے کا علم ہو اور شاید یہ حسرت میمونہ کے  
اس قول سے ماخوذ ہے کہ میں نے غسل کیا، اس  
سے بہرہ رتا ہے کہ ان کو اس سے قبل ہی نبی کا  
علم تھا اور شفیہ نے کراہت کی تصریح کی ہے تو پاسیہ کہ یہ مکروہ ہو، اگرچہ ہم اختلاف کی رعایت کرتے  
ہوئے نسخ کا قول کریں، کیونکہ فقہانے تصریح کی ہے کہ خلاف کی رعایت کی جائے اور یہ تو آپ جان ہی چکے ہیں  
کہ احمد کے نزدیک اس پانی سے طہارت جائز نہیں (۱)۔

اقول والاقرب الی الصواب امت لا  
نسخ ولا تحسیر بل النہی للتزہیہ والعمل  
ببیان الجوامد وهو الذی مٹی علیہ (فقہ)  
فی السرقۃ لہذا عن السید جمال الدین  
الحنفی وہ اجاب الشیخ عبد الحق الدہلوی  
ان لمعات التتبیح فی الہی تنزیہ لا تحویر  
فلا منافاة اھ و قال فی الباب قبلہ احیی

میں کہتا ہوں زیادہ صحیح بات یہ ہر گز تو  
نسخ سے اور نہ ہی تحریم ہے بلکہ نہی فعلیٰ تحریمی ہے  
اور فعل بیان جواز کے لیے ہے ملاحظہ قاری نے بھی  
مرقاۃ میں سید محمد بن الدین حنفی سے یہی نقل کیا ہے  
اور لمعات التتبیح میں محدث عبد الحق دہلوی نے بھی  
یہی جواب دیا ہے کہ یہی تحریمی ہے تحریمی نہیں



ان تلك عنجمة وهدام حصاة اه و بهذا اجزم  
في الاشعة من باب محالطة المحجب وقال  
الاحام نعي في عمدة القاري اما فصل  
اسرة فيجوز عمداً في الوضوء به للرحم  
سواء حلت به اذ لا قال السعي وخبره فلا  
كرهية فيه للاحد واثبت الصحة فيه و بهذا  
قال مالك والرحمينة وجمهور العلماء وقال  
احمد و داود لا يجوز اذا اخلت به و روى هذا  
عن عبد الله بن سرجس و الحسن  
ابن عيسى و سادى عن احمد كذا في  
المسبب و الحسن كراهية فصلها مطلقاً اه و  
في حاشية المنفية على كراهية التحريم لم يثبت  
ثبوت كراهية التنزيه و كيف كان في  
السراج غريب جداً و لا يستدل لمعتد و لا  
استعبدت و نقول الثقات و لا يظهر له وجه  
وقد قرر في كشف الظنون السراج الوهاب  
هذه السوي المعروفة ببرهان حلة الكتب  
المتداولة الصيغة غير المعتبرة اه قال  
چلی ثم اختصر هذا الشرح و سماه الجوهر  
الشراہ

تو کوئی منافاة نہیں، اس پہلے باب میں فرمایا کہ  
ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ عزیمت تھی اور یہ خبر  
ہے کہ اور اشعة المقات میں اسی پر جزم کیا ہے  
یعنی نے عمدة القاری میں فرمایا ہے عورت کا نیچے  
ہر سنے پانی سے امام شافعی کے نزدیک ٹرکینے و نحوہ  
ہے خواہ اس عورت نے اس سے خلوت کی ہو یا  
نہ کی ہو ہنوی و غیر نے فرمایا تو اس میں کہ بہت نہیں  
کہ صحیح احادیث اس بارے میں موجود ہیں یہی قول  
مالک ابو حنیفہ اور جہور علی کا ہے اور احمد اور  
ابو داؤد نے فرمایا کہ جب عورت اس پانی کے ساتھ  
ضرورت کرے تو جائز نہیں، یہ قول عبد اللہ بن مسعود  
اور حسن بصری سے منقول ہے اور احمد کی ایک روایت  
مذہب ابن عباس کے مطابق ہے، اور ابن المسبب  
اور حسن سے اس کے لئے کہ کراہت مطلقاً منقول ہے  
اور اگر ہم منعی کو کراہت تحریم پر محمول کریں تو اس سے  
کراہت تنزیہی کے ثبوت کی نفی لازم نہ آئے گی، بہر صورت  
جو سراج میں ہے وہ بہت ہی غریب ہے اور کسی  
معتد کتاب کی سند اس پر موجود نہیں، بلکہ کتب معتدہ  
اور نقول مستندہ کے صریح خلاف ہے، اور اس کی  
کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی ہے، کشف الظنون میں  
سراج ادراج کو مولیٰ المعروف برکلی نے کتبہ متداولہ خیمہ غیر معتبرہ میں شمار کیا ہے، اور چلی نے  
فرمایا پھر اس کتاب کو مختصر کیا گیا اور اس کا نام جوہر تیر ہوا (ت)

میں کتابوں جگہ جوہر تیرہ ہے اور وہ کتب معتبرہ

اقول بل الجوهر النيرة وهي

کتبت المعتبرة كما نص عليه في رد المحتار  
و نظير ان محقق النجاشي المختصر من  
سنن الكبرى من الصحاح دونه الكبرى -

ہے جیسا کہ محد کی مراعات رد المحتار میں موجود ہے اور اس  
کی تفسیر یہ ہے کہ نسائی کی تحقیق جو ان کی کتب کبریٰ  
مختصر ہے صحاح میں شمار ہوتی ہے جبکہ کبریٰ صحاح میں  
شمار نہیں ہوتی۔ (ت)

ثم اقول ههنا أشياء يطول الكلام  
عليها ولشراي لبعضها اجاباً لا تبني  
كراهية مطلقاً على قول الامام احمد بعد  
الجملة لانه مخصوص عندنا بالاختلاف  
وههنا ان مراعاة الخلاف انما هي  
مستدوب اليها لا يلزم منها مكره في  
المذهب كما نص عليه العلماء منهم العلامة  
ش نفسه وتكون المستدوب لا يكره كما نصوا عليه  
ايضاً منهم نفسه في هذا الكتاب فكيف تنسى  
الكراهية عليها لاسيما بعد تسليم ان نسخ  
التحريم يفي كراهية التبرية ايضاً و ههنا  
هذا الحكم مثله في عكسه اي يكره اليها ايضاً  
فصل طهوية دوي احمد و ابو داود و النسائي  
عن رجل صاحب النسي صلى الله تعالى عليه  
وسلم امرهم سني و ايت حاجة عن  
عبد الله بن مرجس رضي الله تعالى عنهما  
بهي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
ان تقتل المرأة بفضل الرجل او يعقل  
بفضل المرأة لكن قال الشيخ ابن حجر

پھر میں کہتا ہوں یہاں بعض چیزیں ایسی ہیں  
جن سے کلام میں طراست ہوگی تاہم کہ کا ذکر حال طور پر کیا جاتا  
ہے، کراہت کی بنیاد مطلقاً امام احمد کے عدم جواز کا  
قول نہیں کیوں کہ ان کے نزدیک یہ خود طراست سے  
ساتھ مختص ہے خلاف کی رعایت ایسے مور میں  
مستدوب ہے جن میں اپنے مذہب کا کوئی مکر وہ  
لازم نہ آئے جیسا کہ علامہ نے اس کی  
مراعت کی ہے خود علامہ شمس نے ایسا ہی کیا ہے  
درمہد س کا کتب ماروہ میں جیسا کہ فقہائے اس  
کی مراعت کی ہے خود شمس نے اس کتاب میں  
مراعت کی ہے، تو پھر کراہت اس پر کیسے ہی  
ہوگی؟ خاص طور پر جبکہ اس امر کو تسلیم کر لیا گیا کہ  
تحريم کا منسوخ ہو جانا تنزیہی کراہت کی بھی نفی کرتا ہے  
یہ اس کے عکس میں بھی ایسا ہی حکم ہوگا، یعنی حرمت  
کے لیے بھی مرد کا چھوڑا ہوا پانی استعمال کرنا مکروہ  
ہوگا، تو احمد، ابو داؤد اور نسائی نے حضور اکرم صلی  
علیہ وسلم کے ایک صحابی جو چار سال تک اپنے ساتھ رہنے سے رد  
کی اور ابن حجر نے عبد القدر بن مرجس سے کہ رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز سے منع کیا کہ عورت

النکاح في شرح المشکوۃ لاحلاف في انساب الوضو  
بفضلہ اللہ وقال ايضا انت احدا المر یقل  
نظا هری و محال ان یصح و تعمل الا حصة کلہ  
بخلافہ اللہ و تعقبہ الشیخ المحقق الدہلوی  
فی السمعات نقولہ قد قال الامام احمد  
بحسن مع ما فیہ من التخصیل و الخلاف  
فی مشایخہ مدہب الی اخر ما ذکر منہ  
خلافاً لہم۔

مرد کے بچے ہونے پانی سے غسل کرے یا مرد و عورت  
کے بچے ہونے پانی سے غسل کرے۔ مگر شیخ ابن حجر  
کی نے شرح مشکوۃ میں فرمایا کہ اس میں اختلاف  
نہیں کہ عورت مرد کے بچے ہونے پانی سے وضو  
کر سکتی ہے اور نیز فرمایا کہ کسی ایک نے بھی اس کے  
ظاہر کے خلاف نہیں فرمایا اور یہ محال ہے کہ ایک  
چیز صحیح بھی ہو اور تمام اہل سنت اس کے خلاف عمل پیرا  
ہو اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سمعات میں

اس پر رد کیا اور فرمایا احمد بن حنبل نے جو فرمایا ہے اس میں تفصیل ہے اور ان کے مذہب کے متذکرین  
میں بھی خلاف اس ہے، پھر وہ اختلاف ذکر کیا۔ (ت)

اقول مرحم اللہ الشیخ و مرحمتنا  
بد کلام من حصر فی وضو ب بعضہ و قول  
الامام احمد و خلافہ منہ رحمہ اللہ  
فی عکسہ نعم قال لا عام لعین فی العدا  
حک ابو عمر حسنة مذہب الشافعی کہ  
یتروضا بعضہا و عکسہ و ان لث کراہتہ  
فصلہا لہ و سرخصۃ فی عکسہ و الخ منہ  
ما من بعض کل متہما و علیہ فقہاء الامم  
و ملقط فہذ یشد الخلاف و اللہ تعالیٰ  
علم۔

میں کہتا ہوں اللہ رحم کرے شیخ پر اور ہم پر  
ابن حجر نے مرد کے بچے ہونے پانی سے عورت کے  
وضو کرے کی ماستہ جو کلام کیا ہے۔ اور  
امام احمد کا قول اور ان کے مشایخ مذہب کے اختلافات اس کے  
برعکس مشور میں ہیں ان میں نے حد میں فرمایا کہ ابو عمر  
نے پاک مذہب گناہے ہیں۔ ان میں دوسرا  
یہ ہے کہ مرد کا عورت کے بچے ہونے پانی سے وضو کرنا مکروہ  
اور اس کا عکس بھی مکروہ ہے اور تیسرا یہ ہے کہ عورت کا چاہو  
مرد کے لیے مکروہ ہے اور اس کے عکس میں رخصت ہے اور  
پانچواں یہ ہے کہ دونوں کے بچے ہونے پانی میں کچھ حرج نہیں

اور کسی پر شہرہ کے فقہاء ہیں اور ملقط اس سے خلاف ثابت ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)  
(۱۲) اس کنز یا حرم کا پانی جس سے بچے عورتیں گوار جہاں فساد ہر طرح کے لوگ اپنے بیٹے کیجے

شرح مشکوۃ ابن حجر نے ایضا سے سمعات الشیخ باب فی الخائب الممارات، عبدالباقی ۱۳/۲  
سے عمدة القاری باب وضو الرجل مع امرأۃ مصر ۵/۳



(۱۴) ہنود و غیر جم کفار کے گزروں یا برتنوں کا پانی اس سے طہارت ہو سکتی ہے جب تک نجاست معلوم نہ ہو مگر کراہت رس ہے گی جب تک طہارت نہ معلوم ہو کہ وہ منظر ہرگز نہ نجاست میں عیسیٰ شریح بخاری میں زیر اثر توفیاً سرری اللہ تعالیٰ عنہ من بیت نصرائیة (حضرت عمرؓ نے ایک نصرائی عورت کے گھر سے وضو کیا۔ ت) فرمایا

الذی یدل هذا الاثر جاز استغالی میاھم  
ولکن یکرہ استئصال ادانیہم و شیا بھرم  
فیہ اھل الکتاب و غیرہم وقال الشافعیۃ  
فان یتقن طہارۃ تھا فلا کراہۃ ولا فعل فیہا  
خلافا و اذا تطهر من انا کا فرد یتیقن  
طہارۃ تک ولا نجاستہ فان کا من قوم کا  
یتدینون یا استغالیہا صحت طہارۃ قطعاً  
والا وجہاں اصحہما الصیۃ و من کا ب  
لایری یا سابع الا و اصل و الثوری ابو حنیفۃ  
والثقی و اصحابہما وقال ابن ابی العزیز  
لا اھل احد اکرہہ الا احمد و ابن  
اسحق قلت و تبعہما اھل الظاہر اختلاف  
قول مالک فی المذمومۃ لا یتوضوہ بمسوس  
النصرانی ولا بآذ خلیدہ فیہ و فی  
العتبیۃ لاجاز و مسوق و کرحہ اخری

نے اس کو مکروہ بھی ہوسا اسے احمد اور ابن اسحاق کے، میں کہتا ہوں اہل ظاہر نے ان دونوں کی متابعت کی اور مالک کے قول میں اختلاف پایا جاتا ہے، بدقت میں ہے نصرائی کے جھوٹے سے اور اُس پانی سے جس میں اُس نے اپنا ہاتھ ڈالا ہر وضو نہ کیا جائے، اور عقیبہ میں ایک قول جواز کا ہے اور ایک کراہت کا۔

اقول افادکوا هذه التحريم لمقابلة  
بالاجازة وهي محصل قول احمد والحق  
ولفی ابیاس مرجعه الى خلاف الاولى وقد  
بیا المسألة بالسطر صاهما في فتاونا  
ہم نے اس مسئلہ کو نسبت اس مقام کے اپنے فتاویٰ میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ت)

نیز میں ہے  
یکره الاکل والشرب فی اواني المشرکین  
قل الفصل لا ینال العالیب الظاهر من حال  
اور انہم الخیاسۃ  
مشرکین کے برتنوں میں دھونے سے پیٹے  
کھانا چننا مکروہ ہے کیونکہ ان کے برتن بظاہر ناپاک  
ہوتے ہیں۔ (ت)

(۱۵) جس پانی میں بچہ نہ دے یا توں ڈال دیا یہاں بھی وہی حکم ہے کہ قابل طہارت ہے جب تک  
نجاست پر یقین نہ ہو مگر اولیٰ اعتراض ہے جب تک طہارت پر یقین نہ ہو۔ ہندیہ میں ہے

اذا دخل العسی یدہ فی کوز ماء او  
رجله فان علم ان یدہ طاهرة یقین بچہ  
لتوضوہ وان کان لا یعلم انها طاهرة  
او نجسة فالستحب ان يتوضأ لغير  
ومع هذا لو توضأ اجراً کذا فی المحيط  
بچے نے پانی کے کوزے میں اگر ہاتھ یا پیر  
ڈال کر نہ دے یہ معلوم ہے کہ اس کا ہاتھ یا  
پیر پاک ہے کہ اس سے وضو جائز ہے اور اگر معلوم  
نہیں کہ وہ پاک ہے یا ناپاک، تو مستحب یہ ہے  
کہ دوسرے پانی سے وضو کیا جائے، لیکن اگر وضو  
کر ہی یا تو جائز ہے کذا فی المحيط۔ (ت)

مسئلہ  
(۱۶) یوں ہی جس میں مشکوک چیز اگر بھی حتیٰ کہ بچے کے نہانے کی روٹی جبکہ نجاست معلوم نہ ہو مگر  
کراست ہے کہ مظہر زیارہ ہے، جو اہر الفتاویٰ باب اول فتاویٰ امام دکن الدین ابراہیم فصل کرمانی  
میں ہے

قطعة قطن من فرامش عسی وقعت سے  
بئز ولا یدری انها نجسة ام طاهرة  
بچے کے بچونے سے روٹی کا ایک ٹکڑا کنوئیں میں گر گیا  
اور یہ معلوم نہیں کہ یہ پاک ہے یا ناپاک، تو محض شک

قال لا يحكم نكوها بحصة بالمشك والاحتياط  
ولو احتيط ونزح كان أولى.

اور احتمال کی بنا پر اس کی نجاست کا حکم نہیں  
دیا جائے گا اور اگر احتیاط سے کام لیا جائے اور

تمام پانی نکال دیا جائے تو بہتر ہے۔ (ت)

(۱۷) وہ پانی جس میں استعمال چوتا کر گیا جبکہ نجاست نہ معلوم ہو یہاں پر بھی وہی حکم ہے تاکہ رخصت نہ

پھر طریقہ و حدیث میں ہے۔

امام بخاری سے ایسے کنویں کی بابت دریافت کیا گیا جس

میں ایسا موزہ (ہلکا جوتا) پایا گیا جسے پس کر عام

راستوں پر چلا جاتا ہے، اور یہ معلوم نہیں کہ وہ کب

گرا ہے، اور اس پر بظاہر نجاست کا اثر بھی نہیں

تو کیا کنواں ناپاک ہے، آپ نے فرمایا: نہیں (ت)

(۱۸) شکاری پر دونوں اور حشرات الارض اور چھوٹی ہوئی مرغی کا جھوٹا جبکہ طہارت

یا نجاست پر یقین نہ ہو یہ اُس وقت مکروہ ہے جبکہ دوسرا صاف پانی موجود ہو۔ قد بدینا فی فتاویٰ

(ہمارے فتاویٰ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ت)

(۲۲) اُس جا تو رکھا جھوٹا جس میں غری سائل نہیں جیسے بچہ وغیرہ اس میں کراہت بھی نہیں۔ در مختار

میں ہے۔

اس پر ذرا کھڑا جس میں خون سائل نہیں ہوا کہ ہتھ

پاک اور پاک کرنے والا ہے۔ (ت)

(۲۳) عرض کا پانی جس میں بدبو آتی ہو جبکہ اس کی نجاست کا وجہ سے ہونا معلوم نہ ہو۔ خانیہ

میں ہے۔

بڑے عرض میں اگر بدبو ہو تو بھی اس سے وضو جائز

ہے بشرطیکہ اس میں نجاست معلوم نہ ہو کیونکہ

سئل الامام الفخندى عن مكية وهي

البصرة وجد فيها خف اى فصل قلبس و

يمشي بها صاحبها في الطرقات لا يدرك

متى وقع فيها وليس عليه اثر النجاسة

هل يحكم بنجاسة الماء قال لا انه مخلصا

(۱۸) شکاری پر دونوں اور حشرات الارض اور چھوٹی ہوئی مرغی کا جھوٹا جبکہ طہارت

یا نجاست پر یقین نہ ہو یہ اُس وقت مکروہ ہے جبکہ دوسرا صاف پانی موجود ہو۔ قد بدینا فی فتاویٰ

(ہمارے فتاویٰ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ت)

(۲۲) اُس جا تو رکھا جھوٹا جس میں غری سائل نہیں جیسے بچہ وغیرہ اس میں کراہت بھی نہیں۔ در مختار

میں ہے۔

اس پر ذرا کھڑا جس میں خون سائل نہیں ہوا کہ ہتھ

پاک اور پاک کرنے والا ہے۔ (ت)

(۲۳) عرض کا پانی جس میں بدبو آتی ہو جبکہ اس کی نجاست کا وجہ سے ہونا معلوم نہ ہو۔ خانیہ

میں ہے۔

بڑے عرض میں اگر بدبو ہو تو بھی اس سے وضو جائز

ہے بشرطیکہ اس میں نجاست معلوم نہ ہو کیونکہ

منہ بواہر الفتاویٰ

منہ حدیث نذیر صفحہ ثانی من المصنفین

نوریدہ تصویر فیصل آباد

۶۴۲/۲

منہ الدر المختار فی البئر

مجتبائی دہلی

۴۰/۱

قد يكون بطول المكث

پانی کے ٹھہرے رہنے کی وجہ سے بھی کبھی بدبو پیدا  
ہو جاتی ہے (ت)

اقول وكذا الصغير واما قيد

بالكبير لاجل في مصاء ان الكبير اذا  
تغير احد اوصافه بنجس ينجس فالحوض  
لكبير المنتن قد يتوقاء الموسوس توهم  
ان يفتنه بالنجس فاخذه انه دم لا يعتبر  
كرسكنا ہے کہ شاید اس کی بدبو نجاست کے باعث  
نہیں ہے۔ (ت)

(۲۴) مولیٰ کریم روف یم عز وجل لہ اپنے حبیب اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کریمہ  
کے صفہ میں اپنے غضب سے دونوں جہان میں بچاتے ہیں جیسی پرچیاں۔ اللہ عز وجل اس کے کرم و کرم و کرم و کرم  
کا پانی کو اس کا استعمال کھانے پینے طہارت و شے میں مکروہ ہے تو اس کی مٹی سے تیمم یا زمین تمرد کا  
وہ گناہ جس سے ناقہ صارع علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی چتا اس کا پانی مستثنیٰ ہے اصحاب میں ہے صحابہ کرام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم زمین تمرد پر اترے وہاں کے کنوئیں  
پانی بھر اس سے آٹے گندھے، حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پانی پینے تک دس اور آٹا اونٹوں کو  
کھلا دیں چاہے ناقہ سے پانی لیں۔ رد المحتار میں ہے۔

ينبغي كراهية التطهير ايضا اخذ  
مصا ذكرناه وان لمرارة لا احد من ائمتنا  
يعا، و تراب من كل ارض غضب عليها  
الا بئر الناقة بمرض شؤد وقد صرح  
الشافعية بكراهيته ولا يباح عند  
احمد ثم نقل الحديث عن شيوخ المنتهى  
الحنبلي وانه قال طاهر من الطهارة

جس زمین پر بھی غضب نازل ہوا ہو اس کے  
پانی اور مٹی سے طہارت حاصل کرنا مکروہ ہوتا ہے  
سوائے ناقہ کے کنوئیں کے جو زمین تمرد میں پایا جاتا  
ہے۔ یہ بات اس تحقیق سے معلوم ہوتی ہے جو  
ہم نے ذکر کی ہے، اگرچہ میری نظر سے نہیں  
گزرے کہ ہمارے ائمہ میں سے کسی نے یہ بات  
کہی ہو، البتہ شافعیہ نے اس کے مکروہ ہونے کی





اد تزوج ماء یثوس جبل بغیر اذنه حتی  
یہبت لاشی علیہا حب الیثو  
غیر مالک للماء

اگر کسی شخص کے کنوئیں کا پانی اس کی اجازت  
کے بغیر نکالا اور اتنا نکالا کہ وہ کنواں خشک ہو گیا  
تو اس شخص پر کوئی ضمان نہیں کیونکہ وہ شخص پانی  
کا مالک نہیں۔ (ت)

اُسی میں ذخیرہ ہے،

الماء قبل الاخر انہ بالادانی لا یصلک  
فقد اُلغى مالک بملوک لغیرہ

پانی کو جب تک برتنوں میں نہ بھریا جائے  
بلکہ ثابت نہیں ہوتی ہے، تو اس نے وہ چیز  
تحفہ کی ہے جو فکر کی ملک نہیں۔ (ت)

اُسی میں درخت آرتے ہے،

الماء تحت الارض لا یصلک

زمین کے نیچے جو پانی ہے اس پر کسی کی ملک نہیں۔ (ت)

اسی طرح کتب کثیرہ میں ہے،

اقول والصبرة للمنقل وان تحت  
لیجربعا للفتح لورہ کون ماء یہر ملک  
لمعا فرنا علی احد قولین فی الکلا۔

میں کہتا ہوں اعتبار منقول کو ہے، اگرچہ  
بحرے اس پر نتیجہ لیا بہت میں بحث کی ہے،  
اور فرمایا ہے کہ جس نے کنواں کھودا ہے پانی بھی اسی  
کی ملکیت میں ہے اس بنا پر لگھا س میں بھی ایک قول یہی ہے۔ (ت)

اقول وقد کان یخالغ عندہ  
نظر الی ان من نصب شبکة لیتعلق بہا  
صيد ملکہ لا لو نصبها للتحفات تصویر و غیرہ  
وان من وضع ماء لجسم ماء المطر  
ملکہ اما الماء یضم و لذلك واجتسمہ  
الماء لمن رافہ غیریة وغیرہا

میں کہتا ہوں میرے دل میں یہ ظہان تھا کہ جس  
شخص نے جالی لگایا کہ اس میں کوئی شکار پھنس جائے  
تو شکار اسی کی ملکیت ہر گا بشرطیکہ اس نے  
جالی خشک کرنے کیلئے نہ لگایا ہو، تنویر وغیرہ۔ اور  
اگر کسی شخص نے برتن رکھا کہ اس میں بارش کا پانی  
جمع ہو جائے، پھر پانی جمع ہو تو وہ اسی کی ملکیت ہے۔

|       |                   |                   |                 |
|-------|-------------------|-------------------|-----------------|
| ۱۸۶/۲ | بیروت             | مسائل الشرب       | لہ فتاویٰ خیریہ |
| ۳۱۷/۵ | مصطفیٰ البابی مصر | فصل الشرب         | لہ رد المحتار   |
| ۳۰۸/۵ | -                 | کتاب احیاء الموات | لہ رد المحتار   |

وظہر الجواب بحدودہ تعالیٰ ان مسئلہ  
المباح بالاستیلاء والاستیلاء بالاحرام  
وقدم فی الشبکہ والاکادم خلافت البئر  
ففی ش عن جامع الرموز ملاد الدلو من  
البئر لم یعدہ من رأسھا لم یسلکہ  
عبدالشیخین اذ الاحرام جعل الشئ فی  
موضع حصین ثم اقام ما بعثه الفتنہ  
فقد اجاب عنہ فی النہر فراجع ثم  
من البیع الفاسد مسئلۃ بیع المراءۃ  
اس کی حکم میں نہ ہو گا یہ شیخی کے نزدیک ہے، کیونکہ اگر از کسی چیز کو محفوظ رکھنے کو کہا جاتا ہے  
وہ جو بحث میں ہے تو اس کا جواب نہر میں ہے اس مسئلہ میں یہ فاسد کا اب تحت مسئلہ چرکا ہوں  
کے بچے شئ میں ملاحظہ کیجئے دت

اقول ویؤیدہ ما فی المسدیت  
عن البیہوط ما ائنتہ صاحب الارض  
بان سقی ارضہ وکوبھا لبیت فیہا  
الحشیش لدوابہ فہو حق بدلت و  
لیس لاحد ان یعتقہ لشیء صد الا ہرطاً  
لامہ کسبہ و نکب للمکتسبہ فلا  
یقاس علیہ ما استرقانہ لیس من کسب  
خارج انما ینفع فیہ مضم الحجاب  
کاقتصاد قال تعالیٰ العزائم اللہ  
انزل من السماء ماء فسلکہ ینامیم فی

جب تو پانی جمع ہونے کیلئے نہر کا ہر اور پانی جمع ہو گا تو وہ پانی  
اس کی ملکیت میں ہو گا جس نے اٹھایا وغیرہ  
وغیرہ۔ اور یہ جواب معلوم ہوا کہ مباح حبس پر  
ملکیت استیلاء اور غلبہ سے ہوتی ہے اور استیلاء  
اس چیز کو قبضہ میں لے لینے سے ہوتی ہے، اور  
یہ چیز جال اور برتن کی شکل میں تو پانی جاتی ہے  
لیکن کنویں کی صورت میں نہیں شئ میں جامع الرموز  
سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے کنویں سے دلی  
بہر لیکن اس کو کنویں کے منہ سے دیر نہ کیا تو وہ  
اس کی ملکیت میں ہے، کیونکہ اگر از کسی چیز کو محفوظ رکھنے کو کہا جاتا ہے  
وہ جو بحث میں ہے تو اس کا جواب نہر میں ہے اس مسئلہ میں یہ فاسد کا اب تحت مسئلہ چرکا ہوں

میں لکھا ہوں اس کی تائید ہندیہ کے اُمرح لہ  
سے ہوتی ہے جو انہوں نے بسوط سے نقل کیا ہے  
حوالہ یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنی زمین میں ہا نروں  
کو کھلانے کے لئے گھاس لگائی تو وہ اسی کی ہے اور  
کوئی شخص اُس سے اس کی مرضی کے بغیر استفادہ  
نہیں کر سکتا ہے کیونکہ وہ اس کی کمائی ہے اور  
ہر شخص کی کمائی اسی کی ہوتی ہے اور اگر اس پر  
کنویں کے پانی کو قیاس نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ پانی  
کنویں کے کھونٹے والے کی کمائی نہیں ہے اُس نے  
تو صرف اتنا کام کیا کہ پانی پر جو حجاب تھا وہ رفع کر دیا

الارضين وتقرير الامة في ميا والعدد والله تعالى اعلم۔ جیسے قصہ کے محل میں ہوتا ہے فرما ہی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ ہی نے آسمان سے پانی نازل فرمایا۔

تو اللہ تعالیٰ نے سس کو چشموں میں جاری کر دیا۔ اس آیت کی تقریر در کے باب المیاء میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲۷) یہ سس کسی کا برتن صحن میں تھا مینہ برسا برتن بھر گیا، پانی بھی اسی کی ملک نہ ہوا اپنی اصل اجابت پر باقی ہے اگرچہ برتن اور مکان اس کی ملک ہے جو اس پانی کو لے لے وہی اس کا ملک ہو جائے گا اگرچہ برتن کا ملک منع کرتا ہے ہاں اس کے برتن کا استعمال بے اجازت جائز نہ ہو گا۔

(۲۸) اگر اس نے برتن اسی نیت سے دکھا تھا کہ آب باران اس میں جمع ہو تو اب وہ پانی جس کی ملک ہے دوسرے کو بے اس کی اجازت بھیج کے حرام ہے ہاں طہارت یوں بھی ہو جائے گی گناہ کے ساتھ عا دے کجی پھر ہمدیہ میں ہے۔

وصحہ طست علی سطح ما حتمہ فیہ ماء کسی شخص نے چمت پر پانی کا طشت رکھا تو اس میں المطرفہ، مرجل و سرفہ ذلک متناہی عن ان وضع صاحب الطست لبدنہ طشت اٹھا لیا، تو اگر طشت کے مالک نے یہ طشت فہولہ لامہ احمر و د ن ہو یصلہ بدنہ فہو بدراہ لانه مباح غیر محذور ہے۔ کسی شخص نے چمت پر پانی کا طشت رکھا تو اس میں بارش کا پانی جمع ہو گیا، اب ایک شخص لے کر وہ طشت اٹھا لیا، تو اگر طشت کے مالک نے یہ طشت ی تہدب رکھا تھا تو وہ مالک کا ہی ہے اور اگر اس نے یوں ہی رکھ دیا تھا تو جس نے طشت اٹھا لیا پانی اسی کا ہوا کیونکہ ارازا کا فعل اس کی طرف غصوب ہو گا۔

(۲۹) سس جو پینے کے لئے لگائی تھی ہر اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے وضو غسل اگرچہ صحیح ہو جائیں گے جائز نہیں یہاں تک کہ اگر اس کے سوا اور پانی نہ ملے اور اسے وضو یا غسل کی حاجت ہے تو تیمم کو اس سے طہارت نہیں کر سکتا۔

اقول مگر جبکہ مالک آب کی اجازت مطلقاً یا اس شخص خاص کے لیے صراحتاً خواہ دلالتاً بت ہو صراحتاً یہ کہ اس نے یہی کہہ کر سبیل لگائی ہو کہ جو چاہے پئے وضو کرے نہائے، اور اگر قطعاً پئے اور وضو کے لیے کہا تو اس سے غسل روا نہ ہو گا اور خاص اس شخص کے لیے یوں کہ سبیل تو پینے ہی کو لگائی مگر اسے اس سے وضو یا غسل کی اجازت ہو دیا اس کے سوال پر دے دی اور دلالت یوں کہ لوگ اس سے وضو کرتے ہیں اور وہ منع نہیں

کرتا یا ستقایہ قدیم ہے اور ہمیشہ سے یوں رہتا چلا آیا ہے یا پانی اس درجہ کثیر ہے جس سے ظاہر ہے کہ عرف پینے کو نہیں مگر جبکہ ثابت ہو کہ اگرچہ کثیر سے عرف پینے کی اجازت دی ہے فان الصریح یعوق الدلالة رکیز کہ صریحت کو درستہ پر وقت حاسر ہے۔ ت) اور شخص خاص کے لیے یوں کر اس میں اور مالک آب میں کمال انسداد و اتکا ہے یہ اس کے ایسے مال میں جیسا چاہے تصرف کرے اسے مانگا اور نہیں ترنا

لان المحروف كالشروط كسأهو معروف في  
مسائل لا تهم في الهدية عن السراج  
وہ ۱۳ ان كان بينهما انساط يسب ۷  
الانفلا  
کیونکہ معروف مشروط کی طرح ہے اور یہ چیز بے شمار  
مسائل میں ہے، اور ہندیہ میں سراج الوہاج ہے  
کہ اگر ان دونوں کے درمیان بے کلفتی کا رشتہ ہو  
قدیر ہمارے ہے ورنہ نہیں۔ (ت)

عبط و تیس و ذوالحیرہ و حیرہ و زمرہ و زمرہ  
واللفظ له الماء المسيل في الصلاة لا يمنع  
التيمم مانو یکن کثیرا فیعلم انه للوضوء  
ایضا قال ویشرب ما للوضوء  
روایت میں ہے

قوله المسيل اعى الموضوع في  
الحجاب لا بناء المسيل قوله لا يمنع التيمم  
لانه لم يوضع للوضوء بل للشرب فلا يجوز  
الوضوء به وان صرح قوله مانو یکن کثیرا  
قال في شرح العمدة لا في الاعتقاد المعروف  
لا بالکثرة الا اذا اشتبهت کلامه  
ان کا قول مسل ایس وہ پانی جو مشکوں میں بوسوں  
کے لیے، ان کا قول لا یمنع التیمم کیونکہ وہ  
وضو کے لیے نہیں رکھا گیا ہے بل پینے کے لیے ہے تو  
اس سے وضو کرنا جائز نہیں اگرچہ صحیح ہے ان کا قول  
مانو یکن کثیرا، شرح فقہ میں ہے بہتر یہ ہے  
کہ اعتبار عرف کا ہے نہ کہ کثرہ بلکہ، مگر جب مشتبہ ہو  
احکام کشش۔ (ت)

اقول وامت تعلم ان هذا هو العتیر  
میں نہ ہوں جو کچھ فقیر نے ذکر کیا ہے

لے سراج الوہاج

۱/۵۵

مجتبائی دہلی

باب التیمم

۱/۵۵

۱/۵۵

مصر

باب التیمم

۱/۵۵

اجمع واستعمل وانفع واحسن

وہ جامع مانے، پر دمعیہ اور مکمل ہے۔ (ت)

تبیہ، یہ جو شخص خاص کی اجازت صراحتاً خواہ ولائہ ہم نے ذکر کی اس حالت میں ہے کہ پانی وقت اجازت بھی اجازت دہندہ کی ملک ہو اور اگر وقف کا پانی ہے تو اس میں نہ کسی کو تغیر کا اختیار نہ کسی کی اجازت کا اعتبار، فی البحر ثم الدوم من الوضوء مكرهه الا سرفا  
 ميه لو بقاء النهر والمسلوك له اجماعا  
 لموقوف على من يتصرف به ومعه من  
 لمعاسر من فحرام الله وفي ش من الخلية  
 لانه انما يوقف ويساق لمن يتوضوء الوضوء  
 الشرعي ولم يقصد اياها الغيرة ذلك الله  
 وفي ط تحت عبارة الدوم السابقة قوله  
 المسبل اي الموقوف الذي يوصيه محلي  
 انفس قوله ما لم يكن كشر محل ذلك  
 عند عدم التيقن بانه للمشروب اما ان  
 تيقن انه للشرب فيحرم الوضوء لا يثبت  
 شرط الواقف كنفس الشارح قوله وشرب  
 ما للوضوء ظاهره وامثله لم يكن للوضوء  
 وفيه انه يلزم مخالفة شرط الواقف  
 اه و اشارش الى الجواب عن هذا بقوله  
 كان الفرقان الشرب اهم لانه لاجياء  
 النفوس بخلاف الوضوء لان له بدلا ياذن  
 صاحبه بالشرب منه عادة اه

وہ جامع مانے، پر دمعیہ اور مکمل ہے۔ (ت)

تبیہ، یہ جو شخص خاص کی اجازت صراحتاً خواہ ولائہ ہم نے ذکر کی اس حالت میں ہے کہ پانی وقت اجازت بھی اجازت دہندہ کی ملک ہو اور اگر وقف کا پانی ہے تو اس میں نہ کسی کو تغیر کا اختیار نہ کسی کی اجازت کا اعتبار،

بحر اور ذکر کے باب الوضوء میں ہے وضوء میں پانی کا اسراف مکروہ ہے خواہ نہر کا پانی ہو یا اپنا طلوک پانی ہو، اور جو پانی پاکی حاصل کرے والوں کے لیے وقف ہو تاکہ جس میں اس کا پانی بھی مشعل ہے، اس کا اسراف حرام ہے اور اس میں حلیہ سے منقول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی انہی لوگوں کے لیے وقف ہے جو شرعی وضوء کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کے لیے مباح نہیں ہے اور ط میں در کی سابقہ عبارت کے تحت فرمایا، سبل، وہ پانی جو استر میں وقف رکھا جاتا ہے اور اسکے قول حالہ یکن کثیرا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب یہ یقین نہ ہو کہ یہ پینے کے لیے ہے، اگر یہ یقین ہو کہ یہ پینے کے لیے ہے تو اس سے وضوء حرام ہے کیونکہ شرط واقف نفس شارب کی طرف ہوتی ہے۔ اور ان کا قول شرب حال وضوء کا بنا ہر یہ مفہوم ہے کہ اگرچہ وہ پانی ضرورت کے لیے نہ ہو، اور اس میں یہ قباحت ہے کہ اس میں شرط واقف کی مخالفت ہے اور اس میں حلیہ سے اس کے جواب کی طرف اشارہ کیلئے فرمایا، غایا اس میں

|       |                   |                    |                |
|-------|-------------------|--------------------|----------------|
| ۲۴/۱  | مجتہدین دہلی      | لہ الدر المختار    | مکروہات الوضوء |
| ۹۸/۱  | مصطفیٰ البانی مصر | لہ رد المحتار      | •              |
| ۱۲۲/۱ | بیروت             | لہ لمطالع علی الدر | باب التیمم     |
| ۱۸۵/۱ | مصطفیٰ البانی مصر | لہ رد المحتار      | •              |

وق یہ ہے کہ پانی کا پینا، ہم ہے کیونکہ اس میں زندگی بچا رہا ہے جبکہ وضو میں یہ چیز نہیں کیونکہ وضو کا قبضہ اس پر آتا ہے اس لیے ہاں تک عام طور پر پینے کی اجازت دے دیتا ہے (۱)۔

اقول ای یكون ذلك منوياً عند  
الوقت بحكم العادة فلا يلزم خلاف الشرط  
وليس المراد حدوث الاذن الآن كما وجهه  
تعبیر یا ذن فان الوقت اذا تم خروج عن ملكه  
فلا يعمل فيه اذنه كما هو ظاهر لكن ههنا  
تحقیق شرط للعید الضعیف فی بحث صحیح  
وقت الماء لا بد من التنبه له قال فی التنبیه  
والدر (و) صحح وقت كل (مسقول) قصدا  
(فيه تعامل) بالناس (كفأس وقد و) علی  
(و) (و) (هم و) (دنانیر) و (مکیل و) (موس و) (د)  
فیباع ویدفع شبه مضاربة او تصاعده  
فصلی هذا هو وقت كرا علی شرط ان یقرضه  
لمن لا یدرس له لیقرضه لنفسه فادرك  
احد مقداره ثم اقرضه لصیغه و هكك، حاذ  
خلاصة و فيها وقت بقرعة علی ان ما خرج  
من البتة او سميها طعنة و ان اعتادوا  
ذلك سجدت ان یجوز (وقدر و جارة)  
و ثیابها و مصحف و كت لا ان التعامل  
یترك به انقیاساً اه قال فی قال لزمی  
لكن فی المحققا مسقول فيه تعامل فظن

میں کہتا ہوں، یعنی یہ چیز مادۃً وقت کے قبضہ  
نیت میں ہوتی ہے تو ایسی صورت میں شرط واقف  
کی خلاف ورزی لازم نہ آئے گی۔ یہ مراد نہیں کہ  
اب اجازت دی ہے، جیسا کہ "یا ذن" کے مفسرین  
سے ظاہر ہے، کیونکہ وقت جب مکمل ہو جاتا ہے تو  
حکم واقف سے نکل جاتا ہے تو اس کی اجازت کا  
کوئی اثر نہ ہوگا، جیسا کہ ظاہر ہے میں نے پانی کے  
وقت کے سلسلہ میں ایک تحقیق کی ہے، اس کا پانا  
خود ہی ہے، تکراراً، میں فرمایا (۱) اور صحیح ہے  
وقت ہر مسقول کا، قصدا جس میں لوگوں کا تعامل ہو  
(جیسے پھاؤ ڈاؤ رکھاری، بلکہ (درہم و دنانیر کا)  
اور ناپ تول والی چیز کا، تو اس کو بچا جائے گا اور  
اس کی قیمت بطور مضاربہ دی جائے گی یا بطور  
سامان۔ اس ناپ پر اگر کسی شخص نے ایک پوری قلم  
اسی شرط پر وقف کیا کہ یہ ایک ایسے شخص کو قرض  
دیا جائے جو اپنے لیے کاشت کرتا ہو اور جب اس کی  
کھیتی پک جائے تو اس سے یہ مقدار واپس لے لی جائے  
اور کسی دوسرے کو قرض دے دیا جائے اور یہ  
سلسلہ اسی طرح جاری ہے تو یہ جائز ہے خلاصہ  
اسی کتاب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک گائے

اس شرط پر وقت کی کہ اس کا دودھ اور گھی فقراء کے استعمال میں لایا جائے، تو اگر یہ چیز ان کی معرفت یہاں تو امید ہے کہ جائز ہے (دیکھا اور جوازہ کی پراپتی اور جوازہ کی پادریں اور مصحف اور کتابیں، کیونکہ تعامل کے مقابہ میں قیاس کو ترک کر دیا جاتا ہے اور شش نے کہا کہ رمی نے فرمایا اس کو منقول سے طے میں جس میں تعامل لہذا قراض ہے کہ اس کے عین کے باقی رہتے ہوئے اس سے انتفاع نہیں ہوتا ہے اور گائے کا مسئلہ جس سے تنج میں شل کیا ہے ماقابل تسلیم ہے، کیونکہ اس کے دودھ اور گھی سے گائے کو باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جاتا ہے ۱۱ میں نکلا ہوں وراہم متین کراہنے سے متین میں رہتے ہیں، تو ان کو باقی رکھتے ہوئے اگرچہ ان سے نفع حاصل کرنا ممکن نہیں، لیکن ان کا بدل ان کے تمام مقدار ہے کیونکہ یہ خود متین نہیں، تو گویا کہ یہ باقی ہیں۔ پھر نفع سے خلاصہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ نصاریٰ جو اصحاب زفر سے تھے ان سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص نے وراہم یا کیلی یا وزنی چیر وقص کی تو کیا جائز ہے، تو اسوں نے فرمایا: ہاں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ اس کی شکل کیا ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا وراہم مصابہت پر کسی کو دے دے پھر ان کو اس مقصد پر خرچ کرتا رہے جس کے لیے ان کو صدق کیا گیا تھا۔ میں نے ان کی بیان کردہ نص

اذہی مما لا ینتفع بہا مع بقاء عینہا وما استند بہ فی المنع فی مسألة البقرة ممنوع ببقائها اذ ینتفع بلبنہا وسمہا مع بقاء عینہا وقلت ان الدر احم لا یتعین بالتعین فہی والکات لا یمتص بہا مع بقاء عینہا لکن بدسہا قائم مقامہا لعدم تعینہا کما ہا باقیة ثم قال عن المعتہ عن الخلاصة عن الانصار سے وکان من اصحاب نمر بن منہ وقت الدر احم وکیال او یوزن ایحور قال نعم قیل وکیف قال یدفع الدر احم مضاربة ثم یتصدق بہا فی لوجه المدی وقف اھور یتوکت عینہ ما نصہ اقول هذا یتعین من دھلاصہ الرملی لمنہ وقف الدر احم وجواب المسئلة بانہا لا یتعین مکانہا باقیة بمقدار بدلہا وما ذکرہ الامام الانصار سے وبقیہ فی الخلاصة والعقہ والدر وکیل من ادساک الغرض من طریق الابقاء فی الدر احم و المکیل والموزون وما مر (ای فی تراجم الحار) من ان الثابید معنی شرط حیوة الوقف بالاتفاق علی الصحیح وقد نص علیہ محققو المشایخ حکم ذلك یفنی بامان الماء المسبل لا یکون وقفا لعدم امکان



لا متع منه الا باسْتِهْدَاكِهِ فَيَكُونُ مِنَ  
 مَابِ الْاِلَاحَاةِ دُونَ اَوْقَافِ نَعْمِ السَّقَايَةِ .  
 تعمُودٌ وَقَعَهُ كَالنَّظَرِ مِصْرُ وَلَا يَقْبَلُ  
 اَنْ يَكُونَ السَّقَايَةُ الْمَوْقُوفَةُ بِصِيَرِ لِمَاءٍ وَقَعَا  
 سَعَاةً سَقَايَةً وَهُوَ جَائِزٌ وَعَاقِلٌ كَيْفَا تَقْدِمُ فِي  
 الشَّرْحِ وَذَلِكَ لِأَنَّ اَسْمَاءَهُ هُوَ الْمَقْصُودُ بِالسَّقَايَةِ  
 وَهِيَ تَبَعٌ فَلَا يَعْكُسُ الْأَمْرُ وَلَا يَشَى تَحْدِيدُ  
 السَّقَايَةِ وَقَعَا مَقْصُودًا فَيَتَّبَعُهُ لِمَاءٌ مَعْلُومًا  
 نَهْنَهً تَبَعٌ تَعَمُّدًا فِيهَا دُونَ الْاَلَامِدِ الْاَلِ  
 اَلْمَعْدُومِ وَلَيْسَ اَسْمَاءُ مِمَّا لَا يَتَّعِي حَقًّا  
 يَجْعَلُ بَقَاءَ الْاَلَامِدِ بَقَاءً هَهُوَ الْمَقْصُودُ  
 نَظَرًا فِي هَذَا مَعْدُومًا فَتَعَادُلُ فِي فَصْلِ  
 فِي التَّصَرُّفِ فِي الصَّيَرِ وَالشَّيْءُ اَنْ يَكُونَ  
 اَلْمَقْدُومُ عَلَى اَخْلَاقِهِ مِلْ ذَلِكَ فِي الْمَعَاوِضَاتِ  
 لَمْ وَذَكَرَ تَفْصِيلًا وَقَمَّ فِيهِ خَلْفُهُ وَخَطُّ مَسْنُونِ  
 اَلْبَحْثِ نَهْنَهً عَلَيْهِ مِمَّا عُلِّقَتْ عَلَيْهِ وَ  
 قَالَ قَلْبُهُ فِي بَيْعِ اَلْعَدَدِ الدَّرَسِ هُمُ  
 وَابْدَانِ نِيَرَتَيْنِ فِي كَلَامَاتٍ وَ لِهَيْبَةٍ وَ  
 الصَّدَقَةِ وَالشَّرَكَةِ وَ اَلْمَصَارِفَةِ وَالْعَصْرِ  
 اَهُ فَاَوْقَفَ اَشْهُ شَيْءًا بِالصَّدَقَةِ بِلْ هُوَ  
 مِمَّا عَدَا الْاَلَامِدَ وَلَمْ يَهْرَ لِي وَاللَّهِ تَعَالَى  
 اَعْلَمُ اَسْمَاءَ الْمَقْدِينِ وَالْمَحَارَاتِ فَاَهْيَا

پر رکھی ہے اقول عدم تسلیم کی یہ علت درج ذیل ہے  
 کی ہے در اسم کے وقف کے وقوع ہونے کی بات  
 ہے اور محشی کا یہ جواب دینا کہ در اسم متعین نہیں ہوتے  
 تو اپنے بدل کے ماقی رہنے کی وجہ سے ماقی رہیں گے  
 اور جو اہم انصاری نے ذکر کیا در خلاصہ اور فتح اور  
 در اور بہت سی کتب میں اس کی متابعت کی گئی ہے  
 کہ کس طرح در ہم اور میکس و موزون باقی رہتے ہیں وہ  
 جوگزہ (یعنی در مختار میں) یعنی صحت وقف کے  
 شرائط میں سے اس کا ہمیشہ کے لیے ہونا ہے یہی  
 صحیح ہے اور اس پر اتفاق ہے اور محققین مشائخ  
 نے اس پر اصرار کیا ہے، اور اس تمام بحث کا  
 نتیجہ یہی ہے کہ سبیل ناپاکی وقف نہیں کیا جاسکتا  
 ہے، کیونکہ اس کے بغیر اس سے نفع حاصل  
 کرنا ممکن نہیں تو یہ اباحت قرار پائے گا کہ وقف  
 ہاں سقایہ جو عمارت ہوتی ہے اس کا وقف کرنا  
 متعارف ہو گیا ہے جیسا کہ پہلے ہوتا ہے تو یہ صحیح ہے  
 اور یہ میں کہا جائے گا کہ جب سقایہ وقف ہوا تو  
 پانی بھی اس کی ملکیت میں وقف ہو گیا، اور  
 اس پر اتفاق ہے جیسا کہ شرح میں گرا، کیونکہ  
 سقایہ میں مقصود تو پانی ہی ہے اور سقایہ تو پانی سے  
 تو معاہدہ برعکس نہیں کیا جائے گا، اور پھر سقایہ  
 کیونکہ وقف مقصود ہو سکتا ہے تاکہ پانی کی تابع ہو

خداہ اریں یہ تو اس پر تاہم جو بھی تو اسی قدر تابع ہوگا  
جو مستغایہ میں ہو جو ہے نکلا سیکرل جو بار بار لوٹ کر آئے  
ہیں اس کے تابع ہوں اور پانی لیس چیز نہیں  
جو متعین نہ ہو تاکہ بدل کے باقی رہے گو اس کے بقا  
قرار دیا جائے۔ مجھے اس عذر پر اعتراض ہے "ش"  
نے "تصرف فی لیسع وائمن" کی بحث میں فرمایا  
کہ نقد کا غیر متعین ہونا مطلق نہیں، یہ صرف معاوضہ  
میں ہے، لہذا پھر انہوں نے اس میں ایک تفصیل ذکر  
کی جس میں اقلین سے کچھ عید بحث ہوگئی، میں نے  
اس پر جو تعلیقات کی ہیں ان میں اس پر تبصرہ کی ہے  
اور اس سے قبل باب بیس فاسد میں فرمایا اور اس  
دوامیر الامانات، بہم، صدقہ، شکرۃ، مصاررہ اور  
مسبب ان میں روایت ہیں اور وقف صدقہ سے  
بہت مشابہ چیز ہے بلکہ امام کے نزدیک صدقہ ہی ہے  
میں محسوس کرتا ہوں (دانتہ تعان علم کہ سونا چاندی  
اور تجارتی معاملات شرعاً اور حساً نامی چیزیں ہیں  
تو ان کی بقاء ان کی نما کے باعث ہوگی کیوں کہ  
ان سے جو چیز متولد ہوتی ہے وہ یہی ہے، تو ان کی  
مالیہ اس درخت کی طرح ہوگی جو باقی رہتا ہے  
اور جو سو پر اس کا پھل آتا رہتا ہے اور جو بھی صورت  
ہو ہر حال اس پر پان کو قیاس نہیں کر سکتے ہیں۔  
اگر کسی بچے نے ایک حوض سے پانی کا ایک کوزہ بھر

شرعاً وحباً فقاوہا بما دھا اذھی اصل  
المتولد منه عشیه مالیه شجرة تنبی  
فتونی احکمها کل حین یادن مر بها وکیفھا  
کان لا یقاس علیھا الماء وقد علوا اذا  
ملا صبی کونرا من حوض ثم صبه فی  
لا یحل لاحد شربہ یا ان الصبی مطلق  
ما احذہ من ماء الحوض البیاح فاذا حید  
فیہ احتل منک بہ واما استعبدت  
کما فی الحدیقة الندیة الخریج العشرین  
من اوقات اللسان وغیر الیون من احکام  
لصیان والطحطاوی من فصل فی الشرب  
وفی هذا الکتاب اعنی ش من الفصل المذكور  
عن طعن الحموی عن الدراریة عن  
بد خیرة والمنیة وقد جعل احاء اص  
مباحا ولو کان وقفا لریملکة الصبی باخذ  
فی کونرا فان الوقف لا یملک وقد عرفه  
شمس الاثمة السرخسی بانہ حسن الملوک  
عن التمیك عن العید کہ کما فی من تحلات  
علة صیعة موقوفة علی الدراری فانهم  
یملکونھا عند ظهورها فمن مات منهم  
لعدا یورث عنه قسطة کما یأتی فی الکتاب  
فان الوقف ہی الصیعة وهذه نماوھا

پھر اس کو اس میں نہ مل دیا، تو اب اس عرض کا پانی کس کو پینا جائز نہیں اور اس کی علت فقہ دسے یہ بیان کی ہے نہ نہتے نے سراج عرض سے جو پانی پیا وہ پانی اس کی ملکیت میں آیا اور پھر اس پانی کو حسب اسی شخص میں ڈال دیا۔ اس کی ملک اس کے ساتھ محدود ہو گئی تو اب اس کا استعمال ممنوع ہو گیا، حدیقہ حیدر آفتاب اللہ بن عیسوی روح کا آخر، غزالیوں، پچوں کے احکام، قطاوی، فصل شرب اور اش میں مذکور فصل میں ط سے آخری سے درایہ سے ذخیر سے اور میر سے ہے کہ فقہائے سراج نے پانی کو سراج قرار دیا ہے اگر یہ پانی وقف ہوتا تو پھر اس کو کوزہ میں لیے سے اس کا مالک رہ جاتا، کیونکہ وقف یہ ملکیت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ جس سے ان کے مترسی نے وقف کی تعریف، سراج کی ہے کہ یہ ملک کو ملک سے روکن سے یہی غیر سراج مالک نہیں ہو سکتا ہے اور جیسا کہ شخص میں ہے، یہ اس کے خلاف ہے کہ کوئی شخص ذریت پر کسی زمین کی آمدنی وقف کرے، کیونکہ جب یہ آمدنی ظاہر ہوگی تو ذریت اس کی مالک ہو جائے گی، ذریت میں سے جو اس کے بعد وفات پائے گا اس کی میراث جاری ہوگی جیسا کہ کتاب میں ہے گا، کیونکہ وقف تو زمین ہے اور یہ اس کا شمار ہے۔

اگر یہ، اعتراض کی جائے کہ کتاب کے وضو کی بحث میں گرا ہے، اس وضو کے مکروہات میں صرف ہے کہ وقف زمین کا ہونا اس کا جواب ہے کہ اس سے مراد سبیل کا پانی ہے جو وقف ہو، جیسا کہ مدارس، سبب استغایات کا پانی جو ان کے اوقات کی آمدنی سے بھر جاتا ہے، کیونکہ اس پانی کا کوئی مالک نہیں اور اس کو قطعاً کسی جہت میں صرف کی جا سکتا ہے جو اس کے واقف نے اس کے لیے تعیین کی ہے، اور یہی وقف کا حکم ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ملک سے پانی کی سبیل بنائے تو وہ وقف نہ ہوگی، خواہ وہ مشکوں میں جو یا چھوٹے گھروں میں یا خوشنوع سفیریوں میں کیونکہ اس سے تو صرف اتنا مقصود ہے کہ پانی مالک کی ملک میں رہتے ہوئے لوگوں کے لیے سراج کر دیا جائے تو اس میں بچنے کے کوزہ کا ذکر مستند نہیں چلے گا، بچہ پر بھی ظاہر ہوا ہے اور مجھے امید ہے کہ یہی

فان قلت ایس قد تقدم فی وصو  
کتاب ما نصه مکروه الاسراف فی السیر  
ما مر بقله اقول وبالله التوفیق فصل  
البناء المسبل بماء الوقف کما ان البناء من  
الساجد والسقایات التي تشمل من اوقافها  
فان هذا الماء لا یسبک احد ولا یخوضه  
الا الى جهة عینها الواقف وهذا هو حکم  
الوقف أما الماء الذي یسبله السرد من  
منکة فلا یصیر وقفا سواء کان فی الحجاب  
او الجوار او الحیاض او السقایات انما عایتہ  
لا باحة یتصرف فیها الناس وهو علی منکة  
فلا تنافی فیہ مسألة کذا نص فی المذکورة  
هذا اما ظہری واما جوائز یكون هو الصواب  
بإذن الملک الوهاب باب وله الحمد وعلی  
حمیه الکریم والأولی والاخیاب، صلاة



اماء او الشربة لمن مع الضويح المختل  
بدعة محدثة لیسو بها تعزیه ملا یحود  
شریه لیسو هو وان جعلوه لمن مع الضويح  
انقلابی لویجتر لاهل ضریح عیرو و الله  
تعالی اعلم لا جرم ان قال فی متفرقات  
کر هیة الیزانیه حمل ماء النقایة الی  
اهله ان ما ذونا للحمل بحور والا لا آله و  
هذ عین حاکمات و الله الحمد۔

استفادہ کر سکیں گے جو اس پر وارد ہوں تو ایسے  
پانی کو گھر نہیں لے جایا جاسکتا ہے بلکہ اگر بطور خاص  
گزرنے والوں کے لیے ہے تو دوسرے و دہن  
والوں کو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا، چنانچہ بعض  
جاہل محرم کے حشرہ میں پانی یا دودھ کی سبیل تعزیر کے  
ساتھ گزرنے والوں کے لیے بطور خاص لگاتے ہیں  
یہ بدعت محدثہ ہے، اس کا استعمال دوسروں کو  
جائز نہیں بلکہ اگر ایک تعزیر کے لیے جائز ہے تو

دوسرے تعزیر کے شرکار کو اس کا استعمال جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ برازیہ میں ہے (متفرقات کراہیہ میں) (د) (د)  
بتذیہ کا پانی گھر والوں کے لیے لے جانا اگر اس کی اجازت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں طہارہ عین چن جو میں مذکور ہے  
(۳۱) سفر میں طہارت کو پانی پاس ہے مگر اس سے طہارت کرنا ہے تو آب یا بعد کر یہ یا اور کوئی مسلمان  
یا اس کا باور اگرچہ وہ گناہیں کا پانا جائز ہے یا سارہ جائے گایا آنا گنہ منے یا اتنی نجاست پاک کرنے کو  
جس سے مانع نماز نہ رہے پانی سے گناہیں پاک نہ ہوتی ہیں طہارت برہ ہو جائے گی منع ہے بلکہ  
اپنے یا دوسرے مسلمان کے ہلک کا خوف غالب ہو تو مسحت حرام ہے ان سب صورتوں میں تیمم کرے اور پانی محفوظ  
رکھے ہاں جائز رک پاس کے لیے اگر وضو یا غسل کا پانی کسی برتن میں رکھ سکتا ہے تو طہارت فرض ہے اور  
تیمم باطل۔

اقول یوں ہی اگر طہارت کسی طرح ممکن ہو کہ پانی مستعمل نہ ہونے پاس جس کا طریقہ پرنالے وغیرہ  
میں وضو کرنے کا ہم نے حسب الساحت میں بیان کیا تو احتراز مذکور سے کوئی حد درجہ تیمم نہ ہوگا اور طہارت فرض  
ہوگی کہاں کہنے۔ بحر اراق و درختا میں ہے

والسقط للدر (من غمر عن استعمال  
الما، الخوف عدو، وعطش) ولو لکلبه او  
رافیق نقاله حالاً او حالاً وکذا العجیبین  
او اسالة نجس وقید بن، لکمال عطش۔  
جہارت در کی ہے (جو شخص بوجہ خوف دشمن  
یا پیاس پانی کے استعمال سے عاجز ہو) نواہ ہے  
کئے یا رفیق قافلہ کے لیے، اب یا آئندہ، و اسی طرح  
آنا گنہ منے کے لیے یا نجاست دور کرنے کے لیے اور

دوا یہ بتعد رجعت العسالة بعد هذا الاثناء  
 (نیہت)۔  
 کہ محققان نہیں رکھ سکتا ہے (قرائسی صورتوں میں وہ تیم کرے)۔ (ت)  
 رد المحتار میں ہے :

قوله ولو لطلبه قيد في البصر و  
 النهي بطلب الماشية والمصيد و معناه  
 انه لو لم يكن كذلك لايعلق هذا الحكم و  
 الظاهر ان طلب الحراسة للمنزل مثلها  
 ط قوله او رفیق القافلة سواء كان رفيقه  
 الباطل له او احر من اهل القافلة باحد و  
 عطش دابة رفيقه كعطش دابته نرح قوله  
 حالا او مالا فطرف لعطش اوله و لرفيق  
 على القافلة كما قال ح اي الرفيق في  
 الحال او من سيحدث له قال سيد جند الغنى  
 فمن حذره ماء كثير في حريق الحب و  
 او غيره و في المركب من يحتاج اليه من  
 الفقر و يحوز به التيم بل ربما يقال اذا  
 تحقق احتياجهم يجب بذل له اليهم لاجل  
 مذهبهم قوله وكذا العجين فلو احتاج  
 اليه لاتخاذ الصرقة لارتيم لان حاجة  
 لطبخ دون حاجة العطش باحد قوله  
 او ماله نجس اي اكثر من قدر الدرهم  
 و في الفيف لرمعه ما يغسل بعض النجاسة

اس کا قول اور اگرچہ اپنے گتے کے لیے اس  
 گتے کو بخر و خر میں اس گتے سے مقید کیا گیا ہے  
 مویشی کی حفاظت یا شکار کے لیے رکھا گیا ہو اس کا  
 مطلب یہ ہوا کہ اگر ایسا نہ ہو تو اس کا یہ حکم ہوگا  
 اور ظاہر یہ ہے کہ گھر کی حفاظت کے لیے جو کچھ پالا  
 جائے اس کا بھی یہی حکم ہے تاہم اسکا قرین رفیق قافلہ  
 کے لیے عام ازیں کہ وہ اس کا اپنا  
 شریک رفیق ہو یا دوسرا ہو اہل قافلہ سے (بخر)  
 اور اس کے ساتھی کی سواری کے پیاسا نہ جانے  
 کا خطرہ ایسا ہی ہے جیسا کہ خود اس کی اپنی سواری  
 کے پیاسا نہ جانے کا خطرہ ہے (توج) اس کا  
 قول حالا او مالا، عطش کا ظرف ہے یا  
 اس کا اور رفیق کا بر سبیل تنازع ہے جیسا کہ  
 شرح نے فرمایا یعنی رفیق فی الحال یا من  
 سیحدث له عید المعنی نے فرمایا جس کے پاس  
 حاشیوں وغیرہ کے راستے میں نہانہ پانی ہو اور قافلہ  
 میں کوئی فقیر پانی کا ضرورت مند ہو تو اس کو تیم  
 جائز ہے بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر اس پانی کی  
 ضرورت واقعی اہل قافلہ کو ہو تو ان کی زندگیوں

لا يلزمه اذ قلت وينفق تفصيله بما اذا لم  
تبلغ اقل من قدر الدرهم فاذا كان في  
طرفي ثوبه نجاسة وكان اذا غسل احد  
الطرفين بقى ما في الطرف الاخر اقل من  
قدر الدرهم يلزمه الله.

جو ایک درہم سے زیادہ ہو، اور بعض میں ہے اگر اس شخص کے پاس اتنا پانی موجود ہو کہ کچھ نجاست کو دھو  
سکے گا تو دھونا درہم نہیں اور میں کہتا ہوں اس میں یہ قید لگانا چاہئے کہ یہ نجاست درہم سے کم رہے، تو اگر اس  
کے کپڑے کے دونوں جانب نجاست ہو، اور ایک طرف دھونے سے دوسری طرف باقی رہتی ہو، مگر یک درہم  
سے کم رہتی ہے تو اس کا درہم لازم ہے، یہ بات

### اقول ههنا ابعاث الاول كلب

حراسة المنزل مساو لكلب الماشية بسل  
اولى وكلب الصيد ان كان الحاجة اليه  
للاكل فان المال شقيق النفس <sup>الاولى</sup> فالج  
وعلى كل هو ثابت مهم ما يصحى عليه  
هذا المحلل الاستظهار ولذا عبرت بكلب  
يحل اقتناؤه وفي الحديث الصحيح الا  
كلب صيد ومربع او ماشية الشاني قيد  
رفيق الفلانة وفاق فرسانا سير قاطنان او  
احفرا ولا يعد من في احد هما رفيق من  
في الاخرى والحكم لا يختص بمن في  
قاطنتا فانا احياء مهجة المسلم فريضة  
على الاطلاق فلان غيرته وبمسلم عبوته.

میں کہتا ہوں یہاں کئی بحثیں ہیں،  
پہلی بحث، گھر کی حفاظت کے لیے جو کتا پالا گیا وہ ریڑھ  
کی حفاظت کے کتے کے برابر جگہ اس سے اولیٰ ہے،  
اس بات پر کہ کتے کی مانند ہے، جبکہ شکار کھانے  
کی ضرورت ہو، کیونکہ مال جان کام پر ہے اور تو  
وہ اولیٰ ہے، اور بہر صورت یہ چیز دونوں کے منسلوق  
سے شامت ہے، اور یہ عمل مستطہار نہیں اور اس سے  
میں نے کہا ہے، وہ کتا جس کا پالنا جائز ہو، اور حدیث  
صحیح میں ہے مگر شکار، کھیتی یا جانوروں کا کتا۔

دوسری بحث، "رفیق قافلہ" کی قید اتفاق ہے  
کیونکہ عام طور پر دو یا دو سے زیادہ قافلے چلتے ہیں  
اور ایک قافلے کا آدمی دوسرے کا رفیق شمار نہیں ہوتا  
اور یہ حکم اس کے ساتھ خاص نہیں جو اس کے قافلہ

میں ہو، کیونکہ مسلمان کی جان بچانا علی الاطلاق فرض ہے اس لیے اس کو بدل کر وجہ مسلمہ کر دیا۔ (دست)

میں کہتا ہوں، بقا ہر اس میں ذمی بھی شامل ہے، کیونکہ جو حقوق ہمارے لیے ہیں وہی ذمیوں کے لیے بھی ہیں، اور جو فرائض ہم پر ہیں وہ ذمیوں پر بھی ہیں، ہاں حربی کی جان کی کوئی حرمت نہیں ہے، بلکہ ہمیں اُس کے فنا کرنے کا حکم ہے تو ہم پر اس کی زندگی بچانے کی سزا کیونکہ لازم ہوگی، اس لیے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر کسی جنگ میں ایک کتا اور ایک حربی ملے اور دونوں پیاس سے مر رہے ہیں اور اس کے پاس صرف اتنا پانی ہو کہ ایک بچ سکتا ہو تو کتے کو پلا دے اور حربی کو مرنے کے لیے چھوڑ دے، اور بعض حضرات یہ بات یہ ہیں کہ کسی کا انکار کرتا ہو

وہ حربی ہے، کیونکہ فقہاء کی تصریح کے مطابق مرتد حربی ہے، اور یہ سب حربی ہیں ہم نے اس کی تصریح استقلا

تیسری بحث: کسی دوست کی پیاس کے لیے تیم زنا جس کی ملاقات متوقع ہو، اس میں یہ قیہ لگانا ضروری ہے کہ اس دوست کا قافلے کے ساتھ غنا بقیہ ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو، ورنہ بعض وہم کی بنیاد پر تیم جائز نہیں۔

چوتھی بحث: ضرورت کا یہ معلوم لینا کہ وہ ضرورت محسوس طور پر موجود ہو، درست نہیں، اور نہ ہی اس پر پانی کا خرچ کرنا موقوف ہے، چنانچہ فقہاء کا قول ہے "لخوف عطش" اور اس کا ذہنا ثابت ہونا، اگر اس سے یقین مراد ہو تو ایسا ہی ہے، کیونکہ فقہین ظنی غالب کا حکم وہی ہے جو یقین کا ہے یا جو یقین

اقول ویدخل فی الحکم الذمی فیما یظہر فان لهم مالاً وعلیہم ما علینا نعم انہربی لاحیوة لروحہ مل امرنا یا فنانہ فکیف یلزمنا نسعی فی مقائہ ولذ صرحوا ان لو وجد فی برة کلیاء حرمیا یوتان عطشا و معہ ماء یکون لاحد ہما یشق الکلب و یجسی الحربی یموت ومن الحریین کل رجل یدعی الاسلام ویسکر شیئا من ضروریات الدین لان المرشد حربی کما نصوا علیہ وہم مرتدون کما حققناہ فی المقالہ السمرقۃ عن حکم البذعة الکفرۃ

الثالث التیمم لعطش رقیب یجوز یجب تعینہ بما اذا یتقن بحوقہ وانہ لا ماء معہ ولا خلا یحور التیمم للموہم السر لیم تحقق الاحتیاج بحسب ثبوتہ حیث لا یتوقف علیہ وجوب البدل الا شری الی قولہم لخوف عطش و مصی ثبوته دھب ان اس یدعیہ لیقین فکذا فان العن لغالب ملحق بہ فی الفقہ او ما یتصلہ ملا محصل للترسۃ اذ علیہ یدور الحکم والظن المحرود مثل لوہم الخصاص حاجۃ الطسخ لیست دون حاجۃ العطش اذ المرینات الاکل



شامل ہو تو ترقی کا کوئی عمل نہیں کیونکہ حکم کا دار و مدار  
اسی پر ہے اور محض ظن تو دہم کے حکم میں ہے۔  
پانچویں بحث، پکانے کی حاجت پیاس کی حاجت  
سے کم نہیں جبکہ وہ چیر بلا پکانے نہ کھائی جا سکتی ہو  
مثلاً آٹا گودہ حنا پیاس کے برابر ہے، کیونکہ عام لوگ  
آٹا پھانک کر زندہ نہیں رہ سکتے ہیں، تو آٹا گودہ حنا  
روٹی پکانے کے لیے ہے اور یہ بھی پکانے کا ایک حصہ  
ہے تو ادنیٰ یہ ہے کہ کھانے کو شور بہ کی ضرورت  
پیاس کی ضرورت سے کم ہے۔

چھٹی بحث، ایک درہم سے زیادہ ہونے کی قید  
چھٹاں میں در ایک شعل سے زیادہ کی قید وزن میں، نہایت غلط ہے اور غصہ میں اس کی تفسیر چوتھی سے ہے  
اسی لیے میں نے یہ تعبیر کر کے کہ جس سے مانع نماز رہے۔

سب تو اس بحث، سب اس سے نکالتے ہیں بڑا شکی ہے وہ است اچھی ہے اس لیے میں نے  
اس کی تفسیر لایقہا مانعة سے کر دی۔ (ت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسولہ لکھو

(رسالہ صمدیہ) عطاء النبی لا فاضلة احکام ماء الصبی  
(بچے کے حال کر وہ پانی کے احکام کے متعلق نبی پاک صلی علیہ وسلم کا عطیہ)

(۳۲ تا ۳۸) باب ۱۲ کا بھراؤ پانی پر سند بہت طویل الذیل و کثیر اشتقاق ہے کتابوں میں اس  
کی تفصیل نام درکار بہت صورتوں کا ذکر بھی نہیں فقیر توفیق القدر، امید کرتا ہے کہ اس میں کلام شافی و کافی  
ذکر کے فاقول وادانہ میں پانی تین قسم میں ۱، مباح غیر ملوک ۲، ملوک غیر مباح ۳، مباح ملوک  
اول دریاؤں نہروں کے پانی تالابوں حیلوں ڈیروں کے برساتی پانی ملوک کنویں کا پانی کہ وہ بھی  
جب تک بھر نہ جائے کسی کی ملک میں ہوتا جس کی تحقیق ابھی گزری مساجد وغیرہ کے حوضوں ستیابوں کا پانی  
کہ مال وقف سے بھرا گیا اس کا۔ یاں بھی گزرا یہ سب پانی مباح ہیں اور کسی کی ملک نہیں۔  
دوئم برتنوں کا پانی کہ آدمی نے اپنے گھر کے غریح کو بھرا یا بھروا کر رکھا وہ خاص اس کی ملک ہے اس کی

اجارت کے کسی کو اس میں تصرف جائز نہیں۔

مستم سبیل یا ستایہ کا پال کر کسی نے خود بھرا یا اپنے مال سے بھرد یا ہر حال اس کی ملک ہو اور اس کے لوگوں کے لیے اس کا استعمال مباح کر دیا وہ بعد یا حست بھی اسی کی ملک رہتا ہے یہ پانی ملک بھی ہے ورنہ مباح بھی۔ ظاہر ہے کہ قسم اخیر کا پانی بالغ بھرے یا نابالغ کچھ تفاوت احکام نہ ہو گا کہ لینے والے اس کا مالک ہی نہیں ہوتا۔ یوں ہی قسم دوم میں جبکہ مالک نے اسے بطور یا حست دیا ہاں اگر مالک کیا تو اب فرق احکام اسے گا اور اگر ہے اجارت مالک لیا یا دونوں قسم اخیر میں مالک بوجہ صغر یا جنون اجارت دینے کے قابل نہ تھا تو وہ آپ خصوصاً زیادہ تفصیل طلب اور یہاں مقصود بالبحث قسم اول ہے اس کے لیے **تفصیح اول** ان اصول پر مطلقاً لازم جو اموال مباح جیسے آب مذکور یا حائل کی غرض و گھاس پھیر میل بھول وغیرہ پر حصول ملک کے لیے ہیں کتب میں اس کے جزئیات متفرق طور پر مذکور ہوتے ہیں سے نظر حاضر ایک ضابطہ ملک پختہ کی، مید رکھتی سے دانہ لبادی۔

**فما قول** در استعین یہ قوی ہر ہے کہ مباح چیز اتنا زیادہ استیلا سے ملک ہو جانی ہے اول ما ترس کا ہاتھ اس پر پہنچا اور اس نے اپنے قبضے میں کر لیا اسی کی ملک ہو جائیگی مگر یہ قبضہ کسی دوسرے کی طرف منتقل ہوتا اور اس کا قبضہ نہ تھا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ مال مباح کا لینے والا دو حال سے خالی میں اس سے اپنے لیے لے گیا یا دوسرے کے سے رخصت یا دوسرے کے سے زکوٰۃ ثانی بل معاً و ضمراً یا بقر بر تقدیر ثانی اس دوسرے کا اخیر مطلق سے جیسے خدمت گار یا خاص اسی مباح کی تفصیل کے لیے اخیر کیا بر تقدیر ثانی جائزہ وقت میں پر ہوا مثلاً آج سے دو پہر تک یا بل تعین بر تقدیر ثانی وہ شے مستباح متعین کر دی۔ مثلاً یہ خاص درخت یا یہاں سے یہاں تک کے یہ اسی پڑیا اس قطعہ خصوصاً کا سبزہ یا اس طرف کا سبزی پال یا یہ نہیں بھی یہ بھی بر تقدیر ثانی تھیں قبول کرتا ہے کہ یہ شے میں سے متاع کے لیے یا میں بر تقدیر ثانی اگر اس سے ناخواہ مثلاً کسی طرف میں رہتا ہو تو وہ طرف متاع کا تھا یا نہیں یہ فی صورتیں ہوتیں۔ میں صورت دل میں قوی ہر ہے کہ وہ شے اسی قبضہ کرنے والے کی ملک ہوگی دوسرے کو اس سے ملاقہ ہی نہیں یوں ہی صورت دوم میں بھی کہ شریعت نے سبب ملک استیلا رکھا ہے وہ اس کا ہے دوسرے کے لیے غرض نیست اس ملک کو منتقل نہ کرے گی۔ **فتح القدر** میں ہے :

|                                     |                                                    |
|-------------------------------------|----------------------------------------------------|
| لو قيل عليه هدد واستوى عليه بقصد    | اگر اس پر کہا جائے کہ یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس پر |
| لنفسه فاما اذا قصد ذلك لغيره فليس   | استیلا رکھا اور قصد اپنے نفس کے لیے کیا، اور اگر   |
| لا يكون له فيه حجاب مان طلاق نحو    | کسی دوسرے کے لیے اس کا ارادہ کیا، تو یہ غیر        |
| قوله صلى الله تعالى عليه وسلم الناس | کے لیے کیوں نہ ہوگا، اس کا یہ جواب ہے کہ حضور      |

شوکاً فی ثلاث لا یمرق بین قصد و قصد  
و کنت علیہ۔

اصلی التعلیل و سلم کا یہ فرمان درگاہین چسپندوں  
میں شریک ہیں ایک قصد اور دوسرے قصد میں فرق  
نہیں کرتا ہے اور اس پر میں نے لکھا ہے کہ  
میں کتا ہوں حاصل کر لینا اسباب ملک  
میں سے ہے اور ملک اس کے لیے تمام ہر چل ہے  
اور وہ ملک ہو گیا اور یہ ملک دوسرے کی طرف منتقل  
قصد کے وجہ سے منتقل نہ ہوگی جیسے کوئی شخص کوئی  
پیر فریستہ در اس کو زید کی طرف مضاف نہ کرے اور نیت یہ ہو کہ وہ زید کے لیے ہے، تو وہ زید کے لیے  
نہ ہوگی۔ (نت)

اقول الاحراز سبب الملك وقد تم  
له فصلك ولا ينتقل لفيرة بمجرود القصد  
کمن شری غیر مصاب الی سرید و قیدتہ  
انہ یشتريه لزید لم یکن لزید۔  
پیر فریستہ در اس کو زید کی طرف مضاف نہ کرے اور نیت یہ ہو کہ وہ زید کے لیے ہے، تو وہ زید کے لیے  
نہ ہوگی۔ (نت)

اسی طرح صورت سوم میں بھی کہ تحصیل براج کے لیے دوسرے کو پانا نائب وکیل و خادم و معین بنانا  
باطل ہے اور عمارت ب اشترکہ فصل شرکت خاصہ میں ہے۔

التوکیل من احد لمباح لا یصح۔  
جامع المقارن فصل کراہیت میں ہے۔

الاستخدام فی الامیان الصباغة باطل ہے  
فتح القدر میں ہے۔

الشرح جعل سبب ملك المباح سبق اليد اليه  
فاذا اذكل به فاستولى عليه سبق ملكه له  
ملك الموكل ہے۔

شرعیت نے براج اشیا میں ملک کا سبب بوقت یہ  
کہ بتایا ہے، تو جب کسی نے اس پر کسی کو وکیل بنایا  
اور اس نے اس پر مستید حاصل کر لیا موکل کی  
ملک اس پر ثابت ہو جائیگی تو وکیل ملک ہو جائیگا۔

ہندیہ اجازات باب ۱۶ میں قید ہے۔

|                       |                  |                      |       |
|-----------------------|------------------|----------------------|-------|
| فتح القدر             | فصل فی شرکت خاصہ | دریہ رضویہ سکھر      | ۴۱۰/۵ |
| نہ الدراختار          | شرکتہ خاصہ       | معدانی دہلی          | ۳۴۴/۱ |
| مکے جامع احکام الصغار | جامع المقارن     | اسلامی شپ خانہ کراچی | ۱۳۴/۱ |
| مکے فتح القدر         | فصل فی شرکتہ     | سکھر                 | ۴۱۰/۵ |

قال نصير (هو ابن يحيى) قلت (اى  
للامام ابي سليمان الجوزجاني رحمهما الله  
تعالى) فان استقامت باقسان محتطاً بصطاد  
له (اى من دون اجر) قلل الخطب والصيد  
للعامل وكبد اضرابه القانص قال استاذنا  
(وهو البديع استاذ الزاهدى) ويتبع  
ان يحفظ هذا فقد يستل به العامة و  
الخاصة يستعينون بالناس في الاحتياط  
الاختشاش وقطم الشوك والحاجز واتحاد  
الصجدة فيثبت الملك للاخوان فيها ولا  
يملك الكل بهب ينفقون قبل الاستيهاب  
بطريقته او الاذن يجب عليهم متلبها او  
قيمتها وهم لا يشعرون لحظهم ومهمهم  
اعاذنا الله عن الجهل ووفقنا لعمل

نصير ابن يحيى نے کہا میں نے کہا ولینى  
امام برسیان الجوزجانی (کی) اگر کسی شخص نے لکڑیاں جمع  
کرنے یا شکار کرنے کے لیے دوسرے شخص کی مدد  
حاصل کی (یعنی بلا اجر) فرمایا اس صورت میں لکڑیاں  
اور شکار اُسی کا ہے جس نے کیا ہو، اور اسی طرح  
شکاری کا ایک مزید ہال ڈال کر شکار سلطان سماعتے  
استاد نے فرمایا (یعنی پرینے استاذ الراہدی) وہ  
اسے یاد کریں چاہے کہ تک اس میں برہام و خاص  
جنگل سے، لوگ دوسروں سے لکڑیاں تین کرانے کاٹنے  
اکٹھے کرانے اور گھاس جمع کرانے میں مدد دیتے ہیں،  
اسی طرح ایک قسم کا درخت شگراتے ہیں یا آسمانی  
برق جمع کرتے ہیں تو برونک غنڈیہ کار کرتے ہیں ان  
پر اسی لوگوں کی غلبہ ثابت ہو جائے گی، لوگ یہ  
مسئلہ نہیں جانتے، وہ ان لوگوں سے نہ تو اجازت

له الحاجز باعمال اوله واعمال اخره  
جسم حاجة وهي الشوك وقيل نيت من  
الحمص وقال ابن سيده ضرب من  
الشوك وقيل شجر وقال ابو حنيفة الديلمي  
الحاجز مما تدور حضوته وتذهب  
عروقته في الارض بصدائيد اوى  
يطبخه وله ورق دقاق طوال كانه  
مساد للشوك في الكثرة اه من متاج  
العروس ۱۲ منه غفر له (م)

الحاجز، عا، صملہ اور حم کے ساتھ، جمع حاجز  
کی ہے، کانٹوں کو کہتے ہیں، ایک قول کے مطابق  
تورش گھاس ہے۔ ابن سیہ کے مطابق کانٹوں  
کی ایک قسم ہے، ایک قول کے مطابق درخت ہے،  
اور ابو حنیفہ الدیلمی نے فرمایا یہ البسا درخت ہے  
جو سد ابھار رہتا ہے اور اُس کی جڑیں زمین میں  
دور تک چلی جاتی ہیں اس کو ابال کر دوا کے کام میں  
لایا جاتا ہے، اس کے پتے باریک اور لمبے ہوتے  
ہیں اور کانٹوں کی طرح زیادہ چوستے ہیں، ح تاج  
العروس ۱۲ منه غفر له (د)

والعمل

لئے ہیں اور نہ ہی بطور ہیدہ لیتے ہیں اور ان اشیاء

2  
2

کو فرج کر بیٹھتے ہیں، تران پر ان کا مثل واجب ہو گیا قیمت لازم آئے گی، ان کو جہالت کی وجہ سے اس کا علم نہیں، اللہ نہیں چلے سے محفوظ رکھے، اور یہیں علم و عمل کی توفیق دے (یعنی) اہ (ت)۔

میں کہتا ہوں اس کا قول "لا یعلم الكل بها"

قول وقوله لا يعلم الكل بها اشارة

ایک سوال کے جواب کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کارندے ان اشیاء کو اس شخص کے پاس سے آتے ہیں جس نے ان کو تین گزینہ کا علم دیا ہے تو وہ اس کو دے دیں اور یہی عمل کرنے کو گویا ان کی طرف سے دینا شمار ہو گا اور اس کی طرف سے لیا ہو گا اور یہ کہ ایجاب و قبول شمار ہو گا تو جس کا جواب دیا کہ یہ اس وقت ہے کہ جب یہیں علم ہو کہ تران کے لیے حکمت ثابت ہے تو یہ دینا لینا برابر ایجاب و قبول ہو گا لیکن سب کے سب اس سے غافل ہیں اور وہ مدد

ان لحواب عن سوال و هم انهم اذا اتوا به في المستحبات واعطوه واحدا كان حجة بالتحاط حاجاب يانه هذا يكون لو علموا ان الملك قد ثبت بلا عوان فيكون الاعطاء والاحد اي حاجاب الهمة وقبولها لئلا يحرم جميعا محسنا غافلون وانما يحسبون المعونة في كفاية النوبة كقولهم ارسال احدا الى دسرة ليحمل منها كويسا مثلاً ياتيه به۔

کفایت عزت میں جگتے ہیں مثلاً یہی ہے۔ ایک آدمی کو سر میں پہنچا رہا ہے۔ یہی مثلاً ہے۔ دس

اقول هو كما قال لکن الاذن ثابت

میں کہتا ہوں وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انہوں نے

فرمایا لیکن ان بلاشبہ ثابت ہے اور ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ وہ اس شخص کے لیے ہیں اور اس کو دیتے ہیں اس لیے ہیں کہ وہ اس میں تصرف کرے،

لا شك و هم اعماء يذرون الاخذ له ولا يؤذونه السيد لا يتصرفون فيه ولا عصب عند حق يحجب الغنى۔

وہ غصب تو نہیں کر رہا ہے کفون واجب ہو، دت،

فان قلت لا يحسبون انفسهم ملاك

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ وہ لوگ اسے آپ

کو ان اشیاء کا مالک نہیں سمجھتے ہیں اور وہ شخص

وہ یا احده بجعل نفسه كانه هو المستولى

ان چیزوں پر اس طرح قائل ہوتا ہے گویا وہ ان

عليه بدعيته متصرف فيه على انه ملوكه

چیزوں کا پہلا مالک ہے، اور اس طرح تصرف

علميته حقق الاذن لا مهم لا يذرون

کرتا ہے گویا وہ ان چیزوں کا مالک ہے تو ایسی صورت

انه لهم ويجعلهم يسيرون له حتى ياد ذنوا

میں افق متحقق نہ ہو گا کیونکہ ان کو تو پتا ہی نہیں کہ

له في التصرف واما يظنون ويظنون انه

الملك له ولا عبارة بالنظر اليه خطوه كمن  
 حسب ان الشئ القلا في من ودائم تزايد عند  
 ابيه فاداة الى وامر شيد فتصوفا شرب تبين  
 انه لاسيه لالريد فانت له ان يرجع عليهم  
 به قانما ادبضمانه هالكا في العقود الدرية  
 من كتاب الشركة من دفع شيئا ليس بواجب  
 عليه فله سترداد الا اذا دفعه على  
 وجه الهبة واستهلكه العايش كما في  
 شرح النظم الوهباني وغيره من المستترات  
 اه وفيها وفي التخييرية من كتاب الوفاء قد  
 هو حوايات من ظن ان عليه دينا فانت  
 خلاصه يرجع مبادي ولو كان قد استهلكه  
 مرجع ببطلان

یہ چیز ان کی ملکیت میں ہے اور اُس کی ملک میں  
 اُسی وقت ہوگی جب وہ اذن دیں، اور اس صورت  
 میں اس کو گمان ہے کہ وہ مالک ہے اور ان کو بھی گمان  
 ہے کہ وہی مالک ہے اور جس گمان کا خط ہونا ظاہر  
 ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں، شد کوئی شخص یہ گمان  
 کر چکے کہ فلاں چیز زید کی، مانتوں میں سے اس کے  
 باپ کے پاس ہے اور اس گمان پر وہ یہ چیز زید کے  
 وارثوں کو دے دیتا ہے، وہ اس میں تصرف  
 کر لیتے ہیں پھر بعد میں اس کو پتا چلتا ہے کہ وہ چیز  
 تو اس کے باپ ہی کی ہے زید کی نہیں ہے، تو اگر  
 وہ چیز موجود ہو تو وہ ان سے واپس لے سکتا ہے اور  
 اگر ملک مرگئی ہے تو اس کا ضمان لے سکتا ہے،  
 عقود الدریہ کے کتاب الشركة میں ہے کہ جس نے

کوئی ایسی چیز دی جو اس پر واجب نہ تھی تو وہ اس کو واپس لے سکتا ہے، ہاں اگر بطور ہبہ دی ہو اور اس کے  
 قبضہ میں ہلاک ہو گئی ہو تو وہ اس سے لے سکتا ہے، یہی چیز شرع نظم و ہبہ فی وغیرہ معتبر کتب میں ہے، حوا  
 اس میں التخیریہ کے کتاب الوفاء کے حوالہ سے ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ گمان کیا کہ اُس پر دین ہے، بعد میں  
 معلوم ہوا کہ غلط ہے، تو جو دیا ہے وہ واپس لے گا، اور اگر وہ ہلاک ہو گیا ہو تو اس کا بدل لے گا (احمدی)  
 اقول هذا من نوعه انه ليس المدفوع

میں کتا ہوں یہ اُس صورت میں ہے جبکہ  
 اس کو یہ علم ہوا ہو کہ یہ مدفوع الیہ کے لیے نہ تھا  
 تو اس کو نہ دے گا، اور یہاں تو وہ کسی کے لیے  
 دیتے ہیں اور اگر ان کو یہ علم ہو کہ ملک ان کے لیے وقف  
 ہوئی تو اس کے دینے سے تخلف نہ کریں گے، تو

المیس لم يدفع الیه اما هذا فانما یأتون  
 به له ولو علموا ان الملك یقع لهم لم یختلفوا  
 عن اعطائه له فربما هم متصرفه فيه  
 ثابت علی صحت تعدیرو لہذا المیکتومث

به الخاصة فضلا عن العامة كما اعترف به  
فلا وجه لمسببتهم الى الجهل و الغفلة  
و اقامة المكبر في هذا ما عندي و العلم  
بالحق عند اللطيف الخبير.

اُن کا اُس کے تصرف پر راضی ہونا بہر تقدیر ثابت ہے  
اور اس لیے خاص لوگ بھی اس کی پروا نہیں کرتے  
چر جائیکہ عام لوگ، جیسا کہ خود انہوں نے اعتراف  
کیا، تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کو حمل، غفلت کی طرف  
غصب کیا جائے یا انہیں تکبر کی بجائے ذرا غندی آتا۔

**تبیینہ اقول یہ جو معاوضہ تین صورتوں کو شامل ہے،**

ایک یہ کہ وہ اس کا اجر ہی نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ اس کا اجر تو ہے مگر اس کام پر نہیں کسی اور خاص کام پر ہے تو یہ بلا معاوضہ ہی ہوا۔  
تیسرے یہ کہ مطلق کام خدمت پر نوکر ہے جس میں یہ کام بھی داخل مگر نوکری کے غیر وقت میں اُس سے  
اس کام کے لیے کہ شد دن کا نوکر ہے اُس سے رات کو پانی بھروایا کہ یہ وقت بھی بلا معاوضہ ہے و لہذا ہم نے  
ان صورتوں کو تشقیر میں نہ لیا۔

صورت چہارم میں وہ مباح آقا کی ملک ہوگا یعنی ببب کہ اُس کی نوکری کے وقت میں یہ کام لیا ورنہ صورت  
سوم میں داخل ہے کما ہوا اس صورت میں، تاکہ ہر سے حق دہ یہ ہے نوکری کے وقت میں نوکر کے منافع  
اُس کے ہاتھ پکے ہوئے ہیں اور اُس کا اُس کے حکم سے قبضہ بعینہ اُس کا قبضہ ہے۔ ہذا یہ میں ہے،

(الاجیر الخاص الذي يستحق الاجرة)  
بتسليم نفسه في المدة وان لم يعمل كمن  
استؤجر شهرا للخدمة او لمرعى الغنم) وانما  
مضى اجير و حد لانه لا يمكن ان يعمل  
لغيره لان منافع في المدة مما سرت  
مستحقة له والاجر مقابل بالمنافع ولهذا  
يقتي الاجر مستحقا وان نفق العمل  
(لا ضمان على مالك من عمله) لاسيما  
المنافع متى سارت مملوكة للمستأجر  
فاد امره بالتصوير في ملكه صحح وتصير  
ماثبا ما به فيصير فعله منقولا اليه

وہ خاص اجیر جو اجرت کا مستحق ہوتا ہے کہ ایک  
صحت کے لیے اپنے آپ کو سپرد کرے خواہ کام نہ کیے  
و مثلاً کسی شخص کو ایک ماہ کے لیے خدمت یا بکریاں  
چرانے کے لیے اجرت پر لیا، اس کو اجیر و حد اس لیے  
کہتے ہیں کہ وہ دوسرے کا کام نہیں کر سکتا ہے  
کیونکہ اس مدت میں اس کے منافع سب اس کے لیے مخصوص  
ہو گئے ہیں اور ہر منافع کے مقابل ہوتا ہے اس میں یہ غیر مستحق  
رہتا ہے اگرچہ کام ختم ہو جائے (اس کے عمل سے اگر  
کوئی چیز تلف ہو جائے تو اس پر ضمان نہیں، کیونکہ  
منافع جب مستاجر کی ملک ہو گئے تو اب جب اُس نے  
اپنی ملک میں تصرف کا حکم دیا تو صحیح ہو گیا، اور وہ

لأنه فعله بنفسه فلهذا لا يصح له

منقول ہوگا گریا یہ فعل اس نے خود کیا ہے اس لیے وہ اس کا خاص نہ ہوگا۔ (د)

یوں ہی صورت پنجم میں اور اجیر اجر مقرر کا مستحق ہوگا کیونکہ اجارہ میسر ہے اور صورت ششم میں بھی وہ شے مباح بلکہ مستاجر ہوگی مگر اجیر اجر مثل پائے گا جس کے سے زیادہ نہ ہوگا کیونکہ اجارہ فاسد ہے۔

میں کہتا ہوں مجھے اس کی وجہ معلوم ہوتی

ہے واللہ تعالیٰ اعلم وہ ہے کہ اجارہ یا تو علی پر ہوگا یعنی کسی چیز میں تصرف کرنا، نقل و حمل، کاشت یا کٹاؤ

کے طور پر اور اس کو اجیر مشترک کہتے ہیں، اور

مقصود اس میں اس تصرف کا حامل ہر شخص خواہ کسی

طرح ہو نہ اس میں یہ قید نہیں کہ اجیر خود ہی عمل کرے

اور یا اجارہ اجیر کے مسافع پر ہوگا کیونکہ اجیر خاص میں ہوتا

ہے اور مباح چیزوں میں پہلی صورت میں اجارہ مقصور

ہے اور نہ مستاجر کے ساتھ مقصور نہیں، اور

سبب کی طرف اس کی نسبت کیوں ہے، تو اس میں

تصرف کا حصول مستاجر پر اگر کوئی نکر لازم کرے گا،

بلکہ ان میں، اجیر کے مسافع کے مقابل ہے کہ مستاجر

چاہتا ہے کہ اس کو اسی حاجت میں مستعان کہے

تو یہ اجیر و حد ہوگا، اور اس کے مسافع کا اندازہ حد

کی تعیین و تحدید سے ہی ہوگا اور جب حد کا ذکر نہیں

کیا گیا تو معقود علیہ مجہول رہے گا اور اجارہ فاسد

رہے گا اور اسی لئے اگر کوئی چیز مستاجر کی ملک ہو،

مثلاً مستاجر یہ کہے کہ میرا یہ درخت ایک درہم میں کاشت

دو تو جائز ہے جیسا کہ آئے گا، واللہ اعلم۔ (د)

اقول ویظهر من الوجه قد والله

تعالیٰ اعدوان الاجارۃ اما علی العمل

اعنی التصرف فی شئ من النقل والحمل

والقیم و تقیم وغیر ذلک و هو فی الاجیر

المشترک والمقصود فیہ حصول ذلک التصرف

کیفھا كانت ولذا المیتقید بعمل الاجیر

نفسه و اما علی منافع الاجیر و هو من

الاجیر الخاص والاجارۃ فی المباحات

لأن نقل علی الوجه الاول لاسب لا یجوز

بالمستأجر و نسبتها الی کل سواء فکیف

یکون حصول تصرف فیہا مریجا للاجر علی

المستأجر بل اما الاجیر مقابل مباحات

الاجیر حیث یرید المستأجر ان یتعامل

فی حاجته فلا یمکن الا اجیر و حد ولا

تقدر منافعہ الا بتعیین المدة فاذا لم

تذكر بقی المعقود علیہ مجهولا ففسدت

ولذا لوکان الشئ ملک المستأجر کانت

یقول اقطع شجرتی هذه یدرہم جاز

کما یأتی واللہ تعالیٰ اعلم۔



فتاویٰ علیگیر میں تفسیر ہے :

قال نصير سألني أبا سليمان عن امتناع جرة  
ليخطب له إلى الليل قال إن سمي فربما جاز  
والخطب للمستأجر ولو قال هذا الخطب لأجار  
فاسدًا والخطب للمستأجر وعليه أجرو  
فله ولو كان الخطب الذي عليه ملك المستأجر  
جائزاً.

أقول والمراد أجر المثل بالنف ما  
يلغى أي لم يسم معيها ولا فلا قل منه و  
من المسمى كما هو لأصل المصروف و  
لذا عولت عليه وميأتى التصريح به.

تفہیم لایضار و در مختار میں ہے :

(استأجره نصير له أو يخطب له  
دان وقت) لذلك وقتاً (جائزاً والألا) قوله  
وقت وعين الخطب فسد (الألا) عين  
الخطب وهو (أي الخطب) ملكه فيجوز  
مبجتي وبه يفتي صيرفية أه قال العلامة  
من قوله والألا أرى والخطب للعامل  
ط قوله فسد قال في الهدية ولو قال  
هذا الخطب إلى أخو ما نقب قال قوله و  
به يفتي صيرفية قال فيها ان ذكر اليوم

نصیر نے فرمایا میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ ایک  
شخص کسی مزدور سے معاہدہ کرے کہ وہ رات تک اس  
کے لیے کڑیاں بنے کرے، تو فرمایا کہ اگر ایک دن کا نام  
یا تو جائز ہے اور کڑیاں مستاجر کی ہوں گی، اور اگر  
اشارہ کر کے کہا کہ یہ کڑیاں تو امارہ فاسد ہے اور کڑیاں  
مستاجر کی ہیں اور اس پر اجر مثل ہے اگر وہ کڑیاں  
مستاجر کی ملک ہیں تو جائز ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں مراد اجر مثل ہے خواہ متناجی ہو اگر اس  
معیں نہ کیا ہو ورنہ اجر مثل اور اجر معین سے جو کم بروہ دیا  
جائے گا۔ جیسا کہ کلیہ معروف ہے اس لیے میں نے  
اس پر اکتفا کیا اور اس کے تصریح بھی جائے گی (ت)

(اس کے کو اس لیے مزدوری پر لیا کہ وہ اس کے لیے  
شکار کرے یا کڑیاں بنے کرے، اگر اس کا وقت مقرر کیا  
تو جائز ہے ورنہ نہیں) اور اگر وقت مقرر نہ کیا اور  
کڑیاں مقرر کر دیں تو یہ عقد فاسد ہے (ا) اگر  
کڑیاں متعین کر دیں اور وہ کڑیاں اسی کی ملک ہیں  
تو جائز ہے (تنبی اسی پر فتویٰ ہے صیرفۃ اھ)  
علامہ شمس نے فرمایا: اور اس کا قول والألا  
یعنی کڑیاں عامل کی ہوں گی ط ان کا قول "فسد"  
بندیہ میں ہے ولو قال هذا الخطب إلى أخو

فَالْعِلْمُ لِلْأَمْرِ وَالْإِذْلَامُ هُوَ هَذَا مِنْ وَآيَةِ  
الْحَادِي بِهِ يَهْتَقِي قَالَ فِي الْمَسْجِدِ وَهَذَا  
يُؤَافِقُ مَا قَدْ مَنَّا عَنْ الْمُحِبِّينِ وَمِنْ ثَمَرَاتِهَا  
عَلَيْهِ السَّلَامُ

فتویٰ ہے۔ منہ میں ہے اور یہ اُس کے موافق ہے جو ہم  
مختصر میں، ملتا دیکھا (ت)

جو ہم نے نقل کیا ہے فرمایا ان کا قتل وہ یہ یقینی حدیث  
اس میں ہے کہ اگر مستاجر نے دن کا ذکر کیا تو چارہ حکم  
دینے والے کے لیے ہو گا ورنہ اس کا ہو گا جس کو  
حکم دیا گیا، اور یہ حاوی کی روایت ہے اور اس پر  
سے نقل کر آئے ہیں اور اس لیے ہم نے اس پر

أقول ههنا تسهيان الاول كون  
الخطيب للعامل اذا لم يوقت على ما في التصيرية  
وتبع اطلاقها الفاصلان طوش محمله  
ما اذا لم يعين الخطيب ايضا والاصحان للامر  
كما قد مناهن الهندية عن التقنية عن نصير  
عن ابى سليمان وقد نقله ايضا واقره وسق  
غسر العيون استأجرا ليصيد له او ليخطب  
جاء ان وقت يان قال هذا اليوم اوهدا  
الشهر ويجب المسمى لان هذا الحبيب  
وحد وشرط محتمه بيان الوقت وقد وجد  
وان لم يوقت ونكر عين الصيد وخطيب  
ما لا جاز فاسدة لهالة الوقت فيجب  
اخر النثل وما حصل يكون للمستأجر كذا في  
الولوالحجة ثم وفي خرافة المفتين وحبل  
استأجر اجير ليخطبه الى الليل بدوهم  
جاء وكذا ليصا له الى الليل او ليخطب

میں کہتا ہوں یہاں دو تنہیات ہیں :  
 پہلی تنبیہ : لکڑیوں کا عامل کے لیے ہونا جبکہ سنے  
 وقت کا تعین کیا ہو، جیسا کہ تیسری قیہ میں ہے اور دوا فیاض  
 یعنی دوا اور جس نے اس کے اطلاق کی متانت کی ہے  
 اس کا محض یہ ہے کہ جب لکڑیوں کا تعین بھی ہو گیا ہو ورنہ  
 لکڑیاں امر کی ہوں گی، جیسا کہ ہم نے ہمدیہ اور قیہ کے  
 حوالے سے نقل کیا ہے : یہ دایت نصیر کی ہوسیدھا ہے  
 اور ان دونوں نے اس کو نقل کیا اور برقرار رکھا، اور  
 خزانہ العیون میں ہے کسی شخص نے مزدور کو محنت پر دیا کہ  
 اُس کے لیے شکار کرے یا لکڑیاں جمع کرے تو یہ جانے  
 ہے بشرطیکہ اس وقت کا تعین کر دیا ہو مثلاً یہ کہا ہو کہ اس  
 دن یا اس ماہ میں اور جو طے کیا ہو وہ واجب ہو گا کیونکہ  
 یہ اخیر محض ہے، اور اس کی صحت کی شرط وقت کا  
 بیان ہے جو پائی گئی ہے اور اگر وقت کا تعین نہ کیا ہو لیکن  
 شکار اور لکڑیوں کا تعین کیا ہو تو اچارہ فاسدہ ہے کہ  
 وقت کی ضمانت ہے، تو اس صورت میں اگر مثل

جائزہ یکنون المحطوب والصید نعمتاً جبر و لو قال  
 ليصطاد هذا الصيد اولي يحطوب هذا المحطوب  
 فهو لاجل سرعة فاسدة والمحطوب والصيد للمساخر  
 وعليه فلا حيز اجر المثل ولو استعان من  
 الانسان في الاحتطاب والاصطياد فان الصيد  
 والمحطوب يكون للعامل اهـ وفي الهندية عن  
 محيط السرخسي عن محمد بن حميد الله تعالى  
 فيمن قاتل لفيرة اقل هذا الذئب لو هذا الاسد  
 وذلك دمرهم و لذئب والاسد صيد هذه  
 اجر مثله لا يبيد نريه دمرهم والصيد  
 للمساخر اهـ وبالجملة النقول فيه مستقيمة  
 فما كان ينفق اطلاق كون المحطوب للعامل  
 عند عدم التوقيت لشدة ضرورة نفس  
 المحطوب وقد ذكرها الشارح تفريفاً عليه  
 بل اثبت مرأيتها الماتن ايها كاتري والمثاني  
 وقم في الهندية عن القنية قبل ما نقصاه  
 متصلاً به ما نصه استأجر  
 ليقتله له اليه حاجا ففعل  
 لاشئ عليه والحاج للمأمر قال نصير مالت  
 اباسلهم الخ وكتبت عليه ما نصه -

واجب ہوگا، اور جو حاصل ہوگا وہ مستاجر کو ملے گا کہ اگر  
 فی الواقع نچرے اور غرائزہ فقہین میں ہے کہ کسی شخص  
 نے ایک اخیر یہ کہ وہ رات تک اس کے لیے سلائی  
 کرے اور ایک درہم ملے، تو چاہے یہ رات تک  
 شکار کرے یا لکڑیاں چین کرے اور یہ لکڑیاں در شکار  
 مستاجر کا ہوگا، اور اگر کہا کہ یہ شکار کرے یا یہ لکڑیاں  
 اکٹھی کرے تو جاریہ فاسد ہے، اور لکڑیاں در شکار  
 مستاجر کا ہوگا اور اس کے ذمہ اجر کے لیے اجر ملے ہوگا  
 اور اگر کسی انسان سے لکڑیاں اکٹھی کرنے یا شکار میں  
 مدد طلب کی تو شکار اور لکڑیاں مل کر ملنے والے کی ہونگی  
 اور سندھ میں میرا السرخسی سے محمد بن حمید علیہ سے  
 منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی سے کہا کہ یہ بھیڑ یا  
 جلاک کر دیا یہ شکار، تم کو ایک درہم ملے گا، تو بھیڑ یا  
 اور شیر شکار شمار ہوگا اور اس کو اجر ملے گا جو ایک  
 درہم سے زائد نہ ہوگا، اور شکار مستاجر کا ہوگا اور  
 خدا صریح کہ اس میں بقول مشہور میں تو وقت کی تعیین کرنے  
 کی صورت میں کاربوں کا مطلقاً عامل کے لئے قرار  
 دینا درست نہیں، کیونکہ یہ لکڑیوں کے تعیین کرنے  
 کی صورت کو بھی شامل ہے، اور اس کو شارح نے  
 اس کی تفریح کے طور پر ذکر کیا ہے، بلکہ حلیہ کہ آپ  
 دوسری تفسیر: ہمدید نے قنیہ سے یہ بھی نقل کیا ہے

لہ غرائزہ الفقہین

۲۵۱/۴

پشاور

الباب السادس عشر

تہ ہندیہ

تہ ایضاً

کسی نے کوئی مزدور اس کام کے لئے لیا کہ وہ آج اس کے لئے گھاس کاٹے گا اس نے ایسا ہی کیا تو اس کے لئے کوئی اجر نہ ملا۔ اور گھاس اُسی کی ہوجائے گی۔ صیر نے کہا میں نے جو زمین سے روایت کیا، (ت)

میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محض اجر ہے، اور اس کی شرط بیان دے ہے جو پائی گئی کہانی القمزدانش اور اس کے بعد ابرہہ سے کہا کہ اگر ایک دن کا کا تو ہا تڑ ہے اور چند سطر جسے محیط سرخسی سے نقل کیا کہ اگر کسی کو اجرت پر لیا تاکہ اس کے لئے شکار کرے یا شوت کاٹے یا اس کی وکالت کرے یا قرض طلب کرے یا قرض وصول کرے تو ہا تڑ نہیں، تو اگر ایسا کیا تو ہر شل واجب ہوگا اور اگر مدت کا ذکر کیا تو ان تمام صورتوں میں ہا تڑ ہے اور اس کی تاویل مجھے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یوم سے مراد دن کا، زمین وقت نہیں ہے ہر غروب آفتاب تک دراز ہو، بلکہ اس میں غزیت کے معنی ہیں جی گھاس کا کاٹنا اس دن میں واقع ہو تو یہ جلدی کے اظہار کے لئے ہے، جیسے یہ کہا کہ آج ہی یہ چیز مجھے سی کر دو، ایک رقمی میں ہریر میں ہے جس نے کسی شخص کو اجرت پر لیا تاکہ آج ایک درہم میں یہ دس بوری آٹا پکا دے تو یہ، جارا ابوہریرہ کے نزدیک فاسد ہے، اور صاحبین نے فاسد یا جائز ہے، صاحبین معقود علیہ عمل کو قرار دیتے ہیں اور ذکر وقت جلدت کے لئے قرار دیتے ہیں تاکہ عقد صحیح ہو، ان صاحبین کی رائے ہے کہ معقود علیہ محمول ہے کیونکہ

اقول النظر ما وجهه فانه احبیر  
وحد و شرطه بیان المدۃ وقد وجد كما في  
العمزدانش وقد قال عن ابی سلیح بعد ان  
سمی یوما جازم و ذکر بعدہ باسطر عن محیط  
السرخسی لو استأجر لیصل له او لیفزل له  
او لخصومة او لتمامی الدین او قرض الدین  
لا یجوز فان فعل یجب احوال المثل ولو ذکر  
مدۃ یجوز فی جیبہ ذلك اه و یظهر فی  
تأویلہ ان المراد بالیوم الوقت  
المعقود الممتد الی غروب الشمس بل هو  
فیہ بعض الطرفیۃ ای تقع الغصۃ فی حد  
الیوم فهو لا استعجال مثل خطہ فی الیوم  
بدلہم فی الهدایۃ من استأجر جوار حبلا  
لیخبر لہ هذه العشرة المخاتیم من الدقیق  
الیوم بدلہم فهو فاسد عند ابی حنیفۃ  
وقال ابو یوسف و محمد رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما جازلہ یحمل المعقود الیس  
عملا و ذکر الوقت للاستعجال یصحی للعقد  
ولہ ان المعقود علیہ مجہول کانت  
ذکر الوقت یوجب کون المنفعة معقودا  
علیہا و ذکر العمل یوجب کونہ معقودا علیہ

ولا ترجیح ونفع المتأجر في الثاني ونفع  
الاجير في الاول في بعض الى المناصرة و  
عن أبي حنيفة انه يصح الاجارة اذا قال  
في اليوم وقد سمي عملاً لانه للظرف فكان  
المعقود عليه بعمل بخلاف قوله اليوم و  
قد مر مثله في الطلاق ان الله اذا امرت  
القلية ذكرت هداير مزمث من عزت لآخر و  
ذكرت ما عن نصير فيكون هذا قول بعض  
على خلاف ما عليه الناس وعلى خلاف ما  
عليه الفتوى كما في نصير فية ومن عادة  
المهندبة نقل عبارات القليلة محذوفات  
الرموز فتصير الاقوال كقول واحد كما  
نبت عليه في بعض المواضع  
هو امشها والله تعالى اعلم

وقت کا ذکر منفعت کو معقود علیہا بناتا ہے اور عمل  
کا ذکر اس کو معقود علیہ کرتا ہے، اور کسی کو کسی پر  
ترجیح نہیں ہے، مستاجر کا فقع دوسرے میں ہے  
اور اجیر کا پھل میں ہے، تو اس میں جھگڑا پیدا ہو گا  
اور ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ اجارہ اس  
وقت صحیح ہو گا جبکہ دن میں "کہا اور کسی عمل کا نام  
دیا، کیونکہ یہ طرف ہے تو معقود علیہ عمل ہو جائیگا  
اس کے قول "ایوم" کے اور اسی کی مثل طلاق کے  
باب میں گرا اور اس طرح ہے کہ تینہ سے اس کو غم  
کے روز سے ذکر کر کے دوسرے کی طرف اتار دے  
کیا اور جو کچھ نصیر سے مروی ہے وہ نقل کیا، یہ بعض کا  
قول ہے اور بعض کے خلاف ہے، اور فتویٰ ہی میں  
کے خلاف ہے کی نئی حیرت اور ہندیہ کی عادت ہے  
کہ وہ قلیہ کی عبارت رموز کے بغیر ہی نقل کر دیتے ہیں  
تو چند اقوال ایک ہی قول کے ماسہرہ مانتے ہیں، اس پر میں نے اس کے بعض حاشی پر تبصرہ کیا ہے، واللہ  
تعالیٰ اعلم۔ دت

صورت ہنتم خود ظاہر ہے کہ اس کے اقرار سے ملک مستاجر ہے۔

اقول وذلك لان الاجير حاصل  
لغيره وقد اعتقد انه عمل على وجه  
الاجارة واخذة لمن استأجره۔  
میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ اجیر دوسرے  
کا عامل ہوتا ہے اور اس نے یہ احترام کیا ہے  
کہ وہ بطور اجیر کام کر رہا ہے اور وہ چیز مستاجر  
کے لئے لے رہا ہے۔ دت

یوں ہی صورت ہنتم میں کہ ظرف مستاجر میں انوار دلیل ہے کہ مستاجر کے لئے ہے، ہا مع الصفا  
میں ہے۔

الاجيد اذا حصل الماء بكونه المستأجر يكون  
معه من الممتأجر عليه  
اجير حبيب مستاجر کے گورہ میں پانی رسے تو وہ  
مستاجر کا ہوگا۔ (ت)

رہی صورت ہم ظاہر ہے کہ اس میں حکم اجیر ہے۔

اقول اور اس پر تقریر دلیل ثبوتی کہ اجیر بیان مدت کے ساتھ اپنے منافع پر چکا ہے کہ اس وقت میں  
اُس کا کام خواہی نہ ہی امر کے لئے ہونہی کی تعیین ہوئی کہ بوجہ قبول اُس کا پابند ہو تو وہ اپنی آزادی پر ہے کہ  
ضرور ہے کہ اس وقت جو اُس نے لیا برہائے اجارہ بغرض مستاجر لیا ہونہ وہ مقرر ہے نہ ہستم کی طرح کوئی  
دلیل ظاہر ہے لہذا ملک اجیر ہی سے والله تعالى اعلم۔

اور مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ استیلاء  
کی مثال فقہاء کے نزدیک شراک سی ہے جب فقہاء  
حائیکہ اس کو نافذ کر دیا جائیگا۔ پ کسی نے  
کسی شخص کو غلام خریدنے کے لیے کہا اور مکمل نے  
غلام کی تعیین کی اور نہ دلیل نے عقد کو اس کی طرف  
منصاف کہ اور نہ اس کے مال سے ادائیگی کی اور  
نہ یہ کہا کہ اُس نے اس کے لیے خرید ہے تو یہ غلام  
خریدنے والے کا ہوگا نہ کہ حکم دینے والے کا، یہ  
مسئلہ جاریہ، در اور عام کتب میں مذکور ہے تو یہاں  
توقیت کی حیثیت و بان اصافہ کی طرح ہے کیونکہ اس  
عمل امر کی طرف منتقل ہوتا ہے، اور اُس کے طرف کا  
مماصل کر لین اس کے مال سے ادائیگی کی طرح ہے اور  
یہ فرد اس قرار کی طرف اور یہ تعیین اس تعیین کی طرح ہے، و  
مستندہ و تعالی اعلم۔ (ت)

اقول دیتا ہی ان مثل الاستیلاء  
عند الفقہاء، لا کمثل لشراء، و معهما جند  
فعاذا بعد فاذا و کملہ بشراد حسب  
و الموصول له تعیین العبد، ولا الوکیل  
اصاف لیه العقد، ولا وقع من حاله العقد  
ولا اقراره شرای له، و دامہ سکوت  
للشاری لا من، و کملہ، و المسألة فب  
الهدایة والدرء، و عامۃ الاحقار انفرء  
فالتوقیت ههنا حکما لا صافۃ فله لانقال  
فعله الی الامرک من و الاحواز بظرف  
کالعقد من حاله و لا اقرار من الاقواس و  
التعیین التعیین، والله سیخنه و تعالی  
اعلم۔

ہا تجزیرہ فوضوئیں ہیں جن میں سے چار میں وہ شے مباح لیے والے کی ملک ہے اور باقی میں دوسرے  
کی۔ یہ جبکہ لینے والا خر ہو ورنہ ملک کسی شے کا مالک نہیں ہوتا اس کا جو کچھ ہے اس کے مولیٰ کا ہے ہذا

ما ظہر لے نظر فی کلما فہم واسر جواں یکون صوابا ان شاء اللہ تعالیٰ (یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا اللہ کے کلمات کو دیکھتے ہوئے اور مجھے امید ہے کہ یہی صحیح ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ت)

**تنقیح دوم** یہ اصول مطلق استیلائے مباح میں ہوتے یہاں کہ نفس گونا بنا لے میں ہے یہ بھی دیکھنا ضرور کہ اس کے دین اگر اس سے کوئی شے مباح مثلا کنویں سے پانی یا جنگل سے پتے منگائیں تو اس نسبت بنوت کے سبب احکام مذکورہ استیلا میں کوئی تفاوت آئے گا یا نہیں، اگر آئے گا تو کیا، اس میں حد رکھیں توں ہیں۔

اول کہ زیادہ مشہور ہے کہ والدین کو بھی مباحات میں استعمال کا اختیار نہیں مگر جہاں کے حکم سے انھیں کے لیے انھیں کے طرف میں نے خود ہی مالک ہو گا اور والدین کو اس میں تصرف حرام مگر بحالت محتاجی۔  
اقسول یعنی بحالت فقر بلا قیمت اور بحالت احتیاج حاضر مثلا سفر میں ہوں اور مال گھر میں بوجہ وقت تصرف کر سکتے ہیں ذخیرہ وغیرہ پھر معراج الدرایہ پھر حموی کنز پھر طحاوی پھر شامی میں ہے۔

لوا مرصیا ابوہ او امہ باتیان الماء  
من الوادی او الحوض فی کوثر فسادہ لا یحل  
لابوہ ان یشرب من وادی امہ او ابوہ  
فقیرین لان الماء صوابکم ولا یحل لہما  
ای والشرب من مالہ بعد حاجتہ۔  
اگر کسی بچہ کو اپنے باپ یا ماں نے وادی یا حوض سے پونے میں پانی لانے کو کہا پھر وہ پانی لے آئے تو اس کے ماں باپ کے لیے اس پانی کو پینا جائز نہیں بشرطیکہ وہ فقیر نہ ہوں، کیونکہ پانی اس بچہ کی ملک ہو گیا اور ان دونوں کے لئے اس کے مال سے طر حاجت کھانا پینا جائز نہیں۔ (ت)

**جامع احکام الصغار** پھر حموی اشباہ اور تاتاریخ پھر رد المحتار میں ہے۔  
اذا احتاج الاب الى مال ولده فان کاسا  
فی المصرو احتاج لعقرہ احصل بعیر  
شی وانکانا فی المفترقة واحتاج الیہ  
لانعدام الطعام معہ فله الاصل  
بالقیمۃ۔  
جب باپ کو بچہ کے مال کی حاجت ہو اور وہ شہر میں ہوں اور فقر کی وجہ سے بچہ کا مال کھانے کا محتاج ہو تو کھائے اور اس پر کوئی شے نہیں، اور اگر یہ مشورہ حال جنگل میں پیش آئے اور باپ کے پاس کھانا موجود نہ ہو اور اس کو کھانے کی ضرورت ہو تو وہ قیمت کے ساتھ کھا سکتا ہے۔ (ت)

جامع النصیرین میں فوائد امام غزیر الدین سے ہے :

لوکان، الاب فی قلاۃ ولہ ماں فاحتاج الے  
طعام ولہ اکلہ بقیستہ لقولہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم اکاب احق بمال ولہ  
اذ احتاج الیہ بالمعروف والمصروف  
ان یتناولہ بعیوشی یوفقیو ادلا فبیعتہ  
زیادہ حق ہے اور معروف طریقہ یہی ہے کہ بلا قیمت استعمال کرے اگر فقیر ہو ورنہ قیمت کے ساتھ استعمال کرے ۔ (ت)

مگر اس اجازت سے احکام مذکورہ استیلا میں کوئی تغیر نہ ہوا کہ ملک مالک ہے (قرہائی) ماں باپ  
کر قیمت یا محنت اُس میں تصرف کی اجازت ہے کہ اسی مال استیلا سے عام نہیں بھی کی ہر ملک میں ہے ۔  
۲۔ دھرم فقیر والدین کی طرح غنی ماں باپ کو بھی بچہ سے ایسی حدت ہے کہ حق سے روہ پانی روا کہ  
عرب و رواج مطلق ہے یہ امام محمد سے ایک روایت ہے فقیر وادراس کے ساتھ کی کتابوں میں بعد عبارت مذکور  
ہے ، دھرمی محمد بحل لہ ، دھرمی معروف و حدودہ (نور عارف سے روایت ہے کہ دوزخ  
کے لیے مول ہے گرجہ دوزخ غنی ہوں کیونکہ عرف اور عادت کا اعتبار ہے ۔ ت)

اقول اس تقدیر پر ظاہر یہ ہوتا کہ جو مباح بھی نے فرمائش والدین سے لیا اس کے مالک والدین ہی ٹھہری  
ورنہ بحال غنا کی تصرف نادر ہوتا قال تعالیٰ من کان غنیاً فلیستغنی عنکم لا تعالیٰ کا فرمان ہے جسے نہایت  
نہ ہو وہ بچتا ہے ۔ ت) قریہ روایت ضرور نہ گائے استیلا سے صورت سوم کے حکم میں والدین کا مشفقہ کرتی  
مگر امام محمد ہی سے ایسی ہی نادرہ روایت آئی ہے کہ اگر بچہ کھانے پینے کی چیز اپنے ماں باپ کو دینا دے تو وہ  
والدین کے لئے مباح ہے قریہ روایت بھی احکام مذکور پر کچھ اثر نہ ڈالے گی کہ مالک بھی ہی ٹھہرا ۔ جب مباح  
احکام الصغاریں سے ہے :

فی ہمتہ ما دی انفا صی طویو والدین  
قی صی غزیر الدین کے فتاویٰ کی جہد کی بحث میں



رحمہ اللہ تعالیٰ ادا اہدی الصغیر شیخ  
من الہاکولات روی عن محمد رحمہ اللہ  
قہانی، نہ یباح لوالدیہ وشبہ ذلک بفیاض  
الماذون واھکثر مشایخ بخاری امنہ  
لا یباح یلع

کہ جب بچہ کھانے کی کوئی چیز بطور ہدیہ دے تو  
امام محمد سے مروی ہے کہ اس کے والدین کو اس  
میں سے کھانا جائز ہے، اور انہوں نے اس کے  
ماذون کی ضیافت کے مشابہ قرار دیا اور بخاری کے  
اکثر مشائخ کہتے ہیں کہ مباح نہیں۔ (دست)

اسی طرح شامی میں تا قار خانیہ و ذخیرہ سے ہے اس روایت کی تحقیق لغو و تعالیٰ عنقریب آتی ہے اور یہ  
کہ اس مقام سے بے علاقہ ہے مگر اقرب یہی ہے کہ یہ روایت والدین کے لیے امانت کھرت کرتی ہے نہ کہ  
اثبات بلکہ تو ضابطہ بحال ہے۔

سورہ: اگر ماں باپ کے برتن میں یا تو وہ مالک ہوں گے ورنہ صبی جیسے اجیر۔  
اقول یعنی جس کا نہ وقت معین کیا نہ کسی میں شے کے لیے اجیر نہ اس نے مستاجر کے لیے اقرار کیا حالانکہ  
میں غریب پر غناظ نہیں، جامعہ المصادر میں ہے،

فیسوع فواشد صاحب المھیظ الامم او  
الامرا اذا امر ولدہ الصغیر یستلزم من  
الحوص الى منن اسبہ وہ فہ الیہ الکوز  
مقتل قال نعمہم الماء الذی فی الکوز یصیر  
ملکاً للمصی حق لا یحل للاب شرمہ الاحند  
الحاجة لان الاستخذاء فی الاحیاء  
المباحة ماطل وقال بعضهم ان کان الکوز  
ملکاً للاب یصیر ملکاً للاب ویصیر الابن  
محرراً الماء لاسبہ کالاجیر ادا حصل  
الماء بکوز المستأجر ینکون محذوراً لئلا یجر  
کذا اھدأ

صاحب مھیظ کی خانہ کے باب البیوع میں ہے  
کہ ماں باپ کے بیٹے کے کوز سے پے گھر  
پانی لے کر لے کر لے کر اس کو نہ بھی دیا چنانچہ وہ پانی  
لے آیا، تو ایسی صورت میں بعض علماء کے نزدیک  
لوٹنے کا پانی بچہ کی ملک ہے یہاں تک کہ باپ  
بلا ضرورت اس میں سے پانی بھی نہیں سکتا کیونکہ مباح  
اشیاء کے حصول کے لئے اس سے خدمت لینا باطل ہے  
اور بعض نے کہا کہ اگر نوٹ باپ کی ملک ہے تو پانی  
بھی باپ کی ملک ہو گا اور بیٹا مزدور کی طرح پانی کو  
اپنے باپ کے لیے جمع کرنے والا قرار پائے گا کیونکہ  
اجیر اگر مستاجر کے لوٹے میں پانی لے لے تو وہ پانی  
مستاجر ہی کا ہو گا یہی حال اس کا ہے۔ (دست)

اولیٰ کو دوسرے علامہ رحمہ اللہ نے قتل کر کے فرمایا اس میں حرج عظیم ہے اور واقعی حرج ہے اور حرج نص قرآنی سے مرفوع ہے،

وحوادث شان ان یوحیہ باللیل فنانہ  
بانه للاب ان یستخذرو لہ قال ف  
جامع الفصولین وللآب ان یحیرولذ الصیر  
لیحدرا ستادہ لتعیم الحرفۃ وللآب  
المجداد الوہی استعمالہ بلا عرض بطریق  
التمذیب والسر یا صحتہ اذ قال الا ان یقال  
لا یمنہ منہ وذل عدمہ لہ لک المہ  
المباح وان امرأ بہ ابوہ واللہ تعالیٰ اعلم  
یہ عدم ہیں ہوتا کہ وہ اپنی کائنات میں مرگا، خواہ اس نے اپنے باپ کے حکم سے پائی یا جو واللہ تعالیٰ

اعلم - (ت)

اقول الجواب صحیحہ لطیف ما کان  
یستاحل التزییف بل کان واضح من قبل  
طریقین بسؤال محل بل السؤال ساقط من  
مراسلہ فہم لایسکون جواز الاستعداد  
للآب لکن ذلک حیث یعم ویحقق فانت  
الشیء انما یجوز بعد ما یصح والباطل لا  
وجود لہ وقد علمت انہ فی الاحیاء  
المباحۃ باطل وبہ انکشف ایہا مان دقا  
فی کلامہ فی کتاب الشریکۃ حیث کان فی  
التنویر والدم لا تصح شریکۃ فی احتطاب

میں گستاخوں، جواب بالکل درست ہے اس کے  
ضعیف قرار دینا درست نہ ہوگا، بلکہ پہلے سے  
واضح تھا، تو سردی کی گستاخ ہی نہ تھی، بلکہ سوال کی  
جیا ہی ساقط ہے، کیونکہ مشائخ اس امر کا انکار  
نہیں کرتے ہیں کہ باپ بیٹے سے خدمت لے سکتا ہے،  
لیکن یہ صرف اسی صورت میں ہے جبکہ تحقق ہو اور صحیح  
ہو، کیونکہ شے اسی وقت جائز ہوتی ہے جبکہ  
صحیح ہو اور باطل کا کوئی وجود نہیں ہوتا، اور آپ جان  
چکے ہیں کہ یہ اعیان مباعد میں باطل ہے، ان کے  
کتاب کی کتاب الشریکۃ میں دو دہم تھے وہ بھی اس

واحتماش واصطیاد واستقاء و مسائر مباح  
 لتضمنها الوكالة والتوكيل في اخذ المباح  
 لا يصح وما حصله احدهما فله وما حصله  
 معافهما نصيبان ان لم يعلم ما لكل وما  
 حصله احدهما باعانة صاحبه فله وللصاحب  
 احر مثله آه فكتب رحمه الله تعالى عن قوله  
 وما حصله فلهما يؤخذ من هذا اما افتق  
 به في الخيرية لاحتتم اخوة يعملون في  
 تركه ابيهم ومعا اباؤا فهو بينهم سوية  
 ولو اختلفوا في العمل والرأي اه قال قس  
 هذا في غير الاصل مع ابيه لافي القبيح  
 الاب و سه يكتبان في صفة واحدة  
 ولهم مكسهما شئ فانكسب كذا مذهب  
 الابن في حيااله فكونه معياله آه

میں اختلاف ہی کہیں رہا ہوا فرمایا یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ باپ کے ساتھ معروفت عمل ہو  
 کیونکہ قید میں ہے اگر باپ بیٹا ایک ہی صفت میں کام کرتے ہوں اور ان کے پاس اس کے علاوہ کچھ نہ ہو  
 تو کل کماٹی باپ کی شہرہ ہوگی بشرطیکہ باپ کے حیا میں ہو، کیونکہ وہ اس کا مددگار ہے (مت)

اقول عیواده هذا الفرع في هذا  
 المبحث مما يوافقهم ان لا اجتماع ماحل  
 وابنه في حيااله في تحصيل مباح كالميت  
 كله فلا بد ويجعل الاب معياله وليس  
 كذلك فان الشرح المطهر جعل في المباح

گفتگو سے ختم ہو گئے، اور تدبیر میں ہے لڑکیاں اکٹھی  
 کرنے، لکھا اس میں کرنے، شکار کرنے اور پانی بھرے  
 میں حرکت جائز نہیں، اور یہی حال وہ سری مباحات  
 کا ہے کیونکہ یہ وکالت کو متضمن ہے اور مباح کے لینے  
 میں توکیل جائز نہیں، وہ میں سے کسی ایک نے جو حاصل  
 کیا وہ اسی کا ہوگا اور جو دونوں نے مل کر حاصل کیا ہو  
 تو وہ آدھا آدھا ہے، اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے  
 کتنا یا تھا اور جو کچھ ایک نے اپنے ساتھی کی مدد سے  
 لیا وہ اسی، ایک کا ہوگا اور ساتھی کو، جو مثل نے گا،  
 تو انہوں نے ان کے قول و ما حصلہ معہ پر لکھا ہے  
 اس سے معلوم ہوا کہ خیرہ میں جو فتویٰ ہے وہ اسی  
 سے ماخوذ ہے اگر کچھ بہائی مل کر اپنے باپ کے ترکہ  
 میں کام کریں، اور کچھ مال حاصل ہوا تو وہ ان کے  
 درمیان برابری کی بنیاد پر تقسیم ہوگا خواہ عمل در آئے

میں کتا ہوں ان کا اس فرع کو اس بحث  
 میں لانا یہ وہم پسیدہ کرتا ہے اگر بیٹا باپ کے حیا میں  
 ہو اور باپ بیٹا کسی مباح چیز کے حاصل ہونے  
 میں مل کر کام کریں تو حاصل شدہ چیز پوری کی پوری  
 باپ کی ہوگی اور بیٹا اس کا مددگار قرار پاسے گا،

موجب الملك الاستيلاء من استولى فهو المالك ولا ينتقل الملك الى غيره الا بوجه شرعي كهبته وسيم ولا يقبض احده لغيره الا بوجه شرعي ككوبه عبدا او اجيره عليه اما الاعانة مجانا فهي الخدمة وقد علمت نعلان الاستخدام في تلك الاعيان وكتب على قوله باعانة صاحبه سواء كانت الاعانة يحصل كما اذا اعانته في الحميم و القلم او الربط او الحمل او غيره او بالآلة كالبودرة له لعلل و س و به ليستحق عليه او شبكة ليصيد به حموى و قنص في طائر الكاثرني، بادسي، اٹھنے وغیرہ میں مدد کرے یا آدکے ذریعہ مدد سے اس کو چڑھایا پانی پھرنے کا بڑا ڈول دیا یا شکار کے لئے ہال بنائے اور وقت بوقت

اقول فلا يتوهم منه الا عانة في قدم المحطبان يقدّم النعمان هدا او النعمان هدا، لانه هو تخصيصهما بل النعمان اسه وضع يده مع يده في القلم حتى ضعف تعلقه فقلعه النعمان او حمل هذا ولا وتركه قبل ان يعلق ثم عمل ذلك فبقية يكون الاول معينا والملك للعالم كمن استقى من يثرفاذا دنا المد لو من رأسه اخرجها وسحاحا هت من رأس البئر فبها فان الملك لثاني وكذلك اذا

حالات کی بات یہ نہیں ہے کیونکہ شریعت نے مباح اشیاء میں ملک کا سبب استیلاء کو قرار دیا ہے قزوینی کسی مباح پر قبضہ ہو جائے وہی مالک ہے اور دوسرے کے طرف اب اس کی ملک شرعی طریقوں سے ہی منتقل ہو سکتی ہے جیسے ہبہ اور سیم وغیرہ اور اس کا لیا اس کے غیر کی طرف صرف شرعی سبب سے ہی منسوب ہوگا مثلاً یہ کہ وہ اس کا غلام ہو، یا مزدور ہو اور محنت کی اعانت تو یہ خدمت ہے، اور یہ قوا آپ کو معلوم ہی ہے کہ مباح چیزوں میں خدمت لینا باطل ہے اور باعانة صاحبہ پر بھی کہ عام اریں اعانت علی ہو جیسے کسی چیر کے جمع کرنے اکھاڑنے یا مدد سے اٹھانے وغیرہ میں مدد کرے یا آدکے ذریعہ مدد سے اس کو چڑھایا پانی پھرنے کا بڑا ڈول

میں کہتا ہوں اس سے یہ وہم پیدا نہ ہو کہ اگر یاں اکھاڑنے میں مدد دینا بھی اسی طرح ہے، مثلاً بعض لوگ اس وقت اور بعض اُس وقت لکڑیاں اکھاڑیں اس لئے یہ اُن دونوں کا حاصل کرنا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ایک ہی لکڑی پر ہاتھ رکھیں اور دونوں ایک ساتھ اس کو اکھاڑیں یا یہ کہ پہلے ایک شخص نے ایک درخت پر زور آزمائی کی اور بیٹ لگیا پھر دوسرے نے زور آزمائی کی اور اس کو اکھاڑ لیا، تو پہلا مددگار قرار پائے گا اور ملک اکھاڑنے والے کی ہوگی جیسے کوئی شخص ڈول بھر کر کنوئیں سے

اَلْاَمْرُ اَحَدٌ صَيِّدٌ اَوْ سَيَّابٌ عَلٰى اَحْوَالِخَدَةِ  
 كَانِ نَزْلًا اَحَدًا وَّمَا اَحْسَرُ وَّ يَعْدُ عَنِ اَزِيْمَاتِ  
 عِبَادَةٍ يَهْدِيَةٌ حَيْثُ قُلُوبٌ عَنْ اَحَدِهِمْ  
 وَاَعَانَهُ الْاُخَرُ حَقَّ عَمَلِهِ بِاَنْ قَلْعَهُ اَحَدُهُمَا  
 وَجَمْعُهُ الْاُخَرُ اَوْ قَلْعَهُ وَجَمْعَهُ وَحَمَلَهُ  
 الْاُخَرُ فَلِلْمُحِبِّ اَجْرُ الْمَثَلِ فِيهِ  
 اس میں ہے کہ اگر عمل ایک نے کیا اور دوسرے نے اس عمل میں معاونت کی، مثلاً یہ کہ درخت ایک شخص نے  
 لکھا کھائے اور دوسرے نے جیسے کئے، لکھا ہے اور جمع کئے لیکن اٹھا ہے دوسرے نے، تو دونوں کو اجر حاصل  
 ہے گا۔ (ذات)

دوم کر نص محرر المدبب سے مروی لفظ سرگن کر ہے کہ بہت کتب معتبرہ مشہورہ نے اس پر  
 اشتہاد کیا تو ہی اہل سمرقند پھر فتاویٰ خلاصہ میں اس کے حوالہ سے ہے۔  
 ماحل وھب للصمد یرسیا عن ابیہ کور  
 یباح للوالدین یرسیا عن ابیہ کور  
 عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ  
 وھب کروری میں ہے :  
 وھب للصمد یرسیا عن ابیہ کور  
 للوالدین یرسیا عن ابیہ کور  
 فتاویٰ سراجیہ میں ہے :  
 اذا وھب الصمد شیئا من الماکول قال  
 محمد رحمہ اللہ تعالیٰ یباح للوالدین امت  
 یا حکلا منہ و قال احکثر متشایخ

اگر کسی شخص نے بچے کو کھانے کی چیز بہہ کی تو اس کے  
 والدین کو اس چیز کا کھانا صحیح ہے۔ (ذات)  
 اگر کسی نے بچہ کو کھانے کی کوئی چیز بہہ کی تو عمرہ نے فرمایا  
 والدین کے لیے اس میں سے کھا، مباح ہے  
 اور بخاری کے احکام مشائخ نے تسلیم کیا

سہ الہدایۃ فصل فی الشریکۃ الفاسدۃ جبرثانی المکتبۃ العربیہ کراچی ۶۱۳/۱  
 سہ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب البیہ مکتبہ حبیبیہ کراچی ۴۰۰/۲  
 سہ فتاویٰ زاریہ مع البیہ کتاب البیہ پیشاور ۲۳۶/۶

بخاری لا یحل اھ

والدین کو کی تاحلال نہیں اھ (ت)

اقول و تقرد بتعبیر قال محمد  
 فان جہا سرة العا مة مروی عنہ و اللہ  
 تعالی اعلم۔

فتاویٰ طبریز پیر نثر العیون میں ہے  
 اذا اھدی لصغیر شیء من المذکور ت سؤ  
 عن محمد انه یباح لوالدیه و شہید  
 ذلك بالنظیر و اکثر مشایخ بھامی  
 علی انه لایباح بغير حاجت

کراچی میں ہے ا

یباح لوالدین ان یا کلا من الماکول  
 الموهوب لھم بغير کذا فی لھلا صۃ فاذا  
 ن غیر الماکول لایباح لھما ولا لکسیر  
 لا احتیاج کما لایحیی

در شریعت میں ہے

وجہ اسے فی السوا حیۃ یباح لوالدین  
 ان یا کلا من ماکول وھب لہ و قیل  
 لا یتقی ما دا اب غیر الماکول لایباح  
 لھما الا بحاجۃ اھ

اقول و کانه اخذہ من ان العمل

میں کہتا ہوں قال محمد کی عبارت تنہا  
 اہوں نے ہی استعمال کی ہے کیونکہ عام کتب کی  
 عبارت یہ ہے کہ اس سے مروی ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

بچہ کو کسی نے کھانے کی چیزیں دی ہیں وہیں تو  
 کھانے سے مروی ہے کہ اس کے والدین کو کھانا  
 مباح ہے اور یہ ضیافت کی طرح ہے اور بخاری کے  
 اکثر مشایخ کا منہ ہے کہ بغیر حاجت جائز نہیں ا

والدین کو بچہ کی موهوب چیز کا کھانا مباح ہے کذا  
 فی الخلاصۃ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر ماکول کو  
 استعمال میں لا، مباح نہیں، ہاں ضرورت جائز  
 ہے کما لا یخفی۔ (ت)

سراجہ میں ہے بچہ کے والدین کو مباح ہے کہ بچہ کو  
 ہدیہ کی گئی چیز سے کھائیں اور ایک قول ہے کہ  
 جائز نہیں اتنی، اس سے معلوم ہوا کہ غیر ماکول  
 سے بلا حاجت استفادہ جائز نہیں اھ (ت)

میں کہتا ہوں شاید انہوں نے غلطی، اصول

۱۔ فتاویٰ سراجہ مسائل متفرقہ میں پیہ لکھنؤ ص ۹۰  
 ۲۔ جامع الصغیر مع العمولین انکرا پیہ اسلامی کتب خانہ کراچی ۴۹/۱  
 ۳۔ کراچی کتاب الخبۃ سعیدہ کینی کراچی ۲۸۸/۲  
 ۴۔ الدر الخیر مجتہائی دہلی ۱۶۰/۲

۱۔ کہنا ہے کہ امام کے اصحاب کے قول پر اس وقت عمل چکا جب امام سے کوئی قول نہ پایا جائے اور امام کے قول کے عکس شائع کے قائل نہیں ہو سکتے ہیں خواہ وہ کتنے ہی زیادہ ہوں اس کے بعد ہم نے اپنے رسالہ اجلی الاعلام ہائے الفتویٰ مصنف علی قول الامامہ میں ذکر کئے ہیں خاص طور پر انہوں نے اس کو قول محمد سے تعبیر کیا ہے روزِ مرجعہ میں قید نہیں ہے عیا کہ ہم نے اس کی نص کر رکھی ہے۔

بقول اصحاب الامامہ ذالوہ بعد عنہ قول ولا یواسرینہ قول المشیخ و ان کثروا کما ذکرنا فصوصہ فی رسالتہ اجلی لاعلام ہائے الفتویٰ مصنف علی قول الامامہ لاسیما وقد عبرہ بقول محمد والا فلیس فی السراجیۃ قیل کما اسمعناک نصہا۔

”نام آ رہا تہ پھر روزِ مرجعہ میں ہے۔“

محمد سے مروی ہے بطور نص کہ یہ مباح ہے اور اخیرہ میں سبہ کہ اکثر مشائخ بخاری اس پر ہیں کہ مباح نہیں ہے۔

مروی عن محمد نصہا نہ بیاح ولی الذخیرہ و اکثر مشایخ بخاری علی انہ لایباح۔

اسی طرح جواہرِ خلاطی و مستند یہ میں ہے جامعہ الصغریٰ کی عبارت اور گزری۔

اقول مگر نظرِ دقیق جانو کہ وہ دونوں روایتیں اگرچہ امام محمد سے تشریف لائی ہیں لیکن اس روایت اور ان عبارتوں کو اس روایت سے علاوہ ہیں یہاں وہ شے ملک بھی نہیں بلکہ وہ سرے سے جہی کے نام دیر بھی ہے اور عادتِ فاشیہ جاری ہے کہ کھانے پینے کی تھوڑی چیز بچوں ہی کے نام کر کے بھیجتے ہیں اور مقصود ہاں باپ کو دینا ہوتا ہے اور یہ تو قطعاً نہیں ہے کہ باپ پر حرام سمجھے ہوں اس وقت کا انتہی زمانہ و عام دیکھ کر مطلق حکم فرمایا کہیں تصحیل و توضیح فرمادی۔ فتاویٰ سمرقند پھر تاجارہ پھر شریعہ میرزا کا تب تھیں و لایزال پھر جامعہ الصغریٰ میں ہے۔

جب چھوٹے بچے کو کسی نے میوہ جات دیر کے تو اس کے مای باپ کو اس میں سے کچھ نہ جائز ہے بشرطیکہ اس دیر کا مقصد ہاں باپ کے ساتھ خوش سلوک ہو اور بچہ کو محض اس لیے دیر کیا گیا ہو کہ دیر کو چھوٹا سمجھا گیا ہو۔ (دست)

اذا اهدی الفواکھ الی الصبی الصغیر یحل للاب والامہ الا عند اذا دیر بذلت بر لایب والامہ لیکن اهدی الی الصغیر استقصا من الہدیۃ۔

ملفوظ پھر اشباہ کی تعبیر اور احسن ہے جس سے اس عادت کا فاسخ ہونا روشن ہے۔

حیث قال ادا اھدی للصبی شیئ وعلو امہ  
لہ فلیس لوالدین الا کل منہ لعیبر  
حاجة اھـ

اقول ہی المنع علی علو امہ للصغیر  
فادالہ حاجة اھـ لم یعبر شیئ من والد  
معاداة الفاشیة۔

علم نہ ہو تو مباح ہے عرف کا لحاظ رکھتے ہوئے کہا گیا ہے۔ (د ت)

نام ظہیر الدین نے ان عبارات مطہرہ کی دلیل بیان فرما کر اس امر کا تصفیہ فرمادیا، ظہیر یہ پھر علی گریہ  
میں ہے۔

اھدی للصغیر العواکہ یحی لوالدیہ اکھ  
لان الاعداء الیہم و ذکر العیہ لاستصفا  
المہدیہ۔

اقول ومن ہذا ظہر انہما تقدم  
عن جامع الصغیر عن الظہیریۃ اذا  
اھدی للصغیر شیئ من الماکولات ان لم  
یکن من ثقلہ ما لم یصل الیہ المسألة  
فما ثرا لکتب یما وھب شیئ للصغیر وقد  
نقل عن الظہیریۃ ففسرہا فی الغمر بلفظ  
اھدا اھدی للصغیر شیئ کما سمعت فلیس  
مرادہ الا اھداۃ مما اھدی الیہ لان  
یبتدی الصبی فیہدی من مکنہ شیئاً

بچہ کو پہل دینے کیجئے تو اس کے والدین کو ان کا  
کھانا جائز ہے کیونکہ ہدیہ دراصل والدین کو ہی تھی  
پکڑے یا تو ہیں اس لیے دیا گیا کہ ہدیہ کو منقول سمجھا گیا۔  
میں کہتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ جو جہاز  
جامع صغیر سے ظہیریہ سے گزری کہ جب بچہ کھانے پینے  
کی کوئی چیز ہدیہ کرے اگر یہ اس کی نقل بالمعنی نہیں ہے  
کیونکہ تمام کتب میں یہ مستند اس طرح مذکور ہے کہ  
کوئی چیز بچہ کو ہبہ کی گئی اور خود ظہیریہ میں غرض سے ان  
افعال میں منقول ہے کہ جب بچہ کو کوئی چیز ہبہ کی گئی  
جیسا کہ تم نے سنا، تو ان کی مراد یہ ہے کہ بچہ اپنے سے  
ہدیہ کرے جو بچہ ہدیہ کی گئی جو یہ نہیں کہ بچہ ابتدا کرے  
اور اپنی جانب سے بچہ ہدیہ کرے، اور اس کی دلیل



والدین علیہ قولہ وشبیہ ذلک بغیبت  
المأذون فالبأذون لا یضیت من مال  
نفسه بل مولاد و مولاد ما اذن فی  
التجارة لکن العوائد قصتان امثال لصیقات  
لا بد صہافی التجارة فکان اذنه فی التجارة  
اذما یرها کدب، الصی لا یرہدی من مال  
نفسه بل مال المرہدی والمرہدی انما  
سمی الصی لکن عثت العوائد امثال  
انہدایا لا یمنع عنها ابواہ فکان اهداؤہ  
الیہ اهداء الیہما۔

ہر ایک سے ماں باپ کو مع نہیں کیا جاتا ہے تو بچوں کو ہر دینا ماں باپ کو ہر دینا سمجھا جاتا ہے۔ دت۔

اقول وانوجه فیہ ان المناکولات  
مما یتکسرع الیہا الصادقین واما من  
المرہدی فی لہما فی التناول دلالة وذلک بان  
یقع المذک لہما بخلاف ما یدنہر فظہر  
صدقة المحر والذری قولہما افاد اب  
غیر المأذون لایباح لہما الا لخاصة  
واندفع مادقہ للعلامة ش حیث قال  
بعد نقل ما مر عنہ من القاس خانیة  
عن فتاویٰ سمرقند قلت وبہ یحصل  
التوہیق ویظہر ذلک بالقرائن وعلیہ  
فلا فرق بین المأذون وغیرہ بل غیر اظہر

ان کا یہ قول ہے کہ اور یہ مشہور ماذون کی ضیقت ہے  
کہ ماذون اپنے مال سے ضیقت نہیں کرتا ہے  
بلکہ اپنے مولیٰ کے مال سے کرتا ہے اور اس کے مولیٰ  
نے اس کو تجارت کی اجازت دی ہے، لیکن عرفت  
میں یہ عادت ہے کہ تجارت میں اس قسم کی ضیقتیں  
ہوتی ہی رہتی ہیں، تو تجارت کی جارت دین ضیقت  
کی جارت کے مترادف ہے، اسی طرح کچھ مال  
سے ہر دین نہیں دیتا ہے بلکہ ہر دیننے والے کے مال  
سے ہی ہر دین دیتا ہے اور ہر دیننے والے نے کچھ کا  
نام لیا مگر عام طور پر عادت یہ ہے کہ اس قسم کے

میں کتنا بڑا کھانے پینے کی چہرہ عام طور پر  
جس کی مال مرہدی میں تو ہر دیننے والے کی طرف سے  
والدین کو اشارہ کھانے کی اجازت سمجھی جاتی ہے اور  
اسی طرح ایک والدین کے لیے ثابت ہوگی اور جو  
اشیاء جلد خراب ہونے والی نہیں ہیں ان کا یہ حکم  
نہیں ہے تو جو اور دوسرے قول کی صحت ہی ہر دین  
ان کا قول ہے کہ جو چیزیں کھانے پینے کی نہیں ان کا  
استعمال والدین کے لیے جائز نہیں، ہاں حاجت  
کے وقت جائز ہے، اور علامہ شمس کا اعتراض  
ختم ہوا اسوں نے تو وہ عبارت نقل کی جو تخریر  
فتاویٰ سمرقند سے گزری، پھر فرمایا میں کہتا ہوں

ای ذات امرادۃ الولد بعبة المأکول الظہر  
 واکثر فاذا اساع الاکل فعد عند حدہ  
 دلیل یقین باحتساب المہدیۃ بالولد  
 فہذا ادنی دقد عرفت الجواب وبالله التوفیق  
 اکثر ہے زوجہ و یاں کھانا جائز ہر کسی الہی دلیل کے نہ ہونے کے وقت جو ہدیہ کے بچہ کے ساتھ غنیمت ہونے  
 کا تقاضا کرتی ہو تو یہ اولیٰ ہے اور آپ کو اس کا جواب مل چکا ہے وبالله التوفیق۔ (دست)

بالحدیث روایات غیر ملک صبی میں ہیں اور یہاں کلام جہل صبی میں کہ بیان پانی بلا مشبہ بھرنے والے کی  
 جگہ ہوگا جبکہ روح اجارہ رہو اور صبی کی جگہ وادی کی کہ بے احتیاطی عزال نہیں مقتضائے نظر فہمی تو یہ ہے  
 اقول وبالله التوفیق مگر شک نہیں کہ عرف و عادت اس کے خلاف ہے اور وہ بھی دلائل شرعیہ سے ہے  
 تو سبب کہ اسے قنیا غفر قرار دیں جس پر قرآن و حدیث سے دلیل ہے قال اللہ عزوجل

وَلَسْتُ بِمَالٍ مِّنَ الْمَالِ  
 وَان تَخْلُوهُمْ فَاُولَٰئِكَ مَالٌ مِّنَ الْمَالِ  
 اور وہ آپ سے خیموں کی بہت پوچھتے ہیں فرمادیجئے  
 ان کی اصلاح بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ اپنا  
 مال لکھو اور تو اسے بھائی ہیں اور اللہ مقصد  
 کو مصلح سے جانتا ہے۔ (دست)

اسی آیت میں احد التفسیر پر پریم کے ساتھ حوازی ملکت مالی ہے اور ظاہر کہ بھال مخالفت کا کل  
 اختیار قریب محالی ہے تفسیرات احمدیہ میں سے

وفي الشراہدی قال ابن عباس مرہی اللہ  
 تفلی صبرہا المحالطة ان تأخذ من  
 ثمرہ ولسہ وقصعتہ وھویاً کل مہب  
 ثمرتک وللمث وقصعتک والایۃ تبدل  
 علی جوارہا المخالطة فی السفر والخصم  
 یجعلون النفعۃ علی السواء ثم لا یمیکرہ  
 ان یاھل احدھا اکثر لاند لما جاز  
 اور زبانی میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 مروی ہے کہ مخالطت یہ ہے کہ تم اس کے پھل  
 اس کا دودھ اور اس کے پیالہ میں کھاؤ اور وہ  
 بھی اسی طرح تمہارے ساتھ تمہارے پھل  
 کھائے اور تمہارا دودھ پیئے اور تمہارے پیالے  
 میں کھائے اور یہ آیت مخالطت کے جواز پر لالت  
 کرتی ہے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں جو جبکہ نفقہ کو

فی احوال الصغیر فی خواصہ فی احوال انکسار  
اولیٰ ہذا النقطہ ما حفظہ و انہ باقم و حجة  
علیٰ کثیر من المنعصین فی نہ ما نہ  
ہے، یہ ان کے نفاذ ہیں ان کو بخوبی یاد رکھیں، یہ مفید بھی ہیں اور ہمارے علم کے بہت سے متعصبین پر  
حجت بھی ہیں احمد دہلوی

اقول فادان ما فی جامع الصغیر و حق  
ما وی مرشد الدین من باب دعوی الاب  
والوصی لولو تکن الامر تحت جہۃ الی مالہ  
ولکن حدثت مالہ بعمال الولد واشتدت  
الظفر و اکلت مع الصغیر ان کلمہ  
ما مراد علی حصتہ لایحوس لانہا اکلت  
مال الیتیم ثم ما فی زیادۃ التفسیر فی  
جامع الرموز عن الباب المدکور من ہذا  
المنزورۃ قلیل ہذا صبی یحصل المال  
و یدفع الی امہ و الام تفتق علی الصبی  
و تأکل معہ قلیلًا حول لقمۃ او لقمۃین  
من عسر و آدۃ لایکون

میں کہتا ہوں، ترجمہ جامع الصغیر میں فتاویٰ  
رشید الدین سے، دعویٰ الاب و الوصی میں، جو  
مستحق ہے اگر ماں بچہ کے ماں کی حق ہے، جو، لیکن  
اس نے بچہ کا مال اپنے مال کے ساتھ حاکم رکھا، غریب  
اور بچہ کے ساتھ کھایا تو اگر اپنے حصہ سے زیادہ کھیا  
تو جائز نہیں کیونکہ اس نے یتیم کا مال کھیا، اس سے  
مراد یہ ہے کہ اتنی زیادتی جو باطل و امح اور بھروسہ  
اسی فتاویٰ سے کہ مال سے جامع الرموز میں  
مستقل ہے، اس سے کچھ ہی پہلے کہ ایک یہ ہے  
جو مال لانا ہے اور ماں کو دینا رہتا ہے اور یاں اس  
پر غریب کرتی رہتی ہے اور لقمہ دو لقمہ خود بھی اس کے  
ساتھ کھاتی رہتی ہے زیادہ نہیں، قر یہ مکروہ  
نہیں ہے۔ (دست)

صحیح مسلم شریف میں عبد بن عباس سے ہے۔

قال کنت اعجب مع الصبیان فجی، رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواضعیت خلعت

فرمایا میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا سننے میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت لائے تو میں

لے تفسیرات احمدیہ بیان اصلاح  
کرمی کتب خانہ ممبئی ص ۱۰۳  
کے جامع الصغیر مسائل انکراہیۃ اسلامی کتب خانہ کراچی ۱۳۸/۱  
کے جامع الصغیر جامع المعصومین مسائل انکراہیۃ ۱۳۸/۱

باب وجہ لفظی حطاً و قال اذهب  
دعای معویہ - ایک دروازہ کے نیچے چھپ گیا تو آپ میرے پاس  
تشریف لائے اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان

اپنے ہاتھ سے پیر سے تھپکی دی اور کہا کہ تم یہ کو بلال و۔ (ت)

امام ردی شریح میں فرماتے ہیں

وید جواس رسال صبی غیرہ ممن یدل عبہ  
فی مثل هذا ولا یقال هذا التصرف فی صیغۃ  
العمی لان هذا اقد ریسعروس والشروع  
بالصامحة فیہ بلی صیغۃ واطری دیہ العرب  
وعمل صامحہ۔  
اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کے بچہ کو اس جیسے کام  
کے لیے بھی بھیجا جاسکتا ہے اور اس لامطاب یہ نہ ہوگا  
کہ بچہ کی منفعت میں تصرف کیا کیونکہ یہ معوی چیز ہے اور  
شریعت نے نہ رٹا اس قسم کی چیزوں کی اجازت دی  
اور عام طور پر مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔ (ت)

عارف باللہ سیدی عبد العسی یا عسی قدس سرہ نے حدیقتہ ندیہ میں اسے مقرر رکھا۔

معلوم ہیں، مگر برہنہ کے جاریہ پر قباس کیا۔

اقول اولایہ صحت ترکیل کو چاہتا ہے اور احیاناً مباح میں ترکیل کی نفی ہے وعملہ

بوجہ زاد انہوں نے اس کے کچھ نہیں ہیں۔

الاول ان صحۃ التوکیل تعتمد

صحۃ امر الموکل بالوکل بہ وصحۃ

الامر تعمد الولاية ولا ولاية للموکل عسی

المباح ونقص بالتوکیل بالشرع فان

الموکل لا ولاية له علی المشری۔

والثانی ان التوکیل احد امث

ولاية لموکل ولا یصح ہا لانه یملک

احد المباح بدون تمسک ونقص بالتوکیل

علی حطائی ہذا رثاء مہستین وبعث ہما

ہمسرة وهو الظن بالید مہسوطۃ بین

الکتفین اور حدیقتہ ندیہ -

اول : توکیل کی صحت کا درودہ اس  
پر ہے کہ جو کام موکل سے وکیل کو سپرد کیا ہے وہ  
درست ہے اور اس کام کی صحت کا مدار ولایت  
پر ہے اور مباح کام پر موکل کو کوئی ولایت نہیں  
ہے اور اس پر توکیل بالشرع سے احسن اس  
وارد ہے، کیونکہ موکل کو خریدی جانے والی چیز پر کوئی ولایت  
حاصل نہیں ہے۔

دوم : توکیل کے معنی وکیل کے لیے ولایت

حقانی خارج پھر طاء دونوں لغیر کرتے اور نہ ہر

بجزوہ ہے، معنی ہے دو کندھوں کے درمیان ہاتھ سے تھپکا

دینا اور حدیقتہ ندیہ - (ت)



اقول هذا اعترف بالمقصود قال  
التوكيل مطلقا اثبات ولاية توكيل لم تكن  
من قبل ولا يوجد ههنا فلا يصح التوكيل به  
بمختلف الشراء وليس ان احداث الولاية  
مطلوب خصوصا في التوكيل ما يوجب حقا  
على موكل حتى يقال ليس التوكيل بحسد  
الباب ۳ من هذا الباب ولاية ۳ في احداث  
الولاية -

میں کہتا ہوں یہ مقصود کا اعتراف ہے کیونکہ  
توکیل مطلقا وکیل کے لیے ولایت کا اثبات ہے ایسی  
ولایت جو اس کو پیسے حاصل نہ تھی، اور وہ یہاں  
پائی نہیں جاتی ہے تو اس کی توکیل صحیح نہ ہوگی اور  
شراء میں یہ چیز ہیں ہے اور ولایت کا ایسا واحد  
مطلوب نہیں ہے خاص طور پر اس توکیل میں، جو  
مکمل پر کسی حق کو واجب کرتی ہو، اگر ایسا ہوتا تو  
کو اجا سکتا تھا کہ مباح کے لینے پر وکیل بنا، اس

باب سے نہیں ہے، تو اس میں ولایت کی ایجاد کی ماحست نہیں ہے۔ (ت)

والث لث ان المقصود بالتوكيل نقل  
فعل الموكل الى الموكل ولاية حق ههنا  
فان الشرع جعل سبب ملك المباح مبيع  
البد اليه والسا بقية يد - اس سبب اس  
له ولا ينقل الى الموكل الا بسبب جديد  
اشترائه الموقوف -

سوم توکیل سے مقصود یہ ہے کہ وکیل کے نقل کو  
مکمل کی طرف نقل کیا جائے اور یہ چیز یہاں موقوف ہوگی نہ  
شرعیت نے مباح کی ملکیت کا سبب قبضہ میں پہل کو  
قرا، دیا ہے اور یہاں وکیل نے قصہ میں پہل کی ہے  
تو ملک اس کے لیے ثابت ہوگی اور مکمل کی طرف  
اسی وقت منتقل ہوگی جبکہ اس کا سبب حید ہو  
محقق نے اسی طرف اشارہ کیا ہے (ت)

ثانیا یہ قیاس صحیح ہو تو صرف طرف پر حکم دے بلکہ والدین کی نیت سے یہاں ہی ان کے لیے مثبت ملک  
ہو اگرچہ ان کے طرف میں نہ لے کر مقیس علیہ اسی اجارہ نہ کر وہ میں حکم میں ہے اصل نہ درست ہے جبکہ نہ اخیر کا یہ  
وقت بلکہ یہ شئی معین ہے تو وہ اپنے لیے بھی لے سکتا ہے اور اپنے ساتھ لے کر لے بھی جس کے لیے لے گا اسی کی  
بلکہ ہوگی، ہاں اگر لیتے وقت کسی کی نیت نہ تھی یا وہ کے میں نے اپنے لیے نیت کی تھی اور ساتھ لے کر میرے لیے کی تھی  
تو اس وقت طرف پر قیاس رکھیں گے اس کے طرف میں ہی تو اس کے لیے ہے ورنہ اپنے لیے،

واصل ذلك التوكيل شراء شئ لا يمينه الحكم  
فيه بلا صفة فان لم توجد فلهية فان لم  
توجد وتبعها فيه عند تقديره  
اصناف العقد الى مال الموكل فالشراء للموكل

اور اس کی اصل یہ مسئلہ ہے کہ کسی شخص کو غیر معین شئی  
کے خریدنے کا وکیل بنایا تو اس میں حکم اصافہ کا  
ہے، اگر اصافہ نہ پائی گئی تو نیت مقرر ہوگی، اگر  
نیت بھی نہ پائی گئی یا دونوں میں اختلاف ہو تو حکم

وہن منعم انہ اشتری لنفسه او الی مال نفسه  
فلفسہ او الی مطلق مال فلا یہم نوی کان  
لہ فاسب لم تحصر الدیۃ عند الشراء  
وقال فیتلی وقال الموکل فی وہا لعکس حکم  
العقد فی الثانی بالاجماع و فی الاول عبد ابی  
یوسف خلا لہ محمد فامہ یجعلہ اذ من  
للعقد و دفع فی مراد المعتد بعکس ہذا و  
ہو سہو۔

نقدہ کا ہے، یعنی اگر عقد کو موکل کے مال کی طرف منقذ  
کیا تو خرید یا موکل کے لیے ہوا، اگرچہ اس سے یہ نکل  
کیا کہ اُس نے اپنے لیے خریدا ہے، اور اگر اضافت  
نقدہ اس کے مال کی طرف ہے تو خرید یا اس کے لیے  
ہوا، اور اگر مطلق مال کی طرف اضافت ہے تو دونوں  
میں سے جس کی نیت کی اس کے لیے ہوگا، اور اگر  
خریدنے کے وقت کوئی نیت ہی رہتی یا کہا کہ میں  
نے اپنے لیے نیت کی تھی اور موکل نے کہا کہ میرے لیے  
کی تھی یا بعکس تو دوسرے میں بال جماع نقد کو حکم یا جائیداد پہلے میں صرف ابو یوسف کے نزدیک ہوگا،  
امام محمد اس کو اس صورت میں عاقد کے لیے قرار دیتے ہیں اور رد المحتار میں اس کا برعکس کہا ہے اور  
یہ سہو ہے۔ (ت)

اقول وقد مر فی حق خان فصول  
ابی یوسف و اخری التہدایۃ دلہ لاد  
ترجیحہ وقال فی المحرر تحت قول الخیران  
کان یحییٰ عنہ فی الشراء للوکیل الا ان  
ینوی للموکل ادیشتریه بمالہ مانعہ ظاہر  
ما فی الکتاب ترجیحہ ہولی محمد من انہ  
عند عدم النیۃ یکون للوکیل لایہ حملہ  
للوکیل الا انہ سکتین<sup>۱</sup> اھ ای النیۃ  
للموکل و اضافۃ العقد الی مالہ اذ ہو  
المراد من الشراء مالہ کم فی التہدایۃ  
و دالہ یصف و لم ینو کان للعقد کما ہو

میں کہتا ہوں قاضی خان نے ابو یوسف کا  
قول نقدہ یا ب و دہہ میں اس کی دلیل کو مفر  
کیا ہے جس سے اس کی ترجیح معلوم ہوتی ہے، وہ  
بکرمے کنز کے اس قول سے تحت فرمایا کہ اگر فیہ میں چیز  
کے خریدنے کا وکیل بنایا تو شراء وکیل کے لیے ہے  
مگر یہ کہ موکل کی نیت کرے یا اس کو اپنے مال سے  
خریدے۔ ان کی عبارت یہ ہے کتاب میں جو ہے  
اس سے بظاہر محمد کے قول کی ترجیح معلوم ہوتی ہے  
یعنی یہ کہ نیت نہ کرنے کی صورت میں وہ شراء وکیل  
کے لیے ہوگی، کیونکہ انہوں نے شراء وکیل کے لئے  
ہی کی ہے سوائے دو مسئلوں کے اور یعنی یہ کہ نیت

مددِ مہم محمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔  
 مگر کل کے لیے ہو اور اضافت اُس کے مال کی طرف ہو،  
 اس لیے کہ اس کے مال سے خریدنے کا یہی مطلب ہے، جیسا کہ ہدایہ میں ہے، تو جب اضافت مذ کی اور نسبت بھی  
 مذ کی تو عقد کے لیے ہوگی جیسا کہ محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ سبب ہے۔ (د ت)

اقول لکن الامام ابو یوسف رحمہ  
 اللہ تعالیٰ اس حکمِ نقد کا نہ دلیلِ النیۃ  
 قال فی الہدایۃ عند ابی یوسف یحکم  
 النقد لان مع تصاد قہما یحتمل النیۃ  
 للامرو فی قلہ حمل حالہ علی الصلاح  
 کما فی حالۃ التکادب قال فی العناصیر  
 (یحتمل) انہ کان قوی للأمر ونسیہ (و فیما  
 قضا یعنی تحکیم النقد) حمل حالہ علی  
 (صلاح) لانیہ اذا کان النقد من حال الموکل  
 والشراء لہ کان غصباً (کما فی حالۃ التکادب)  
 و فعلہ ان تحکیم النقد و احل فی اعتبار  
 النیۃ ولا یتعرب مثله فی ایجاب الکفر۔  
 غصب سوگا (جیسے کہ ایک دوسرے کو جھٹانے کی صورت میں ہے) اور معلوم ہوا کہ نقد کو حکم بنانا نیت کے  
 اعتبار میں داخل ہے اور کفر کے ایجاب میں ایسی بات غیب نہیں ہے۔ (د ت)

بالجملہ قول سوم خلاصہ اصول و محالفت مستقل ہے اور قول اول میں حرجِ شدت اور دودم کہ نصِ محرر القہب  
 سے ماثر مؤیدِ معرفت و کتاب و سنت لہذا فقیر اُسی کے اختیار میں اپنے رب عزوجل سے استغفر کرتا ہے و  
 باللہ التوفیق تو ثابت ہوا کہ احکام مذکورہ صورتِ استیلاء میں نسبتِ اہوت و بنوت سے کوئی تغیر نہیں آتا  
 جب یہ اصل جوہرِ تعالیٰ محمد بنی و اشیع ہوا کہ نابالغ کا بھرا ہوا پانی ایک نہیں بہت سے پانی ہیں جن کا سلسلہ  
 شمار یوں ہے۔

(۳۲) وہ پانی کہ نابالغ نے آبِ ملوکِ مباح سے لیا۔

لہ ہدایہ و کالات بالبیع و الشراء مطبعہ یوسفی مکتبہ ۱۸۳/۲

لہ غنایۃ مع الفیق القیصر و کالات بالبیع و الشراء خریدہ رضویہ سکھر ۲۶/۴



(۳۳) وہ کہ ملوک غیر مباح سے بے اجازت لیا۔

(۳۴) وہ کہ اس سے بااجازت لیا مگر ملک نے اسے جبراً کیا صرف بطور اباحت دیا۔

(۳۵) نابالغ خدمت گزار نے آقا کے لیے نوکری کے وقت میں بھرا۔

(۳۶) عاص پانی ہی بھرنے پر اُس کا اجیر بتیں وقت تھا اُسی وقت میں بھرا۔

(۳۷) مستاحرنے پانی خاص معین کر دیا تھا مثلاً اس حوض یا تالاب کا کل پانی۔

اقول اور یہ تعین نہ ہو گا کہ اس حوض یا کنویں سے دس مشکیں کہ دس مشک، قی سے جدا نہیں جس کی تعین ہو سکے۔

(۳۸) اس نے بادن ولی یہ مزدوری کی اور کتنا ہے کہ یہ پانی مستاجر کے لیے بھرا۔

(۳۹) اسی صورت میں اگرچہ زبان سے نہ کہا مگر اُس کے برقی میں بھرا۔

(۴۰) نابالغ کسی کا ملوک ہے ان فرصتوں میں وہ نابالغ اُس پانی کا ملک ہی نہ ہوا پس

تین صورتوں میں ملک آگے کا ہے پھر ۲ سے ۳۹ تک پانچ صورتوں میں مستاجر کا۔ اخیر میں اگر بادن ولی کسی کے لیے اجارہ پر بھرا اور دسی صورتیں ملک مستاجر کی پانی نفس تو پانی مستاجر کا وہ نہ بہر حال اس کے مرے کا

یہ ملک کہ عاص اپنے لیے جو بھر ہو وہ بی کوئی بی بی ملک ہو گا۔ یہ پانی جس جس لی ملک ہو اُسے تو جائز ہی میں اُس کی اجازت سے ہر شخص کو جائز ہیں جبکہ وہ عاقل بالغ تھا و اجازت ہو بلکہ محال انتساط اجازت لیے کی ہی

عاجت نہیں مثلاً کسی کے نابالغ نوکر اجیر یا غلام نے پانی بھرا اس کے بھائی یا دوست جو اس کے ایسے مال میں تعریف کرتے اور وہ پسند رکھتا ہے اُس سے بے پوچھے بھی نابالغ مذکور کا بھرا ہوا پانی اُس سے لے کر اپنے

صرف میں لا سکتے بلکہ غلام سے مطلقاً اور اُس کے فکر سے وقت نوکری میں بھرا سکتے ہیں کہ بہر حال اُس دوست کی ملک میں تعریف ہے نہ نابالغ کی۔

۴۱ نابالغ خر کو ملک آگ نے پانی تمیہ کا دیا۔

۴۲ خر غیر اجیر نے آب مباح غیر ملوک سے اپنے لیے بھرا۔

(۴۳) دوسرے کے لیے بطور خود۔

(۴۴) اُس کی فرمائش سے بلا معاوضہ۔

(۴۵) اخیر کے آقا کے لئے سے بھرا اگر اس کے یہاں کسی اور خاص کام کے لیے فکر تھا جس میں پانی بھرا

داخل تھا۔

(۴۶) داخل تھا جیسے خدمت گاری مگر نوکری کے وقت مقرر سے باہر بھرا دیا۔

(۴۷) حامی پانی ہی بھرنے پر اسے اجیر کیا نہ وقت مقرر ہوا نہ پانی معین نہ یہ مقرر کہ اُس کے لیے عمر نہ اُس کا برتن تھا جس میں بھرا۔

(۴۸) وقت مقرر ہوا اور اُس سے باہر یہ کام لیا ان آٹھ صورتوں میں وہ پانی اُس نابالغ کی ملک ہے اور اُس میں غیر والدین کو تصرف مطلقاً حرام حقیقی بجائی اُس پانی سے نہ پی سکتا ہے نہ دھو کر سکتا ہے ہاں طہارت ہو جائے گی اور ماہر تصرف کا لگنا اور اُسے پانی کا اُس پر تاوان رب گناہ یہ کہ اُس کے ہونے یا نہ ہونے پر جس کے ولی نے اسے خرید و فروخت کا ادنیٰ دیا ہے تو خود اس سے پورے داموں خریدے و فروخت یا غنیمت حاصل کے ساتھ نابالغ کی ملک دوسرے کو نہ دے سکتا ہے نہ اُس کا ولی۔ رہے والدین وہ بیک حالت مطلقاً اور بے حاجت حسب روایت امام محمد ان کو جائز ہے کہ اُس سے بھروائیں اور پتہ مرث میں لائیں باقی صورتوں میں کن کر بھی روا نہیں مگر وہی بعد شرا۔

**تبشیر** ۱ یہاں سے اُس تا سبق میں معلوم کی عادت ہے کہ بچے جو کن کے پاس پڑھے یا کام سیکھنے آتے ہیں ان سے خدمت لیتے ہیں یہ بات باپ دادا یا اوصی کی عبادت سے جائز ہے جہاں تک معروف ہے اور اس سے بچے کے ضرر کا اندیشہ نہیں مگر نہ ان سے پانی کھروا کر استعمال کر سکتے ہیں نہ ان کا بھرا ہوا پانی سے سکتے ہیں

اقول و عرفہم الحادث علی خلاف الشریع لا یعزبہ فائدہ لم یکن مضمی من اهل الخیر و مرالامہ الکافی رحمہ اللہ تعالیٰ عن سکتہ عطشان فاستسقی من بعض میوتہا ثم تذکر امہ اقرأ بعض اهلہا فسر و لم یشرب۔

قول و ان فی اصطلاح جو شریعت کے بر خلاف ہے، اُس کا کوئی اعتبار نہیں یہ اصطلاح سلف صالحین کے زمانہ میں نہ تھی۔ ایک مرتبہ امام کسائی کا گزرا ایک گل سے ہوا آپ پہا سے نیچے تو ایک گھرت پانی طلب کیا، پھر انہیں یاد آیا کہ انہوں نے اس گھر کے کچھ لوگوں کو پڑھایا ہے، چنانچہ

آپ نے پانی واپس کر لیا اور پیاسے ہی وہاں سے گزر گئے۔ (ت)

**تبشیر** ۲ کنویں کا پانی جب تک کنویں سے باہر نکال لیا جائے کسی کی ملک نہیں ہوتا فان حسب الصلک الاخر و لا احوال الا بعد التخصیص عن مناسبتہ (مجبور ملک احراریت اور حر پانی و کنویں کی صیر ہے، ملک کرتے کے بعد ہوتا ہے۔ ت) تو استاد جسے بچے سے خدمت لینے کا اختیار ہے یہ کر سکتا ہے کہ پانی بچے سے بھروائے یہاں تک کہ ڈول کنویں کے لب تک آئے اُس کے بعد خود اسے نکال لے کہ یہ پانی بچے کی ملک نہ ہو گا بلکہ خود اُس کی

بہرہ میں قدر سے مقول ہے کہ جو شخص

فی الہدیۃ عن القنیۃ والساق

علیہ اس کی تحفہ پر حرمین گرام

عن ابیہر لا یصلک نفس ملاد الذی لو حق یجید عن رأس  
البرکۃ وہی سوا صحت من لواء حرمہ فی جرة اوجیب  
او حرم من صحت صوبہ محاسن او صفت او جفت والقطع  
حرمای اہلاد فابنہ یصلک والہا عرب لا حرمہ لا لاخذ  
شاسۃ فی اہلہ لوملا الذی لومس لیتو لومس جدد حسن  
من اسہا لومس لک عبد السیخین سہی لہ تعالی  
عہدہ دالاحر ر جعل لثنی لب صوصم  
حصین ۱۱

کنویں سے پانی بھرتا ہے وہ محض ڈول کے بھر گئے  
پانی کا مالک نہیں ہو جائے گا اس وقت مالک  
ہوگا جب اس پانی کو کنویں کی سڈیر سے الگ کر کے  
رکھ دے اور وہ الگ تھیں رہیں ہے اگر کسی نے ٹھیک  
ٹھیک یا مسجد کے حوض میں پانی جمع کیا یہ حوض تابع  
چیل یا پانی کا ہو اور اس طرح پانی کا بہنا سند

ہو گیا ہو تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ انہوں نے اس کو اجازت سے تعبیر کیا اذہ سے نہیں۔ اس میں سے طرف  
شارہ ہے کہ اگر ڈال کنویں سے بھرا گھر دہاں سے بنایا نہیں تو شیشی کے نزدیک وہ اس کا مالک نہ ہوگا کیونکہ  
"اجاز" کے معنی کسی چیز کو معصوم یا بگڑے رکھنے کے ہیں اور دت

قول عذ اللہ یصلک کان باقیہ علی  
اباحتہ فالمدی غنا ۱۱ هو الذی احرم  
المب ۱۱ یصلک ۱۱  
میں کہتا ہوں جب یہ شخص اس طرح اس کا  
مالک نہ ہو تو پانی اپنی اباحت پر ہی باقی رہا تو  
جس نے اس کو کنویں سے ایک طرف شا کے رکھا  
اس نے اس کو دھوا دیا تو وہی اس کا مالک ہوا

**تفسیر ۳** بہشتیوں کے پتے اکثر کنویں پر پانی بھرتے ہیں مگر ان کی عادت ہے کہ ان سے وضو نہ پینے  
کو لے لیتے ہیں یہ حرام ہے اور عوام کو اس میں ابتلا سے عام ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم  
اقول مگر یہاں ایک دقیقہ ہے یہ پتے دامن پر پانی بھرتے ہیں اور کہیں مشکیں مقرر ہوتی ہیں کہیں گھر  
کے تین معین یہ شخص جس نے نابالغ بہشتی سے پانی لیا اگر وہ اس کے یہاں نہیں جوتا تو اسے مطلقاً ہرگز نہیں  
اور اگر معصوم ہے مگر یہ مشک جیسے وہ بھردا تھا اور اس کے ڈول سے پانی اس نے یا دوسرے کے یہاں  
سے جانے کا تو ناجائز ہے اور اگر اسی کے یہاں لے جانے کو ہے مگر قرار داد برتنوں کا پھرتا ہے اور وہ پورے  
بھرتے جائیں گے تو ناجائز ہے کہ یہ پانی اس سے زاد ہے یوں ہی اگر مشکوں کا قرار داد ہے اور یہ مشک  
بھی اس سے پوری ل تو ناجائز ہے لیکن اگر یہ مشک اتنی خالی تو ایسا ہوگا کہ اتنا پانی گھر پر نہ پہنچو یا یہاں  
لے لیا یا برتنوں کا قرار داد ہے اور اتنا خالی رکھنے کو کہہ دیا یا جس دوسرے کے یہاں یہ مشک لے جاتا ہے اس



بعضہ فیہ لایحل لأحد ان یشرب من دلت  
الحوض لان الماء الذی فی السور یصیر  
ملکاً لأحد فاداً احتلط بالماء المباح ولا  
یحکم التخصیص لایحل شربہ

سے پانی ہے کیونکہ اس کا پانی پینے والے کی ملکیت ہوتا  
ہے تو حسب یہ حکم مباح سے مل گیا اور اس میں تیسرے  
ملک نہیں تو اس کا پانی حلال نہ ہو گا۔

۵۴

۱۴

علا مرطی دی و ملا مرثی نے اسے نقل کر کے فرمایا اس حکم میں حرج عظیم ہے۔

اقول بہاں بہت استثنائات ہیں،

اولیٰ مراد آپ مباح غیر ملک ہے تو حکم نہ پر حرج کو شاق و حرج سے خاص بلکہ کوئی نہ کر ہا لعدم  
حاجت کہ گناہ اگرچہ ملک ہر اس کا پانی ملک نہیں کہا تقدم تحقیقہ (جیسا کہ اسلیم تین تین کر چکے ہیں)۔  
اور وہ حرج جس کا پانی ملک ہے اس کا ملک اگر مال بائع ہے تو بچہ ہر بار اس میں سے پانی بہہ کر اس میں  
پیشہ بچہ حرج نہ آئے گا کہ مال جس کا سادل اس کے ملک سے مباح کیا ہو بعد اذہ تصرف بھی ملک مالک سے  
خارج نہیں ہوتا یہاں تک کہ عورت کا کھانا کھاتے وقت بھی میزبان ہی کی ملک پر کھایا جاتا ہے تو بچہ اس پانی کا  
مالک ہی نہ ہو گا اصل مالک کی ملک پر رہے گا اور مالی دینے سے اسی کی ملک میں جائیگا۔

دوم بہاں تہتقات مالا ہے واضح ہو کہ ہر مباح میں ملکیت کی ملک نہیں ہو جاتا تو پانی کو مباح نہ  
ملوک کو شامل نہ کرے ہی سستہ صورتیں یہاں ہی پیدا ہوں جو بائع کے گھر سے ہوئے پانی میں گریں تو حرج تو  
میں وہ پانی اس گھر سے والے کی ملک نہ ہو گا اصل مالک آپ یا مستحق یا حرج کی ملک نہ ہو گا اگر مال بائع

شہد و آثار فصل فی الشرب صحیفۃ ابن ابی شیبہ ۲/۵

ملک حکم کی شدت نے اس مسئلہ کو مشکل بنا دیا ہے کیونکہ عوام و خواص کے دستور کی وجہ سے یہ حکم جو حسب حرج اور تنگی ہے حکم  
ابن حزم داعی فیہ آسانی ہے اذہ تھا فی یہ حساب رعیتیں نازل فرماتے تھے، کرم رعیتوں کے اندر تنگی کی ملکیت پر شفقت فرمائی  
اور یہ جو مسیہ اور مشکل مسائل کو حل دیا اس سے عوام انداز میں آسانی اور سہولت کی راہ جو نہ ہوئی پانچواں حرج ضابطہ جو  
نفس مسئلہ کی شدت کو محسوس فرمایا اور انہوں نے فقہاء احناف کے قول کی روشنی میں اصل مسئلہ کو صحیح و بیان دیا۔ مگر انہوں نے ذیل  
مسئلہ ذکرہ اگرچہ عبارت و عبارت کا نہیں بلکہ اس کا تحقق طر و راست سے ہے، تاہم پاک پانی میں جس پانی کے خطوط کے مسئلہ میں  
فقہاء احناف کے بیان کردہ قواعد کی روشنی میں اس کو حل کیا جاسکتا ہے عراقی فقہاء نے پاک پانی میں جس پانی کے خطوط کے مسئلہ میں  
بڑے حرج کے کثیر پانی میں جس قدر جس پانی کو اس ملک کو چھڑا کر پانی عرصے سے وضع جائز ہے یہ نہایت جگہ جگہ کا پیرا ہو گا  
ہے لہذا شک کی بنا پر پانی کی طاقت کی زبردستی کہ گھر کے اندر ایسی صورت میں تمام حرج کو جس جگہ جگہ جگہ سے جس جگہ پر  
بھی وضع کر دیا گیا کہ پانی جیسی طر و پیاں ہے اور ہر وہی وغیرہ کی قرب کی وجہ سے پانی ایک جگہ جگہ سے رستہ اور حرج کے پانی  
صورت میں نکالتے ہیں پینے کے احتمال کی وجہ سے باقی بلکہ تمام پانی کو یقیناً جس میں کہہ سکتے ہیں، نکالتے ہیں یقیناً زائل ہوتا  
پانی کا اصل حکم میں طہارت پانی سے نکالتے ہیں اس طہارت حرج سے نہ کہ پانی کو پاک قرار دیا جائیگا، عراقی یا نہ تو فقہاء کرم کے ضابطہ پر  
نابالغ بچے کی ملکیت پانی کو قیاس کہتے ہوئے ذکرہ مشکل مسئلہ طر و راست ہو جاتا ہے، عراقی ضابطہ کے پس نظر میں نابالغ بچے کا  
پانی اگر اس جگہ کو چھڑا دے تو تمام پانی کا استعمال مباح ہو گا بلکہ گھر کے اندر طہارت کے ضابطہ کے تحت نابالغ کے پانی کی ملکیت تمام پانی  
مباح ہو گا مصنف کی اصل عبارت میں تفصیل موجود ہے

جہ الاستدلال

یا نفع ہیں تو البتہ یہی وقت خود کرے گی ورنہ اُس عاقل بالغ کی اجازت پر توقف رہے گا۔

سوم صبی کی خصوصیت نہیں معنیٰ بھی اسی کے حکم میں ہے کما تقدم۔

چہارم جس طرح کلام عیا میں پیچے کا ذکر مثال ہے مراد کسی قسم کا استعمال ہے اسی طرح کچھ بھی شرط نہیں کر مومن یا کنیز سے یا نفع لے کر ہی ان میں ڈالے یا جس طرح یا چاہ سے لیا اس میں واپس دے دے یا وہ نافع ہی اپنے ہاتھ سے ڈالے بلکہ مقصود اُسی قدر ہے کہ مال مباح میں نافع کی ملک کا اس طرح مل جانا کہ جُدا نہ ہوتے تو اگر بھی کی ملک کا پانی اُس کے گھر سے لاکر کسی شخص اگرچہ خواہ اُس کے ولی نے کسی کنیز یا مباح عرص میں ڈال دیا اس کا استعمال تا بقائے آب نہ کرنا جائز ہو گیا۔

پنجم ظاہر ہے کہ یہ عدم جواز اور ان کے حق میں جوہر اختلاف ملک صبی ہے خود بھی استعمال کر سکتے ہیں کہ وہ نہیں مگر اس کی ملک یا مباح ہے۔

ششم اُس کے مال یا پ بھی بشرط حاجت یا لذت عاقل اور بل حاجت روایت امام محمد پر استعمال کر سکتے ہیں تو کلا یحذر للاحد (کسی کے لیے حبا ز نہیں۔ ت) عام مخصوص ہے۔  
ہفتم اگر وہ کنیز یا مباح ترک کر دیں اور صبی بلوغ کو پہنچے اور اُس وقت اس پانی کو مباح کرنے تو اب کوئی نافع نہیں۔

ہشتم اگر وہ صبی انتقال کر جائے اس کے سب ورثہ عاقل بالغ ہوں تو اب ان کی اجازت پر وقت نہ رہے گی اور اگر ایک ہی وارث ہے تو اسے خود حلال خاص ہے کسی کی اجازت کی بھی حاجت نہیں۔  
نہم اگر وہ پانی کو صبی کی ملک سے اُس میں غوطہ پرانی نہ رہے تو اب سب کو مباح ہو جائیگا کہ نافع زائل ہو گیا۔

دہم مسئلہ سابقہ یعنی نافع کے بھرے ہوئے پانی میں جو ایک صورت جواز اُس سے اگر ادا نہ ہو ورنہ اُس کے ولی سے خرید لینے کی تھی یہاں جاری ہیں ہو سکتی کہ ملک صبی کا پانی جب اُس آب مباح میں مل گیا تو ابلیغ ذرہ کا مقدور تسلیم نہیں۔

یازدہم آب مباح کی ضرورت یہی اُس حالت میں ہے کہ بخر کا اُس میں سے بھر کر اُس میں ڈال دینا میں کہ مباح پر ملک یوں ہی ہوگی ورنہ ملک نافع کا پانی اگر کسی کے ملک پانی میں مل جائے گا تو اُس کا استعمال بھی حرام ہو جائے گا حتیٰ کہ اس مالک آب کو۔

دوازدہم ایک یا دو نونوں طرف کچھ پانی کی خصوصیت نہیں ملک کسی کے ملک پانی میں بچے کی ملک کا عرق یا دودھ یا کسی کے ملک عرق یا دودھ میں بچے کی ملک کا پانی یا چاول میں چاول گیہوں میں گیہوں مل جائیں

جب بھی یہی حکم ہے کہ اس میں تصرف خود مالک کو بھی حرم ہو گیا تو مستند کی تصویر یوں ہونی چاہئے کہ اگر کسی نے مباح یا ملوک میں کسی غیر مکلف کی ملک اس طرح غلط ہو جائے کہ تیز نام لکھیں ہو اگرچہ دوسری کہ شفا مباح غیر ملوک پانی سے صبی یا معتوہ پر غیر اجیر نے بھرا اور اگر وہ کنواں ہے تو اس سے بھر کر باہر نکال لیا اور اگر اجیر ہے تو نہ وقت معین نہ وہ مباح معین پر یہ مستاجر کے لیے لینے کا مقررہ اس کے ظرف میں لیا پھر ان صورتوں میں اس کا کوئی قصہ اس میں کسی نے ڈال دیا یا پڑ گیا تو جب تک اس غیر مکلف کی ملک اس مباح یا ملوک میں باقی ہے اور وہ غیر مکلف ہے اور ملک اس سے مستقل نہ ہو گئی اس وقت اس غیر مکلف یا بحال حاجت خواہ ایک روایت پر پانی میں مطلق اس کے ماں باپ کے سوا کسی کو اس میں تصرف حلال نہیں

مسیر و ہم حدیث العبد والامعة من شہ بان العبد لا یسلط و ان حدث فیکون لمانک لانه مالک اکسا به آھ  
سیر و ہم : غلام اور باندی کے مستند کو "شہ" ہے یہ کہہ کر دیکھا ہے کہ غلام پانی کا مالک نہیں ہے گا اور اگر مالک ہو گا بھی تو وہ پانی اس کے مالک کی ملکیت میں آجائے گا کیونکہ اس کی قیام کمانی کا مالک اس کا مالک ہی ہے۔ (ت)

اقول ما کان لیدھوا عن مشد  
هذا وای القصد ابانہ صرف میں عمر  
العقل ابانہ و بیب الصبی والمعتوہ و  
الرقیق فان الاول اذا اذلا ملک فادھب  
اباح و هو لا لا یملکون الا باحۃ فلا یحل  
بصیہم و لیس المراد تأبید التحقیر بل الی  
ان تدحق الاجازۃ من حیثہ ففی الصبی  
او المعتوہ حق بیلفہ او یعقل فیجوز و سے  
الرقیق حق یحییہ المالك المكلف الی حد  
حالا او مالاً او بیلفہ العانہ او بیلفہ الصبی  
او یفقی المعتوہ فیجوزوا۔

دینے سے، اس کا پنا حلال ہو جائے گا اور غلام کی صورت میں اس کے آقا کی اجازت سے جو مکلف حاضر ہو

فی اعمال یا فی المال یا غائب پہنچ جائے یا بچ جائے یا بے وقوف عاقل ہو جائے، اور وہ اجازت  
(سے دیں)۔ (ت)

چهار دهم عدش من اشکالاته انه  
لو یمن من یحل الشرب منه اه و شرب  
الحوایه بقولی ما یق حیه ذلت الماء لای  
المعم لاهله فاد اذهب ذهب۔

باقی ہے کیونکہ حرمت اسی کی وجہ سے ہے جب یہ ختم ہو جائے تو حرمت بھی ختم ہو جائے گی۔ (ت)

پانزدہم قل وهل ثمرة یمن  
الحوص الجاری او ما فی حکمہ و من حیوہ  
حکم میں ہے اس میں اور دوسرے پانیوں میں اس  
سلسلہ میں فرق ہے ۱ (ت)

اقول تبصرهم بالحوص طاهر فی  
ذکودہ غائب الجاری یمن فہر الاحوصا  
والاطلاق یشمل الصغیر والکبیر وهو  
الوجه فان الماء الجری ینذهب ذلک الد  
یقین فیقول السبب ولا کذلک الس اکد۔  
جہا لے جائے گا، تو سبب حرمت زائل ہو جائیگا اور ٹھہرے ہوئے پانی کی یہ حرمت نہیں۔ (ت)

ثنا تر دهم قل و ینبغ ان تبصر غلبۃ  
الظن بانہ لوریق مما اریق حیه شق منه  
سبب الجریان او النوح و الا ینزہر ہجر الحوص  
وعدم الاستفاح بہ اصلاً

تو پھر عرض کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنا پڑیگا۔ (ت)

|               |              |                 |       |
|---------------|--------------|-----------------|-------|
| لہ رد المحتار | فصل فی الشرب | مصلی البابی مصر | ۳۱۶/۵ |
| لے            | ~            | ~               | ~     |
| سے            | ~            | ~               | ~     |



اقول لا یبغی الشک فی الجواز بعد  
الفرج لما سیأتی اسما الشای فی حوار الفرح  
وکیف یحل مع ان یدیه اصباغة مذق الیجی  
ان صلب فی الارواح والافتاح مدان سبی  
به معوض سرج ویتان وکد لک الا جیو  
وان سید وکد الا ان جیو لایب ح الشرب  
والاستعمال من سراس اذلیس مه فوق  
هذا باس لعن ان حوتی مطرا و سبیل  
قد الک حل من دون اثر

میں کہتا ہوں جب اس حوض کا پانی نکل جائے  
تو پھر وہ از میں کوئی شک نہیں لیکن قابل غور امر یہ ہے  
کہ آیا اس تمام پانی کا نکال دینا جائز ہے؟ اس  
میں اشکال یہ ہے کہ نکال کر اگر بڑی ہی بہا دیا جائے  
تو بچہ کا مال صحیح ہو جائیگا اور کسی بارش یا کیفیت  
وغیرہ کو لگا دیا جائے تو اس سے فتنہ حاصل کرنا مازم  
آئیگا، اس طرح باری کر کے بہا دینا بھی درست  
نہیں اور اگر اس سے یہ تمام کام کر جائز ہیں  
تو شروٹ ہی سے اس کا پینا اور اس کو مستحق کرنا  
کیوں جائز نہیں؟ اس میں اس سے زیادہ کہا

خرج تمام ان یہ صورت ہو سکتی ہے کہ بارش یا سیلاب کے دور سے حوض کا پانی بہنے لگا تو وہ با حرج حلال ہے  
ہم مقدمہ قابل ویمکن ان یعتبر  
با نھیسة یحل الشرب من بعد السیر  
بالفرج ومن غیرہا ناخر بان یحیث لوکون  
نحاسة لحکم بطھا سرتھ غلیت مل اھ  
نجاستہ بھی ہوتی تو اس کی طہارت کا حکم دیا جاتا، علیما علی (ت)  
اقول عرفت عافیہ والرحم ف  
النجاسة معدولی به عن سون القیاس  
فکیف یعتبر به وکد مد رحمة الله تعالی الی  
هذه الایضا اشار بقوله علیتا علی

میں کہتا ہوں اس پر جو اعتراض ہے وہ  
معلوم ہو چکا ہے اور کل پانی کا نجاست کی صورت  
میں سنان بر غلات قیاس ہے تو اس پر آگے قیاس  
کس طرح ہو سکتا ہے اور غالباً انہوں نے ان  
ابحاث کی طرف علیتا علی سے اشارہ کیا ہے (ت)

ہم مقدمہ سب سے زیادہ اہم اس کا علاج ہے کہ یہ پانی قابل استعمال کیونکر ہو سید فطحاوی نے تو  
تندریا کہ اس میں حرج عظیم ہے سید شامی نے جو علاج بتائے دفع اثم کو کافی نہیں ہوتا

واشار سیدی العارف باللہ عبد اللہ  
 ابن سلسی قدس سرہ فی الحدیقة الحی  
 ان تعریضہ باذن الولی حیث قال فی النوح  
 العشرون من افات اللسان بعد ما نقل  
 المسألة عن الاشياء وعللها بما قد منا  
 مانعه وظاهره الا ان یا ذن الولی قال  
 ونظیر عدم حل الشرب من کیزانت  
 الصبیان الا باذن الولی وکذلک فی اکل مسا  
 معہم اذ اعطوه لاحد انہ اسی طرہ دوسری کی نے والی اشیا کا حال ہے بچے جب وہ کسی کو دیں۔ (دست)  
 اقول رحمہ اللہ سیدی ورحمنا  
 بہ انما الولائیة نظریة وليس للولی اتلاف  
 ماله ولا ان یا ذن بہ غیرہ کیف وقد تقرر  
 ان الصفات ثلثة نعم محض کقبول ہبہ  
 فیستبد بہ العصبی العاقل واثوبین  
 النعم والضرر کالیم والشراء فیحت ج الی  
 اذن الولی وصرر محض کالطلاق والعقاق  
 والہبۃ فلا وجہ لصحتہ ولا باذن  
 الولی وهذا من اثالث ووجه ہذا السہو  
 منہ رحمہ اللہ تعالیٰ قول الماتق سے  
 الطريقة المحمدیۃ حیث ذکرنا السؤال  
 المہی عنہ ثم قال (حرمة السؤال لا تقصر  
 علی المال بل تعم الاستیذان خصوصاً اذا  
 کان صبیاً او مملوکاً للعبیر اما صبی نفسه

عارف باللہ سید عبد الغنی نے اس بات کی طرف اشارہ  
 کیا کہ اس کا حل یہ ہے کہ اگر ولی اجازت دے تو جائز  
 ہے یہ بات انہوں نے افات اللسان کی بیسویں فروع  
 میں اس مسئلہ کو اشباہ سے نقل کرنے اور اس کی علت  
 بیان کرنے کے بعد لکھی ہے جس کی عبارت ہم پہلے ذکر  
 کر آئے ہیں اور طبرہ یہ ہے کہ "مگر یہ کہ ولی اجازت  
 دے دے" اور اس کی مثال یہ ہے کہ بچوں کے کوڑوں  
 سے پانی چینا ولی کی اجازت ہی سے جائز ہے، اور  
 میں کہتا ہوں اللہ عبد الغنی پر رحم کرے اور  
 ہم پر بھی ولی کی ولایت صرف نظری (بچہ کی بھلائی  
 کے لیے) ہے ولی بچہ کا مال تلف نہیں کر سکتا ہے  
 اور نہ دوسروں کو دے سکتا ہے یہ بات طے شدہ  
 ہے کہ تصرفات میں قسم کے ہیں نفع محض جیسے بچہ کا  
 ہبہ کا قبول کرنا، حائل بچہ ذات خود ہبہ قبول کر سکتا ہے  
 اور ایک وہ جس میں نفع کا بھی احتمال ہے اور نقصان کا  
 بھی۔ جیسے خرید و فروخت اس میں ولی کی اجازت  
 ضروری ہوگی اور سر اسر نقصان وال بات جیسے طلاق  
 آزاد کرنا اور ہبہ کرنا، تو اس کی صحت کی کوئی صورت  
 نہیں، ولی کی اجازت سے بھی نہیں اور یہ تیسری قسم  
 ہی میں شامل ہے۔ ان کو یہ سہو اس لیے لائق ہوا کہ  
 ماتن نے طریقہ محمدیہ میں نہیں عنہ کے سوال کو ذکر کیا ہے  
 پھر یہ قطع کے ہیں حرمة السؤال لا تقتصر علی  
 احوال السؤال جو ہے ضرورت شرعیہ حرام ہے یہ صرف مان

ميجور) للاب والاموال الجيد والحيطة  
( مستخدمه النكان، المستخدم (فقير)  
لا قدرته له على شراء خادم او احتياج سره  
( او مراد تهذيبه وتأديبه بحلاف مستخدم  
مملوكه واسيره وموجبه في مصالح البيت  
وتلمينه ) في تعليم قرآن او علم او صفة  
( باذنه ) يعنى برضا ( النكان بالاعاد مادت  
ولييه النكان صديق، فان الصبي محض حوس  
عديه من التفرقة في ماله في مفع نفعه  
ان باذن الولي ثم ملتقطا صريحا من شرحه  
مرحمه الله تعالى ما لا دن الدى وكسرة  
الباقي في استخدامهم عدا الى ماله و  
شتمان ما هما فان في الاول نفعه من  
تأديبه وتهذيبه مع ضرر استعماله  
فكان من القسم الثاني في سرباد النول  
بحلاف ثالث والذى افاد من حمل  
الشرب من كوز الصبي واكل ما معه بادن  
الولى - ( د )

ما غنم پر ہی توقف نہیں بلہ تبیہ سے کسی خدمت کا کما بھی  
ترامہ اس کے لئے اصل ہے جسے عدا و شر کے نایاب بچے یا غلام  
اگر کسی کا اپنا بچہ ہے تو باپ یاں دادا درو دی کے لیے  
اس سے خدمت لینا جائز ہے، اگر کسی خدمت  
لینے والا ( فقیر ) عدا و شر سے بچہ کو یا کسی کو  
غلام نہ کر سکتا ہو ( یا بچہ کی تہذیب و تربیت کا ارادہ  
ہو مگر شرط میں غلام ضرور ہونی سے کھڑی ہو مگر نہ  
شامل نہیں کہ ان سے بغیر احتیاج کے ٹھکرا لیا جائے یا کہ وہ  
شمارہ سے خدمت لینا درست نہ ہو بلکہ اس سے قرآن سکھانے یا کوئی  
علم سکھانے یا کسی خدمت کے سکھانے کا کام یا جائزہ اس کی سرغوبی سے  
انگروہ بائیں ہے اور اس کے ولی کی رضا سے اگر وہ بچہ  
سے کیونکہ بچہ اپنی منفعت کے لیے بھی اپنے مال میں  
ولی کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا ہے  
قطعاً اور شرح سے اضافہ ہے تو وہ اجازت جس  
اور اس کے لیے ہے تاہم میں تو شرع نے  
اس کو مال کا حاد یا ہے اور دونوں میں بہت فسق  
ہے، کیونکہ پہلی صورت میں اس کا نفع ہے اس کی  
تادیب و تہذیب ہے جبکہ اس سے کام کرانے میں  
ضرر بھی ہے تو یہ دوسری قسم میں داخل ہوا  
اس لیے ولی کی اجازت سے جائز ہوگا، جبکہ تیسرا  
ایسا نہیں ہے اور جس کا اسوں نے فائدہ دیا ہے وہ بچہ کے گزرو سے پانی پینے کا جواز ہے یا جو چیز بچہ کے  
پاس ہے اس کے کھانے کا جواز ہے ولی کی اجازت سے - ( د )

مملوہ ناصر الی قوله اداکان صبیاً او مملوکاً  
للغیر ۱۲ صہ حقیر لہ - ( د )  
اس کے قول اداکار صبیاً او مملوکاً للغير کی طرف  
فکر کرتے ہوئے - ( د )

لہ صریحہ یہ الترخ الشریع من افات اللسان  
لہ صریحہ یہ الترخ المشرون من افات اللسان  
نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲۶۴/۲  
نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲۶۸/۲

فأقول محلّه إذا كان الماء والطعام  
للولي أعطى المصغير على وجه الإباحة وهو  
الهيئة فحينئذ يكون للولي أن يأخذ من شاء  
لبقائه على ملكه بخلاف ما إذا كان المثلث  
مملوكاً للمصغير فلا يحق إذا لا ذن الوهب  
بأن يهلكه من دون عرض وقد تعددت  
مسألة المذخيرة والسنية ومخراج الدرية  
في ماء جاء به النصب من المواد لا يجوز  
لأوليه الشرب منه إلا فقير من

قویں کہتا ہوں اگر پانی اور کھانا دلی کا ہے  
اور بطور باہست (نہ بطور ہبہ) اس سے بچہ کو دے رکھ  
ہے تو ایسی صورت میں دلی کسی کو بھی اجازت دے سکتا  
ہے، کیونکہ یہ وہ چیزیں اب بھی دلی کی ملکیت میں آتی ہیں  
یہ اس صورت سے متعلق ہے جبکہ یہ اشیاء بچہ کی  
ملکیت میں ہوں تو ایسی صورت میں دلی کی اجازت کا  
کوئی سائل ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں دلی کی  
اجازت مختصراً کمال کو بغیر فرض فائز کے لازم آئے گی اور چار نہیں  
تغیر، غیہ اور عمران الدرایہ کا مسئلہ ۱۰ دیکھا ہے کہ  
بچہ دوا دی سے چرپائی لائے اس کو والدین کے لیے پیا ہوا نہیں گئے اس صورت کے کہ وہ فقیر ہوں۔ ۱۰ ت۔  
عرض مسئلہ مشکل ہے اور اس میں ضرور حرج ہے اور حرج نہ فروغ النصب ہے۔

وانا اقول وباقی الترفیق مانی کہ ملک کسی سوا شخص نہیں کر اُس کے گرنے سے اور پانی، پاک ہو جائے حرمت  
اس وجہ سے ہے کہ بھاج و غلظہ مختص ہوئے ہیں یہاں تک کہ اگر کسی ہر وہ بھاج استعمال کیا جائے اور اس میں گلی  
مصر غلظہ کا نہ گرنے پائے تو بلاشبہ جواز ہو گا اور م نے حسب الساجد بواب سوال سوم میں بیان کیا ہے کہ مشایخ عراق  
کے نزدیک حوض کبیر میں نجاست غیر مرتبہ کے وقوع و قوع سے دھو جا کر نہیں کر پانی ٹھہرا ہوا ہے منتقل نہ ہوگی در شریع  
بنا و بنجار اور بازار النہر کے نزدیک سب جگہ سے جائز کہ پانی یا طبع مستیال ہے ہوا دی وغیرہ کی تحریک سے سے  
ایک مگر نہ رہنے دے گا تو جہاں کہیں وضو کی جائے دای نجاست ہونے کا یقین نہیں اگرچہ خاص موقع وقوع سے ہر  
توپانی کہ با یقین ظاہر تھا شک سے نجس نہ ہو گا اب یہاں اگر قول عراقیاں لیا جائے جب تو خاص اسی جگہ کا پانی مروج  
و استعمال ہو گا جہاں ناپانے کی ملک کا پانی گرا ہے باقی اپنی باہست پر باقی ہے لہذا عدلت انہ لا تعدیہ نفس  
فکان کعبہ صریحۃ فی حوض کبیر (جیسا کہ آپ کا مضمون ہے اس میں تجاؤ نہیں ایسا ہی عجیب و غریب غیر مرتبہ ہو  
اور اگر قول جمہور لیا جائے اور وہی صحیح ہے تو جو احتمال انتقال اختلاط ملک صبی کا یقین کسی موضع معین میں نہیں بلکہ  
موضع مجمل و مبہم میں ہے اور ایسے یقین پر جب اس شخص کے بقا و زوال میں شک ظاہری ہو یقین زائل اور حکم اصل  
حاصل ہوتا ہے جیسے دای چلانے میں بیل ضرور پیشاب کرتے اور امانی کا ایک حصہ یقیناً ناپاک ہوتا ہے مگر متعین شرباً

توجہ تقسیم یا اس میں سے کچھ بہرہ یا حد قرار کرنے سے سب پاک ہو جائیگا کہ ہر ایک کے گناہوں کو ناپاک دانے دو دوسرے  
 صحیح میں رہے یا گئے ہوں۔ یوں ہی چادر پر ناپاک لہجہ سے اور بیکہ معلوم ہیں یا دوزخ ہی اور تخری کسی طرف ہیں پڑتی  
 کہیں سے پاک کر لی جائے پاک ہو جائے گی کہ اب اس متیقن بہرہ کی بقائیں شک ہو گیا اور سب سے رائے وہ مسئلہ ہے  
 کہ مکرنا جب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیر کبیر میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے ایک قلعہ فتح کیا اتنا معلوم ہے کہ  
 اس میں ایک آدمی ہے مگر اسے پہچانتے نہیں اُن کا قتل حرام ہے ہاں اگر اُن میں سے بعض نکل جائیں یا کوئی قتل کرے  
 تو اب باقیوں کا قتل جائز ہو گیا کہ وہ یقیناً جہول اس شک سے راضی ہو گیا۔

وقد حقق العلامة ابراہیم الحلبي في  
 لعنة فاد واجد في عليه من حمة الجواد في  
 مراجعه في من اهم ما يستعد في ويكتفي منه  
 من قوله تنجس طرف من الثوب فسيه فصل  
 طرفا منه بتحواد بلا تحو طهر لان لفصل  
 لفصله مع ان الاصل هو رقة الثوب وقه  
 الشك في قيام الفحاسة لاحتمال كون المعلوم  
 محض فلا يقم بالنجاسة بالشك كسد  
 اور في الاصباح في شرح المجامع الكبير  
 قال وسمعت الشيخ الامام تاج الدين محمد  
 بن عبد العزيز يقول و يقينه على مسألة  
 في السير الكبير ادا فتحا حصا و ميهم في  
 لا يعرف لا يجوز قتلهم لقيام المانع بيقين  
 فلو قتل البعض ادا خرج حل قتل المباني  
 للشك في قيام المحرم كسد اها.  
 کون ہے، تو اس قلعہ کے لوگوں کا قتل جائز نہیں، کیونکہ یقین کرنے کا مانع موجود ہے، اور اگر بعض کو قتل کر لیا گیا  
 یا نکال دیا گیا تو باقی کو قتل کرنا جائز ہے کیونکہ مکرر میں شک ہے۔ (ت)

اس کی تحقیق ابراہیم حلبي نے مفید میں بہت علی  
 اور مفید طریق پر کی ہے جس کو دیکھ کر ہو وہاں ملاحظہ  
 کرے، یہاں اس کی صرف یہ عبارت نقل کرنا  
 کافی ہوگی۔ اگر پڑھے گا ایک کدہ ناپاک ہو گیا مگر  
 ٹھیک لگیا کہ کون سا کدہ ہے تو تخری کر سکتا ہے تخری  
 ایک کدہ دھوا تو کدہ ناپاک ہو جائے گا۔ کیونکہ  
 پڑھے میں اصل عبارت ہے اور جب ایک کدہ  
 دھوا تو اب نہایت کے ہونے میں شک ہو گیا  
 کیونکہ جو حصہ دھوا گیا ہے اس میں امکان ہے کہ وہ  
 ہو جو نہیں تھا، تو شک کی بنیاد پر نہایت کا حکم نہیں  
 لگایا جائیگا، اسی سبب ہی نے شرح جامع کبیر میں ایسا ہی  
 لکھا ہے، فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ تاج الدین احمد  
 بن عبد العزیز کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کو سیر کبیر  
 کے اس مسئلہ پر قیاس کرتے تھے کہ اگر ہم نے ایک  
 قلعہ فتح کیا اور اس میں ایک آدمی ہے مگر معلوم نہیں کہ  
 یا نکال دیا گیا تو باقی کو قتل کرنا جائز ہے کیونکہ مکرر میں شک ہے۔ (ت)

جب یہ قاعدہ نفیسہ معلوم ہو یا یہاں بھی اُس کا اجرا کریں جتنا پانی اُس تا باغ نے ڈالا ہے اسی قدر اُس سے زائد اُس حوض یا کنویں سے نکال کر اُس تا باغ کو دے دیں یہ دینا یقیناً جائز ہو گا کہ اگر بس میں بلک جی ہے تو جی ہی کے پاس جاتی ہے بخلاف ہمارے یا ڈول کھینچ کر پینیک دینے کے کہ وہ بلک جی کا خلیج کرتا ہے اور یہ جائز نہیں اب کہ اُس قدر یا زائد پانی اُس جی کو پہنچ گیا اُس کے ڈالے ہوئے پانی کا باقی رہنا مشکوک ہو گیا تو وہ یقیناً کہ موضع مجہول کے لیے تھا زائل ہو گیا اور حوض و چاہ کا باقی پانی جائز استعمال ہو گیا۔

شہر اقول اس پر واضح دلیل منکبات مشترکہ شدت گیہوں وغیرہ میں درشت گیر کا اپنا حصہ درست تا باغ کے حصہ سے جدا کر لینے کا جواز ہے اور اس کی تقسیم جائز و مقبول رہے گی اگر تا باغ کا حصہ اُس کے لیے سلامت رہے تلف نہ ہو جائے جامع الغنایں میں فتاویٰ اور جامع الصغیر میں وغیرہ سے ہے۔

|                                       |                                                         |
|---------------------------------------|---------------------------------------------------------|
| کیوں اور ذی بین حاضر و غائب اور بین   | کوئی کیل یا سوزوں شے حاضر و غائب کے درمیان              |
| بالع و صبی احدث الحضر او البالغ نصیبہ | یا بالغ اور بچہ کے درمیان مشترک ہے تو حاضر یا بالغ      |
| فما تنفذ فسمتہ بلا حصم بوسلہ نصیب     | لے اپنا حصہ لے لیا اور اس کی تقسیم بلا خصم نافذ         |
| العائب و انصی حتی لو هلك ما بقی قبیل  | ہو جائے گی بشرطیکہ غائب اور بچہ کا حصہ باقی رہا اور اگر |
| ان یصل الی العائب او انصی حدث منہ     | نہ پہنچے تک پہنچے قبل ہی وہ حصہ ہلاک ہو گیا تو          |

ان کا حصہ ہی ہلاک ہو گا۔ (د)

اگر کچھ مائے مباح سے جوئے گا مالک ہو گا تو یہ پانی کہ کوئی شخص کنویں یا مباح حوض سے بھر کر باغ کو لے گا اپنی ملک ہو گا اور ایک شے پر دو ملکیں جمع نہیں ہو سکتیں تو یہ پانی بلک جی نہ تھا پھر اس کے پھینکنے سے بلک جی کا عمل جائز ہو گا محقق ہوا۔

اقول جبکہ اس پانی میں بلک جی مخلوط ہے تو اب مائے مباح نہیں مائے مختل ہے بھرنے والا اس کا مالک نہ ہو گا کہ جو بھر، محقق ہے کہ ہی مائے مخلوک جی ہو یا مائے مباح کا حصہ اول پر بھرنے والا اُس کا مالک نہیں ہو سکتا اور دوم ہے تو ہو گا اور بلک و اشک و احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتی نہ ذرا وہ احتمال قائم رہا کہ یہ وہی پانی ہے جو ملک جی تھا، منہ غفرلہ (م)

اقل جگہ اگر خود تا باغ نے دوبارہ اُتایا اُس سے زائد پانی اُس میں سے بھر لیا تو اب بھی رفع مانع ہو جانا چاہئے کہ اگر خود تا باغ کے لیے پانی منوع نہیں جیسا کہ تنبیہ پنجم میں گرا اور وہ جو دوبارہ بھرے گا فرد اس کا مالک ہو گا مگر یہ اُس احتمال کا، لیجے ہیں کہ اس بار وہی پانی آیا جو اس نے پہلے ڈال دیا تھا اور یہی احتمال رفع منع کو مستلزم و اللہ تعالیٰ اعلم ۱۷ صفر ۱۲۸۴ (م) لکھ جامع الصغیر مع جامع الغنایں مسئلہ القصۃ اسلامی کتب خانہ راجی ۱۳

ظاہر ہے کہ یہاں بھی بلک بھی ایسی ہی مختلط تھی کہ جہد کرنا ممکن نہ تھا اور پانی کو اس میں تعرفت تار و اتھا  
بقدر حقیقت بھی اُس میں ہے، انگہ کر دینا ضرور بھی کا جدا ہو یا اور پانی کے لیے جواز تعرفت کا سبب ہوا۔

أقول ولا شك ان الماء مشايعه ان  
اجزاءه لا تتفاوت وبه جزم كثير من كفاي  
الخيرية من احياء الموات في الولو الحية  
وكثير من الكتب لوصف ماء من جبل كاس  
في الحب يقال له اهللاً الماء فان صاحب  
الحب ماله الماء وهو من ذوات الامثال  
فيض من مثله اه وان كان قيميا لانه لا يكال  
ولا يوزن كما في الخيرية من اليسوع عن  
جامع العصورين عن فرائد صاحب المحيط  
وفناوي رشيد الدين الماء قيمي عند  
ابي حنيفة وابي يوسف مرعى الله تعالى  
عنهما وفيه عن مختلفات القاضي ابي القاسم  
العامري عن ابي يوسف عن ابي حنيفة الماء  
لا يكال ولا يوزن قال الطحاوي معناه  
لا يباع بعينه بعض وعن محمد بن حماد  
الله تعالى الماء مكيل اه وبالمجلة لا شك  
انه يقبل الا فرار كالحب بل ابلغ من بسا  
تفاوت قليلا جهات طعام واحد بخلاف  
قطرات ماء واحد۔

اقول اور اس میں شک نہیں کہ پانی مشی ہے  
یعنی اس لیے کہ اُس کے اجزاء میں تفاوت نہیں  
اور بہت سے مشائخ نے اسی پر جزم کیا ہے جیسا کہ  
خیریر (احیاء الموات) میں اور دولہ مجید میں ہے اور  
بہت سی کتب میں ہے، اگر کسی شخص نے مثلاً پانی  
گر دیا تو اس سے کہا جائے گا کہ مشکا بھرے کیونکہ  
مثلاً کا مالک پانی کا بھی مالک تھا اور پانی مثل اشیا  
میں سے ہے تو وہ اس کے مثل کا ضامن ہو گا اور اگرچہ  
وہ قیمت والی چیز ہے اسی لیے کہ وہ نہ مکیل ہے اور نہ  
وزن ہی ہے جیسا کہ خیریر کی بیوع میں جامع العصور  
میں ہے۔ اور صاحب الموطا سے اور فناوی رشید الدین  
میں ہے کہ پانی ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک  
قیمت والی چیز ہے اور اس میں مختلفات ابی قاسم  
العامری سے ابو یوسف سے ابو حنیفہ سے ہے کہ پانی  
ذکیلی ہے نہ زنی ہے۔ طحاوی نے فرمایا اس کا  
مخوم یہ ہے کہ پانی کا بعض، بعض سے بیہ نہیں  
جاتا ہے اور محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پانی  
کیلی ہے اور خلاصہ یہ کہ پانی کو انگہ کیا جاسکتا ہے  
جیسے مکے میں، بلکہ زیادہ ہے کیونکہ بسا اوقات کھانے  
کی ایک ہی چیز کے دانوں میں فرق ہوتا ہے لیکن پانی کے قطرات میں نہیں ہوتا۔ (ت)





دفعاً للحر والعبء لمن اطلق وقد نص في  
البدائع انه لا يفسد مروي لا يفسد بالكثير  
ثم الكثرة بمتابعة مواقف القطر فبالماء  
الطهور ام ان يسيل فيه سيلانا قولاً في  
الجوامع الصغیر للامام قاضی حای استحاج  
الصلاة في الماء اذ قل لا یفسد السماء  
مروی دلت علی این عباس رضی الله تعالی  
عنہما ولا یجوز فیہ ضرورة فی بعض القلیل و  
تکون فی القیل عن محمد حاکان مثل روض  
الاربعین وقیل و هو ذکر فی انکاح یستتم  
مواقف القطر فی الماء فکثروا کان لا یستتم  
کاغل فقیل ۛ نقد فی من هو المرفوف و  
فی الخلاصة جیب احسن من خبر من منه  
شرفاً انما لم یفسد علی الماء اما اذا  
کان یسيل فيه سيلانا ففسد وکذا هو  
الحام علی هذا و علی قول محمد لا یفسد  
ماله یطلب علیه یحیی لا یخرج من الطهارة  
او ثم حله بعضهم بان الماء مفر و غیر اکدا  
قلیلاً غللاً یفتل الماء المستعمل اواق  
یه من موقعه لیه اشار فی وجیز الکرر  
اذ یقول لترضی من سوره به لا یجوش لانه

مگر طہارت کے وقت جو چھینے پانی دے بریں میں پڑیں تو  
وہ معاف ہیں مگر سرجی لازم نہ آئے، ان چھینٹوں کے  
بارے میں اطلاق کا اختیار میں ہوگا حالانکہ بدائع میں  
اس کو فاسد کہا ہے اور ایک روایت میں کثیر کو سہ  
کرنے والا کہا گیا، پھر کثیر کی تعریف میں دو قول ہیں،  
یا تو تاک پانی میں وہ نماں طور معلوم ہو یا مستعمل  
پاک پانی میں بہہ کر داخل ہو، پھر امام قاضی خان کی نزہت  
جامع صغیر میں ہے کہ دھوئیں اگر کم مقدار میں پانی میں گرا تو  
باقی کو فاسد نہیں کرے گا یہی حضرت ابن عباس  
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نہ ضرورت کہ بنا پر  
قلیل معاف ہوگا اب انہوں نے قبیل کے بارے  
میں بحث کی ہے، امام محمد سے مروی ہے کہ اگر مستعمل  
پانی کے نیچے سونے کے سداغ کے برابر ہوں تو قبیل ہے  
اور امام کریم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر پانی میں گرنے کے حکم نہ آیا  
معلوم ہو تو کثیر ہے، قبیل ہے جیسے شہم کے قطرے، اس معرکہ  
کو برابر عرض میں نقل کیا ہے، اور خلاصہ میں ہے کہ  
اگر خبی شخص سے مل کر تے وقت اپنے برتن میں چھینٹے  
پڑ گئے تو اس سے پانی نہیں نہ ہوگا، اگر خسالہ سر کر برتن  
میں پڑا تو پھر برتن کا پانی پاک ہو جائیگا، حمام کے  
نوش کا بھی حکم ہے، اور امام محمد کے قول کے مطابق اس  
صورت میں ناپاک نہ ہوگا تا وقتیکہ معلوب نہ ہو جائے

بیکرہ الاستحسان

یعنی اس کو طہوریت سے نہیں نکالے گا چکر نص نے

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ جو پانی فرض کیا گیا ہے وہ ٹھہرا ہوا قلیل ہے تو مستعمل پانی جو اس میں گرا ہے اپنے گرنے کی جگہ سے اس کی طرف منتقل نہ ہو گا۔ امام بخاری کی وجہ میں اسی صورت کی طرف اشارہ کیا ہے، جب انہوں نے یہ کہا کہ چھوٹے حوض میں دھوا کر باجائز نہیں کیونکہ پانی دوبارہ استعمال میں آتا ہے (ت)

اقول ویلزمہم التیویزاد احول لہاء عند کل غرفة او اعترف کل مرة من غیر موقع الصلوة و احرون ما انشاء المستعمل من جس المطلق غلا یتھلک فیہ میوثر فی کلا نقیۃ محلات الملبس او یول انشاء علی قول محمد بعضہما رتہ ھکذا اختلفوا و الصیغہ المصححہ فی المذہب الاعتدالی بافعلیۃ فلا یخرج عن الطہوریۃ ما دام احول من المستعمل ھو الذی اعتدوا للاحۃ و صحیح الاشیۃ۔

میں کہتا ہوں انکو یہ قوں کر لازم ہو گا کہ اگر ہر چور پانی کو حرکت دے یا ہر دفعہ غسلہ کی ہی سے دوسری جگہ سے چلے تو دھوا جائز ہونا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ مستعمل پانی مطلق پانی کا ہم جنس ہوئے کی وجہ سے اس میں قی نہیں ہو گا اور اس کے کل میں اثر کرے گا کیونکہ وہ کم ہے بخلاف وہ دھوا یا بکری کے چشیاپ کے بقول امام محمد اگر نہ وہ اس کی طہارت کے قائل ہیں اس طرح مستعمل پانی کے بارے میں یہ اختلاف ہے لیکن یہی درنا۔ بہ قائل مناد یہ ہے کہ اس میں غلبہ کا

اعبار ہے لہذا جب تک مطلق پانی غائب اور زیادہ ہے تو مستعمل پانی کے مٹنے سے ناک نہ ہو گا اور قابل طہارت رہے گا، یہی اُمت کا اصول اور ان کو کام کا میم کو وہ مسلک ہے۔ (ت)

یہ ۶۶ وہ پانی ہے جن میں شئی غیر کا اصلاً خلا رہے یا تھا تو آب جبر کا نہ طہر آب کا۔ بہ وہ پانی ہیں جن میں غیر آب کا غلط ہے۔

(۶۶ و ۶۷) وہ پانی جس میں آب وہن یا آب زمینی یعنی متحرک یا کھنکھریا ہوا کی رہز پڑ جائے اس سے دھوا جائز مگر کردہ ہے۔ فتاویٰ امام قاضی میں ہے۔

الہاء اذا احتلط بالمعاط او بالبراق جازبہ اگر پانی میں متحرک یا ناک کا پانی گرے تو اس سے ضرر التوضؤ و یکرہ۔ حائز ہے مگر کردہ ہے۔ (ت)

(۶۹) وہ پانی جس میں مٹی، ریت، کچر، کسی قدر مل جائے جب تک اس کی روانی باقی رہے، غلبہ پر پانی کی

فرج ہے۔

(۷۰) میں اپنے کا پانی اگر پرکتا ہی گدلا جو اگر پر رنگ کے ساتھ مرہ بھی بدلا جو اگر ریتے مٹی کے سوا کچھ بھی بہا کر لایا ہو جب تک بجا ست سے رنگ یا مزہ یا ٹونہ بدلے۔

(۷۱) میں وہ ندیاں جو برسات میں گدلی ہو جاتی ہیں۔ امام تک العلما پائع میں فرماتے ہیں: اگر مطلق پانی کچھ پامٹی سے تبدیل ہو گیا تو اس سے التوضیۃ<sup>۱</sup>۔ وضو جائز ہے۔ (ت)

محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا،

لا بأس بالوضوء بماء السيل مختلطاً بالطین  
ان كانت مرقاة الماء غالباً فاما مكان الطین  
غالباً فلا<sup>۲</sup>  
جو ہرہ نیرہ میں ہے۔

بطور خاص اس کو ذکر کیا کیونکہ سیلاب کے پانی میں  
یہ کس درجہ اور پتہ وغیرہ بھی بہہ کر آتے ہیں۔

خصه بالذكر لا بد ياتي بعينه واشعبه و  
وراق<sup>۳</sup>۔

وجیز کردہ میں ہے،

ماء السيل لو رقیقاً ليسيل على العضو يجهز  
لتوضی بہ<sup>۴</sup>  
تو اس سے وضو جائز ہے۔ (ت)

خیر میں ہے،

يجوز انظره مرة بسا<sup>۵</sup> لعله شفي طاهر  
فبعد احدا وصفه كماء السعد والحد  
الذي حثط به الزعفران بشرط ان  
اس پانی سے طہارت جائز ہے جس میں کوئی پاکی جز  
نہ ملے جو اور اس کے اوصاف میں سے کسی ایک  
وصف کو بدل دیا ہو جیسے سیلاب کا پانی اور گدلا پانی

يجوز انظره مرة بسا<sup>۵</sup> لعله شفي طاهر  
فبعد احدا وصفه كماء السعد والحد  
الذي حثط به الزعفران بشرط ان

|      |                  |                         |                            |
|------|------------------|-------------------------|----------------------------|
| ۱۵/۱ | سعید کمپنی کراچی | الماء القیہ             | سنت پر فتح احسن            |
| ۶۵/۱ | سکھر             | باب الماء الذي يجوز الا | سنت فتح القدير             |
| ۱۴/۱ | اندرون طہان      | كتاب الطهارة            | سنت جوہرہ نیرہ             |
| ۱۰/۴ | پشاور            | روح المسفل الا          | سنت فتاویٰ برازیہ مع السید |

جس میں زعفران مل گئی ہو، بشرطیکہ اجزاء کے اعتبار سے غلبہ پانی کو ہی ہو اور اس سے، فی کال نام سلب نہ ہو اور یہ کہ دقیق ہو، تو اس کا حکم مطلق پانی کا ہے۔

يكون الغلبة للماء من حيث الاجزاء ولم يزل عنه اسم الماء وان يكون دقيقاً بعد فحكه بحكم الماء المطلق  
سیر میں ہے۔

”المعد“ سیلاب کو کہتے ہیں اور اس کو بطور خاص ذکر کرنا اس لیے ہے کیونکہ سیلاب کا پانی کوڑا کرکٹ سخی سا تھلا، سب سے گریہ کہ ان کا قول ”اس کے اوٹھنا میں سے کسی ایک کو بدل دیا“۔ اور ان سے پہلے قہوری بھی اپنی مختصر میں یہ عبارت لکھے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے جواز اس سورت سے عقیدہ ہے کہ جب صرف ایک وصف بدل جائے اس وقت یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ”سرت“ بہر سبب پانی کو جو اجزاء کے اعتبار سے اور اس سے پانی کا نام سلب نہ ہو، اور یہ کہ دقیق ہو، باوجودیکہ ان کا قول بشرطیکہ غلبہ اجزاء کے اعتبار سے پانی کو ہو، یہ دوسرے سے بے نیاز کرنے والا ہے، جیسا کہ ظاہر ہے اس لیے کہ طے والی مذکورہ شے پانی کا اگر صرف ایک ہی وصف بدلے تو وہ پانی کے اجزاء پر غالب نہ ہوگی، مگر اس سے احتراز ہوا اور اس کو شرط کیا جائے۔ (دست)

المعد السيل وانما خصه بالذكر لانه يعجز لفظه ونحوه الا ان قوله غير احد او صافه و قد سبقه الى هذه العبارة القدوري في محضره يعيد ان الجواز عقيد بها اذا غير وصف واحد لا غير وحينئذ لا يحتاج الى ان يقول بشرط ان يكون الغلبة للماء من حيث الاجزاء، ولم يزل عنه اسم الماء وان يكون مرصفاً بعد مع ان قوله بشرط ان تكون الغلبة للماء من حيث الاجزاء صحت عن عائشة في كما هو ظاهر لان لفظ المعد كوراة الم يغير سوى وصف واحد لا يكون بحيث يعلب الماء من حيث الاجزاء فيقع الاحتراز عنه ويجعل شراً

یہ کہتا ہوں اولیٰ احد سے تعبیر کرنے پر کلام آگے آئیگا، اور پھر یہ دلیل کافی ہے کہ زعفران جو پانی کے غیریوں اور صاف تبدیل کر دیتی ہے، اور اسی طرح سیلاب کہ اس سے کسی وہ وصف بدل جاتے ہیں

اقول اولاً في الكلام ان شاء الله تعالى على مقتضى التعبير باحد وحيث ان لغيره ان يغير وصف الماء المتعد وكذا السيل ربما يتغير له وصف

بر الکل و ثانیاً الماء قد یخالطه شیء لا یخالطه  
الانی وصف واحد فلا یغیر الایاء وان نواف  
عن الماء احراء والموضوع به باطل وفات  
فلیس فی التعلیل باحد من علی شرط غلبۃ  
لواء من حیث الاجزاء کما ذهب الیہ وھل  
مرحمہ اللہ تعالیٰ وثالث قد لا یغلب الشئ  
علی الماء احراء ویریل اسمہ عنہ کما یأتی  
فی الزعفران والرب والعص والنبیذ فلا  
یعنی الشرط الاول عن اثباتی وراثتھا  
لا یحیی ان الی فی مضمین عن الثالث لامت  
بر وال الرقۃ لیسے ماء قال فی الصغیر ما یط  
جامدا فغلب مرقتہ لیس ماء مقید بل لیس  
بماء اصلہا کہ یثیر الیہ قول مصنف فی  
المعتلط بالاشنان لان یغلب یصیر کانتھ  
لزال اسم الماء عند اللہ فالعجب تعرضہ  
بعکرو الاحناء حیث لم یکن و ترکہ حیث  
کان ثم مراجعت الغنیۃ فرأیتہ عکس  
فاصاب وافاد ان الثالث تفسیر قال و  
اشتراط عدم روال اسم الماء یعنی مص  
اشتراط الرقۃ فان الغلیظ قد نال عنہ  
اسم الماء بل نوال الرقۃ یصلح ان ینکون  
تفسیر الروال اسم الماء

اور کسی تمام اوصاف بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔  
دوم، پانی میں کسی ایسی چیز مل جاتی ہے  
جو صرف ایک وصف میں اُس کے مخالف ہوتی ہے  
اور اسی ایک وصف کو بہتی ہے غواہ اہل ار کے  
اعتبار سے وہ پانی سے زائد ہی ہو، ایسے پانی سے  
بالاتفاق وضو باطل ہے، ہذا ایک وصف  
یہ لئے "کا ذکر اس قید سے بے نیاز نہیں کرتے  
کہ پانی کا جزاء کے اعتبار سے غلبہ ہو، جیسا کہ وہ  
رحمہ اللہ نے اس کو ذکر کیا۔

سوم، بعض چیزیں اجزاء کے اعتبار سے پانی  
پر غالب نہیں آتیں اور اس سے پانی کا نام سلب  
ہو جاتا ہے جیسے زعفران، مشکبوی، بازو اور  
نبہ یہ زہ ہے کہ پہل شرط دوسری سے بے نیاز  
نہیں کرے گی۔

چہارم، مخفی نہ رہے کہ دوسرے تیسرے سے  
بے نیاز کرنے والا ہے کیونکہ جب رقت زائل  
ہوگئی تو اب اس کو پانی نہیں کہا جائیگا، فتح میں  
فرمایا پانی کسی جامہ سے ملا اور اس کی رقت ختم  
ہوگئی تو یہ مقید پانی میں بلکہ سرے سے پانی ہی  
نہیں جیسے کہ مصنف نے معتلط بالاشنان میں  
اشارہ کیا ہے، مگر یہ کہ اتنا غالب ہو جائے کہ  
ستودہ کی مثل بن جائے کہ اب اس پر پانی کا نام

ہیں بول جائے گا اھ تو تعجب اس پر ہے کہ جوں اعتنا نہ تھا وہی وہ اعتنا کا ذکر کر رہے ہیں اور جوں تھا وہاں  
چھوڑ دیا ہے۔ پھر میں نے خود غنید کو دیکھی تو وہاں اُنٹ نکلا، تو اُنٹوں نے صید اور درست بات کہی کیونکہ وہ  
فہاتے ہیں تفسیر تفسیر ہے، اہ پانی کا نام زائل نہ ہونے کی شرط رقت کی شرط لگانے سے بے نیا ذکر قی ہے، کیونکہ  
گاڑ سے سے پانی کا نام نہ ہوگا، بلکہ زوال رقت میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ پانی کے نام کے زوال کی تفسیر میں سکے۔  
(۷۲) وہ پانی کہ کاسی کی کثرت سے جس کی بود و غیر میں تغیر آگیا، جو ہر تہیرہ میں ہے،

لو تغیر الماء بالطحیب کان حکمہ حکم الماء  
گر پانی کا ہی دپانی میں سبز و سیاہیاں ہوتی ہیں، سے  
المطلق بلکہ  
متغیر ہو جائے تو اس کے لیے مطلق پانی کا حکم ہے (ت)  
(۷۳) پکی نیوں کا پانی جس میں بھرا مٹر کر پڑا جاتی بلکہ رنگ، وزن، سب متغیر ہو جاتا ہے۔

(۷۴) وہ تلاب جس میں کسی گرائی گئی اور اس کے سبب اس کے تیوں و صف بدس گئے۔ فتاویٰ شیعہ حاشیہ  
بوجہ تہ محمد بن عبد اللہ بن علی قرطاسی میں ہے،

من عین بصرہ والاعتسال بقاء تصور لومہ و  
ان سے اُس سے پانی سے وضو اور غسل کی بابت دریافت  
طعمہ و ریحہ بجلد المعلق علیہ لاخر ج  
کیا گیا کہ جس کا رنگ، مزہ اور خوشبو اُس رسی کے باعث  
بہا، حد فہل یجوز ان لا جاب یجوز  
ہو نہ اس پر نہ اس رسی کو لٹکا یا گیا تھا، تاکہ  
جسہ اور اصدا سادہ ملحقہ۔  
اُس سے پانی نکال جائے، تو کیا جائز ہے یا نہیں

تو جواب دیا کہ ہمارے جہور اصحاب کے نزدیک جائز ہے اور مطلقاً۔ (ت)  
(۷۵) کرڈے میں آئے کا نہ وہو اُس میں پانی رکھنے سے مزہ و غیرہ میں تغیر آجاتا ہے اس پانی سے  
وضو واجب ہے۔ فتح القدر میں ہے،

قد اعتسل صل اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم  
ان ایسے پیالے میں وضو فرمایا جس میں گوند سے  
یوم المفتح من قصعة جہا غیر الخبثین مردہ  
بوسے آئے کا اثر تھا اس کو نہائی نے رویت کیا  
نسائی و لہاء بدلت یعبو و لہ یعبو  
اس سے پانی میں تغیر آتا ہے اور مخلو بیتہ کی وجہ سے  
المصنوعۃ بلکہ  
اس کا اعتبار نہ فرمایا۔ (ت)

۱۴/۱

امدادیہ طمان

طہارت

سہ جوہرہ نیرۃ

سہ فتاویٰ غری قمر تاشی

۶۴/۱

سکھ

الما الذی یخترہ الوضو

سہ فتح القدر

(۷۶) حوض کے کنارے درخت ہیں موسمِ خزاں میں پتے کثرت سے گرے کہ حوض کا پانی دیکھنے میں سبز معلوم ہوتا ہے مگر ہاتھ میں لیے سے صاف نظر آتا ہے اُس سے وضو بالاتفاق جائز ہے۔

(۷۷) پتے اتنے گرے کہ واقعی پانی سبز ہو گیا پتوں میں بھی سبز معلوم ہوتا ہے صحیح مذہب میں اب بھی قابلِ وضو ہے جب تک گڑھا ہو کر اپنی رقت سے نہ آ رہا ہو۔

اقول ہاں اگر اس حالت میں اُس سے اخراج بہتر ہے کہ ایک جماعت علماء اُس سے وضو صحیح نہ ہونے کی قائل ہے۔ امام صدر الشریعہ کے سرورِ دُعا میں فرمایا:

اما الماء الذي تغير بكثرة الاوراق الواقعة فيه حتى اذا رفع في كفت يظهر فيه لون الاوراق فلا يجوز به الوضوء لانه كماء الباقلي به

فتاویٰ غری میں ہے،

وبعضهم ذهب الى عدم الحواذ بالسمااء الذي غيرته كثرة الاوراق بحيث يصير لونها في كفت عند رفعه كما جزم به في كثر وغيره

اقول انه ليس الكثر لاسما تغير بكثرة

الاوراق اه وليس فيه ذكر ظهور اللون

بالرفع في كفت وانما ضمير تعيين الماء والاد

جاءة عن العین وتفسير عينه بذهاب

ساقته لاجرم ان قال في لبحر محمول

على ما اذا مال عنه اسم الماء بالمن

اور بعض فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ اُس پانی سے وضو صحیح نہیں رہے گا کی کثرت نے بدل دیا ہو تو ہاتھ میں اٹھانے سے اس میں پتوں کا رنگ نظر آتا ہو جیسے کثر وغیرہ میں اس پر جزم کیا ہے اُس میں کہتا ہوں کثر کا نص تو یہ ہے کہ نہ اُس

پانی سے جو پتوں کی کثرت سے متغیر ہو گیا ہو، اور

اس میں یہ ذکر نہیں کہ ہاتھ میں اٹھانے سے پتوں کا

رنگ اس میں ظاہر ہوتا ہو، اور تعیر کی ضمیر پانی

کی طرف لڑتی ہے اور پانی ایک عین ہے اور اُس

کے عین کا تغیر اس وقت ہوگا جب اس کی رقت







برگالینی یہ کہ وقت ضرورت اس سے وضو جائز ہے  
ورنہ نہیں، اور محکم الاہر میں اس کی مسامتہ کی،  
اور بات ایسی نہیں ہے اور بہتے شرح تحفہ کا نص  
بعینہ ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مطلق پانی کچھ، مثلاً  
چنگ یا فورہ سے بدل گیا یا اس میں پتے، درہن گرسے  
اور بدل گیا یا زیادہ مرصہ تک کھڑا رہے کی وجہ سے  
بدل گیا تو اس سے وضو جائز ہے کیونکہ اس سے  
پانی کا نام زائل نہیں ہوا اور اس کے معنی بھی پانی  
میں، اور بظہر اس میں ضرورت بھی ہے کیونکہ پانی کو  
ان اشیاء سے بچنا متعذر ہے، تو اس کو ضرورت  
سے متعذر نہیں کیا اور اس کی وجہ اس پر مقصور نہ کی  
بلکہ اس کی تعلیل اس طرح کی کردہ مطلق پانی ہے اور  
اپنے اطلاق پر پانی ہے اور اس کی تائید میں فرمایا  
کہ اس حکم کا حکم جو ضرورت سے قطع ہو گیا، اور اس  
میں کہ حکم ضرورت کی وجہ سے لگایا جائے اور وہ ضرورت  
سے متعذر ہو جائے اور اس میں کہ حکم ضرورت لازم کی  
وجہ سے بالکل ساقط کیا جائے، بڑا فرق ہے، اور یہ  
اُسی قلیل سے ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے  
اس کو مخلوط بالتراب اور اس کی مثل کے ساتھ  
علیہ ہے، اور ان دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے،  
اور کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ گہرے پانی کے ساتھ وضو  
جائز ہے بشرطیکہ دوسرا موجود نہ ہو ورنہ نہیں، پھر  
اس پر نہ اسباب میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں کہ

اتذنا بما يجوز الوضوء به عند الضرورة و الا  
لا و تعبه في مجمله لانهر وليس هكذا وانما  
نص ابدانهم شرح التحفة وهو عين نصها و  
لو تغير الماء لمطلق بالطين، و بالتراب او  
بالخض او بالورة او برقع الاوراق او الشمار  
فيه او بطول السمك يجوز التوضؤ به لانه  
مدبرل عنه اسم الماء ولفي معناه يضام مع  
ما فيه من الضرورة انض هرة لتعذر حصول  
الماء عن ذلك فلم يقيد بالضرورة ولم  
يقصر وجهه عليها بل علقه بانه ماء مطلق  
باق على طلاقه و ايداه بالمدساقط المحكم  
بضرورة و فرق بين من ماء الحكه على الصرا  
بحيث يتقيد بها وبين مقدم حكم من سب  
بضرورة لاسمائه وهذا من دال الاثر انه  
نظمه مع المخلوط بالتراب ونحوه فـ  
سلط واحد و هـ يسوع لاجد ان يقول  
ما يجوز الوضوء به ماء كذا اذا لم يجبه  
غيره و الا لم يصح ثم لا نظير لهذا في  
المذهب ان يجوز الوضوء بماء عند الضرورة  
لا في السعة اما تبيذ التمس فانما المحكم  
فيه على خلاف المعتقد المصق به لاجل  
ورود النص فعدل به عن متن القياس  
عند عدم الماء المطلق كما فعلوا عليه و



فی کل حال ہر جامد و منہ ماینین الاسم مع  
بقاء الرقة كما يأتي في الن عفران ونحوه فلا  
يجوز ان يضاف مع بقاء الرقة ونحن في معنى من  
هذا المقيد هنا فانه هنا لا يتبدل الاسم مادام  
الرقة عند الاسم نخرج عليه -

اس کا نام بھی اس میں کتا ہوں ہر طاہر جامد کے ساتھ  
نام کے باقی رہنے کی قید ضروری ہے اسی میں یہ بھی  
ہے جس کا نام تو ختم ہو گیا مگر رقت باقی رہی ہو  
کہ عفران وغیرہ میں اسے گا تو رقت کے باقی رہتے  
ہوئے بھی وضو جائز ہو گا، اور میں یہ قید لگاؤں -

کی ضرورت نہیں کہ یہاں نام اس وقت تک تبدیل ہوتا ہی نہیں جب تک کہ رقت باقی رہتی ہے، اسی لیے ہم نے  
یہ قید نہیں لگائی - (ت)

غرض دور میں ہے

و ن غیر وصافہ فی الاصل (اصح یہ ہے کہ اگرچہ وہ پانی کے اوصاف کو بدل دے - ت)  
عبد الحکیم میں ہے

هو الاصل بل تصحيح كما قال في السبب (یہ اصح ہے بلکہ صحیح ہے جیسا کہ فقہ میں فرمایا - ت)  
سراج الودیع و مشکوٰۃ و جوہرہ نیر و فتاویٰ غزوی میں ہے

فان تغيرت اوصافه ثلثة موقوف  
اوسراق لا تلحقا مغيده وقت الغرير فان  
يجوز به الوضوء بعد مائة اصحابنا  
منهم الله تعالى -

اگر اس کے تین اوصاف موسم خزاں کے پتوں  
کے گرنے کی وجہ سے تبدیل ہو گئے، تو ہائے اصحاب  
کے نزدیک اس سے وضو جائز ہے رحمہم اللہ  
تعالیٰ - (ت)

تخصی، شرح قدوری پھر فتاویٰ غزوی میں ہے  
وغير الاوصاف الثلاثة بالاسراق  
ولم يسلب اسم الماء عنه ولا معناه فانه  
يجوز له الوضوء به

اگر پانی کے تینوں اوصاف پتوں کے گرنے کی  
وجہ سے متغیر ہو گئے اور اس سے پانی کا نام سلب  
نہ ہوا اور نہ اس کے معنی سلب ہوئے تو اس سے  
وضو جائز ہے - (ت)

|      |                      |            |                                 |
|------|----------------------|------------|---------------------------------|
| ۲۱/۱ | مطبوعہ کا طبعی بیروت | فرض الغسل  | لے در غرض غلا خسرو              |
| ۱۶/۱ | مطبوعہ عثمانیہ بیروت | فرض الوضوء | لے در غرض عبد الحکیم            |
| ۲۱/۱ | لے فتاویٰ غزوی       | پشاور      | لے ہندیہ فیما لا یجوز بہ الوضوء |

ہر ایک نام سنائی پھر عنایہ وعلیہ وغنیہ و بکر و نھر و مسکین و رد المحتار کتب کثیرہ میں ہے۔

المنقول عن الاستاذہ ابو یحیٰی حقی  
لوان اور ق الا شجاس وقت الخریف تقع فی  
البحرین فتعیر ما وھا من حدیث التوت و  
الطعم والرائحة ثم انهم یتوضون منها  
عیر نکیہ

اس تہ سے یہ منقول ہے کہ جائز ہے،  
یہاں تک موسم خزاں میں درختوں کے پتے و فصوص  
میں گرنے کی وجہ سے پانی کا رنگ، مرد، بویہل  
جاتا ہے پھر بھی وہ ایسے پانی سے وضو کریتے تھے،  
اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔

رد المحتار میں یہ قول مذکور وان غیر کون الا صافہ فی الاصح فرمایا۔

مقابلہ ما قیل انہ ان طہر لون الا ورق  
فی لکھ لا یتوضو بہ لکن یشرب و التقیید  
بالکعب اشارۃ الی کثرۃ التغیر لان المادۃ  
یری فی محلہ متعیرا لونه لکن یورفعہ عنہ  
شخص فی کھ لا یراہ متعیرا تامد آہ۔

اس کے مقابل یہ قول ہے کہ اگر پتوں کا رنگ  
چلو کے پانی میں ظاہر ہو جائے تو اس سے وضو  
جائز نہیں، لیکن یہ پانی پیا جاسکتا ہے، اور  
رستخیزی کی قید لگانا یہ ظاہر کرنے کے لیے ہے کہ تغیر  
بہت زیادہ واقع ہوا ہے، کیونکہ پانی اپنے محل  
میں کبھی متغیر نظر آتا ہے لیکر راستے میں اٹھایا جاتا ہے متغیر نہ رہتا ہے۔ (ت)

اقول لا ادری لم امر بالآئصال  
وہو امر صحیح مشاہدہذا و نعم یوسف  
چلی فی ذخیرۃ العقبی الاصح ما ذکرہ الشرح  
یوبد حمد الشریعة لانه تعبۃ لون الا ورق  
ہما مقید اللہ۔

میں کہتا ہوں کہ معلوم نہیں، انہوں نے تامل  
کا حکم کیوں دیا، یہ ایک صحیح بات ہے جس کا ہم  
مشاہدہ کرتے ہیں، اور یوسف چلی نے ذخیرۃ العقبہ  
میں فرمایا کہ اصح وہ ہے جس کو شرج نے ذکر کیا  
ان کی مراد صدر الشریعہ ہیں، کیونکہ وہ پتوں کے  
رنگ کے غلبہ کی وجہ سے مقید پانی ہو گیا ہے۔ (ت)

اقول ہوسحبہ اللہ تعالیٰ لیس من  
اہل الترجیح ولم یسدہ معتد فلا یعامر

میں کہتا ہوں وہ (رحمہ اللہ) اصحاب ترجیح  
سے نہیں ہیں اور انہوں نے کسی قابل اعتناء جمعیت کی طرف تہمت

رد المحتار باب المیاء مصنف ابوبالی مصر ۱۳۷/۱

کے ایضاً

کے ذخیرۃ العقبہ المبحث فی المویجات بغسل مطبع الاسلامیہ لاہور ۱۳۵/۱

ما عليه الجمهور ونحوه والاصح ونصب  
 الامام النسفي في المستصفى عن شيخه  
 شمس الانثة لكروري انما الرواية الصحيحة  
 كما سيأتي في ۱۹۷ ما استدل به بمصادرة  
 عن المطلوب وكفى سرده عليه قول المحقق  
 في الفتح تقع لا وراق في الحياض من الخزانة  
 فيسرا فيقول ويقول للآخر هفت  
 ماء تعال لشرب تنوضاً فيطلقه مع تغيير  
 اوصافه بانقاعها فظهر لنا من اللسان  
 ان الخلق لا المطلوب لا يسلب الاطلاق <sup>آ</sup>  
 قد للمحقق في الحلية بعد ما نقل من وضوء  
 الاصالة من الماء المذکور كان فيه اذنة  
 تغير في صفاته <sup>ثلاثة</sup> بحيث سمع يرون عند  
 اسم الماء المطلق اذ ليس كل تغير في مجموع  
 الصفات، ثلاث يوجب جعل ذلك المساء  
 مقيد بل هو هو، فلهذا من حالهم اذ لا  
 يظن بهم ان وضوء بالماء المقيد <sup>آ</sup>

میں نہیں کی تردید کے قول سے متعارف نہ ہوگا، جمہور نے  
 تصریح کی ہے کہ یہی اصح ہے، اور امام نسفی نے  
 مستصفیٰ میں اپنے شیخ شمس الانثہ لکروری سے نقل  
 کیا کہ یہی صحیح روایت ہے، جیسا کہ عنبر پانی میں آجکا  
 اور جس سے انہوں نے استدلال کیا ہے تو وہ مصداق  
 علی المطلوب ہے، اور محقق نے اس کی تردید فتح  
 میں کر دی ہے کہ موسم خزاں میں پتے حوضوں میں  
 گرستے ہیں اب وہاں سے دو دو سنت گزستہ ہیں  
 ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ آؤ یہاں پانی موجود  
 ہے اسے پیتے ہیں اور اس سے وضو کرتے ہیں  
 تو وہ اس پر پانی کا اطلاق کرتا ہے حالانکہ اس کے  
 اوصاف متغیر ہو چکے ہیں تو معلوم ہوا کہ عام محاورہ  
 میں اس پانی کا نام سلب نہیں ہوتا ہے اور  
 محقق نے علیہ میں فرمایا اس آئندہ کا جو اس پانی سے  
 وضو کر لینا مذکور ہے تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس  
 پانی کے اوصاف میں زیادہ تغیر واقع نہ ہوا ہوگا اتنا  
 کہ اس سے مطلق پانی کا نام ہی سلب سر جاسکے  
 کیونکہ اوصاف ثلثہ کا ہر تغیر پانی کو مقید نہیں بناتا ہے بلکہ ان کے مابقی سے یہی ظاہر ہے، کیونکہ یہ ممکن  
 نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ مقید پانی سے وضو کر یا کرتے تھے۔ (د ت)

اقول ان اسراہان کثرة تغیر الاوصاف میں کہتا ہوں اگر ان کی مراد یہ ہے کہ پانی کے

میرے پاس موجود علیہ کے نسخہ میں اسی طرح ثلثہ میں  
 تار کشا بہت رکھا گیا ہے۔ (د ت)

عنه كذا هو في نسختي الحلية باثبات  
 الماء في الثلثة ۱۲ منه منقره

لے فتح انصیر المار الذی یوزیر الوضوء مسکرم ۶۴/۱  
 لے علیہ

یوقوع الاوراق یجعل الماء مقیداً جامع بقاء رقتہ  
 غیر مسلم ولادائع فوقیج الاوراق مع بقا  
 الرقة لا یزول اسم الماء بقاء وان تغیرت  
 الاوصاف مہم تغیرت وان ارد بالتحیر لکثیر  
 مراد الرقة فلاحجة الی التبرجی میل هو  
 المر. قطعاً فان فی معایة بعد مقل الہیة  
 وکذا اثبات فی شرح الطحطاوی لیہ لکن شرحہ  
 انیکون باقیہ علی سقہ اما اذا غلب علیہ  
 غیرہ وہو سبب تغیر فلا یجوز ثم قال فی  
 الخلیة کما ان الطہران محصل جواب المبدأ  
 المذکورہ بدیعہ بما وقع فیہ من اذواق  
 الی حد التفتید فان تغیر لون الماء بکثرة  
 الاوراق فو قعة فیہ یوجب نصب العلم  
 بل والمراد انہ ایضا الکات الاوراق دامت  
 مراحمہ اھ۔

اوصاف میں پتوں کے وقوع سے زیادہ تغیر ہر سے پانی مقید  
 ہو جاتا ہے باوجودیکہ اس کی رقت باقی رہتی ہے  
 تو یہ بات نہ تو مسلم ہے اور نہ ایسا واقع ہے، کیونکہ  
 پتوں کے گرنے سے جبکہ رقت باقی ہو ہمیشہ پانی کا نام  
 تبدیل نہیں ہوتا ہے اگرچہ اوصاف تبدیل ہوتے رہیں  
 اور اگر ان کی مراد کثرت تغیر سے یہ ہے کہ رقت زائل  
 ہو جائے، تو تہجی (تجدد) کی حاجت نہیں بلکہ  
 قنویت کے ساتھ ہی کتنا ہوگا، غنایہ میں مہارت کی  
 عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا، طحاوی نے بھی اسی  
 طرف اشارہ کیا ہے، لیکن شرایہ ہے کہ اس کی رقت  
 باقی ہو، اور اگر پانی پر کوئی دوسری چیز غالب ہو گئی وہ  
 اس کی وجہ سے وہ گارھا ہوگا، تو اس سے وضوحاً  
 میں پتہ چلتا ہے کہ یہاں جیسا کہ یہ ظاہر ہے کہ میدان کی  
 مذکور جواب پتوں کی اس مقدار سے ممکن ہے جس کی  
 وجہ سے مانی مقید ہو جائے، کیونکہ پتوں کی کثرت کے  
 باعث جب پانی کا رنگ تبدیل ہوتا ہے تو ساتھ ہی مزہ ملکہ پر بھی تبدیل ہو جاتی ہے پس ایک پتوں میں کوئی خاص پتہ

موجود ہو۔ (ت)

افول فكان ما ذاق قد ذکرتم ان  
 ليس كل تغير في الصفات الثلاث جميعاً يوجب  
 جعل الماء مقيداً ولا تقيد ههنا الا ذوال  
 الرقة والامام السيد اني انما هي الجواب  
 على ظهور لون الاوراق في الكف وبهذا

میں کتنا ہوں اس سے کیا تا بہت ہوا، آپ  
 نے خود بھی ذکر کیا ہے کہ اوصاف طہ کا ہر تغیر پانی  
 کو مقید نہیں بنا دیتا ہے، اور یہاں کوئی مقید بدل  
 رقت کے ہوا نہیں ہے اور میدان کے جواب کی پیدا  
 یہ ہے کہ پتوں کا رنگ چلو میں ظاہر ہو جائے، اور

انقدر جعلہ مقید، وہ صرح صدر الشریعہ و معلوم انہ لا یتقدم الشحاة فانی یففع التأویل، و علی اللہ ثم علی رسولہ التعلیل، جن جلالہ و علیہ الصلاة والسلام بالتبجیل۔

(۸۰ و ۸۱) شہوت یا کسم زردی کاٹنے کے لیے پانی میں بھگو دیتے ہیں سبب زردی کٹ آئی پانی پینیک دیتے ہیں یہ پانی گرم اس کی رنگت وغیرہ بدل گئی قابل وضو ہے جبکہ گاڑھا نہ ہو گیا ہو، غائیہ میں ہے۔  
توضو بزر درج عصر یحیون ان کاں رقیق و لسا غالب ہے۔

اقول والی اصل واحد فکانہ اضعیف الید باعطف علیہ تعلیلہ۔  
میں کہتا ہوں حاصل ایک ہی ہے، تو فابنا یہ چیز بطور عطفت اس کے ساتھ اس کی تعلیل کہنے ملائی تھی ہے۔ (ت)

برازیہ میں ہے،

ماء الزردج والصابون والعصر  
لورقیق یسبل علی العضوی یحوزیہ  
ہا یہ میں ہے،

وهو لصحیح کذا اختارہ الساطفی  
و الامام السرخسی رحمہما اللہ تعالیٰ۔  
مقرب میں ہے،

ماء الزردج هو ماء یخرج من العصر  
المسقوع فی طرح ولا یصبغ بہ۔  
زردج کا پانی وہ ہے جو نچوڑے محض عصر سے نکلتا ہے پھر اس کو پینیک دیتے ہیں اور یہ رنگت کے کام نہیں آتا ہے۔ (ت)

|      |                   |                         |                             |
|------|-------------------|-------------------------|-----------------------------|
| ۹/۱  | زکشر رکنو         | فیہ لایکوز بہ الرومی    | لے قاضی خان                 |
| ۳/۱  | پشاور             | الماء المقید وغیر       | مکہ فتاویٰ برازیہ مع السیرۃ |
| ۱۸/۱ | مکتبہ عربیہ کراچی | امام الذی یحوز بہ الوضو | مکہ البدایۃ                 |
| ۱۴/۱ | الحادیہ طمان      | کتاب الطہارۃ            | مکہ جوہرۃ نیرۃ              |



اسی طرح جرہہ وغیرہ وغایہ میں ہے۔

**اقول** انما الرزج معرب سرودہ و

هي الصخرة التي تخرج من العصفرة  
الماء المنقوع فيه فيسمى ذلك الماء  
الرزج لان ما يخرج من العصفرة يسمى  
ماء الرزج هذا هو الوجه عندى في اللفظ  
وتبعوا فيه المعرزي وكان لم يتقدمه  
كتب القصة عند حق القاموس السعدي  
الاحاطة وتاج العروس المستدرک حنیس  
بکثیر ولا الكلمة من لسان العرب و الله  
تعالى علما۔

اور پھر تاج العروس جس میں اس سے بھی زیادہ کلمات کا احاطہ اس میں بھی یہ موجود نہیں اور یہ ہی رنگ  
لسان العرب میں ہے، واللہ تاوالم۔ (ب)

میں کہتا ہوں "رزج" زردہ کا معرب ہے۔

یہ وہ زردی ہے جو عصفرتے نکل کر اس پانی میں  
آجاتی ہے جس میں اسے ڈرایا گیا ہو اس کو ماء رزج کہتے  
ہیں۔ یہ نہیں کہ خود عصفرتے جو پانی نکلتا ہے اس کو  
ماء رزج کہا جاتا ہو، میرے نزدیک اس لفظ کا  
صحیح مفہوم یہی ہے، جبکہ دوسرے حضرات نے اس  
میں معرزی کی پردی کی ہے، غالباً معرزی نے اس کو  
ایچی طرف سے نہیں سمجھا، کیونکہ لفظ کی کتب میں یہ موجود  
نہیں، یہاں تک کہ قاموس جس کا دعویٰ ہے کہ اس  
نے تمام کلمات کا احاطہ کیا ہے اس سے حال ہے۔

اور پھر تاج العروس جس میں اس سے بھی زیادہ کلمات کا احاطہ اس میں بھی یہ موجود نہیں اور یہ ہی رنگ

(۸۲ و ۸۳) جس پانی میں گچ یا چرنا مل جائے لفظ لم یزل مع اسم الماء و بقی معناه

ایضاً (کیونکہ، م جی سلب نہیں ہوا اور معنی ہوئی، قی ہے۔ ت)

(۸۴) چرنے کا پانی، گچی بچنے کے بعد تر نشین ہونی اور اور پھر پانی وہ جاتا ہے جس میں قدرے

سپییدی متفرق طور پر رہتی ہے اسے چرنے کا پانی کہتے ہیں قابل وضو ہے اور لہیر ل اسم اسما و  
لا طبعہ (کیونکہ نام بھی سلب نہیں ہوا اور طبیعت بھی زائل نہیں ہوئی۔ ت)

(۸۵) ریشم پکانے کے لیے کپڑوں کو پانی میں جو شش دیتے ہیں اور ان میں ریشم کے کپڑے جگتے ہیں

اُس پانی سے وضو جائز ہے کپڑے تر ہوں یا خشک جب تک اس کثرت سے نہ ہوں کہ ان کے اجزاء پانی پر  
غالب آجائیں۔ ہواہر الصادی یا پانی فتادی، ماحال الدین ردوی میں ہے،

کپڑوں کو جب آگ پر خوش دے ہوئے پانی میں  
ڈال جائے تاکہ ریشم کا تار حاصل کیا جاسکے اور ان  
کپڑوں میں فردہ کپڑے بھی موجود ہوں، خود خشک  
حالت میں یا غیر خشک حالت میں تو یہ باتیں ہیں

النفیق اذا طرح في الماء الذي اغلى  
بالشارب لئلا يوليم وفي النفیق دو دمیة  
یا بسة و غیر یا بسة بقیة فی الماء میكون  
مما هو الا انه ليس له دم مائل وان غلب



اقول کل ما لادم فيه حرام غير المحرر  
واسمك العير الطاق وادوا حطت اجزائه  
بالماء فاشترادها في شربه متيقن في وجه  
النزول من المحرمة الى كراهة التحريم  
وسراجعت البحر فوجدت فيه هكدا مراد  
عن محمد بن حماد، الله تعالى اذا تفتت  
انصدم في الماء كرهت شربه لا للنجاسة  
بل لمحرمة لحمه وقد صارت اجزائه في  
ماء وهذا تصريح بان كراهة شربه تحریمیة  
وہ صرح فی التجبیس فقال یحرم شربه۔

میں کتا بوں پر وہ جانور جس میں خون نہ ہو  
وہ حرام ہے سوائے بڑی اور اُس پھل کے جو مڑہ  
حالت میں سطح سمندر پر تیرتی ہوئی نہ پائی گئی ہو۔  
اور جب اس کے اجزا پانی میں مل جائیں تو ان کا  
پیتے وقت پانی میں ستل ہونا یقینی امر ہے تو پھر  
حرمت سے گشت کر کراہت تحریم کا حکم کیوں لگایا گیا؟  
میں نے بحر کو دیکھا تو اس میں یہ تھا امام محمد سے  
مردی ہے جب یہ دک پانی میں پھول پھٹ جائے تو  
میں اس پانی کے پینے کی کراہت کا قول کر دوں گا اس کی  
نجاست کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے گشت کی حرمت  
کی وجہ سے اور اس حرام گشت کے اجزاء پانی میں بھی شامل ہو گئے ہیں، یہ اس امر کی مراد ہے کہ اس کے  
پینے کی کراہت تحریمی ہے اور اسی تصریح تجبیس میں ہے، فرمایا کہ اس کا پیا حرام ہے۔ (د ت)

اقول انکراہة في عرف المتقدمين  
اعم من المحرمة يقولون انكره كذا او المصن  
احرمه سراجعت في فصل القضاء في رسم  
الاماء مصنف قول البحر ان كراهة في  
كلام لادم للتقریم الاتری فی قوله و یہ  
صرح فی التجبیس و انما صرح بانہ حرام۔

میں بتاؤں کراہت کا لفظ متقدمین کے نزد  
میں حرمت کو بھی عام ہے وہ فرماتے ہیں میں اس کو  
مکروہ سمجھتا ہوں اور مراد یہ ہوتی ہے کہ میں اس کو حرام  
سمجھتا ہوں۔ دیکھئے ہماری کتاب فصل القضاء فی رسم  
الافتاء تو بحر کی مراد یہ ہے کہ امام کے کلام میں کراہت  
سے مراد تحریم ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا وہ صرح  
فی التجبیس اور اس میں ان کی تصریح یہ ہے کہ حرام ہے۔

۸۷۱) چاول کھڑی وال دھو کر ڈالے جاتے ہیں ان کے دھونے سے جو پانی بچا قابل وضو ہے جب تک  
اسے وضو نہ کرے تو دھوئے ہوں اگرچہ اس کے رنگ میں ضرور تغیر آجاتا ہے بلکہ اگرچہ مڑہ دبو بھی بدلی جائیں۔  
اقول وھد عمدی دھا قاتق محمد  
یجعل ماء المحصن والیا قلاء السقوعین  
میں کتا ہوں یہ میرے نزدیک متفقہ طور  
پر ہے، یہاں تک کہ جو حضرات چٹوں اور باقی (لوہا)

فیه مقید الا بموجود الصل لا یسوی الیہ  
ما یسوی بالنقص والتغیر الذی یحدث  
به لیس للحب بل لما علیہ من ضحو الغیاد  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کے صاف کئے ہوئے پانی کو مقید قرار دیتے ہیں وہ  
بھی اسی کے قائل ہیں، کیونکہ صرف دھونے سے  
پانی میں وہ اثر پیدا نہیں ہوتا ہے جو صاف کرنے  
ہوتا ہے، اور جو تغیر پانی میں پسید ہوتا ہے وہ

دار کے باعث نہیں ہے بلکہ اس کے اور غبار کی وجہ سے ہے (اللہ تعالیٰ اعلم۔) (ت)

(۸۸) جس پانی میں چنے بھگوئے گئی ہی دیر بھیگے دیں تحقیق یہ ہے کہ اس سے وضو جائز ہے  
مگر یہ کماج کے اجزاء اس میں مل کر اسے گھاڑا کر دیں کہ اسی وقت وسیلان پر باقی نہ رہے۔

(۸۹) نون ہی جس میں باقلا بھگوئیں یونہی ہر ناج۔ مختصر امام ابو الحسن قدوری میں تھا،

لا یمایحوز الوضوء بقاء علیہ  
علیہ حیوہ فاخرجه عن طبعم الماء کما الباقلا  
والمرق۔

نہیں (یعنی وضو جائز نہیں) اس پانی سے  
جس پر اس کے غیر کاغلبہ ہو گیا ہو اور اسی وجہ سے  
پانی کو اس کی طبیعت سے خارج کر دیا ہو، جیسے  
باقلی کا پانی اور شورہ۔ (ت)

اس پر ہدایہ میں فرمایا،

المراد بقاء الباقلاء وغیرہ ما تغیر  
بأطبغ فان تغیر مدون الطبغ يجوز التوضی  
به آھ واقراء علیہ فی الغتہ والعنایتہ  
تبعہ فی الجوہرۃ فقال قولہ وما الباقلاء  
المراد المطبوخ حیث اذا برئ من وافت  
لم یطبخ فہو من قبیل وتجوز الطہارۃ بقاء  
خاططہ شئ من ہوا آھ

باقلاء کے پانی سے مراد وہ پانی ہے جو پکانے  
ہانے کی وجہ سے متغیر ہو گیا ہو اور اگر جل پکائے  
متغیر ہو گیا ہو تو اس سے وضو جائز ہو گا اور  
اس کو اس پر برقرار رکھا قح اور حایہ میں اور جو ہر  
میں اس کی تبت کی اور فرمایا، ان کا قول اور  
باقلی کا پانی "اس سے مراد پکا ہوا پانی ہے جو ٹھنڈا  
کئے جانے پر گھاڑا ہو جاتا ہے، اور اگر اس کو

پکایا رہ گیا ہو تو یہ اس پانی کی طرح ہے جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو تو اس سے وضو جائز ہے۔ (ت)

حسد یہ بھی ایک معروف غلط ہے اگرچہ یہاں اس کا راجح نہیں اس کی پھلیاں پکاتے ہیں سائن کی جگہ استھار کرتے ہیں

|      |                       |   |                 |
|------|-----------------------|---|-----------------|
| ۶    | مطبوعہ عید کی کان پور | ۶ | کتاب الطہارت    |
| ۱۸/۱ | مکتبہ عربیہ کراچی     | ۷ | مکملہ اہدایہ    |
| ۱۴/۱ | امدادیہ ملتان         | ۸ | مکملہ جوبہ نیرۃ |

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ شیخ الامام پر اور ہم پر رحم فرمائے۔ ابو الحسن کی گفتگو اس صورت سے متعلق ہے سبب پانی کو اس کی طبیعت سے نکال دینے مثلاً یہ کہ اس میں اس کے اجزاء رمل جائیں اور وہ ٹکڑھا ہو جائے اور اس کی رقت باقی نہ رہے تو ایسی صورت میں اس سے دھوا جائے نہ ہوگا خواہ پکایا نہ گیا ہو اور وقایہ میں فرمایا کہ اُس پانی سے جو دوسری شے کے غلبہ کی وجہ سے پنی طبیعت سے خارج ہو گیا ہو یا پکائے جانے کی وجہ سے طبیعت ماز سے خارج ہو گیا ہو جیسے باقل (لوبیا) کا پانی یا شوربہ۔ امام شریعت نے فرمایا اس سے مراد ہے کہ اس کو پانی کی طبیعت سے خارج کر دے اور پانی کی طبیعت رقت اور سیلان ہے اور باقل (لوبیا) کا پانی اُس پانی کی نظیر ہے جس پر دوسرے اجزاء غالب آگئے ہوں اور شورب اُس پانی کی مثال ہے جس کو چھائی ہو تو اس پر دوسری شے غالب آجائے اور اصطلاح اور ایضاح میں ہے کہ اُس پانی سے کہ جس کی طبیعت زائل ہو گئی ہو یعنی رقت اور سیلان، اور یہ دوسری

اقول رحمہم اللہ الشیخ الامام وسرہما  
یہ الامام ابی الحسن فیما ۱۰ اخرجہ عن  
طبیم الماء بان اختلطت فیہ اجزاء ففخن  
ولم یبق سقیماً وحتیٰ لا یجوز التوضی  
به وان لم یطبخ وقد قال فی الوقایۃ لا یجاء  
شوال طبیم بطیۃ غیرہ اجزاء او با لطحیم کماء  
البقلی والمرق معال الامام الشارح السرا  
یہ ان یرجہ عن طبیم الماء وهو الرقة والسيلان و  
معال البقلی نظیر ما غلب علیہ غیرہ اجزاء والمرق نظیر ما  
غلب بالطحیم ۱۱ و فی الاصلاح والایضاح لا یجاء  
شوال طبیمہ وهو الرقة والسيلان بغسلۃ  
غیرہ اجزاء کما ما با قلا ۱۲ نعم القل هرما  
عن الد حیرۃ والتمتۃ عن امید فی دسعه  
صد مرا شریعۃ من قیاس ما تون بوقوع  
الادراق علی ماء الباقلی ان المراد ما بقدر  
فیہ دعیوہ وصفا لا ذاتا وهو خلاف المعتمد  
لفی الحانیۃ یجوز التوضی بماء البقی فیہ  
محض او با قلا لیسئل وتغیر لونه و طعمه

اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے اللہ پاک نے وہ کھول دیا ہے  
جس کے ذریعے کلام صحیح ہو جائے، مقصود واضح ہوتا ہے  
اور ہم ختم کرتے ہیں یہ کہ فصل ثالث کے چھٹے ضابطہ  
میں آئے گا۔ (ت)

محسہ المحسنہ اللہ فتح المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ  
بما یصحح کلامہ ویوضح السرام و یزید  
الاوہم کم کما یتبدل فی سادس ضوابط الفصل  
ثالث ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ معہ عمرہ وحفظہ

ولكن لم تدعهم قته الله وفي الفتح في السبع  
لو نفعهم العحص والباطلا، وتغير لوند وطعمه  
وس يجه يجهور التوضي مد آه ومثله عنها  
في فتاوى العدي ومشد في المنية وعزاه سنة  
الحنية للثقة وتجهيس التفتة والطهارة  
كما كرس من مراد وپانی ہے جس میں کسی جیسے کو صاف کیا گیا ہو، جس سے پانی کا وصف بدل گیا ہو، کفایت  
بدل ہو، اور یہ معتد کے خلاف ہے، عاید میں ہے کہ اس پانی سے وضو جائز ہے جس میں پھنڈا لے گئے ہوں یا  
باقی (خوبیا) ڈال دیا ہو تاکہ تر ہو جائے اور اس سے اس کا رنگ اور مزہ بدل گیا ہو لیکن اس کی وقت ختم نہ  
ہوئی ہو اور فتح میں ہے کیا یہ میں ہے کہ اگر چنوں اور باقی کو پانی میں صاف کیا جس سے پانی کا رنگ، مزہ اور  
بوہل گئی تو اس سے وضو جائز ہے اور اس کی مثل اس سے فتاویٰ غازی میں ہے اور اس کی مثل میں ہے درسیہ  
میں اس کو معتد اور تفتہ اور طہیر کی طرف منسوب کیا (ت)

**فائدہ:** اقول: اس سے ظاہر ہے کہ اگر کھڑے کے دانے سے پانی تو بڑے میں پکے ہے قابل وضو  
ہے جبکہ رقیق مسائل ہر اور اسے بے وضو یا نور نکالو کہ وہ جب صحیح میں کھڑے کا وضو قابل وضو ہے۔ درخت  
میں ہے :

و سوز ماگول لحم و صیہ اعصر صب في  
لا صبح ط طوطی و بد کراہة -  
وہ جافور جن کا گوشت حلال ہے، ان کا جھوٹا  
پاک ہے اور اس سے بدل کر اپنی طہارت حاصل  
ہوتی ہے اور کھڑا بھی انہی میں ہے اس قول کے مطابق۔

(۹۰) یہ ہوا اور ۲

(۹۱) گائے بھینس بکری وغیرہ حلال جافوروں کا جھوٹا جبکہ اس وقت ان کے منہ کی نجاست نہ معلوم ہو  
اگرچہ نہ ہو، بعض نے کہا کہ جھوٹا نیا پاک ہے کہ اس کی عادت ہوتی ہے کہ جب مادہ پشیاہ کرے اپنا منہ  
وہاں لگا کر ٹوگتا ہے نیز زمین پر اگر اس کا پشیاہ پڑا پائے تو اسے گر صحیح طہارت ہے۔ درخت

|             |                   |              |      |
|-------------|-------------------|--------------|------|
| لے قاضی خان | فیہال یوزہر القوی | فرکشور کھنڈو | ۹/۱  |
| لے مخدیر    | فصل فی البئر      | سکھ          | ۶۵/۱ |
| لے درختار   |                   | مجتبائی دہلی | ۴۰/۱ |

میں ہے :

سُوْرَحْمٰ رَاہِلٰی وَاوْذٰکِرَاقِیْ لِاصْحٰعٍ مُّشْکُوْکِ  
 فِی طَلْہِیْ سَیْتِہِ لَا طَلْہِیْ سَیْتِہِ  
 رد المحتار میں ہے :

قَوْلُهُ فِی الْاَصْحٰعِ قَالَهُ قَائِمٌ مِّنْ دَعَائِدِ الْقَوْلِ بِمَا  
 لَا يَدْخُلُ فِيْهِ لَيْسَ بِشَيْءٍ مِّنْ الْقَوْلِ فِی الْبَسْمَلِ  
 وَهُوَ خَيْرٌ مِّنْ دَعَائِدِ لَانَّهُ اَمْرٌ مَّوْجُوْدٌ لَا يَغْلِبُ  
 وَجُوْدُهُ فَلَا يُوْثِرُ فِیْ اَنْزَالَةِ الْمَثَبِ بِعَوْرَتِہِ  
 کیونکہ یہ بات محض وہم ہے ، عام طور پر ایسا نہیں ہوتا ہے قوجو ثابت ہے اس کے ازاں میں موت نہ ہوگا  
 بحر احمر - (ت)

اقول ان کاں البت طائفة لا تدرى يظهر  
 تحبب سوس التيس فان شبه قول العز  
 ان كان مادرا فانه يتكرر منه كل يوم مررا  
 به يد في ذكره والذى والبول ما يصعب  
 يصعب بل الوجه عدى والله تعالى اعلم  
 ان الجفاف سبب الطهارة في ابدان  
 الحيوانات كما في الاسرار وقد حققته  
 بتوفيق الله تعالى في باب الانجاس من  
 فتاوى علماء الله تعالى اعلم -

اس کے تحقیق اپنے فتاویٰ کے باب الانجاس میں کہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم . (ت)  
 اقول ہاں اگر دیکھیں کہ بیل وغیرہ نے مادہ کا پیشاب شونگیا یا بکرے نے اپنا آلت تناسل نکال کر پھنسا  
 اور اس وقت ندی اور بڑا نکل رہے تھے اور قبل اس کے کہ اس کا منہ پاک ہو جائے پانی میں ڈال دیا تو

اب بیشک پانی ناپاک ہو جائیگا اور اگر چار برتنوں میں منہ ڈالا تو پیٹے میں ناپاک ہیں چوتھا پاک و قابل وضو اسے نمبر ۲۲ کے ساتھ لکھن تھا اگر ارادۃ البیہ یونہی واقع ہوا لد الحمد علی ما صنع ، و علی ما اعطی و علی ما صامع ، و صلی اللہ تعالیٰ و بارک و سلہ علی الشعیخ المشع ، و آلہ و صحبہ و ابیہ و عزیزہ اجمع ۔ (۹۲) پانی میں کوتاہی پڑ گیا جس سے اس میں سخت بدبو آگئی مگر گارخانہ ہو گیا اس سے وضو جائز ہے ۔ فتاویٰ زینیہ میں ہے :

مسئل من الماء المتعیر من یعد بالقطران  
هل یحوتہ الوضوء عند ام لا اجاب نعم یجوز  
اھ و لقطران بالصح و بالکسر کظریاں حصۃ  
لابھل والاسر فی قاموس والاسر فی شریعہ  
قالہ ابو حنیفہ تاج العربی و مشلہ فی  
بلادنا مذکرت ۔  
سوال کیا گیا کہ وہ پانی جس کی بدبو کوتاہی وجہ سے متغیر ہو گئی ہو کیا اس سے وضو جائز ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا : ہاں ، اور قطران بالفتح اور بالکسر نظر بانی کی طرح (بھل اور زکا پوٹے قاموس) اور ارز صنوبر کے درخت کا پھل ہوتا ہے ، یہ ابو حنیفہ کا قول ہے تاج العربی ، اس قسم کا ہمارے ملک میں ہوتا ہے جیسا میں نے ذکر کیا ۔ (ت)

اقول مگر جو حیثیت کہ کردہ سو نہ پائے جس سے اس کی بدبو میں باقی رہی کہ باعث کرہت تحریری ہوگی ۔

(۹۳) پانی میں روٹی بھگوئی اس کے تراجزار جگہ منتشر ہو جاتے ہیں مگر جب تک پانی کو دستہ کی طرح گارخانہ کر دیں رقیق دستیاب رہے قابل وضو ہے اگرچہ رنگ مزہ ، بو سب بدلی جائیں ، غایت میں ہے ۔  
لوہل ، لھبنا لھما ، و نفی سقیقا جاریہ الوضوء ۔ اگر روٹی کو پانی میں بھگو یا (دروہ پانی پتلا رہا تو اس سے وضو جائز ہے ۔ (ت)

(۹۴) یونہی میں آم بھگوئے ۔

(۹۵) اقول اسی طرز گوشت کا دھو دیں اگرچہ پانی میں ایک گونہ شرفی آجائے کہ صحیح مذہب میں

|       |              |                      |   |
|-------|--------------|----------------------|---|
| ۱۳۲/۲ | مصر          | کتبہ اسدیہ کوثر      | ۳ |
| ۳۰۹/۵ | بیروت        | باب الاراء فصل العاف | ۳ |
| ۹/۱   | ترک شہر کسکو | کتبہ الطہارۃ         | ۳ |
| ۳۰۹/۵ | بیروت        | کتبہ الطہارۃ         | ۳ |
| ۹/۱   | ترک شہر کسکو | کتبہ الطہارۃ         | ۳ |



گوشت کا خون بھی پاک ہے نہ کہ وہ شرجی کہ بعض پتھر اس کی سطح پر بہتی اور پانی میں داخل ہوتی ہے ردائت میں برازیہ سے ہے :

بدن ابعارج من اللحم المهرول      دہے گوشت سے نکلنے والا خون کاٹنے وقت،  
عند تقصير ان منه فلا يترك دم مطلق      اگر اس سے نکلے تو پاک ہے، اور اسی طرح مطلق گوشت  
اللحم۔      کے خون کا حکم ہے۔ (ت)

(۹۶) صابون

(۹۷) اُششان کہ ایک ٹھاس ہے اسے شرجی بھی کہتے ہیں۔

(۹۸) ریکان جیسے اس بھی کہتے ہیں۔

(۹۹) بایرونہ

(۱۰۰) خلی

(۱۰۱) بیری کے پتے کہ یہ چری میں لٹے اور زیادت نفاست کو آب غسل میں شامل کی جاتی ہیں اس سے فساد و صحر جائز ہے اگرچہ اوصاف میں تغیر آجائے بہت کمسرت باقی رہے فقہ امام ابو الحسن میں ہے :

محرر العطر مرة بعد مرة حتى يذهب      اس سے طہارت جائز ہے جس میں کوئی پاک  
صبر احد وصفه كمال البعد والماء الدغ      چری کر اس کے کسی وصف کو بدل دے جیسے سیلاب  
احتط به للبل أو الزعفران أو الصابون      کا پانی اور دود پانی جس میں دود، زعفران، صابون  
أو اُششان۔      یا اُششان مل جود۔ (ت)

اسی پر جہرہ نیز میں ہے :

فان غير وصفين فعلى اشارة الشيعر      تو اگر دود اس کے دو اوصاف کو بدل دے تو  
لا يجرتر الوضوء، ولكن الصبيحان انه يجوز      شیعہ کے اشارہ کے مطابق اس سے وضو جائز نہیں  
كذ في المستصفى۔      لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے کہ انکی مستصفیٰ (ت)

طیر میں ہے :

التقييد باحد الاوصاف انكته      تین میں سے ایک وصف کے ساتھ مقید کرنے

|      |              |                  |                    |
|------|--------------|------------------|--------------------|
| ۲۱/۴ | پشاور        | الصابون فی الغسل | لے برازیہ مع ہندیہ |
| ۶    | مجیدی کانپور | الطهارت          | لے قدوری           |
| ۱۳/۱ | ابو دیر طہان | "                | لے جہرہ نیزہ       |

میں تقریباً۔ کیونکہ شیخ حافظ الدین نے مستثنیٰ میں اپنے شیخ علاء الدین سے نقل کیا ہے کہ صحیح روایت اس کے برخلاف ہے۔ (ت)

مصنف کا قول فقیراً احد او صنفہ اس کے ساتھ تقييد مضبوط نہیں ہے یہاں تک کہ اگر تینوں اوصاف اشتان، صابون یا زعفران سے مل گئے اور اس سے روپائی کا نام صلب ہوا، اور نہ معنی صلب ہوئے تو اس سے وضو جائز ہے۔ (ت)

صابون اور حرمس (اُستان جس سے کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے ہیں) کے پانی کی رقت و لافست اگر باقی رہی تو اس سے وضو جائز ہے۔ (ت)

(۱۰۲ تا ۱۰۷) یہی جو چیزیں اگر پانی میں ڈال کر جوش دی جائیں جب بھی وضو جائز ہے جب تک وقت باقی ہے، پایہ میں ہے،

اگر پانی وہ سری چیز کی ملاوٹ کے بعد پکانے سے متغیر ہو گیا تو اس سے وضو جائز نہیں، ایاں اگر اس میں ایسی چیز ڈال کر پکائی گئی جس سے لافست میں زیادتی مطلوب ہو جیسے اُستان وغیرہ کیونکہ مرادہ کو کبھی پیری دے کہتے، ڈال کر اُبے ہوئے پانی سے غسل دیا جاتا ہے، اور یہ حدیث میں بھی مذکور ہے،

نصفه نذر الشيع حافظ الدين في المستصحب  
عن شيخه العلامة الكردي ان الرواية  
الصحيحة خلافه  
بجانب شرح قدري میں ہے،

قول المصنف فقيراً احد او صنفه لا يفيد  
التقييد به حتى لو تغيرت الاوصاف الثلاثة  
بالأشتان أو الصابون أو الزعفران ولم يسلط  
اسم الصانع ولا معناه فإنه يجوز التوضوء  
بہ

فتاویٰ امام قاسمی میں ہے،  
ماء صابون و حرمس ان بقیت سرقته  
و لافسته جائز التوضوء بہ

ان تعمیر یا طبع بعد ما خلط بہ غیرہ  
لا يجوز التوضؤ به الا اذا طبع فيه ماء  
يقصد به المبالغة في التطايف كالاشتان  
ونحوه لان الميعة قد يفصل بالماء الذي  
اغلى بالسدر بذلك وسدت المسة الا ان  
يغلب ذلك على الماء فيصير كالسويق

لے علیہ

ملک سنہ فیصل آباد ۱۸۹/۱  
نوکلشور لکھنؤ ۹/۱

باب الحار المذی یوز بہ الوضوء  
فیما لا یوز بہ الوضوء  
باب البشایہ شرح ہدایہ

۳۰

المخلوط لوز وال اسماء الخشنة۔  
پانی اگر اس قسم کی چیزیں پانی پر غالب آجائیں اور وہ  
پانی مستویٰ کی طرح ہو جائے تو وضو جائز نہیں کہ اب اس پر پانی کا اطلاق نہ ہو گا۔ (ت)  
فتاویٰ شیعہ الاسلام غری میں ہے۔

ماء المصابون لوم قیقا یسبل علی العصور  
الوضوء بہ وکذا الواعلی بالاشنان و امت  
تحن لاکما فی البزازیة۔  
صابون کا رقیق پانی جو احضار پر بے اس سے وضو جائز  
ہے، اسی طرح اگر پانی میں اشنان ڈال کر جوش دیا گیا  
تو وضو جائز ہے اگر وہ گاڑھا ہو جائے تو وضو جائز  
نہیں کہ فی البریریہ۔ (ت)

خانیہ میں بعد عبارت مذکورہ الفا ہے۔  
و کذا الوطیخ بالماء ما یقصد بہ المبالغة  
فی التنظيف کالسدر والخرض وان تعیر لونه  
ولکن لم تذہب سرقته یعوض وان صار  
شخیاً مثل السوبق لای۔  
اور اسی طرح اگر پانی میں ایسی چیز کو جوش دیا گیا جس سے  
لطف میں مبالغہ مقصود ہو جیسے بری (کے پتے)،  
اور خرض، سواد اس کا رنگ بدل جائے لیکن اس کی قیمت  
ختم نہ ہو تو اس سے وضو جائز ہے اور اگر مستویٰ کی  
طرح گڑھی ہو جائے تو جائز نہیں۔ (ت)

غیر وغیرہ میں ہے۔  
(مذکر فی المبیط لوقضاء بماء اعلی بالاشنان  
ادبائی جان الوضوء بہ عالم یغلب علیہ)  
بان الخرجہ عن سرقته۔  
جائز ہے بشرطیکہ وہ پانی پر غالب نہ ہو کہ اس کی قیمت سے نکال دے۔ (ت)  
حلیہ میں ہے۔

فی الذخیرة و تسمیة الصادی المصفری نقلاً  
ذخیرہ اور تسمیہ فتاویٰ صفری میں ابو یوسف سے

لہ البدایہ کتاب الطہارة مکتبہ حریریہ کراچی ۱۸/۱

مکمل فتاویٰ غری

مکمل فتاویٰ قاضی خان فیما لا یجوز بہ التوضی نوکثرہ کلثو ۹/۱

مکمل غنیۃ المستمل احکام النیاء سبیل الیڈی لاہور ص ۹۱

عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اذا طمخ الأس  
او البایونج فی الماء فان غلب علی الماء حتی  
یقال ماء البایونج والأس لا یجوز التوضی  
به انتهى وعمری الی الاجناس بما نصه قال  
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الماء الذی یطبخ  
فیہ الریحان او لاشنان اذا لم یتغیر لونه حتی  
یحمر بالاشنان او یسود بالریحان وکانت  
لغالب غلب الماء فلا یاس بالوضوء به فمحمد  
یراعی لون الماء و البایوسف غلبة الاجزاء  
ثم فی التتمة والدخيرة والمحصل من  
مذهب ابی یوسف ان کل ماء خلط بشئ  
یناسب الماء فیما یقصد من استعمال الماء  
وهو تطهیر التوضی به جائز بشرط  
لا یغلب ذلک المخلوط علی الماء حتی لا ترد له  
به الصفة لاصلیة وهي الرقة وذلک مثل  
نصرون او لاشنان واکان ذلک المخلوط  
لا یناسب الماء فیما یقصد من استعمال الماء  
فمن بعض لرویات اشترط لمنع جواز  
التوضی غلبة ذلک الشئ الماء و فی بعض  
الرویات لم یشرط ومحمد احتج بصف  
جنس هذه المسألة عبثة المخلوط الماء  
لنتم جو من التوضی ولكن فی بعضها اشار الی  
الغلبة من حیث اللون و فی بعضها اشار الی  
لفظة من حیث الاجزاء بحیث تسلب صفة  
رقة من الماء و یبذلها بضد ها

منقول ہے جب کسی یا بونج کو پانی میں باد تھکا اور وہ پانی پر نہ بکھا  
یہاں تک کہ بایونج یا اس (ایک درخت جو ریحان کے  
نام سے مشہور ہے) کا پانی کھلانے لگے تو اس سے  
وضوء جائز نہیں آتی، اور اجناس کی طرف منسوب  
کیا گیا ہے کہ امام محمد نے اس پانی کی بابت فرمایا جس  
میں ریحان (پھول) یا آشنائی کو خوش دیا گیا ہو  
اور اس کا رنگ تبدیل نہ ہوا ہو، یعنی نہ تو آشنائی  
کی وجہ سے سرخ ہوا ہو اور نہ ریحان کی وجہ سے سیاہ  
ہوا ہو اور اس پر پانی ہی کا غلبہ ہو تو اس سے وضوء  
کرنے میں حرج نہیں، تو امام محمد پانی کے رنگ کا  
اعتبار کرتے ہیں اور ابویوسف غلبہ اجزاء کا اعتبار  
کرتے ہیں، پھر محمد اور ذخیرہ میں ہے کہ ابویوسف کے  
مذہب میں یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو پانی سے ناست  
رکھتی ہو اور پانی کے استعمال سے جو مقصود ہے اس کے مطابق ہو  
اگر وہ پانی میں مل جائے تو وہ مطہر ہے اس سے وضوء  
جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ مخلوط شے پانی پر غالب ہو  
تاکہ پانی کی صفت اصل یعنی رقت ذائل نہ ہو۔ اس  
کی مثال صابون اور آشنائی ہے اور اگر یہ مخلوط پانی  
سے ناست نہ رکھتی ہو اور پانی کے استعمالات سے  
جو مقصود ہے اس سے مطابقت نہ رکھتی ہو تو بعض  
روایات کے مطابق اس سے وضوء کا حکم جواز اس شرط  
کے ساتھ مشروط ہو گا کہ یہ شے پانی پر غالب نہ جائے  
اور بعض روایات میں کوئی شرط نہیں، اور امام محمد  
اس طرح کے مسئلہ میں پانی پر مخلوط شے کے غلبہ کا اعتبار  
کرتے ہوئے اس سے وضوء جائز قرار نہیں دیتے

وہی الشخوة انتہیؑ

لیکن بعض روایات میں اس طرف اشارہ ہے کہ غلبہ

مرد رنگ میں غلبہ ہے اور بعض میں اشارہ غلبہ میں حیث الاعزاء مراد ہے کہ پانی کی صفت رقت سلب ہو جائے

اور اس کے بدلے میں گارٹھ پین (کس میں پیدا ہو جائے انتہی) (ت)

نیز حدیث میں ایک کلام بدائع نقل کر کے فرمایا،

ذكر فيها وفي التبعة ومحيط رضى الدين و

وقاوى قاضى خان وغيرهما دكان الحاصل

من يطهر الماء به او يخط لزيادة التطهير

لا يسمى التوضى به ولو تغير لون الماء

وطعمه وذلك كالصباون والاشنان والسك

لاذ حب مرغيط بحيث لا يجرى على العضو

فانه يفتقد لايجوز لانه من لعله اسم

السداد

اس میں اور تھنہ اور محیط رضی اللہ عنہ اور قاضی

وغیرہ میں ذکر کیا کہ پانی میں مخلوط شئی اگر اس قسم کی ہے

کہ اس کو پانی میں پکانے یا خنک کرنے سے مقصود

تطہیر میں زیادتی ہوتی ہے تو اس سے وضو جائز

ہے اگرچہ پانی کا رنگ اور مزہ تبدیل ہو گیا ہو، جیسے

صابن، اشنان اور ہیری (کے پتے)، ہاں اگر

پانی اتنا گاڑھا ہو گیا کہ اس کا سیلان ختم ہو گیا اور

و وضو پر پہننے کے لائق بھی نہ رہا، تو اس صورت

میں اس سے وضو جائز ہے کہ اگر آب اس سے پانی لایا جائے سبب ہو گیا ہے اھ۔ (ت)

میں کہتا ہوں میں نے مذکورہ اشیا میں غلطی

کا اضا فرمایا ہے، یہ فقہاء کے اُن اقوال کی روشنی میں ہے

جو انہوں نے خائز میں ذکر کئے ہیں فرماتے ہیں تہیت

کے سر اور دائرہ کی غلطی سے دھویا جائے اگر میسر ہو،

ورنہ صابن وغیرہ سے دھوئیں اور یہ تصویر میں ہے

تبیین میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا

اقول واصفحت العطس اخذ احما

قالوه في الحان ترينفسل من اسه و لهييته

بالعطس ان وجهه والا فبالصابون ونحوه

تصوير وفي التبيين عتقل صلى الله تعالى عليه

وسلم وعمل من اسه بالعطس وهو جنب

واكتفى به ولم يصب عليه الماء

اور جنابت کی حالت میں اپنے سر کو غلطی سے دھویا اور اسی پر اکتفا کیا اور اس پر مزید پانی نہ بھریا۔ (ت)

۱۔ علیہ

۲۔ علیہ

۳۔ در مختار صلوۃ الجنائز مجتہبی دہلی ۱۲۰/۱

۴۔ تبیین الحقائق کتاب الطہارت برواق مصر ۲۱/۱

(۱۰۸ و ۱۰۹) اقول دوا یا غذا پانی میں پکانے کو ڈالی اور آپک کی گروہ شے ابھی کچی ہے اور

پانی کا رخا نہ ہو گیا تو اس سے وضو جائز ہے،

لا بد لم یوجد الطبخ ولا الخوا والاطعم فلا  
لاسم قال ش عن النعمان الطبخ هو الانضاج  
استواء الله وقال في لغية النعمان عدة في المجلد  
بالطبخ ان يصرح المطبوخ في الماء .

یہ ہے کہ مطبوخ پانی میں پک جلتے۔ (ت)

(۱۱۰) اقول برہن چائے دم کرنے کو گرم پانی میں ڈالی یا جوش ہی میں شریک کی اور جلد نکال لی کہ  
اثر نہ کرنے پانی اس قابل نہ ہو اگر اسے چائے کی سیس اگرچہ ہلکی سے ہلکی تو اس سے بھی وضو میں حصرج نہیں  
لبقاء الاسم والطبخ و یضاعدم الانضاج والطبخ (کیونکہ پانی کا نام اور طبیعت باقی ہے اور پکا پکانا  
میں نہیں پایا گیا۔ ت) یہاں پانی کی رنگت پر مہر ہوگی اور صورت سب بقیہ میں اس کی رنگت اور شے جو شانہ کی  
حالت پر۔

(۱۱ تا ۱۱۴) عرق کو درجہ بہ درجہ بڑھاتے۔ یہ شگ بن میں خوشبو نہ رہی اور اتنے  
ہلکے ہیں کہ کوئی مزہ بھی محسوس نہیں ہوتا پانی میں کسی قدر مل جائیں جب تک پانی سے مقدار میں کم ہوں گی مثلاً بہا لب  
گھڑے میں دبی گھڑا تک بھر تو اس سے وضو ہو سکتا ہے۔ بحوالہ اراق میں ہے،

الکلی ما نفع موافق للماء في الاوجاف  
الشيئة كالماء الذي يؤخذ من القطيع من لبن  
الشور وماء الورد الذي انقطع حراسته

عنه سابقاً فيه في الفصل الثالث بيان الطبخ  
۱۲ منہ عصرہ۔ (م)  
عنه وزوت القطاع الطعم لما يستعمل  
ان شاء الله قد في ۱۲ منہ عصرہ (م)

اس میں ایک اعتراض ہے ہر فصل ثالث میں طح کے  
بیان میں آئے گا۔ (ت)  
اور میں نے القطاع طعم کا اضافہ کیا اسکی وجہ ان شاء  
تعالی آپ حاق لیں گے۔ (ت)

۱۳ رد المحتار باب المیاء مصطفیٰ ابابنی مصر ۱/ ۱۳۵  
۱۴ عنین المستمل اسکام المیاء صہیل اکیڈمی لہور ص ۹۱

اذا اختلط بالمطلق فالعبوة للاحزاء فان كان  
الماء المطلق أكثر جازاً لموضوءه بالعقل و  
ان كان مغلوباً لا يجوز وان استويا لم يترك في  
ظاهر الرواية وفي الهداية قالوا حكمه حكم  
الماء المغموب احتياطاً وحاملاً للسدر  
والاستحرج من النجاسة بالتقطير تعتبر فيس  
القلبة بالاحزاء  
تقطير سے نکالا جائے اس میں اجزاء کے غلبہ کا اعتبار ہوگا۔ (ت)

اقول: واصلاتی فی ضابطہ السی  
تبع فیہ الامام الزیلعی فان من المستظهر  
ما یحالف الماء فی وصفه او وصفیه او  
ثقلته کما لا یحلفی۔  
میں کہتا ہوں کہ اس کو مطلق رکھنا ان کے  
اس ضابطہ کے منافی ہے جس میں انہوں نے عام  
زیلعی کی متابعت کی ہے، کیونکہ عمل تقطیر سے جو پانی  
حاصل ہوتا ہے وہ عام پانی سے ایک وصف یا  
ویس میں مختلف ہوتا ہے کہ لا یحلفی۔ (ت)

(۱۱۵) یونہی ہر عرق کہ پانی سے رنگ و مزہ و بڑکسی میں متماثل نہ ہو جیسے عطارد کے سیاہی کے عرق۔  
شم اقول: کی بیشی میں اعتبار مقدار کا ہے اور ان میں بہت چیزیں پانی سے ملتی جوتی ہیں تو اگر وزن  
میں کمی کی جتنے بارہ مقدار میں بیشی ہو جائے گی لہذا ہم نے بالاب گھرے اور گھلے تک بھرے سے تمشیل دی  
و بہ ظہر ما فی حاشیة الصحة حیث فسر  
العبوة للاحزاء بقوله ای القدم والورق  
او دفی حاشیة ابن السعید اذا قال القلبة من  
حیث لا یمن وقد نص محمد ان الماء کیل  
اور اسی سے وہ ظاہر ہوا جو متماثل کی عبارت میں ہے  
جہاں اسوں نے اجزاء کی تعبیر مقدار اور وزن سے  
کی ہے، اور جو ابوالسعود کی عبارت میں ہے اس نے  
کہ غلبہ وزن کے اعتبار سے ہے اور امام محمد نے

لہ بکرات کتاب الطہارت مسید کینی کراچی ۶۹/۱  
لہ در علی الغر فرض الغسل کا طبع بیروت ۲۳/۱  
سے منظر الحاق علی البحر الطہارت مسید کینی کراچی ۶۹/۱  
سے فتح المعبود " " ۶۴/۱

واجبہ اثبت انه ليس وزنيا وقال العيني ثم  
 اس الشئ لو كان الماء من طين والمستعمل رطلا  
 فحكه حكمه المطلق وبالعكس كالمقيد اهـ ولكن  
 العجب من علامة الشونبلا في قوله فب نور  
 لا يصح وشرحه الفللة في ما ثم لا وجه  
 له في الماء تكون بالعرض فان اختلف رطلا  
 من المستعمل او ماء الروس الذي انقطع  
 من تحت برطل من الماء المطلق لا يعجز  
 به الوضع وبه حكمه جازا اهـ ذكر الموضع  
 وعاد الى انكسرت

تو اس سے وضو پڑھنا ہر گاہ اور اگر سطر اس کے برعکس ہو تو وضو جائز ہے اہ تو ذکر وہ ان کا کیا اور نوٹ کر لیں  
 کی طرف آئے۔ (ت)

نوع آخر اس کو ثانی وہ اشیا کہ کور ہوں گی جن کی بعض سورتوں میں حکم منقول کتب کچھ ہے اور

بعض تنبیہ ضروری، واضح ہو کہ مائے مقید میں ہمارے اکثر مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول  
 صرف وہ قول ہیں،

اول قول امام ابو یوسف جنہوں نے تبدل اوصاف آب کا اعتبار ہی نہ فرمایا صرف غلبہ اجزاء ان معانی پر  
 کہ فصل ثالث میں بیان ہوں گے معتبر رکھا اور یہی صحیح و عمدہ و مختار جہر ہے۔

دوم قول امام محمد جس میں تبدل اوصاف پر بھی لحاظ منسہد یا یہاں ہم کو ضابطہ امام زلیخ رحمہ اللہ تعالیٰ  
 پر کلام کرنا منظور ہے انہوں نے بھی ان اوصاف کیا ہے تو قول امام ابی یوسف کا خلافت تو بتا ہی سے ہوا  
 قول امام محمد پر جو احکام کتب میں منقول ہیں ان سے ضابطہ زلیخہ کا موازنہ کرنا ہے کہ اتنی جگہ اس کے موافق پڑ  
 اور ان ان مواضع میں اس کے بھی خلافت رہے تو اقول اکثر مذہب سے یکسر خارج ہوا ان مباحث میں اتفاق  
 اختلاف سے یہی مراد ہے کہ مذہب امام محمد پر احکام منقول اور مقتضائے زلیخہ کا توافق یا تماثل در نہ حاصل  
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

|                     |         |          |      |
|---------------------|---------|----------|------|
| لے الشئ علی التبيين | الطهارت | بلاق مصر | ۲۰/۱ |
| لے مراقی الفلاح     | •       | •        | ص ۱۷ |



خطا بطرام زبلی جس کا بیان بیونہ تعالیٰ فعلی چہارم میں آتا ہے اس کا مقتضی کچھ۔ ان اشیاء کی جس صورت میں حکم منقول مقتضائے ضابطہ جواز پر مستحق ہیں وہ اس قسم اول میں مذکور ہوگی اور جس میں عدم جواز پر مستحق ہیں وہ قسم دوم میں اور جہاں دونوں مختلف ہیں وہ صورتیں قسم سوم کے لیے ہیں۔ یہ اشیاء وہ صنف ہیں۔

**صنف اول خشک چیزیں۔**

(۱۱۶) پانی میں چھوڑے ڈالے اور اسی تھوڑی دیر گزری کہ غلیظ نہ ہوگی اگرچہ خیفہ سی شیرینی اس میں آگئی اس سے بالاتفاق وضو جائز ہے کتابہ العقیقہ والمزید پھر عینی شرح صحیح بخاری و تہذیب و علیہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے :

الماء ابدی النبیہ تہیرات خصاس حلوا ولحم  
یزل عنه اسماء وهو رقیق یحور بہ الوضوء  
بلا خلاف بین اصحابنا <sup>۱۲</sup>

وہ پانی جو کھجوروں کے ڈالے جانے کی وجہ سے میٹھا ہو گیا  
مگر اس کو پانی ہی کہا جاتا ہوا اور اس کی رقتہ بھی نہ اٹھ  
نہ ہوئی تو اس سے وضو کے جوار میں ہمارے اصحاب  
کے درمیان کوئی اختلاف نہیں (۱۱۷)

قول اصحابنا البدائع لا بد من  
معرفة نبيذ التمر الذي فيه الخلط وهو  
ان يندق من التمر في الماء فتخرج حلاوته  
الى الماء، وهكذا ذكر ابن سعد رضى الله تعالى  
عنه في تفسيره نبيذ التمر الذي قوضاً به

میں کہتا ہوں بدائع میں ہے کہ وہ نجیز قمر جس  
میں اختلاف ہے اس کی معرفت ضروری ہے وہ یہ ہے  
کہ کچھ کھجوریں پانی میں ڈال دی جائیں تو ان کی ششاس  
پانی میں آجائے، (ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبید ترک  
یہی تفسیر منقول ہے کہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مذہب صحیح معتد کہ مذہب امام ابو یوسف ہے وہ تو ضرور عدم جوازیں ان کے اتفاق سے بھی  
بعض جگہ خلاف پڑے گا جیسے ہم آخر میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ نیز ان قول کے لائن میں بڑا فائدہ مذہب امام  
عسکریہ اطالان سے کہ وہ بھی کہتے خود ایک باقوت قول ہے تو بغیر امتیاز اس کا لحاظ مناسب و یا نہ التوفیق  
۱۲ منہ غفریر و حفظہ بر عزوجل (م)

عنه عزاء للحلية في الهندية و لعمري فيها  
لا في التيمم ولا في السياه فلعنه ساقط من  
تسحق والله تعالى اعلم ۱۲ منہ غفر له (م)

ہندیہ میں علیہ کی طرف محبت کی ہے اور مجھے اس میں  
یہ بات نہیں ملی نہ باب التیمم میں نہ باب الیاء میں شاید  
یہ میرے نسخے سے ساقط ہو و اللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ الجین  
فقال تمیرون القیث فی الماء اھ فیحمل علی  
ما حلا وخرج عن الاطلاق کیف و فی صدر  
المحدث عبد بن ابی شیبہ ان السبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم قال لدھل معک من وجھہ قال  
قلت لا قال صافی اداوتک قلت بیدہ سرقاں تضرہ  
جلودہ و ما حبتک فلو لا انہ خرج من لا ھذا  
لما قال لا۔

ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو عیسیٰ کجریں اور پاک پانی ہے،  
اقول وبہذا یضعف ما جاء بہ ابی  
جعفر فی شرحی البھاری والمشکوۃ اھ محمول  
علی ما القیت فیہ تمرات یا لیسۃ لہ لغیر  
لہ و صنف قان العقیلا و انما کاو یصنعون  
ذلک لان غائب ما ھم لم تکن حذوۃ آھ و  
استثمر المکر ان ھذا الایسی بنیۃ افعال  
ولسببۃ بن مسعود لہ بنید من محبہ  
الاول مراد او المراد بہ الموصوم المظہی و  
ھو ما ینبذ فیہ شی وان لم یغیرہ اھ

اور فرمایا ابی مسعود نے اس کجماز انبیذ کیا تھا اول نے مزید فرمایا کہ یا اس سے مراد اس کے نفوی وضعی معنی  
ہیں یعنی وہ پانی جس میں کوئی چیز ڈال دی جائے خواہ وہ اس پانی کو متغیر کرے اھ۔ (ت)

نے اسی سے لیلۃ الجین میں وضو فرمایا تھا، آپ نے فرمایا  
میں نے کچھ کجگریں پانی میں ڈال دی تھیں اھ تو اس کو  
اس پانی پر عمری کیا چلے جس میں میں نے پیدا ہو گئی ہوا  
مطلق پانی سے مل گئی ہو جائے اس حدیث کی ابتدا میں  
بروایت ابن ابی شیبہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس وضو کا پانی  
ہے یا انہوں نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فسر دیا  
تمہارے تو شراب میں کیا ہے یا انہوں نے کہا نبذ کر

میں کتا ہوں اس سے مصارم ہوا کہ وہ  
شرحوں (شرح بھاری و شرح مشکوۃ) میں ابن جریر  
۲/۴ جواب دیا ہے وہ ضعیف ہے  
وہ جو اسب یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔  
اس پانی سے مراد وہ پانی ہے جس میں خشک  
کجگریں ڈال دی گئی ہوں جس نے پانی کا وصف  
نہ لاہر، مستقلانی نے فرمایا اہل عرب ایسا اس لیے  
کرتے تھے کہ عام طور پر پانی کا پانی میٹھا نہیں ہوتا تھا  
اھ اور کل نے فرمایا کہ اس کو غیب نہیں کہا جاتا ہے،  
پس یعنی وہ پانی جس میں کوئی چیز ڈال دی جائے خواہ وہ اس پانی کو متغیر کرے اھ۔ (ت)

۱۷/۱ سید کینچی کراچی

۲۶/۱ ادارۃ القرآن کراچی

۳۰/۵ بیروت

۶۰/۲ مکتبہ امدادیہ ملتان

اقول وکل هذا کما تری خروج عن  
النظر غیر ان حدث العلماء قال بعد ما  
قدمنا عند لان من عادة العرب انهما تطرح  
التمر فی الماء الملع لیحلواہ۔

میں کہتا ہوں یہ تمام تاویلات علماء ہر کے برخلاف  
ہیں تاہم کتب العلماء نے اس تمام گفتگو کے بعد جو  
ہم نے اوپر ذکر کی، فرمایا، عرب کی عادت تھی کہ وہ  
کھاری پانی میں کھجوریں ڈالتے تھے تاکہ پانی میٹھا  
ہو جائے۔ (ت)

اقول فہذا میل الی ما قلنا ولا  
اسر ویستقیم ذلک ان کذا السق علی ما نقتید  
وکان مطلقا غایباً عن التوضوء مطلقاً وقد  
قال الشیخ الامام فی حواشی کلام الجواز فی  
مبدأ التمرشت بعد ولا بد من القیاس لان  
انقیاس یأبى الحوازی الا بالماء المطلق وهذا  
یسجد مطلق بدلیل انه لا یجوز التوضوء  
بہ ہم القدسۃ علی الماء حصن بہ  
عزہا الجواز ما یصل آثر ولد الاحتیاط الی  
الجواب عن الحدیث بانہ منسوخ بأسیۃ  
التیمم و فروع ولد، حال الاتقی الی قول  
محمد ابہ یحکم بینہما لبقیم الطہر یا لبقیم۔

میں کہتا ہوں یہ جواب بھی ان دو حضرات کے  
قول کی طرف میلانی ہے، مگر میرے نزدیک یہ جواب  
درست نہیں، کیونکہ اگر یہی بات ہوتی تو پانی کا نام  
باقی رہتا اور مطلق رہتا اور اس سے مطلق وضوء  
جائز ہوتا۔ شیخ نے آخر میں فرمایا نبید تر سے وضوء  
کا جواز قیاس کے برخلاف ثابت ہے، کیونکہ قیاس  
تویر رہتا ہے کہ وضوء صرف مطلق پانی سے ہی جائز ہو  
دریہ طہر پانی میں ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے  
کہ ماء مطلق پر قدرت ہوتے ہوئے اس سے وضوء  
جائز نہیں، لیکن اس کا جواز از روئے نص ثابت ہے  
اور اس لیے میں ضرورت ہوئی کہ ہم حدیث کا جواب  
دیں، اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت تیمم سے منسوخ ہے،  
اور اس لیے اتقانی امام محمد کے قول کی طرف مائل ہوئے کہ وضوء اور تیمم دونوں کو جمع کیا جائے تاکہ طہارت بالیقین  
حاصل ہو جائے۔ (ت)

اقول وهو حسن جدا والله تعالیٰ اعلم۔

میں کہتا ہوں یہ جواب بہت اچھا ہے  
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۱۱۷) اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر پانی میں شکریا بٹا شے اتنے کم پڑے کہ شربت کی حد تک

نہ پہنچا اگرچہ ایک ہلکی سی مٹھاس آگئی تو اس سے وضو روا ہے۔

(۱۱۸) اقول یوں ہی دوا پانی میں بھگوئی جب تک پانی میں اُس کا اثر نہ آجائے کراہ اس سے دوا کہیں پانی نہ کہیں اُس وقت تک اُس سے وضو جائز ہے اگرچہ پانی کے اوصاف بدل جائیں وکنی شاهد علیہ مسألة الادراک فی العین حتی (اس پر دلیل حضوں میں پتوں کا مسد کافنی ہے۔ ت)

(۱۱۹) کسم

(۱۲۰) کیسر

(۱۲۱) کیسیس

(۱۲۲) مازو

یہ چیزیں اگر پانی میں اسی گرم حل نہیں کر پانی رنگتے یا لکھنے حوت کا نقش بننے کے قبل نہ ہو گیا تو اُس سے بالاتفاق وضو جائز ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تہ اس مسئلہ میں چاہے مساکک پر مشتمل ہیں:

پہلے مساکک: وضو مطلقاً جائز ہے  
تھا وقتیکہ اُس کے اجزاء پانی پر غالب نہ ہو جائیں  
جہاں یہ ہے امام شافعی نے فرمایا زعفران اور اسی  
کی مثل دوسری اشیا کے پانی سے وضو جائز نہیں  
یسی وہ اشیا جو زمین کی بنس سے نہیں، کیونکہ  
یہ متعین پانی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں زعفران کا پانی  
اور زمین کے اجزاء کا معاخذ اس کے برعکس ہے  
کیونکہ پانی عام طور پر ان اجزاء سے خالی نہیں ہوتا ہے  
اور ہماری دلیل یہ ہے کہ پانی کا نام من الاطلاق باقی ہے  
کیونکہ اس کا کوئی نیا نام نہیں ہے، اور اس کی مخالفت  
زعفران کی طرف ایسی ہی ہے جیسے پانی کی مخالفت  
گنہیں اور پتے کی طرف ہوتی ہے اور تھوڑی ملاوٹ کا

وذلك ان العبارات مجردة متعينة على  
امر لغة مسائل الاول يعنون صنف خاص  
تعلق على الماء بالاجزاء قال في "بہ" :  
قال ان في قوله تعالى لا يحور لتوضي  
بعد الوضوء ان واشبهه مما ليس من  
حسن الامر من الماء مفيد الاتزان  
انه يقال ماء الزعفران بخلاف اجزاء الارض  
لان الماء لا يخلو عنه عادة ولو ان اسم  
الماء باق على الاطلاق الا ترى انه لم يتجدد  
له اسم جديد واحد فله الى الزعفران  
كما صافه الى لبثه ونعني ولا بالخلط  
ان قيل لا معتبر به لعدم امكان الاحتراز  
عنه كما في اجزاء الارض فيعتبر الغالب  
والغلبة ما لا يخفى لا تعبیر اللو هو الصحيح

سہ پہر باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز به مطبوع عربیہ کراچی ۱۸/۱

کوئی اعتبار نہیں کہ اُس سے بچنے ممکن نہیں، حبیب کہ  
زمین کے اجزاء میں ہوتا ہے۔ تو غالب کا اعتبار ہوگا  
اور ظہر باعتبار اجزاء ہوتا ہے نہ کہ رنگ کے بدلنے  
سے، یہی صحیح ہے اور حادی نفرو یہ میں ہے  
کہ ہمارے نزدیک زعفران کے پانی سے وضو جائز  
ہے اور نام نہ تھی کے نزدیک جائز نہیں۔  
ظہر بحر اور غائیہ میں ہے کہ حبیب زرد پانی میں  
ڈال گیا اور پانی سیاہ ہو گیا غائیہ میں اضافہ بھی ہے مگر سبکی  
رقت زائل ہوئی، تو اس سے وضو جائز ہے اور  
اور غائیہ کی طرح غیہ میں ملحقہ سے منقول ہے، اس میں  
محض کا اضافہ بھی ہے اور غیہ میں ہے اس کے  
مزے جوہر رنگ کے بدل جانے کے باوجود وضو  
جائز ہے اور غائیہ میں ہے نہ کہ گلاب و زعفران  
کے پانی سے جبکہ اس کی رقت غم ہو جائے اور گارڈ  
ہو جائے، اور اگر اس کی رقت و لون فیت باقی ہے  
تو اس سے وضو جائز ہے اور جو اہر اخلاطی میں ہے  
کہ حبیب کوئی پاک شے پانی میں مل جائے اور اس کو

وفي الاستدوية يجوز التوضي بماء الزعفران  
عندنا وعند الشافعي لا يحبون ماء وفي  
الظهيرية قسم البحر في الغائية اذ اخرج  
الزاج في السماء حتى اسجد (تراد في الغائية  
لكن لم تذهب مرقته) جباري به  
الموضوء ومثل الغائية في الغنية عن  
الملتقط وتراد وكذا العصاره قد سفي  
لغنية جاز مع تغير لونه وطعمه و  
مريحته وفي الغائية لا يسماء ورد و  
من حضرات اذا ذهبت مرقته و  
جباري شحيت وان بقيت مرقته ونطاقه  
جباري وفي جوارا هو الاخلاط ادا  
خالف شئ من اطع هرات ولسم  
يطبخ كالزعفران والسنبل وحب يجوز  
التوضي به ماء يوقد بقاء المرقه  
معلوم لا حاجة الى امانته وفي مسكين  
على الكثر لا يجوز ما جلب عليه

اور اسکی شے صغیر میں ہے کہ تھوڑی زعفران پانی کے تینوں  
اوصاف کو بدل دے مگر پانی رقیق ہو تو اس سے وضو  
اور غسل جائز ہے ۱۲ مسئلہ (ت)

حسن في صغره لقيل من الزعفران يغير الاوصاف  
المثله مع كونه رقيقا فيجوز الوضوء والحسل به  
مس ۲

۱۔ رسائل الارکان بالمس فی فصل فی امیاء مطبع علی ص ۲۴  
۲۔ بحر الرائق کتاب الطہارت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۹۹/۱  
۳۔ غنیۃ المستمل احکام الیاء سہیل انکمید می لاہور ص ۹۰  
۴۔ فتاویٰ ثانیۃ المعروف فی منی نان فصل فی الیاء بحور رب التوحیدی نوکشتور کھنڈ ۱۹/۱  
۵۔ جوارا اخلاطی



متصلہ اما عند ذی یوسف من رحمہ اللہ تعلق  
تعتبر العلیۃ من حیث الاجزاء لا من حیث  
اللون ہوا العصبیۃ آہ و مثل هذا ما فی الخلاصۃ  
مرجل قصہ ثیاء الزرد ح اہ العصفور او  
الصباون اسکان مرقق مستبین الماء صہ  
یعوس وان غلبت علیہ لحمۃ و صہار  
نشا مستح لای جونہ تصویر بالبناء علی التحوۃ  
و بقی ذکر الحمرة فی الکتابیں کالمستدرک

### الثانی لای جونہ مطلقا فی شرح

الطبع وی ثم حرارة المعین المقید مثل  
ماء الاشجار و الثمار و ماء الرعفران  
و فی السبۃ لا تحوسر بالماء سمعہ کما  
لرعفران قال فی العلیۃ معمول علی  
ماء اکان الرعفران غالباً آہ

اقول هذا سہم یحتل الغلبۃ

اعتبار نہیں میرا اس کی تائید میں متصل فرمایا کہ در یوسف  
کے روئے اجزاء کے اعتبار سے عصبیہ معتبر ہے رنگ  
کے اعتبار سے نہیں ایسی صحیح ہے اہ اور اسی کی شکل  
خلاصہ میں کہ کسی شخص نے زردی عصفریہ صابن کے پانی  
سے وضو کیا اگر وہ رقیق ہو جس سے پانی واضح ہوتا  
ہو تو وضو جائز ہے اور اگر اس پر شرفی غالب  
ہو گئی ہو اور نشا مستہ بن گیا ہو تو وضو جائز نہیں اہ  
تو اس میں اس کی تصریح ہے کہ اگر وہ مارگٹا ہے تو  
پرست اور دونوں کتابوں میں شرفی کا ذکر مستدرک کی طرح ہے

### دوسرا مسئلہ مطلقا جائز نہیں

شرح طحاوی اور خزائنہ لمفتیین میں ہے مقید جس طرح  
درختہ اور پھلوں کا پانی اور زعفران کا پانی اہ اور  
" جس سے کہ غلبہ پانی سے وضو جائز نہیں جیسے  
زعفران کا پانی اہ حلیہ میں کہا کہ یہ اس صورت پر  
عمول ہے جبکہ زعفران غالب ہو اہ (ت)

میں کہتا ہوں یہ مبہم ہے اس میں اجزاء کے

عہ ساق فائده له أخر الفاعلة السادسة  
من الفصل الثالث ولذا قال كالمستدرک  
ای فی النظر لہ ہر ۱۲ صد عفرلہ (م)

تجدیدی فصل کے چٹے صابن کے آخر میں اس کے لیے  
ایک فائدہ بیان کیا ہے اس لیے فرمایا کالمستدرک  
یعنی نظر ظاہر میں ۱۲ منہ (ت)

لہ فادی قاضی حان فیما لا یجوز بہ اقترخی  
سے خلاصہ الفتاوی بیان الماء المقید  
سے خزائنہ لمفتیین  
سے نیتہ لمصل  
سے بیعتہ

فصل فی المیاء مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۶۳

اعتبار سے بھی غلبہ کا احتمال ہے اور رنگ کے اعتبار سے بھی ہے، اور غلبہ میں وضاحت ہے، فرمایا اس سے مراد وہ پانی ہے جو گاڑھا ہو گیا ہو اور رقت ختم ہو گئی ہو، یا وہ ہے جو اس سے تر نکلتا ہو جیسا کہ کتاب سے نکلتا ہے (۱)۔

میں کہتا ہوں تو دوسری صورت میں یہ اختلافی صورت سے ایک برپا نیگا، اور پہلی صورت میں پہلی کی طرف رجوع کر کے گایہ وہ ہے جس پر تلبہ میں صحت ہے، انہوں نے کہا کہ اس پانی سے وضو جائز ہے جس میں زعفران ملائی گئی ہو بشرطیکہ اجزاء کے اعتبار سے پانی کو غلبہ ہو اور پانی کا اطلاق اس پر ہوتا ہو (۲)۔  
تفسیر مسلک : اس سے وضو جائز ہے جو رنگے اور نقش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو یہ فتح دور

بالاجزاء وباللون واخصيه في الغنية فقال المراد ما حشره وخرج عن الرقة او ما يستخرج منه سطبا كما يستخرج من الورق الله رقت ختم ہو گئی ہو، یا وہ ہے جو اس سے تر نکلتا ہو جیسا کہ کتاب سے نکلتا ہے (۱)۔  
اقول فعلى الثاني يخرج من السيل و على الاول يرجع الى الاول وهو الذي نص عليه في المكية نفسها من بعد اذ قال تعوذنا انظما رة بالماء الذي اختطبه الزعفران بشرط ان تكون الغنية للماء من حيث الاجزاء وليزل عنه اسم الماء (۲)۔

الثالث يخرج من لم يصلح للصبيغ والنقش في لنته والحلية صرح في الخمس

بحر العلوم کی ارکان اور بعد میں ہے زعفران، صفر اور روج کے پانی کے ساتھ وضو جائز ہیں جبکہ وہ بدن یا کپڑے کو رنگ دے کیونکہ اس حقیقت پانی کا نام اس سے ختم ہو گیا، ورنہ وہ گاڑھا ہو جائے تو نہ مطلق پانی ہے اور نہ مقید پانی ہے اور اس پر تو پانی کا حقیقت اطلاق ہوتا ہے اور نہ مجازاً (۱)۔

میں کہتا ہوں اولاً اگر پانی رنگنے کی صحت رکھتا ہو تو پانی ذات کے اعتبار سے حقیقت نہیں بدلا، صرف اس کا وصف بدلا ہے، تو وہ حقیقت پانی ہے (۲)۔

عنه في الاسكان الاسفة للموتى بعد العلوم التكنوى لايجوز التوضؤ بماء الزعفران و لعصفر والزردج اذا كان بحيث يلون البدن او الثوب لانه ذهب اسم الماد حقيقته واما اذا صار ملبد ابيض ماء مطلقا ولا ماء مقيدا فلا يطق عليه الماء لاحقيقة ولا

اقول فيه أولا ان ما صلح منه للصبيغ لم يتبدل دانا في الحقيقة اما تعبير وصف له فهو ماء حقيقة نعم لم يبق ماء



۱۱ من لتفريع عن اعتبار العدة بالاحمر

(بقية حاشية منقوشة) مطلقا لان يرید  
الحقيقة العربية المفهومة عند الاطلاق

وثائب سيعرض عند التعيين انه ليس

ماء مطلقا ولا مقيدا فان هذا الماء

مقيد فكيف لا يكون ماء حقيقة فان المطلق

والمقيد معاني من الماء

وثالثا الشاخص وان لم يت ماء

اصلا على ما افاده في الفتح علامان من

اطلاق الماء مجازا باعتبار ما كان

ورابعا الحكم المستول في ما اراد

ما قدمنا في ۸ من ان العبرة بالمرقة ولم

اسم وقع ههنا بغيره ويظهر ان لا محل

له لانه ليس مما يوجب به كما تقدم ثم

وكذلك مما يلحق الثوب ان احيا به لا يجعل نوعا

احمر غير الماء دام رقيقا ولا نوعا

بالاخر اخص لا ترى ان التصر والزمب اداليا

في الماء لغير ان لونه وطعمه قبل ان يصيرا

شبيها ويحوش انهموه به بالاجماع كما صرح

في ۱۱۶ مع انهما لو احيا بالثوب ايسر بوب

دلت لان المقصود ههنا التبيذ دون التبريم

فلا يرول لاسم الا يحصل المقصود عليه

المرجحة - بريم معروض على المولى بحر العلوم عند التوفيق

بدل دي، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مقصود نذیر ہے نہ کہ رنگ تو اس کا نام اس وقت تک نہ بدلے گا جب تک

مقصود ہی صل نہ ہو۔ یہ پانچ معروضات بحر العلوم پر ہیں۔ (مت)

تحدید میں ہے، بخمس میں ہے کہ تفريع باعتبار غلبہ

صرف مطلق پانی میں رہا یاں اگر حقیقتہ عرفیہ کا ارادہ

کی بجائے جو اطلاق کے وقت بھی جاتی ہے تو اور بات ہے۔

ثانیاً گاڑھا ہونے سے وہ نہ مطلق پانی رہا و

نہ مقید ترانوں نے بتایا کہ یہ مقید پانی ہے، اس صورت

میں وہ حقیقتہ پانی کیوں نہ ہوگا کیونکہ مطلق اور مقید دونوں

ہی پانی کی اقسام ہیں۔

ثالثا گاڑھا اگرچہ مٹی کے بقول پانی نہ رہا تو

باعتبار مکان مجازا اس پانی کے اطلاق میں کوئی مانع

نہیں۔

سرا بعاہ حکم جو نزوح کے پانی کی بابت

مستعمل ہے جو ہم نے ۸ میں نقل کیا کہ اعتبار وقت

کا ہے اور جس سے دوسروں کا بیان نہیں دیکھا اور

مجھے شک ہے کہ اس کا یہاں محل نہیں، کیونکہ اس سے

رنگا نہیں جاتا ہے جیسا کہ وہاں گرد اور اس کے

کپڑے لٹنے سے گرگڑے ہو جاتا اس کا ایک مستقل نوع بنانا لازم

نہیں آتا جب تک وہ رقیق ہے دوسری نوع نہیں بنے گا

کیونکہ ہمارے نزدیک انواع انفرادی سے وجود میں

آتی ہیں، مثلاً گھوڑا اور منقہ جب پانی میں ڈالے جائیں

تو وہ اس کے رنگ اور مزے کے بدل دیتے ہیں،

اور ابھی وہ نذیر نہیں بنا ہوتا ہے اور اس سے وضو

بالاجماع جائز ہوتا ہے جیسا کہ ۱۱۶ میں مرزا حاکم

المریہ و دونی چیزیں سفید کپڑے کو گلبائیں تو اس کا رنگ

بدل دیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مقصود نذیر ہے نہ کہ رنگ تو اس کا نام اس وقت تک نہ بدلے گا جب تک

مقصود ہی صل نہ ہو۔ یہ پانچ معروضات بحر العلوم پر ہیں۔ (مت)

قول البحر جانی ادا طرح الزواج او العصف فی  
الحداد معروضه لیکان لا یقتضی ادا کتب  
من نقش لا یجوز و الحداد هو المقلوب له و  
مثله فی الهدیة عن البحر عن التحصیل  
من قوله اذ طرح فی قوله لا یجوز و  
القیة ثم معراج لدی ایه ثم المحرم الحد  
ثم فتح الله المحیض المرفران دا و دغ فی  
الحداد ان امکن الصبر فیه حدس معاد مطلق  
الرابع یجوز ما لم یطلب نومها لول  
الماء فی الشبیه عن یحیی عن الامام النقا  
لا یسبغ فی الماء ان یختلط به طاهر فانت  
غیر لون فاحیة للون فان کان الغالب لون  
الماء جاز فی وضو به والا فدرک مشی  
للبن والطن والرفران یحتلط بالسماء  
ومثله فی خزائن المعین والبرجندی -

اقول قدم ۱۰ اجماع اصحابنا  
رضی الله تعالی عنہم علی جواز الوضوء بعد  
انقی فیہ تمیزات فحلا ولعل یسرید او معلوم  
قطعا ان اللون سبقت تعیرا فیہ من الطعم  
ماستقر الاجماع علی ان تغییر اللون و

اجزاء کے جربانی کا قول ہے جب زاج یا طغص پانی  
میں ڈال جائے تو اس سے وضو جائز ہے، یہ اس  
وقت ہے کہ جب اس کے ذریعہ لکھنے سے نقش نہ آتا ہو  
اگر نقش آئے تو جائز نہیں، بلکہ پانی مقلوب ہو اح  
اور اسی کی مثل ہندی میں بکر سے بھینس سے ہے ان  
کے قول ادا طرح سے لا یجوز تک اور قیہ مصر  
بحر و در پھر فتح الله المعین میں ہے کہ اگر زعفران پانی  
میں پڑ جائے تو اگر اس سے رنگ لگے ہر تو وہ طغص پانی نہیں ہے  
چوتھا مسلک : وضو جائز ہے جب تک  
اس کا رنگ پانی کے رنگ پر غالب نہ ہو، شبیر  
یحییٰ سے امام قاسمی اسی جاتی سے منقول ہے کہ پانی میں  
اگر کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کے رنگ کو بدل دے  
تو معتبر نہیں، اگر پانی کا رنگ غالب ہو تو وضو  
جائز ہے ورنہ نہیں، مثلاً دودھ، سرکہ اور زعفران  
پانی میں مل جائے اور اسی کی مثل خزائن المعین اور  
برجندی میں ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں ہم نے ۱۱ میں اپنے اصحاب کا  
اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس پانی سے وضو جائز ہے  
جس میں کجوریں ڈالی گئی ہوں تو نبیذ بننے سے پہلے ہے  
اس میں مٹھاں آجائے اور یہ قطعی معلوم ہے کہ رنگ مزہ  
کے تغیر ہونے سے پہلے بدل جاتا ہے تو اجماع اس پر قائم ہے

فتح القیر باب الماء الذی یخیز بہ الوضوء والیخیز بہ فوریه رضویہ سکھر ۱/۲۵

لکھ ڈر مختار کتاب الطہارت مجتہائی دہلی ۱/۳۵

لکھ شبیری علی التبعین المتأخر کتاب الطہارت الامیر بیرونی مصر ۱/۲۶

رنگ اور مزے کا کسی جامد سے بدلنا اس وقت تک  
مضر نہیں جب تک کہ نام نہ بدل جائے تو اس  
پر تھکے اور دوسرے کا تیسرے پر عمل کرنا لازم ہے  
پھر تمام علم رکھنے والے سے کہ جب نام زائل ہو جائے  
تو اطلاق باقی نہیں رہتا کیونکہ شریعت نے وغیرہ  
کے لیے پانی کو متعین کر رکھا ہے اور جب نام زائل  
ہو گیا تو پانی نہ رہا یہ سب شرط اگرچہ  
ذکر نہ ہو معتبر ہے گی، تو پہلے کو بھی  
تیسرے پر عمل کرنا لازم ہے، اس طرح

والطعم بجامد لا يصور، لم يزيل الاسم فيجب  
حمله على الرابع، وكذا الثالث في على الثالث ثم  
قد انعقد الاصحح و لا طبق به من جميع  
الخدائق به لغير حلف و شقاق و امت و دل  
الاسم يسلب الاطلاق به كيف و انما عييت  
الشراء بوضوء الماء به و هذا اذا زال الاسم  
ليس بماء، فهذا الشرط ملحوظ ابدا مالا  
اهتراء به و ان كان يطوى ذكره و للعلم بالعلم  
به ادشاح امره به فيجب حمل الاول ايضا

لیکن ملا حادی پر تعجب ہے کہ اسوں نے پہلے سے  
تیسرے کا رد کیا ہے۔ جہاں انہوں نے غرر کے  
مشتقہ قول و ان غیر او صافہ جامد الا کے  
تحت قرأ یا کہ کر سے منقول ہے اگر وہ رنگ کے قابل  
ہو تو جائز نہیں، جیسے بیض قر سے لیکن ظاہر میں  
روایت مشاہیر اس کی نفی ہے اس کے قول کہ  
الاصح ہے، کیونکہ یہ قول اشارہ ہے اس کی نفی  
پر جو فقیر احمد بن براہیم سے منقول ہے کہ اگر ملنے  
والی چیز کا رنگ بتفصیل میں ظاہر ہو تو اس پانی سے  
وضو جائز نہیں اس پر ہاں ہے کہ تیسرے کی نفی  
سے اس کی کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کی طرف اس کا  
رد واجب ہے۔ ہاں فقیر کے قول کی نفی درست  
ہے، کیونکہ عرض سے پانی لینے میں تفصیل پر پتوں کے رنگ کے  
ظہور سے پانی کا نام زائل نہیں ہوتا، عمران کا علم اسکے برعکس  
ہے جبکہ وہ پانی کو رنگ کے قابل کر دے پھر تعجب ہے کہ فقیر کا  
(باقی صفحہ آید)

عليه ولكن تعجب من العلامة لخدومي  
اذم الثالث بالاول حيث قال عند قول  
الغري الماس يجوز وان هير او صافه جامد  
كمر عفران في الاصحح ما نصه قيل حسن  
البحر ان امكن العصبه به لم يجوز كنبه  
الشر لكن الظاهر انه على السر واية الشر  
الى نفىها بقوله في الاصحح اذ هذا القول اشارة  
الى نفى ما عن الفقيه احمد بن ابراهيم انما  
يظهر لون المخاط في الكفن لا يجوز او عند  
علمت انه لا ماس له يعني الثالث بل يجب  
مرده الى هذا الصرح نفى قول الفقيه صحيح  
وجيه لان ظهور لون الاوراق في الكفن  
في ماء الحوض لا يزيل عنه اسم الماء بخلاف  
الزعفران اذا جعله صالحا للعصبه فهو  
من لعجب كلام الفقيه، اس کا کہ فی ذوق

علی الثالث فی ردول الشقاق + ویحصل  
الوفاق + واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲۳) اقول برہنی رنگت کی پڑیاں کہ اب چلی میں اور ہماری تحقیق میں ان کی طہارت پر فتویٰ ہے جس پانی میں اتنی شیفٹیں ہیں کہ رنگنے کے قابل نہ ہو جائے اگرچہ رنگت بدل جائے۔

(۱۲۴) برہنی روشنائی جبکہ اس کے ملنے سے پانی کھٹنے کے لائق نہ ہو جائے اقول یہی اُس سے حروف کا نقش نہ سے جو بد خشکی پڑنے میں آئے اگرچہ پھیکا ہو۔

### صنف دوم ہستی چیزیں۔

(۱۲۵ و ۱۲۶) جس پانی میں زعفران مل گیا ہو پانی یا شہاب اتنا کم پڑے کہ ان پانیوں کی رنگت اُس سادہ پانی پر غالب نہ آئے اُس سے وضو بالاتفاق جائز ہے۔

قال الامام حدث العلماء فی السدائم السماء  
المطلق اذا خلد لطفه شی من المانعات لظہر  
کاللبس والحدس ونقیع الرسیب ونحو ذلك  
یظفر انکان یخلف لونه لون السماء کاللبس  
طک العلماء نے یہ لکھا ہے کہ "مطلق پانی میں جب  
دن سبیل پانی چل جائے جیسے دودھ، سرکہ،  
منقہ کاغذ وغیرہ تو یہ دیکھا جائیگا کہ اس کا رنگ  
پانی کے رنگ سے مختلف ہے یا نہیں، مثلاً دودھ،

### (بقیہ حدیثہ ص گزشتہ)

وسئلہ الفضل ان قد بالمخالطة فم لرعق  
واللہ المستعان قهر العجب کل العجب  
ان اللہ خلی نفسه مراد بعد قول الفسور  
ان یقر مرقته لفظه واسمه ایضاً ۱۱  
بقدر کان یعلم ان الرقة لا تنفع الا انزال  
الاسم فکیف یجعل القول الثالث مبنیاً  
علی الروایة المنفیة ۱۲ منہ حضرت (م)  
کلام قرپتوں سے متعلق تھا۔ درناضل مانگل نے اسے  
مخالط سے بدل دیا ہے تو اس سے زعفران کو  
شامل کر لیا ہے واللہ المستعان، پھر پڑا تعجب  
ہے کہ خود فاضل نے غرر کے قول دامت بقی  
مرقته "کے بعد ایک لفظ واسمہ ایضاً ۱۱  
کا اضافہ کیا ہے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ پانی کے  
نام کے زوال کے بعد رقت کا کوئی فائدہ نہیں تو  
قول ثالث کو روایت منفسیہ پر مبنی کس طرح  
کیا جائے گا ۱۲ منہ حضرت (ت)

وماء العصفرة والزعفران تعتبر لعلية في اللون<sup>۱</sup> و في الخلية لكل فخر الدين الزيدى عن  
الاسيحياني ومنجم ابي الزاهد عن  
شراذم العقهاء قالوا ان كان المخالط شبيها  
لونه يخالف لون الماء مثل الفس والخس  
وماء الزعفران ان كانت الغلبة للون الماء  
يحوط المتوضى به وان كان مغلوبا لا يتجوزاه

**اقول** ولا شك ان هذا الماء يخالف  
الماء المطلق في الاوصاف الثلاثة فحسلي  
ضابطة الامار الزيدى يحتو قضي وصفين  
فكان يحتمل ان يقتضى الصابغة خلاف  
هذا الحكم المستقول فيما ادعى على المصنف  
طعمه وريحه دون لونه فكيف غير معقول  
لان اللون اقوى واصف واصح اثر من تغير  
شئ من اوصاف الماء تغير لونه قبله وان لم  
يتغير شئ فلم يحصل في جانب الجو اشراف

لورنگ میں بدلے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی وصف نہیں بدلا تو جو اذکی صورت میں کوئی اختلاف نہ رہا۔ (ت)

(۱۲۶) یوں ہی پڑیا مل گیا ہوا پانی پانی میں ملے سے اس کی رنگت غالب نہ سے تو وضو واسے۔

**اقول** لانه ان كان ذا ريح فكمس الزعفران والعصفرة اولا فذو وصفين

عصفرا زعفران کا پانی، اگر ایسا ہے تو پانی میں  
رنگت کے غلبہ کا اعتبار ہوگا اور علیہ میں فخر الدین  
زیلعی نے اسی بیان سے اور نجم الدین زاہدی نے  
زاد الفقہاء سے نقل کیا ان حضرات نے فرمایا کہ  
اگر ملنے والی اشیاء کا رنگ پانی کے رنگ سے مختلف  
ہو جیسے دودھ، سرکہ اور زعفران کا پانی، اور ایسی صورت میں  
غلبہ پانی کے رنگ کو ہو تو وضو جائز ہے اور اگر پانی کا  
رنگ مغلوب ہو تو وضو جائز نہیں۔ (ت)

میں کتا ہوں اس میں شک نہیں کہ پانی مطلق  
پانی سے تینوں اوصاف میں مختلف ہوگا تو اہم زیلعی کے  
ضابطہ کے مطابق اس میں دو وصفوں کے تفرک اعتبار  
ہوگا، اس میں احتمال تھا کہ اس صابطہ کی رو سے  
بدلتا رہے پر خلاف حکم اس صورت میں ہوتا جبکہ  
مطلق پانی پر مزہ اور بو کا غلبہ ہوا ہو نہ کہ رنگ کا۔ مگر یہ  
بات معقول نہیں ہے کیونکہ رنگ پانی کے اوصاف میں  
قوی تر اور زود اثر ہے تو اگر پانی کے اوصاف میں سے  
کوئی وصف بدلتا ہے سب سے پہلے تو رنگ ہی بدلتا

اور رنگ میں بدلے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی وصف نہیں بدلا تو جو اذکی صورت میں کوئی اختلاف نہ رہا۔ (ت)

(۱۲۶) یوں ہی پڑیا مل گیا ہوا پانی پانی میں ملے سے اس کی رنگت غالب نہ سے تو وضو واسے۔

میں کتا ہوں اس لیے اگر وہ چیز خوشبود ہو  
تو جیسے زعفران اور عصفرا کا پانی بھی بدلتا ہو وصف

رنگ کے ساتھ کہ اس کا فخر الدین پر عطف ہے (ت)

عنه بالرفعه عطفاً على فخر الدين ۱۲۷ من فخر (م)

ولا يتغير الطعم ما لم يتغير اللون فلا يحصل الخلط۔  
والی ہوگی، اور مزہ اس وقت تک نہ بدلے گا جب تک  
رنگ نہ بدلے تو اختلاف نہ ہوا۔ (ت)

(۱۲۸) آب تر بوزجے ترخ رکا شربت کچھ میں جس میں پانی میں اتنا ملے کہ اس کا مزہ پانی پر غالب ہو جائے  
اس سے ہر اتفاق و ضرر ہو سکتا ہے۔ تبیین الحقائق و فتح القدر و حلیہ وغنیہ و درود بکر و غیرہ میں ہے۔  
ماء لطیفه تعتبر العلبه فيد - لطعم  
اقول ويظهر في تفيدہ بالماء، العذب  
كما فعلت فان الماء المالح مر بما تبيل  
ملوحته بحيث لو خلط به ماء العذب  
أكثر من نصفه لو قلب على طعمه بل كانت  
حلاوة هذا هو الملوحة فاعتبار الطعم  
ههنا تفصيل يودی الى توميم خارج عن  
القوانين بمرة فليست فيه۔

اقول وهو ان كان في الاوصاف الثلاثة  
كما سيأتي لكن طعمه قوي فاداه يتغير لم  
يتغير شيء فلا يحصل للخلط في جانب الجوام  
والله تعالى اعلم۔  
میں کہتا ہوں وہ پانی اگر تین اوصاف والا ہو  
جیسا کہ آئے گا، لیکن اس کا مزہ قوی تر ہو، تو جب  
مزہ نہ بدلا تو کئی وصفت نہیں بدلے گا تو جواز کی جانب  
میں کوئی حلاوت نہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۱۲۹) یوں ہی سپید انگور کا شیرہ اگر شیریں پانی میں ملے مزہ کا اعتبار ہے اگر اس کا مزہ غالب نہ ہوا  
قبلیہ ضرر ہے، یہ آتی ہے،

كان لا يخلط الماء في اللون ويحاله  
في الطعم كعصير العنب الابيض وخنه تعتبر  
العبه في الطعم اه اقول وقيدته بالعذب  
لما علمت وحصول الفرق لما سمعت۔  
انگورہ پانی کے رنگ میں خلعت نہ ہو مگر مزہ میں  
خلعت ہو جیسے شیرہ انگور سفید اور سفید انگور کا سرکہ  
تو مزہ میں غلبہ کا اعتبار ہوگا، اد میں کہتا ہوں میں نے  
میٹھے کی قید اس لیے لکھا کی کہ آپ جان چکے ہیں اور  
اتفاق کا حاصل ہر جان بھی آپ کو معلوم ہے۔ (ت)

(۱۳۰) سپید انور کا سر اگر اُس کا مزہ اور جو پانی پر کچھ غالب نہ آئے اُس سے وضو یا اتفاق جائز ہے

اقول لانه دو وصفین و سیریحہ اقوی  
 میں کہتا ہوں اس لیے کہ اس میں دو وصف ہیں  
 اور اس کی جو قوی تر ہے تو اگر پانی کی جو بدل گئی مزہ  
 نہ بدلے تو ضابطہ کی رو سے وضو جائز نہ ہو گا جسکے  
 بدلے کے واسطے سے جو حکم ایسی کر اس پر اس کے  
 برخلاف ہے تو جواز کی بابت میں اتفاق حاصل  
 نہ ہوا، یہ صرف اس صورت میں ہو گا جبکہ کوئی وصف نہ رہے۔ (ت)

(۱۳۱) اور سر کے کر رنگت بھی رکھتے ہیں اگر پانی میں اتنے ہیں کہ اُن کی کوئی وصف پانی پر غالب نہ آئے  
 یا صرف جو غالب آئے اُس سے بالاتفاق وضو جائز ہے۔

اقول و ذلک لانه ذوات الثلاث  
 و معلوم ان سیریحہ المحل اقوی شق فلا یقع  
 ان یتغیر طعم الماء و حده اولیہ فقط ادھی  
 محلہ لا سیریحہ بل اعلیٰ یتغیر سیریحہ یتغیر  
 لکل او السیریحہ و حده اوسع تلون او طعم  
 الطعم و العبرة فی الصلۃ للعلة بوصفین  
 والمنقول العلة بكون و حده کما مر علی  
 حلیۃ عن التریط عن اکامیجی و عن  
 لجم الزاهدی عن خاداعھا و تقدم  
 عن اکامام ملک العلماء یمتنع المنقول  
 والصلۃ فی الصورة لاولی و الثانیۃ  
 حلی لجوار و فی الثانیۃ و السرا یعد علی  
 الصم و فی الخصة تنفرد الغبا یطہ بالعمم۔  
 میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ دو میں وصف  
 دے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ سر کے جو قوی تر شق ہے  
 تو یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ صرف پانی کا مزہ بدلے یا رنگ  
 بدلے یا دونوں بدل جائیں اور جو نہ بدلے یا کچھ نہ تو  
 کچھ نہیں بدلے گا یا سب کچھ بدل جائے گا یہ صرف  
 جو بدلے گی یا رنگ کے ساتھ یا مزہ کے ساتھ اور  
 ضابطہ میں اعتبار غلبہ کو ہے دو وصفوں کے ساتھ  
 اور جو منقول ہے وہ صرف رنگ کا غلبہ ہے جس کا  
 علیہ سے زلیخ سے اسیمجالی سے اور نجم زاہدی سے  
 زاد العفا سے گراہ اور امام ملک علی سے بھی یہی منقول  
 ہوا ہے اس لیے فعل و رضا میں اتفاق ہو گیا پہل  
 صورت اور تیسری میں اتفاق چار پر ہے اور دوسری  
 اور تیسری میں عدم جواز پر اور پانچویں صورت میں ضابطہ  
 کی رو سے عدم جواز ہے۔ (ت)

(۱۳۲) اقول اگر کوئی ذی لون سر کہ ایسا ہو کہ اُس کا مزہ اس کے سب اوصاف سے اقوی ہو  
 کہ اس کا قلیل سب سے پہلے پانی کے مزہ کو بدلے اُس سے زائد ملے تو جو یا رنگ میں تغیر آئے اس صورت میں

اگر پانی کا کوئی وصف نہ بدلے یا صرف مزہ متغیر ہو تو اس سے وضو بالاتفاق جائز ہے بعد مرقیۃ اللون فی المسقول ولا تغیر وجهین فی الضبط لظہ (کیونکہ رنگ کا غلبہ نہیں ہے منقول میں اور دو وصفوں کا تغیر نہیں ہے ضابطہ میں۔ ت)

(۱۳۳) اقول اور اگر بالفرض اس کی رنگت سب سے قوی تر اور پہلے اثر کرنے والی ہو تو اس کے بدلنے سے وضو بالاتفاق اسی وقت جائز ہوگا کہ اس کے کسی وصف میں تغیر نہ آئے لان ای وصف منہ تغیر تعبیر لونه وبه العیدۃ فی المسقول (کیونکہ اس کا جو وصف بھی بدلے گا اس کا رنگ بھی بدل جائے گا) منقول میں اسی کا اعتبار ہے۔ ت)

(۱۳۴) ودرہ سے اگر پانی کا رنگ نہ بدلے اور نہ اس پر غالب نہ ہو گیا اس سے وضو بالاتفاق روا ہے۔

اقول یہ ہے وہ حکم متفق علیہ کہ تغیر نے کلمات کثیرہ مختلفہ سے حاصل کیا وذلک لان الاقوال چارہست  
ہیئتاً علی خمسۃ وجوہ (یہاں پانچ اقوال ہیں)

(۱) بحوالہ مطلقاً ، (۲) مطلق جواز ہے ،

اقول ای ما لم یغلب علیہ احد وجوہ ،  
فانہ معلوم الاستثناء اجماعاً۔

(۳) یجوز ان غیر واحد اوصافہ وستمثرت  
ان العلماء واختلعتوا فی اخذ احد هذا  
فی مرتبۃ لای شرط شیء فی شمل ما اذا غیر  
غیر واحد ولو اکل و حیثئذ یسرجم  
الی القول الاول اذ فی مرتبۃ بشرط  
لا شیء فی تنقید بما اذا اقتصر  
التغیر علی وصف واحد ولو لونا۔

(۴) یجوز ان لم یغیر اللون۔

(۵) ان لم یغیر اللون ولا الطعم۔

(۶) ان لم یغیر ہما معاً فی عمدۃ

الناسی شرح صحیح البخاری للامام

میں کتنا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک  
پانی پرانے اہزار کا غلبہ نہ ہو، کیونکہ یہ اجماعی طور پر  
معلوم الاستثناء ہے۔

(۷) جائز ہے اگر اس کے اوصاف میں سے کسی ایک  
کو بدل دیا ہو، اور یہ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ علما  
نے اس کو لا بشرط شیء کے مرتبہ میں قبول کرنے  
سے اختلاف کیا ہے تو یہ اس صورت پر بھی صادق  
آئے گا جب پانی کا ایک سے زیادہ وصف بدل گیا ہو  
خواہ سب اوصاف ہی بدل گئے ہوں اور اس وقت  
پہلے قول کی طرف رجوع کرنا ہوگا یا یہ بشرط لا شیء  
کے مرتبہ میں ہو تو یہ صرف اسی صورت میں منحصر رہے گا  
جیکہ تغیر ایک ہی وصف میں ہو خواہ رنگ ہی بدلے ہو۔  
(۸) جائز ہے اگر رنگ کو نہ بدل دیا ہو۔



المبدی محمود التوضیعیاء خالطه  
لین یجوز عندنا خلافاً للتشاقق اذ وقی  
من ایه ایضاً الطهارة بقية شائعة  
شأنها على قعر احد الوسايق كالماء الذي  
اختلف به اللبن اذ اقره في العناية وغيرها  
وسمعت فصوص السليمة عن ذكره والبدن  
ان البقرة النور قال في التبيين المختار  
ان كان محالاً للماء في وصف واحد او صيغ  
تصير العلية من ذلك الوجه كاللبن مثلاً  
يعد له في اللون والطعم فان كان لون اللبن  
او طعمه هو الغالب فيه لم يجز الوضوء به  
والاجابة

(۶) اگر رنگ بدلا ہو اور نہ مزہ۔  
(۷) اگر رنگ اور مزہ دونوں کو، ٹھنڈا بدلا ہو، اہم  
بدلجھو کہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ ہمارے  
نزدیک اُس پانی سے وضو جائز ہے جس میں دودھ  
مل گیا ہو اس میں شافعی کا اختلاف ہے اہ اور میں  
ہدایہ میں ہے اُس پانی سے طہارت جائز ہے جس میں  
کوئی چمک چیر مل گیا ہو اور اُس نے پانی کے کسی ایک  
وصف کو بدل دیا ہو جیسے وہ پانی جس میں دودھ مل گیا  
اور اس کو غریبہ وغیرہ میں برقرار رکھا، علیہ اور  
بدلتی کی تصریحات گزر چکی ہیں کہ اعتبار رنگ کا ہے،  
اور تبیین میں ہے کہ ملنے وال چیز اگر پانی سے یکساں  
ہو اس میں مختلف ہو تو اسی وجہ سے غلبہ کا

اعتبار ہوگا، مثلاً دودھ پانی سے رنگ اور مزہ میں مختلف ہے تو اگر دودھ کا رنگ یا مزہ اس میں غالب ہو تو اس  
سے وضو جائز نہ ہوگا ورنہ جائز ہوگا (ت)

وهكذا خبریه تبعا له في الحلیة و  
البحر وغيرهما من طهارة او للترديد واتی به  
في الغلیة قطعاً لوهم قطعاً الكتابة فقال  
وان حاله الماء في صهيته كاللبن يخاله  
في اللون والطعم فالمعتبر بطريق غلبته  
احد الوصفين على اقصاه كذا في التبيين

اور اسی طرح انہوں نے اس کی تعبیر کی ان کی  
اتباع کرتے ہوئے تفسیر اور بکر وغیرہ میں اذ کے کلمہ  
کے ساتھ جو تردید کے لیے ہوتا ہے اور غلبہ میں اس کو  
اس اذان سے ذکر کیا کہ کتابت کی غلطی کا وہم نہ رہے  
چنانچہ فرمایا اور اگر وہ چیز پانی سے دودھوں میں غلبہ  
پر جیسے دودھ کو پانی سے رنگ اور مزہ میں مختلف

عمدة القاری باب لا یجوز الوضوء بالبنین  
باب الماء الذي یجوز الوضوء به ولا یجوز  
لوث الماء کما ذکر کتاب مذکور میں المزعفران ہے۔  
۱۴۹/۳ ادارۃ الطباعة المیسریة مصر  
۱۸/۱ مطبع عربیہ کراچی

کتب تیسرے الخاقی کتاب الطہارت  
مکہ غنیۃ المستمل فصل فی بیان احکام المیاء  
الامیریہ مصر ۲۰/۱  
مطبع سہیل اکیڈمی لاہور ص ۹۱

فی خیر الکلام لکن المحقق فی ہذا مع تعدد  
عن التبيين عبريا والواو فقال اذ في بعضها  
فبعبارة ما به الخلاف كاللبن يحذف في  
الطعم والنون ما في غلب لونه وطعمه منع  
والاجزاء وكذا في الدرر واعتراضه  
الشوئيلا في فقال يحب ان يقال فوسه او  
طعمه بما دللوا او كما قال ليرينى المقسم  
لهذا الصبطاء و آجاء العلامة عبد الحليم  
بابه في اللبس صفتان يغايرهما الماء الحق  
احدهما اقوى من الاخرى لما في تغير اللون  
يحصل فيه بالقليل فكان العلية ان توجد  
الاخرى و ذكر كابد يغير من ذلت لم يقل  
او طعمه باو كما في عبارة الشريفي رد سبب

ہوتا ہے تو اعتبار ایک وصف کے غلبہ کے طور کا ہوگا،  
بلکہ اسی طرح اس کی وضاحت زمینی نے کلام کے اثر  
میں کر دی، لیکن محقق نے فتح القدر میں تبیین سے نفل  
کرتے ہوئے واو سے تعبیر کیا اور کہا یا بعض میں اختلاف ہو  
تو اس مرتبہ میں اس چیز کے غلبے کا اعتبار ہوگا جس کی وجہ سے  
اختلاف ہے جیسے وہ دھ کر پانی سے مراد اور رنگ میں مختلف ہوتا ہے  
تو اگر اس کا رنگ اور مراد غالب جائے تو اس سے متاثر نہیں ہو سکتا  
اور نہ جاز ہے، اس طرح در میں ہے، اس پر  
شر بلای نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ لونه  
او طعمه گنا چاہیے او کے ساتھ واو کا استعمال  
نہ کرنا چاہیے، جیسا کہ زمینی نے کہا جو اس ضابطہ کے  
تکلف میں پٹھوائے ہیں، علامہ عبد الحليم نے جواب دیا  
کہ وہ ہیں، اصناف میں جن کی وجہ سے وہ مطلق  
پانی سے ممتاز ہوتا ہے، ایک صفت دوسری سے قوی تر ہے، کیونکہ اس میں رنگ کا تغیر متوثری کی مقدار سے ہی  
حاصل ہو جاتا ہے تو بطریقہ سرگاکہ دوسری صفت پانی جیسے اور یہ بدیہی کی طرح ہے اور اس لیے "او طعمه" "ذکا" او  
کے ساتھ جیسے کہ زمینی میں ہے تاکہ اس پر زور ہو جائے اور (ت)

اقول اولاً ان سراد القليل بالنسبة  
للماء فنعم ويمكن لا نطر ههنا الى لاجز  
ما جماع هذا الصابغة الحق صاحب الدرر  
ههنا بقصد بيانها وانما العبارة بههنا  
في يوافق الماء في الاوصاف وقد مشى

میں کہتا ہوں اول اگر تو وہ اسکو نسبت پانی  
کی قلیل کہتے ہیں تو درست ہے، لیکن اہل ضابطہ  
کے اکابر سے یہاں اجز پر نظر نہیں کی جاتی ہے  
اس ضابطہ سے مراد وہ ضابطہ ہے جس کا صاحب یہاں بیان کر رہا ہیں  
ان اجزاء کا اعتبار ان اوصاف میں ہے جو پانی

فتح القدر باب الماء الذي يجوز به الوضوء لا يجوز به فوريه رضويہ کتبہ ۶۵/۱  
سے حاشیہ علی الدرر الشربلی ایجاب الماء المطبعة السکا طبع بیروت ۲۳/۱  
سے حاشیہ علی الدرر المحولی عبد الحليم بحث الماء ۱۸/۱

عليه المدرس ههنا فجعله حكم ما لا يخلف  
الماء في صفة وجعل اللبن قسيمة لا سميعة  
وان اساء القليل في نفسه فهو ههنا المغلوب  
المستهدك الذي لا يظهر له اثريتين واللبن  
او احوال الماء الى ثوبه كيف يعين قليلا -

جس کا کوئی واضح اثر ہی نہیں ہوتا ہے جس کا کوئی واضح اثر ہی نہیں ہوتا ہے ، اور جب پانی دودھ کا رنگ  
افتیر کرے تو دودھ کو کس طرح کم کہا جاسکتا ہے ؟ ( د )

وثانياً هذا هو قضية القياس

في الضابطتين مائة من الماء في الاوصاف  
الثلاثة ، تربية نفقة بوصفين لان لاكثر  
حكم الكل وما خالف في وصف واحد اعتبر  
فيه العيبة بدق ما خالف في وصفين ظاهراً  
طلب بهما صاعداً كلاهما وان غلب باحد هما  
كانت العيبة با نصف والنصف ، حق ان يعق  
با لكل من ان يطردوا با سكين ههنا ولم يكن  
الحق عندى في اللبن على الضابطتين المذكوران  
تعتبر فيه العيبة بوصفين اثنتين لا بوصف  
واحد لان اللبن مائة من الماء في الاوصاف  
الثلاثة جميعاً والخفاء من ثقلته غالباً ولو اغل  
نظمت ذهب الموهوم الى انه لا يخالف الا  
في وصفين وقد قال العلامة السمرقانی

حاشية البحر ثم التفت في المنحة ورجل الحق  
المشاهد في اللبن ما خالفه الماء في المراجعة  
ايضا اهـ -

کے موافق ہوں دو صاف ہیں ، اور دوسرے یہاں ان  
کو بیان کیا ہے ، تو انہوں نے اس کو اس چیز کا حکم  
قرار دیا جو پانی کے مخالفت نہ ہو کسی صفت میں اور  
دودھ کو اس کا قسیم قرار دیا نہ کہ اس کا سیم ، اور اگر  
فی نفسہ کم کا ارادہ کیا تو وہ یہاں نہ ہونے کے برابر ہے  
جس کا کوئی واضح اثر ہی نہیں ہوتا ہے ، اور جب پانی دودھ کا رنگ

اور دوسرے ہے کہ یہ ضابطہ میں قیاس کا تقاضا  
ہے ، کیونکہ جو چیز پانی کے او صاف ٹکڑے میں پانی سے  
مختلف ہے اس میں مستبر دو وصفوں کا غلبہ ہے ،  
کیونکہ اکثر کے پنے کل کا حکم ہے اور جو چیز پانی سے ایک  
وصف میں مختلف ہو اس میں ایک وصف کا غلبہ  
مستبر ہو گا ، اب صرف وہ چیز رہ گئی جو دو وصفوں میں  
پانی سے مخالف ہو اور دونوں وصفوں میں اکٹھے غلبہ  
ہو جائے تب تو بات واضح ہے اور ایک میں غلبہ ہو  
تو غلبہ آدمی سے ہو گا ، اور نصف اس کا یاد دہش ہے  
کہ اس کو کل سے طایا جائے نہ کہ اس کو با سکیلہ  
مسا قویا جائے ، اس کو یاد رکھئے ۔ لیکن میرے نزدیک  
حق اس ضابطہ کے مطابق یہ ہے کہ اس میں دو وصفوں  
کے غلبہ کا اعتبار کیا جائے نہ کہ ایک وصف کا ، کیونکہ  
دودھ پانی سے تینوں وصفوں میں مخالف ہوتا ہے ،  
چونکہ اس کی خوبت ہلکی ہوتی ہے ، بالنے پرنی ہر ہوتی ہے  
اس لیے یہ دم ہوتا ہے کہ وہ صرف دو وصفوں میں مخالفت  
ہوتا ہے ، علامہ ربیع نے بھر کے حاشیہ میں فرمایا ، شامی

لہ منہ الخانی علی البحر کتاب الطہارة مسعود گینپن کراچی ۷۰/۱

نے مسجد میں اور رد المحتار میں فرمایا کہ دودھ پانی سے پوئیں بھی مخالفت ہے احکامات

اقول فیدان اقوی اوصاف اللعنت  
لونه ثم وضعه ثم رجمه ولا يتغير به في  
الباء وصفه لاحق الا وقد سبقه سابقه  
فاذا تغير شيء منها فقد تغير اللون واد له  
يتغير اللون ويتغير شيء منها وقد تعقت الاقوال  
على جوار لوضوء ماء غائطه من لم يتغير  
لونه وبه ظهر ان ترديد الامام الربيعي  
يستعمله في تغير الطعم مستلزم  
تغير اللون فكان ينبغي الاقتصار على  
لون كما فعل المتقدمون وقد نقله الربيعي  
عن الامام الربيعي في كتابه عن عدي بن عبد الله تعالى اعلم  
چاہیے تھا مباد کہ متہ میں سے کسی چیز میں سے اسباب سے قیاس کیا کہ آپ نے جان لیا و اللہ  
تعالی اعلم۔ (ت)

تذیل اقول (۱۳۵) اٹھ جس پانی میں نیم برشت کیے قابل وضو ہے اگر انڈے  
پاک تھے۔

(۱۳۶) آہن تاب، سیم تاب، زرناب یعنی جس پانی میں لوہا یا چاندی یا سونا تپا کر کعب یا  
بقاء الامسود مطبوعہ اقوال اگرچہ اس سے پانی کی بعض رطوبات کم ہوں گی اس میں ان فعلیات کی قوت  
اُسے گمن وجہ یک دوا و علاج ہو گا مگر وہ کوئی شے غیر زہریلا یا کسا پانی ہی تھا اور پانی ہی رہے گا یہ عمل  
پانی ہی کی اصلاح کو ہے نہ کہ اسی سے کوئی اور چیز بنانے کو۔

(۱۳۷) بد وضو شخص یا نابالغ نے اگرچہ بے وضو ہو اعضاء ٹھنڈے یا میل دور کرنے کو جس پانی سے  
وضو یا غسل بے نیت قربت کیا

(۱۳۸) معلوم تھا کہ عصمتیں بار و حوچکا ست اور پانی ہنوز خشک بھی نہ ہوا تھا چوتھی بار بلا وجہ  
ڈلایہ پانی قابل وضو رہے گا یہاں تک کہ یہ پانی کسی برتن میں لے لیا تو اس سے وضو میں کوئی عصور و حوچکتے  
میں یا اگر چوتھی بار یا پھر پر اس طرح ڈلا کر پاؤں پر گر کر سہا گیا آٹنا پاؤں پاک ہو گیا۔



(۱۴۹) چمک صاف کرنے کو آم یا کسی قسم کے پھل دھوئے۔

(۱۵۰) تختی دھوئی اور سیاہی سے پانی گار حاضہ ہوا۔

(۱۵۱) پتھر فرش گرد و غبار سے پاک کرنے کو دھویا اگرچہ مسجد کا برنیت قربت۔

(۱۵۲) نانا بکھر تپے لے دھو گیا۔

(۱۵۳) نابالغ کو نہ دیا۔

(۱۵۴) گھوڑے وغیرہ کسی حاذر کو نہ لایا اگرچہ ان دونوں سے نیت ٹو اب کی ہر جگہ ان تینوں کے بدلہ ہر

کوئی نجات نہ ہو یہ سب پانی قابل وضو ہیں۔

(۱۵۵) دینی نطق کے لیے نظر لگانے والے کے بعض اعضاء دھو کر چشم زدہ کے سر پر ڈالے کا حکم۔ جس کا مفصل

بیان ہماری کتاب منتہی الہمال فی الہفاق والاعمال میں ہے وہ اگر با وضو تھا یہ پانی قابل وضو رہنا چاہیے اگرچہ اس نے

براقبال امر واد استعسستم فاعسلوا (اگر تم نے مجھے کا مطا کیا جائے تو دھو اڑتے) نیت قربت کی موت محدود و جود

ماقوم ما من شروظ الاستعمال فی موت لبت الطریق المعدل (غور کرد اور ہم نے اپنے رسالہ اسطر اس معدل

میں پانی کے مستعمل ہونے کی جو شرائط بیان کی ہیں ان کی طاقت حرج کر۔ ت)

(۱۵۶) دھن کر یا کر تھیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر مکان کے چاروں گوشوں میں پھرا دیں اس

سے برکت ہوتی ہے یہ پانی بھی قابل وضو رہنا چاہیے اگر دھن با وضو یا نا با وضو تھی کہ یہ اور اس کا سابقہ از قبیل لعل

ہیں نہ از نوع جمادات اگرچہ میت اتسار انہیں قربت کرنے والہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۵۷) مائیں و نسا نے قبل انعقاد دم بے نیت قربت غسل کیا یہ پانی بھی قابل وضو ہے

(۱۵۸) مرد کے وضو غسل سے جو پانی بچا قابل طہارت بنا کر اہت ہے اگرچہ عورت اس پانی سے طہارت

کرتے بخلاف عکس کہ مکروہ ہے کما تقدم۔

(۱۵۹) بعض دو آئین مفسر استعمال کی جاتی ہیں جیسے یا قوت و شت و نج و حجاز منی و گل ارمنی و

لک و توتیا و شغرف و مرد اسلج وغیرہ کہ خوب باریک پس کر پانی میں ملائے ہیں جو غبار سا ہو کر پانی میں مل گیا

ایک طرف میں کر یا تہ نشین کو پھر میں کر دوسرے پانی میں ملایا یہاں تک کہ سب غبار ہو کر پانی میں مل جائے

یا جس میں سنگریزہ رہے چھینک دیا جائے اب یہ آب غبار آمیز نہ دھانک کر دھو کر پانی یہاں تک کہ وہ غبار تہ نشین

ہو کر پانی سے جدا ہو جائے اس وقت پانی نہ تھار کر دوا استعمال میں لائیں یہ پانی بھی قابل وضو ہے اگرچہ وضو با تھ

نہ لگا ہو۔

(۱۶۰) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ٹوٹے مبارک یا جبہ مقدسہ یا عس شریف یا

کا سہ مطہر تبرک کے لیے جس پانی میں دھویا قابل وضو ہے اگرچہ اس میں قصیدہ قریش بھی ہوا۔ پان پانوں پر نذر ادا جائے کہ خلافت ادب ہے اگر ستر پر جاری کیا حتر کا وضو ہو گیا ان کا تو نام پاک لینے سے دل کا وضو ہو جاتا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم وعلی استہ الذکر علیہ القوٹ الا عظمہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ الحمد للہ اے پاک کرنے والے پانیوں کی ابتداء از مزم شریف بلکہ اُس آبِ اقدس سے ہوئی جو انگشت تائی مبارک حضور پر نور مسیتہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بحال رحمت پوشش زن ہوا اور انتہا اس پانی پر ہوئی جو حضور کے آثار شریفہ کو دھو کر برکاتِ عالمیہ کا منبع و مخزن ہوا والحمد للہ رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا و مولانا د الله وصلىه اجمعين آمين۔

### قسم دوم جس سے وضو صحیح نہیں!

(۱۶۱) آبِ نجس

(۱۶۲) مستعمل کہ ہمارے رسالہ الفکر کس العدل میں جس کا بیان مفصل۔

(۱۶۳ تا ۱۶۵) گلاب کیر رائیہ مشکہ۔ ہادیہ وغایت میں ہے :

لاباء النور د آتھ وحشہ فی حوزہ سعیدین  
عن شرح جامع البحرین وعد فی السعدیة  
مع ماء النور د ماء النهمد یاد ماء الخلاق  
واشباہہا۔

گلاب کے پانی سے اور اس کی مثل غزائے مفتیقین  
میں شریح البحرین سے ہے اور سعید میں گلاب  
کے پانی کے ساتھ عرق بندہ با برق خلافت وغیرہ کو بھی  
شمار کیا۔ (ت)

نمید و نمید میں ہے :

(لایحوزہ) الظہامۃ الحکمیۃ (بماء النور)  
وسائر الامن ہاں تک

طہارت تک گلاب اور دوسرے پھولوں کے پانی  
سے جائز نہیں ہے۔ (ت)

(۱۶۶) عرق گاؤ زبانی و عرق بادیان و عرق غناب الثعلب وغیرہ جتنے عرق کشیدہ کئے جاتے ہیں  
کسی سے وضو جائز نہیں و قد مت فی "اعیامۃ البحرین فی الماء الدی یؤخذ بالتطہیر من نبات

سہ فتاویٰ ہندیہ فصل فیما لا یجوز بہ التوضؤ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۱/۱

نہ السعدیہ

سین قفۃ المستطی فصل فی بیان احکام الیاء سبیل اکیڈمی ۵ ہور ص ۸۹

الشور و لفظ الدمر و المستخرج من النيات باقتضائہ (تحریر عبارت اس پانی کی بابت جو عمل تطہیر سے لگاؤ زبان سے نکالا جائے اور درمیں ہے کہ چڑی ٹوئیں پانی جو تطہیر سے نکالا جائے ۱۱ میں گزر چکی ہے۔ ت) (۱۶۷ و ۱۶۸) آپ کا سنی آپ کدہ اگرچہ مرقیہ ہوں کہ، جو اس کے کثیف جدا ہو کر زیادہ رقیق و لطیف ہو جاتے ہیں و مرکلام سعدی افندی۔

(۱۶۹) وہ پانی کہ زعفران سے نکالا جائے و بعد کلام الغنیۃ فی ۱۶۵ (در نغیہ کا کلام

۱۲۵ میں گزرا۔ ت)

(۱۷۰ تا ۱۷۹) حوزہ، ترزو، گڑھی، کھیرے، سینب، تہی، اتار، کدو وغیرہ میووں چلوں کا حرق کر ان سے نکلتا یا پھر ذکر نکالا جاتا ہے، یوں ہی گنتے کا رس اور بالخصوص وہ پانی کو کچے ناریل کے اندر ہوتا ہے جو پگھل کر پانی نہ ہو بلکہ ابتداً پانی ہی تھا۔

(۱۸۰) اس سے بھی زیادہ قابل تنبیہ وہ پانی ہے کہ سسائیگیا استواء کے قریب بعض وسیع رگتوں میں جہاں دور دور تک پانی نہیں ملتا دیتے کے نیچے سے ایک تر بوڑ نکلتا ہے جس میں، تنہا پانی ہوتا ہے کہ سوار اور اس کے گھوڑے کو سیراب کرے رحمت سے ہے آب جنگل میں حیات و انسان کا یہ سامان فرمایا جو تو کیا دور ہے مگر وہ پانی اگرچہ مستحق نہ اس پانی کی لڑت ہو، اس میں اس کے سوا کچھ نہ ہو جب بھی قبل و بعد نہیں کہ ٹھکرا پانی ہے اسے مطلق کے تحت میں نہیں آسکتا۔ رہا وضو اس کے لیے بھلا اللہ تعالیٰ وہ رحمت عامہ موجود ہے جو صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ محبوب رب العالمین جل و علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہما وسلم کے صدقہ میں ہر مسلمان کے لیے ہر جگہ موجود ہے کہ

تیسوا صغیر، طیب جعلت لہ  
الارض مسجد او طہورا قول و حقائق  
یظہران لا یضمرون مضمون لہ وان احتیج  
بہ لعل انکبر، علی حوالہ الوضو، بقطع  
لکرم کما سیاتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

پاک مٹی سے تیمم کرو میرے زمین مسجد اور پاک کر نیوالی  
بنا دی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے ظاہر  
ہوتا ہے کہ اعتقاد کا کوئی مفہوم مخالفت نہیں اگرچہ  
بعض اکابر نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ انکسور  
سے ٹپکتے والے پانی سے وضو جائز ہے، کما سیاتی  
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

نہ بکارتی کتاب الطہارت ایچ ایم سید کپٹن کراچی ۹۹/۱  
نہ اندر الکام لکھنؤ بحث الماء الکافیہ بیروت ۲۳/۱  
نہ جامعہ لمباری کتاب التیمم قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۸/۱



غائیر و بنفیر میں ہے :

لا یجوز لتوضیبه ، تطیبه ، لغتہ ، و  
الغشہ آھ و فی حزامۃ الصفتین عن شروح  
مجمع البحرین مکان الغشہ و صاء  
انھی مر۔  
وضوء جاز نہیں ہے خرہ زنگاری اور کھیرے کے  
پانی سے اور فزانہ الصفتین میں شرح مجمع البحرین  
سے عمدہ کھیرے کے پھلے مار لیجئے (کلائی کا  
پانی) ہے۔ (ت)

غیر و غنیہ میں ہے :

لا تجوز بی ، الثمر ( حندہ ، القح و شہدہ  
و ذکر فی الجوہرۃ ماء لدباء و یاقہ۔  
لہارت پھلوں کے پانی سے جائز نہیں ، جیسے سیب  
اور اس کے مشابہہ اور جوہرہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ  
کا پانی ، اور یہ آئیگنا۔ (ت)

غائیہ میں ہے :

لا یجوز استوضوہ بقاء لغواکہ۔  
(۱۸۱) یعنی وہ پانی اگر کسی درخت کی ت غیس یا پتے کوٹ کر نکالا جائے ، فزانہ الصفتین میں شرح  
مجمع البحرین سے ہے :

لا یجوز لتوضوہ بقاء القصب بن شہ  
قصبان (کٹ ہوئی شاخوں) کے پانی سے وضوء  
جاز نہیں۔ (ت)

(۱۸۲) شراب ریہاکیس

(۱۸۳ تا ۱۸۵) شربت انار ، شربت انار ترش ، شربت انور ، غیر باجتنے شربت قوام  
میں بنائے جاتے ہیں ہر ایک میں ہے ، لا یجوز بالاشربۃ (شربتوں سے وضوء جائز نہیں۔ ت)

|      |                      |                            |                    |
|------|----------------------|----------------------------|--------------------|
| ۲۱/۱ | درانی کتب خانہ کراچی | فصل فیما یجوز بہ التوضوء   | شہ فتاویٰ ہندیہ    |
| ۹/۱  | دکشنری ککھنؤ         | ” ” ”                      | شہ فتاویٰ قاضی خان |
| ص ۸۸ | مسئلہ اکیڈمی لاہور   | احکام الیاء                | شہ غنیۃ المستمل    |
| ۱۴/۱ | ادویہ طمان           | ابحاث المار                | شہ جوہرۃ نیرۃ      |
| ۹/۱  | دکشنری ککھنؤ         | فیما یجوز بہ التوضوء       | شہ فتاویٰ قاضی خان |
|      |                      |                            | شہ فزانہ الصفتین   |
| ۱۸/۱ | عربیہ کراچی          | المار الذی یجوز بہ التوضوء | شہ ہدایہ           |

غیر میں ہے، کثیر لرحمان والرحمن (جیسے ان اور محض ایک قسم کی گھاس) کا پانی۔ ت) مشہور علی التبیان میں مستحکم سے ہے،

درختوں سے حاصل کیے ہوئے عرق جیسے ریاسس  
دھندہ کی لٹ ایک مہری کا عرق اور پھلٹا رس  
جیسے کہ انکوراہ نارکارس۔ اور درہیں لاجا اعتصار  
میں شکر اور شکر کے بعد سے کہ اس پانی سے  
بس کی طبیعت پکانے کی وجہ سے بدل گئی ہو جیسے ریاسس  
کا عرق، ان کی بھارت یہ ہے اور یہ بھارت رس قول  
سے بہتر ہے کہ کالاتسورہ، کیونکہ اس کو علوم پر رکھنا

مشکل ہے (ت)

میں کتابوں وہ جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ہاتھ کا  
نص ہے اور شراح سے اس کو برقرار رکھا ہے اور اس کی  
شراحت ہے، و میں ہے نیز وافی، وقایہ، اصلاح  
فتی، ہانغ، غایہ، خلاصہ، شرح مجمع البحرین، خزائن  
المتن، عمید اور ہندیہ وغیرہ، لہذا کتاب میں جس میں  
میں کتابیں کیوں گزراؤں؟ یہ تو صاحب مذہب کی تفریق  
ہے، چنانچہ جامع صغیر میں روایت ہے، الحمد للہ روایت  
کرتے ہیں یعقوب سے ابو سعید سے مروی ہے کہ اس  
نیز قر کے کسی عرق سے دستور کیا جائے اور میں  
نہیں سمجھتا کہ اس کے علوم میں کیا اشکال ہے، اور اس کی

الاشربة المتخذة من الشجر کثیرا ب  
اس ریاس و من شجر کا سر مری و العنب  
و وقتی اندر سر بعد مری کا لاجا اعتصار  
من شجر لوشی و لاجا مری الی طبعه یا لطیف  
کثیرا ب ریاس مری و هذه العیاسة  
احسن مما قیل کا لاشربة فانه عن عمومہ  
مشکل ہے۔

اقول ہوکا تری نص ہدایہ و  
اقرء الشراح و مثله فی مختصر القذوری  
و الوافی و الوقایہ و الاصلاح و الملحق و البدلہ  
و الدعیۃ و الخلاصۃ و شرح مجمع البحرین  
و خزائن المتین و النبیۃ و الہندیۃ و غیرہ  
مما لایکا دی حصی من اللہ صالی اعلم  
الکتب و ہون نص صاحب المذہب فخر المجامع  
الصغیر محمد بن یعقوب بن ابی حنیفہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم لایتوضوہ بشیء من  
الاشربة غیر فیذ الشمر لاج و لا ادوی

۱۸/۱ عربیہ کراچی  
۱۹/۱ الامیر مصر  
۲۳/۱ دار السعادة مصر  
۵ ص یوسفی لکھنؤ

لہ عنایہ مع الفتح الحار الہدی یوزیرہ الاضواء  
لہ شہیدۃ مع التبیان کتاب الطہارت  
لہ درر الاحکام  
لہ جامع الصغیر فیما لا یوزیرہ التوضوہ

دی گئے والوں نے اس پر کلام نہیں کیا جس میں شرابی  
بعد الخیم اور حسن بھی شامل ہیں اور خادمی نے بہت سی  
باتیں کہیں جو بے نیاز ہیں کتب و اللہ تعالیٰ اعلم (د)

ی اشکال فی عمومہ و نہ بتکلم علیہ تا ظہور  
الشرابی و بعد الخیم و الحسن العجیب و  
اقی الخادمی بما لا یعتق و اللہ تعالیٰ اعلم۔

انہوں نے فرمایا یا اپنے علم پر مشکل ہے کیونکہ اشربہ  
ہر اس چیز کا نام ہے جو پی جاتی ہے قریہ کجور وغیرہ  
پانی کو شامل ہوگا اور یہاں مقصود ریاس کے عسری کہ  
تخصیص سے صیاد کہ ایضاً سے مفہوم ہے ، قافہم  
اد۔

میں کہتا ہوں اے کلام نہ کرنا اس سے بہتر ہے  
اور مقصود عام حکم لگانا ہے اور مثال اس کی ایک جزئی  
سے دی گئی ہے کلام کو جزئی سے خاص کرنا مقصود نہیں  
، شریعت میں چوں اور دھتوں سے حاصل شدہ  
مزایات ہی کو کہتے ہیں اور نہ تو پانی بھی شراب ہے اللہ تعالیٰ  
کا ارشاد ہے ہذا معتسل بامد و شراب اور کوئی  
شک نہیں کہ حکم ان سب کو عام ہے ، اگر تم کہہ دو کہ جو  
جید تر سے وضو کے ہذا کی طرف آئی ہیں کیونکہ نہوں نے  
گم سے کے ٹھونڈے کے بیان میں فرمایا (ہی سے وضو بھی  
کرے اور تیمم بھی اگر اور پانی نہ ہو خلافت نیزہ کر کے کہو کہ  
اس سے اور عینہ کے نزدیک وضو کیا جا سکتا ہے اگرچہ  
ابو یوسف صرف تیمم کے قائل ہیں ، اور امام محمد وضو اور تیمم دونوں کا قول کرتے ہیں (د)

میں کہتا ہوں اشکال صرف اس وقت ہو گا جس  
کے دو حصت ظاہر ہو اور جو دو پر اے قول میں سے  
کسی ایک قول کو اختیار کرنا ہے اس کے لیے دوسرے  
(باقی پر صفحہ آئندہ)

علیہ اذ قال اللہ علی عمومہ مشکل اذ اشربہ  
فی الاصل اسم لکل ما یشریب فت ملل محرماء  
التی وغیرہ و المقصود ہذا الاحتمال  
فشراب الریاس کا مفہوم من الايضاح  
ما فہم اذ

**اقول** مکرر التکلم احسن من هذا  
والمقصود اعطاء حکم عام و تمثیلہ بجزئی  
لا تخصیص الکلام بالجزئی و لا اشربہ سے  
المراد ہی ہذا الصلحۃ من التیام و لا شی  
والا فالعاء ایضاً شراب ہذا معتسل بامد  
و شراب و لا شد ان لمکریم فان قلت  
ہو مرجمہ اللہ تعالیٰ یبیل الی جوارہ التوفی  
بنیذ التیام لقولہ فی سؤالہ عیام (یتوضو  
به ویتیمم ان عدم غیرہ بخلاف بنیذ التیام)  
جوت یتوضو به عندہ یحییۃ و ان قل  
ابو یوسف یا تیمم فقط و محمد بن یزید  
ابو یوسف صرف تیمم کے قائل ہیں ، اور امام محمد وضو اور تیمم

**اقول** انما لست مشکل ما لا یتظہر وجہ  
صححتہ و لیس لمن یختار جاہا من قولین  
مقبولین ان یستشکل علی الآخر فضلاً

(۱۸۶ و ۱۸۷) ہر قسم کا سرکہ اور مقل

(۱۸۸) آب کامر جسے عربی میں کالج بفتح جیم و مرقی بفتح دال و دے نسبت کتے ہیں شوربے کی طرح

ایک رقیق ناخوش ہے کہ وہی اور سرکہ وغیرہ اجزاء سے بنتی ہے اصطفا میں اسی کا زیادہ رواج ہے۔ غائبہ و  
فزانہ لغتین و شرح مجمع البحرین میں ہے:

لایحوتہ الوضوء بالغر و لموتی، و قد ذکر سرکہ اور ناخوش (ستر یا) سے وضو جائز  
انحدی لکثیر۔ نہیں اور سرکہ کا ذکر بہت سی کتابوں میں ہے۔ (ت)

(۱۸۹) نمک کا پانی کہ نمک پر گرتا ہے اس پر اجاڑا ہے۔

(۱۹۰) نمک کا پانی کہ نمک میں مائا۔ یہ اس میں اختلاف ہے اور اکثر کا یہی عدم توازن کی طرف ہے

(بقرہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

پر کوئی اشکال نہیں، چنانچہ وہ شخص جو شعیف من  
جہور کریتا ہے واللہ تعالیٰ علم بزرگوار وہ پھر میں نے  
دیکھ کر تیار ہوا اور دے فرج تندی سے وہ اشکال  
وہی فعل کی جس کی طرف میں نے اپنے قول کے اشارہ کیا تھا کہ  
کو بھی شراب کہتے ہیں اور مجھے اپنی معلوم ہوا کہ میں کسی کی شل در  
کا کلام کراؤ وہ فرماتے ہیں وجہ اشکال یہ ہے کہ شراب کا  
لفظ درخت اور پہلوں کے حرقیت کے علاوہ کو بھی  
تالی ہے کیونکہ مطلق پانی بھی شراب ہے، جو انہوں نے  
کہا ہے وہ زیادہ اچھا ہے کیونکہ عمارت کی تعمیر ہو سکتی  
ہے کہ اثر ہے سے وہ مراد میں جو، دونوں سے بنائے جائیں  
اور اور آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کا تاویل قابل ذکر  
بھی نہیں ہو جائیگا کہ مرقی خسرو کے کلام کو اس  
پر محمول کیا جائے، پھر قویہ کہ مکان سے  
تعبیر کرتا، واللہ المستعان ۱۷ منہ غفر لہ (ت)

من ینتھا قیلا صیفا مہجور الجہور واللہ  
تعالیٰ اعلم صراط حیا و شریعت السیر  
ابا الصبور نقل من العلامة روح البندی وجہ  
الاشکال ما قد اشرت الیہ بقولی الماء ایضا  
شراب ولم یجزمی ان اجمل متبہ تفسیرا  
لعلام الدری من قال وجہ الاشکال شمول  
الاشربة لعیبر المتخذة من الشجر والشرب  
والالمطلق من الماء شراب قال وانما قال  
حسب الامکان فوجیه العساسة بان یقال  
امداد الاشربة المتخذة منہم ام و انت  
تعد ان مثل ہذا لایستأھل الذکر فضلا  
عن حمل کلامہ من مولى خسرو علیہ شعر  
تعبیر التوجیہ بالامکان واللہ المستعان  
۱۲ منہ غفر لہ۔ (م)

کہ وہ طبیعت آب کے خلاف ہے پانی سردی سے جتا ہے اور وہ گرمی میں جتا جائزے میں ٹھنڈا ہے۔ تیسری لطافت و  
بحرانی و بزاری میں ہے :

نمک کے پانی سے وضو جائز نہیں، نمک گرمی میں جم جاتا ہے  
اور سردی میں ٹھنڈا ہے پانی کے برعکس۔

لا یحرم بہ الماء وهو یحرم فی الصیغ  
ویدوب فی الشئ حکم الماء۔

غرض و تزیرو و در در میں ہے :

عبارت زر کہ ہے وضو اور غسل جائز ہے (ہیں پانی  
سے جس سے نمک بنا ہے ایسی حیوان اللہ سبب ہیں  
نہ کہ نمک کے پانی سے) جو نمک سے ٹھنڈی حاصل  
ہوتا ہے، غرض میں بھی ہے اور غالباً فرق یہ ہے  
کہ اول اپنی اصل طبیعت پر واقع ہے اور دوسرا دوسری

والنظم للدرر (یحوتران) ای الموضوء والقل  
ربما ینعقد بہ الماء کذا فی حیون الماء  
(لا ساء الماء) الماحصل بذو بان الماء کذا  
فی الخلاصة وعلل الفرق ان الاول باق علی  
طبیعتہ الاصلیة والثانی نمیب الی طبیعتہ

عادی سے کہہ کر مجدد اور پھر سے اعتراض کیا گیا ہے کہ پانی  
میں سے نمک نکال کر دیکھیں کہ کتنا سکتا ہے جس کو یہ لگان  
ہو کہ ٹھنڈی سردیوں میں ٹھنڈی نہیں رہتا ہے بلکہ اس کی  
ماہیت بدل جاتی ہے فرمایا جواب دیا گیا ہے کہ مراد  
طبیعت جو پانی کے مناسب نہ ہو اور میں کہتا ہوں  
کہ اعتراض یہ ہے کہ پانی جم کر بخار بنتا ہے تو اس سے  
وضو نہیں کیا جاتا ہے، پھر جب یہ ٹھنڈا ہے وہ ٹھنڈا  
ہے تو وضو جائز ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں پانی میں جلتے  
ہیں، تو جو پانی جم کر نمک ہو جاتا ہے اگر بقول آپ کے  
اپنی اصل طبیعت پر باقی ہو تو اس سے نمک ہونے  
کی حالت میں وضو جائز نہ ہوگا، وہ جب وہ ٹھنڈے گا  
تو اپنی پہلی طبیعت کی طرف واپس آجائے گا تو جو

عہ قال الخادمی اور ما یجود البخار  
**اقول** فہم الانقلاب فی الحمد انما یشتاق  
من یزعم ان المصن فی الشتاء لا یسقط مسنا  
بل یقیب ماہیۃ اخرى قال واجیب السمراد  
الطبیعة غیر الملائمة للمانیۃ اہ اقول و مراد  
الا براء ان الماء یجود و یصیر بخاراً فہذا  
یشترط وہ ثمر اذا ذاب ذالک و تقاطر ہذا  
جائز يعود ہما الی المانیۃ کما کان علیہا فسلو  
ان الماء البدی سیف یعقد ملحا کان باقی علی  
طبیعتہ الاصلیۃ کما قلتم انما لا یجوز الموضوء  
بہ حیث یصیر ملحا فاذا ذاب فقد عاود  
الی طبیعتہ الاولی ہما وجہ الفرق بیعت

(باقی بر صفحہ ۶۰۳)

الامیر برہان مصر

کتاب الطہارۃ

تیسری لطافت

اخروی <sup>۱</sup> و اعترضه محشیہ العلامۃ  
 (بقیہ مشیہ منکر و منکر)

ما ینعقد و ما کان انعقد فان ضررہ حاصل  
 الا بقدر ان طبیعۃ اخروی علیہ صری فی الجمود  
 الذائب و اسباب الصائب و ان حصل الخواب  
 ان الضرر یحصل طبیعۃ لا تناسب طبیعۃ  
 الماء و ذلک فی المذموم بخلاف الجمود و الخفاء  
**اھ اقول** و یندرکہ ان یسبب ما ھو  
 ینعقد ملح و ینال المذموم الا السیلاب  
 و الجمود و ینعقد القدر لا یحصل تناسیل  
 الطبیعتین و عدم تناسیلہما کیف و  
 ھو حین ھو علی شرف الانعقاد فیہ کل ما  
 فی المذموم غیر ما ھو یجمود و سبب جمود  
 و العسل فی الصیف و الشتاء فکیف یقل ان  
 الطبیعۃ الملحیۃ لا تناسب طبیعۃ ذلک  
 الماء فان قلت یراد بطبیعۃ الماء ھو  
 الرقۃ و لا شک ان الجمود یبایئہما  
 اقول فیہم و لا یراد بالجمود قامت  
 البتین بین اسرقۃ و الجمود لذاتہما  
 لا لیسر ضانہ من ماء او ملح فعیل  
 بالتثبت و اللہ تعالی اعلم قوس یت الجرح  
 المذکور فی الخادمی للذات افندی قال  
 بعد و ھی طبیعۃ الملحیۃ فیکون ما ذہ

منعقد ہو گیا اور جو منعقد ہو چکا ہے اس میں مندرق کی  
 کیا وجہ ہے تو اگر پانی کا دوسری طبیعت کی طرف انقلاب  
 خلل پیدا کرتا ہے تو یہ چیز اس جمود میں بھی مضر ہونی چاہیے  
 جو گھٹایا گیا ہے اور اسی طرح بننے والے بادل میں  
 اور جواب کا حاصل یہ ہے کہ مضر ایسی طبیعت کا خلل ہونا  
 ہونا ہے جو پانی کی طبیعت سے مناسب نہ ہو اور یہ  
 چیز نمک میں ہے بخلاف ہمد اور بھار کے جس کتا ہو  
 اس کو یہ چیز مکہ کرتی ہے کہ جو نمکیں پانی ملک بننے  
 والا ہے اور جو بالفعل نمک ہے اس میں سوائے  
 سیدن اور جمود کے کیا فرق ہے اور دونوں میں علم نسبت  
 اس میں وہ تمام خصوصیات ہوتی ہیں جو نمکیں ہوتی  
 ہیں صرف اتنا ہے کہ وہ انکی جگہ نہیں سے اب جم جائیگا  
 جیسے نمی و رشہد گرمی اور بارش میں تو یہ کیسے کہ  
 جا سکتا ہے کہ نمک کی طبیعت اس پانی کے مناسب  
 نہیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پانی کی طبیعت سے  
 راورقت ہے وہ کچھ شک نہیں کہ جمود اس کے مخالف  
 ہے یہ میں کتا ہوں پھر وہی اعتراض ہو گا کہ جمود میں  
 تناسیل رقت اور جمود کا ذاتی ہے عارضی نہیں کہ پانی  
 یا نمک کی وجہ سے سو تو غور کرنا لازم ہے و اللہ  
 تعالی اعلم پھر یہی ہے مذکور جواب ذاتی افندی کی عادی  
 (باقی بر صفحہ ۶۰۴)

نوح اصدی کما فی شہادت جہانہ الخلاء صفة  
 ولوقتها ماء الصلح لا یحور ثم تغل عن البزارية  
 والمنطقی ما قدمنا قال واقرة صاحب النحر  
 والعلامة المقدسی ومقتضاه انه لا یجوز  
 بناء الصلح مطلقا ای سواء افقدها صلحها  
 ذاب او لا وهو الصواب عندی اه مخلصا۔  
 مطلقا وضوحا زنیس ہے خواہ نمک بن کر پھر ٹپکا جو یا نہ ہو میرے نزدیک یہی صواب ہے اور مطلقا۔ (ت)

**اقول** نمک اقسام ہے ایک وہ رطوبت کہ پہاڑ یا غار سے پوش کر کے نکلتی اور جم جاتی ہے جیسے نمک  
 لاہوری و اندرائی اور سا بھریرا ابتدا جب تک بستہ نہ ہوئی تھی یقیناً اُسی کی مانند ہے جب بستہ ہو کر  
 ٹپکل جائے کہ وہ پانی کی فروغ ہی سے سیس، اودوم دریا کے نمک کا بھر مصریہ بعض تیز و تند و حار و جادہ پٹھوں کا پانی  
 ہے کہ جب حرارت آفتاب اس میں عمل کرتی ہے کہ ناؤ کی گالی سے جم جاتا ہے پچ میں ستا پانی رہتا ہے اس میں جو  
 چیز پڑے ایک مدت کے بعد نمک ہو جاتی ہے اختلاف اسی پانی میں سے۔

والذی یظہری فی ... حقیقہ  
 میرے نزدیک اگر وہ حقیقتہً پانی ہی تھا جیسا کہ پہلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بعد الذی بان کما الذہب والفضة مختلف  
 الجسد اذا غلب ماء فانه ملائم لطبع  
 السادہ نقلہ السید الانہری اقول  
 والسر علی هذا اظهر فانه لا ینقلب بعد  
 الذی بان الا انی ما کان علیہ وقد کان  
 عند حکم علی طبیعتہ الاصلیست  
 فکان لث بعد لروا ۱۲ منہ غفر لہ (م)  
 میں دیکھا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ وہ نمک کی  
 طبیعت ہے تو اس کا پانی پچھنے کے بعد سونے چاندی  
 کے پانی کی طرح ہو گا بخلاف جہ کے جب وہ پانی ہو گا  
 کیونکہ یہ پانی کی طبیعت کے مناسبتاً (م) اس کے  
 سید انہری نے نقل کیا میں کہتا ہوں اس پر رد  
 اظہر ہے کیونکہ وہ پچھنے کے بعد پہلی ہی حالت کی طرف  
 لوٹے گا اور تھارے نزدیک وہ اصل طبیعت پر تھا  
 تو اسی طرح پچھنے کے بعد ہر گا ۲ منہ غفر لہ (ت)

كما هو الظاهر فلا يتفق السرب في جواهر  
لوهو به لان الماء سواء كان عذبا  
قرا أو ملحا اجاج وقد قال في الخانية  
لوقوصاً بماء السيل يحون وان خالطه  
التراب اذا كان الماء غالباً مقيفاً قرا ما كان  
او اجاجاً ما هو وكونه مجمداً يذوب  
شتاء لا يعمل له نوعاً اخر غير الماء عيس من  
مركبات ما هيبة الماء ولا من شرائطها الجود  
شتاء والذوبان صيفاً وانما هذا لا اوصاف  
تختلف باختلاف الاصناف هذا عذب فرائد  
وهذا اصل اجاج هذا ايسر ويزوي وهذا  
لا يفسد شيئاً منه وقد يمكن عقد المذموم بماء  
البحر والطبع ولا يضره هذا عن حاشية  
فكل من جرت له بعض المياه لشدة حدته  
عن النفس بمرارة الشمس لم يكن فيه اختلاف  
اساهبة فهدا ربنا يفهم لما في لدر والدنيا  
بالترجيح ولكن لما اختلفوا ولم يقين الامر  
قدمت له طر عن المبيح ولكن العجب من  
العلامة الشريفة في حلال في المراق الممنوع من  
ذائب المذموم بما سوانه يذوب شتاء ويجمد  
صيفاً ثم قال وقبل انعقاد صليها ظهور آله  
والله تعالى اعلم

قاس سے وضو کے جواز میں کوئی شک نہ ہوتا چاہئے  
کیونکہ پانی تو پانی ہی ہے خواہ سخت میٹھا ہو یا سخت  
کڑا ہو خانیہ میں ہے اگر سیلاب کے پانی سے  
وضو کیا تو جائز ہے خواہ اس میں مٹی ملی ہوئی ہو  
جبکہ پانی غالب رہتا ہو، میٹھا ہو یا تلخ ہو اور  
پر بات کردہ گرمیوں میں گرم جاتا ہے اور سردیوں میں  
پگھل جاتا ہے اس کو پانی کے علاوہ کوئی اور چیز  
نہیں بنا دیتا ہے کیونکہ مادوں میں جنہاں گرمیوں میں پگھلا  
نہ تو پانی کی ماہیت کے ارکان سے ہے اور نہ  
شرائط سے ہے یہ اوصاف ہیں جو قسموں کے اختلاف  
سے مختلف ہو جاتے ہیں، کوئی سخت میٹھا، کوئی سخت  
تلخ، کوئی اُگائے والا اور سیراب کرنے والا ہوتا  
اور کچھ بہ نہ رہتا ہو، سب درجہ سردی پانی کو بالکل کر  
نک بنا دیتا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ  
پانی نہیں تھا، اسی طرح اگر کوئی پانی آفتاب کی گرمی  
سے گرم ہونے کی وجہ سے تیزی بہت زیادہ ہو تو یہ اس کی ماہیت  
کو تبدیل نہیں کرتا، اس سے اس چیز کی تریح نہ ہر  
ہوتی ہے جو تہ اور تہ میں ہے لیکن فقہاء کے اختلاف  
کی وجہ سے میں نے منہ کہنے والی دلیل کو سباج کرنے  
والی دلیل پر ترجیح دی ہے، مگر اگر مشہدین پر  
تغلب ہے کہ انہوں نے مرقی الفلاح میں منہ کی حکمت  
پچھلے ہوئے تک میں یہ بتائی کہ وہ سردی میں پگھلت

اور گرمیوں میں جتا ہے اور تک بیٹھے سے قبل وہ پاک ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)



- (۱۹۱) نوشادر کا پانی اگر اس کے بننے سے حاصل ہوتا ہے۔
- (۱۹۲) آب کا فور کہ اس کے پگھلنے سے حاصل ہو یا ترقی کا فور جسے یہاں میم سینی کہتے ہیں دھوپ کی گرمی سے پگھل جاتا ہے۔
- (۱۹۳) آب کا فور کہ درخت کا فور کاٹتے وقت اس سے چپکتا ہے۔
- (۱۹۴) آب نطفہ یا کسر ایک روغنی رطوبت تیز راگھ ہے کہ بعض زمینوں سے اُبتی ہے۔
- (۱۹۵) مٹی کا تیل مثل آب نطفہ ہے۔ برآزیہ میں ہے، ماء النسلح لایحون ابو صود بہ وکد ماء السقط (مک کے پانی سے دھو جائز نہیں اور ایسے ہی ماء النطفہ (ایک معدنی تیل) سے۔ ت۔
- (۱۹۶) زفت یا کسر درخت صنوبر کا مادہ جو پھل نہیں دیتا۔
- (۱۹۷) راتیج درخت صنوبر کا مادہ جس میں پھل آتا ہے۔
- (۱۹۸) قطران ایک قسم کا درخت مر دکا۔
- (۱۹۹) قیر ایک سیاہ رطوبت کہ بعض حیوانیہ یا گرم چشموں سے اُبتی ہے۔
- (۲۰۰) قیر الیہود ایک روغنی رطوبت منجمی ملک کہ قیر الیہود میں سے نکلتی ہے۔
- (۲۰۱) منبر کہ یہ بھی ایک قول میں ایک معدنی رطوبت ہے بعد کو زرات آفتاب وغیرہ سے منجم ہو جاتی ہے۔

(۲۰۲) سوبیان

- (۲۰۳) سلاسیف یہ وہ فوسل پتھر کے مد میں اور ابتدا میں سیال ہوتے ہیں وکل ذلک فی معسی ماء السقط (یہ سب ماء النطفہ (ایک معدنی تیل) کے معنی میں ہیں۔ ت۔
- (۲۰۴) نیم وغیرہ درختوں کا۔
- (۲۰۵) موسم ہمارے میں انگوڑ کی پل سے خود بخود پانی ٹپکتا ہے اس میں اختلاف ہے اور راجح یہی ہے کہ اُنسی سے دھو جائز نہیں۔

فی الحدائق لا یجوز بما اعتصم من الشجر والنشر لانه ليس بماء مطلق والحكم عند فقهاء منقول الى التيمم اما الماء الذي جازيہ میں ہے خصوص اس پانی سے جائز نہیں جو درخت اور پھل سے نچڑا گیا ہو) کیونکہ وہ مطلق پانی نہیں رہا اور صی مطلق پانی نہ ہو تو پھر حکم تیمم کی طرف منتقل ہو جائے

يقطر من الكرم فيحوز التوضي به لانه ماء  
يخرج من غير علاج ذكره في جوهر ابن يوسف  
رحمه الله تعالى وفي الكتاب اشارة اليه  
حيث شرط الاختصاص له واقره في العناية  
والفتح وغيرهما تبعه صاحب المجموع في  
شرحه وفي التبيين ان كان يخرج من غير  
علاج لم يكمل امتزاجه فحاصل الوضوء به  
كالماء الذي يقطر من دكر ماء وتعد المحقق  
في الفتاوى وقا من الشرعية وتبعه ابن كمال  
باشا في ايضاحه اما ما يقطر من شجر  
فيجوز به الوضوء وهو احتيا من الاعمار  
الاسبيجاني كما في في سادس من روابط الفصل  
ثالث وادخله العلامة شمس الدين  
معه فقال لا يصح نباتات بخلاف ما يقطر  
من الكرم بنفسه

واغرب المدقق العماد في مشروحه  
فزاد بعد قوله من الكرم او الفواكه  
ولم اراه عليه والجمعه وروى المصنف

بہر حال وہ پانی جو انگور کی پیل سے ٹپکتا ہے اس سے وضو  
جائز ہے کہ وہ بغیر عمل کے نکلا ہے اس کو جو ابن یوسف  
رحمہ اللہ تعالیٰ میں ذکر کیا اور کتاب میں اس کی طرف اشارہ  
ہے کہ اس میں پھوٹے کی شرط ہے اور اس کو غنایہ  
اور فتح وغیرہ میں برقرار رکھا اور صاحب مجمع نے اس  
کی شرح میں اس کی متابعت کی اور تبیین میں ہے کہ  
بغیر عمل کے اگر عرق نکل آئے تو اس کا امتزاج پورا  
نہ ہو گا اور اس سے وضو جائز ہے جیسے انگور کی پیل  
سے ٹپکنے والا پانی اور تحقق نے فتح میں اس کی پیروی کی  
اور مدار الشریعہ نے فرمایا ابن کمال پاشا نے اپنی  
ایضاح میں اس کی پیروی کی فرمایا جو پانی درخت سے  
ٹپکتا ہے اس سے وضو جائز ہے اور وہ امام  
سیراج رحمہ اللہ جیسا کہ تیسری فصل کے پچھلے باب  
میں آئیگا اور علامہ ترمذی نے اس کو تن میں نقل کیا  
اور فرمایا گھاس کے عرق سے جائز نہیں بخلاف اس  
پانی کے جو انگور کی پیل سے خود بخود ٹپکتا ہے اور (د)  
اور مدنی عماد نے اپنی شرح میں بڑی عجیب  
بات کہی یعنی یہ کہ من الکرم کے بعد اتواکله والنفواکرا  
احادیث کیا ہیں نے ان کے علاوہ کسی اور کے کلام میں

عہ وقد مرتبہ فی ۱۸۰۰ عدد کرم، منہ غفر (م) اس کی تائید گرچہ ہے ملاحظہ ۱۸۰۰ ۱۲۰۰ فقرات

|      |                        |                               |      |
|------|------------------------|-------------------------------|------|
| ۱۶/۱ | مطبع عربیہ گراچی       | باب المار الذي يجوز به الوضوء | ۱۶/۱ |
| ۲۰/۱ | مطبع الميريه بولاق مصر | کتاب الطهارة                  | ۲۰/۱ |
| ۸۳/۱ | المکتبۃ الرشیدیۃ دہلی  | الایجاز فی الوضوء             | ۸۳/۱ |
| ۳۴/۱ | مکتبائی دہلی           | باب المیاء                    | ۳۴/۱ |

انه الاوجه الاظهر الاحوط ففي الكافي  
ثم ابن الشيبان عن الرضا والاعتراف  
لا يتوضو بماء يسيل من الكرم لکن  
الامتناع ذكره في المحیط وقيل يجوز لانه  
خروج من عروق الارض وفي الخاتمة لا مالء  
الذي يسيل من الكرم في الربيع وكذا ذكره  
شمس الاثمة اهلوا في الله وفي الحية والظاهر  
انه اوجه اه ثم اعاد فقال انما هو انما  
الاوجه اه وفي العينة هو الاحوط اه وفي  
خاتمة دوى الاحكام هو لا يظهر كفي البرهان  
وفي نوس لا يصح لا يجوز بماء شجر وشمس  
ويخرج بنفسه من غير عصر في الاظهر اه  
وفي مراقب الفلاح احتصر به عما قيل انه  
يجوز بماء يقطر بنفسه لانه ليس لمخروجه  
بلا عصر وتأثير في نفى القيد وصحة نحر  
الاسم عنه اه وفي اسناد هو الاظهر كما  
في المشربلية عن البرهان واعتمد القهستاني  
فقال والاعتصام بربيع الحقيق والحكمي

یہ نہ دیکھا اور جوہر کے نزدیک منوع ہے اور صحت  
کی ہے کہ یہی اوجہ، اظہر احوط ہے کافي، ابن شیبان  
علی الرضا اور القرویہ میں ہے کہ اس پانی سے وضو  
نہ کرے جو انگور کی پیل سے رہتا ہے کیونکہ اس میں کمال  
امتزاج پایا جاتا ہے، اس کو محیط میں ذکر کیا ہے اور  
ایک قول یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ بغیر حل کے نکلا ہے  
خاتمہ میں ہے کہ اس پانی سے جائز نہیں جو رسم ربیع  
میں انگور کی پیل سے نکلتا ہے، اسی طرح اس کو ذکر  
کیا ہے شمس الان کر حلوانی نے اور حدیث میں ہے اور  
نہ ہر یہ ہے کہ یہی اوجہ ہے اور پھر اوردی و فرمایا  
ظاہر میں ہے کہ یہ اوجہ ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ احوط  
ہے اور حدیث ذوی الاحکام میں ہے یہی اظہر ہے جیسا  
کہ بدایہ میں ہے اور در الايضاح میں ہے و جو جائز  
نہیں درخت یا پھل کے پانی سے خواہ بل نمونہ سے  
اور خود نکل آئے، اظہر یہ ہے اور مراقب الفلاح میں ہے  
اس سے اس قول سے احتراز کیا کہ وضو اس پانی سے  
جائز ہے جو بلا پگڑے خود نکل آئے، کیونکہ اس کے پانچ حصہ  
نکلے میں نفی قید میں کوئی تاثیر نہیں ہے اسی طرح اس سے

|      |                    |                    |                                     |
|------|--------------------|--------------------|-------------------------------------|
| ۲۰/۱ | الاميريه بولاق مصر | كتاب الطهارة       | عاشية الشبلي على تبين الخفائي       |
| ۹/۱  | مسيل اكيدي لاہور   | تكملة لکنوز        | شع قاضي خان                         |
| ۹۲   | مسيل اكيدي لاہور   | احكام المياه       | شع حليم                             |
| ۲۳/۱ | مطبعة الكاظمة يروت | كتاب الطهارة       | شع فقيه ذوی الاحكام عاشية على الدرر |
| ۳    | علمیہ لاہور        | كتاب الطهارة       | شع رالایق                           |
| ۱۰۱  | الاميريه بولاق مصر | الاميريه بولاق مصر | شع مراقب الفلاح                     |

اس نام کے سلب کرنے میں کوئی تاثر نہیں ہے اور در  
میں سی کو اظہر کہ جیسا کہ شریلائیہ میں برہان سے ہے اور  
اسی پر قسستانی نے اظہار کیا اور کہا تجوز نا حقیقی اور علی  
دونوں کو عام ہے جیسے انور کا پانی اسی طرح تریز کا پانی  
اور خریز سے کا پانی بد نکالے جو کسے عدہ اس کے کوط  
نے برقرار رکھا اور ہندو میں ہے اس پانی سے جو انور  
کی پیل سے نکلتا ہے اسی طرح کافی، فحیط میں ہے  
اور قادی قاسی مان میں ہے یہی اور ہے یہی کر  
میں ہے اور یہی اور ہے اسی طرح شرح مینہ اصل  
میں ہے جو ایراکم جی کی ہے اور اور کر اور نہر میں ہے  
کہ بہت سی کتب میں مراحت ہے کہ اس سے دفع  
ہاں نہیں اور اس پر قیامان کے قادی میں اکتفا

کماء الکرم وکذ ماء الدابة والبیطیخ  
بلا استخراج اظہر وقرآنہ فی لہندیہ ولا  
بماء یسین من الکرم کذ فی الکافی والمحیط  
وفی قادی قاسی خان وهو الاوجه حکذا فی  
ایضو وهو لا حو کذ فی شرح منیة المصلی  
لا برہیم العسوی اظہر فی البحر السرائق والنہر  
الفق المصروح بہ فی کثیر من الکتاب اتہ لای جوت  
الوضو بہ واقتصر علیہ قاسی خان فی القادی  
وصاحب المحيط وصدور بہ فی الکافی و ذکر  
الجواز بصیغة قیس فی شرح منیة المصلی  
لا وجه عدم الجواز فی کانی هو الاولی لما انہ  
کمل اعتزاجہ کما صرح بہ فی لکافی فادفع

والجوز، والبقرة والجحش هو  
المشای میں ہے کہ بعض حاشیہ نگاروں نے  
کتب طب سے اس کی یہی تشریح نقل کی ہے اور  
تخفہ اور مخزن میں والبقرة سے ہے، ان کا  
خیال ہے کہ یہ اس کا عربی نام ہے ان دونوں  
کتب میں لاش اور بطیخ ہندی، بطیخ مشامی اور  
بطیخ فلسطینی کا ذکر ہے فارسی میں ہندوار اور  
ہندی میں تریز کہتے ہیں ان دونوں کتابوں میں والبقرة  
"خ" کے ساتھ کا ذکر نہیں ۱۲ منہ (ت)

المشای بالانغریز کما فی ش عن بعض  
المحققین عن کتاب الطب و ذکر فی التحفة و  
المخزن والبقرة بالفتح و مر عمادہ من  
اسماء بالعرفی و ذکر اصحاب اللام و بطیخ  
الہمدی و البطیخ المشامی و البطیخ  
المسطینی و بالفارسی سیمہ ہندوانہ  
و بالہندیہ تریز و لہری کہ والبقرة بالفتح  
۱۲ منہ (م)

لہ درختار کتاب الطہارت مجتہبی دہلی ۳۳/۱  
لہ ہمدیہ فیما ذکر بر التوضو نورانی کتب خانہ پشاور ۲۱/۱

فی شرح لم یبق انہ لم یکمل استخراجہ فیہ  
 فطرہ وفی ش عن لم یصل علی المسم من  
 سراحہ کتب الصنہب وجد اکثہب عن  
 عدمہ لہو نہ فیکون المصنول علیہ حسا  
 فی ہذا العن ربوید نقویر (مروجہ بالنسبۃ  
 الیہ اھ۔)

کی اسی طرت صاحب تحیط نے اس پر انکشاف کیا اور  
 اس کو اسد میں ذکر کیا کافی میں اور جز کا ذکر عینہ قبل  
 کیا اور شرح مینہ فیصلی میں ہے کہ او بعدہ ہر جزا ہے  
 یہاں اولی ہے کہونکہ اس کا استخراج مکمل ہو گیا ہے جیسا  
 کہ کافی میں مصرح ہے تو شرح زمیلی میں اس کے  
 استخراج کو مکمل رہنا قابل اقرص ہے اور اس  
 میں رہی علی الخ سے منقول ہے کہ جس نے کتب یہاں کو دیکھا ہے اس کو معلوم ہوگا کہ کثرت میں عدم ہر جزا ہے تو اسی پر  
 حقا ہوگا، تو اس میں اتنور میں ہے وہ اس کی بہت مزوج ہے (دست)

(۲۰۶) تاثری

(۲۰۷) سیندی

اقول حق میں قول میں یہو مریہ  
 الکرم فائہ ماء کاں تشریہ ماء وقی ہ

میں کہتا ہوں یہاں تک کہ حضرت انور کی پہل سے  
 پانی نہ پانی۔ انور کے ہر جز کے قائل ہیں تو وہ یہی

یہ نہ یہ مفہوم ہے رہی کے طرک اور اس کے قبضے کے  
 کلام کا، لیکن بحر العلوم کی رکان اربعہ میں ہے اس  
 پانی میں اختلاف ہے جو انور کی پہل سے پکنا ہے،  
 یہ یہی ہے اس سے نہ ہو جائز ہے، کافی در فتویٰ  
 قاضی حاکم میں ہے کہ وضو جائز نہیں کہونکہ وہ پانی  
 نہیں ہے پانی کے مشابہ ہے اور اس پر پانی کا اطلاق  
 جائز ہے اھ

میں کہتا ہوں کہ قلیل ذکر کافی میں ہے اور  
 ذخائر میں ہے بلکہ میں نے ان سے پہلے کسی کے کلام  
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

عنہذا ہو صریح معاد کلامہ الیہ  
 ومن بعدہ لکن فی الکراکان الامریۃ لبحر العلوم  
 فائہ اختلافی ماء سال من الکرم  
 محوہ بنقہ فی الہدایۃ یہو زید لتوصی  
 وقی الکافی وفتاویٰ قاضی حاکم لایجوز لائمہ  
 لیس ماء اسی ہو شید بالماء ویطو علیہ  
 الماء جہا تر اھ

اقول لیس التعلیل فی کاف ولا  
 فی الخاصیۃ بل لہر لہ لحد قیدہ بل لہر

۱/۹۹

۱/۱۳۳

سیدہ کمپنی کراچی  
 مصطفیٰ البانی مصر

کتاب المطبوعہ  
 باب المیاء

لہ ہجرات  
 لہ رد المحتار

کہتے ہیں کہ وہ اصل یہ پانی تھا جب بیل میں جذب ہونے سے بچا تو جیسے کہ قون زلیلی سے معلوم ہوتا ہے، امتزاج کا کمال یہ ہے کہ گھاس پانی کو ایسی طرح پی لے کر بلا نکالے پانی نہ نکلے، پھر انہوں نے ٹکڑوں کی بیل سے پینے والے پانی کا ذکر کیا کہ وہ نہ رطوبتوں کے جو ان درختوں سے بہتی ہیں کیونکہ یہ ان روغنیت کی طرح ہیں جو پتھروں سے نکلتے ہیں و لد تعالیٰ علیہ (ت)

کما ید علیہ قول المزیعی کمال کلا متراج  
یتشرب لبات الماء بعیت لای یخرج منه  
الابلاج ثم ذکر قاطر اکثر مینا مریخا فلات  
لرطوبات المسببة من هذه الاتجا م فانه  
کالتسرات لبعثه من کاحجار و انت  
تعالیٰ اعلم۔

(۲۰۸) مار الجبن کہ وہ درجہ پانی کی کثافت نکالتے ہیں۔

(۲۰۹) وہی کا پانی کرکڑی میں پاد کر ٹپکائیں یا اس کے کونڈے میں اس سے چھنے۔

(۲۱۰) مٹھا جسے چھ پل بجی کہتے ہیں وہی سے ٹھنڈا ہونے کے بعد جو پانی رہ جائے۔

(۲۱۱) چاندیوں کی پیچ۔

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

میں یہ ہیں دیکھ، بلکہ علامہ بن کمال دیر نہ بے صلاح  
کے تھی کے پاس فرما کہ اس پانی سے جو درخت یا  
پھل سے نچوڑ گیا ہو روایت قہر سے ہے، مگر یا  
وہ اس پر پانی کے نام کا طلاق نہیں کرنا چاہتے ہیں،  
اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ وہ مطلق میں مل  
ہیں، اور اس لیے اس سے وہ درخت یا پھل نہیں ہے  
اور اس سے وہم ہوتا ہے بلکہ مراحت ہی کہی جائے  
کہ درختوں اور پھلوں کا پانی حقیقتہً پانی ہے، نہ  
وہ مقید ہے مطلق میں ہے، حالانکہ یہ قطعاً باطل  
ہے اور انکو کی بیل کے پانی کی باہستہ دل لگتی  
بات بحسب العلوم ہی کی ہے واللہ تعالیٰ  
اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

نعم الامت ابن کمال الموسیٰ بر سفة الايضاح عند  
قول منه لای اختصر من شجر او قمر  
الروية، نقصر کما هم ابو اسحاق و امیر  
الماء علیہ یما الى صورة عن حد السماء  
المطلق و لدلک لایحور لتوصی به اه فهد یوهر  
مل کمصره ر کل عصاره شجر و شجره  
حقیقة غیر انه مقید لا مطلق و هو باطل  
قطعا و المدی یقبله النقض فی ماء المعکم  
نقاطی ایضا ما قاله بحر العلوم و الله  
تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ۔ (م)

(۲۱۲) گوشت کا پانی کہ سرسبز بویام میں بے پانی رکھ کر ادھر پانی بھر کر آ پنج دینے سے خود گوشت سے مثل مرق نکلتا ہے۔

(۲۱۳) بار الکیم کہ عرقیات کی طرح گوشت و اجزائے مناسبہ سے پکا کر لیتے ہیں۔

## المنحطات

(۲۱۴) نخی کر پانی میں گوشت کا آب بکوش نکالتے ہیں۔

(۲۱۵) ہر قسم کا شور یا۔ ہا یہ میں ہے۔

لا یجوز بالمرق فانه لا یسوی ماء شور یا سے وضو جائز نہیں کہ اس کو مطلق پانی نہیں مطلقاً | کہتے ہیں۔ (ت)

(۲۱۶ و ۲۱۷) جس پانی میں چنے یا باقو پکا یا اگر پانی میں ان کے اتنے اجزاء مل جائے کہ ٹھنڈا ہو کر پانی گاڑھا ہو جائے گا تو اس سے بالاتر وضو جائز ہے۔

اقول و ذلك ان العبارات الواضحة میں کہتے ہوں اس مسئلہ میں واضح عبارت تین قسم کی ہیں۔

الاول لا یجوز مطلقاً لان بالطبیعة اول، مطلقاً جائز نہیں کیونکہ پانے سے ٹھکاء يحصل کما انما تر ج فیصد التقیید التزیل حاصل ہوتا ہے لہذا معتد کرنا مفید ہو گا۔ امام و هذا ما یأتی فی ضابطۃ الامام الرضی و زیدی لہذا ان کے قبیح کے ضابطہ میں اس کا سبب آئیگا، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

والثانی لا یجوز اذا وجد منه دوم، وضو جائز نہیں بلکہ اس میں سے پکی ہوئی چیز کی پکائی ہو۔

الثالث یجوز ما لم یشخص سوم، جب تک گاڑھا نہ ہو تو جائز ہے، اکثر اس پر ہیں اور یہی مشہور تر ہے، اور عام متوی ہیں وعلیہ الاصح و هو الاشهر والمنصوص

عنه متفق عبارت اخروی مجملة وھی عنقریب ایک محل عبارت آئے گی اور وہ پکانے سے تبدیل ہونا ہے اور اس پر کلام بھی آئیگا ۱۳ منہ

مکملہ پر باب دوم لفظی مجربہ الوضو و ما لکرمہ حریرہ کراچی ۱۸/۱

عیدہ فی صمۃ الثمنون وفي المنة لوجه فيہ  
 المحصر او بالاقلاہ و سیرہ الباقلاہ و یوحید  
 مہ لا یجوز بہ التوضوہ و ذکر الناطق اذا  
 لم تدھب سقته ولم یصلہ صمۃ اسم الماء  
 جہرا <sup>ع</sup> وفي لجمہ الکبیر ثم المنیة و  
 الینا بیع ثم الزیل والفتح و تجنیس  
 الامام صاحب الهدایة ثم البحر و تجنیس  
 السلف ثم الحیة و الفسادی الظہیریہ ثم  
 البرجندی و اللطیف ثم فی الذبیع لو نقص  
 المحصر و بالاقلاہ و تغیر لوبہ و طعمہ و  
 سیرہ و یجوزہ التوضو بہ فان طبعہ فانت  
 کان اذا برئ تخن لا یجوز التوضو بہ اولہ  
 یثنون و صمۃ الماء باقیۃ جہرا و ہدک  
 تری اوسمہ لا قول فاذا حصل شرطہ فی  
 المنہ حصل المنہ بالاجماع۔

ثم اقول وبالله التوفيق بل لا خلاف  
 اما القولان الاولان فالتميز بينهما وانحصار  
 عليه كالوقاية والمنطق والفرس والتوسير  
 ونور الايضاح حيث اعتبروا نوال الطيم  
 بالبطيخ ويا في نصوصها في الفصل الثالث  
 ١٢ منه عفر له۔

عليه هكذا في الحلية وفي نسخ المصيبة و  
 الجماع الصغير و عيب شرح في العينة ١٢ من عفر له  
 (م)

یہی ہے، اور خیر میں ہے اگر پانی میں چنے یا مستلا  
 پکا یا گیا اور باقلا کی جڑ اس میں آگئی تو اس سے وضو  
 جائز نہیں اور ناطقی نے فرمایا اگر اس کا پتہ پان ختم  
 نہیں ہو رہے اور اس پر پانی کا اطلاق ہوتا ہے تو  
 وضو جائز ہے ورنہ نہیں جامع کبیر، فید، ینا بیع،  
 زیل، فتح، تجنیس (صاحب ہدایہ کی کتاب) پھر بحر  
 منطق کی تجنیس، حید، فتاویٰ خیرہ اور برجندی  
 میں ہے، حیات فتح کی بحوالہ ینا بیع ہے اگر چنے  
 اور باقلا پر پانی میں پورے لیس گئے اور اس کا رنگ مرہ  
 اور جو بدل گئے تو اس سے وضو جائز ہے، تو اگر  
 پکا یا گیا اور ٹھنڈا ہوئے پر گڑھا ہو گیا تو وضو جائز  
 نہیں اور اگر گڑھا نہ ہو اور پانی کی رقت ہنوز  
 باقی ہے تو اس سے وضو جائز ہے اور جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں اس  
 قول میں سب سے زیادہ گناہ ہے، تو جب اس کی  
 شرط میں حاصل ہو تو بالاجماع من ثابت ہوگا۔  
 پھر میں کتابوں و ہدایہ التوفیق، بلکہ کوئی خلاف  
 ہی نہیں، اور دو پہلے اقوال میں تطبیق واضح ہے  
 جیسے وقایہ، طنقی، غرر تنویر اور نور لایضاح،  
 ان حضرات نے پکارتے سے طبیعت کے احوال کا  
 اعتبار کیا ہے قیسری فصل میں ان کتب کی عبارات  
 آئیں گی ۱۲ منہ عفر له

اسی طرح حید میں ہے اور میرے پاس موجود غیر اور  
 جامع صغیر کے نسخوں میں اس کی شرط غلطی میں ہے  
 ۱۲ منہ عفر له (ت)

مفتاویٰ قاضی خان فصل فی الیگزیر التوفیق مطبعہ ذککھور کھنہ ۹/۱

ثم فتح القدير باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز به فريه وضوء سكر ۶۵/۱



فانه اذا نضح المياقي في الماء وادس له وجهه  
 مريجه من الماء لا يخاله و هذا هو معنى  
 الطبخ كما تقدم في ما انعم على هذا التفسير  
 الشرط ولا امكان لحمل الطبخ على الاتحاد  
 بقصد كانه يكون احترازا عما اذا اخرج قبل  
 ان يؤثروا في الماء فانه يحل ما اذا اخرج  
 بعد ما غير مريجه الماء قبل ان ينطبخ فانه  
 تعيد لمريجه لا يشوقت عن نضج فعلي حد  
 يكون محصورا تغيرا لمريجه بدون الطبخ حتى  
 لتقيد وهو خلاف النسخ من الصد كونه في  
 ۸۹ فان عند عدم الطبخ لا وجه للفرق  
 بينه وبين تقييد تأمل واما القول الثالث  
 فاذا في الغنية ما يعطى وفاقه حيث قال  
 التقييد يحصل للماء بكمال الاعتراج بالطبخ  
 بان يطبخ في الماء شئ حتى ينضج فيؤخذ  
 يخرج الماء عن طبعه وهو سرعة السيلا  
 ولا شك انه اذا اذله اذا برد يشخن غالبا  
 فكانت القعدة في المخالطة بالطبخ  
 ينضج المطبوخ في الماء وفي المخالطة  
 بدونه ان تنزل مرقته آه وتبعه في  
 مرا في العلاج فعال لا ماء ترال طبعه بالطبخ  
 لانه اذا ابرد شخن

کہ جب یا قلہ پانی میں اچھی طرح پک جائے تو لا محالہ  
 اس کو پانی میں آگے گی اور پکنے کے یہی معنی ہیں جیسا  
 کہ ۱۰۰ میں گراہل اس تقدیر پر شرط لگانا ہے سود ہوگا  
 اور یہ امکان نہیں ہے کہ طبع کو اس پر محمول کیا جائے کہ  
 پکانے کے واسطے ڈالنا تاکہ اس صورت سے احتراز  
 کیا جائے جب کہ اس کو پانی میں اثر ادا رہنے سے قبل  
 نکال لیا جائے، کیونکہ یہ اس صورت کو بھی شامل ہے جس کو  
 نکالا جائے اس وقت جبکہ اس سے پانی کی توبہ تبدیل ہوئے  
 اور وہ پکے نہ پٹے، کیونکہ پکا ہونا بدن پکنے پر موقوف نہیں  
 اس بنا پر صرف پکا ہونا بدل پکانے موجب تقييد  
 ہوگا اور یہ نص ص ۸۹ کے خلاف ہوگا، نص ص ۸۹  
 میں مذکور ہے، کیونکہ نہ پکنے کی صورت میں اس میں اور  
 تقييد ضرور ہوگی، نہ فرق نہیں ہوگا، یہ مقام ضرور  
 ہے، تیسرا قول تقييد کے مطابق وہ ہے جس سے اتفاق  
 معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں تقييد پانی میں اس وقت  
 ہوتی ہے جب پکے سے مکمل استخراج حاصل ہو جائے  
 مثلاً یہ کہ پانی میں کوئی چیز پکی گئی ہے حتی کہ مکمل طور پر پک  
 جائے، تو اس وقت وہ پانی اپنی طبیعت سے خارج  
 ہو جائیگا اور یہ اس کا تیری سے مناسب ہے، درحالیہ  
 کہ ایسی صورت میں وہ ٹھنڈا ہونے پر کاربہ ہو جائیگا  
 تو پکھنے والی چیز میں مخالطہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ چیز  
 پانی میں پک جائے، اور پکائے بغیر مخالطہ میں یہ ہے کہ

اس کی رقت ختم ہو جائے اور اس کی رقت مرانی لہو کی ہیکل گئی ہے، فرمایا نہ اس پانی سے جس کی طبیعت پکائے ہوئے  
کی وجہ سے ختم ہو گئی کیونکہ جب وہ ٹھنڈا ہو گا گاڑی ہو جائے گا۔ (ت)

میں کہتا ہوں طبع یا صبح نہیں ہوتا ہے جیسا کہ  
آپ نے جانا، تو طبع پکا سے خود قاعدہ ہے اس میں  
کسی زائد شرط کی حاجت نہیں اور یہ ضابطہ والوں کے  
مرانی ہے، پھر جب طبع سے مطلقا گارھا پید ہوتا ہے  
تو قول میں ترانی پیدا ہو گا، اور اس میں کی وجہ کلام ہر حال  
اول یہ جو میں کہتا ہوں کہ اس بنا پر کہ اس کے  
بڑے میں کوئی فرق نہیں کیونکہ اسی دونوں میں درود  
گارھا ہوتا ہے اور شیعہ کے کلام سے دونوں میں فرق  
معلوم ہوتا ہے۔

دوم میں کہتا ہوں یہاں طبع کی تقسیم اس طرح  
کی ہے کہ اس میں گارھا پید ہوتا ہے اور رقت باقی ہونے سے معلوم  
ہوتا ہے کہ طبع سے گارھا پید ہونے میں لاری میں ہوتا ہے اور  
ان کے قول خالص کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ جب  
ٹھنڈا ہوئے پر گارھا نہ ہو تو اس سے وضو جائز ہے  
کیونکہ مانع کے نہ ہونے کا علم ہے۔

سوم محقق نے تجویز فرمایا کہ اس میں پانی سے دوسرے  
میں جلتے جس کو کسی ایسی چیز کے ساتھ پکایا گیا ہو جو  
تنظیم کے لیے نہیں ہوتی ہے جیسے شورہ اور ہاتھ کا  
پانی، کیونکہ یہ مطلق پانی نہیں ہے اس لیے کہ جب پانی  
کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے یہ پانی متبادر نہیں  
ہوتا ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہو کہ اس سے نفاذ ہوتا ہے  
ہو جیسے بھر پری، صابون اور استنای کپال کے ساتھ  
پکایا جلتے تو اس پانی سے وضو کیا جائیگا، بلکہ اگر

اقول لا طبع الا بالنضج كما علمت

فكان الطبع نضج القاعدة من دون شريطة  
مرائدة وهذا يوافق اهل الضابطة ثم اذا  
كان الطبع يورث الشبهة مطلقا حصل  
توافق الاقوال ومجال المقال فيه من وجوه  
الاولى ما اقول انه على هذا الم  
سبق لفرق بين النضج والمطبوخ اذ صار لمرار  
فيهما جميعا التخيوة وكلام الشيعه يؤيد  
بالتفرقة۔

والثاني ما اقول ايضا تقسيم

الطبخ في اقسام اربع الى صوبه لا يجوز به وضو  
المرقة يؤيد بان الطبخ لا يوجب النجاسة  
ولا يمنع قوله حالبا لانه اذا برد فلو يمتحن وجب  
جواز الوضوء به لاحاطة العلم بعدم  
النجاسة۔

والثالث قال المحقق الباصد

في النضر لا يتصور ماء تغير بالطبخ مما  
لا يقصد به التطيف كماء المرق والبقلاء  
لانهم ليس بماء مطلق لعدم تبادر عند  
اطلاق اسم الماء اما لو كانت المقطرة تقصد  
به كالسدر والصابون والامثان يطبخ به  
فانه يتوضوء به الا اذا خرج الماء عنه  
طبعه من الرقة والسيلان وبما تقر به عن

ان ما ذكره في التجميع واليتا بيم (خاشوماو  
انفا) ليس هو اسما بل هو قول الناطقي  
من مشايخنا رحمهم الله تعالى يدل عليه  
ما ذكره قاضي نحس (فتخل ما تقدم الان) قال  
وبما قررنا ان عدم ان الماء المطبوع يشح  
لا يقصد به الباطنة في التظن يصير مقيدا  
سواء تغير شيء من اوصافه او لم يتغير فحينئذ  
لا ينفى عطفه في المختص على بكرة الاوراق  
الا ان يقال انه لما صار مقيدا فقد تغير  
بالطبع انه وتبعه ش فدل في المرق والباقي  
انه يصير مقيدا سواء تغير شيء من اوصافه  
او لا وسواء بقيت فيه سمة الماء او لا في المختار  
كما في ابه حوت.

پانی اپنی طبیعت سے نکل جائے یعنی رقت اور سیدان  
ختم ہو جائے تو ضرور جائز نہ ہوگا، اور اگر شہ تفریق سے  
یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کچھ بخمیس اور تینا یس میں ہے (وہ  
نقل کیا جو ابھی گزرا) وہ حق نہیں ہے بلکہ وہ ہمیشہ  
مشحون میں سے مطلق کا قول ہے، قاضی فان کا قول  
اس پر دلالت کرتا ہے (جو ابھی گزرا وہ نقل کیا) فرمایا  
ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ پانی کو اگر کسی ایسی چیز سے  
جو خشک دیا جائے جس کا زیادہ تظنیف مقصود نہ ہو تو وہ مقید  
ہو جائیگا خواہ اس کے وصف میں تغیر ہو یا نہ ہو  
اس صورت میں اس کا عطف محقر میں بکثرة الاوراق ہے  
سارے نہیں ۶۰ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب وہ مقید  
ہو تو پچھلے سے تغیر ہو گیا "مثلاً" نے بھی یہی کہا  
اور ضرور یاد رہا کہ وہ مقید ہونے کا خواہ  
اس کے وصف میں تبدیلی ہو یا نہ ہو، عام ازیں کہ اس میں پانی کی رقت رہے یا نہ رہے، مختار بھی ہے جیسا کہ  
بکرمی ہے (ت)

والسابع قدر خلاصة البرهاني  
تحت قول النقية وان تغيريا مكث او اختلط  
به طاهر الا اذا اخرج من طبع الماء او  
غيره طحنا ما نصه واهرق التغير وجعله  
قيما لاخراج من طبع الماء يتب درمنه ان  
مطلق التغير بالبطية ما مع سواء اخرج عن

چہام طار برہانی نے نقیہ کے قول وان  
تغیر بالکثرت کے تحت فرمایا تغیر کو مطلق رکھا اور  
اس کو اخراج من طبع الماء کا قسیم بنا، اس سے  
قبادر یہ ہوتا ہے کہ مطلق تغیر پکڑنے کی وجہ سے مانع  
ہے، خواہ وہ اس کو پانی کی طبیعت سے نکالے  
ڈھکالے، دلیہ سے یہی مفہوم ہے، اس کی تائید

لہ بحر الرائق کشمیری سید کبیری کراچی ۶۸/۱

لہ رد المحتار باب الیاء معیضہ ابوابی مصر ۱۳۳/۱

لہ شرح النقایہ غیر تجدی مسائل الہد وکتور کثرت ۳۱/۱

طبع الماء اولاً وهذا هو المفهوم من الهداية  
ويؤيد ما في الخزانة وقتاً وفي قاصص خاق  
انه اذا طبع فيه اليقلى وسريخ اليقلى يوجد  
منه لا يجوز به التوضي وقد ذكر في الفتاوى  
الطهيرية انه اذا طبع الحصص او اليقلى  
الى اخر ما تقدم من العتق -

انا اقول والله التوفيق وبه الوصول  
الى ذكرى التحقيق صدر التاثير والعيان بالله  
تعالى منها تفریق الالتصاقات فاذا طبع شئ  
تربل ان مرصداً به وتفتح منافذه في احد  
الماء وتخرج اجزاء اللطاف في السماء  
فتورثه شغوة اذا كان الماء على ما هو  
المعتاد في طبع الاشياء وان لم تظهر اذا كثرت  
الماء جدا فان الكلام في الطبع المجهود ولا  
يجعل فيه من الماء الا قدر معلوم موافق  
لحصول الامتراج وهذا اذا انزل في  
اتاه ان بالطبعة يحصل كمال الامتراج  
لعم الخواصة توجب الطاقة حماد احاسا  
لا يظهر ذلك التغير على ما هو عليه وبه  
ظهر سر ما قالوا اذا احاسا بحيث اذروا تخن  
وهذا هو القاسق بين المني والطبوغ فان  
الني ليس به ما يمس طهور الشعا مست  
فاحيل فيه على نفس ذهابا لمرقة بخلاف

فترا اذ ادرق في قاضي خاق سے ہوتی ہے کہ اگر اس  
میں باقلی پکایا گیا اور اس کی پانی میں آگئی تو اس  
سے وضو جائز نہیں، اور فتاویٰ طبریہ میں ہے  
کہ اذا طبع الحصص او اليقلى الخ ہر شی  
سے نقل ہوا۔ (ت)

میں کہتا ہوں، ہاں التوفیق آگے لکھا موصول  
مفضل کرتا ہے جب کوئی چیز آگ پر پکائی جاتی ہے  
تو آگ اس کی کچی کو زائل کر دیتی ہے، اس کے  
سوراخوں کو کھول دیتی ہے جس کی وجہ سے اس میں  
پانی داخل ہو جاتا ہے، اور اس کے لطیف جز پانی  
میں آ جاتے ہیں، اس طرح پانی گاڑھا ہو جاتا ہے جبکہ  
بال عادت کے رہتا پکایا جاتا ہے اور جب پانی بہت  
زیادہ ہو جائے تو یہ کارخانہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کیونکہ  
گفتہ شدہ کثافت پکائے میں ہے، اس میں ایک معین  
مقدار کے پانی کی آمیزش کی حالت ہے تاکہ مزاج حاصل  
ہو جائے، یہ طبع وغیرہ میں یہ ہے کہ پکائے سے  
کمال امتزاج حاصل ہوتا ہے، ان حرارت لطافت  
کا موجب ہوتی ہے توجیب تک وہ گرم رہتا ہے  
تو یہ تغیر ظاہر نہیں ہونے پاتا ہے، اسی سے یہ راز  
سرستہ بھی منکشف ہو گیا کہ فقہاء فرماتے ہیں جب پانی  
ثقلۃ ہو کر گاڑھا ہو جائے تو یہی چیز بار بار تکرار ہے  
کچے اور پختہ میں، کیونکہ کچے میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے

الطبخ ما يبرود في حال فيه على النظر فان  
ظهر انه يثخن اذا برد لم يجز الوضوء به و  
الاجاز والمرجع في هذا هو حصول النصح  
والادس الماء عند ذلك يحصل كمال  
الاحتراز وهو موجب في المعتد بثبوت الماء  
في هذا المتقرب والله الحمد انتهت الاشكالات  
عن آخره.

قال اول قد ظهر انفسد بين الن

والطبخ.

والثاني الطبخ في كلام المصنفين

الاعلاء في الماء على ان سوان لم يصحح على  
سبيل عموم السجرات بل بين حكمه  
المعتاد وغيره كمن وضع كفا من حمص في  
قدر قربة من الماء فانه لا يثخن حين يبرد  
وان لطبخ الحمص وادركه وهذا هو  
منشور التهذيب بغالب في كلام الغيبة ونظري  
الشربلا في اعتقاد المعهود فاطلق نقول  
انه اذا برد ثخن وبالله التوفيق.

والثالث فيه اشياء.

فاقول اولاً تبين ان فرض عدم

التغير اصلا مع حصول الطبخ فرض  
ما لا وقوع له.

وثانياً قد سلمت ان ما في الثانية

جوگاڑھے پن کو ٹھنڈا ہونے سے روکتی ہو تو، اس میں  
واردہ صرف وقت کے ختم ہونے پر ہے بر غلاف  
پکے ہوئے کے جو ٹھنڈا ہو ہو تو اس کا رد ودار اس  
پر ہے کہ دیکھ جائے اگر یہ ٹھنڈا ہو کر گاڑھا  
ہو جائیگا تو اس سے وضو جائز نہیں ورنہ جائز ہوگا  
اور رد ودار اس میں پکنا ہے کیونکہ اس وقت کہ اس قسراج  
پایا ہوتا ہے اور یہی چیز عام طور پر پانی کے گاڑھا ہونے کا  
موجب ہے اس تقریر سے تمام اشکالات رفع ہو گئے۔

اولاً : پکے اور پکے کا مستحق ظاہر

ہوا۔

دوم : تینا پکے کی عبارت میں طبخ سے مراد  
شیء کو جو خش و بنا ہے پانی میں آگ پر پکا ہوا  
مراد یہ ہوا کہ نہ پکے ہے، نہیں بلکہ یہ ایسے حکم کا  
بیان ہے جو پختہ و غیر متدو دونوں کو عام ہے، مثلاً  
کسی نے ایک کھجور پختہ ایک ہانڈی میں پانی میں ڈالنے  
تو یہ ٹھنڈا ہونے پر گاڑھا نہ ہوگا خواہ پختہ کتنے ہی پک  
جائیں اور تھنہ کی عبارت میں نابا کی قید کا یہی مفاد  
ہے اور شربل کی نظر معہ و پر گئی تو اسوں نے مطلق  
قول رکھی کہ جب ٹھنڈا ہوگا تو گاڑھا ہو جائے گا  
وبالله التوفيق.

سوم : میں چہذا رقی علی ذکر باتیں ہیں،

میں کہتا ہوں اول : پکے کے، وادویر مغز  
تو ذکر تاکہ تغیر نہیں ہو اب باوجود حصول طبخ کے ایک  
ایسی چیز کا فرض کرنا ہے جو واقع نہیں ہوتی ہے۔  
دوم : غائیہ میں جو نا کھنی سے منقول ہے یہ

عن الناطق لا يخالف ما قلناه لا يجوز ان  
 عزنا لعلامة القوام الكافي شارح الهداية ثم  
 ابن النجاشي محقق الرعي ما عن الناطق ان  
 قاضي خان ايضا قد لا اذا طبع و يوشحن بعد  
 ورقه العاديه باقية جواهر الوضوء به ذكره  
 الناطق وفي فتوى قاضي خان اد و آية تيسر  
 كلامه عليه اذ جعل كلامه ناطق مفيد  
 و قاضي خان حيث قد تحت قول الماتن  
 لا يجوز بناء اليه قلاء ما نصه سيد كرم  
 الجي مع الكبير تقييد عدم الجوارس بسما  
 اليه قلاء بما اذا كانت مطبوخا و هو محال  
 اذا بره ثمن و زالت عنه ورقه العاديه جعل  
 هذا الاطلاق وان وقع شبهه لغير المصنف  
 على ذلك فضلا للتناقض ومن شبه لها ذكره  
 القدر وري في عدادها لا يجوز الطها رتبة  
 ما بد خلا قال في الهداية المراد ما تغير  
 ما طبعه و احسن منه حمله على ما اذا  
 كان مسلوبا منه اسم الماء مطبوخا و لا  
 كما يفيد ما في الحق نية ذكر كلامه المارفي  
 الن و المصباح قد ما وفيه حديث السريه  
 فلو حسيه مخالفا لقول الناطق لكان قوله  
 مرجوحا لانه انما يقدم الاظهر لا شهر  
 فلم يكن يحسن نسبة ما رايه اليه ومن

گزشتہ قول کے منافی نہیں، اسی لیے مدارک کی شرح  
 ہدایہ اور ابن شلبی عشی زلیحی نے ناطق کے قول کو  
 قاضی خان کی طرف بھی منسوب کیا ہے، ان دونوں  
 حضرات نے فرمایا جب پکایا گیا اور گاڑھا نہ ہوا اور پانی  
 کی وقت اس میں باقی رہی تو اس سے وضو جائز ہے  
 اس کو ناطق نے ذکر کیا ہے، اور یہ فتاویٰ قاضی خان  
 میں ہے اس طرف تفسیر میں اشارہ ہے کیونکہ انوں  
 نے ناطق کے کلام کو قاضی خان کی گفتگو کا حاصل  
 قرار دیا ہے، وہ ماتن کے قول کا تجویز و تفسیر  
 کے تحت فرماتے ہیں کہ مشرب تمام کبیر سے مقل کے  
 پانی کے ساتھ عدم جاز کے مفید کرنے کی وجہ سے  
 کرینگے کہ ایسا یکے سوا ہو کہ جب ٹھنڈا ہو تو گاڑھا  
 ہو جائے اور اس کی وقت ذائل ہو جائے قرعہ اطلاق  
 (اور یہ مصنف کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی ایسا  
 ہی کیا ہے) اس پر محمول کیا جائیگا کہ تناقض مرتفع  
 ہو جائے، اس لیے جب قدرتی ہے، شب الا ذکر  
 کیا جن سے وضو جائز نہیں ہے تو باطل کے پانی کو ذکر کیا  
 مذہب میں فرمایا اس سے مراد وہ پانی ہے جو پکائے جانے  
 سے بدل گیا ہو اور اس کا محل اس پر زیادہ چھا ہو گا  
 جبکہ اس پر پانی کا اطلاق ختم ہوگی، ہوا وہ پکا ہو ہو  
 یا نہ ہو، جیسا کہ عیسیٰ سے پتا چلتا ہے، پھر انوں نے  
 اپنا گزشتہ کلام ذکر کیا جو یکے اور یکے سے متعلق ہے اسی  
 میں جو کا بھی تذکرہ ہے تو اگر وہ اس کو ناطق کے قول کے

الدلیل علیہ ان الاہام قاضی خان بنفسہ  
صرح بهذا الذي قاله الاہام التاطفی وحرم  
به في عامة المعقولات في شرحه لجامع الصغير  
كما عن ائمة في العیة۔

وَالشَّاهِدُ الْعَبْدَانِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ تَعَالَى  
يَحْتَاجُ تَصَرُّفًا لِحَاقِ نِيَّةٍ وَقَدْ شَرَطَ وَجُودَ الرِّجْعَةِ  
شَرِيفُ الْمَوَاقِفِ تَعْيِيرُ شَيْءٍ هَبَّ اِدْعَاءَهُ اَوَّلًا

وَرَأَيْتُكَ اَنْتَ لَعَطَفَ عَلَى بَكْرَةِ الْاَوْرَقِ  
وَلَيْسَ ثَمَّ مَا يَصِحُّ لَعَطْفُهُ اِلَّا هَوَافِ  
عِبَارَةِ الْمَحْضُورِ بِتَوْصُوهُ بِإِمَامِ السَّجَادِ الْعَيْنِ  
وَالْبَحْرِ اَنْ غَيْرَ طَاهِرٍ لِحَدِّ اَوْ عِيَانِهِ اَوْ اَنْتَ  
بِالْمَكْتَلَبِ لَا بِمَا تَقْبِي بِكْرَةِ الْاَوْرَقِ اَوْ بِالطَّبِيخِ

فَاِنْ لَمْ يَعْطَفْ عَلَى بَكْرَةِ جَعَلَ عَلَى مَا تَعْيِيرُ  
اِي لَا يَتَوَضَّعُ بِالطَّبِيخِ وَهُوَ كَلَامُ مَفْسُولٍ  
وَحَاجَا مَسَا تَاوِيلَهُ بِانَ الْمَرَادُ تَغْيِيرُ

طَبْعِهِ اَوْ مَصْفُوهٍ بِلِ اَصْلَافِهِ لَا يَتَشَوُّ فِي عِبَارَةِ  
لِنَقَايَةِ اَوَّلِ اَصْلَافِ تَغْيِيرِ الطَّبِيخِ مَعَهُ وَهُوَ  
مَسَا لَا يَقْصِدُ بِهِ التَّنَاقُضَ اَوْ يُقِيدُ عَلَى هَدِّ

جَوَانِزِ اَوْضُوعٍ بِمَا تَغْيِيرُ مِنَ الْاِطْلَاقِ بِالطَّبِيخِ  
مَعَ الْمُتَخَلِّفِ وَلَيْسَ مَرَادُ اقْضَا قَائِمِ الْاَمْرَانِ  
لِمَا تَغْيِيرُ بِالطَّبِيخِ مَبَارَسَ مَقِيدِ تَغْيِيرِ الطَّبِيخِ

چیز سے ہیں سے تغیر واقع ہو ورنہ جازم ہو گا۔ یعنی جب کہ لطافت والی چیز کے ساتھ پکانے کو مطلق رکھا جائے،

خفالت سمجھتے تو ان کا قول مزبور ہوتا، کیونکہ وہ اکثر و شرک  
مقدم کرتے ہیں تو جس قول کو انہوں نے ناپسندیدہ  
قرار دیا اسی کی نسبت ان کی طرف اچھی نہیں۔ اس کی  
دلیل یہ ہے کہ خود قاضی خان نے اس چیز کی تصریح  
کی ہے جو امام ماطفی نے ذکر کیا ہے اور اسی پر انہوں نے  
اپنی عام معقولات میں جامع صغیر کی شرح میں جزم کیا ہے  
اور غیب میں اس کو ان کی طرف منسوب کیا ہے۔

سوم، لقب اس پر ہے کہ وہ خانیہ کی عبارت  
سے استدلال کر رہے ہیں اور سون نے تم کی سطر  
لکھی ہے پھر فرمایا عام زیر کہ اس کے اوصاف میں سے  
کچھ بدلے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے۔

چہارم، بکرة الاوراق پر عطف کا انکار کیا ہے  
حالانکہ اس میں صرف اسی پر عطف ممکن ہے کیونکہ فقیر  
کی عبارت یہ ہے یتوضو معاد السموات والارض  
بکثرة پر عطف نہ کیا جائے تو یہاں تغیر پر کرنا ہو گا اور  
یہ غلط ہے۔

پنجم، اس کی یہ تاویل کرنا کہ مراد اس کی طبیعت  
یا وصف کا بدلنا نہیں ہے، بلکہ ان کی عبارت کا اطلاق  
اصلاح و تغیر کی عبارت میں نہیں چل سکتا ہے کہ تغیر  
بالطبیخ معہ ہے، اور یہ وہ چیز ہے جس سے  
لفظ متعذر ہو، اس لیے کہ اسی بنا پر اس  
لفظ کی لطافت والی چیز کے ساتھ پکانے کو مطلق رکھا جائے،

ملا کر یہ قطعاً مراد نہیں ہے، کیونکہ جب پکڑنے سے متغیر ہو گیا تو مقید ہو گیا یہ نہیں کہ جب مقید ہو گیا تو پکڑنے سے متغیر ہو گیا۔ (ت)

میں کتابوں "نسخ" کی عبارت میں تبدیلی  
بکر کے معاد کے لیے ہے کیونکہ ان کا قول فی البحت  
کہا فی البحت ایک ایسے شخص کو جس سے تحریر دیکھی ہو  
اس وجہ میں مبتلا کر سکتا ہے کہ یہ بکر کے منقول کی تصحیح ہے  
جو انہوں نے کسی سے نقل کیا ہے کیونکہ وہ اس کے  
اصحاب سے نہیں ہیں کہ اس کا اعتراف "نسخ" نے  
خود درسم المعنی میں کیا ہے اور ہم نے اس کو "ہیبتہ  
العجیر" سے معنی "کثیر" میں ذکر کیا ہے جبکہ امر  
و قدر یہ نہیں ہے، یہ بات انہوں نے اس سے لکھی ہے  
کہ وہ اپنی وقت اس کے معنی میں وہ قدر نہیں سمجھتے (ت)  
پہلے کے وجہ سے طبیعت کا زائل ہونا بھی  
قادر نہیں ہوتا ہے، ان صاحب ثناء اہرنا سے تقسیم  
ہو چکے، لڑکے کا دار و دار گار سے پن پر ہو گا اور بچے  
جو کے جیسے کسی کی دلیل پر ہو گا اور غالباً برص کی طرف  
اشارہ کر رہے ہیں کہ وہ اس کے بعد ظہیر کے کلام کو  
لے گئے ہیں، یہ اس کی مکمل تحقیق ہے۔ (ت)

اقول ودفع فی تعبیر ش تعبیر  
لمقادیر بحرفان قوله فی المختار کما فی البحر  
یوقم من لا یراجع البحر فی توہم انہ تصحیح  
منقول فی البحر عن اہلہ فانہ من رحمہ اللہ  
تعالیٰ لولیکن من اصحابہ کما اعترفت بہ  
ش فی عقود مسمیٰ لمضی و بیناۃ فی ما لیس  
ہبتہ لخصیر فی حق ما کثیر و لیس کذا  
وانما قال لخلافہ من قبل نفسہ لیس ہو  
المختار۔

والرابع ساکن سون صاحب صاحب  
سما لا یتھرا الا ابد صحت التقسیم یجوز  
فی لیس عین الشحونة فی المطبوع علی  
دلیلہ و کما الی حد یشیر الیہ عندی بتعقید  
بکلام الظہیریۃ و استقرار شاء اللہ تعالیٰ  
ولہ الحمد عمر شامت حقیقۃ یا حسن التوفیق  
علی المطبوع و التوفیق ۛ ۛ اللہ سبحانہ و  
تعالیٰ التوفیق۔

(۲۱۸) پانی میں میرے جوش دے کر ان کا عرق پھر ایز عرق اگرچہ پانی سے مخلوط ہو گا کہ حرارت نار کے سبب  
میرے پانی کا تشریب کریں گے خصوصاً جبکہ گڑھ اس سے وضو جائز نہیں۔ فتاویٰ امام قاضی خان  
میں ہے۔

پہلوں کے پانی سے وضو جائز نہیں اس کا مفہوم یہ ہے  
کہ سیب یا امرد کو باریک باریک گڑھ لیا جائے اور

لا یجوز التوضوء بماء الفواکہ و تصدیقہ  
ان یدق التفاح لو السفرجل حقاناً عما شمر



يعصوه فيستخرج منه الماء قال لعصم  
تفسيره ان يدق ثغرا او السطح من دبط  
بالد ثغر يعصر فيستخرج منه الماء و  
الوجهين لا يجوز به التوضوء لانه ليس  
بماء مطبق عليه

پھر ان کو نچڑا کر ان سے پانی نکالا جائے ، بعض نے اس کا  
منقول یہ بتایا ہے کہ سیب یا امرود کو باریک کر کے پانی  
کے ساتھ پکایا جائے پھر نچڑا جائے اور پانی نکالا جائے  
اور دونوں صورتوں میں اس سے وضو جائز نہیں کیونکہ  
یہ مطلق پانی نہیں ہے۔ (ت)

(۲۱۹) یہ پانی جس میں میرے جوش دیے اس کا مکمل ذکر نہ فرمایا۔

واقول وہ استعین اڑ میو سے حیضت جوش دیے جس میں قدرے نرم ہو کر پھوٹنے میں اچھی طرح آئیں  
اور نکال لیے کر پانی میں ان کے اجرائے لطیفہ قدر تغیر نہ ملنے پائے تو اس پانی سے وضو جائز ہوتا ہے اور اب یہ پانی  
نمبر ۱۰۹ میں درج ہو گا اور اگر میرے اس میں پک گئے کو اسے متغیر کر یا تو ان کے ساں پینے کے بعد بھی  
اس پانی سے وضو ناجائز ہے یہ ۲۱۹ نمبر ہو گا۔

(۲۲۰) سر پر مسد کی یا کوئی نصاب یا ضاد دنگا ہوا سے لمس کرتے ہیں ہاتھ اس پر گر رہا ہو ایسا پانی کہ  
یا تو وہ نصاب رقیق ہے ۵ دھنسل رہا ہے تو اسی کی جگہ مسک ۱۰۰۰ سے تر اس کے باہر چارم مسر کی قدر  
مسک کی جگہ ہاتھ اس پر ہوتا گر رہا اس کے گارے میں ہاتھ نہ تری میں اس نصاب و صاب کے اجزاء ایسے مل گئے کہ اب وہ  
تری پانی رکھ لائے گی تو مسک یا تر نہ ہو گا اور نہ جائز۔

یہ نمبر (۲۲۱) ہوا جس کا جائزات میں اصاف ہونا چاہیے۔ وہ حیرام کروری فصل مسک میں ہے۔

صحیح علی الحساب ان احتاطت النية بالتعصا  
حق خرجت عن كونها ماء مطلقا لم يجر الله  
اقول ولا بد من تعييد مفهومه بما ذكره  
فانصرف

نصاب پر مسک کیا اگر تری نصاب سے مل گئی یہاں تک کہ  
ماہر مطلق ہونے سے خارج ہو گئی تو اس سے مسک جائز  
نہیں اور میں کہتا ہوں اس کے مفہوم کو مفید کرنا ضروری  
ہے اس قید کے ساتھ جو میں نے ذکر کیا ہے اس کو اچھی طرح

سمجھیں۔ (ت)

(۲۲۲) پانی میں سنسٹو گئے ہوں کہ وہ رقیق نہ رہے اس سے وضو ناجائز ہے ، بآیہ و کافی میں ہے ،

الا ان يعصب على الماء فيصير كالسويق

گویہ کہ وہ پانی پر غارت ہو کر پانی مثل ستودن کے ہو جائے ،

لہر وال اسماء العاصمہ ہے۔  
کیونکہ اس سے پانی کا نام ختم ہو گیا ہے۔ (ت)

خانیہ میں ہے ۔

وان صہ مرشعین مثل السمویں لا  
اور اگر ستوں کی طرح گارھا ہوئے تو برا نہیں۔ (ت)

## المقابلات

(۲۲۳) اے میں اگر اس قدر مٹی کوڑے وغیرہ کا غلط ہے کہ پانی کیچڑ کی طرح گارھا ہو گیا تو اس سے  
وضو جائز نہیں، خانیہ میں ہے ۔

توضی بقاء السیل یہ حوزہ اتکان شعیبنا  
اگر کسی نے سیلاب کے پانی سے وضو کیا تو برا نہیں اور  
اگر کیچڑ کی طرح گارھا ہو تو برا نہیں۔ (ت)

اجناس نام ناطق پھر طیر میں ہے ۔

التوضی بقاء السیل ان لم تکن مرقۃ السماء  
اگر پانی کی رقت غالب نہ ہو تو سیلاب کے پانی سے  
وضو جائز نہیں ہے۔ (ت)

اقول علمائے کرام پر اندر مردوں و نسوان میں سے ایسی ہادوسوئیں بھی ذکر فرماتے ہیں وہ در سیلاب  
کا ایسا ہر سمت جیسے ہے وہ اس سے تنید فرماتے ہیں کہ جب اس قدر آب کثیر و غزیرا آئے اٹھنا و در آب سے  
ناتاہل و صوبہ گریا قرب رتی بیرون یا گھڑے لٹے کے پانی کا کیا ذکر ؟

(۲۲۴ تا ۲۵۱) کاہنی آگے پہل بیٹیں شجرت یا کسم کی زردیوں کچ چونا ریشم کے کیرے  
چند ک وغیرہ غیر دموی ہانور کے اجزا پتے یا قلا وغیرہ ناچ کے ریزے کو تار روئی کے ذریعے صابونی آستان  
ریحان یا برتھ لکھی رنگ کنار کچے غوغا یہ چھ لافٹ کے لیے پانی میں پکائے ہوئے غرض کوئی چیز حتیٰ کہ برست جو  
اصل پانی ہے اگر پانی میں مل کر اس کی رقت زائل کرے اس سے وضو ناہان نہ ہوگا

علم یعنی وہ پانی جن کی صورت جواز ہر حالت میں گزری یہ صودتیں ان کے مقابل ہیں ۱۴ (م)

سہ ہدیہ باب ما الدی یجوز۔ وضو و الا یجوزہ مطبع عربیہ کراچی ۱۸/۱

سہ قاضی خان فیہ الا یجوزہ استوفی نوکثر و کثرت ۹/۱

سہ قاضی خان

سہ مرقیۃ المستمل احکام النیہ سبیل ائیدھی لاہور ص ۹۰

## اقول وهذا هو محل ما في حزانة

المعتين من شرح معجم البحريين لا يجوز  
الوقوف بقاء الباقلي وماه الصابون و ماء  
الاستان له ك ان الاول محمد اخلاق القدر  
وعنه الجوزي الصابون والاشان غير انه  
حمل قريسا لا المعروف هو خطه قلسلا  
بجيد لا ين هب السرة والى البعد في ما في شرح  
المجموع -

میں کتہوں غرائز المقتین میں جو شرح البحرین  
سے ہے اس کا محل یہی ہے اس کی عبارت یہ ہے  
کہ باقل اور صابون اور اشنان کے پانی سے وضو جائز  
ہے اور جیسا کہ اولی قدری وغیرہ کے طہق کا محل ہے  
ان کے اسلاق سے اشنان اور  
صابون کے پانی سے جواز معلوم ہوتا ہے ، یہ حق  
قریبی ہے کیونکہ عام طور پر یہ دونوں چیزیں کم مقدار میں  
طائی جاتی ہیں کہ اس سے پانی کی رقت تم نہیں ہوتی  
ہے اور شرح البحرین میں جو ہے وہ بعید ہے ۔ (ت)

ان پر اکثر نصوص کے مقابلات میں اپنے اپنے محل پر مذکور ہوئے اور غایت میں فرمایا ،  
لوقم الشدج في الماء وصرر شحينا عيط لا يجوز  
به التوضؤ لانه بمنزلة الحمد وان لم  
يصبر شحينا جائزاً

یہ برن کا نص ہے کہ اگر پانی کو گاڑھا کر شمس سے صاف کرنا جائز ہوگا جب تک گھل کر پانی کی رقت عود نہ کرے  
اور گاڑھا نہ کرے تو جائز یہ نمبر (۲۵۲) جو اگر جائزات میں اضافی ہوگا۔

(۲۵۳ و ۲۵۴) جس پانی میں کوئی دوا یا غذا پاک کر تیار کی متون میں ہے لایسا تغیر بالطبیح  
(نہ اس پانی سے جو پکانے سے متغیر ہو جائے ۔ ت)

(۲۵۵ و ۲۵۶) یوں ہی پائے یا کافی بھی کے پکانے سے پانی کی رقت میں فرق آئے اگرچہ ان سے  
سیلان نہیں مگر رقت ویلان کا فرق ضابطہ میں مذکور ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ میں گاڑھا پانی ضرور مشہور ہوا ہے اور اگر اُسے  
مٹی پانی میں ڈالنے سے پہلے نکال دیا تو جائز ہے گالحد ما الصبغ وبقا الطبیح کہ فی ۱۱۰ یہ (۲۵۷)  
بھی جائزات میں زائد کیا جائے ۔

(۲۵۸ تا ۲۶۲) حرق لا و زبان ککوب کیوڑا بید مشک خر مشہور دوا اترے ہوئے یوں ہی

لے غز و لغتین

لے قاصی حات فیما لا یجوز الترضی وکثیر مکتو ۹/۱

ہر طرف دھواں میں پانی کے علاوہ ہر امراتی عرض جو بھی چیز پانی کی فروغ سے نہیں جب پانی کی مقدار سے زیادہ  
اس میں مل جانے والا جماع اس سے وضو نہ ہو سکے گا۔

اور اگر پانی کے برابر ہے جب بھی احتیاطی عدم جواز ہی کا حکم ہے۔ یاد رکھیں فرمایا۔

اگر دونوں اعضاء میں برابر ہوں تو یہ چیز ظاہر روایت  
میں نہیں ہے، فقہائے فرمایا اس کا حکم احتیاطی مقلد  
پانی کا سا ہے۔ غنیہ میں کہا اور اسی طرح ہے جب وہ  
مساوی ہوں احتیاطی حتی کہ جب دونوں  
برابر ہوں تو وضو کے ساتھ تیمم بھی کرنا جائز ہے (اوست)۔

میں کہتا ہوں اس کو انہوں نے کسی کی طرف  
غضب نہیں کیا اور ان کے علاوہ کسی نے اس کو  
ذکر نہیں کیا اور یہ قواعد سے دوری ہے، جس چیز میں  
بھی حرام کرنا اور مباح کرنا ہو جائے تو حرام کرنے  
والی ماسب رہے گی، وغیرہ کا کوئی حکم نہ ہوگا اور  
جب دونوں برابر ہوں تو تعارض ہوگا، درحقیقت  
ہو جائیگا، پھر اس کا پانی کہ جانا کسی دوسرے نام  
اولی نہیں ہے تو اس پر مطلق پانی کا نام کیسے ہوا جائیگا  
اور جو مطلق پانی نہ ہو اس سے وضو بالکل جائز نہیں  
اور جو چیز میں نہ ہو اس میں شمولیت مکروہ تحریمی ہے  
جیسا کہ درمیان غنیہ سے ہے، بلکہ یہ تو مال کا مانع کرنا  
ہے لہذا احرام ہوگا، اس پر غور کیجئے اور مرابحت  
کیجئے، اور شاید انہوں نے ان کے قول احتیاطی  
سے یہ سمجھا کہ ان کو اس کے پانی ہونے میں شک ہے

فان سنوی فی لاجزاء لویذکرہذ فی ظہر  
لرودیة وقناوا حکمہ حکم الماء المغلوب  
احتیاطاً وقناوا فی الغنیة وکن ذلکات مساویة  
احتیاطاً حتی یضم الیہ التیمم عند المساواة۔

**اقول** لم یسند للاحد ولم یسند

لغیرہ وذیہ نبوء عن الثقات عند جماع  
حاضر ومبہم الاغلب المعاصر ولا حکم  
للمغلوب وانما استوی فقد تعا رضوا واذ  
تعا رضوا تساقطوا ویس سبب ہا  
بالے من نسیمۃ غیرہ فکیف یطلق علیہ  
سم الماء لمطلق وما لیس بماء مطلق  
لا یصح الوضوء بہ اصلاً ولا اشتغال  
بما لا یصح بطرہ تحریر کہا فی الدرر  
القیۃ بل ہوا ضاعۃ المال فیہ حرمتاً مسل  
ورجع وکانہ ہم من قومہم احتیاطاً ان  
لہم شکا فی کوئہ ما، فاحترروا عنہ للاحتیاط  
فان لو یکس ما دلہ یجوز الوضوء بہ و  
انکاں ما دلہ یجوز التیمم مع وجود

فیجمع بینہما مخرجاً عن العهدۃ بیقین فاسہ  
انکان ماد فقد توصد وان لم یکن فقد تیمم کما  
فی سؤر بحمار الفشک فی طہور سیتہ ویلک  
کذلک بل الاحتیاط مہون بمعنی العصب  
یا قوی الدلیلین لایستقیم لاحد ان یمسہ ماء  
مطلق فہو مخرج عنہ بالیقین من دون شک  
ولانحصار والہ تعالیٰ اعلم۔

تو احتیاطاً اس سے انہی نے پرہیز کیا ہے، اب اگر وہ  
پانی نہیں تو اس سے وضو جائز نہیں اور اگر پانی ہے تو  
اس سے تیمم جائز نہیں، تو تیمم اور وضو دونوں کا جمع  
کیا جائیگا تاکہ یقین سے ترتیب اور جوہر ہے، کیونکہ  
اگر درحقیقت پانی ہو تو وضو ہو گیا اور اگر پانی نہیں تو  
تیمم ہو گیا، جیسا کہ گدے کے جھوٹے کا حکم ہے، کیونکہ  
اس کے طور ہونے میں شک ہے اور یہاں ایسا نہیں  
ہے بلکہ بیان احتیاط ہے کہ قوی الدلیلین پر عمل ہو جائے، کوئی اس کو مطلق پانی نہیں کہتا یہ اس سے یقیناً خدا ہے  
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(۲۶۳ تا ۲۶۶) اقول ایسی ہیے لوی چیزیں اگر مزہ پانی کے خلاف رکھتی ہوں کہ نصف سے کم  
مل کر بدل دیں تو با تفاق منقول وضو بطور اس سے وضو کا عدم جواز چاہئے۔

اما المنقول فلا العبرة بالطعم حیث لا  
لون داماً لظ بطة فلا یفادون وصف و  
وصفین و علی شکل یکنی تغیر وصف واحد  
لما مر من العبرة بالاجزاء و صفی  
ماء لسان الثور و ماء افرس و المنقطع الرائحة  
و مثله فی الغیة غیر مسلمہ فلیستبہ۔

یہ نقل دلیل قرار دینا ہے کہ اس سے جہاں رنگ و بو  
اور صابریہ ہے کہ دو وصفوں والی چیز ہے یا ایک  
وصف والی چیز ہے اور بہر صورت ایک وصف کا پڑنا  
کافی ہے اور اگر میں جو ہے کہ زبان لڑ اور گلاب کے  
پانی میں جس کی خوشبو ختم ہو چکی ہو اجزاء کا اعتبار ہے  
مسلم نہیں، فلیستبہ۔ (ت)

## نوع آخر۔ مقابلات نوع آخر قسم اول

### صنف اول۔ جامدات

(۲۶۶ تا ۲۶۵) نیزہ میں چوبار سے یا کشمش خواہ کوئی میرہ شربت میں شکر یا سے مصری خواہ  
کوئی خشک شیرینی غیاثہ میں دوا رنگ میں کم کیسے پڑیا روشنائی میں کیسے باز و خواہ لور اجزاء و جب اتنے

ڈالیں کہ پانی اپنی رقت پر نہ رہے اس سے باوجود وضو ناجائز ہے۔ قدرتی و نہایت وغیرہ عامہ کتب میں ہے۔

لا یماء غلب علیہ یجوز فاحرصہ علی طبع الماء۔  
 نہ اس پانی سے جس پر غیر کا غلبہ ہو تو اس کو پانی کی طبیعت سے نکال دے۔ (ت)

## صنف دوم۔ مائعات

(۲۷۶ تا ۲۷۸) نہ حضرات حل کیا ہوا پانی یا شہاب و گر پانی میں حل کر، اس کی رنگت کے ساتھ مزہ یا بو بھی بدن نے تو اس سے بالاتفاق وضو ناجائز ہے۔

لتعیر اللون عن الحکوة المنقول و کثر صفت وصف علی المبالغة۔  
 اس سے کہ رنگ متغیر ہو، اس حکم پر جو منقول ہوا، اور ایک وصف سے بایں بے مبالغہ پر۔ (ت)

یوں ہی پڑیا حل کیا ہوا پانی جب رنگ اور ایک وصف اور بدل دے۔  
 لایہ اکون ذی ثلاثة کفر تفریغ صغیر  
 لیس فی فکیف اذا کاد وصفیں۔  
 دو وصفوں کا تغیر کالی ہے اس پر اتفاق ہے تو پھر دو وصفوں کا کیا حال ہو گا۔ (ت)

(۲۷۹) تر بوز کا شیریں پانی جبکہ پانی میں پڑا کر رنگ کے ساتھ اس کا ایک وصف اور بدل دے، ان رنگ نہ رکھتا ہو تو مزہ کا اعتبار ہے۔

اور یہی ترکیب کے قول کا مطلب ہے، قول یہ ہے ورنہ تین وصفوں والے جیسا کہ مشاہد و معلوم ہے، اور متن میں فرمایا رملی نے کہا تر بوز میں مشاہدہ یہ ہے کہ وہ بومیں پانی کے مخالف ہوتا ہے اور الطبع میں کچھ سرخ رنگ کے اور کچھ پیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ (ت)

اقول ای لون مائہ اذ لیه العلامہ  
 میں کہتا ہوں اس سے مراد اس کے پانی کا رنگ

لالون عینہ -

کیونکہ کلام اسی میں ہے اس سے مزہ خود طبع کی دانت  
کارنگ نہیں - (ت)

(۲۸۰) سپید انگوٹھا شیر و حبيب پانی کے مزے پر اس کا مزہ غالب آجائے۔

لتغير الطعم على المنقولات وهو ذو وصفين فيكفي  
تغير واحد على الصابغة فهذا صال لا يستفي  
فيه لخلاف في شئ من جانبى الجوهر وبعده  
کیونکہ مزہ کا تغیر سے منقول کے مطابق ، اور وہ دو وصفوں  
واہ ہے تو ایک میں تغیر کافی ہے ضابطہ کے مطابق ،  
یہ وہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں جو زود عدم جو زکے  
جانبین میں - (ت)

فانقلبت بلون احمر لا يقتصر  
هذا اهل الصابغة على الطعم بل كذلك  
لو طلب الریج -  
اگر یہ کہا جائے کہ حکم بل صابغہ کے نزدیک  
مزہ پر موقوف نہیں بلکہ جو کے غلبہ کی صورت میں بھی  
یہی حکم ہے - (ت)

اقول طعمه اسود عملا فلا  
يتغير الریج مالم يتغير -  
قرمیں کتہ جوں اس کے مزے کا عمل تیز تر  
ہوتا ہے تو جب تک مزہ نہ بدلے تو نسبیں بدل  
سکتی ہیں - (ت)

(۲۸۱) سپید انگوٹھا سرکہ ملنے سے اگر پانی کا مزہ بدل گیا سرکہ کا مزہ اس پر غالب ہو گیا۔

لما صرحت في فيه لخلاف كسائياتي اس کا مکر لڑا اور اس میں اختلاف آتا ہے - (ت)

(۲۸۲) رنگ دار سرکہ صاب پانی میں مل کر رنگ اور بو اس سے کہ عام سرکہ کی بوقوی تر ہوتی ہے ۱۲ منزہ

دو نوں بدل گئے -

لحصول اللون على المنقول وهو صنفين على  
الصابغة -  
منقول کے مطابق رنگ واہ ہے اور ضابطہ کے مطابق  
دو وصفوں والا ہے - (ت)

(۲۸۳) ایسے سرکہ کا مزہ اقوی ہو تو جب اس سے مزہ کے ساتھ رنگت بھی بدل جائے۔

(۲۸۴) جس سرکہ کا رنگ قوی تر ہو جب رنگ کے ساتھ یک وصف اور بدل دے و الوجہ

قد علمہ (اس کی وجہ معلوم ہے) -

(۲۸۵) دودھ جب اس کا رنگ اور مزہ دو نوں پانی پر غالب آجائیں۔

لان العبرة في المسقولات باللون وعند الزيلعي  
وكثير من اتباعه باحد وصفين اللون  
اں نے کہ اعتبار منقول میں رنگ ہی کا ہے اور زیلعی  
کے نزدیک (یزن کے اکثر متبعین کے نزدیک)

و الطعم وعند المحقق حل الاطلاق و صاحب الدرر بما معاً فاذا تغيرا حصل  
الوفاق على سلب الاطلاق۔ دو اوصاف میں سے ایک کا اعتبار ہے (یعنی رنگ یا  
مذاق) اور محقق حل الاطلاق اور صاحب درر کے  
نزدیک دونوں کا ایک ساتھ اعتبار ہے، جبکہ

دونوں وصف ہی بدل جائیں تو پانی کا اسباق نہ ہونے پر اتفاق ہو جائے گا۔ (ت)  
یہ ایک سو بائیس (۲۲) وہ ہیں جن سے وضو بالاتفاق ناجائز ہے یعنی نہ ہو سکتا ہے نہ اس سے نماز  
یا رُجُو نہ تعالیٰ اعلم و سل اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

قسم سوم جن سے محبت و نہو میں حکم منتوں و مقتضات تہذیبہ امام ربانی کا حوالہ ہے صفت اول خشک اشیا

(۲۸۶ و ۲۸۷) تہذیبہ کے سوا کثرتش بخیر و غیر کوئی میرہ باہ جامع الکاف عن الکاف مر الا و تراعی اب  
ثبت عندہ (مگر یہ جو امام ادرائی سے مروی ہے اگر کتب سے ثابت ہو۔ ت) اور تہذیب صحیح مستثنیٰ ہے ہر مراحہ  
میں چھ بار سے بھی جبکہ تادیر ترک نہ کرے پانی میں اس میرہ کی کیفیت اس قدر آجائے کہ اب اسے پانی نہ کہیں بغیر  
کہیں اس سے وضو نہیں ہو سکتا اگرچہ رقی تہذیبہ و تہذیبہ اعلام میں ہے،

قیاس ما ذکرنا انہ لا یجوز وضوء بید، سمر  
لتقیر طعم الماء و صیغہ سمر تہ معلول بطعم  
التصویر بالقیاس احد ابو یوسف و قال  
لا یجوز الوضوء بالابا حنیفہ  
مرضی اللہ تعالیٰ عنہ ترک القیاس بالنقص  
فہو سمر الوضوء بہ و روی یوحی لحیام  
المروری عن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ انہ سرجع عن ذلک قال لا یتوضو بہ  
یہ پیرد سے ہم سہ وضو کے جائز نہ ہونے کا قول کیا ہے  
وہ جدید تقریر قیاس کی کمی ہیں، کیونکہ پانی کا مزہ بدل  
گیا ہے اور وہ کچھ کے مزہ سے مغلوب ہو گیا ہے،  
قیاس پر ابو یوسف نے عمل کیا ہے، اور فرمایا ہے  
کہ اس سے وضو جائز نہیں، اور امام ابو حنیفہ نے  
نقص کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا اور اس  
سے وضو کو جائز قرار دیا، اور قیاس نے جامع مروزی  
میں ابو حنیفہ سے روایت کی گاہ نے اس کے رجوع

جلد ۱۶۰ کے بعد ۲۵، پڑے گران میں تین نمبر ۲۲۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵ کے تحت لکھا  
ایک سو بائیس (۲۲) (م)

جلد یعنی صاحب تہذیبہ اور ان احکام کے اتفاق سے جو قول امام محمد پر مبنی ہیں جیسا کہ تنبیہ ضروری میں  
گزارا ۲۲ (منہ غفرلہ) (م)



کر لیا اور فرمایا کہ اس سے وضو نہ کیا جائے اور ان کے  
اس قول پر اتفاق ہوا، یہی قول کا قول ہے اور  
یہی ابو یوسف نے لیا ہے۔ (ت)

وهو الذي استقر عليه قوله كذا قال سوح  
وبه انحن ابو يوسف

فتح القدير میں ہے :

وجب تصحيح الرواية الموافقة لقول  
ابي يوسف لان آية التيمم ماسخة له لا حوا  
ذهي مدمية وعلى هذا اشق جماعة من  
المتأخرين  
عليه میں ہے :

اس روایت کی تصحیح جو ابو یوسف کے قول سے مطابقت  
رکھتی ہے لازم ہے، کیونکہ آیۃ تيمم اس کو منسوخ کرنے  
والی ہے وہ مدنی ہو چکی وجہ متخر ہے، اور متاخرین  
کی ایک جماعت اسی طرف گئی ہے۔ (ت)

قول اور حسن بن زیاد نے ذکر کیا کہ ابو حنیفہ نے اس سے  
رجوع کر لیا اور فرمایا بجائے وضو کے تیمم کرنا چاہئے  
یہی ابو یوسف کا حق ہے اور اکثر علماء، متقدمین  
ماتم اور صحابہ قول ہے اور قاضی خان نے کہا یہی  
صحیح ہے۔ (ت)

فكر لو، للجامعة والحنن من زياد ان  
ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه رجع الى  
انه يتيمم ولا يتوضوء كما هو معتبر  
ابي يوسف وقول اكثر المحدثين منهم مالك  
والشافعي واحمد قال قاضي خاني وهو  
الصحيح اه

غیر میں شرح جامع صغیر قاضی خانی سے ہے :

روایت کیا اسد بن عمرو اور قول ابن ابی مریم اور حسن نے  
ابو حنیفہ سے کہ انہوں نے ابو یوسف کے قول کی طرف  
رجوع کر لیا اور صحیح ابو حنیفہ کا دوسرا قول ہے کہ  
میں کہتا ہوں یہ دو مضبوط تائیدی قول کے حق میں ہیں  
اس حوالہ کے علاوہ کہ برأت کا سطرہ زائل ہو گیا ایک علماء

مدنی اسد بن عمرو و قول ابن ابی حرییر و  
الحسن عن ابی حنيفة رضي الله تعالى عنه  
انه رجع الى قول ابی يوسف والصحيح قول  
ابی حنيفة الاخر اه اقول فعدا  
متايعان قويا لنوح الجامعة فزال ما كان

بک ہدائے صفائے فصل الماء القيد

فتح القدير باب الماء الذي يوزن بالوزن وما لا يوزن فيه  
تعليل عليه

تک شرح جامع الصغیر قاضی خان

یخشى من تبوء ملك العلماء اذ قال كذا  
قال نوح۔  
عمید میں ہے۔

لا يتصور به هي الرواية المرجوح اليها عن  
ابن حنيفة مروي عن النبي صلى الله عليه وعلى آله  
والا الحديث وان صح لكن اية التيسيم بالحق  
له اذ هو معها نقل الحكم عند عدم اجماع  
مطلق الى التيسيم ونبيذ التمر ليس هو مطلقاً  
اس سے منکر کیا جائے، یہ ابو حنیفہ کی وہ روایت ہے  
جس کی طرف رجوع کیا ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ  
حدیث اگرچہ صحیح ہے لیکن تیسری آیت اس کی تائید ہے  
کیونکہ آیت کا مضمون یہ ہے کہ جب مطلق پانی درجہ حرارت  
حکم کو تیسری طرف منتقل کر دیا جائے اور نبیذ تمر مطلق  
پانی نہیں ہے۔ (ت)

مکرم میں ہے۔

لا يتصور به وهو قوله اذ هو قد مر به المبدأ  
وهو الصحيح والحق المطلق والحق  
بالجملة فالمدح بالمدح الصحيح والمحدث من  
المعتمد عندنا عندنا الجواز  
خبر سے وضوح کیا جاتا ہے، یہی امام ابو حنیفہ کا آخری  
قول ہے، انہوں نے اس کی طرف رجوع کر دیا تھا،  
یہی صحیح ہے اور اسی کو علماء نے اختیار کیا، خدا سے  
یہ کہ ہمارے نزدیک تصحیح مشدہ، حق را، مستند مذہب  
وضوح کے عدم جواز کا ہے۔ (ت)

خانیہ میں ہے۔

هو قول ابن حنيفة الآخر  
ہند میں مینی شرح کنز ہے۔  
الفتوى على قول ابن يوسف  
درجہ حرارت میں ہے۔

یہی ابو حنیفہ کا آخری قول ہے۔ (ت)

فتویٰ ابو یوسف کے قول پر ہے۔ (ت)

| یقد م التيسيم على نبذ التيسيم | تصحیح مشدہ قول کے مطابق نبیذ تمر پر |
|-------------------------------|-------------------------------------|
| مذہب المستقل                  | سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۲              |
| مذہب بحر الرق                 | سیدہ کمپنی کراچی ۱۳۷/۱              |
| مذہب قاضی خان                 | نوکلشور کھٹو ۹/۱                    |
| مذہب ہندیہ                    | لورائی کتب خانہ پشاور ۲۳/۱          |

عن المذهب المصالح المعق بہ لان المجتہد  
اذ سرحم عن قول لا یجوز الاخذ بہ اذ وقوله  
یقد مرای یرجح ویختار ویؤثر فیقعہ لا  
الموجود بہ ۔ سے مراد یہ ہے کہ اسکو ترجیح دی جائیگی اور اختیار کیا جائیگا اور نیز سے وضو نہ کیا جائیگا ۔ (ت)  
مذہب میں ہے :

احادیث لریب و سائر لا ینفذ فیہ یجوز  
لتوضو مہالان نقیاس یؤثر الجواز الا انہ  
لم یضق و هذا الخمس سائر مطلق بدلیل انہ  
لا یجوز التوضو بہ مع القدسۃ عن الماء  
المطلق الا ان عرف الجواز بالنسب والنسب  
ومر فی مبدئ استرخاضہ فیسقی ما عدا  
عن اصل القیاس ۔  
مذہب میں ہے :

لا یجوز التوضو بما سوا من لا ینفذ جویا  
عن قصیۃ قلب من  
مذہب میں ہے :

لا یجوز لریب والتمین وغیر  
ذہب  
مذہب میں ہے :

سائر الاشریۃ سوی لیدیۃ التمس لیس فی  
مذہب کے علاوہ باقی نمیزدوں سے وضو کے عدم جواز

|       |                  |                        |                       |
|-------|------------------|------------------------|-----------------------|
| ۴۱/۱  | مجتہدانی دہلی    | باب التیم              | ملہ درختار            |
| ۱۴/۱  | سیید کپنی کراچی  | مطلب الماء المقیہ      | ملہ بدائع الصنائع     |
| ۲۲/۱  | عربیہ کراچی      | الماء الذی یجوزہ الوضو | ملہ ہایہ              |
| ۱۰۵/۱ | لوریہ رضویہ سکھر | - - -                  | ملہ ہایہ مع فتح تعمیر |

عدم رجوار التوضی بہ خلاف ۱۰  
اسی طرح عامہ کتب میں ہے۔

میں کرئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔ (ت)

فان قلت من این حوالہ مکان سریق۔  
قلت لا اطلاعہم ویقتلہم الوہم انہم صرحوا  
ان بید التمر المختلف فی جوار الوضوء بہ  
ماکان سریقاً اما البلیط فلا ثم قلو ولا یحور  
بما سواہ من الانبعا لان نبیذ التمر خص  
لا شروطہ قطعاً المراد فی التوضی  
باسریق منها اما البیذ فمعلوم الانبعا  
ولا تخالف فیہ بین نبیذ التمر وما نوالانبعاء

اگر یہ سوال ہو کہ مکان سریق تہنہ کس سے  
لیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فقہائے اہلنا  
سے مفہوم ہے، اور دوم اس طرح نہد ہو جاتا ہے کہ  
فقہائے مصر کی ہے کہ وہ نبیذ جس سے وضو کے گنہ  
میں اختلاف پایا جاتا ہے رقیق ہے اور حاکم میں کرئی  
اختلاف نہیں، پھر فرمایا اس نبیذ کے علاوہ باقی نبیذ  
سے جائز نہیں کیونکہ نبیذ قرآن سے مخصوص ہے، اس  
سے قطعی طور پر واضح ہوا کہ رقیق نبیذ سے وضو کی نفی مراد  
ہے کیونکہ گارے میں تو اختلاف پہلے ہی نہیں تھا گارے نبیذ میں قرآن اور باقی نبیذ میں بریں۔ (ت)

بالجہ نبیذ قرآن سے مطلقاً وضو صحیح نہ ہونا مذہب صحیح سمجھتے ہیں ہے اور باقی نبیذوں سے نہ ہونے پر تو  
اجماع ہے مگر ضابطہ زبیر کا اقتضایہ ہے کہ جب تک رقت مانی نہ ہو کسی پر نہ ہو صحیح نہیں کہ اسے نبیذ کہیں گے  
نہ کہ پانی تو نام آب باقی نہ رہنے کے سبب آب مطلق نہ رہا اور وضو آب مطلق ہی سے جائز ہے وہیں۔

وبیان ذلك انهما من الجاهل استاذ وضابطہ  
التفہید عندک فی الجہل نہد والرقۃ فحسب  
قال رحمہ اللہ تعالی المتخلف انکان جامعاً  
فما من یجری علی الاعضاء ولما هو الی لب  
او تبعہ فی العلویۃ والذریۃ فاقصر علی  
ذکر الجریۃ۔

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ جہالت سے ہے اور ان کے  
نزدیک جامع میں تعقیب کا ضابطہ یہ ہے کہ رقت زائل  
ہو جائے، انہوں نے فرمایا اگر ٹٹنے والی ہیز جامع ہو تو  
جستہ کسٹھ احصاء پر بہرہ کے تو پانی ہی غاسب ہوگا  
اور علیہ اور ذریں اس کی متابعت کی اور دونوں  
نے جاری ہونے کے ذکر پر اکتفا کیا۔ (ت)

اقول وکان البعد فیہ اکثر لان الجریۃ  
علی الاعضاء هو السیلان والرقۃ الخصب  
منہ کما سیأتی فکان یقتضی جوار الوضوء

میں کہنا ہوں اس میں بعد زائد تھا کہ جاری  
ہونا اعضاء پر سیلان ہے اور رقت سیلان سے  
اخص ہے کما سیأتی تو اس کا مفہوم یہ نکلا کہ اگر چہ

وقت زائل ہو جائے۔ درمیان باقی رہے تو وضو جائز ہے  
مگر امام زلیخا اور ان کی متابعت میں علمی نے اس مشہد کا  
تدارک کوستہ ہوسٹہ فرمایا، تو جن حضرات نے فرمایا کہ اس  
سے وضو جائز ہے اگر دقیق ہو وہ نہیں اسکو اس وقت پر عمل  
کیا جائیگا کہ جب اس میں طے دانی چیز مجاہد ہو۔ اور  
اس کے قریب قریب محقق کا قول حق میں اور صاحب  
کا بکر و غیرہ میں ہے کہ اگر وہ شئی مجاہد ہے تو وضو اس  
وقت جائز نہ ہوگا جب پانی کی رقت ختم ہو جائے۔ در  
وہ اعضا پر جاری نہ ہو سکے۔ تو وقتاً کے دونوں باتوں  
کو جمع کر دیا اور حکم دونوں کے انتفاء پر ہوا، اور جو  
محذور تھا وہ ٹوٹ گیا، ہاں یک صورت یہ ہے کہ  
واو بعضی اوہو اور اس صورت میں جہان اور سیدان  
کا ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے عام طور پر یہ ہوتا ہے  
تو غنیہ کی عبارت مستتر ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی مجاہد چیز  
کے طے سے پانی کے مقید ہونے میں معتبر کسی کی  
رقت کا زائل ہونا ہے۔ اور اگر اس کے بعد فرمایا

وان شئت المرقۃ مع بقاء السیلان لکن  
الامام الزلیخی وبالنقص عنہ الخلیفہ تدارک  
بقولہما بعد فی حمل قول من قال ان کانت  
مرقیقا یجوز الوضوء بہ والا فلا علی ما اذا کان  
المحال لہ جامداً <sup>لہ</sup> ویضرب عنہ قول المحقق  
فی الصبر والنجس فی البحر وغیرہ قل کان  
جامداً فانتفاء سرفۃ الماء وجوباً نہ علی  
لاعضاء <sup>لہ</sup> فجمعوا بینہما حیث ان الحکم  
علی انتفاءہما مع وعد المحدث والاف  
یقال ان لو او معنی او وچینند یکوں نہ حکم  
لجسریں والسیدان بعد المرقۃ مستدرکاً غیر  
انہ قد شایع وذاہع والمطرب سهل فالاحسن  
عبد سرفۃ لعینۃ المستعبر <sup>لہ</sup> سرفۃ  
مقید ای محال لہ ای جامد شوال رقتہ <sup>لہ</sup> او البحر  
من بعد او قل فان کایہ المحال جامد فلعینۃ  
الاجراء فیہ بشخوۃ <sup>لہ</sup>

کہ اگر طے دانی چیز یا دربرو اس میں اجزاء کے غلبے کا پتا اس کے گاڑھا پڑ جانے سے ہوگا (ت)

آپ کو معلوم ہے کہ اس مسئلہ میں در نام کے  
زائل ہونے پر ہے جیسا کہ امام نے اعتراف کیا ہے  
انہوں نے ضابطہ یہ بیان کیا کہ اس بات میں نام کا زائل  
ہونا ہی مستتر ہے اور جب کوئی جامد شئی پانی میں جاتی ہے

وانت تعلم ان الحداد الیاب  
علی شوال الاسم کما اختلف بہ الامام  
الضابط بقولہ شوال اسم الماء عنہ هو  
المعتبر فی الباب ۸۱ وختلط الجامد بما یزول

|      |                          |                    |                 |
|------|--------------------------|--------------------|-----------------|
| ۲۰/۱ | مطبوعہ الامیرہ مصر       | کتاب الطہرۃ        | لہ تعین اعتقائی |
| ۶۹/۱ | ایک ایم سعیدہ کینی کراچی | کتاب الطہارت       | لہ بحر الرائق   |
| ۹۱   | سیل اکیڈمی لاہور         | فصل فی احکام الیاء | لہ غنیۃ مستمل   |
| ۶۹/۱ | ایک ایم سعیدہ کینی کراچی | کتاب الطہرۃ        | لہ بحر الرائق   |

الاسم قبل من وال الرقعة كما في الزعم من الصالحين  
 لم يغيروا السبيل وقد صرحوا بالاحتلاف  
 كما كان في نبيذ التمر الرقيق قال في الهداية  
 النبيذ المختلف فيه ان يكون حلوا رقيقا  
 ليسيل على الاغصان كالحامد لله في الكاف  
 فان كان عتيق كالذي ليس له يجر الوضوء به  
 هو في البداهة وان كان خفيفا كالذي لا يجوز  
 التوضؤ به بل اختلاف وكذا لا كان رقيقا لكنه  
 خلا واشتد وقفت بالترديد لانه صامر مسكرا  
 المسكر حرام فلا يجوز التوضؤ به ولا سب  
 النبيذ الذي توشأ به رسول الله صلى الله  
 تعالى عليه وسلم كان رقيقا حلوا فلا يلحق به  
 الخفيف لمرور هكذا في الحسنة والعتيق  
 و لدمر وعامة نكتب بل في العناية النبيذ

تورق کے ذائق ہونے سے قبل ہی نام زائل ہو جاتا ہے  
 جیسے زعفران کا پانی جس سے کوئی چیز رنگی جا سکتی ہو  
 اور نبیذ اور رقیق نے تصریح کی ہے کہ اختلاف رقیق  
 نبیذ میں ہے۔ ہدیہ میں ہے اختلاف اس میں ہے کہ  
 نبیذ عیٹھا اور پٹلا ہوا اور اعضا پر پانی کی طرح بہتا  
 ہو اور کافی میں یہ اضافہ کیا کہ اگر وہ شیرہ کی طرح  
 گاڑھا ہو تو اس سے وضو جائز نہیں اور ہدیہ  
 میں ہے کہ اگر نبیذ شیرہ کی طرح گاڑھا ہو تو بلا اختلاف  
 اس سے وضو جائز ہیں ہے اور اسی طرح گر رقیق  
 ہے مگر اس میں اتنا جو شش آگیا ہو کہ جھاگٹے گیا ہو  
 کیونکہ اب یہ مسکر ہو گیا اور مسکر حرام ہے لہذا اس سے  
 وضو جائز نہیں، نیز یہ کہ جس نبیذ سے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تھا وہ رقیق اور  
 عیٹھا تھا لہذا اگر وہ گاڑھا نبیذ اس کے حکم میں نہیں

محکم فی مسکین علی اکثر النبيذ المختلف فيه  
 ان يكون حلوا رقيقا ليسيل على الاغصان كالحامد  
 الله قال السيد ابو السعود في والعتيق فالحامد  
 ليرافق ما تقدم عن خزائنه الاكمل فان لم  
 يحل ملاحضات في جو اخر الوضوء به نهى  
 اقول سبحانه الله اذا كان الخفيف للماء

مسکین علی اکثر میں ہے کہ دو نبیذ جس میں اختلاف ہے  
 رقیق اور عیٹھا ہے جو پانی کی طرح اعضا پر بہتا ہو اور  
 اگر وہ مسود نے فرمایا یعنی عیٹھا پانی کا ہو تاکہ خزانہ اکمل  
 سے جو مستقر ہو اس کے موافق ہو جائے، کیونکہ اگر عیٹھا  
 نہ ہو تو اس سے وضو کے جواز میں کوئی خلافت نہیں  
 خیر اور میں کہتا ہوں سبحان اللہ جب پانی کا عیٹھا  
 (باقی بر ص ۶۳۶ مستند)

سید ہادیہ المار الذی یکرہ الوضوء بکتبہ عربیہ کراچی ۳۲/۱

کے کافی

سید بہ نیک الصنائع مطلب المار امقیہ سعید کمپنی کراچی ۱۴/۱

ہو سکتا ہے، یہی علیہ، غنیہ، تحریر اور عام کتبہ میں ہے۔ مگر غنیہ میں ہے کہ مختلف فیہ غنیہ کے بارے میں محمد نے قرآن میں لکھا ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ کچھ کچھ پانی میں ڈال دی جائیں حتیٰ کہ وہ میٹھا پتلی ہو جائے اور پانی کا نام اس سے قطعاً طور پر ختم ہو جاتا ہے اس پر اتفاق ہے، لہذا مذہب فقہاء معتبر ہے کہ اس سے وضو جائز نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ امام کا پہلا قول جس سے انہوں نے رجوع کر لیا اس سے دوسرا اسی صورت میں جائز ہے جبکہ پانی نہ پاسے، اور جو نہ نیت کے ساتھ ہی جائز ہوگا، اور جب مطلق پانی علی پائے قریہ و نقد

المختلف فیہ ذکر محمد فی النواذر هو ان تنقی تیرات فی ماء حق صبا من الماء حملوا بریقہ و تنویر اسم لہاء عنہ مقطوع بہ مجموع علیہ ولا جملہ صبا من الماء مذہب المختار، المعتمد عندہم جو من الموضوع بہ الا بری ان فی قول الکامہ الاول السرج عنہ انما یجوز من الموضی بہ، فالمرید الماء ولا یجوز الا منویا واد وجہ ماء مطلق ینتقمز فہو فی مثل ذلک کالتیسم ذکرہ فی العسایة وامتص والمحلۃ عن شرح الامام القادر

(بقیہ حاشیہ مورخہ ششم)

ہو کر زما لا جامع و صدر جائز ہوگا کامر فی ۱۶ پر ایمان ہے سوتے ہوئے کسی اور شخص کی کیا ضرورت ہے کیونکہ ہندو شرعی اور عرفی اور عقلی قیوں سے ثابت ہے کہ اعتبار غائب کی ہے، تو پھر یہ مختلف فیہ کیسے ہوگا، اسے یوں کہنا چاہئے کہ یہی غلبہ گرووں کا ہو کیونکہ اس میں امام نے قی سے مدد کی ہے کیونکہ اس میں حدیث وارد ہے، پھر خلاف کا ذکر صرف حیوانیہ آؤ کسل سے بالکل برعقب میں رکھا ہے، کیونکہ انہوں نے تمام سوا پر حکام احامیہ کی طرف راجع کر دیے ہیں اور ان کا قول "ان لم یجد" میں کہتا ہوں اگر میٹھا بھی ہو تو اس کا حکم یہی ہے بشرطیکہ

جائز الموضوع بہ بالاجماع کما ہو فی ۱۱۶ وای حاجۃ الی النقل مع اجماع الشرع و لہو و لعقل علی ان العبرة للغالب فکیف یتوکل مختلف فیہ و اسما حقہ ب یقول فی العدة للشر فادہ الذی کان الکامہ یعدل بہ عن سنی القیاس نوثر الحدیث ثم نصب خلاف لا یرافق قط ما فی خزائن الاستحکام لانہ امر جم الاجمۃ کلہا الی الاحکام الاجماعیۃ وقولہ ان لم یجد اقول وکن ان حلا و الماء غالب بعد ما تقدم فی ۱۱۶ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ عنہ غفرلہ (۴)

پانی غالب ہو جیسا کہ پانی کی قسم ۱۱۶ میں گزرا، واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ عنہ غفرلہ (ت)

للمختصر الامام الكرخي عن اصحابنا رضي  
الله تعالى عنهم وقال في الحلية وجبه  
قول ابي يوسف ان الله تعالى اوجب التيمم  
عند عدم الماء المطلق وجيز التيمم  
ليس بماء مطلق والنجاسة الموضوعة به مع  
وجود غيره من المياه المطلقة <sup>أما</sup> وتقدم  
مثله عن البذايع اقول وبه ظهري الجواب  
عمّا تبشبه الامام المزني اذ قال اما قولهم  
ليس بماء مطلق قلنا هو ماء شرعا لا تری  
الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم  
ظهوری شرعی فیکون معنی قوله تعالى  
قلو تجدوا ما اى حقیقتاً او شرعاً <sup>أما</sup>  
فیما یصح ان کان هو معنی رطب  
فلم یجوز الوضوء به مع وجود ماء  
اخر ومن اوجب الترتیب بین المائعتین  
تتقدیم النضوی عن الشرع <sup>أما</sup> احتیاجاً

محت تبعة فیہ النولی یحوا العلوم فی الامکان  
الاربعة فقال قوله صلى الله تعالى عليه  
والله وسلم تمر طيبة وماء  
لتبید لم یخرج عن کونه ماء بوقوع النثر  
فواجب التبتید لا یصدق علیه <sup>أما</sup>

له علیہ

کتاب الطهارة

الامیرة بولاق مصر

۲۵/۱

ٹوٹ جائیگا تو یہ تمام احکام میں شامل تھیں، یہ عیناً  
فتح اور علیہ میں شرح قدوری سے منقول ہے۔ امام  
کرخی نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے، اور یہ  
فرمایا بروست کے قول کی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے تيمم اس وقت واجب کیا ہے جب مطلق پانی  
نہ ہو اور نبیذ مطلق پانی نہیں ہے ورنہ دوسرے  
مطلق پانیوں نے ہوتے ہوئے بھی اس سے وضو  
جائز رہتا ہے۔ <sup>ا</sup> یہی بدائع سے گزرجا ہے۔  
میں کہتا ہوں اس سے امام زلیخ کی اس گفتگو  
کا جواب بھی مل آتا ہے کہ ان کا قول، مطلق پانی نہیں  
ہے، ہم کہتے ہیں یہ شرعاً پانی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "پاک پانی" یعنی شرعاً تراشہ کے  
قول زلیخ، ہاں، <sup>ا</sup> معنی ہوگا یعنی حقیقتاً اور شرعاً پانی  
نہ پاؤ، تو اگر آیت کے یہی معنی ہیں تو دوسرے پانی سے  
ہوتے ہوئے اس سے وضو کرنا جائز نہیں، اور جن  
حضرات نے دونوں پانیوں میں ترتیب کو لازم قرار دیا ہے

تو معلوم ہے ارفان اربعہ میں ای کی پیروی کرتے ہوئے  
قبیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "تمسوة  
طیبة وماء طهور" سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیذ  
پانی ہونے سے خارج نہیں ہوا ہے کچھ رکے وقت  
سے تو جس شخص کے پاس نبیذ ہو تو اس پر یہ صادق  
(باقی بر صفحہ آئندہ)



کہ لغوی کو شرعی پر مقدم کیا ہے اور ان کا استدلال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "ما عاى طهور" سے قرآن کی بابت میں کتا ہوں دراصل حدیث کی استناد اس طرح ہے تہوۃ طیبۃ وعاہ طہور" تہوۃ اس کے اترار ترکیب کے بیان کے لیے ہے صرف اتنا بتنا مقصود نہیں کہ یہ پانی ہے ورنہ یہ بھی خبر ہوتی کہ یہ کچھ ہے اور یہ عرفانہ اور شرعیاً ہر طرح ماطل ہے اور حدیث کی ابتداء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے تاکہ میں اُس سے وضو کروں؟ انہوں نے کہا نہیں سوائے جیزہ تہوۃ کے یہ خیال نہ کیا جئے کہ حضرت عبد اللہ نے عرف لغوی پانی کی لغوی کی لغوی اس لیے کہ سوال شرعی پانی کی بابت تھا یہود حور سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تاکہ میں اس سے وضو کروں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عبد اللہ کو اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شرعی پانی ہے، اور خود امام زلیخی نے اعتراض کیا ہے کہ ابھی تسوود نے اس سے پانی کی لغوی کہ ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ہاں میں حکم کا روال رقتہ پر محصر کر دینا صحیح نہیں ہے۔

بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماء طہور  
قا قول الحدیث من اولہ تہوۃ طیبۃ وعاہ  
طہور فانما ہو لیبداء اجزائہ التی ترکیب  
عنہا لا یخبر عنہ یا تہ ماء والا لکان اجزاء  
ایضاً یا تہا تہوۃ وھوہ طیل لغتہ و عرفاؤ  
شرعاً و فی حدیث الحدیث قولہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم لعبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ هل معک ماء اتوضؤ بہ قال لا الا  
نبید تمس لا یقل لانه رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
انما فی الباء اللغوی لان السؤال کان عن  
الماء الشرعی لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اتوضؤ بہ الا ان یقل لہو یکن عبد اللہ  
او ذاک یصلح انہ ماء شرعی وقد عرفت  
الامام الریسی بنفسہ انہ نفی عنہ ابن مسعود  
اسم الماء اذ ثبت ہذا علیہ ان قصور حکم  
فی الجہاد علی ذوال الرقۃ غیر صحیح  
وقد تنبیہ لہذا البصر فی البحر فقال بعد  
ایراد الضابطۃ وھما تنبیہات مهمۃ۔

(بقیہ ماحیہ صفحہ گزشتہ)

نہیں آتا کہ وہ پانی کا پانے والا نہیں ہے تو آیا یہ تیمم  
اس کے معارض نہیں، تاکہ اس کو نسخ قرار دیا جائے  
تھن، ما عادی اللہ اور قالیہ وہ امام زلیخی کے کلام  
پر مطلع نہ ہوئے۔ (ت)

لہر یجد ماء فلا تقاس عنہ آیۃ التیمم حق  
یکون ناسخاً ہذا عندی اھ وکأنہ لم  
یعلم علی کلام الامام الزلیخی رحمہ اللہ  
تعالیٰ قدس سرہ۔

الاول مقتضى ما قلناه هنا جواز التوضؤ  
ببنيذ التمر والتمر يبيد ولو غير الاوصاف  
الثقة وقد مر حوا قبل باب التيمم ان المصحف  
خلافه وان تلك رواية مرجوح عنها وقد  
يقال ان ذلك مشروط بما اذا لم يرل عنها  
اسم السماء في مسألة بنيذ التمر انما  
عند اسم السماء فلا مخالفة كما لا يخفى.  
الثاني انه يقتضي ان النعش ان اذا  
اختلط بالماء يجوز التوضؤ به ما دام  
مقيقا سيما ولو غير الاوصاف كلها  
لانه من الجامدات والمصروح به في  
معراج الدراية معزيا الى التقنية ان  
النعش ان اذا وقع في الماء ان امكن الصم  
فيه فليس به مطبق من غير نظر الى  
الشعوبة ويجاب عنه بما تقدم من انه  
ثم ان عنه اسم الماء اه  
وه مطبق پانی نہیں ہے، اس میں گارے پن کا کوئی اعتبار نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے پانی کا نام زائل  
ہو گیا ہے اور نہ

حاسب بجز کونجیر میں اس پر قبہ ہوا ہے، چنانچہ انہوں نے  
ما بطہ کے بعد فرمایا، یہاں چند اہم تنبیہات ہیں،  
تنبیہ اول، جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کا مقتضى  
غیر تکرار وغیرہ منقہ سے وضو کا جواز ہے خواہ اوصاف  
ثلثہ ہی کیوں نہ بدل گئے ہوں، اور تم کے باب سے  
پہلے انہوں نے تصریح کی ہے کہ صحیح اس کے ہر فعل سے  
اور اس روایت سے رجوع کر لیا ہے، اور یہ اس شرط  
کے ساتھ مشروط ہے کہ اس پر سے پانی کا نام زائل  
نہ ہو جائے، اور غیزہ قر کے مسئلہ میں اس سے پانی کا نام  
زائل ہو گیا ہے تو کوئی مخالفت نہیں، کمالا یخفی.

تنبیہ ثانی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درمطابق  
نسب پانی میں نہایت قریب سے اس وقت تک وضو  
جائز ہے جب تک وہ سیال درقین ہو خواہ اس کے  
تمام اوصاف بدل گئے ہوں، کیونکہ وہ جامدات سے ہے  
اور معراج الدراية میں غیزہ سے منقول ہے کہ اگر غفران  
پانی میں ڈال دی جائے تو اگر اس سے رشنا ممکن ہو تو  
پانی میں ڈال دی جائے تو اگر اس سے رشنا ممکن ہو تو

اس کو ان کے بھائی اور شاگرد محقق نے نہر میں  
رد کیا ہے جیسا کہ طہ میں ہے کہ زلیخا نے اس کو ذکر نہیں  
کیا ہے اور اس قبیلہ سے کچھ لغت نہ ہو گا اور اس کا  
جواب علامہ البراء السعد نے فتح اللعین میں دیا ہے

ورده اخوه وتلميذه المحقق في  
النهر كما في طه بان السيل في نهر كس ذلك و  
ان هذا التقييد لا يجدى نقلا واجاب  
عن السيد العلامة ابو السعود الامهرى

فی فتح الله المعین وتبعه ط یات الکلام  
فیما ذہریزل عنه اسم الماء کما ذکرہ الزبیدی  
فتطیر الہی ساقط وما ذکر فی البحر من  
الجواب ما خوذ من مصریح کلام الزبیدی۔

فہو لاء ثلثۃ اجلاء اختلف النظار ہم  
فی کلام الامام الزبیدی اما الاخوان العلامۃ  
فاثقا علی ان الزبیدی لم یذکر فی الجامع  
قین بقاء الاسم غیر ان البحر یقول انہ  
مطوی مشوی فالمعنی انکان جامدا فاما  
دامر ہا قیاحی رقبۃ فالہاء ہوا العالعاب  
لیشرط ان لا یزول عنہ اسم الہاء والہاء  
یقول انہ لم یذکر کما تری ولوریدہ لانہ  
لا یجوز لغا واما السید فہو لاء حد کور  
فی مصریح کلام الزبیدی وان کلامہ انما ہو  
فیہ وان البحر انما اخذہ عنہ۔

ہکن اختلفوا وانما انفعہ ان کل کلام الزبیدی لیس فی  
لاد جیبۃ، لہال قال رحمہ اللہ تعالیٰ بعد ما نقل اقوالہ  
متنی بحدہ جہد الاختلاف فلا بد من ضابط  
وتوفیق مقول ان الہاء ادا بقی علی اصل  
خلفہ ولوریل عنہ اسم الہاء جائز الموضوع  
بہ وان شال وصاف مقید الہی عز والتعید  
اما بکمال الہی عزاج او بعلیۃ المستخرج حکما ل  
الاستراج بالظہر بطاہر لا یقصد مبہم  
المنظیف او یقشر بقیات وغیرہ المستخرج

اور اس کی پیروی کرنے کی سب سے گفتگو اس میں ہے جس  
سے پانی کا نام زائل نہ ہو اور صفا کہ زبیدی سے ذکر کیا ہے  
قرہ کا نظریہ ساقط ہے درست نہیں، اور جو جواب  
آج میں ہے وہ رقبی کے صریح کلام سے ماخوذ ہے۔  
تو یہ تین حیل اقتدر علماء ہیں جن کی آراء رقبی  
کے کلام کی بابت مختلف ہیں، دونوں برادران اسی پر  
متفق ہیں کہ رقبی نے جامد میں نام کے بقا کی قید ذکر  
نہیں کی ہے، البتہ اگر کہتے ہیں ینیت میں مصمر سے، تو  
معنی یہ ہے کہ اگر وہ جامد ہے تو جب تک وہ رقبی ہے  
تو پانی ہی غالب ہے بشرطیکہ اس سے پانی کا نام  
زائل نہ ہو، اور ہر کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس کو ذکر  
نہیں کیا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کو انہوں  
نے نہیں کیا ہے۔ اب اگر اس میں کوئی غلطی نہیں، اور  
سید کا گمان ہے کہ یہ رقبی کے کلام میں صریحاً مذکور ہے  
اور ان کا کلام اسی میں ہے اور بگرنے اسی سے غلط  
کیا ہے۔ (دست)

اسی طرح انہوں نے اختلاف کیا ہے، اور اب میں  
زبیدی کا کلام نقل کرتا ہوں تاکہ بات پوری طسیر و درج  
ہو جائے، انہوں نے پہلے تو مخالفت اقوال ذکر کئے،  
پھر فرمایا: اسی طرح اختلاف ہوا ہے، تو کوئی صابطہ  
اور توفیق ضروری ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ پانی جب اپنی  
اصلی حلقہ پر ہو اور اس سے پانی کا نام سلب ہو اور  
تو اس سے وضو جائز ہے اور اگر نام زائل ہو جائے

بالاختلاط من غير طبع ولا تشرب نبات  
ثم المخلوط ان جامدا فسادا ميجري على  
الاعضاء فالماء الغالب وآت ما ثلثا فان لم  
يكن مخالفا في شئ كالماء المستعمل فتعتبر  
بالاجزاء وآت ما ثلثا ايها من غير ان تها  
لا يجوز الوضوء به ولا جاز وآت مخالفت في  
وصف او وصفين فتعتبر العلية من ذلك  
الوجه كاللبن يخالفه في اللون والطعم  
فان كان لبن الدين او طعمه هو الغالب لم  
يجز ولا جرماء البطح يخالفه في الطعم  
فتعتبر القلية فيه بالطعم فعلى هذا يحمل  
ما جاء منهم على ما يتيق به فقول من قال  
ان كان متيقا يجوز والا على ما اذا كانت  
المخالطة جامدا ومن قال ان غير احد وصفه  
جائز على ما خالفه في الثلثة ومن قال اذا  
غير احد وصفه لا يجوز على ما خالفه في  
وصف او وصفين ومن اعتبر بالاجزاء على  
ما يخالفه في شئ فاد انظرت وتأملت وحدت  
ما قاله الاصحاب لا يخرج من هذا او وجد  
نعمها معبر حاشا ونعمها مشا الى انهم  
هذا ككل كلامه قد لمصته ولم اخبر  
منه حرفا غير ما ذكر في التشرب من الفرق  
بين الخمر والاشجار ما عانه غير محصور

لو مقيد بوجع توبانز نہیں اور تقيید یا تو کمال مخرج  
کے ساتھ یا ملی ہوئی چیز کے غلبہ کے ساتھ ہوگی تو کمال مخرج  
یہ ہے کہ پانی میں ایسی پاک چیز ڈال کر پکائے جس سے  
تسلیمت مقصود نہ ہو یا گھاس میں پانی جذب ہو جائے  
اور ملی ہوئی چیز کا غلبہ یہ ہے کہ پانی کا اختلاط بلا پکائے ہو  
اور گھاس میں پانی جذب کیے بغیر ہو پھر ملنے والی چیز اگر  
جامد ہو تو نسبت تک دو اعضاء پر ہے تو پانی غالب ہوگا  
اور اگر ملنے والی چیز بے ذائقہ ہو تو وہ اگر کسی چیز میں  
پانی کے مخالفت نہیں ہے جیسے ستل پانی تو طلب کا  
اعتبار اجزائے ہوگا اور اگر وہ پانی کے مخالفت ہو تو اگر  
اکثر اوصاف کو ملے تو اس سے وضو واجب نہ  
ہوگا اور اگر ایک دو وصفوں میں مخالفت  
ہے تو اسی وجہ سے معتبر ہوگا جیسے دو دھوکہ پانی کے  
مخالفت ہے رنگ اور مزہ میں تو اگر دو دھوکہ کا رنگ  
یا مزہ غالب ہو تو وضو جائز نہیں ورنہ جائز ہوگا اور  
جو رزہ کا پانی پانی سے صرف مزہ میں مختلف ہے تو  
اس میں غلبہ یا اعتبار مزہ ہوگا لہذا اختتام کی لغو من  
کو انہی معاسیم پر محمول کرنا چاہئے جو اس کے لائق ہیں  
اب جو یہ کہتا ہے کہ اگر وہ دقیق ہے تو جائز ہے رزہ نہیں  
تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ملنے والی اگر جامد ہے تو یہ  
حکم ہے اور جو کہتا ہے کہ اگر اس کے اوصاف میں سے  
کسی وصف کو ملے دیا تو جائز ہے یہ اس صورت میں  
ہے جبکہ وہ چیز پانی کے ساتھ تینوں وصفوں میں مخالفت ہے

ولا يتعلق به الفرض هجت۔ اور یہ کہتا ہے کہ جب اس کے اوصاف میں سے ایک صفت

۴۰

کو بدل دے تو جائز نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز یا تو سے ایک یا دو صفتوں میں مخالفت ہے اور جس نے غلبہ باعتبار جبرار کیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ چیز یا تو کے ساتھ کسی چیز میں مخالفت نہ ہو، تو جب آپ غور کریں گے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جو کچھ اصحاب نے فرمایا ہے وہ اس باری سے خارج نہیں، ان میں سے بعض امور تو کتب میں بصراحت مذکور ہیں اور بعض کا ذکر شارحین نے فرمایا ہے اور ان کا مکمل کلام ہے جو عام و کاست میں نے نقل کر دیا ہے صرف تشریبات میں جو فرق و وجہ استخراج میں ہے، وہ صحیح نہیں، اور نہ ہی اس سے کوئی نہ صرف یہاں متعلق ہے اہل

اقول فقہاء بان ذلك من كلامه ثلثه  
امور الاول ذكر في كلامه تقييد حكم

الجماع ببقاء الاسم حتى بالاشارة فصلا  
عن التفسير انما قال ما دام يجرى على  
الاعضاء فالجماع عاقل اي مطلق غير مقيد  
فهذا كما ترى مطلق غير مقيد ثم اذا اتي على  
تطبيق الصابغة على الشروديات مجتمعة  
عن الجماعة قول من قال ان كان من قيقا  
يجوز والا لا لا القول في الاحمل مرسل  
وفي الحسن مرسل انما لا فمتى جئت في  
التقييد وكذا انك تلونا عليك كلام الاخذ  
عن اصحاب الفتوح والخلية والصلية  
والذين هم وقرى الايضاح حتى البحر الذي  
امد في هذا التقييد لم يلزم احد منهم  
في تلخيص الصابغة اليه لا جرم ان  
صرح الشافعي بانه من زيادات المبحر  
الشافعي ذكر رحمه الله تعالى ولا احسلا  
محمدا عليه ان الوضوء انما يجزئ  
بالجماع المطلق وهو الذي لم يزل عنه طبعه

میں کتابوں ان کی گفتگو سے آپ کو تین  
باتیں معلوم ہوں گی۔

اول، ان کے کلام میں جامد کے حکم کو نام کی  
بجائے مقید کرنے کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے  
مراحت قرائنگ یہی اشارہ تک نہیں، انہوں نے  
صرف یہ فرمایا ہے کہ جب تک وہ اعضا پر جاری رہے  
تو پانی ناب ہے میں مطلق ہے مقید نہیں، تو جیسا  
کہ آپ دیکھتے ہیں یہ مطلق ہے مقید نہیں، پھر جب  
وہ ضابطہ کو مختلف روایات پر منطبق کرنے لگے، تو جن  
دگرگوئی نے کہا ہے کہ اگر قیقہ جبر تو جائز ہے ورنہ نہیں لگے  
اس قول کو جامد پر محمول کیا ہے حالانکہ یہ قول مطلق ہے  
اور نقل میں بھی مرسل ہے توفیق دیکھانے کی طرف کب تک  
ہوئے، اسی طرح ہم نے ان مضامین کا کلام بھی نقل  
کر دیا جنہوں نے اس سے دیا ہے یعنی قیقہ، جلیہ،  
غلیہ، درر اور نور، لایضاح کے مصنفین، یہاں تک  
کہ صاحب بحر جنہوں نے یہ قیقہ لگائی، اسی میں سے کسی  
نے ضابطہ کا خلاصہ یہ نہیں کیا، اس لیے شافعی نے تصریح  
کر دی کہ یہ زیادات مجرے ہے۔

دوم، پچھلے قرائنوں نے ایک متفق علیہ اصل

ولا اسمہ دون المقید الزائل عنہ اسمہ۔

اور مطلق پانی وہ ہے جس کی طبیعت اور نام زائل نہ ہو اگرچہ کہ مقید پانی سے جس کا نام زائل ہو گیا ہو۔ (ت)

میں کہتا ہوں انہوں نے طبیعت کا ذکر نہیں کیا

کیونکہ طبیعت کے زائل ہونے سے نام بھی زائل ہو جائے

قریبیہ بطور و محاسن ذکر کیا ہے۔ در بعد میں اختصاراً

حدیث کی ہے، اور اس میں کسی کا خلاف نہیں، مستند

در اصل مطلق و مقید کی پہچان کا ہے، ایسی یہ جاننے

کا ہے کہ کب نام زائل ہوگا اور تقیید حاصل ہوگی تو

انہوں نے ایک منہ بظہر بیان کیا جس سے یہ معلوم ہو سکے

کہ کب زائل ہوگا اور کب باقی رہے گا، تو سند مایا

تقیید دو امر میں سے کسی ایک سے ہوگی، یا تو

کمال اقتضایا یا شان الچیز کہ غلبہ سے الخ تو اس

میں کچھ شک نہیں کہ ان کا کلام اس پانی میں ہے جس

سے پانی کا نام زائل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ سید نے

ذکر کیا اس لیے کہ یہ کلام اس چیز کے بیان کے لیے ہے

جس سے تقیید پیدا ہوتی ہے اور تقیید تو مطلق کی ہوتی

ہے کیونکہ مقید کی تقیید تحصیل حاصل ہے، اور مطلق تو

وہی ہے جس سے پانی کا نام زائل نہ ہوتا ہے تو گفتہ

اسی میں ہے اور اس کا کسی نے انکار نہیں کیا، مگر اس

سے اعتراض مرتفع نہیں ہوتا ہے بلکہ اس سے قویا

ہوتا ہے، کیونکہ اس کا مقوم تو یہ ہے کہ مطلق پانی جامد

کے ملنے سے تب ہی مقید ہوگا جبکہ گاڑھا ہو جائے مانگہ

حکم اس کے برخلاف ہے کیونکہ بسا اوقات وہ گاڑھا

ہونے سے پہلے ہی مقید ہو جاتا ہے جیسا کہ زعفران اور

خیتر اور حصر کا ثبوت ادلاً قریہ ہے کہ اس میں حصر ہے

اقول ولہرید کمر الطبع لان سوال

طعم یوجب سوال الاسم و ذکرہ اولاً ایضاً

وحدقہ خوا احتذاء فہذا الفہم سما

لا خلاف فیہ لاحدا بما الشار فی معرفۃ

المطلق و المقید ای معرفۃ امہ متی یزول

الاسم فیحصل التقیید فتشیر لا عطاء

ضابطۃ فی ذلك تسمیہا مواضع رد ل

لاسم عن محال لقائد فعال التقیید

یا حد، عربین کمال الاخترا ج او غلبۃ

المستخرج الخ فلا شک ان کلامہ فیما لہ

یزل عنہ اسم الماء کما ذکرہ السید لانہ

مستوف بان ما یحصل بہ التقیید و التقید انما

یکون للمطلق و التقیید المقید تحصیل

الحاصل و الماء المطلق لا مالہ یرل عند

اسم الماء، فیہ الکلام و ما کان انکرہ احد

لکے لا یدقہ الا و ادل بما صدق مشہود فائد

قد ان الماء المطلق لا یتقید فی حلقہ الجہد

الا بالثبوت و الحکم خلافہ حامد سما یتقید

قبل ان یشحن کما فی الزعفران و النبیذ

و ثبوت المحصر اولاً بالقصر کما علمت

واقول ثانیاً محل ان یزول اسم

الماء عنہ مع بقاء سقۃ الا بتغییر

وصف لانہ اذا لقی طبعہ و اوصافہ

فزال اسمہ عنہ مگوں بغیر موجب و هو  
یا اطل اما استخرج به غیرہ مسالاحت  
وصحاله مساویالہ فی الاجراء و اکثرنا  
یزول فیہ اسم الماء عن الكل المركب من  
الماء وغیرہ المساوی لہ اراغالب علیہ  
لا عن الماء الذی فیہ حتی لو امكن افر  
لما عن ذلك المعاط لكان ماء جائزا  
به الموضوع وهو حسبه الله تعالى لم یذكر  
فی الجاهد میر الشجرة و لم یعتبر فیہ  
الاصناف انما اعتبرها فی مقابلہ الماء  
والمقابلة تنافی الخلف فقد اذ قع ان  
لاحدة فی الجاهد بالاصناف وقد اقص  
به بشر بلانی فی تکلیف صیغہ و قد  
ولا یصیر تعیرا و صفات کلمات و ما کانت  
نزل الاسم الا لاحد احسن نزل لمرقة

جیسا کہ آپ نے جان، اور میں تانیا کتا ہوں، یہ امر  
محال ہے کہ دقت کے باقی رہتے ہوئے اس سے پانی  
کا نام زائل ہو، لہذا یہ کہ اس کا کوئی وصف متغیر ہو جائے  
اس لیے کہ جب اس کی طبیعت باقی ہو اور اس کے اوصاف  
باقی ہوں تو اس سے اس کے نام کا زائل ہونا بغیر موجب  
کے ہو گا اور یہ باطل ہے اور جو غیر اس کے ساتھ مل جائے  
اور یہ غیر ان چیزوں میں سے ہو جو کسی وصف میں اس پانی  
کے مخالفت نہ ہو، اور وہ غیر اس کے اجزاء میں سے نہ  
ہو یا زیادہ ہو تو اس میں پانی کا نام کل مرکب سے زائل  
ہو جائیگا جو پانی اور اس کے غیر سے مرکب ہو اور اس کے  
مساوی ہو یا اس پر غالب ہو نہ کہ اس پانی سے جو  
اس میں سے، یہاں تک کہ اگر اس آمیزش سے پانی کا  
پہرہ نہ ملے ہو، تو اس پانی سے وضو ہمارے ہر تار  
انہوں نے درج شد، جامد میں صرف گارے پن کا  
ذکر کیا ہے اور اس میں اوصاف کا اعتبار نہیں کیا ہے

عن اقول ای ان وجد الماء مثلاً به  
من ماء لثان انشور و ماء المورد المنقطع  
السائجة فليس منه للاختلاف في الطعم  
وما مثلاً به من الماء المستعمل فهو  
بفسه على تحقيق من الماء المطلق فكيف  
يحل استزاجه بالمطلق المصنوع مقيداً  
۱۲ منه عقر له . (م)

میں کتا ہوں یعنی اگر پایا جائے، اور لسان ثور  
نور گلاب کا پانی جس میں خوشبو نہ رہی ہو انکے  
جوانوں نے دی ہیں وہ اس سے نہیں ہے، کیونکہ  
مزدہ کی تبدیلی میں اختلاف ہے، اور مستعمل پانی کی مثال جو  
دی ہے تو وہ خود ہماری تحقیق کے مطابق مطلق پانی  
ہے تو مطلق کو مطلق سے مل کر مقید کیونکر کیا جاسکتا ہے  
۱۲ من عقر له . (ت)

ایں اوصاف کا اعتبار اس کے مقابل مانع میں کیا ہے  
اور متبادل وٹ کے خلاف ہے، تو انہوں نے قطعاً یہ  
بات بتائی ہے کہ جامہ میں اوصاف سے غلبہ نہیں  
ہوتا ہے اور یہی بات شریکالی نے اپنے ضابطہ کے قلم میں  
کھی ہے، انہوں نے کہا کہ اس کے تمام اوصاف کا متغیر  
ہونا ضروری نہیں اور نام کارامل ہونا دو چیزوں  
میں سے ایک کی وجہ سے ہے، یا تورتہ کا ختم ہونا یا  
وصف کا تبدیل ہونا ضروری چیز جامہ کے ملنے کی صورت

میں نہیں، تو صرف پہلی صورت میں باقی رہے اور یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ کہتے ہیں جب تک رقت باقی رہے گی نام کسی  
طرح زائل نہ ہوگا، یہ اعتراض کی صورت ہے تو چھٹا حصہ کی کیا سبیل ہوگی، ہاں ابتدا کلام میں نام کے زائل  
ہونے کا ذکر کیا تھا، یہ ان کے ضابطہ کی تفسیر ہے اس میں داخل نہیں، اس چیز کا بیان ہے کہ ضابطہ کی ضرورت  
کیوں محسوس ہوتی، جیسا کہ آپ نے جانی لیا، یہ جامہ کے حکم میں قید نہیں۔ (ت)

اگر یہ مترشح کیا جائے کہ انہوں نے اس سے  
قبل فقہ کے قول "ادباً لطلبہ" کے تحت فرمایا تھا کہ  
اس باب میں نام کارامل ہونا ہی معتبر ہے جیسا کہ گزرا،  
تو انہوں نے اسی چیز کو صریحاً مدربنا یا جہاں بھی یہ  
پایا جائے۔ میں کہتا ہوں یہ درست ہے اور اس باب  
کا خلاصہ یہی ہے، اور ضابطہ تو اس کے بیان، در تفصیل  
کے لیے ہے، درمیان کے لیے ہے کہ یہ صورت کب  
پیدا ہوتی ہے، اور انہوں نے اس میں تصریح کی ہے کہ  
یہ جامہ کے مل جانے میں صرف کاراھا ہونے سے حاصل  
ہوتی ہے، تو اس پر مدربنا مینہ نہیں۔

موسم : وہ ایک ضابطہ بیان کرنا چاہتے ہیں جو  
مستدام مطلق کے درمیان تمیز پیدا کر دے اور ضابطہ  
حرکی ہوتا ہے جو تمام صورتوں کا احاطہ کرے تو لازم ہے

او تغیر الوصف وقد نفی هذا في حنط الجاهد  
فلم يبق الا الاول وظهر انه يقول لا يزول  
الاسم فيه بوجه من الوجوه ما دامت الرقعة  
باقية وهذا هو محل الايراد فاین الصحيح نعم  
ذكر في صدر الكلام لفظ تزدل الاسم وهو  
ما هو تمهيد ما بطه خاص جاعلها بياناً  
لمحوج ليه كما عدت فصلاً عن انيسكون  
قيد في حكم الجاهد۔

فان قلت السر قد قل قس حد  
تحت قول المختصر او بالطلبه انت نزال  
الاسم هو المختص في الباب كما تقدم فكان صريحاً  
منسوقه الادارة عليه حيث كان اقول بلى  
وهو حلة نقول في الباب وما الف بطه الا  
لتفسيده وبيان انه متى يحصل وقد صرح  
فيها انه لا يحصل في حنط الجاهد الا بالشحوة  
فان تفسر الادارة۔

الثالث هو بصد اعطاء ضابط  
يميز بين المقيد والمطلق وما الف بطه الا  
ما يحيط بالعموم فيجب ان يسو حب كلامه  
بيان كل ما يحصل به التقيد، ي صكل  
ما يزول به الاسم اذ لا تقيد الا به





(۲۸۸) یوں ہی شربت سے وضو نامائز ہے مشک، بتائے، مٹری، شہد کسی چیز کا ہو غیر ۸۵ میں ہدایہ وغیرہ کتابوں سے گزرا۔

لا یحوی بالاشربة (شربتوں سے وضو پاؤ نہیں۔ ت)

اس پر غنایہ و بتایہ و گنایہ و قنایہ میں فرمایا،

ان اس د بالاشربة المخلوط بالماء  
کالد بس والشهد المخلوط به کانت نظیر  
الماء الذی علی عبیه غیث  
مجیع الانهر میں ہے۔

قان صاحب الفرائد من الاشرربة  
اصحوا المخلوط بالماء کالد بس والشهد  
صاحب الفرائد کے فرمایا اشربة سے مراد میں شربت ہے۔  
پانی میں شامل ہو گیا ہو جیسے شیرہ اور شہد۔ (ت)  
مگر اصحاب ضابطہ غیر تحریر پر لازم کر اُس سے وضو ہار مافیں جب تک پانی کی رقت نہ زائل ہو اور یہ شربت  
میں مادہ نہیں ہوتا مشک، بتائے، مٹری تو طاس میں اور یوں ہی شہد جگر کا ہو اور گریہ اُسی وجہ سے مج نہیں کہ  
شربت کو پانی نہیں کہتے نام ہر پانی تریب عن رو۔

(۲۸۹) یوں ہی دو کا ضیاء قابل وضو نہیں اگر گاڑھا نہ ہو گیا ہو کہ وہ دو، کلائیگ نہ پانی مگر اہل  
ضابطہ پر جوار لازم۔

(۲۹۰ تا ۲۹۵) یہ نئی قسم، گیسر، رنگت کی پڑیاں جب پانی میں اس قدر ملیں کہ رنگ کے قابل  
برجائے کھینس، تازہ، روشنائی مل کر حروف کا نقش بننے کے لائق ہو جائے بلکہ کھینس و فتح القدر و حلیہ و مراح لہ  
و بحر الزائق و در مختار و قنیہ و ہندیہ و فتح اللہ العیسیٰ و لام جرجانی جس کی عبارت نمبر ۱۲ میں گزریں اُس سے  
وضو جائز نہیں کہ وہ رنگ یا سیاہی یا روشنائی کلاسے کا دپالی مگر بلکہ ضابطہ بواز ہے خصوصاً پڑیا کا پانی  
کہ بہت کم مقدار میں ملائی جاتی ہے جس کا پانی کی رقت پر اثر نہیں ہو سکتا۔  
اقول و هو وان کان طاهر عیۃ الکتاب میں کہتا ہوں اگرچہ طاس عام کتب کا وہی ہے



باقیانہ وصفوں میں سے کسی ایک کا غلبہ لازم نہیں کہے گا۔ (ت)

(۳۰۳) سپید ثور کے سر کے کبیب صرف پُپائی میں آجائے غالب نہ ہو کچھ بدائع منقول نمبر ۱۳ قابلِ ذکر ہے مگر برائے ضابطہ جائز چاہئے لائنہ دو وصفین وقد تعیر احدھما (کیونکہ یہ دو وصفوں والا ہے اور ایک وصف بدل چکا ہے۔ ت)

(۳۰۴) سر کے رنگت بھی رکھتا ہے اور اُنس کی بوسب اوصاف سے اقویٰ ہے اگر پانی میں اُس کا مزہ در بوجائے اور رنگ نہ بدلے کلم منقول مصرعہ ملک العلاء و امام السبجانی و امام محمد بن زبیری و نجم الدین زہدی وزیر القصر و امام ابن امیر اعجاز علی نہ کو نمبر ۱۰ قابلِ ذکر ہے مگر اتباع ضابطہ سے عدد جوار کی تصریح کی تفسیر میں ہے۔

انکان یخافہ فی الاوصاف کلھا کالمحل للمعتبر  
طبقة کثرھا۔  
اگر دُپائی کے تمام اوصاف میں اس کے مخالفت ہے  
جیسے سر کے معتبر ان میں سے اکثر کا غالب ہونا ہوگا۔

فرد الایضاح و مرآۃ الفلاح میں ہے،

لعلیٰ توجد بظہور وصفیں من محل لہ ہوں  
و نظم و سیرۃ ای وصفیں منہ صبر منہ  
صحۃ الوضوء و لو واحد لا یصور لفتند  
مگر کے وصفوں میں سے دو کے ظہور سے غلبہ پایا جائیگا  
یہ دو ان میں سے ہیں مرہ رنگ اور بُو کوئی  
سے دو وصف ان میں سے غالب ہو جائیں تو اس سے  
ضرر نہیں ہو سکتا ہے اور اگر ایک وصف متغیر ہوا ہے تو کم ہونے کے وجہ سے ضرر نہیں۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

فالعبرة سیرۃ اکثرھا و لو صفان فلا  
یفسر ظہور وصف و حد فی المعاد من  
اوصاف الخلد احد۔  
تواضع اکثریت کے تغیر کا ہے اور یہ دو وصف ہیں  
تو سر کے صرف ایک وصف کا پانی میں طہر ہو چکا  
مضر نہ ہوگا۔ (ت)

اقول وقد کان ملک العلاء قدس  
سیرۃ احوال الاصل و لا علی تمولی الامم  
میں کہتے ہوں ملک العلاء نے پہلے تو مدار نام کے  
زائل ہونے پر رکھا تھا، اور یہی صحیح بھی تھا وہ فرماتے ہیں

|                |                          |                      |       |
|----------------|--------------------------|----------------------|-------|
| سہ فنیہ استقل  | فصل فی بیان احکام المیاء | سہیل دیکھ بھری لاہور | ص ۹۱  |
| سہ مرآۃ الفلاح | کتاب الطہارت             | الامیرۃ بیولا ق مصر  | ص ۱۶  |
| سہ رد المحتار  | باب المیاء               | مصطفیٰ البابی مصر    | ۱۳۴/۱ |

وهي الجادة الواضحة حيث قال الباطن والباطن  
 او احاطه شئ من الماشات الطاهرة كاللبن و  
 الحبل ونقيع النبيب ويحوة لك على وجه  
 ترائي عنه اسم الماء ياتي صاس مغلوبا ميس  
 فهو بعض الماء النقيذ انه لكن ثم عاد الى  
 اعتبار اللون في مثله فقال متصلا به ثم  
 ينظر ان كان يحالفت لونه لون الماء يعتبر  
 الغلبة في اللون

مطلق پانی میں جب کوئی سیالی شے مل جائے جیسے دودھ،  
 سرکہ، منقہ کا پانی وغیرہ، اور اس سے پانی کا نام نہ اکل  
 ہر جیسے کہ پانی مغلوب ہو تو اب یہ پانی مقید ہے اور لیکن  
 پھر دعاسی صورت میں رنگ کے اعتبار کا ذکر کرتے ہیں  
 چنانچہ اسی کے متعلق فرماتے ہیں، پھر یہ دیکھا جائیگا کہ اگر  
 اس کا رنگ پال کے رنگ کے مخالفت ہے تو رنگ  
 میں غلبہ معتبر ہوگا۔

(۳۰۵) جس سرکہ کا مزہ رنگ و بوسہ اتنی ہو جب اس کے مزہ و بڑا پانی پر غالب آئیں اور رنگ نہ بدلے بلکہ  
 مذکور انہ قابل وضو ہے اور ضابطہ مخالفت۔

(۳۰۶) جس سرکہ کا رنگ غالب تو ہو جب اسی سے صرف رنگ بدلے تو اس کا عکس ہے یعنی بلکہ نہ اس سے  
 وضو ہوتا ہے اور ضابطہ تقضی جواز۔

(۳۰۷) دودھ سے سب پانی کا وقت رنگ بدلے بلکہ اگر نہ کرے تو بل وضو نہیں اور عجب کہ امام زلیحی نے  
 بھی یہی کہ مراعت کی حالانکہ ان کا ضابطہ تقضی جواز ہے لکن ذو الثلثة ولوہ قوی فلا یلغی وصف  
 واحد (کیونکہ یہ تین وصفوں والا ہے اور اس کے اوصاف میں رنگ قوی تر ہے تو ایک وصف پر اکتفا  
 نہ کیا جائیگا۔ ت، ہاں امام ابن امام و ذر و قدوری و جاریہ و عیار و عمدة القاری جانب جوازیں کیا تقدم  
 کل ذلک ۱۳۴ واللہ تعالیٰ اعلم) اس کی پوری بحث ۱۳۴ میں گزر چکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ت)

تکمیل جزئیات نامحور ہیں جتنی ہوئی چیز کہ پانی سے کسی وصف میں مخالفت ہے اس کے بارے میں اس  
 اختلاف و افتراق کا ضابطہ ملاحظہ فرمائیے اور سے واضح :

۱) اگر کوئی وصف نہ بدلے پانی بالاجماع قابل وضو ہے۔

علیٰ میثاقی بجمہ اللہ تعالیٰ تحقیق السوفی ذلک  
 فی مادی ضوابط الفصل الثانی ۱۲۴ مفضلہ (۲)  
 اس کی حکمت تیسری فصل کے چھٹے ضابطہ میں  
 آئے گی ۱۲۴ مفضلہ (ت)

لے برائے الصنائع الماء المقید سید کبیری کراچی ۱۵/۱  
 لے ایضاً

- (۳) صفت اگر صرف رنگ یا مزہ میں ہے اور بدلنے یا اتفاق قابل و صواب نہیں۔  
 تبخیر : بدلنے سے کیا مراد ہے اس کی تحقیق اسی شمار اللہ العزیز فیصلہ فرمیں گے۔  
 (۳) اگر دو صفت میں مخالفت ہے اور دونوں بدل جائیں یا اتفاق عدم جواز ہے۔  
 (۴) اگر صرف رنگ و مزہ یا رنگ و بو میں مخالفت ہے اور رنگ بدلے تو یا اتفاق ناقابل ہے اور دوسرا بدلے تو بحکم منقول جواز اور برائے ضابطہ ناجائز۔  
 (۵) اگر صرف مزہ و بو میں اختلاف ہے اور مزہ بدلے تو یا اتفاق اور بو بدلے تو صرف برائے ضابطہ عدم جواز ہے منقول جواز۔  
 (۶) اگر تینوں صفت مختلف ہیں اور سب بدل جائیں یا اتفاق ناجائز۔  
 (۷) اگر اس صورت میں صرف مزہ یا بو بدلے یا اتفاق جواز ہے اور فقط رنگ بدلے تو بحکم منقول ناجائز اور حکم صالحہ جواز۔  
 (۸) اسی صورت میں اگر رنگ و مزہ یا رنگ و بو بدلے یا اتفاق ناجائز اور مزہ و بو بدلے تو ضابطہ پر ناجائز اور منقول جواز۔

(۹) مخالفت و تبدل دونوں کی یہ چیز کا صراط تو ان آیتوں میں ہوتا ہے اور تبدل کی کون سی صورت کہیں نہیں ہے اُس کا بیان یہ کہ جو ایک ہی صفت میں مخالفت ہے ظاہر ہے کہ وہ تو اُسی کو بدل سکتا ہے اور اگر دو میں مخالفت ہے تو تین صورتیں ہیں اول اقویٰ ہو گا یا دوم یا دونوں مساوی ایسی بدلیں تو دونوں ایک ہی ساتھ بدلیں اُن میں اگر ایک بچا نہیں اگر ایک اقویٰ ہے تو ایک کے بغیر میں اُسی کا بغیر ہو گا صرف دوسرے کو بغیر فرض نہیں کر سکتے ہاں دونوں کا بدلنا تینوں صورتوں میں ہو سکتا ہے۔

۱۔ اگر تینوں صفت مختلف ہیں تو اس میں سات احتمال ہیں، اول اقویٰ ہو یا دوم یا سوم یا اول و دوم یا اول و سوم یا دوم و سوم یا سب مساوی جن میں ایک اقویٰ ہو تو تھا ایک کے تبدل میں دہی معروف ہو سکتا ہے اور دو کے تبدل میں ایک وہ جو نامزد۔ اُس کے بغیر باقی دونوں کا تھا یا مع بغیر فرض نہیں کر سکتے اور دو اقویٰ ہیں تو اُس میں ایک کا تبدل ہو سکتا ہے نہ ایسے دو کا جن میں ایک وہ تیسرا ہو، ہاں تینوں بدل سکتے ہیں اور ہاں تینوں مساوی ہیں و ہاں یہی صورت فرض ہو سکتی ہے کہ سب بدل جائیں یا کوئی نہ بدلے و اللہ تعالیٰ علو و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد اکرم و علیٰ آلہ و صحبہ و اہل بیتہ و خیرہ و باریک و صلواتہ آمین و الحمد للہ رب العالمین۔

## فصل ثانی مطلق و مقید کی تعریف میں۔

یہاں عبارات علما مختلف آئیں،

اما لفظا او معنی ایضا فتمتھا صحیحہ و خلافہ  
و الصحیحہ منها حسن و احسن و مذکورہ  
و مالہا و حیب لیتبین المستحب من المحتب  
فیوای معیار، فی کل مطلب، واللہ السوہو  
ما غیرہ سہو۔

یا تو لفظاً یا معنی بھی، ان میں سے کچھ صحیح ہیں اور کچھ اس کے  
برخلاف صحیح ہیں کچھ حسن اور کچھ احسن ہیں تو اب ہم انہیں اور  
ان پر جو ایجابات ہیں انہیں ذکر کرتے ہیں تاکہ صحیح اور  
غلط ظاہر ہو تاکہ بحث میں مبیہار کی رعایت کی جائے  
(ت)

اول مطلق وہ کہ شے کی نفس ذات پر ذات کرے کسی صفت سے غرض نہ رکھے نہ لفظاً نہ اشباتاً قالہ  
فی الکفایۃ (یہ تعریف کنایہ میں ہے۔ ت) اور مقید وہ کہ ذات کے ساتھ کسی صفت پر بھی والی ہو، غنائہ  
میں ہے،

ان الله تعالى ذكر السماء في الآية مطلقا و  
المطلق ما يتصرف في الذات دون الصفات  
و مطلق الاسم مطلق على هذه المعية  
ای ماء السماء و الادبۃ و العیون و  
الابصار ذکورا مستقلا علی حوائج التوضی بہا  
بقولہ تعالی و انزلنا من السماء ماء طهورا۔

اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ میں پانی کو مطلق ذکر کیا ہے، و  
مطلق وہ ہے جس میں صرف ذات کا ذکر ہر صفات کا  
نہ ہو، اور پانی کا مطلق ناراضی پانیوں پر ہوتا ہے  
اور یہی آسمانی وادیوں، چشموں اور کنوؤں کے پانیوں  
پر اس کے ذکر و غرض کے جواز کے سلسلہ میں کیا ہے غرض انہی  
سے و انزل من السماء ماء طهورا۔ (ت)

اقول هذا هو المطلق الاصولي و  
ليس مرادنا قطعاً ما نه مقسم المقيد  
و هذا قسمها و هو مطلق على جميع المقيد  
فيلزم حوائج التوضی بیل المطلق ہما مقید  
بقید الاطلاق فی مرتبۃ بشرط لاشئ ای  
حالہ یعرض لہ ما یلیہ عنہ اسم السماء

میں کہتا ہوں یہ اصولی مطلق ہے اور وہ یہاں  
قطعاً مراد نہیں کیونکہ وہ مقیدات کا مقسم ہے اور یہ ان کا  
قسم ہے اور یہ تمام مقیدات پر جاری ہے تو ان تمام  
سے وغیرہ کا جواز لازم آتا ہے بلکہ مطلق یہاں بقید  
الطلاق مقید ہے اور بشرط لاشئ کے مرتبہ میں ہے،  
یعنی اس کو جب تک ایسی چیز نہ آتی نہ ہو جو اس سے

المرسل ولا شك ان هذا متعرض لوصف مراد  
عن نفس الذات فالمتعلق ههنا قسم من  
المقيد وقسيم لساو المقيدات وقد تنبیه  
لهذا السيد العلامة الشافعي عليه بقوله  
واعلم ان الماء المتعلق اخص من متعلق  
ما لاخذ الاطلاق فيه قيد اولذا اخص الخرج  
المقيد به واحا مطلق ماء مضمنا ای ماء كان  
قيد نحل فيه المقيد المذكور ولا يصح اراؤه  
ههنا ثم ووقع في البحر بعد ما عرف المتعلق  
بنائيا في المتعلق في الاصول هو المستعرض  
لذات دون الصفات لا بالمعنى ولا بالاشبات  
كما في السواء والحين والحرارة فقد كانت  
يفهم بالمقابلة انه ليس مراد اهلنا لكن  
جعل المياه المطلقة مثاله صفة الكلام  
في الايبام فالاحص ما في الكفاية البنائية

مطلق پانی کا نام سلب کر کے اور اس میں شک نہیں کہ  
یہ نفس ذات پر ایک زائد وصف کی طرف اشارہ ہے  
تو مطلق یہاں مقید کی قسم ہے اور باقی مقیدات کا قسیم  
علامہ شافعی نے اس کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا جاننا  
پا بیسے کہ ماہ مطلق مطلق ماہ سے اخص ہے کیونکہ  
اس میں اطلاق کی قید ہے، اس لیے مقید کا اس سے  
خارج کرنا درست ہے، اور مطلق ماہ کے معنی ہیں کوئی  
بھی پانی جو تو اس میں مذکور مقید بھی داخل ہوگا، اور  
یہاں اس کا ارادہ صحیح نہیں ہے اور اگر میں مطلق کی  
قرین کے بعد ہے مطلق اصول میں معترض ذات کو بیان  
کر کے نہ کہ صفات کو، نہ نفی سے نہ اثبات سے، جیسے  
آسمان چتر اور یا کافیا فی احد مقابلہ سے معلوم  
ہوتا ہے کہ وہ یہاں مراد نہیں ہے لیکن مطلق پانیوں کی  
اس کی مثال بنانا کلام میں ایسا پیدا کرنا ہے قراحتی  
وہی ہے جو کافیا، بتایہ اور کجیہ الا نہیں ہے، ای

عہ وفي غاية البيان المراد هنا ما يفهم  
بمجرد اطلاق اسم الماء والافالياء المذكورة  
ليست بمطابقة بتقيد هذه بصفة وفي اصطلاح  
اهل الاصول هو المتعرض لذات دون الصفة  
اذا قول لا وجود للمتعلق في الاعيان الا  
في ضمن المقيد فلا تحصيل للمياه المذكورة  
۲، منه غفر له - (م)

اور غایت ابیان میں ہے کہ مراد یہاں پر وہ ہے جو محض  
ماہ کے نام کے اطلاق سے سمجھا جاتا ہے، نہ مذکورہ  
پانی مطلق پانی نہیں کیونکہ یہ پانی کسی صفت سے مقید  
ہیں، اور اصولیین کے نزدیک مطلق وہ ہے جو صرف ذات  
کو بتائے نہ کہ صفت کو اور میں کہتا ہوں مطلق کا وجود  
احیان میں نہیں مقید کے ضمن ہی میں ہوتا ہے، تو مذکورہ  
پانیوں میں تخصیص نہیں ۱۲ من غفر له (ت)





معلوم مطلق وہ کہ اپنی پیدائشی اوصاف پر باقی ہو، قرآن المفسرین میں شرح طحاوی سے ہے،

هو الباقي على اوصاف خلقتة اقول انب  
 مريد بالاصناف الاوصاف الثلاثة خاصة  
 او مع الرقة والسيلان انتقض بتفريق المحض  
 والباقي وما خلط بصاحبون و اشنان ولو  
 طلب بهما او بسد ما دام باقيا على رقة  
 وكذا ما التقي فيه تغييرات وحلا ولم يصبر  
 ببطل التغيير اوصافها كلا او بعضها مع جوان  
 الوصف بها اتفاقا وكذا ما خلط بما فيه  
 موافق لا اوصاف اكثر منه او مساويا مع  
 امتناع لوضوئه وفاقا ما انتقض طرادا وكما  
 وان امر يدا لا نعم التسم الخرق فان انتقض  
 بنحوه الحميم ايضا.

نقصن سوگ، اور اگر عام کا ارادہ کی ہو تو نقص وسیع ہو جائیگی تو گرم پانی کی مثل سے بھی نقص وارد ہوگا۔ (ت)  
 چہرہ سرم مطلق وہ کہ اپنی رقت و سیلان پر باقی ہو شلبی علی الرطبی میں ہے،

لما اطلق ما بقى على اصل خلقتة من  
 الرقة والسيلان فلو خلط به طاهر وجب  
 خلطه بما سمي مقيداً به يعني اه

اقول هذا قصد وقد تضمننا  
 السر عليه ويزيد هذا انتقاضا بما  
 خلط بكل ما لم لا يسلبه رقة وان

مطلق پانی جب تک ہے کہ اپنی اصل خلقت پر ہو،  
 یعنی کسی میں رقت اور سیلان باقی ہو اور جب  
 اس میں کوئی پاک چیز مل کر اس میں گارھا پن پیدا  
 کرے تو وہ مقید ہو جائیگا اور یہی (ت)

میں کہتا ہوں یہ اور بھی زائد فرامد ہے،  
 اور گزشتہ بحث میں اس پر رد ہو چکا ہے اور اس پر  
 یوں بھی اعتراض وارد ہوتا ہے اُس کے ساتھ کہ

میرا وصفہ کالبن والحد والعصير و نحو  
ذلك .

اس میں کوئی ایسی شے شامل ہو جائے جو اس کی  
رقت کو ختم نہ کرے خواہ اس کے دوسرے اوصاف  
میں تفسیر پیدا کرے، جیسے دودھ، سرکہ، عرق وغیرہ۔ (ت)  
پنچ جہر مطلق وہ جس کے لیے کوئی نیا نام نہ پیدا ہوا، ہر ایک میں فرمایا :

قال الله تعالى لا يعجزونني  
بما الزعمون واشباهه مما ليس من جنس الارض  
لان ماء مقيد الا ترى انه يقال ماء الزعفران  
بجمل اسم اجزاء الارض لان الماء لا يخلو عن اجزاء  
ولما لا اسم الماء باق على الاطلاق الا ترى انه لم ينج  
له اسم عن حدة واصفاً الى الزعفران  
كاضافة الى البند والعين

امام شافعی نے فرمایا وہ اعضاء جو زمین کی جنس سے نہیں  
ہیں جیسے زعفران کا پانی وغیرہ ان سے وضو جائز نہیں  
کیونکہ وہ مقید پانی ہے۔ اس لیے اس کو زعفران کا پانی  
کہتے ہیں، بخلاف زمینی، جو اس کے کیونکہ عام طور پر  
کوئی پانی زمینی اور اس سے تالی نہیں ہوتا ہے۔ اور  
ہماری دلیل یہ ہے کہ پانی کا نام علی الاطلاق باقی ہے اور اس کا کوئی نام وضع نہیں ہوا ہے اور اس کی اہمیت  
زعفران کی طرف ایسی ہی ہے جیسے پانی کی اہمیت کی طرف ہوتی ہے (ت)

قول طائفة منقصة بالعمية فقد  
حدث له اسم لم يكن فان قلت اسم الماء

نہ کہتا ہوں کہ اس پر گرم پانی کا اسمتہ اخص وارد  
ہوتا ہے کیونکہ اس پر ایک ایسا نام بولایا رہا ہے جو  
پہلے نہ تھا۔ اگر یہ کہہ جائے کہ اس میں بھی پانی کا نام باقی  
سے تو مراد ہے کہ اس کا نیا نام پرگیا ہو اور پانی کا نام ختم ہو گیا ہو چنانچہ  
انہوں نے فرمایا پانی کا نام علی الاطلاق باقی ہے ہیں  
کہتا ہوں اول تو ان کا قول کہ یہ مستجد دلہ "ما قبل  
سے مفصل اور انہیں ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا ہے  
"لا ترى" تو اس کو اسوں نے نام کے باقی رہنے  
پر دلیل بتایا ہے یہ نہیں کہ نام کا باقی رہنا اس میں ماخوذ  
ہے ثانیاً نام کا علی الاطلاق باقی رہنا اطلاق کے لیے  
کاٹی ہے اس کے بعد وہ عدم حدوث کا محتاج نہیں اور  
اس کے ہوتے ہوئے ہزار حدوث بھی مضر نہیں، تو

حدث له اسم لم يكن فان قلت اسم الماء  
باق عليه فالس ادعنا تجد له اسم  
استفاد اسم الماء الا ترى الى قوله ان اسم الماء  
باق على الاطلاق اقول اولاً قوله قد مر  
لم يتجدد له مفصول عن قبله الا ترى الى قوله  
الا ترى فقد جعله دليلاً على بقاء الاسم  
لان بقاء الاسم ما خوديه وثانياً بقاء  
الاسم على الاطلاق كاف على الاطلاق لا يحتاج  
بعد الى عدم حدوث ولا يصح بعد العت  
حدوث فقهه اليه يجعله لغواً هذا وسده  
الفاصل حصص مرفق حاشيته بانه منقوص

بما ابناء قلاء بحيث لو يتجدد له اسم ولو يبق  
ما مطلقاً ثم قال والحوادث المراد هو  
الاستلزام الا كثرى فان الغالب في المقيد  
تجدد الاسم كالتجديد والسرقة والعصبة ومحو  
ذلك بخلاف المطلق وهذا القدر كان في  
قرصانة لاولى في الفرد اسدى يشبه حاله ان  
يلحق بالاحكام لاغلب ثم تعقبه العلامة  
سعدى اسدى بقوله ذلك ان تصح الاكثرية  
لا ترى اى ماء الورد وماء الطندباء وماء  
المخلات واشباهها

اس کا اس کے ساتھ طینا اس کو لغو قرار دے گا۔ یہ  
تصام نے اپنے حاشیہ میں لکھا کہ اس پر باقلاء کے پانی  
سے اعتراض وارد ہو گا اس لیے کہ اس کا کوئی نام نہیں  
پیدا ہوا اور مطلق پانی بھی زرد پھر فرمایا اس کا جواب یہ  
ہے کہ مراد استلزام اکثری ہے، کیونکہ مقید میں عام طور  
پر نام نیا ہو جاتا ہے، جیسے روٹی، شوربہ، وردنگ وغیرہ  
بمخلاف مطلق کے، اتنی مقدار جاری نثر میں کافی ہے،  
کیونکہ اولی اس فرد میں جس کا دل مشتبہ ہو یہ ہے کہ  
اس کو آئندہ اغلب سے تعلق کیا جائے اور اس پر  
علامہ سعدی آغدی نے تعقب کیا، اور فرمایا اس میں  
اکثریت کے وجود کا انکار کیا جاسکتا ہے، جیسے گلاب کا پانی، کاسنی کا پانی، اور بید کا پانی اور سی طرح دوسری اشیاء  
کا پانی اور (د)

اقول السؤال والجماع والتعقب كل  
ذلك تداء من وراء حجاب اما التعقب  
فلان كثرة ما يقال له ماء كذا لا تنفي  
اكثريته ما تجددت له الاسماء وهي معلومة  
قطعا لا امتراء واما الجواب فاولا  
بحاصل الجدل ان لا ما راها انا حتى مرضى الله  
عليه اقول من العجب عند النعم من المياه  
المقيدة - (م)

میں کتابوں سوال و جواب اور تعقب یہ سب  
پر دس کے نیچے پکارا ہے، تعقب تو اس ہے کہ جن  
اشیاء کو کہا جاتا ہے کہ "فلاں چیز کا پانی" ان کی  
کثرت ان اشیاء کے اکثر ہونے کے معانی میں جن  
کے نام سے پڑ گئے ہوں اور یہ بلا شبہ معلوم ہیں، اور  
جواب کی بابت اول قرینہ ہے کہ جھگڑنے کا حاصل یہ ہے  
میں کتابوں میں جسے جب کہ بات ہے کہ روٹی کو مقید نہ نزل  
میں شمار کیا ہے۔ (د)

سے اى يله حق ماء النضر ان بالماء المطلق  
وماء الباقلاء لتبين حاله بالمقيد وان له  
يتجدد له ايضا اسم اخر لا تلحق ان كل لا يتجدد  
مطلق ۱۲ ص ۱۲

یعنی زعفران کے پانی کو مطلق پانی اور باقی کے پانی سے  
طبیعی کیا جائیگا تاکہ اس کا حال مقید سے جدا ہو جائے، اگرچہ  
اس کا بھی کوئی نیا نام نہیں پڑا ہے کیونکہ ہمارے دینی نہیں ہے  
کہ ہر وہ پانی جس کا نیا نام نہ ہو وہ مطلق ہے ۱۲ ص ۱۲

کہ امام شافعی نے اس کے مقید پانی ہونے پر اس طرح استدلال کیا ہے کہ اس کے عرفان کا پانی کہا جاتا ہے تو اس میں قید کی ضرورت ہوتی اور ہر وہ چیز جس میں قید کی ضرورت ہو مقید ہوتی ہے تو اس کا جواب شیخ قدس سرہ نے منع اور معارضہ کے ساتھ دیا ہے۔ منع تو اس اعتبار سے ہے کہ ان کا قول و اضافہ الی الزعفران یعنی ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ہر اضافت احتیاج کے لیے ہے بلکہ اضافت کہیں کسی شے کی تعریف کے لیے ہوتی ہے ذات کے علاوہ جیسے کنویں کا پانی پٹنے کا پانی، باقی رہا معارضہ تو ای کا قول ان اسماء الی باقی و تراویحوں نے اطلاق پر مطلق پانی کے نام کے باقی ہونے سے استدلال کیا ہے اور اس کے باقی رہنے پر ان کے جواب میں کیا ہے کہ اس کا کوئی نیا نام نہیں پڑا ہے، تو اس میں یہی حد کلیہ طے کرنے کی ضرورت ہے کہ سرورہ پانی جس کا نیا نام نہ پڑا ہو تو مطلق کا نام اس پر باقی ہے تو معترض نے اس کلیہ پر نقض وارد کیا ہے کہ نقل وغیرہ کے پانی سے، اور، کثرت والے جواب کا اس سے تعلق نہیں ہے کیونکہ اس میں "تعدید" نہیں پایا جاتا ہے اور ثانیاً لازم ان کے قول "مقید میں غالب نام کا تجدد ہے" سے تجدد وہی جہتہ التقید کے التزام کی اکثریت ہے، یعنی اکثر مقیدات، مقید ہیں حالانکہ ان کے حق میں نفی بخش اطلاق میں جہتہ عدم التقید کے

تعالى عنه استدلال من كونه ماء مقيداً امامته يقال له ماء الزعفران فاحتاج الى التقيد وكل ما احتاج الى التقيد مقيد واجاب عنه الشيخ قدس سره بمنع ومعارضته اما المنع فقوله واحتاجته الى الزعفران الخ لا نسلم ان كل اضافة للاحتياج بل ربما يكون لتعريف شي وساء لذات كماء البسرو العيس واما المنع من ضرورة فقوله ان اسم الماء باق لم يفتقد على الاطلاق بقا، اسم الماء المطلق على بقائه باق لم يتجدد له اسم فلا بد من ضم الملكية الثابتة ان كل ما لم يتجدد له اسم فاسم المصنوع باق عليه فمقتض المعترض الملكية بماء اطلاقاً ونحوه ولا يصح الجواب بالاكثارية لاستعداد التعددية وثانياً للاسم من قوله الغالب في المقيد تجدد الاسم اكثرية الاستمرار للمقيد من جهة التقيد اي اكثر المقيدات متجددات والتا قوله اكثرية الاستمرار لا إطلاق من جهة عدم التقيد اي اكثر ما لم يتجدد له اسم فهو مطلق ليدلحق هذا الذي لم يتجدد له اسم ما لاكثر لا حطب لكن لا يلزم هذه امن وذلك بل يمكن ان يكون اكثر ما تقيد تجدد

یعنی مصنف کے کلام کی توجیہ میں زعفران کے پانی کو مطلق پانیوں میں شمار کرنے کے لیے ۱۲ "معارضہ" (ت)

مستدعی فی توجیہ کلام الامام المصنف قدس سرہ  
لیجوز ماء الزعفران من الماء المطلقة امامته مقید<sup>۱۲</sup>

ولایکون اکثر مالو متجدد لہو متعید قائم  
 القضية اکثرية لا يجب ان تنعكس  
 بعكس، لمقتضى كنهها الجوازا ان تكون افراد  
 مالو متجدد لہ اصم اقل بكثير من افراد  
 المعيد، ويكون اكثر هاء اخلا في المعيد فيكون  
 اكثر افراد المعيد متحد داو اكثر افراد  
 اللامتجدد معيد امتداد يكون المعيد من  
 الیاء المتحد متحد الاسم لثانئة منها  
 دون هاتين ومالو متجدد لہ الاسم من  
 الیاء سواء كان مطلقا او معيدا انشائية  
 هاتئة من الیاء المطلق والیاء من  
 المعيد فيصدق ان اكثر المعيد متجدد  
 ولا يصدق ان اكثر اللامتجدد لا معيد  
 بل اكثر معيد كما علمت۔

استلزام ک اکثریت ہے، یعنی کثرتہ کہ جن کا کوئی نیا نام  
 نہیں پڑا ہے تو وہ مطلق ہے تاکہ یہ جس کا نام نیا نہیں  
 ہے اس کو اکثر و اغلب سے لاحق کیا جاسکے، لیکن یہ  
 اُس سے لازم نہیں آتا ہے، بلکہ ممکن ہے کہ ہر چیز میں  
 معید ہیں ان میں سے اکثر کا نیا نام ہو گیا ہو اور اکثر وہ  
 چیزیں جن کا نیا نام نہ ہو معید نہ ہوتی ہوں، کیونکہ ہر  
 قضیہ اکثر یہ ہوتا ہے منسہوری نہیں کہ اس  
 کا عکس فقہی اس کے مساوی ہو،  
 اسی لیے کہ یہ جائز ہے کہ جن کا نام نیا نہیں ہے ان کے  
 افراد معید کے افراد سے بہت ہی کم ہوں اور ان کے  
 اکثر معید میں داخل ہوں تو معید کے اکثر افراد نئے نام  
 والے ہو جائیں گے اور لامتجدد کے اکثر افراد معید  
 ہو جائیں گے مثلاً وہ معید پانی جس کے لیے ہزار  
 نام ہو، ان میں سے اکثر سو افراد کا نام

بدل گیا ہو، اور سو کا نہ بدلا ہو، اور جن پانیوں کا نام نہ بدلا ہو خواہ وہ مطلق ہوں یا معید بھی سو ہوں، سو ان میں  
 مطلق پانی کے اور باقی وہ سو معید پانی کے ہوں تو اب یہ قضیہ تو صادق ہے کہ اکثر معید متحد ہے اور یہ صادق  
 نہیں کہ اکثر لامتجدد، معید ہے، بلکہ اس کا اکثر معید ہے، جیسا کہ آپ نے جاننا۔ (ت)

اگر کہا جائے کہ ہم اس کی تہذیب اس طرح  
 کرتے ہیں کہ اگر یہ معید ہوتا تو اس کا کوئی نیا نام  
 ہوتا، غالباً ایسا ہی ہوتا ہے، لیکن چونکہ اس کا  
 نیا نام نہیں ہوا اس لیے وہ ظنی اعتبار سے  
 معید نہیں اور اس میں ظن کافی ہے کیونکہ اس کا  
 حال مشتبہ ہے تو اس کا دار و مدار غالب پر  
 رکھا جائے گا اور غالب معید میں متحد ہے، تو  
 لازم اکثری کا انتفاء ملزوم کے انتفاء پر ظنی طور پر

فان قلت بل نقرر هكذا لو كان  
 هذا معيدا لتجدد له اسم بالنظر الى  
 الغالب لكن لو تجدد له اسم عليس بمعيد  
 قط والنظر يكفى لانه مشتبه الحال فيحال  
 على الغالب والعالي في المعيد التجدد  
 فانتفاء اللانام الاكثرى يبدل على انتفاء  
 المعزوم مضنا كما ان انتفاء اللانام الكلى  
 يبدل على انتفاء المعزوم قطعاً وحاصله

الحشد غلبة التجدد في السعيد من دون  
حاجة الى غلبة الاخلاق في الالامتجدد  
غلبة تمہ دستہ استدلال ہے اور کثرت میں غلبہ اخلاق کی حاجت نہیں ہے۔ (دست)

اقول انما يظن ما هو اكثر، لا كثرية  
في امتلزام وجود الوجود في لا قسمة لزم  
اكثرية امتلزام انتفاء الوجود في  
مثله انما يظن بوجود الالزام عند تحقق  
الامتلازم لا في انتفاء الالزام عند انتفاء الالزام  
في امتلزام وجود الوجود في لا قسمة لزم  
اكثرية امتلزام انتفاء الوجود في  
مثله انما يظن بوجود الالزام عند تحقق  
الامتلازم لا في انتفاء الالزام عند انتفاء الالزام

وثالثا ما، نفاذ بين ماء الباقلا  
وماء الزعفران حتى كان هذا مشتبه  
فالحق بالغالب وذلك متعينا علم يلحق  
واما السؤال فلان ماء الباقلا اسم جديد

عن ثم ما أت اجاب عنه في الجناية بان  
المصنف ههنا خارج من المصنف اليه  
بالعلاج فلا يحوز و ان لم يتجدد له اسم  
اقول تسمية عدم تجدد الاسم  
قد حرفت ما فيه وما قاله مبتدئ على ما ذكره  
في تعريف امره التقييد و سيا في ما فيه  
نحوه تعالى وعلى هذا فقد سلم ان  
التعريف بتجدد الكلمة غير جائز ثم قال  
وقال تاج الشريعة الدليل يقتضي الجواز  
ولكن الطبع والمخاطبة تقتضي كونه  
بمعنى من ديك انموذج في تسمية اس کا جو ب دیکر  
یہاں مصنف اصناف اس کے خارج ہے طلاق کی  
وجہ سے نہ خارج نہیں اگرچہ اس کا نیا نام نہ ہوا  
میں کہتا ہوں نام کے نیا نہ ہونے کا تسلیم کرتا  
اس پر اعتراض ہے وہ آپ نے بیان کیا اور جو  
انہوں نے کہا ہے وہ اس چیز پر مبنی ہے جس کو انہوں  
نے اضافت تسمیہ کی تعریف میں ذکر کیا ہے، اور یہ  
عنقریب آئے گا اور ہر مال یہ تعریف کہ نام نیا ہر جائز  
جامع نہیں اس کو انہوں نے تسلیم کیا ہے پھر کہا کہ  
تمام الشریعہ نے فرمایا دلیل جواز کا تقاضا کرتی ہے  
(باقی بر صفحہ آئندہ)

غير اسم الماء وكون اسم الماء يجره منه  
لا يفي. المجدة الا ترى انه لا يصح ان يقال  
له ماء لكونه ثخيناً والماء سقيق به خلاف ماء  
الزهر ان قال المراد به حاله يشخن وهذا  
بالوافق بل حاله يصلح للتصنيف وهذا عند  
التحقيق كـ تقدم في ۱۲۰ هذا ما ظهر لي  
ثم رأيت المحقق ابن امير الخوج شامرا اليه  
في الحلية اذ قل ذات ماء النور مثلاً لا تعرف  
من مجرد قول القائل ماء حق يضيفه الى  
النور ولهمذا كانت الاضافة لانه لكونها  
اصفة الى ما لا بد منه وبواسطة هذا العرف  
حدث به اسم آخر عليه حد ولا يصح له  
ماء على الاطلاق الا على سبيل المجاز  
والله الموفق لامر بـ سواك.

ثم اقول ان تحقق ان من المياه

(بقية حاشية صفحہ گزشتہ)

ما تھا اھ۔

اقول هذا يوافق ما ذكره المحقق حيث

اشامرا الى ان المنع لاجل الثخن ۱۲ متمسك  
بغيره (م)

علہ قالہ لانہ یتصور علی قول محمد اھا  
علی قول ابی یوسفنا الصحیح علی ما یأتی

کا غیر ہے اور پانی کا اس کے نام کا جڑ ہونا حجت کے  
مناقی نہیں، اس لیے اس کو پانی نہیں کہا جاسکتا ہے  
کیونکہ وہ گارٹھا ہے اور پانی پتلا ہوتا ہے بخلاف زعفران  
کے پانی کے، کیونکہ اس سے مراد وہ ہے جو گارٹھا  
نہ ہوا ہو اور اتفاق ہے، بلکہ جب تک رنگنے کے  
لائی نہ ہو اور یہ تحقیق کی بنا پر ہے جیسا کہ پانی کی تقسیم ۱۲ میں  
مخزایہ مجہوزی ہر ہوا پھر میں نے محقق ابن امیر الخوج  
کو دیکھا کہ انہوں نے اس کی طرف طبع میں اشارہ فرمایا  
وہ فرماتے ہیں گلاب کے پانی کی ذات مثلاً کسی قائل کے  
صرف اس قول سے معلوم نہیں ہوتی ہے کہ پانی جب  
تک کہ وہ اسے گلاب کی طرف مضاف نہ کرے، اس لیے  
اصاف لا نہ رہتی کیونکہ یہ ایسی چیز کی طرف اضافت  
ہے جس کی طرف اضافت ضروری ہے اور اس قدم کے آگے  
سے اس کا الگ نام پڑ گیا، تو اس کو مطلقاً پانی کہا درست  
نہ ہر گالوں مجازاً کہا جاسکتا ہے اھ والله الموفق (ت)  
پھر میں کہتا ہوں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بعض مقید

لیکن پکانا اور ملنا پانی کے حالت ہونے میں فعل پیدا  
کرتے ہیں اھ

میں کہتا ہوں یہ اس کے مطابق ہے جو ہم نے  
ذکر کیا ہے کہ منہ گاڑے ہونے کی وجہ سے ہے ۱۲ منہ  
عقر لہ (ت)

یہ بات انہوں نے اس لیے کہی ہے کہ یہ محمد کے قول پر  
متصور ہے لیکن ابویوسف کے قول پر جیسا کہ ہم  
(باقی بر صفحہ آئندہ)



المقيدة ما لا يتجدد له اسم في العرف لعدم  
 تعلق الغرض به مثلاً انما يزول عنه اسم الماء  
 المطلق كان ذلك نقصاً على المنع كما كانت  
 الحميم نقصاً على الجمع ويكون هذا <sup>في</sup> الظاهر  
 وروداً على الفتح اذ قال فيه في بيان التقييد  
 هو بل يحد ث له اسم عليه حدة ولزوم التقييد  
 يتدرج فيه وانما يكون ذلك اذا كان السماء  
 مغلوبة اذ في اطلاقه على المجموع حينئذ  
 اعتبار الغالب عدماً وهو عكس الثابت لغتاً  
 وعرفاً وشرعاً اهـ۔

**اقول** انما الثابت به انه كذا تجدد  
 الاسم كان الماء مغلوباً اما في جهت العكس  
 كما ثبت انه كذا كان الماء مغلوباً لم يصح  
 اطلاق الماء المطلق عليه لانه يحد ث له  
 اسم برئس ولا بد فحصر التقييد في حدود  
 الاسم محل نظر والله تعالى اعلم۔

(بقية ماضية صفحہ ۶۶۱)

من بعد الصيغ تحقيقه ان شاء الله تعالى  
 بعد تمام سرد التقریعات فلا يتقيد الا اذا  
 صح لمقصود آخر ليس باسم ما يقصد  
 به ذلك المقصود كما في ۱۲ منہ غفر له (م)  
 عكس فان حصر التقييد في حدود الاسم في  
 الفتح مطلق وعن الهداية مفهوم ۱۳  
 منہ غفر له (م)

پانی نیسے ہیں جن کے لیے کوئی نیا نام عرف میں مقرر نہیں  
 ہوا ہے، کیونکہ اس سے کوئی غرض متعلق نہیں، مثلاً  
 کے طور پر اس سے مطلق پانی کا نام زائل ہوگا تو یہ نقص  
 ہوگا منع پر احیاء کریم نقص ہوگا جمع پر اوریہ فتح پر ورود  
 زیادہ ظاہر ہوگا کیونکہ اسوں نے یہاں تقييد میں فرمایا،  
 تقييد یہ ہے کہ اس کا نیا نام پڑ جائے، اور دوم تقييد اسی  
 میں شامل ہے، اوریہ اس وقت ہوگا جبکہ یہی مغلوب  
 ہو کیونکہ اس کے مجموعہ پر اطلاق ہونے میں اس وقت  
 غالب کا اعتبار ہوگا عدلی طور پر اوریہ لغت کی ثابت شدہ  
 کا اذ عرف وشرع سے ثابت شدہ کا برعکس ہے (ت)  
 میں کتابوں اس سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے  
 کہ کسی اسم یا نام ہوگا تو یہی مغلوب ہوگا اور اس  
 کے عکس میں یہ چیز ثابت شدہ ہے کہ جب بھی یہی مغلوب  
 ہوگا تو اس پر مطلق پانی کا اطلاق صحیح نہ ہوگا یہ نہیں کہ  
 اس کے لیے کوئی نیا نام وضع کر دیا جائے گا، اور یہ  
 ضروری ہے، تقييد کو نئے نام پڑ جانے میں منحصر کر دینا  
 محل نظر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

تحقیق سے پیش کریں گے، تو یہ مقید نہ ہوگا مگر جبکہ مقصود  
 آخر کے لیے صانع ہو، تو اس وقت اس کا نام وہی  
 ہوگا جو اس کا مقصود ہے، غور کرو ۲ منہ غفر  
 له (ت)

فتح میں تقييد کا نام کہتے ہوئے میں منحصر ہونا منظور  
 ہے، اور ہدایہ کے مفہوم ہے ۱۲ منہ غفر له (ت)



اقول لا شك ان الماء المقيد قسم  
من الماء وحمل المقسم على المقسم لا يستلزم  
انداو این عدم التقید من التقید بعدم  
التقید و کلامی فی هذا الاذالك والجواب  
انه ما لفته لاعرفا لمصلحة النفي فتقول ليس  
ما قبل صيغة والكلام في العرف.

میں کتا ہوں مقید پانی، پانی ہی کی ایک قسم ہے  
اور مقسم کو قسم پر عمل کرنا ہرگز ممنوع نہیں اور عدم تقید  
کو تقید بعدم التقید سے کیا نسبت؟ اور گفتگو اس  
میں ہے ذکر اس میں۔ اور جواب یہ ہے کہ وہ مقید پانی  
ہے نہ کہ عرفاً، کیونکہ نفی صحیح ہے، آپ کہہ سکتے ہیں یہ  
پانی نہیں ہے بلکہ رنگ ہے اور کلام کا دار و مدار عرف  
پر ہوتا ہے۔ (ت)

ہشتم مطلق وہ ہے جس سے پانی کی نفی نہ ہو سکے یعنی نہ کر سکیں کہ یہ پانی نہیں۔

اقول وهذا معنى سابقه غير ان  
مهمة الاطلاق و امتناع النفي قد يتقاربان  
فيما كان ذا احتملين يصح فيه الحمل من  
وجه والسلب من وجه آخر.  
تبیین الحقائق میں ہے،

میں کتا ہوں یہ گزشتہ معنی ہیں، البتہ صحت  
اطلاق اور امتناع نفی، جب دو صحت والے ہوں تو  
کبھی ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں من وجہ حمل  
اور من وجہ سلب صحیح ہوتا ہے۔ (ت)

امافاة الى الزعفران فتعريف بخلاف ماء  
البطيخ و لهذا ينفي اسم الماء عنه ولا يجوز  
نفيه عن الاكل اه

پانی کی انصاف زعفران کی طرف تعریف کے لیے ہے  
بخلاف "مار البطيخ" کے، اس لیے اس سے پانی کے  
نام کی نفی کی باقی ہے اور پہلے سے اس کی نفی جائز  
نہیں ہے۔ (ت)

اقول ان امرين نفى الماء المطلق  
دارا و مطلقا، فلا يجوز نفى المقسم عن  
انقسم قط والماء السدى يخرج من  
البطيخ ليس من جنس الماء فالحق انه  
ليس ماء مقيد ابل خارج من مطلقه  
كالادهان والجواب الجواب.

میں کتا ہوں اگر ماء مطلق کی نفی کا ارادہ کیا جائے  
تو دو لازم آئے گا یا مطلق مار کی نفی کی جائے تو مقسم  
کی نفی قسم سے قطعاً جائز نہیں اور وہ پانی جو بطیخ سے  
نکلے گا جس مار سے نہیں ہے تو قیاس ہے کہ وہ مقید  
پانی میں ہے بلکہ مطلق مار سے خارج ہے جیسے تیل  
والجواب الجواب۔ (ت)

فہم مطلق وہ جس سے پانی کا نام زائل نہ ہو،  
 وهو معنی سابقہ واشیر الیہ فی کثیر من  
 النکت فی التبیین ثم وال اسم الماء عنه هو  
 المعتبر فی الباب ثم وفي الهدایة والكافی  
 لا ان یقلب ذلك علی الماء فیصیر كالسويق  
 لزوال اسم الماء عنه ثم وفي المنہج تحت  
 مشر م ان قد وردی للاقطع اذا احتط انطاہی  
 بالماء ولم یزل اسم الماء عنه فهو طاهر  
 طہور آٹھ۔

اقول هذا حق فی نفسه لكن لا یصلح  
 تعریفاً اذ لو اسید بالماء الماء المطلق واراد  
 الاخلاص وال عن المقید بعباد اصلاً كما  
 علمت مع جوابہ فسرہ فی الغنیۃ صرۃ  
 بالماء اس اذن تحت قول الماتن اذا لم  
 یزل منه اسم الماء فانہ یحیث لو ساء  
 الرائی یطلق علیہ اسم الماء آٹھ

اقول وقد علمت فسادہ ومرة مراد  
 ہیہ النخاص اذ قال تحت قولی لا قطع ولم  
 یتجدد دلہ اسم آخریان معنی شراباً

یہ اس کے سابقہ معنی ہیں، اس کی طرف بہت سی کتب  
 میں اشارہ کیا گیا ہے، تبیین میں ہے اس سے پانی کے  
 نام کا زائل ہونا ہی معتبر ہے اور ہدایہ اور کاف میں  
 ہے کہ یہ کہ وہ پانی پر غالب ہو تو ستر کی طرح ہو جائے  
 کیونکہ اس سے پانی کا نام زائل ہو گیا اور نتیجہ میں  
 ابو نصر اقطع کی شرح قدوری سے ہے کہ جب  
 پاک چیز پانی میں مل جائے اور اس سے پانی کا نام زائل  
 نہ ہو تو وہ ظاہر بھی ہے طور بھی ہے (ت)

میں کہتا ہوں یہ فی نفسہ حق ہے لیکن یہ تعریف  
 نہیں بن سکتا ہے کیونکہ اگر پانی سے مطلق پانی کا اور وہ  
 کیا جاسے تردد، قدرہ آئے گا اور نہ مقید سے بھی زوال  
 نہ ہوگا جیسا کہ آپ نے مع جواب کے جانا، اور اس کی  
 تفسیر غنیہ میں ایک جگہ ”چھٹے“ سے کیونکہ انہوں نے  
 اتنے کے قول کہ جب اس سے پانی کا نام زائل  
 نہ ہوا کے تحت فسادہ یا کر اگر دیکھنے والا اس  
 کو دیکھے تو اس پر پانی کا نام بولے (ت)

میں کہتا ہوں اس کا فساد آپ کو معلوم ہو چکا ہے  
 اور کبھی اس میں پانچویں کو زیادہ کیا کیونکہ انہوں نے  
 اقطع کے قول کے تحت فرمایا اس کا کوئی نیا نام نہیں

|      |                    |                           |                  |
|------|--------------------|---------------------------|------------------|
| ۱۹/۱ | طبعة الامیر یہ مصر | کتاب الطہارت              | لے تبیین الحق    |
| ۱۸/۱ | مطبعة عربیہ کراچی  | الماء الذی یجوز بہ الوضوء | لے ہدایہ         |
| ص ۶۳ | مطبعة روضی مکتبہ   | فی الیاء                  | لے غنیۃ المصلی   |
| ص ۹۰ | سید الکریم قادیان  | ”                         | لے غنیۃ المستملی |

او نعيد او نعوذ لك انا اقول ان عطفه  
تفسيراً فهو قوف على ثبوت ان حكم ما سأل  
عنه اسم الماء وجب ان يوضع بانماؤه اسم  
أحر وان اس ادا النريادة كان المعنى اخت  
الاطلاق يتوقف على اجتماع العدد من فاعل  
وجد احد هه كان نزال عنه اسم الماء ولم  
يتحدد اسم خروا تجدد اسم خروا لم يرول  
اسم الماء كان مقيد وهذا الثاني به طس كد  
في الحميم

پڑا مثلاً یہ کہ شربت یا بنیاد وغیرہ کہا جائے اور میں کہتا ہوں سکا  
عطف تفسیری ہے اور اس امر پر موقوف ہے کہ ہر  
وہ چیز جس سے پانی کا نام زائل ہوا ہو لازم ہے کہ اس  
کے بالمقابل کوئی اور نام وضع کیا جائے اور اگر زیادتی  
کا ارادہ کیا تو معنی یہ ہوں گے کہ اطلاق موقوف ہے  
دو دہروں کے اجتماع پر تو اگر ان میں سے کوئی ایک  
پایا جائے مثلاً یہ کہ اس سے پانی کا نام زائل ہو جائے  
اور اس کا کوئی نیا نام نہ پڑے یا نیا نام پڑ جائے مگر  
پانی کا نام زائل نہ ہو تو مقید ہو جائیگا اور یہ دوسری  
شقت بالکل ہے جیسا کہ گرم پانی میں۔ (ت)

دھرم مطلق وہ ہے کہ پانی کا نام لینے سے جس کی طرف ذہن مسکت کرے بشرطیکہ اس کا کوئی اور نام نہ پید  
ہوا ہو اور جس کی طرف لفظ آب سے ذہن مسکت کرے یا اس کا کوئی نیا نام نہ پید ہو مقید ہے علیہ میں ہے۔

الماء المطلق فيه عبارات من احسنها ما يباح  
افهام الناس اليه عند اطلاق الماء مالم  
يحدث له اسم على حدة والماء المقيد  
ما لا يتسامع اليه افهام الناس من  
اطلاق لفظ الماء او ما حدث له اسم  
على حدة انا  
اقول اولاً هذا الصلح من ماله  
في العكس فانه لا يشق منعا وان وجد  
مقيد لم يحدث له اسم واقبل ايراد  
في النظر فانه صرح بان تسامع الافهام

مطلق پانی کے متعلق کئی عبارتیں ہیں، سب سے عمدہ  
یہ ہے کہ مطلق پانی وہ ہے کہ جب صرف پانی کہا جائے تو  
اس کی طرف منتقل ہو جائیں، جب تک کہ کسی  
یہ کوئی نیا نام نہ پڑے اور مقید پانی وہ ہے کہ  
جب صرف پانی کا لفظ پڑا جائے تو ذہن اس کی طرف  
نہ جائے یا وہ کہ جس کا کوئی نیا نام ہو اور (ت)

میں کہتا ہوں اور قائلیت کے اعتبار سے یہ تعریف  
پہلی سے بہتر ہے کیونکہ اس پر ایسے مقید پانی کا اصرار نہ ہوگا  
جس کو ابھی نیا نام نہیں دیا گیا اور جامعیت کے اعتبار سے  
یہ پہلی سے زیادہ قابلِ قرا ہے جو اس کا یہ نام پڑے تو اس  
کا کل طعن مسکت رہے گا کہ مقید ہوگا، اور ثانیاً اس سے ظاہر  
ہوئے کہ یہ شرط افضل اور بے عمل ہے کیونکہ اس نام کا

پیدا ہوتا جو مقید میں ہے اُس کا وہ اُس کے ساتھ مجتمع  
ہونے کا کوئی امکان نہیں، حالانکہ اطلاق اُس کی طرف  
وہ اطلاق سبقت کرتے ہیں۔ (ت)

الیہ لا بعدی عند حدوث اسم آخر  
و ثانیاً مع قطع النظر عن ذلك ان  
هذا الشرط ضامن لا محال له اصلاً في  
حدوث الاسم الذي يكون في المقيد لا امکان  
لا اجتماعه مع تسمية الاضمار اليه عند  
الاطلاق۔

یا من دھم مطلق وہ ہے جس کی طرف نام آپ سے ذہن سبقت کرے اور اس میں نہ کوئی نہایت  
ہر اور نہ اور کوئی بات مانع جواز نازیر قیدی بحر میں اضافہ کیے تاکہ آپ نہیں سمجھ سکتے کہ  
اقول ولو اکتفى بالآخر فكفى ونقصه  
المطلق ما يبيح الى الاضمار مطلق قوب صاء  
وہ یقرب بہ خبر وکامعنی یسم بحر  
الصلاة قال فخرج الماء لمقيد المستحسن  
والستعمل آہ

میں کتا ہوں اگر وہ آخر پر اکتفا کرتے تو کافی ہوتا  
اور اُس کی عبارت یہ ہے کہ مطلق وہ ہے جس کی طرف  
الفاظ مطلق مار کے ہونے سے منتقل ہو جاتے ہیں اور  
یہ وہ پانی ہے جس میں کوئی ناپاکی نہ ہو اور نہ ایسا  
کوئی وصف ہو جو جوہر صلوٰۃ کے منافی ہو تو اس قید  
سے مقید، مقبس اور مستعمل پانی خارج ہو گیا (ت)

اقول هل المستعمل والآخر داخلان  
فيما يسق اليه الذهن باطلاق الماء امر لا معنى  
الشئ صاع المقيد ان وحقط قديم غرضهما  
على زيادة القيدین وعلى الاول لا شك انهما  
من الماء المطلق ولا يثبت بالمطلق الا هذا  
وعليه اقتصر الائمة قبله بل هو نفسه فيما  
بعد ذلك بوسقة اذ قال لا ينعى بالمطلق الا  
ما يتبادر عنده اطلاق اسم الماء آہ و هذه

ماقتصة بل في نفس الكلام ايضا شوب منها  
اذ يقول فخرج العقيد والمتبحر المستعمل  
وكذا اقل شواهد ان المتبحر والمستعمل  
غير عقيد مع انه <sup>عليه</sup> منه لكن عند العالم بالجملة  
او الاستعمال ولد اعيد بعض العدد التبادر  
بقوله بالنسبة للعالم بحاله آه

بلکہ انہوں نے خود ہی ایک ورق بعد فرمایا ہماری مراد  
مطلق سے وہ پانی ہے کہ عیب پانی کا لفظ بولا جائے  
تو اسی کی طرف دیکھیں متبادر ہو لہذا وہ من قصہ ہے  
بلکہ نفس کلام میں اس کی تلاوت ہے وہ فرماتے ہیں تو  
عقیدہ متبحر لہذا مستعمل اس سے نکل گئے اور اس سے  
شش "فرمایا کہ اس کا ظاہر ہے کہ متبحر اور مستعمل  
غیر عقیدہ ہے حالانکہ عقیدہ سے ہے، مگر اس کے نزدیک جس کو نجاست یا استعمال کا علم ہو، اس لیے بعض علماء نے  
تبادر میں بالنسبة للعالم بحاله کہ قید برہانی ہے۔ (ت)

اقول رحمك الله اذ كان هذا  
عالمه حيا لا يظهر لمن لم يعلم بحاله الا  
بالاخبار من حارسه فصر ان الماء جيهما  
باق من صرافة مائيته لم يعرفه ما يخرجه  
عنها والا لظهر لمن نضره مبرور  
في معرفة الماء من غيره لا يعتد به الى تعليم  
من نضره فكيف يكون عقيد او ماله جملة  
هذا شي نضره به ايجر له امره لعيره و  
تبعه عليه ش وكذا معشني الدرر عند الخليم  
عليه اي السد كراد وكل منهما ۱۲ من  
عمر له۔ (م)

میں کہتا ہوں جب یہ چیز ایسی غنی ہے کہ صرف  
واقعہ حال ہی بیان سکتا ہے یا خارج سے اطلاع  
پر معلوم ہو سکتی ہے تو یہ ظاہر ہو کہ پانی ان دونوں  
میں اپنے اطلاق پر مافی ہے اس کو کوئی ایسی چیز  
حارس نہ ہوتی جو اس کو پانی ہونے سے خارج کرے  
ورنہ ہر صاحب نظر کو ظاہر ہو جاتا، کیونکہ پانی کے بارے  
میں جاننے کے لیے انسان کو ہر سے جاننے کی ضرورت  
ہیں، تو یہ کیسے عقیدہ ہوگا، خلاصہ یہ کہ یہ ایسی چیز ہے  
جس میں کو مشفق ہیں میں نے اور کسی کے کلام میں اس کو  
یہی ذکر یا یا دونوں میں سے ہر ایک ۱۲۰ من  
عقلہ (ت)

عليه ثم رآيت السيد الشريف العلامة  
رحمته الله تعالى سبقه اليه في التعريفات  
كما سياتي ۱۲ منه عقل له۔ (م)

پھر میں نے دیکھا کہ سید شریف نے التعريفات  
میں بھی یہی لکھا ہے، جیسا کہ آئے گا ۱۲۰ من  
عقلہ (ت)

عليه وكذا تلميذه شيخ الاسلام العسوي  
في المنهج واقر عليه طقصابا وسبعة

اور اسی طرح ان کے شاگرد شیخ الاسلام عسوی نے منہج  
میں ذکر کیا اور اس کو طے سے برقرار رکھا قریبات  
(باقی برصغیر آئندہ)

نہیں دیکھا اور انکی متابعت نہ کی اس طرح دور کے محشی عبد العظیم  
اور عادی سے کی اصحاب دور فرماتے ہیں اس کے اطلاق کا رد ل

والعادی وذلك حين قول الداندي والاطلاق  
اما كمال الاستخراج او بطلان الممتزج

(بقیہ ماضیہ منقرضہ)

السيدو البهر العزى وعبد العليم والخادمى  
وطوش رحمه الله تعالى عليهم وعليهما  
اجمعين قال العلامة ط على قول الدر هو ما يبادر  
حنى الاطلاق اى يبدى للذهن فهمه بمجرد  
سماعه مطلقا وهو بمعنى قول المصحح هو البادر  
على اوصاف حلقته ولم يخالطه نجاسة  
ولم يعلب عليه شئ اه ونظما السيد فى تعريفه  
هو الماء الذى يقع على اصل حلقته ولم  
تخالطه نجاسة ولم يعلب عليه شئ  
ظاهر اه -

**اقول** وهو احسن مما فى المصحح  
بوجهين احدهما انه قيد شئ بالطاهر  
فليرى قوله لم تخالطه نجاسة مستورا  
بجلاء عبارة المصحح فان ما خالطه نجاسة  
فقد علبه شئ والاخر انه اتي بالاصل  
مكان الاوصاف فلا يرد عليه الجحد بخلاف  
المصحح فان الماء باجماده لا يتغير الوصف ولا  
طعم ولا رائحة وهى العقيدة من ذكر  
الاوصاف والتعبير فى التعريف هو  
البادر وظاهره انه لم يخالطه نجس ولا

برجئے، سید، بحر، عزیزی، عبد العظیم، خادمی، طوش اور ش  
رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وعلیٰنا اجمعین، علامہ طوش نے  
دور کے قول پر فرمایا، وہ عندا لاطلاق قیادہ ہوتا ہے۔  
یعنی ذہنی کی طرف فہم سبقت کر لیا ہے محض سننے سے مطلقا  
اور یہ نسخ کے قول وہی باقی ہے اپنے فطرت و صفت  
پر اور اس میں کوئی نجاست نہیں ملے ہے اور اس پر  
کوئی شے غالب نہیں ہوتی ہے اور کے مطابق ہے  
اور سید کے لفظ التعریفات میں یہ ہیں یہ وہی پانی ہے  
اپنی اصل صفت۔ باقی ہے اور اس کو کوئی نجاست  
میں ملے ہے اور اس پر کوئی پاک شے غالب نہیں ہوتی ہے  
میں کہتا ہوں یہ نسخ کی عبارت سے دو طرح  
اچھا ہے ایک تو یہ کہ انہوں نے شئی کو طہر سے مقید کیا  
تو اس کا قول "نہیں ملے اس سے نجاست" زیادہ ہوگا  
کثافت عبارت نسخ کے، کیونکہ جس میں نجاست ملے تو بلاشبہ  
اس پر کوئی چیز غالب ہوگئی، اور دوسرے یہ کہ وہ اصل  
کو کہنے بجائے اوصاف کے تو ان پر ہر کے ذریعہ  
اعتراف وارد نہ ہوگا بخلاف نسخ کے کہ پانی منجھ ہونے  
کے باعث نہ تو رنگ کو بدلتا ہے اور ذرہ ذرہ اور بو  
کو اور اوصاف کے ذکر سے قیادہ بھی ہے اور تعریف  
میں قیادہ ہی معتبر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی نجس  
(باقی اگلے صفحہ پر)



قَالَ عَلَيْهِ اَوْرِدْ عَلَى الْحَصْرِ الْمَاءَ الْمُسْتَعْمَلُ  
وَالْجَابِ الْاَوَّلُ بِانْ هَكَذَا الْمُسْتَعْمَلُ فِي نَزْوَالِهِ  
بِاخْتِلَافِ الْمُحَسِّنِ ۱۵۰

یا تو کمالی اعتراض سے ہو گیا یا اعتراض کے غلبہ سے ہو گیا،  
اس پر ان دونوں نے اعتراض کیا ہے کہ حصہ پر اعتراض  
مستعمل پانی سے کیا گیا ہے، اور پچھلے جواب دیا کہ

مُصَنَّفُ الْكَلَامِ اُسْیَیْ سَكَنَ زَوَالٍ مِیْنَ سَهْ كَسَى عَمْرٍوس چیز کے اختلاف کی وجہ سے اور (ت)

میں کہتا ہوں یہ کیسے، حالانکہ اسوں نے لکھا ہے  
ٹپکائے جاسے اسے کا ذکر کیا ہے اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ  
مقسم پاک پانی ہے اور مستعمل نجس کی طرح ہے تو اس پر  
کوئی غبار نہیں اور (ت)

اقول کیف وقد ذكر المستعمر من  
النبات والثاني بيان المقسم البوالط هو  
والمستعمل كالنجس فلا يقاس ۱۵۱

اقول قد علمت ان كلامه الاشارة بؤد  
بدخول المتنجس في المطلق فضلا عن المستعمل  
وكذا ذلك كلام اهل الصابغة قبل البحر حيث  
لم يزيلوا الاطلاق الا بالامس بن قمرس أيت  
في كلامه ملك العلماء ما يدل على  
صريحها اذ قال قدس سره اما مشروا ان كان  
الوضوء فمتى ان يكون الوضوء بالماء ومنه  
ان يكون بالماء لمطلق ومنها ان يكون السماء  
وبغيره عليه من غير ۱۵۲

میں کہتا ہوں کہ ائمہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے  
کہ ناپاک مطلق میں داخل ہے چہ جائیکہ مستعمل، اور  
اس طرح اہل صابغہ کا کلام حجر سے چلے، کیونکہ ان کے  
نزدیک اطلاق زوال صرفت و د امر میں ہے  
یہ میں نے منہ صبر کے کلام میں اس کی صراحت  
پائی اور فرماتے ہیں ہر مالی ارباب شریعت و ضوابط ان میں  
ایک قیود ہے کہ وضو پانی سے ہو اور یہ کہ ماء مطلق سے  
ہر لور پانی پاک ہو تو نجس پانی سے جائز نہیں، ایک یہ

غلبه شيء الا ان يصحم الاوصاف المرتقة و  
السلان ولوان السيد اسقط قوله لو تخاطب  
بجاسة لم يخالطه تكاسرة وكان من احسن  
التعريفات الامام معصن الغلبة من  
الحفا، كما لا يخفى ۱۵۳ منه غفر له - (م)

اس سے ملا نہیں اور کوئی شے اس پر غالب نہ ہوئی،  
ہاں اگر اوصاف کو علم کر لیا جائے اور رتہ و سید گ  
اس میں شامل کر لیا جائے، اور اگر تہ اپنا قول لم تخاطب  
بجاسة ساقط کر دیتے تو ان پر کوئی اعتراض نہ ہوتا،  
اور یہ بہترین تعریف ہوتی، ہاں صرف غلبہ کے معنی  
میں کچھ پوشیدگی ہے، کہ لا یخفی ۱۵۴ منہ غفر له (ت)

ظاہر اطلاق جوتہ یا الماء المتنجس ومنها ان  
 یكون طهوراً فلا یجوز یا الماء المستعمل  
 اھ ملقط فهو صریح فی ان اشتراط  
 اطلاق الماء لم یخرجها حتی احتیج الی  
 شرطین آخرین وكذلك کلام الحنیفة  
 اذ یقول تحویر الطہر سرة بماء مطلق صاف  
 اھ فافاد عموم المطلق لاطل صاف وغیره  
 واستدل علیہ فی العلویۃ بقولہ کانت  
 الاولی ان یقول طہر مکان طاهر لان  
 الطہر سرة لا تجوز بماء طاهر فقط اھ  
 فافاد عمومہ المستعمل وقد صرح بہ فی  
 بعنیۃ فقال لیس المتنجس ماء مطلقاً  
 فاحتاج الی الاستحسان لعلہ یقولہ طاهر  
 ولو کانت المجرورة تکسب تفتید الماء  
 احتیج بعد ذکر الاطلاق الی ذکر الطہر  
 والیہ اشار فی البناۃ اذ قال التوضی  
 مہ جائز ما دامت صفۃ الاطلاق بقیۃ  
 ولم تنطہ نجاسة  
 اقول ولعل العامل للبحر علیہ

کہ طہر ہو تو مستعمل پانی سے جائز نہیں اھ ملقط  
 قویہ اس میں صراحت ہے کہ غلط پانی کی شرط ہے ان  
 وہ نوی کو خارج نہیں کیا، تاکہ دوسری شرطوں کی  
 حاجت پڑے، اور یہی گفتگو ختمہ میں ہے وہ فرماتے  
 ہیں ماہ مطلق طہر کے ساتھ طہارت جائز ہے اھ تو  
 علم مطلق نے طہر اور غیر طہر کا فرق کیا اور علیہ میں  
 اس پر یہ استدراک کیا ہے فرمایا بہتر یہ تھا کہ طہر  
 کہتے بجائے طہر کے، کیونکہ طہارت صرف طہر پانی  
 سے نہیں ہوتی ہے اھ تو انہوں نے اس کے مستعمل کو  
 عام ہونے کا افتاد کیا اور غنیہ میں اس کی تصریح کہ  
 فرمایا ناپاک پانی کو مطلق پانی کہا جاتا ہے پھر ان کو  
 اس سے احتراز کی حاجت ہوئی تو فرمایا طہر ہر اور  
 الریۃ سے اس میں نفیہ ہوتی تو اطلاق کے  
 بعد طہر کے ذکر کی ضرورت نہ ہوتی اھ اور ہنایہ میں  
 اسی طرف اشارہ کیا فرمایا اس سے وضو جائز ہے  
 جب تک اس میں صفت اطلاق باقی ہو اور اس میں  
 نجاست نہ ملے ہر اور اھ

میں کہتا ہوں غالباً بحر کو یہ کہنے کی ضرورت اس لیے

|      |                   |               |                   |
|------|-------------------|---------------|-------------------|
| ۱۵/۱ | سمیعہ کمپنی کراچی | ارکان الوضو   | کتاب ہدایۃ الصائغ |
| ص ۶۱ | مطبع رسوخ لکھنؤ   | فصل فی المیاء | کتاب غنیۃ المصلی  |
|      |                   |               | کتاب حلیہ         |

|       |                   |                          |                      |
|-------|-------------------|--------------------------|----------------------|
| ۸۸    | سیل اکیڈمی لاہور  | فصل فی بیان احکام المیاء | کتاب غنیۃ المستملی   |
| ۱۸۷/۱ | ملک ستر فیصل آباد | الماء الذی یجوز بہ الوضو | کتاب بنایہ شرح ہدایۃ |

پڑی کہ بعض فقہانے (یا مطلق پانی سے طہارت جائز ہے، اس کے ساتھ کہ انہوں نے مطلق رکھ، اگر گریہ ان دونوں کو شامل ہوتا تو ان دونوں سے طہارت کے جواز کا دہم ہوتا اور یہ کچھ نہیں، کیونکہ قیود کی مثالیں عام طور پر ذکر نہیں کی جاتی ہیں کہ ان کا علم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر فقہانے اس کو اطلاق کی قید سے بھی مقید نہیں کیا ہے پس فرمایا ہے طہارت جائز ہے اس کے پانی سے وادیوں کے پانی سے (دست) و دوش دھو کر وغیرہ کی قیود سے آزاد مطلق صرف وہ ہے کہ پانی کا نام لینے سے جس کی طرف ذہن جاتا ہے ملک العلماء برائے میں فرماتے ہیں،

مطلق پانی وہ ہے کہ جب پانی کا نام لیا جائے تو ذہن اس کی طرف منتقل ہو جائے جیسے نہروں، چشموں، کنوؤں، بادلوں، تھالوں، مٹوں اور دریاؤں کا پانی (دست)

بہر حال مقید پانی وہ ہے کہ جب پانی کا نام لیا جائے تو ذہن اس کی طرف بہتت نہ کرے، اور یہ وہ پانی ہے جو کسی عمل کے ذریعہ چیزوں سے نکال جائے جیسے درختوں، پھلوں اور گلاب وغیرہ کا پانی (دست) میں کہتا ہوں وہ صحت جو ان کے کلام یہ وہ پانی ہے جو نکالاجائے "میں ہے، مرد نہیں ہے قطعاً اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ مثل اُس پانی کے، لا متنبہ رہنا چاہئے۔ (دست)

در مختار میں ہے: (یوفی الحدیث بماء مطلق) ہو صابن یا در حدیث الاطلاق (حدیث کو رفع

قولی بعضہم تجوز الطہارة بالماء المطلق اس سلسلہ اس ما لا خلاف علیہما اوہم حیوان الطہارة بہما ولیس بشئ فان امثال النقیود تطوی عادة للعلم بہما فی محلہ الاتری انت الاکثرین لم یقیدوا بالاطلاق ایضا انما قالوا تجوز بماء السماء والادویۃ الخ

بھی مقید نہیں کیا ہے پس فرمایا ہے طہارت جائز ہے اس کے پانی سے وادیوں کے پانی سے (دست) و دوش دھو کر وغیرہ کی قیود سے آزاد مطلق صرف وہ ہے کہ پانی کا نام لینے سے جس کی طرف ذہن جاتا ہے ملک العلماء برائے میں فرماتے ہیں،

الماء المطلق هو الذی تناسخ اقسامہ الیہ حد اطلاق اسم الماء کما والانیہ والعیون والایہام والسماء والقدرات والبیاض والیحار۔

پھر فرمایا،

واما النقیذ فهو ما لا تناسخ الیہ (الافہام) عند اطلاق اسم الماء وهو الماء الذی یتخرج من الاشیاء بالاعلا ج کسب الاشیاء والثمار وما ورد و نحوه الخ الخ اقول والحصر المستفاد من قوله هو الماء الذی یتخرج غیر مراد قطعاً وانما المعنی الماء الذی فلیتنبہ۔

سے برائے الصنائع مطلب الماء النقیذ  
سے در مختار باب المیاء  
سیدہ کعبی کراچی ۱۵/۱  
مجتبیٰ دہلی ۳۳/۱

کیا جائے مطلق پانی سے، یہ وہ ہے جو اطلاق کے وقت متبادر ہو۔ (ت) بحر سے گزرا، لا یعنی مطلق الامتصاص در عند اطلاق اسم الماء (م مطلق سے وہی مراد لیتے ہیں جو ماء کا اطلاق کرنے وقت متبادر ہوتا ہے۔ ت) کائنات و نیز یہ و بحر الاثر میں ہے، المراد یہ چھٹنا مابین الی لا فہم مطلق قولنا الماء (اس سے مراد یہاں وہ ہے جو ہمارے قول پانی کے اطلاق سے فوری کج جائے۔ ت) غایہ و نیز یہ میں ہے۔

لا یجوز بما اعتصر لایس بماء مطلق لانه عند اطلاق الماء لا یصلح علیہ و تحقیق دلت انا لوفر ضماقی بیت انساب ماء یثرا و بحر او غیر و ما اعتصر من شجر او شرف فقیل لہ مات ماء ۱ یسبت الی دھن المخاطب الاول و لا نفی بالمطلق و المقید لا ھذا

جو پانی نچوڑ جانے سے و متبادر نہیں کیونکہ وہ مطلق پانی نہیں کیونکہ سبب ماء کا اطلاق یہ ہے تو اس کا اس پرانی ق نہیں ہوتا ہے در سبب تحقیق یہ ہے کہ اگر ہم فرض کریں کہ شمس کے گھر میں پانی کا گراں ہے یا ریا یا پشتر ہے و وہ پانی بھی ہے جو درخت یا پھل سے نچوڑا گیا ہے، پھر ہم اس سے پانی، نگیں تو من طب کا ذائقہ پانی ہی طرف منتقل ہوگا، لہذا مطلق و مقید سے یہی مراد ہے۔ (ت)

اقول یہی اصح و احسن تعریفات ہے کما قال فی الحلۃ لولا ہام د (بیمار تیر میں کہا ہے اگر وہ

نہ ہوتا تو زیادتی نہ ہوتی۔ ت) مگر محتاج توضیح و تفسیر ہے

واقول و بالله التوفیق العوامری

اقول و بالله التوفیق عوامری نہ تو عند اطلاق

مفہوم ہوتے ہیں اور نہ مطلق تسلیم ہوتے ہیں، کیونکہ عند اطلاق ذات ہی مفہوم ہوتی ہے جیسے آپ انسان کا لفظ بولتے ہیں تو ذہن رومی، حبشی، عالم، جاہل، لجنہ، چھوٹے، حسین، مشعل و غیرہ کی طرف منتقل نہیں ہوتا ہے، مگر اس سے یہ بھی

لاھی تفہم عند لاطلاق و لا ہی مطلق تسلیم الاطلاق دفن لذات ہی المفہومۃ من الاصلدق کما اذا قلت نسبت لایقارح العہم حنہ الی السردی والسنحی والعالی والمجاہل والظہر والقصور والحصین

۱/۶۸ سبب کی پوری تفسیر کتاب الطہارت

۱/۲۷ مجمع انہر تجوز الطہارۃ بالماء المطلق مکتبہ عامہ مصر

۱/۶۱ الحانیۃ مع الفتح الذی بحرہ الرضوی فوریہ رضویہ مکر

والد ميم و امثال ذلك من العوارض ولا يلزم منه خروج هؤلاء عن الانسان المطلق فان ذاتهم ليست الا ما فهم من لفظ الانسان ولم يصرفهم ما يتعد هم من الدخول فيما تتسارع اليه الافهام بسماح لفظ الانسان ولو ان العوارض مطلقا تسمى الدخول لعدم انهما مباحا من المطلق لم يدخل تحتها شئ من افراده لان لكل فرد تشخيصا لا يصدق عليه الاسم عند ذكره اسم المطلق فكان هذا يقتضي التسوية بين مطلق الماء والماء المطلق لكن قسمه عوارض تسمى ذواتها عن الدخول تحت اشئ المطلق ويقال فيها ان اسم المطلق لم يتناولها لكونها مما لا تتسارع اليه الاقسام كقطوع اليديين والرجلين في الرقبة فان المفهوم الذات الكامله وبيد التمر وماء العصفير الصالح العصفير فان اسم الماء المطلق لا يطبق عليهما ولا يصدق الا فيهما عند اطلاقه اليهما مع ان اصحاب تلك العوارض ايضا ليست ذاتها الا ما فهم من الاطلاق وعدم الغفام العوارض مشترك في حكم عارض عن فلا بد من الفرق ولو اس من حاصر حول هذا.

فما قول على ما في من قلة البضاعة

ظلم نہیں آتا کہ لڑکے مطلق انسان کے ذمے سے خارج ہیں، کیونکہ ان کی ذات وہی ہے جو لفظ انسان سے مفہوم ہے اور ان کو کوئی ایسا مانع درپیش نہیں کہ یہ لوگ اس مفہوم میں داخل نہ ہوں جو لفظ انسان سے ہی ذہن میں آجاتا ہے، اور اگر عوارض مطلقا دخول سے مانع ہوتے، کیونکہ یہ مطلق سے سمجھے نہیں جاتے ہیں تو مطلق کے تحت اس کے افراد میں سے کوئی شئی داخل نہ ہوتی کیونکہ ہر ایک فرد کے لیے تشخص ہے جس کی طرف مطلق نام کے ذکر کرنے سے ذہن منتقل نہیں ہوتا ہے تو یہ تعاصر کرتا ہے کہ مطلق، بار اور بار مطلق کے درمیان مساوات ہے لیکن وہاں ایسے عوارض موجود ہیں جو ان کے ذوات کو مطلق شئی کے تحت دس مرتبے سے مانع ہیں، اور ان میں کہا جاتا ہے کہ مطلق اسم ان کو مستل نہیں ہے کیونکہ ان کی طرف تیری سے منتقل نہیں ہوتا ہے جیسے کہ رقبتہ میں مقطوع الیدیین والرجلین، کیونکہ مفہوم ذات کاملہ ہے اور بیذ تر اور عصفیر کا پانی جزئیاتی کے، نہ تو ہر ایک کو بار مطلق ان دونوں پر سبب ہوتا ہے، در حقیقت کے وقت ذہن ان دونوں کی طرف منتقل نہیں ہوتا، باوجود اس کے کہ ان عوارض واسطے ان کی ذات ہیں ہیں، مگر وہ جو اطلاق کے وقت مفہوم ہر اور عوارض کا مفہوم نہ ہوتا ہے ان عوارض میں مشترک ہے، تو فرق ہونا ضروری ہے، مگر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے یہ فرق بتایا ہو۔ (ت)

پھر میں علی ہے جناسی کے باوجود کہتا ہوں

وقموس بحث ۲۲ مستحب رقی شہ بصاحب  
 استفادہ : صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم  
 قوسم الاسماء بانشاء لحقی و قسما یسز  
 الحقائق بتفاوت المقاصد ولذا کان بعض  
 الاوصاف تجزئ مجزئ الاجزاء کا لا طراف  
 فی الحیوان والاعیان فی الاقسام لانت  
 بعواتها فرات منافع الدات والشیء ادا  
 خلا من مقصوده بطل فیستغرق بہ التعمیر  
 الی اندوات المدلول علیها عرفا بالاسماء  
 ومعلوم ان المركب من الشئ و غیرہ خبرہ  
 غیر انت العرف بل والشرع واللغة جیب  
 تلاحظ الفلحة فاذا کان المماخر اکثر  
 قدرا من الشئ کان المركب احق باسم  
 المماخر من اسم الشئ وان تساویا قساقط  
 فلم یکن المركب مفهوما من اطلاق اسم  
 شئ مسمی لان وضع الاسمین بان اکتل  
 بعیالہ لا بانشاء اکل مجموعا فعم ان  
 کان قتل لم یستبر الا ان تحدث ما متزاجہ  
 حقیقة عرفیة مرکبة متناثرة مقصودة  
 لتعابذ متناثرة فیصیر المركب ذاتا اخرى  
 عزلا عن تفاوت المقاصد فلا یبقی داخل تحت  
 المفهوم عرفی فاما من الاطلاق فثبت ان التعام

اسماء کی وضع حقائق کے متناظر میں ہوتی ہے اور حقائق  
 میں امتیاز مقاصد کے اعتبار سے ہوتا ہے اور اس لئے  
 بعض اوصاف اجزاء کے قائم مقام ہر ستم ہیں جیسے  
 حیوانات کے اعضاء اور درختوں کی شاخیں کیونکہ ان چیزوں  
 کے خاتمہ سے ذات کی منفعتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں اور  
 جب کسی چیز کا مقصود ہی فوت ہو جائے تو وہ چیز  
 باطل ہو جاتی ہے اور اس طرح ذات بھی متغیر ہو جاتی ہے  
 جس پر اسماء کے ذریعہ عرفان کالت کی جاتی ہے اور یہ  
 معلوم ہے کہ جو چیز کسی چیز اور اس کے غیر سے مرکب  
 ہوتی ہے وہ اس کا غیر ہوتی ہے لیکن عرف و شریعت  
 اور لغت سب ہی میں غلبہ کا اعتبار ہوتا ہے تو جب شے  
 و انیز اصل شے سے مقدار میں زیادہ ہو تو مرکب پر  
 وہ پڑنا چاہئے اور اس لئے وہی اکثر شے کا ہے کہ اصل  
 شے کا اور اگر دونوں میں برابری ہو تو کس کا ہوگا تو  
 ان میں سے جب کسی شے کا اطلاق مرکب تو مرکب  
 مفہوم نہ ہوگا کیونکہ نام تو مرکب کے مقابل مستقلا ہے  
 مجموعہ کے مقابل نہیں بل کہ وہ کہ ہو تو معتبر ہوگا  
 یا اگر اس کے متن سے ایک نئی حقیقت عرفیہ وجود  
 میں آجائے تو مرکب اور قرار ہو اور خاص مقاصد  
 کے لیے ہو تو مرکب عرفی ایک ہی ذات ہوگا اس لیے  
 کہ مقاصد مختلف ہو گئے تو وہ اطلاق سے عرفا معہوم  
 کے تحت داخل ہوگا پس ثابت ہوا کہ لفظ کے اطلاق

میں کتا ہوں اس سے فقہاء کے اس قول کے معنی  
 (باقی بر صغیر آئندہ)

عن اقول وبهذا والله اعلم

من اطلاق اللفظ على الذات الموضوع لها  
من دون نقص ولا زيادة يعبر عنها فعل  
عام حتى لا يعترض بها المعبر وصف تعبر في ذاته  
وان كان هناك نقص او زيادة في امر خارج  
فهو لا يصح المعبر وصف من الذي خول تحت  
الشئ المطلق والاصح ديه علم بطلان

(بقية حاشیہ صفحہ گزشتہ)

معنى قولهم المطلق ينصرف الى افراد شامل  
وقولهم المطلق ينصرف الى ملائمة وسبب  
انه لا خلاف بينهما فالمطلق ينصرف في الطلب  
الى اولى ما يطين عليه سواء كانت مطلوب  
الفعل اذ يكتفى لبراءة الدلالة من  
المستوعب جنسه فلا يجوز شئ منه لكن  
ينصرف الى فرد كامل في الذات لم يعبر عنه  
ما يجعله ناقصا في ذاته بالمعنى المذكور  
لعدم انطباق مع من المطلق والمصرف  
ايه ادسه ما كل فيه الداء هذا هو المحقق  
الاسبق اما ما قاله في ان الصواب المطلق  
الى افراد لكاملين كقوله عدم الاعتذار  
فيمحله اذا حمل لمطلق على كماله في  
وصف اخر وروا ان كمال في الذات انقضى  
عنه علم بعينه وبنائه التوفيق ۱۲  
نفس له حفظه من به تعالى - (م)

واصح ہو گئے کہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے، میر  
یہ کہ مطلق کو ادنیٰ کی طرف پھیرا جاتا ہے اور یہ کہ دونوں  
باتوں میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ طلب میں مطلق سے  
ادنیٰ مراد ہوتا ہے، عام اریں کہ مطلوب فعل ہو کہ وہ  
بر ت امر کے یہ پائی ہوتا ہے یا ترک ہو کہ فروع اس  
کی جنس ہوتی ہے تو اس میں سے کچھ بھی جائز نہیں ہوتا ہے  
لیکن فرد کامل کی الذات مراد ہوتا ہے، اس میں کوئی  
چیز ایسی نہ ہوتی چاہئے جو اس کی ذات میں مذکور معنی  
کے اعتبار سے موجب نقص ہو کیونکہ اس صورت میں وہ  
مطلق سے مفہوم نہ ہوگا، تو جس کی طرف پھیرا جاتا ہے  
وہ ادنیٰ ہے اس چیز کا جس میں ذات مکمل ہوئی ہو  
یہ تحقیق انیق ہے، الحدیثی نے جو کہا ہے کہ مطلق کا  
فرد کامل کی طرف پھرتا مقدم احتیاد میں ذکر کیا جائیگا  
تو اس کا محل یہ ہے کہ مطلق جب کسی ایسے امر پر  
محول ہو جو کسی دوسرے وصف میں کامل ہو ذات کے  
علاوہ، اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ نفس  
علم ہے ۱۲ منہ غفر له حفظ رب تعالیٰ - (ت)

الحقیقة فی المركب مع المساوی والغالب  
لغة وعرفاء وشوعاً مطلقاً ومع الغلیل  
المذکور عن عرفاء مع بقا الحقیقة اللغویة  
ولذا کان المقید قسماً من مطلق السواد  
فی جهة المقص قد تبطل مطلق اذا کان  
ذلك الوصف حاسراً یا مجزئاً المركب  
او مع اللغوی ایضاً کالیلان للماء وقد  
تقی لغة وتبطل عرفاً اعنی عن التعاهد  
العرفی عند اطلاق الاسم وذلك اذا تبدلت  
المقاصد العربیة کالسرقیة علی لا قطع فانه  
حقیقة فی بعض ولا نفهم صیغها عرفاً اذا علمت  
هذا فالمقص فی الماء یزول سیداً به او رقة  
والشخص لا یسعی ما وصل عن الجسد و  
لزيادة باختلاطه یا کثرته قدر او مساو  
او یمایه صیر به مرکباً مستقراً من حاسر یا غیر  
کاستفوت فید التمر اذا احصا نخیلاً والمصنوع  
فیه الخمر اذا احصا مرقاً والمحلول فیه  
الزعفران اذا احصا صیغاً والمخلوط فیهما  
الذین اذا احصا صیغاً فحقن هذا التثعيب  
الفرج وح جیفا علی مذهب قاضی الشرح و  
الغریب المصحح المصحح کما تقدم من  
الهدایة والثانیة ولا شک ان فی هذه الوجوه  
الامر بعة تبدل ابدان حقیقة او عرفاً و  
مستخرج حاسراً وهو ما استبد النافع  
المستخرج له یجوز یکاد یحسبه السدی

کہ حقیقت کا مرکب میں یا طل ہونی مساوی اور غالب کے  
ساتھ ہے لغتاً، عرفاً اور شوعاً، مطلقاً، اور قلیل مذکور  
کے ساتھ فرق مع حقیقت لغویہ کے باقی رہنے کے اس لئے  
مقید، مطلق، یا کہ قسم ہوتا ہے، اور نقص کی جست میں  
کبھی حقیقت مطلقاً یا طل ہوجاتی ہے جبکہ وصف ضعیف لغوی  
اعتبار سے بھی رکھی کے قائم مقام ہو جیسے پانی کے لیے  
سیلان، اور کبھی حقیقت لغتاً تو باقی رہتی ہے اور عرفاً  
یا طل ہوجاتی ہے، یعنی نام کو بولے جانے کے وقت  
کے فہم میں نہیں آتی اور یہ اُسی وقت ہوتا ہے جب  
مقاصد عرفیہ بدل جائیں جیسے "سرقہ" قطع رکیز  
یہ اس میں حقیقت ہے لغتاً لیکن عرفاً اس سے نہیں  
سمجھا جاتا ہے۔ جب آپ نے یہ جالیوں تو پانی میں  
نقص کی صورت یہ ہو کہ اس کا سیدن یا اس کی رقت  
غیر ہوجائے تو کاشتے کو پانی نہیں کہیں گے چہ ہا سیکہ  
بہرہ کو۔ اور اس میں زیادتی کی صورت یہ ہوگی کہ وہ کسی  
ایسی چیز میں مخلوط ہو جائے جو مقدار میں اُس سے زیادہ  
یا اُس کے برابر ہو یا اُس چیز سے جس سے مرکب ہو کہ  
وہ تحت زیر حمل اور تسر کے اعتبار سے باطل ہو جائے  
ہو جائے، جیسے وہ پانی جس میں کچھ یوں ہو گئی جائیں تو  
وہ نمیدیں جائے، اور جس میں گوشت پکایا جائے اور  
وہ شوربہ ہو جائے، اور جس میں زعفران ملا یا جائے  
اور وہ رنگ بن جائے اور جس کو دودھ میں ملا یا جائے  
یہاں تک کہ وہ لسی ہو جائے، اسی اصل پر قاضی  
شرق وغریب مذہب پر تمام فروع متفرع ہوتی ہیں  
جیسا کہ ہدایہ اور غانیہ سے گزرا، اور اس میں شک



لا يعلم له ذلك لما لم يطق انه ليس ماء  
فمثل هذا لا يد حل عندك في المتفاهم  
من مطلق الماء فمت ط الممتنع عند اني يوسف  
صير ومرتبه غير الماء ولو عرفنا وعند محمد  
صير ومرتبه بحيث يحسبه المستعمل  
ما ثما اشتر غير الماء ولو طنا وبالحل يرتاب  
في كونه ماء وعليه بناء لفظ الاما ميين  
الاسباب جاني ومالك الصماء من حمهما الله  
تعالى وهي السق ق بلنا ها بالصا بطه الربيعية  
وبينا في القسمين الاولين ما اتفقتا فيه  
عن الجواسر او لمنهم وفي الثالث ما اختلفت  
فيه وسيا في بيان كل ذلك ان شاء الله  
لكريمه لوهاب .

ملك العلماء نے بیان کیا ہے، یہی وہی ضابطہ ہے جس کا مقابلہ ہم نے ضابطہ زلیخہ سے کیا ہے اور پہلی  
دو قسموں میں بیان کیا ہے کہ ان کا اتفاق جواز اور منہج میں ہے اور تیسرے میں ہے جس میں ان کا اختلاف ہے  
اس کا بیان ابن شاذانہ تعالیٰ آسے گا۔ (ت)

فان قلت على ما قررت يلزم

خروج اسماء المتخصص والمستعمل من أسماء  
المطلق من اعظم مقاصد الماء حسب  
التطهيرية قال الله تعالى وينزل عليكم من  
سما ماء ليظهر لكم به وقد سقط هذا  
مذهب غير ذي جانب المفسر على زوال  
السيلان والبرقة من ال صفة الظهورية  
أقول الحقائق الشرعية للمعاصد الشرعية  
فيكونها قنود كالصور والصلاة ما الماء

نہیں کہ ان چاروں صورتوں میں ذارہ حقیقہ یا عرفاً  
تبدیل روحانی ہے، اور امام محمد نے ایک پانچویں صورت  
کا اضافہ فرمایا ہے اور وہ، وہ پانی ہے جو اس سیال  
شے سے مشابہ ہو جو اس میں ملائی گئی ہے، اور  
وہ ایسا ہو جائے کہ ناواقف عامل اس کو دوسری شے سمجھے  
یا نہ سمجھے، اس قسم کی چیز ان کے نزدیک طاق مار  
کے مفہوم میں داخل نہیں، قرابہ یوسف کے نزدیک  
منہج کا دار و مدار اس پر ہے کہ وہ پانی کا غیر ہو جائے  
خواہ عرفاً ہی۔ اور امام محمد کے نزدیک اس پر ہے  
کہ اس کو استعمال کرنے والے پانی کے علاوہ کوئی دوسرا  
مائع سمجھنے لگے خواہ صرف گمان ہی ہو۔ خدا صمد یہ  
کہ اس کے پانی میں شے میں شے کوسے، اور اسی  
پر صبط بھی ہے، برخلاف امام اسپجانی اور

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ میں نے پانچواں اور  
مستعمل پانی کا نام مطلق سے خارج کر۔ لازم آتا ہے  
کہ نہ پانی کا سب سے بڑا مقصد یا کی کا حصول ہے  
فرمان الہی ہے وہ تم پر آسمان سے پانی نازل فرماتا  
ہے تاکہ اس سے تم کو پانی کرے اور یہ وصف  
ان دو نوعی پانیوں سے ختم ہو گیا۔ تو جانب فقہ میں  
زوال سیلاب و رقت پر صفت ظہور کے زوال کا  
اعمال کیا جائیگا۔ میں کہتا ہوں حدیثی شرعی مقام شرعیہ  
کے لیے ہوتے ہیں تو حسب مقتضایہ شرعیہ قوت ہر جائیں

وحقيقة عينية : استعبر في بقائها المقاسد  
العربية الا ترى ان عظم المصنوع من  
الانسان العباد قال تعالى وما خلقت الانسان  
ولا نس الا ليعبدون وقد فانت ، كافر اذا  
ليس اهلا لها ومع ذلك لم يخرج من  
اصفاها به مطلق الانسان قال تعالى من  
الانسان من حسر الا ليدرس اهنوا وقال تعالى  
قتل الانسان ما كفره -

تو حقانی بھی قوت ہو جاتے ہیں جیسا روزہ اور نماز  
اور پانی حقیقتہً عینہ ہے اور اسی کے تقاریر میں مقاصد  
عربیہ ہیں ، کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ انسان کا بڑا مقصود  
عبادت ہے فرما جی ہاں ہے اور میں نے اس وجہ  
کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے " اور یہ چیزیں کافر  
میں نہیں پائی جاتی ہیں کیونکہ وہ عبادت کا اہل نہیں ،  
اس کے باوجود جب لفظ انسان کا اطلاق کیا جاتا ہے  
تو مفہوم انسان سے خارج نہیں ہوتا ہے فرما جی  
ہے بلاشبہ انسان ہمارے میں ہے سوائے ایمان والوں کے "۔ قرآن الہی ہے لعنت ہو انسان پر کہ

ناشکر ہے ۔ (ت)

باب الحکمہ تحقیق فقیر غفرلہ میں ملے مطلق کی تعریف یہ ہے کہ وہ پانی کو اپنی رقت طبعی پر باقی ہے اور اس کے  
ساتھ کوئی ایسی شے مخلوق نہ ہو جس سے اس سے مقدار میں زیادہ مساوی سے نہ ایسی جو اس کے ساتھ مل کر  
مجموعہ ایک دوسری شے کسی جہ سے مقصود سے ملے اس کے ای نام مباحثہ بلانیم کے لیے علم فروغ مذکورہ وغیرہ کو  
کو ان وہ بیت میں منضبط کریں گے

مطلق آب سے ست کہ بر رقت طبعی خود ست  
نہ پہلے کہ ترکیب کنند چسبندہ و اگر  
نہ در و مزج در چیز مساوی یا بیش  
کہ بود آب جدا در لقبہ و مقصد زایش

عن ترمذ و تیس کی تعریف کہ حاشیہ پر گریں ۱۳ و ۱۴ میں اور یہ تعریف رضوی بکرمہ تعالیٰ پانزدہ  
شہ و جدت سر الماحق تعریف اخذ کر کے عنہ  
فی بعد من البهران الماء لمفيد ما استخرج  
بعلا حكام الصابون والمرضى والمرغضون  
و لا شئ مرد الا شئ مرد و لا ماء فاعلم  
خلافه اقول ليس بشئ و يوافق اول  
الاقوال الامة في الاضافات و سبب  
مردہ تمہ ۲ ، مردہ غفرلہ ۔ (م)

پھر میں نے جینے سے ایک اور تعریف بحر کے انہاس  
میں دیکھی کہ مفید پانی وہ ہے جو کسی عمل کے ذریعہ  
نکالا جائے ، جیسے صابون کا پانی اور حوض ، زعفران  
درختوں ، پھلوں اور باقی کا پانی اور مطلق اس کے  
خلاف ہے ، میں کہتا ہوں یہ کچھ بھی نہیں ، اس کی  
مراقت اضافات میں وارد شدہ پہلے قول سے ہوتی  
ہے ، اس کی تردید وہاں ہوگی ۱۲ مردہ غفرلہ (ت)

و بِاللّٰهِ التَّوَكُّلُ وَ لَهُ الْحَمْدُ عَلَى إِرَادَةِ الطَّرِيقِ وَ الْفَضْلُ الصَّلَاةُ وَ اكْمَلُ الْإِسْلَامِ عَلَى الْحَبِيبِ  
الرَّحِيقِ وَ أَلَهُ وَصْحِدَةُ أَوَّلِي التَّحْقِيقِ وَ سَائِرُ مَدَامِهِ بِالْإِيْمَانِ وَ التَّوَكُّلِ وَ أَمِينٌ وَ الْحَمْدُ  
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔

**اضافات** بہت چیزیں پانی کا نام کسی شے کی طرف مضاف کر کے بولا جاتا ہے جن میں بعض تو جنس سے  
خارج ہیں اور اطلاق آب بعض طور تشبیہ جیسے آب زر آب کاغذ اور جو حقیقتہ پانی ہیں ان میں کچھ مائے مطلق ہیں  
جیسے آب باران آب دریا اور کچھ مائے مقید جیسے ماء العسل ماء الشیر اول کو اضافت تعریف کہتے ہیں اور دوم  
کو اضافت تقييد۔ غلام نے ان میں چند طرح فرق فرمایا،

**اول** جو پانی کسی شے سے بذریعہ تدبیر نکالا جائے اُس کی طرف پانی کی اضافت اضافت تعریف ہوگی درجہ  
اضافت تعریف، غایہ بنایہ میں ہے،

اصفاه الى الزعفران للتعريف لا للتقييد  
والطرق بينهما ان المضاف ان لم يكن  
خارجا عن المضاف اليه بالعسل  
فلا صفة للتعريف وان كان خارجا عنه  
فالتقييد كما في قوله اقول لكانت  
الصراة حدوثه بالتدبير كما هو في ماء  
الورد وسائر المستطرات ورد ماء  
الناس جيل و ماء الحبيب و ماء النحل  
المتدري المسمى تاسما لها موجودا  
و انما لنت تدبیر لاخر اجهما كالقصد لاخراج  
الدم و ان اسيد ظهوره به فانت لم  
يرد ماء السؤلان طرية من الارض  
بالتدبير يحضر اليك لامن المضاف  
اليه ورد ماء العسل فانت الماء

پانی کی اضافت زعفران کی طرف تعریف کے لیے ہے  
ذکر تقييد کے لیے، اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ  
اگر مضاف مضاف الیه سے عمل کے ذریعہ نکالا  
جائے تو مضافات تدبیر کے لیے ہے و اگر تدبیر  
سے خارج ہو تو تقييد کے لیے ہے جیسے گلاب کا  
پانی اس میں کتابوں اگر ان کی مراد اس کا حدیث ہے  
تدبیر سے جیسے گلاب کے پانی میں یا دوسرے ان پانیوں  
میں ہیں جو نچر کر نکالے جاتے ہیں تو ناریل کا پانی،  
تربر کا پانی، تازی کا پانی، اس کے علاوہ ہیں کہ یہ  
پانی سے ہی موجود ہوتے ہیں تدبیر صرف ان کے  
نکالنے کے لیے کی جاتی ہے جیسے غنہ نکالنے کے لیے  
قصد کھدائی جاتی ہے، اور اگر یہ مراد ہو کہ اس کا  
اس کے ذریعہ ظہور ہو، پس اگر کنوئیں کے پانی سے  
اعتراض نہ ہو کہ اس کا ظہور بھی زمیں کے کھوٹے

فان الماء طاهر بنعسه انما التذبيد في  
امتزاجه طبعاً بالعسل فان التذبيد ماء  
العسل من حيث هو ماء العسل فحدوثه  
بالتذبيد لا مبرد طهره -

سے ہوتا ہے مصاف ایہ سے نہیں ہوتا تشریف کے پانی  
کے ذریعہ امتزاج سے وارد ہوگا، کیونکہ پانی مسکے گا ہر  
سے تدریجاً اس کو شہد میں مل کر پکائے سے ہوتی ہے  
اور اگر شہد کا پانی من حیث جو مراد ہو تو اس کا حدوث  
تدریج سے ہوگا نہ کہ محض ظہور سے۔ (د ت)

ووم جہاں ماہیت مصاف کا ہے ہر اضافت تعریف کے ہے جیسے نماز اور قاصر ہو تو تعقید کے لیے  
جیسے نماز گزارہ کر رکوع و سجود قرائت و قنود نہیں رکھتی، کھایہ و جمیع الاہر میں ہے۔

علامہ اصفیاء، التذبیہ، نصوص، لہذا ہیۃ سے  
المصاف کون تصور رہا قیداً کلا بد حد تک  
لمطابق من حد حلف ذیہو فصول العہد  
یحدث لا بعد صلاۃ مطلقہ و قہضہا  
الظہر المتعریف ولا یحدث بصلۃ لجب  
لانہا لیست بصلۃ مطلقہ و قہضہا  
الیہا التذبیہ -

تعقید کی اضافت کی علامت مصاف میں ماہیت کا  
ناقص ہوتا ہے، اگر یا اس کا ناقص ہوا اس کی قید ہے  
نماز مطلق کے تحت و اصل نہ ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ کسی  
نے علف اٹھایا کہ وہ نماز نہ پڑھے گا پھر اس سے ظہر  
کی نماز پڑھی تو حائث ہو جائیگا کہ وہ مطلق نماز ہے اور  
نہ کہ - ہر کی طرہ تعریف کے لیے ہے اور نماز  
جوازہ پڑھنے سے حائث نہ ہوگا نیز کہ وہ مطلق نماز میں  
ہے اور اس کی اصاحت جوازہ کی طرہ تعقید کے لیے ہے۔ (د ت)

اس میں تشبیہ علی، لہذا ہی میں صریح الدرایہ شریعہ ہادیہ سے سبب تفرامی میں مشکلات امام غزالی سے وہ

حدودہ ہوا مود کلام الامام، لہذا ہی  
ماء لا قبل خامس جہاں التذبیہ و الاضافہ  
لاحدث بہ ولا ظہر بل کاب موجود ہر  
من قبل اما حدث الحسن و من حیث  
ہو مبرور فتعریف کلامہ الشوق  
مذول ۲ منہ ظہر لہ۔ (م)

یہ غیری کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے، انہوں نے نقل  
کے پانی کو تدریج سے خارج ہو کر پانی قرار  
دیا ہے ورنہ پانی میں کوئی حدوث ہے اور ظہر  
بلکہ وہ موجود ظاہر پہلے تھا البتہ مروج من حیث  
المروج بعد میں پسید ہوا، تو ان کے کلام میں  
حق اول متعین ہو گئی ۱۲ منہ ظہر لہ ت

سے ہے ۔

كل ما كانت البهية فيه كاملة فلا حفاقة  
فيه للتعريف وما كانت ناقصة ولا حفاقة  
للتقييد نظير الاول ماء السماء و ماء  
المحرو صلافة الكسوف ونظير الثاني ماء  
الب قلاء و صلافة الجنابة أقول قصوا الماهية  
اسما هو ماء الب قلاء و نحوه وما شئت  
ورأت دقة أمانى التعبير بالزيادة كالابدية  
و المذوق فبعدت لانقصت الآن براديا لنقص  
و النقص ما يعبر الانقضاء مجازا أقول  
العرب قل اي عدم كما في نسيم الربيع .

ہر وہ چیز جس میں ماہیت کالی ہو تو اس میں اضافت  
تقریب کے لیے ہے اور جس میں ماہیت ناقص ہو تو  
اس میں اضافت تقييد کے لیے ہے پہلے کی نظمیں  
ماء السماء اور ماء البحر اور صلافة الكسوف ہے اور دوسری  
کی مثال ماء الباقی اور صلافة الجنابة ہے اور اس کتاب  
ہر ماہیت کا ناقص ہونا ماء الباقی میں ہے یا اس  
قسم کے اور پانیوں میں جو گاڑے پڑ گئے ہوں اور ان  
میں سے رقت ختم ہو گئی ہو لیکن وہ پانی جو کسی زیادتی  
کے باعث متغیر ہو گئے ہوں جیسے نمینہ و مذق تو یہ تبدیل  
ہوئے ہیں کم ہیں ہوئے ۔ ہاں اگر تصور نقص سے  
براہ ہر جو انتفاء کو عام ہو مجازا ، عرب کے لوگ کہتے ہیں قل اي  
سوم جسے بے حاجت و رتیبہ پانی کہتے ہیں وہاں اسامت تقریب کی ہے اور جہاں پانی بے میں ذکر قید  
ضروری ہو تقييد کی اس وقت اطلاق میں ہے ،

العرق بين الاضحتين صحة اطلاق السماء  
على الاول دون الثاني ولا يصح ان يقال لماء  
المورد هذا ماء من غير قيد بالموارد و صلافة  
ماء البست لصحة اطلاقه فيه .

دووں اصاقوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے پر پانی کا اطلاق  
صحیح ہے دوسری پر نہیں ہے کیونکہ گلاب کے پانی کو  
خذ احادہ کہنا صحیح نہیں ، اس میں دوسرا کی  
قید لگا ضروری ہے ، ہاں کنز کے پانی کو هذا  
ماء کہہ سکتے ہیں ۔ (ت)

بحر میں ہے ۔

ماء البحر لا حفاقة فيه للتعريف بمختلفات  
الماء المقيد فان القيد لا يبرر له لا يجوز

ماء البحر اس میں اضافت تو تعریف کے لیے ہے  
بمختلفات مقید پانی کے ، کیونکہ قید اس کو لازم ہے

سے شبہ علی لتبين الحقائق كتاب الطهارة  
لکھ مراقی الفلاح

مطبعة الامير بوظاق مصر ۲۱/۱  
ص ۱۳

اطلاقاً الماء عليه بدون التقييد كما هو الموضع<sup>۱</sup>

اس پر پانی کا اطلاق بلا ذکر قید جائز نہیں جیسے گلاب  
کا پانی (ت)

اقول هذا هو الماء في تعريفه  
المطلق والكلام في مقال ماء الموضع ليس  
ماء حقيقة فعلى التحقيق ليس من المقيد  
اما المقيد كما هو المترعرع ان الصالح فليصم  
فلا قلعاً ولا يصم ان يقال هذا ماء لان صحة  
حدس المقسم على القسم من الضرر ورياست  
نعم لا يفهم من اطلاق قول الماء و هذا  
مثنى غير المحمد ولا يصح اسرودة حمل الماء  
المطلق فيرجع الى ان المقيد يجعل عليه  
الماء المطلق مع ذكر تقيد وهذا جمع بين  
التقييد والجواب ما مر.

میں کہتا ہوں یہ مطلق کی ساتریں تعریف ہے در  
اس پر وہی گفتگو ہے جو گزری، کہا جاتا ہے گلاب کا  
پانی، حالانکہ درحقیقت یہ پانی نہیں ہے تو تحقیقی طور پر  
یہ مقید نہیں مقید جیسے بار الزعفران جو رنگے کی ملاجیت  
رکھتا ہو تو یہ آٹھ پانی ہے اور اس کو ہذا ماء  
کہہ سکتے ہیں کیونکہ مقسم کا قسم پر محمول حزناء ہیست میں  
سے ہے، ان جب ہم الماء اور ہذا کہتے ہیں  
تو اس سے سراسے حمل کے اور کچھ میں نہیں آتا اور  
بار مطلق کے حمل کا ارادہ صحیح نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا  
کہ مقید پر الماء المطلق محمول ہوگا اور قید بھی ذکر  
کرنا ہوتا ہے اور یہ بت دینا التقييد نہیں ہے اور جواب  
وہ ہے جو گزرا۔ (ت)

چہارم جس سے پانی کی نفی کر سکیں یعنی کہ سکیں کہ یہ پانی نہیں وہاں اصافہ تقييد کی ہے در تعریف  
کی، تبیین میں ہے،

اس کی اصافہ زعفران وغیرہ کی طرف تعریف کئے  
ہے جیسے پانی کی اصافہ کنزی کی طرف، بخلاف ہذا  
البطیخ وغیرہ کے، وہاں اصافہ تقييد کیے گئے ہیں  
اس لیے پانی قائم اس سے منہی کیا جاتا ہے اور  
اس کی نفی اول سے جائز نہیں (ت)

فناقته الى الرصص ونحوه للتعريف  
كاصفة الى سائر خلاف ماء البطيخ و  
نحوه حيث تكون اضافته للتقييد ولهذا  
ينفى اسم الماء عنه ولا يجوزون تقييد  
عن الاول آه

میں کہتا ہوں یہ مطلق کی آٹھریں تعریف ہے

اقول هذا هو ثامن تعريفات المطلق



لهذا ساء ان يطلق القائل عليه ماء اطلاقاً  
حقيقياً من غير تقييد بالبحر ونحوها وقد  
ظهر من هذا التقييد انه لم يمتنع اندراج  
المقيد به تحت الماء المطلق بخلاف  
الاول اهـ

اقول اقتصر التقييد على الثاني من  
تعريفات المطلق وجميع المحلية مبنية و  
وبين السابغ فمشى على شان في تحديد  
اصافة التقييد وعلى السابغ في تعصيف  
اصافة لتعريف ولا غزو ولا موقر قريب

بر اور اس پر صرف ماء کا اطلاق صحیح ہو، اس لیے  
اس پر ماء کا اطلاق حقیقی بحر وغیرہ کی قید کے بغیر  
بھی جائز ہے، اس تقييد سے ظاہر ہو کہ جو اس قید کے  
ساتھ مقید ہو اس کا نام مطلق میں داخل ہونا مشروع نہیں  
بمطابق اول کے (ت)

میں کہتا ہوں تقييد نے مطلق کی دوسری تعریف  
پر اتفاق کیا ہے اور ملنے اس کو اور سب قوی کہ  
جیہ کیا ہے اور اصافة تقييد کی تعریف میں انہوں نے  
دوسری کو ملحوظ رکھا ہے اور اصافة تعریف میں ساتویں  
کو، مگر یہ قریب قریب درست ہے۔ (ت)

ہر قسم جس کی ماہیت ہے اصافة پہاڑی جائے اور مطلق نام آگ لینے سے مفہوم ہو وہاں اصافة  
تعریف کی ہے ورنہ تقييد کی تشہید علی الاطلاق میں امام حافظ الدین کی تفسیر سے ہے

ار ما جاء من اس سبب اصافة یعنی ماء اب قن  
وغیرہ کہ ذکرہ مطلق پانیوں میں بھی موجود ہے، اس لیے  
کہ ماء الوادی اور ماء العين کہا جاتا ہے، ہم  
کہتے ہیں پانی کی اصافة وادی اور عين کی طرف تعریف  
کے لیے ہے ذکر تقييد کے لیے، مگر نہ ان کی ماہیت کو

قال قيل مثل هذه الاصافة يعنى ماء  
الباقياء واشبهه موجود في ذكوت من المياه  
المطلقة لانه يقال ماء الوادي وماء العين  
فما اصافته الى الوادي والعين اصافة  
تعريف لا تقييد لانه تعريف ما هيته

عنه اقول هذه سبب عبارات الثلاث الأخرى  
منها متقاربة المعنى بل متحدة السائل  
مختلفة المعنى والثلاثة والرابعة تعريفان  
ما يستلزم هذا المعنى والنقص والتقصير  
في الأدلبيين والله تعالى اعلم ۱۲ منسوخ  
حقیر لہ۔ (م)

میں کہتا ہوں یہ سات عبارتیں ہیں ان میں سے  
آخری تین معنی اعتبار سے قریب ہیں بلکہ انجام کے  
اعتبار سے متحد ہیں، عبارت میں مختلف ہیں، تیسری  
اور چوتھی تعریفیں اُس چیز کے ساتھ ہیں جو اس معنی کو  
مستلزم ہیں، اور نقص و قصور پہل دو تعریفوں میں ہے  
۱۲ منسوخ لہ۔ (ت)



اس قید کے بغیر بھی کہا جاسکتا ہے اور مطلق لفظ ماء سے سمجھ میں آجاتے ہیں علامت باقی وغیرہ کے پانیوں کے کیونکہ ان کی ماہیت اس قید کے بغیر سمجھ میں نہیں آتی ہے اور جب مطلق لفظ ماء بولا جاتا ہے تو زمین اس طرف منتقل نہیں ہوتا ہے، اس لیے پانی کے لفظ کی نفی ان پانیوں سے درست ہے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ فلاں نے پانی نہیں پیا، اگرچہ اس نے شوربیا یا قلی کا پانی پیا ہو، اور اگر وہ حقیقتہً پانی ہوتے تو یہ نفی صحیح نہ ہوتی کیونکہ حقیقت بھی اپنے کسی سے ساقط نہیں ہوتی ہے اور جو شخص اس کی نفی کرے اس کی تکذیب کہ جاتی ہے اور یہ ایسا ہے جیسا کہ صلوۃ الجمعة، لحم الذین، صلوۃ الجنازہ اور لحم السکک کہا جاتا ہے اور اسی قسم کی چیز اسوں نے اپنی کتاب میں ذکر کی اور ملائ الدین نے کفر یہ

اقول میرا نام علی نے بنایہ میں یہاں پر کیا فرمایا اضافت کہ دو قسمیں ہیں ایک اضافت تعریف کے لیے ہے جیسے غلام یہ، یہ مستحق میں کوئی تسبیح نہیں پیدا کرتی ہے اور دوسری اضافت بجنے تفسید جیسے ماء العنب، یہ مستحق کو متغیر کر دیتی ہے اور مطلق مار کے نام سے مفہوم ہوتا ہے۔  
میں کہتا ہوں یہ استدلال "اقی" ہے اور مار العنب سے مراد وہ پانی ہے جس میں انگر پٹے ہوتے ہوں کیونکہ یہی مار مقید ہے وہ نہیں جو (باقی بر صغیر آئندہ)

بدون هذه الاضافة وتعميم مطلق قولنا الماء بخلاف ماء الی قلاء واشبهه فانہ لا تعریف ماہیتہ بدون ذلك القید ولا یضمیر الیہم الیہ عند الاطلاق ولهذا صح نفی اسم الماء عنه فیقال فلاں لم یشرب الماء وان کان شرب الماء قلاء او المرق ولو کانت ماء حقیقة لم صح نفیہ لان الحقیقة لا تسقط عن المسمى اید او یکذب تأخیرا و هذا كما یقول صلاة الجمعة ولحم الابل وصلاة الجنازة ولحم السکک آھ وقد ذکر نحوه فی کافیه و جلال الدین فی کذا یتہ والبدن محمود فی بنائتہ اقول جمع بین الثانی والثالث فی عشر مل و ت من رطب و الی تقاسر بہا ولو اکتفی بالوسط لکنی و صفا عن

حد ثمر رأیت الامام نعین کذلک فعلی فی البنیۃ اذ قال الاضافة نوعان اضافة تعریف کلام مرید و اید لا یغیر المسمى و اضافة تفسید کما العنب و انه یفسد و نہ لا یعمم من مطلق اسم الماء آھ  
اقول استدلال فی والمراد ماء العنب ما تقع فیہ العنب لانه الماء المقید لا ما یخرج بعصره فانه لیس من السماء اھلا کما قدمنا فی ما شئنا ۲۰۷ خلافا

سہ مشبیہ مع تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ

صحاہ کل جلال - میں محدود رکھ دیتے بنایہ میں - میں کہتا ہوں انہوں نے  
دوسرے اور بارہ کرکے کر دیا ہے بلکہ آٹھ کرکے تاکہ ان کے قریب قریب ہونے کا پتا چل جائے ، اور اگر درمیانی پر  
الٹا کر لیتے ترک کر دیتے جھگڑا باقی نہ رہتا ۔ دست

یا محمد اصح و احسن وہی تعریف اخیر اسے مطلق پر یہاں ہی حوالہ ہے کہ جس کی طرف مطلق آب کہنے سے اقسام  
سبقت کریں اس کی صاف صاف تعریف ہے درہ اضافت تعین اقل یعنی جبکہ جس آب حقیقی لغوی سے  
خارج ہو وہ درہ اضافت تعین بھی نہیں ممکن مجاز ہے بھیجے آب زر و اللہ تعالیٰ اعلم ۔

### فصل ثالث صواباً جزئیہ متون و غیرہ -

اقول و بائذ الترفیق اول چند مسائل اجماعیہ ذکر کریں کہ کوئی ضابطہ اُن کے خلاف نہیں ہو سکتا ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لما اودعوا العلامة ابن کمالی فی مائت فی نصب  
الکتابۃ لتصریح بما ذهب الیہ اذ مال و یحیی  
بما اعتقدوا نہ یس ما حقیقۃ ثم اقول  
احال الامام العینی امر بالتعریف و  
التعید علی التقریر و عدمه و حلالہ  
بالا نفہام من المطلق و عدمه و هذا اعط  
من التقریر السہل فکان الاولی الاسراۃ علیہ  
کما فعل قبلہ فی حایۃ البیان اذ قال و  
اصافہ الی البیرونی لتعریف لا للتقید  
ذیلہ یس مطلق قولہ ما ۱۰ھ و العجب  
ان العینی مشی ہمنہا علی حداد الصحیح  
ثم بعدہ و سقتین عداد الی الاول الجریح  
۱۲ منہ غفرلہ - (م)

پھر دو ورق بعد وہ پہلے خروج قول کی طرف آگئے ہیں ۱۲ منہ غفرلہ (دست)

پھر ان سے بچے ، کیونکہ وہ قرآنی ہے ہی نہیں ، جب  
کہ ۲۰ ھ میں حاشیہ میں ذکر کیا ، یہ عدل راہن کمال  
کے دہم کے برخلاف ہے پھر مجھے کفار میں ہی تصریح  
مل گئی ، وہ فرماتے ہیں اس پانی سے نہ دوا جائے نہیں  
جو پوڑا گیا ہو کیونکہ وہ درحقیقت پانی نہیں ہے ۔  
پھر میں کہتا ہوں امام عینی نے تعریف و تعین کا اردو درہ  
تقریر و عدم تقریر پر رکھا ہے اور اس کی علت یہ سان ل  
کہ وہ مطلق سے مفہوم ہوتا ہے یا نہیں اور یہ تقریر  
بہم سے زیادہ واضح ہے تو اول یہ ہے کہ اسی پر  
وارد کیا جائے جیسا کہ اس سے قبل غایۃ البیان میں  
کیا ہے فرمایا اس کی اصافہ کنیز کی طرف تعریف کیلئے  
ہے نہ کہ تعین کے لیے کیونکہ وہ مطلق لہا سے مفہوم  
ہو جاتا ہے ۱۰ھ اور تعجب ہے کہ عینی نے اس کے قول

- (۱) اجماع اُمت ہے کہ پانی کے سوا کسی مائع سے وضو و غسل یعنی ازالہ نجاست حکیر نہیں ہو سکتا
- (۲) اجماع ہے کہ وہ پانی مائے مطلق ہونا چاہئے مائے مقید سے وضو نہیں ہو سکتا سوائے قبضہ قمر کے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتداءً نظر بحیث اُس سے جواز کے قائل تھے پھر جواز فرمائی اور اُس سے بھی عدم جواز پر اجماع منعقد ہو گیا الا عاید کہ من اصامرا الشامرا لا وثر اخی رحمہ اللہ تعالیٰ عن المتاجورین بلکہ جلیسن ان ثبت عنہ واللہ تعالیٰ اعلم مگر وہ جو امام ادزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ہر بندہ سے وضو جواز ہے بشرطیکہ یہ روایت ان کی طاعت درست غروب ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)
- (۳) اجماع ہے کہ غسل بالصح یعنی کسی عضو کے دھونے میں اُس پر پانی کا بہنا ضرور ہے صرف تر ہو جانا کافی نہیں کہ وہ سچ ہے اور خشک عز بدلتے غسل و مسح دو طریقے جدا رکھے ہیں لا حرج علی من الا حرم مثلی رحمہ اللہ و هو مؤول کما قصده (مگر وہ جو امام یوسف سے منقول ہے وہ مؤول ہے جیسا اگر چہ)۔  
ت ۱: تر پانی کا اپنے سیدان پر پانی رہنا قطعاً لازم۔

عَلَيْهِ وَقَالَ فِي الْبَيِّنَاتِ شَذَّ الْحَسَنُ مِنْ صَالِحٍ  
وَجَوَّزَ الْوَضُوْءَ بِالْخُلُوعِ وَحَرَىٰ مَجْبُورًا  
۲ عَنْهُ غُفْرَانًا - (م)

عَلَيْهِ وَقَالَ فِي الْبَيِّنَاتِ التَّوْحِيْدُ بِالْمُطْلَبِ يَجُوزُ  
اِنْ كَانَ ذَا شَبَاطٍ طَرَدَ الْاِحْلَاقَ قَدْ وَفَىٰ  
مَسْأَلَةَ الشَّجَرِ اِذَا قَطَرَ قَصْرَتَانِ فَصَاعِدًا  
جَارِ اتِّعَاقًا وَالْاَفْعَلُ قَوْلُهُمْ لَا يَجُوزُ وَهَلِي  
قَوْلُ ابْنِ يَوْسُفَ يَجُوزُ اَمْ

اَقُولُ مَا كَانَ يَسْبِقُ اِنْ يَقَالَ قَوْلُهُ  
الْمَوْضِعُ خِلَافُ الْوَاقِعِ فَانْصَحِي حِكَايَةَ نَادِيٍّ  
عَنْهُ وَقَدْ قَالَ قَبْلَهُ فِي الْبَيِّنَاتِ السَّيْلَانِ  
شَرْطُ فِي ظَاهِرِ السَّرْوَايَةِ فَلَا يَجُوزُ الْمَوْضِعُ  
مَالَهُ يَتَقَطَّرُ الْمَاءُ وَعَنْ ابْنِ يَوْسُفَ اَنْهُ لَيْسَ  
بِشَرْطٍ اَمْ ثُمَّ الرَّوَايَةُ مَوْضِعًا كَمَا عَلِمْتَ

مَعْرِفِيں ہے کہ جس میں صالِح نے شذوذ ذکر کرتے ہوئے  
سرد اور اس قسم کی دوسری اشیاء سے وضو کو جائز  
قرار دیا ۱۲ من غفران۔ (ت)

بنایا میں ہے کہ برف سے دوسرا نہ ہے بشرطیکہ پگھل کر  
چمک رہا ہو ورنہ نہیں پھر برف کے مسئلہ میں فرمایا  
جب اُس سے دو یا زائد قطرے پھیر تو وضو جائز  
ہے اتفاقاً اور نہ ظرفین کے قول پر جائز نہیں اور  
ابو یوسف کے قول پر جائز ہے اھ

میں کہتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے کہ ان  
کا وہم پیدا کرنے والا قول خلاف واقع ہے یہ نہ کہ  
یہ قرآن سے ایک نادر حدیث ہے اور اس سے  
قبل وہ بنایا میں فرمایا ہے کہ سیدان ظاہر و باطن  
میں شرط ہے تو جب تک پانی کے قطرے نہ چمکیں  
وضو جائز نہیں اور ابو یوسف سے ہے کہ سیدان  
(باقی بر صفحہ ۶۸۹)

(۳) اجماع لغت و عرف و شرع ہے کہ دو چیزوں سے مرکب میں حکم غالب کے لئے ہے وقد قد مناه عن  
المحقق علی الاطلاق فی التقریفات الخ من اللغات المطلق (اور ہم نے محقق علی الاطلاق سے بھی پانی کی  
پانچویں تقریب میں حکم مل کر ذکر کر دیا ہے۔ ت) تو پانی میں جب اُس کا غیر اُس سے زائد مقدار میں مل جائے حکم اجماع  
اول قابل و ضرور ہے گا۔

(۵) اجماع عقل و نقل ہے کہ تعارض موجب تساقط ہے اور اجتماع حاضر و بیع میں حاضر صرف سب تو  
اگر دوسری چیز مساوی القدر بھی ملے گی قابل و ضرور رکھے گی وقد تقدم فی ۲۶۲ (جیسا کہ ۲۶۲ میں ذکر پکھلت)

(التقریب مسموٰۃ شتہ)

تہ فلا یبھی ذکرھا الا بتاویذ کلا یتجرأ جاعل  
عن مخالفة امر الله تعالى متشایہا ۱۲ منہ  
نظر لہ۔ (۲)

شرط نہیں اور یہ روایت مودل ہے حسب آپ نے جانا  
تو اس کو بڑا تاویل ذکر کرنا درست نہیں تاکہ کوئی اس  
دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جرات نہ کر بیٹھے  
۱۲ منہ مکرر (ت)

عالم تقدم هناك قول الغيبة يعم السب  
التيهم عند المساواة وما تعقبته به والان  
مرئيت في الغيبة حين ارسل الى نقل هذا  
الباب منها بعض اصحابي ما قصد حكمي عند  
ان كل من لدباس الله قال اما اختلفت  
اجوبة في حقيقتي مرضي الله تعالى عنسب  
لاختلاف الاسماء ما به مشكل من التوضيح  
اذا كانت الغيبة للحلاوة قبل يتيمم ولا توضيح  
ومثل عنه ايضا كانت الماء والحلاوة سواء  
ولم يغلب احد هما على الآخر قال يجمع  
ميتهما وقال ايسع في وعي هذا الطريقة  
لا يختلف الحكم بين تبديد التمر وصاثر

یہاں تیسہ توں روپا ہے کہ اس کے ساتھ مساوات  
کے وقت تیمم کو بھی شل کر لینا چاہئے اور اس  
پر جو اعتراضات میں نے کئے ہیں وہ بنایہ میں بھی ہیں  
میرے ایک دوست نے بنایہ کا یہ حصہ مجھے نقل کر کے  
بھیجا ہے اس میں ہے ابو طاہر اندلس سے منقول ہے  
کہ اس سلسلہ میں ابو حنیفہ کے جوابات کے مختلف ہونے  
کی وجہ سرالوات کا اختلاف ہے اُن سے دریافت کیا گیا  
کہ تم اس کا غلبہ ہو تو کیا کریں تو فرمایا تیمم کرے  
وہو نہ کرے ان سے دریافت کیا گیا  
کہ جب پانی اور مشاس برابر ہو تو کیا کریں؟ فرمایا  
وضو اور تیمم دونوں کریں، سفاتی نے فرمایا اس انداز میں  
نجیہ ترمذی دوسرے نمبذوں کا حکم مختلف نہ ہو گا یہ  
(باقی برصفا آئندہ)

(۶) اجماع کہ حقیر ہے کہ قلیل مستحکم کا غلط منزل اطلاق نہیں ہوگا۔ وہ قلیل جنس ارض سے نہ ہو، ہدایہ

(بقیہ حاشیہ صفر گزشتہ)

الاشیاء وسئل عنه ایضاً اذ كانت الغلبة للماء  
فقال يتوضؤ به ولا یقسم اهـ

اقول الحلاوة ان لم یقسم مبلغها  
تجمعه لبیل ان كانت معلومة وان لم یقسم  
غلبت ولا واسطة بینهما ایضاً لا معنى للتساوی  
للماء والحلاوة فان التساوی والتفاضل فی  
کثیرین متجانسین فوجبت ان المراد المساواة  
فی الاحتمال ای لا یقلب علی الظن احد طرفی  
صیورته تبید الادتائه ما بل یحتمل ان علی  
السواء فالخامس حصول الشك والتردد ویه  
غير غیره من التبيين والفتن عن خزانة  
لاکمل وفي لحدیث منها ومن غیرها قال  
مش یخت انما اختلفت اجوبت درعی الله تعالی  
عنه لاختلاف المسائل مثل مرة ان كانت  
الماء غالب قال يتوضؤ وسئل مرة ان كانت  
الحلاوة غالبه قال یتقسم ولا يتوضؤ  
سئل مرة اذا لم یدر ایهما الغالب قال یجمع  
بینهما اهـ هذا العقد الفتن وقال بعدة وعلى  
هذا یجب التقصید فی الفسان کان التمسید  
غالب الحلاوة قریباً من سلب الاسم لا یقتل  
به او حله فیعتسل الماء بطریق الدلالة

سوال کیا کی کہ مس پانی کا غلبہ ہو تو کیا حکم ہے؟  
فرمایا وضو کرے۔ "تیمم نہ کرے۔"

میں سمجھا کہ اگر اس میں اگر اس میں درجہ نہ ہو پانی  
کو غلبہ بناوے تو مس میں مطلوب بھی جائے گی، اور  
اگر اس میں درجہ ہو تو غالب ہوگا اور ان دونوں میں کوئی  
واسطہ نہیں، نیز پانی و مٹی میں کی مساوات کے کوئی  
معنی نہیں کیونکہ مساوی و تفاضل دو ہم جنس کمیتوں میں  
ہوتے ہیں تو ضروری نہ کہ یہ مساوات احتمال ہے یعنی  
اس کا غلبہ نہ ہو یا پانی رہتا، غالب گمان میں نہیں ہے  
لہذا درجہ پیر نہ ہو۔ یہ بہ احتمال ہے، تو حاصل  
شک و تردد کا حصول ہے، اور ان کے غیر نے اس کی  
یہ تصیری ہے۔ تبیین اور فتح میں "خزانہ الاکمل" سے  
اور علی میں "خزانہ" وغیرہ سے ہے کہ ہمارے مشایخ نے  
فرمایا ہے کہ آثار ابن عینہ رضی اللہ عنہ کے جوابات کے  
مختلف ہونے کی وجہ سوالات کا اختلاف ہے۔ جب  
آپ سے یہ پوچھا گیا کہ اگر پانی غالب ہو تو آپ نے  
فرمایا وضو کرے اور جب یہ پوچھا کہ اگر مٹی میں غالب  
ہو تو جواب میں فرمایا کہ وضو اور تیمم دونوں کو جمع کرے  
اے، یہ فتح کے الفاظ ہیں اور اس پر پھر یہ کہ اس  
بنی پر عمل میں بھی ضرور تفصیل ہوگی کہ اگر غلبہ میں مٹی میں  
اسی غالب ہو جائے کہ پانی کا نام سب پر درجہ ہو جائے تو اس

ہیں ہے :

الخط القليل لا معتبر به لعدم إمكان  
پانی میں معمول حادث کا اعتبار نہیں کیونکہ مٹی کے اجزاء

(بقیہ حاشیہ ص ۶۸۸)

او معتدد دافیه یجمع بین الغسل والتیمم ۱۱  
ہر در اس کو پانی کہا جائے تو غسل کرے کیونکہ حالت کے طور پر غسل کا حکم وضو سے ملتی قرار دیا گیا اور اگر عمدت میں غسل  
کے بارے میں تردد ہو تو غسل اور تیمم کو جمع کرے (۱۱) (ت)  
اقول لا حاجة الى الالحاق مع بقا

الاطلاق اما الذين اختلفوا في جوامر الغسل  
به فصحيح في البسوط الجوارث وصحيح في  
سفید عن مہ لان الجنابة اخذت كما ذكره  
في الفتاوى بعدہ۔

ثانی در سبب (ت)

پس میں کتاب میں کہا کہ اس کا کلام اس صورت میں  
سبب عیب غیث نہیں ہے تو اس میں مذکورہ ترمیم  
جاری نہ ہوگی لہذا غسل کے جوار کے قائل دوسرے کے  
ساتھ الحاق کرنے میں ولایت کے قول پر مجبور ہیں اور  
وہ قیاس کر رہاں استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ بید قرعے  
وضو کا جواز قیاس کے قاعدہ پر نہیں ہے، جو قیاس  
کے خلاف ہو تو اس سے الحاق بطور ولایت ہو سکتا ہے  
اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا پس اس طرح وضو اور  
غسل دونوں مطلق پانی سے جواز میں مساوی ہیں ایک کو  
اصل اور دوسرے کو ملحق نہیں قرار دیا جاسکتا، لہذا  
تینوں اور علیہ کے اتفاق بھی اسی طرح ہیں، تو حسب  
(باقی اگلے صفحہ پر)

ف قول كلامهم في ما صار به وهو  
غيره لا توفيق لائق وعينه يصغر لائق  
بحواس الاغتسال به الى الحاقه بالوضوء  
دلالة لاقياس لان الجوارث في بسوط التمر  
صندوق به من سائر القياس وما كان كذا  
يجوز الالحاق به دلالة لاقساما على  
هذا فتوفيق فلا شك ان الوضوء لغسل  
ميا في جوارثهما بالماء المطلق فلا يجعل  
حد هما صلا ولا حر ملحق به هذا ومثله  
لعط التبيين والحدية او لا يرد ايها  
الاصحاب فهذا في المشكوك دون المتيقن المساو

الاحتراض عنه كما في اجزاء الاخرى  
فتح التبريرين ہے ،

کی طرح ایسی ملاوٹ سے پانی کا محفوظ ہونا مشکل ہے۔

قد مر أيضا يقال في ماء العذو والنيل  
حال غلبة لون الطين عليه وقطر الاوراق  
في المياض من الخريف فيمر السريقان  
يقول احد هما للاخر هما ماء تعال نشرب  
متوصفا فيعلقه مع تغير اوجبه بانقاعها  
فظهر لنا من المسات ان المخلوط المغلوب  
لا يلبس الا بلاق فوجب ترتيب حكم المطلق  
هو الماء الذي هو كذلك وقد احتل صلى  
الله تعالیٰ عليه وسلم يوما افتتح من قصعة  
فيها اثرا لعجيب رواه النبی في الماء بذلك

عذو النيل کے پانی میں مٹی کا رنگ غالب ہوتا ہے اور  
حوضوں میں موسم خزاں کے پتے گرتے ہیں اس کے باوجود  
ہم نے دیکھا کہ دوسرا مٹی وہاں سے گزرتے ہوئے  
ایک دوسرے کو کہتے ہیں یہ پانی ہے آؤ پیس اور  
دھڑکیں اسی کو مطلق پانی قرار دیتے ہیں حالانکہ ان  
چیزوں کے ملنے کی وجہ سے پانی کے اوصاف متغیر  
ہو چکے ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ملنے والے مغلوب چیز  
پانی کو اپنے اطلاق سے خارج نہیں کرتی لہذا ایسے  
پانی پر مطلق پانی کا حکم ثرب ہر گانیز فتح مٹکے روز حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسے پیاسے سے وضو

البتہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

قد راہیس یہ ما یبیل الی ما فی العیۃ فتثبت  
ولہ العذو -

دونوں میں سے کسی کا غلبہ معلوم نہ ہو، تحریر مشکوک کی بات ہوتی  
مقدار کے اعتبار سے مساوی مخلوط کی بات نہیں ہے یہاں  
تغییر الی بات کی طرف میلون ثابت نہیں ہے۔

اقول ونظیر هذا الاختلاف عن  
الامام ما فی الحدیث انه صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سئل عن تقبیل الصائم  
مرسه فاجاب سئل اخری فنهی فاذا  
المدی ابان له شیخ والذی نہا عنہ  
شاب ۱۲ منہ غفر له - (م)

میں کہتا ہوں کہ اس کی نظیر وہ ہے جو حدیث  
میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک باریہ  
سوال ہوا کہ اگر روزے والا اپنی بیوی کا بوسہ لے  
تو کیا حکم ہے، تو جواب میں اجازت فرمائی۔ اور دوسری  
بار یہی سوال کیا گیا تو آپ نے منع فرمایا۔ تو اس ایک  
سوال کے مختلف جوابات کی وجہ یہ ہے اگر وہ روزے والا  
بڑھا ہو تو جائز فرمایا اور اگر وہ جوان ہے تو منع فرمایا، اس طرح امام ابو حنیفہ نے نبی کے بارے میں مختلف قول فرمائے

کیونکہ ہر جواب علیحدہ نقطہ سے متعلق ہے۔ (د)

یتغیرو ولہ یعتبوا المغلوبیۃ - فرمایا جس میں آٹا لگا ہوا تھا۔ اس کو نسائی نے روایت

کیا ہے اور پانی اس آٹے کی وجہ سے متغیر ہو جائے گا لیکن تغیر پیدا کرنے والی چیز اس کی کچھ پرانہ کی۔ (ت)

(۷) اجماع عرف و شرع ہے کہ زوال اسم موجب زوال اطلاق ہے وقد تقدم فی تعریف مطلق

لا سیما التاسع (مطلق کی تعریفوں خصوصاً نویں تعریف میں گزر چکا ہے۔ ت) و لہذا بقید قرعے وضو ناجائز

سہ پر اجماع ہوا اگرچہ پانی اپنی رقت پر سہے وقد تقدم فی ۲۸۶ (۲۸۶ میں گزر چکا۔ ت)

(۸) اجماع ائمہ حنفیہ ہے کہ پانی کے اوصاف میں قلیل تغیر مانع اطلاق نہیں وقد تقدم فی ۱۱۶

(۱۱۶ میں گزر چکا ہے۔ ت)

یہ آٹھ اجماع واجب الاتباع ناقابل نزاع غیر صالح الاندفاع ہیں اور یہی مجدد اللہ تعالیٰ وہ میرا کامل

ہے جو اس کے مطلق کی تعریف و ضمیمہ میں گزرا و اللہ الحمد یہ احکام منقہ ہاتھ میں رکھ کر ضوابط کی طرف چلتے۔

ضابطہ ۱: کسی پھل یا پٹریا بیل یا چرن یا گھاس کے عرق یا حصا سے وضو جائز نہیں۔ قدری

ہو یا وہ قاریہ نفاذ یہ کثر اصطلاح عذر نوراً لایضاح مترون وغیرہ عامہ کتب میں ہے لایجوز بسا احتصر

من ثجیر او شعیر (درخت اور پھل کے گڑھے گتے پانی سے وضو جائز نہیں۔ ت) اور صحیح یہ کہ یہ حکم قاطع و مستقر و

معتبر سب کو عام ہے کہ مقدمہ ۲۵ (بیضا کہ بحث ۱۰۵ میں گزر چکا ہے۔ ت)

اقول هو عندی من فروع الاجماع میں کہتا ہوں کہ یہ میرے نزدیک پہلے اجماع

الاول حق فی قاطع الکرم وقد تقدم کے فروعات میں سے ہے حتی کہ انگور کے درخت

سے نکلنے والے قطروں کو شامل ہے اور یہ بات فی حاشیہ ۲۰۷۔

بحث ۲۰۷، حاشیہ میں گزر چکا ہے۔ (ت)

ضابطہ ۲ تا ۳: مطہر پانی کے ناقابل وضو ہوجانے کے لیے مترون معتدہ میں تین سبب ارشاد آئے:

(۱) زوال طبع آب

(۲) غلبۃ غیر

(۳) بلع یا غیر

اگرچہ بعض نے ایک سبب بیان کیا بعض نے دو بعض نے اجماع سبب اور ای سے تعبیر میں بھی جہا راست



مختلف انہیں مگر عند التفتیح بتوفیق اللہ تعالیٰ سب اُسی معیار کے دائرے میں ہیں عبارت یہ ہیں:

(۱) قدوری لا یحوثر ما غلب علیہ غیرہ فاحرجہ عن طبع الماء وکما انما قلی والمرق  
وعاء المنہرہ (۱) (وہ جو جاز نہیں ہے اُس پانی سے جس پر کسی دوسری شے کا غلبہ ہو گیا ہو اور اس کو پانی کی طبیعت  
سے نکال دیا ہو جیسے باقل کا پانی اور روج کا پانی - ت)

(۲) بذریعہ مشلہ واما احد عنہ وان ساد بعض الامشہ (۲) (بذریعہ اسی کی مثل ہے نہ کہ قدوری  
سے لیا ہے اگرچہ بعض شالوں کا اضافہ کیا ہے - ت)

(۳) وقایہ ولاماء شمال طبعہ بقلیۃ غیرہ اجزاء او بالطبع کما انما قلی والمرق (وقایہ  
میں ہے اور نہ اس پانی سے جس پر غیر کا بصورت اجزاء یا پکانے کے وجہ سے طبع ہو گیا ہو جیسے باقل کا پانی اور  
شورہ - ت)

(۴) نقایہ بتوضوہ الماء السماء والارض وان حلت بہ طاهر الا اذا اخرجہ عن طبع  
الماء او غیرہ طبع وهو مما لا یقصد بہ النقص (نقایہ میں ہے آسمان اور زمین کے پانی سے وضو  
کر کے اچھا اس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو الا یہ کہ اس کو پانی کی طبیعت سے غارت کر دیا ہو یا پکنے کی وجہ سے اس  
کو پانی کی طبیعت سے خارج کر دیا ہو - ت) (دوسری جہ - نہیں تہ - فہ مسئلہ جہ ہوتی ہے - ت)

(۵ و ۶) کثر و وافی لا بما تغیر کثرة الادویق او بالطبع او غلب علیہ غیرہ اجزاء  
(کثر و وافی میں ہے اس پانی سے وہ جو جاز نہیں ہو پانی کی کثرت یا پکنے یا غلبہ اجزاء کی وجہ سے بدل گیا ہو - ت)  
(۷) اصلاح لاماء شمال طبعہ بقلیۃ غیرہ احمر او تغیر بالصبغ معہ وهو مما  
لا یقصد بہ النقص (اصلاح میں ہے اس پانی سے وہ جو جاز نہیں جو اپنی طبیعت کو چٹا ہو دوسرے کے  
اجزاء کے طبع سے یا پکنے کی وجہ سے اور وہ چیز ایسی ہو جس سے نفاخت کا ارادہ نہ کیا جاتا ہو - ت)

|      |                          |              |                 |
|------|--------------------------|--------------|-----------------|
| ۶ ص  | طبع بمقباتی کا پور       | کتاب الطہارت | ۱۰ قدوری        |
|      |                          |              | ۱۱ بدیۃ المبتدی |
| ۸۵/۱ | طبع رشیدیہ دہلی          | کتاب الطہارت | ۱۲ شرح الوافیۃ  |
| ۲۵/۱ | طبع الاسلامیہ گنبد ایران | "            | ۱۳ جامع الرموز  |
| ۱۱/۱ | ایچ ایم سعید کینی کراچی  | میاہ الامور  | ۱۴ کثر لدقائق   |
|      |                          |              | ۱۵ اصلاح        |

(۸) طبعی لا بصاء خروج عن طبعہ بکثرة الادساق او بغلبة غیرہ او بالطبع کما الباقلا والصرق (نتجے میں ہے اس پانی سے وضو جائز نہیں جو چٹوں کی کثرت یا غیر کے غلبہ یا پکاتے کے سبب اپنی طبیعت کھو بیٹھا ہو جیسے باقلا کا پانی اور شوربہ۔ ت)

(۹) سقر زبعا ۱۰۰ مال طبعہ بالبطخ الصرق او بغلبة عیوہ علیہ (غریب میں ہے جس پانی کی طبیعت زائل ہو چکی ہو اس سے وضو جائز نہیں خواہ پکے کی وجہ سے یا غیر کے غلبہ کی وجہ سے۔ ت)

(۱۰) تنویر لا بعد مغلوب بطاھر ولا بمانا ان طبعہ بطبع کسرق (تنویر میں ہے جو پانی کسی پاک چیز کے ملنے سے مغلوب ہو چکا ہو یا پکے سے طبیعت کھو چکا ہو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ ت)

(۱۱) نور الایضاح لا بمانا الی طبعہ بالبطخ او بغلبة غیرہ علیہ آھ (نور الایضاح میں ہے جس پانی کی طبیعت پکے یا غیر کے غلبہ کی بنا پر زائل ہو چکی ہو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ ت)

اقول و ترکا ما ذکرہ من  
تلخیص الضابطۃ الشرعیۃ فان وضعہ مستون  
میں کتا پڑوں اُنہوں نے اس کے بعد جو ضابطہ  
زیعیر کی تفصیل ذکر کی ہے ہم نے سے ترک کر دیا ہے کیونکہ  
متون کو وہ بہ نقل کرنے کے لیے وضع کیا ہے نئی اہل  
کے لیے نہیں۔ (ت)

|      |                 |                         |                  |
|------|-----------------|-------------------------|------------------|
| ۲۸/۱ | عامر مصر        | تجرا اہارت بالاء المطلق | ۱۔ طبعی لا بکھر  |
| ۲۴/۱ | دار السعادة مصر | فرض الفسلی              | ۲۔ غزو           |
| ۳۴/۱ | مجتبائی دہلی    | باب المیاء              | ۳۔ تنویر الابصار |
| ص ۳  | علیہ لاہور      | کتاب الطہارة            | ۴۔ نور الایضاح   |

# ماخذ و مراجع

سجده و غایب

مصنف کتاب

نام کتاب

۱-

|      |                                                   |                                  |
|------|---------------------------------------------------|----------------------------------|
| ۳۱۶  | میرزا حسن بن علی بن محمد البندادی المعروف بالفاضل | ۱- ادرجوا فی الحدیث              |
| ۳۳۶  | ابو العباس احمد بن محمد الناطقی الحنفی            | ۲- الاجناس لی: ص ۲۰              |
| ۶۸۳  | عبدالله بن محمد (بن مودود) الحنفی                 | ۳- الاختیار شرح المختار          |
| ۲۵۶  | محمد بن یحییٰ البخاری                             | ۴- ادب المفرد البخاری            |
| ۹۲۲  | شهاب الدین احمد بن محمد القسطلانی                 | ۵- ارشاد الساری شرح البخاری      |
| ۹۵۱  | ابو مسعود محمد بن محمد النعادی                    | ۶- ارشاد یعقوب السیم             |
| ۱۲۲۵ | محمد بن علی بن محمد                               | ۷- ادرکان الادب                  |
| ۹۴۰  | شیخ ریحان الدین بن ابراهیم بن نجیم                | ۸- ان شفاء و نظائر               |
| ۱۰۵۲ | شیخ عبدالحق محمد بن الدبوی                        | ۹- شجرة طهات                     |
| ۳۸۲۰ | علی بن محمد الرزوی                                | ۱۰- اصول البزوی                  |
| ۹۴۰  | احمد بن سیدیان بن کمال یا شا                      | ۱۱- الاصطلاح طوقایة فی الفروع    |
| ۴۶۹  | قاسمی محمد بن عبد الله الشبلی                     | ۱۲- آکام المریان فی احکام النجاس |
| ۴۵۸  | قاسمی برهان الدین بریم بن علی طرسوسی الحنفی       | ۱۳- الفیض الوسیط                 |
| ۱۰۶۹ | حسن بن عمار الشرنبلالی                            | ۱۴- امداد الفتاح                 |
| ۴۹۹  | امام یوسف اوردیل الشافعی                          | ۱۵- انوار الائمة الشافعیة        |
| ۹۴۰  | احمد بن سلیمان بن کمال یا شا                      | ۱۶- ان یصباح طوقایة فی الفروع    |
| ۴۲۲  | عبد الملک بن محمد بن بشران                        | ۱۷- اغانی فی الحدیث              |
| ۲۶۳  | احمد بن محمد المعروف بابن اسی                     | ۱۸- الايجار فی الحدیث            |
| ۴۰۴  | احمد بن عبد الرحمن الشیرازی                       | ۱۹- الغائب الزهراء               |

- ٢٠ - بداية الصنائع  
 ٢١ - البداية (بداية المستدري)  
 ٢٢ - البحر الرائق  
 ٢٣ - البرهان شرح مواهب الرحمن  
 ٢٤ - بستان العارفين  
 ٢٥ - البسيط في الفروع  
 ٢٦ - البداية شرح الهداية  
 ٥٦٤ - علاء الدين ابى بكر بن مسعود الكاساني  
 ٥٩٣ - علي بن ابى بكر المصنفاني  
 ٩٤٠ - شيخ زين الدين بن ابراهيم باين نجم  
 ٩٢٢ - ابراهيم بن موسى الطرابلسي  
 ٢٤٢ - فقيه ابو العيث نصير بن محمد السمرقندي  
 ٥٠٥ - حجة الاسلام محمد بن محمد الغزالي  
 ٨٥٥ - امام بدر الدين ابو محمد العيني

## ت

- ٢٤ - تاريخ العروس  
 ٢٨ - تاريخ ابى حنا  
 ٢٩ - تاريخ البخاري  
 ٣٠ - التقيس والمزيد  
 ٣١ - تحرير لاصول  
 ٣٢ - تحفة الفقهاء  
 ٣٣ - تحقيق المسائل  
 ٣٤ - الترجيح والتمسح على القه وري  
 ٣٥ - التقرينات سنيده شرعية  
 ٣٦ - تفسير بن جرير (جامع البيان)  
 ٣٧ - تفسير البيهقي  
 ٣٨ - تفسير الجلالين  
 ٣٩ - تفسير الجمل  
 ٤٠ - تفسير القرطبي  
 ٤١ - تفسير الكبير  
 ١٢٠٥ - سيد محمد تقي الزبيدي  
 ٥٤١ - علي بن الحسن المثنى باين حنا  
 ٢٥٩ - محمد بن اسماعيل البخاري  
 ٥٩٣ - برهان الدين علي بن ابى بكر المصنفاني  
 ٨٩١ - كمال الدين محمد بن عبد الواحد بن الحام  
 ٥٢٠ - امام علاء الدين محمد بن احمد السمرقندي  
 ٤٢٠ - عبد العزيز بن احمد البخاري  
 ٨٤٩ - علاء قاسم بن قطلوبغا النسي  
 ٨١٩ - سيد شرف الدين علي بن محمد الجرجاني  
 ٣١٠ - محمد بن حمزة الطبري  
 ٦٩١ - عبد الله بن عمر البغدادي  
 ٩١١-٨ - علاء جلال الدين الحلبي وجلال الدين السيوطي  
 ١٢٠٣ - سليمان بن عمر الفهلي الشهير بالحلبي  
 ٦٤١ - ابو عبد الله محمد بن احمد القرطبي  
 ٢٦ - امام فخر الدين الرازي

|      |                                              |                                   |
|------|----------------------------------------------|-----------------------------------|
| ٤٢٨  | نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين النيشابوري  | ٣٢ - التفسير لنيشابوري            |
| ٩١١  | ابو زكريا يحيى بن شرف التوادى                | ٣٣ - تقريب القريب                 |
| ٨٤٩  | محمد بن محمد بن امير الحاج الحلبي            | ٣٤ - التقرير والتحميم             |
| ١٠٣١ | عبد الرؤف التوادى                            | ٣٥ - التيسير للتوادى              |
| ٤٢٣  | قز الدين عثمان بن علي الزطلي                 | ٣٦ - تبين الحقائق                 |
| ٨٥٢  | شهاب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني     | ٣٧ - تقريب التهذيب                |
| ٨١٤  | ابو طاهر محمد بن يعقوب النيرور آبادي         | ٣٨ - توير القبايس                 |
| ١٠٠٣ | شمس الدين محمد بن عبد الله بن احمد الترمذاني | ٣٩ - توير الاصدار                 |
| ٦٩٢  | محمد بن نصر المروزي                          | ٤٠ - تعظيم صفة                    |
| ٣٩٣  | ابو بكر احمد بن علي الخطيب البغدادي          | ٤١ - تاريخ بغداد                  |
| ٤٤٣  | عمر بن اسحق المبرقعي الهندي                  | ٤٢ - الترشيع في شرح الهداية       |
|      |                                              | <u>ج</u>                          |
| ٢٤٩  | ادريس محمد بن عيسى الترمذي                   | ٥٣ - جامع الترمذي                 |
| ٩٦٤  | شمس الدين محمد بن عبد الله بن                | ٥٤ - جامع الزمخشري                |
| ٢٥٩  | ابو محمد بن شمس البجلي                       | ٥٥ - الحاوي مع الصحيح للبخاري     |
| ١٨٩  | امام محمد بن حسن الشيباني                    | ٥٦ - الحاوي مع الصغير في الفقه    |
| ٢٦١  | مسلم بن حجاج القشيري                         | ٥٧ - الحاوي مع الصحيح لاسلم       |
| ٥٨٦  | ابو نصر احمد بن محمد العتاني                 | ٥٨ - جامع العقدة اوجامع العقدة    |
| ٨٢٣  | شيخ بهرام الدين محمود بن اسرائيل بن قاضي     | ٥٩ - جامع الفضولين                |
| ٣٢٠  | ابي الحسن عبيد الله بن حسين الكرخي           | ٦٠ - جامع الكندي                  |
| ٠    | برهان الدين ابراهيم بن ابو بكر الاطلسي       | ٦١ - جواهر الاغلاط                |
| ٩٨٩  | احمد بن تركي بن احمد اماكني                  | ٦٢ - الجواهر الزكية               |
| ٥٦٥  | ركن الدين ابو بكر بن محمد بن ابي مغازي       | ٦٣ - جواهر الفوائد                |
| ٨٠   | ابو بكر بن علي بن محمد الحمد اداسي           | ٦٤ - الجوهرة النيرة               |
| ٢٣٣  | يحيى بن معين البغدادي                        | ٦٥ - الجرح والمعدل في رجال الحديث |
| ٩١   | علاء الدين عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي     | ٦٦ - الحاوي مع الصغير في الحديث   |

|      |                                                 |                                       |
|------|-------------------------------------------------|---------------------------------------|
| ١٠٤٩ | محمد بن مصطفى أبو سعيد الخناري                  | ٩٤ - حاشية على الدرر                  |
| ١٠٥١ | أحمد بن محمد الشبلي                             | ٩٨ - حاشية ابن شبل على التبيين        |
| ١٠٥٣ | عبد الحيد بن عمر الرودي                         | ٩٩ - حاشية على الدرر                  |
| ٨٨٥  | قاضي محمد بن قراموز طاقسرو                      | ١٠٠ - حاشية على الدرر للاخسرو         |
| .    | علاء الدين سغلي                                 | ١٠١ - حاشية على المقطرة المشاوية      |
| ٩٣٥  | سعد الدين عيسى الكندي                           | ١٠٢ - الحاشية لمهدي آقندي             |
| ١١٤٣ | عبد الغني ابن بلبيس                             | ١٠٣ - المحيطة التنية شرح طريقة محمدية |
| ٩٠٠  | قاضي جمال الدين أحمد بن محمد نوح القابسي الحنفي | ١٠٤ - الحادي القدسي                   |
| ٣٤٢  | أبام إبراهيم نصير بن محمد السمرقندي الحنفي      | ١٠٥ - ماهر المسائل في الفروع          |
| ٣٣٠  | أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني             | ١٠٦ - حلية الاولياء                   |
| ٨٤٩  | محمد بن محمد ابن أمير الحاج                     | ١٠٧ - حية الحق                        |

|     |                                     |                      |
|-----|-------------------------------------|----------------------|
|     | قاضي جكن الحنفي                     | ١٠٨ - فرائد الروايات |
| ٥٣٢ | طاهر بن أحمد عبد الرشيد البخاري     | ١٠٩ - فرائد الفوائد  |
| ٤٣٠ | حسين بن محمد السمعاني السمرقندي     | ١١٠ - فرائد المفتين  |
| ٥٩٨ | حسام الدين علي بن أحمد الكلي الرازي | ١١١ - خلاصة ادراك    |
| ٥٣٦ | طاهر بن أحمد عبد الرشيد البخاري     | ١١٢ - خلاصة الفوائد  |
| ٩٤٣ | شهاب الدين أحمد بن عمر الكلي        | ١١٣ - خيرات الحماة   |

|      |                                         |                                    |
|------|-----------------------------------------|------------------------------------|
| ٨٥٢  | شهاب الدين أحمد بن علي بن حجر العسقلاني | ١١٤ - الدرر في تخرج احاديث الهداية |
| ٨٨٥  | قاضي محمد بن قراموز طاقسرو              | ١١٥ - العدد (درر الحماة)           |
| ١٠٨٨ | علاء الدين الحنفي                       | ١١٦ - الدرر المختار                |
| ٩١١  | علاء الدين عبد الرحمن السمرقندي         | ١١٧ - الدرر النشير                 |

- ٨٨ - ذخيرة العقبة يوسف بن يزيد الطلي (طلي)  
 ٨٩ - ذخيرة الضمادى برات الدين محمد بن احمد  
 ٩٠ - ذم لبيبة جده الله بن محمد ابن ابي الدنيا القرشي

## ح

- ٩١ - الرحاية محمد ابن عابد بن ابي  
 ٩٢ - رد المحتار ابو عبد الله محمد بن جده الرحمن المدمشي  
 ٩٣ - روضة الامارة في اختلاف الائمة ابو مردان عبد الملك بن حبيب السلي (القرطبي)  
 ٩٤ - رغبائب القرن شيخ رين الدين بابن نجم  
 ٩٥ - رقيق العشاء في وقت العشاء عثمان بن سعيد الدارمي  
 ٩٦ - رد على المجيبة

## ض

- ٩٤ - رد الفتاوى شيخ الاسلام محمد بن احمد الاسيماي التوفي او اخر القرن السادس  
 ٩٨ - زاد المعتر كمال الدين محمد بن جده الواحد المدوني بابن النمام  
 ٩٩ - زواجر الجواهر محمد بن محمد القرطبي  
 ١٠٠ - نبيات امام محمد بن حسن الشيباني

## س

- ١٠١ - سراج المودع ابو بكر بن علي بن محمد المداد الحنفي  
 ١٠٢ - السنن لابن ماجه ابو جده الله محمد بن يزيد ابن ماجه  
 ١٠٣ - السنن لابن منصور سعيه بن منصور الخزاساني  
 ١٠٤ - السنن لابن داود ابو داود سليمان بن اشعث  
 ١٠٥ - السنن للنسائي ابو جده الرحمن احمد بن شعيب النسائي  
 ١٠٦ - السنن للبيهقي ابو بكر احمد بن حسين بن علي البيهقي

١٠٤ - السنن لأبي قطن  
١٠٨ - السنن للدارمي

## ش

١٠٩ - الثاني

١١٠ - شرح لأربعين لمودى

١١١ - شرح الأربعين لمودى

١١٢ - شرح الأربعين لمودى

١١٣ - شرح الأشيلة والخطابة

١١٤ - شرح الجامع الصغير

١١٥ - شرح الدرر

١١٦ - شرح سفر السعادة

١١٧ - شرح السنة

١١٨ - شرح شريعة الإسلام

١١٩ - شرح مختصر الهدى للأسيوطي

١٢٠ - شرح الفقهين

١٢١ - شرح لمسلم السنوى

١٢٢ - شرح معاني الآثار

١٢٣ - شرح الموطأ لابن ماجة

١٢٤ - شرح المستدرج في رسم الفقه

١٢٥ - شرح المغني الصغير

١٢٦ - شرح مواهب اللدنية

١٢٧ - شرح منهاج الإمام مالك

١٢٨ - شرح المنهاج للسنوى

١٢٩ - شرح النفاية

١٣٠ - شرح الزاوية

علي بن حنبل الدار قطنى  
عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي

٣٨٥

٢٥٥

شمس الأئمة جبرائيل بن محمود الكردى

شهاب الدين أحمد بن حواللى

أبو بكر بن عتيق الدمشقى

علامته أحمد بن محمد بن الجوزى

أبو بكر بن حسين بن أحمد بن محمد بن أبي بكر

أبو بكر بن محمد بن حسين بن منصور

شيخ سميعة بن عبد الغنى النابلسى

شيخ عبد الله بن محمد بن المطهر

حسين بن منصور النوى

أبو بكر بن محمد بن عبد الله بن محمد

أبو عبد الله أحمد بن منصور النوى الأسبغاني

شيخ أبو بكر بن محمد بن شرف السنوى

أبو بكر بن محمد بن محمد الطحاوى

عبد البر بن محمد بن محمد بن محمد

محمد بن ابن عابد بن الشافعى

شيخ أحمد بن محمد بن محمد بن محمد

علامته محمد بن عبد الباقي الزرقانى

علامته محمد بن عبد الباقي الزرقانى

شيخ أبو بكر بن محمد بن شرف السنوى

مولانا عبد الله بن محمد بن محمد

صدر الشريعة عبد الله بن منصور

٩٤٣

١٠٦

٩٤٨

١٠٩٩

٥٩٢

١٠٦٢

٥٥٢

٥١٦

٩٢١

٣٨٠

٩٤٦

٣٢١

٩٢١

١٢٥٢

٩٥٦

١٠٢٢

١٠٢٢

٩٤٦

٩٣٢

٤٤٤



- ١٣١ - شرح الهداية  
 ١٣٢ - شرح الاسلام  
 ١٣٣ - شعب اليمان  
 ١٣٤ - شرح الجامع الصغير  
 ١٣٥ - شرح الجامع الصغير  
 ١٩٠ - محمد بن محمد بن محمد ابن شحنة  
 ٥٤٣ - امام الاسلام محمد بن ابي بكر  
 ٣٥٨ - ابو بكر احمد بن حسين بن علي البستي  
 ٢٨٠ - احمد بن منصور واهل الاسبيعي  
 ٥٢٦ - عمر بن عبد العزيز الحنفي

### ص

- ١٣٦ - صراح الجوهري  
 ١٣٧ - صبح ابن حبان  
 ١٣٨ - صبح ابن خزيمة  
 ١٣٩ - الصمد  
 ٢٩٢ - اسماعيل بن حماد الجوهري  
 ٣٥٢ - محمد بن حبان  
 ٣١٠ - محمد بن اسحاق ابن عروة  
 ٢٩٠ - تقريباً ابو فضل محمد بن عمر بن خالد القرشي

### ط

- ١٣٠ - الطحاوي على الدر  
 ١٣١ - الطحاوي على المراقي  
 ١٣٢ - الطحاوي المحمدي  
 ١٣٣ - طلبة الطلبة  
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوي  
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوي  
 ٩٨١ - محمد بن بزر على المعروف ببركل  
 ٥٣٤ - نجم الدين عمر بن محمد الفسفي

### ع

- ١٣٤ - عروة اشاري  
 ١٣٥ - عروة  
 ١٣٦ - حفاية القاضي  
 ١٣٧ - عيون المسائل  
 ١٣٨ - عقود الدرر  
 ١٣٩ - عروة  
 ١٥٠ -  
 ٨٥٥ - طاهر بن الدين ابني محمد بن احمد الصفي  
 ٤٨٩ - اكل الدين محمد بن محمد ابنا برقي  
 ١٠٩٩ - شهاب الدين المعالي  
 ٣٤٨ - ابو اليت نصير بن محمد السمري  
 ١٢٥٢ - محمد امين ابن عابدين الشامي  
 ١٠٣٠ - كمال الدين محمد بن احمد المشير بطا مشكوري

- ١٥١ - غاية البيان  
 ١٥٢ - غرر الامكام  
 ١٥٣ - غريب الحديث  
 ١٥٤ - غرر عيون البصائر  
 ١٥٥ - غنية ذوات الحكام  
 ١٥٦ - غنية المستقل
- ٤٥٨ - شيخ قوام الدين امير كاتب ابن امير المقاتلاني  
 ٨٨٥ - قاضي محمد بن ذامر طائفي  
 ٢٢٠ - ابو الحسن علي بن مغيرة البغدادي المعروف باسم  
 ١٠٩٨ - ابن محمد الجوهري  
 ٠٩٩ - حسن بن محمد بن علي الشربلاني  
 ٩٥٦ - محمد بن ابراهيم بن محمد الحلي

## ف

- ١٥٧ - فتح باري شرح البكري  
 ١٥٨ - فتح القدير  
 ١٥٩ - فتاوى الشافعي  
 ١٦٠ - فتاوى بزازية  
 ١٦١ - فتاوى نجم  
 ١٦٢ - فتاوى خيريه  
 ١٦٣ - فتاوى سرجه  
 ١٦٤ - فتاوى مطايع بن كزوه  
 ١٦٥ - فتاوى غياثيه  
 ١٦٦ - فتاوى قاضي خان  
 ١٦٧ - فتاوى بهديه  
 ١٦٨ - فتاوى طهيريه  
 ١٦٩ - فتاوى دوله ليه  
 ١٧٠ - فتاوى الكبري  
 ١٧١ - فتاوى الكبري  
 ١٧٢ - فتح المعين
- ٨٥٢ - شباب الدين احمد بن علي ابن محمد السقلافي  
 ٨٦١ - كمال الدين محمد بن عبد الواحد باين الهام  
 ٥٣٤ - امام نجم الدين الشافعي  
 ٨٢٤ - محمد بن محمد بن شهاب بن ابي بنات
- ١٠٨١ - علامه خير الدين بن احمد بن علي الرمي  
 ٥٤٥ - سراج الدين علي بن عثمان الادبي  
 عطاء بن حمزه السقلافي  
 داود بن يوسف الخليلي  
 ٥٩٢ - حسن بن منصور قاضي خان  
 بمصنف طاراد بنك زيب عالمكير  
 ٦١٩ - طهير الدين ابو بكر محمد بن احمد  
 ٥٢٠ - جدار شيبه بن ابي حنيفه الدواليجي  
 ٥٣٩ - امام صدر الشيعه حسام الدين عمر بن عبد العزيز  
 ١٥٠ - الامام الاعظم ابي حنيفه نعمان بن ثابت الكوفي  
 سيد محمد ابي السعود الحنفي



٢٠ - علاء الدين عبد العزيز بن أحمد بن قناري  
علامته المقدسي

٤٦٨ - ابن الدين عبد الرزاق بن وسيل بن المشقي

٩٤٥ - علاء الدين علي المتقي بن حمام الدين

٨٠٠ - جلال الدين بن شمس الدين الخزازي تقريباً

٩٤٣ - شباب الدين احمد بن جبر المنكبي

٤١٠ - عبد الله بن احمد بن محمود

٣٠٥ - ابو عبد الله الحاكم

٤٨٩ - شمس الدين محمد بن يوسف دمشقي الكلائي

٣٥٣ - محمد بن جابر التميمي

١٩٨ - يحيى بن سعيد القطان

٦٨١ - عبد الله بن محمد بن ابي اسحاق النخعي

١٨٠ - جابر بن محمد بن جابر بن عيسى

١٠٥٢ - ملا رشيد بن عبد الحق المحدث الديلمي

٩١١ - ملا جلال الدين عبد الرحمن بن محمد البوسلي

٨٠١ - شيخ عبد اللطيف بن عبد العزيز بن الملك

٣٨٣ - بحر خواهرزاده محمد بن حسن البخاري النخعي

٢٨٢ - شمس الدين محمد بن احمد السرخسي

٩٩٥ - نور الدين علي الهادي تقريباً

٩٨١ - محمد طاهر المصديقي

٥٥٠ - احمد بن عيسى بن عيسى

٤٨ - شيخ جعفر بن محمد بن سليمان المعروف بهاداد بن

١٩٦ - كشف الاسرار

١٩٤ - كشف الرمز

١٩٨ - كشف الاستار عن زوائد البزار

١٩٤ - كنز المعاني

٢٠٠ - الكفاية

٢٠١ - كنف الرماح

٢٠٢ - كنهه في مناقب

٢٠٣ - كنى بلى كنى

٢٠٣ - الكواكب الدراري

٢٠٥ - كتاب الجرح والتعديل

٢٠٦ - كتاب معاني

٢٠٨ - كتاب الرمز

٢٠٩ - المكشوف عن مناقب الحسين

٢١٠ - لمعات تنقيح

٢١١ - لفظ الرماح في اخبار الجان

٢١٢ - مبدق الارباب

٢١٣ - مسوط خواهرزاده

٢١٤ - مسوط السرخسي

٢١٥ - مجرى انه شرح مشقق الابجد

٢١٦ - مجمع بحار الانوار

٢١٧ - مجموع النور

٢١٨ - مجمع الانهر

|     |                                             |                                              |      |
|-----|---------------------------------------------|----------------------------------------------|------|
| ٦١٩ | الحيط البرباني                              | امام بريان الدين محمود بن تاج الدين          | ٦١٩  |
| ٦٢٠ | الحيط الرضوي                                | رضي الدين محمد بن محمد السرخسي               | ٦٢١  |
| ٦٢١ | مقالات النوازل                              | بريان الدين علي بن ابني بكر المرعشي          | ٥٩٣  |
| ٦٢٢ | مختار الصحاح                                | محمد بن ابني بكر عبد القادر الرازي           | ٦٦٠  |
| ٦٢٣ | الفتارة في الحديث                           | ضياء الدين محمد بن عبد الواحد                | ٦٢٣  |
| ٦٢٣ | المختصر                                     | علاء جلال الدين السيوطي                      | ٩١١  |
| ٦٢٥ | مدخل الشرح الشريف                           | ابن الحاج ابني عبد الله محمد بن محمد العبدري | ٤٣٤  |
| ٦٢٦ | مراقي الفلاح بما دأب الفلاح شرح نور الايضاح | حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي                | ١٠٦٩ |
| ٦٢٦ | مرقات شرح مشكوة                             | علي بن سلطان علي قاري                        | ١٠١٣ |
| ٦٢٨ | مرقات الصور                                 | علاء جلال الدين السيوطي                      | ٩١١  |
| ٦٢٩ | مستخلص الحقائق                              | ابراهيم بن محمد الحنفي                       |      |
| ٦٣٠ | المشتركة للحاكم                             | ابو حبيب الله الحاكم                         | ٢٠٥  |
| ٦٣١ | المستصفي                                    | حافظ الدين بن عبد الله بن احمد النسفي        | ٤١٠  |
| ٦٣٢ | مسلم الثبوت                                 | عبد الله البهاري                             | ١١١٩ |
| ٦٣٣ | مسند ابني داود                              | سليمان بن داود الكيالسي                      | ٢٠٣  |
| ٦٣٤ | مسند ابني يعقوب                             | احمد بن علي الموصلي                          | ٣٠٤  |
| ٦٣٥ | مسند اسحق ابن راهوية                        | حافظ اسحق ابن راهوية                         | ٢٣٨  |
| ٦٣٦ | مسند الامام احمد بن حنبل                    | امام احمد بن محمد بن حنبل                    | ٢٤١  |
| ٦٣٦ | مسند البزار                                 | ابو بكر احمد بن عمرو بن عبد الحافي البزار    | ٢٩٢  |
| ٦٣٨ | مسند عبد بن حميد                            | ابو محمد عبد بن محمد حميد الكشي              | ٢٩٢  |
| ٦٣٩ | مسند الفردوسي                               | شهر دار بن شيرويه الديلمي                    | ٥٥٨  |
| ٦٤٠ | مصابيح النير                                | احمد بن محمد بن علي                          | ٤٤٠  |
| ٦٤١ | المصنف                                      | حافظ الدين بن عبد الله بن احمد النسفي        | ٤١٠  |
| ٦٤٢ | مصنف ابن ابني شعبة                          | ابو بكر عبد الله بن محمد احمد النسفي         | ٢٣٥  |
| ٦٤٣ | مصنف عبد الرزاق                             | ابو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني          | ٢١١  |
| ٦٤٤ | مصابح العربي                                | امام حنبل بن محمد الصنعاني الهندي            | ٦٥٠  |

|      |                                            |                              |
|------|--------------------------------------------|------------------------------|
| ٢٣٠  | ابو نعيم احمد بن عبد الله الحنبلي          | ٢٢٥ - معرفة الصحابة          |
| ٢٦٠  | سليمان بن احمد الطبراني                    | ٢٢٦ - المعجم الاوسط          |
| ٢٦٠  | سليمان بن احمد الطبراني                    | ٢٢٤ - المعجم الصغير          |
| ٢٦٠  | سليمان بن احمد الطبراني                    | ٢٢٨ - المعجم الكبير          |
| ٤٢٩  | قوام الدين محمد بن محمد البخاري            | ٢٢٩ - معراج الدراية          |
| ٤٢٢  | شيخ دولي الدين العراقي                     | ٢٥٠ - مشكاة المصابيح         |
| ٦٩١  | شيخ عمر بن محمد الجبازي الحنفى             | ٢٥١ - المفتى في الاصول       |
| ٦١٠  | ابو الفتح تاج الدين بن عبد السيد المطري    | ٢٥٢ - المغرب                 |
| ٢٢٨  | ابو الحسين احمد بن محمد القدوري الحنفى     | ٢٥٣ - مختصر القدوري          |
| ٩٢١  | يعقوب بن سيارى على                         | ٢٥٣ - مناجى الجنان           |
| ٥٠٢  | حسين بن محمد بن مفضل الاصفهاني             | ٢٥٥ - المفردات للامام راغب   |
|      | ابو العباس عبد الله بن ابي العشاوى المالكي | ٢٥٦ - القدوة العشادية        |
| ٥٥٦  | ناصر الدين محمد بن يوسف المسينى            | ٢٥٤ - الملتقط في فتاوى مصرى  |
| ٨٠٤  | نور الدين على بن ابي بكر البيهقي           | ٢٥٨ - مجمع الزوائد           |
| ٨٢٤  | محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز              | ٢٥٩ - مناقب الكروى           |
| ٢٠٤  | عبد الله بن على ابن جادود                  | ٢٦٠ - المنتقى في الحديث      |
| ٢٣٢  | الحاكم الشهير محمد بن محمد بن احمد         | ٢٦١ - المنتقى في فروع الحديث |
| ١٢٥٢ | محمد بن ابن عامر بن الشامي                 | ٢٦٢ - منحة الخلق             |
| ١٠٠٣ | محمد بن حبيب الله التمر تاشي               | ٢٦٣ - منحة الفقار            |
| ٩٥٦  | امام ابراهيم بن محمد الحلبي                | ٢٦٣ - طلقى الابكر            |
| ٦٤٦  | شيخ ابو بكر يحيى بن شرف الزواوى            | ٢٦٥ - منهاج                  |
| ٦٩٢  | منظر الدين احمد بن على بن شعب الحنفى       | ٢٦٦ - مجمع البحرين           |
|      | شيخ عيسى بن محمد ابن ابيناج الحنفى         | ٢٦٤ - المبين                 |
| ٢٥٦  | عبد العزيز بن احمد الحلواني                | ٢٦٨ - المبسوط                |
| ٥١٠  | الحافظ ابو الفتح نصر بن ابراهيم الهروى     | ٢٦٩ - مستند في الحديث        |

|     |                                  |                                 |
|-----|----------------------------------|---------------------------------|
| ٢٦٢ | يعقوب بن شعبة السدوسي            | ٢٤٠ - المسند الكبير             |
| ٤٠٥ | سديد الدين محمد بن محمد الكاشغري | ٢٤١ - نية المصلي                |
| ١٤٩ | امام مالك بن انس المدني          | ٢٤٢ - موطا امام مالك            |
| ٨٠٤ | نور الدين علي بن ابي براهيم      | ٢٤٣ - موارد النظار              |
| ٩٢٢ | احمد بن مظفر الرازي              | ٢٤٤ - مشكلات                    |
| ٢٤٦ | ابن النخعي ابن محمد الشافعي      | ٢٤٥ - مناهج                     |
| ٩٤٢ | عبد الوهاب الشافعي               | ٢٤٦ - ميزان الشريعة الكبرى      |
| ٤٢٨ | محمد بن احمد الذهبي              | ٢٤٧ - ميزان الاعتدال            |
| ٢١٠ | احمد بن موسى ابن مردويه          | ٢٤٨ - المستخرج على صحيح البخاري |
| ٢٢٤ | محمد بن جعفر الخزازي             | ٢٤٩ - مكارم الاخلاق             |

www.alukah.net

## ن

|      |                                            |                                          |
|------|--------------------------------------------|------------------------------------------|
| ٤٢٥  | عبد الله بن مسعود                          | ٢٨٠ - النفاية مختصر الوفاة               |
| ٤٦٢  | ابو محمد عبد الله بن يوسف النخعي           | ٢٨١ - نصب الراية                         |
| ١٠٩٩ | حسن بن عمار بن علي الشيرازي                | ٢٨٢ - نور الايضاح                        |
| ٢٢١  | عصام الدين حسين بن علي السفناقي            | ٢٨٣ - النهاية                            |
| ٦٠٩  | محمد الدين مبارك بن محمد الجزري ابن اشير   | ٢٨٤ - النهاية لابن اشير                  |
| ١٠٠٥ | عسمر بن نجيم المصري                        | ٢٨٥ - المنهاج                            |
| ٢٠١  | يشام بن عبيد الله المازني النخعي           | ٢٨٦ - قواعد في الفقه                     |
| ١٠٣١ | محمد بن احمد المعروف بن شاذلي زاده         | ٢٨٧ - نور العين                          |
| ٢٤٦  | ابو الليث نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي | ٢٨٨ - التوازل في الفروع                  |
| ٢٥٥  | ابو عبد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي    | ٢٨٩ - قواعد الاصول في معرفة اخبار الرسول |

## ز

- ٢٩٠ - الوافي في الفروع  
 ٢٩١ - الوجيز في الفروع  
 ٢٩٢ - الوقاية  
 ٢٩٣ - الرسيط في الفروع
- ٤١٠ - جده الله بن احمد النسفي  
 ٥٠٥ - ابراهيم بن محمد بن محمد الغزالي  
 ٦٤٣ - محمود بن صدر الشريعة  
 ٥٠٥ - ابن حاتم بن محمد بن محمد الغزالي

## هـ

- ٢٩٢ - الهداية في شرح البداية  
 ٥٩٢ - برياق الدين علي بن ابي بكر المرقيني

## ي

- ٢٩٥ - اليراقيت والخواهر  
 ٢٩٦ - ينابيع في معرفة الأصول
- ٩٤٣ - سيده عبد الوهاب الشعراني  
 ٤٦٩ - ابي عبد الله محمد بن رمضان الرومي